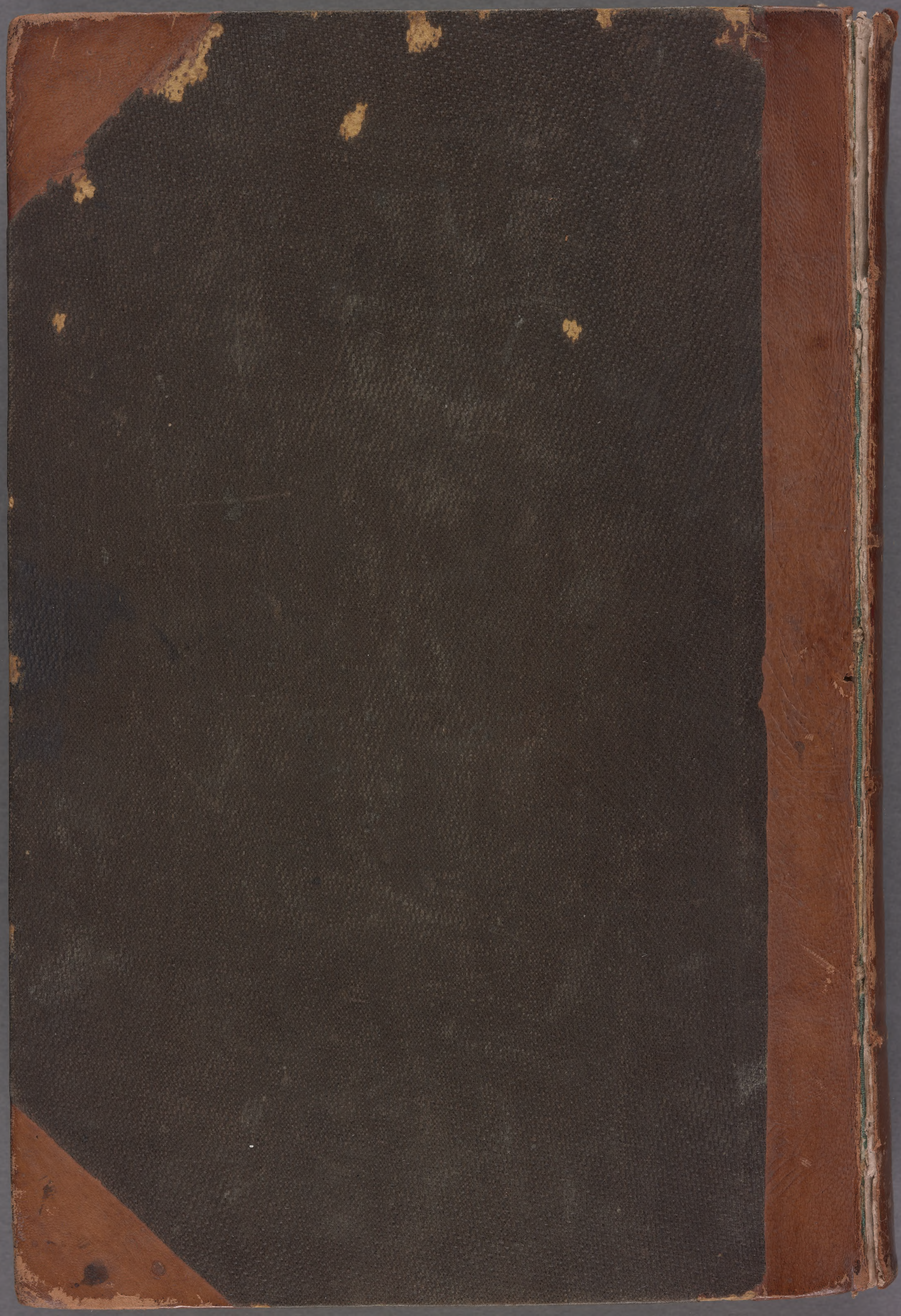




...iwa
...peror
...DAY, Aug. 19.
...lverpool & New
...tates.
Records.

طلسم ہوشربا جلد پنجم
حصہ دوم

No 16

se...
Ind...
ment,...
memb...
organ...
Prince...
dition...
also a...
commi...
The...
be to c...
should...
the cre...
direct...
by the...
resour...
the ass...
tionate...
burde...
is not...
tions...
balan...
states.

To...
is bei...
of...
imp...
visio...

طلسم ہوش ربا
جلد پنجم
حصہ دوم
۱۴

14

TILISM
HOSH
RUBA
Vol.
V
Part
II



March
April
May
June
July
August
Middling Spot

EGYPTIA

LIV

November
December
January
March
May
July
Spot

کلام سحر تاثیر

تقریر مرصع

حصہ دوم

ترجمہ داستان

بار دوم

گوی شیرین

سرآمد اہل فن رشک

لکھنؤ

RD. Bilhete Postal.

Levelezö-Lap.

erselle.

بیمن چمن پیرای کون و مکان کارفرمای ماشاٴن کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا ے
جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا اعنے



تصنیف ناظم دثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلّی ہوئی

جز
ورق

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اُسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے معلوم کر سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

الف لیلہ بالتصویر - مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علی خان تخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شایقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشید قابل دید ہین -

الضاً - حسب مراتب بالا -

الف لیلہ بغیر تصویر - ترجمہ منشی طوطارام شایان -

مجموعہ افسانہ دلپذیر - جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام معروف بہ ٹیلس مصنفہ شکسپیر صاحب نامی سے جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جنسے نتایج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی -

فسانہ عجائب جلی قلم - بالتصویر بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی سرور -

فسانۂ عجائب - متوسط قلم -

الضاً - باریک قلم بلا تصویر -

قصۂ موتی و ہنولہ - ذخیرۂ پند خردمندانہ -

قصۂ گل صنوبر - از منشی ہیم چند -

سروش سخن - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخرالدین حسین مودودی -

الضاً - حسب مراتب بالا - غیر مطبع -

طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون -

قصۂ اگر گل -

قصۂ گوپی چندر بھرتری -

سنگاسن بتیسی نثر -

قصۂ گل بکاولی - از منشی نہال چند -

بیتال پچیسی - بالتصویر قصہ مشہور -

نوطرز مرصع - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد

قصۂ سورج پور - حصہ اول از منشی جرنجی لال -

قصۂ ماہ رمضان - از عبد اللہ خان -

فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب

قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال صاحب -

بیمن چمن آرای کون و مکان و کارفرمای ماشاء ان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوشربای جادو
تقریر نوعروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا اعنی



تصنیف ناظم دُر نثار زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران در میان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بحلیہ طبع محلی ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنائے خالق اکرم بانی بنائے طلسم عالم منشی لوح و قلم صانع صنعت آدم حیّ قدیر سمیع و بصیر علیم و خبیر رزاق مطلق شاہ و فقیر لنظم مصنف

فتاح و علیم و ربِّ اکرم — از کن شدہ خلق جملہ عالم
افلاک و زمین و کوہ و دریا — اک حکم سے سب ہوے یہ پیدا
رزّاق و رحیم ہی تری ذات — کیا غم کہ کریم ہی تری ذات
ای مدرک و حیّ سائرِ غیب — ای حاکم خالق بلاریب
ای خالق و قادر توانا — عالم میں نہیں شریک تیرا
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر — عصیان کے حجاب سے ہوں مضطر
عصیان کے حجاب سے مفر دے — دامن گلِ آرزو سے بھر دے
ای ذرہ نواز اس قمر پر — جلدی اب مہر کی نظر کر

نعت جناب اشرف انبیا محبوب خدا صاحب قاب قوسین او ادنی اعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لنظم مصنف

ای شاہد طبع نازِ دِکھلا — نغمے بڑھ بڑھ کے آج گرنا
لکھ نعت رسول با کرامت — نوبادہ گلشن رسالت

روشن کن شمع خانۂ دین　　مہر افلاک عزّ و تمکین
محبوب خدا لقب ہی تیرا　　واجب سب پر ادب ہی تیرا
معراج ہوئی بزینت و زین　　اونے رتبہ ہی قاب قوسین
پردے پردے کے وہ مطالب　　ظاہر کیے حق نے سب مراتب
روشن ہی یہ معجزہ جہان پر　　دو ٹکڑے کیا قمر برابر
مجھ عاجز و خستہ کی زبان کیا　　نکتہ جو تری صفت مین لکھتا
سُن لے مری ای حبیب داور　　ہی بار گنہ کا میرے سر پر
عصیان کے عذاب سے بچالے　　اس غم سے ہین میرے لب پہ نالے
پر دل نے کہا جو یا محمدؐ　　سب مشکلین ہو گئین وہین رد

منقبت جناب حیدر کرّار وصی احمد مختار زوج زہرا ے نامدار باپ شبّر و شبیر کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت　　ہو شرب شراب مثل شربت
مینا ے قلم ہی پر سر جوش　　کر دے مئی سرخوشی سے مدہوش
دل مین جب لطف می سمایا　　ساقی کوثر کا یاد آیا
اُس ساقی آفتاب ضو کا　　ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
حیدر صفدر لقب ہی تیرا　　اعلیٰ سب سے نسب ہی تیرا
تجھ سا نہوا نہو گا نامی　　معراج مین تھے نبی کے حامی
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا　　سلمان کو شیر سے بچایا
ظاہر مین ہوے بھی تھے نہ پیدا　　جس وقت یہ معجزہ دکھایا
جب جمع ہوے تھے جل کے ناری　　آفت مین پھنسے خلیل باری
اس نام کا دھیان آگیا جب　　آتش گلزار ہو گئی سب
یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن　　بھائی انکے ہوے جو دشمن

دل مین اُنکے یہی سمایا　　اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
نام آیا زبان پر علیؑ کا　　تاریک کنوئن تھا قصر زیبا
اس درجہ رجوع کی بصد جاہ　　آخر ہوے مصر کے شہنشاہ
کیا کوئی لکھیگا زور حیدر　　اس باب مین ہی گواہ خیبر
زور دستِ یداللّٰہی پر　　آگہ جبریل کے ہین شہپر
مرحب سا دہ دیو خوک پیکر　　اِک حملہ مین دو ہوا برابر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے　　سکّے ہین تری شجاعتون کے
پیدا ہوے کعبہ مین بصد جاہ　　یہ نور ہین کبریا کے واللہ
دوشِ احمد پہ پانون رکھکر　　کعبہ سے کیا بتون کو باہر
کام آتے ہین یہ مصیبتون مین　　حیدر ہین شریک آفتون مین
اے چرخ نبی کے بدر کامل　　آسان ہو قمر کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والاتمکین حصّہ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اِس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعۂ آہن حصار کو فتح کرکے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین لقا بمقابلہ سعد بن قباد بہ مدد سلیمان عنبرین ہوے کوہی فروش ہی نامۂ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہوکر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس و پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لیکر ششدر و مضطر طرف کوہ باور کے جاتا ہی اِن سب کے حالات اپنے اپنے مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول ہنر پروشت جرأت یلہ تازیدان جلالت

برہم زن لشکر ساحران ہیبرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت آل گوہر بے بہاے قلزم طرّاری نہنگ بحر زخار عیّاری خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیّہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین و عشق ملکہ لالان خون قبا دختر شہ داود سے و ذکر حصول لوح بہ عیّاری خواجہ عمرو

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی لاجواب
شراب مضامین کی خواہش ہوئی
شراب کہن مین نیا لطف ہی
نیا رنگ مضمون دکھا ساقیا
پلا دے جو اک جام ای گلعذار
ہراک جا یہ ہون چیت فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم مین گل کھلین
کشش ہو ہر اک حرف کی زلف حور
تجلی طرح قمر دیکھ لین
ہون خوش ہمصفیران باغ جنان

قمر کو ہوئی خواہش آفتاب
مجھے جام صہبائے گلگون پلا
بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہی
شراب مصفا کی ہی جستجو
کھلے دفتر نظم باغ و بہار
ہراک حرف ہو غنچۂ گلستان
کہ خار الم باغیون کو ملین
دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان
اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین

ترے میکدے مین جو کاہش ہوئی
کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا
مئے ارغوانی پلا ساقیا
پلا جلد ای ساقیِ ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام
ہراک نقطۂ خال رُخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہون السطور
جلین سبز بختان باغ جہان
دکھائین مضامین گلزاریان

چہرہ رہ نوردانِ غریب الوطن و طی کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے سروسامان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف متانت شعارانِ فرخندہ روز رہ عشق کرتے ہین یون سر سے طے اول دو کلمۂ افراسیاب بیان ہوتے ہین جبکہ افراسیاب طلسم معنبر نیسکر پر سرکوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار وسر سے برق انداز مع ابرق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ زرہ پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے کیا باغ سیماب مین اسد آ کر پہونچ گیا افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرحلے شکست کراتے ہوئے اُس راہ پُر خطر کے بند و بست کرتے ہوئے باغ سیماب مین پہونچے وکر لڑائی کا بہت طول طویل ہی اُسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہی سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جاکر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھکر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا نہ مار سکا بالتصریح پھر بیان کرونگا اب

سب صاحب یہ بتلائین کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب ایسا خیرخواہ کہان سے لاؤن سیماب سیری محبت مین کشتہ ہوا ایسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا ایسا افسوس محبت نپاؤنگا اپنی اپنی موافق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادو زوجہ مصور نے جواب دیا ای شہنشاہ وہ صلاح بتلاؤن کہ اگر سامری وجمشید قصد کرین لوح نہ پاسکین دیو میرا خداوند داد ساحر انغا بڑا ہی کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیتا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھ لے خداوند ہی تمھارا ابھارا پیدا کرنے والا ہی اگر اُسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش علی پر بھجوا دیگا فرشتون کے پاس رکھیگا سب کچھ اُسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانینگے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اس فصاحت وبلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا ای صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اُسکو امورات خدائی سے کب مہلت ہی صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لیکر چلین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح اُنکے سپرد کرین مدت سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھوا لینگے مسلمانون سے لڑائی ہی جان کا خوف بھی رہتا ہی جب خداوند عمر بڑھا کر لوح محفوظ پر وہ سن تحریر کردینگے پھر کوئی مسلمان ہمکو نہ مار سکیگا افراسیاب کو یہ باتین بہت پسند آئین جواب دیا ای قدرت کی بھاوج کیا معقول بات کہی ہی مگر احتیاط واجب و لازم ہی ایسا نہو کہ کسی طور سے ساربان زادہ دربار مین خداوند کے پہونچ جاے عرضی لیکر عیار بچیان جائین مگر ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھ آئین کہ اور اُس دربار مین کوئی عیار تو نہین پہونچا صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہی افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب خداوندی بعد اُسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف کا

خداوند عرض ہو یہ قبول — بندۂ خاص سامری ہو ملول
ہو یہ مقبول عرض پردازی — اپنے بندے کی ہو سرافرازی — اہل اسلام سرکشی پر ہین
آپ ہی اب معین یاور ہین — وقت امداد و دستگیری ہی — آپ کی دی ہوئی امیری ہی

یہ عرضی خدمت فیضدرجت مین پہونچتی ہی امیدوار ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمایئے اپنی خدمت مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا بندۂ قدیم کو کب روشن ضمیر دشمن ہوگیا ہی لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب

پہونچا یا مگر یہ بندۂ حقیر آپکا لڑ بھڑ کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہون بخوف
عیاران لوح لیے بیٹھا ہون مشکل آسان کیجیے مجبس رنج والم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر
صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھ آؤ ایک
ایک امیر و وزیر و مشیر و خدمتگار چوبدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بانہا
عیاری سے آراستہ ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ صرصر شمشیر زن کے
افراسیاب نے برائے انتظام و احتیاط صبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی زبانی بھی
سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤدیہ کے چلی ان دونون کو راہ
مین چھوڑیے اب دو کلمہ داستان اسد عالیمقدار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہ باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنکر
مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہے ای اسد
نامدار خواجہ عمرو نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہے نہ لے سکا
افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بد نصیب کا مرنا بہتر تھا
اب چلکر کسی مقام پر جان دین اپنا خون اپنی گردن پر لین اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاونگا
ای اسد انصاف شرط ہے خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی مین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی
تدبیر تو خواجہ عمرو کر رہے ہین ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے انکو بچایا پروردگار ایسا
سامان کرے مجھ بد نصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت مین باباجان کی پہونچ جائین یقین ہے مادر مہربان
جناب ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر آسیر باتوقیر حق شیر بجل کرینگی دو چار دن روئینگی آخر دل
بہل جائیگا ای اسد بڑا افسوس یہ ہے کہ ہمارا لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم مین آگیا ہے
ہمارے انتقال کی خبر سنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کم سن کیا کر سکیگا افراسیاب گرگ باران
دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری مین یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر
مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ کلیجہ تھا سالہا سال اُس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان
کے معرکے پڑے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑ سکے کون ایسا ساحر ہے جو اُسکے سامنے ٹھہر سکے
پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر و فریب سے افراسیاب پکڑ لیگا ان خیالات مین ملکہ رشک جبین کا

بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا اشعار مصنف

اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
ادبار نے سب طرف سے گھیرا
کب تک چشم فلک مین کھٹکون
بتلا تو کہ مین کہان ہون اے شوق
ذرے مرے سر چڑھے ہین آکر
کانٹے تلوون کو چومتے ہین
ہر گام پہ دیتے ہین خلش خار
جنگل دیتا ہی اپنا دامن
کیون اتنا مجھے ستا رکھا ہی
تنہائی ہی میری حال پرسان
ہی خوف کہ راستہ نہ بھٹکون
گھیرا ہی حصار گرد غم سے
خوش ہین مجھے خاک مین ملا کر
دشمن کی بھی دوستی ستم ہی
آنکھون مین جہان ہی شیرہ و تار
کہتا کبھی اے فلک یہ کیا ہی
کیون دل کو مرے دُکھا رکھا ہی
مین صورت زلف ہون پریشان
پس ماندۂ کاروان ہون اے شوق
جنگل کو بھی ہی غبار ہمسے
گرد اپنے بگولے گھومتے ہین
یہ اور بھی میرے حق مین سم ہی
عریانی ہی بسکہ جامۂ تن
ایذا سہین کب تلک یہ کیا ہی
مین نے ترا کیا کیا ہی ظالم
کب کا یہ عوض لیا ہی ظالم

خار الم دل مین کھٹکتا ہوا سر پٹکتا ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا ایک جانب دریاے قہار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت مصیبت و سرگشتۂ وادی بلا و محنت زیر سایہ نخل بیٹھا اس سوچ مین کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن سختی اُٹھاؤن اپنے کو دریا مین گرا دون بحر زخار مین ڈوبون جسکی آبروریزی ہو چکی ہو اُسکے واسطے یہی بہتر ہی نہنگان دریا کا طعمہ ہون اس خیال مین اسد غازی کی نظر طرف صحراے سبزہ زار کے اُٹھ گئی آفت دیدۂ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل مین یاد دلدار ملک الموت کا سامنا تھا مونس نہ ہمدم شباب مین جان دینے کا غم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل نمونۂ گلشن ہی کہین لالہ با دل داغدار کہین کٹورا کھلا ہوا ہوا سے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہی نظم

ازابد کی جو وہ ہوا ہو قسمت
کا ہے کو ہے ہواے جنت
ابر و گل و سبزۂ طرب ریز
بھڑکی تب شوق گلخن دل
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو
اور اشتہ و فور ابر و باران
افلاک و زمین سرور انگیز
دل مین ہوئی اپنے جاے صحرا
ریحان خط عذار گلرو
ہنگامۂ عید بادہ خواران
کھینچا ہی ہوا نے دامن دل
زنجیر بنی ہواے صحرا
از بسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا
ہو خاک طلسم جبہ رخ خضرا

ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر موت بھی محافظ و نگہبان ہی زندگی دامن تھامے ہی دام حسرت و یاس مین شاہزادہ مبتلا ہی کبھی روتا ہی

کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی سراپا زخمی باغ سیماب مین انتہا کی تلوار چلی تھی ملول رنجور خانہ ہاے زرہ قطرہ ہاے خون سے معمور مرنے کی خواہش فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ رو متغیر متفکر متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار کبھی مادر و پدر کا ہے یہ خیال دل پر کہ افسوس دریاے طلسم مین اگر گوہر مراد نپایا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے اسون جان کو نہ چھوڑا یا یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر زانوے تفکر پر جھکائے رو رہا ہی کہ دریا مین دور سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہی ایک شامیانہ نہایت عمدہ اسپر استادہ مسند پر ایک پریزاد گرد چند نازنینان مہ جبین ناجنین قوم کی بنگالنین زربفت کے لہنگے چندریان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری روپہلی تال سم سے مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا کہ ایک شیر دلیر دریاے خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کٹے ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینہ عارض سے حیرانی رنگ زلف شبگون سے پریشانی مگر سطوت صولت رعب دبدبہ تہور شجاعت آشکار مثل چاکران کمترین ملول غمگین ہر سمت نگران ابیات

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون
حیران و ملول و خوار و محزون
کیا تن تہ خاک اللہ اللہ
کیا صورت پاک اللہ اللہ
یہ جلوۂ حسن ناتوانی
زیبا اُسے لاف لن ترانی
تشریح کا وہ صفحۂ تن زار
ہر ہر رگ و پے غرض نمودار
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے
تھے ضعف سے کیا وبال اسکے
وہ بال کہ زیب بخش سر تھے
آلودۂ خاک کسقدر تھے
بس اک سر مو کو جھاڑ دیں گر
پیدا ہووے زمین دیگر
سر پر گل داغ یون نمودار
جون لالہ ہو زیب بخش دستار
سب حال جبین کی چین سے ظاہر
قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر
حیران سا چہرہ آشفتہ وار
منہ زرد برنگ زعفران زار
آنکھیں سبب سرشک گلگون
جون جام سر شہید پر خون
مژگان ہوے سرشیدا ان
یا خفا کہ دل مین تھے وہ پنہان
اب آنکھوں مین اشک جب بھر آئے
وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے
ظاہر رخ زرد و بلک سے ہے غم
ہیں انکو مگر کسی کا ماتم
ہیں ورنہ سیاہ پیرہن کیون
ہیں پست قد و سینہ زن کیون
پر غم ہو تو انکو کسکا ہو غم
ماتم ہی تو ہے یہ کس کا ماتم
جاری ہے جو متصل سدا خون
شاید دل زار کا ہوا خون

اس شہنشاہ خوبی رنگ دیوے گل حدیقہ محبوبی کی نگاہ جو جمال

اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ منھ سے آہ نکلگئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بمشکل ضبط کیا ناگن جادو نا مے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی اسکی ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی اُسکی جانب دیکھکر کہا کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ و تنہا اس صحراے پربلا مین بیٹھا ہی کسی کی

تلاش مین گھر سے نکلا ہی نظم
ہی کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور
دل خون کن آہ حسرت آلود
وہ کان کہ دو جلا جل غم
صد برگ عذار پارہ پارہ

بیوجہ کہان یہ ماجرا ہی
کچھ تو ہی کہ ہی نظر ہی کچھ اور
انداز نگاہ چشم حیران
وہ کان کہ برگ نخل ماتم
بینی ہی کہ شمع بزم ماتم

یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی
اللہ رہی نگاہ حسرت آلود
جون طرۂ خستم پریشان
لخت دل چاک گوشوارہ
لب یا مہ عشرۂ محرم

سینہ فگار ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دل بھی داغدار ہی تشنۂ غربت سے سہوت لبون پر مہر سکوت ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دیدو ے محبوب جان کو عذاب ہی کھینے والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملکہ کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینۂ رنج والم گرفتار محبس اندوہ وغم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہوکے زمین پر گرا وہ نازنین مہ جبین روتی ہوئی سرہانے اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ گھبراکر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبو مجھے یہ خیال ہی اس امر کا بڑا ملال ہی یہ جوان رعنا کوئی رئیس جلیل ہی قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہی مال کی ہوس مین جلادون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب لڑا اسلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو مٹایا یہ بڑی بدعت ہی ہماری عملداری مین ایک رئیس اسقدر زخمی ہو ہم خبر نہ لین اُٹھاکر باغ مین ہمارے لے چلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش آئیگا حال پوچھینگے اُن ظالم جلادون کو گرفتار کراکے جن ہاتھون سے بدعت کی ہی اُنکے قلم کرنے کا حکم دینگے اس ظلم وستم کا بدلا لینگے بڑے غضب کا مقام ہی مسافرون پر یہ آفت رئیسون کی یہ کیفیت کنیزون نے سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیرو کھینے والیون نے فوراً دریا سے ڈانڈا سیدھی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اُس رشک چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ

اسد نامدار کو اتارا تمام لباس ملکہ کا خون آلودہ ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ہم لیے چلتے ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ نوجوانین لپٹی جاتی ہین مزے اڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرامزادیو شغلوا اپنے باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اسکے زخم نہ دکھ جائین الگ رہو ہمین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ بے ادبی ہی زخمدوزی کر کے جن لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا دریافت کر کے اُنسے اسکو رخصت کرو نیگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہی ہمارا مہمان ہی لباس مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالینگے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا جوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ چشم مین تھرتھری اسی حالت سے قصر عالی مین لا کر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوئے بنیان مرہم کی چڑھائین کرسی پر آ کر سامنے بیٹھی نگاہبینی گلشن جمال کی کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی سینہ پر ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی تنہا پا کر تلوے سہلانے لگتی ہی اشک آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پانون کی آہٹ سنتی ہی الگ ہو کر کھڑی ہوتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کیون سمن و یاسمن مری اچھی بوا غنچہ دہن ذرا منہ سے بولو میری بات کا جواب دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہو جائینگے صحت پا کے اُٹھینگے چلینگے اس باغ مین مثل سرو خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے بھائی کمیدان ہین لڑائی مین زخمی ہوئے کیون بوا اسقدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر ہین بڑی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر یہے اب منہ سے باتین کرین تو مین جانون صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے ماں باپ سے جا ملیگا قوم کا تو شریف رئیس معلوم ہوتا ہی ہمکو دعا دیگا عمر بھر احسان یاد رکھیگا آنے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال و جواب ہوا کریگا جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھوگے کیون کسکا خط ہی ہم تمھین یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اُٹھا لائے تھے صاحبو یہ اُسی نے خط لکھا ہی یہ چاہے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے ہمین کیا پروا ہی یہ ایک بیٹے مین خبر بھیجیگا ہم نہال کرونگے یہ بھی اپنے ماں باپ سے کہیگا ایک ملکۂ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے یہ تحفے بھیجے اسکے عزیز آشنا سب ممنون و مشکور ہونگے بوا اسی طرح اسیرون رہیون سے ملاقات ٹھہرتی ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور درست ہی یہ بہت جلد شفا پائینگے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اچھے ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے مشتاق کہ یہ شخص آنکھین کھولے

منہ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھین آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کھانا کھائین اس حیرانی مین کبھی کنیزون کو ہٹا دیتی ہے تنہائی مین جو ڈرتی ہے پھر بلا لیتی ہے کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین مگر چالاک و چست دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد طرہ گیسو مشک آگین چہرہ زیبا رشک ماہ مبین طرز جلالت آئین دریاے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و

بے نظیر سراپا اشعار مصنف
بیان کیا کرون ابروؤن کا چشم
دکھاتی ہے ہر روز و شب اپنا خشم
دہن اور لبون پر ہو بلبل نثار
کہ یان راہ بھولا ہے خضر قلم
اگر وصف ناخن مین کھولون زبان
تراشندہ ناخن پا سے اوست
تماشا ہے قدرت یہ تھا خوب تر
نظر آتی تھی قدرت کردگار
عجب ایک ہے وسعت ہر ذات کا
زبان قلم مین دہن تنگ کا
لب ان حباب اسکی تنگیا تھی لب

نہ تھا رخنہ کا گل کا سایہ پڑا
وہ تھے شاخ آہوے چشم صنم
نہین گل سے تشبیہ رخسار کی
کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار
وہ گردن نہ تھی مشعل طور تھی
تو یاد آئے یہ شعر حسب الزمان
قیامت تھا اسکی کچون کا ابھار
مگر ہم و ازاد مین تھے ثمر
بیان کیا کرون مین کمر کی صفت
وہ پرکار قدرت کا تھا دائرا
وہ ساق اسکی تھی پائنچہ مین نہان
ابھار سے تھی جسکو ہوا و ہوس

ہوئی تھی شب وصل و ہجر ایک جا
سفیدی چشم اور سیاہی چشم
یہ گل داغی وہ گل عارضی
زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم
حقیقت مین تھی اک لڑی نور کی
ہلالے کہ بر آسمان جاے اوست
جوانی کی تھی انسے دونی بہار
شکم اسکا شفاف آئینہ وار
سمجھ مین نہین آتا ہے یہ لغت
رقم کیا کرون نقطۂ زیر ناف
کہ تھی شمع فانوس کے درمیان
دریاے جواہر مین غوطہ زن دو مہ

آب رواں کا سر سے گذرنا ہوا احسن تبارک اللہ ملیح حسین جمیل اسد نامدار بیقرار ہو گیا ٹھنڈی سانسین کھینچکر یہ منہ سے نکلا شعر سبز رنگے خط سبز مرا کرد اسیر * دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا اسنے سر اٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب دیکھ رہا ہے ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے منہ ڈھانپ لیا وزیرزادی کے چٹکی لی کہا ناگن جہان پیدا ہوا مین تو نہ بات کرونگی جا کر مسند پر بیٹھی ہون تو حال پوچھ تو مجھے سنا انھون نے عاشق معشوق

کا شعر پڑھا اِن باتون کو سمجھا دے ذرا چرخ اپنی ہند رکھین یہان کوئی کسبی بازاری نہین ہی کہدینا جو
سب کے خدا خداوند داؤد جادو ہین یہ نورچکیدہ خالص قدرت صدف خداوندی کی گوہر بے بہا
موسوم بہ ملکۂ لالان خون قبا جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین اسکے خلاف ہوگا تو مین بہت
بری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکراکر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی
مسند پر بیٹھ کر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہی مہمان کی خاطر داری کرو سب
ہمرازین وہان آئین اسد غازی اُٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب
آئی جھک کے سلام کیا عرض کی حضور مزاج کیسا ہی آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اسد غازی نے
جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہمپر ظاہر ہوا کہ جو صاحب
کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہی کہ وہی صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف
لیگئین پس ہم بار خاطر ہین بموجب مصرع طاقتِ مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت ؞ پس ہمارا
ٹھہرنا بیکار ہی یہ کہکر اسد نے خود اُٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
چھپر کھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری مہمان صاحب جاتے
ہین آپکا اُٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بار ہین ملکہ گھبرائی کہا ناگن جاؤ
میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیون اُٹھا لاتے یہ بھی
سمجھا کے کہنا ملکہ نے تمہارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تمنے وہ شعر
پڑھا اسوجہ سے چلی گئین سمجھا کے یہان بلالاؤ اپنی طرف سے کہنا ای جوان دختر خداوند کو چل کے
سجدہ کرو جن لوگون نے تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلائینگی ان سب کو دار پر
کھینچینگی مرکب مع ساز و یراق نقد و جنس تمکو دیکر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد
نعلین مین چلے تھے کہ ناگن نے آکر دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی
جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہی انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم
دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ
تشریف لیچلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے بیقرار تھے بموجب مثل اُدھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ
چلنے پر ناگن کے آمادہ ہوگئے کہا وزیرزادی صاحب ہم تمہارے کہنے سے چلتے ہین اب تمنے

ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہین اپنا تو یہ قول ہی شعر
کافرم عشق مسلمانی مرا در کار نیست ؛ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ؛ حکم ملکہ عالم کا ہماری آنکھون پر
محراب ابروے خدار مین سجدہ بھی کرینگے انھین کے نام کی تسبیح جپینگے یہ حقیر آپ کا رند عاشق مذہب
ہی خوشی سے مستغرق کی مطلب ہی سب طرح ملکہ عالم کا ہمپر احسان ہی معشوق خوشخو دین وایمان ہی
یہ کہتے ہوے اسد غازی چلے ناگن دوڑتی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آج
کے مہمان آتے ہین سجدہ کرنے پر بھی راضی ہین اب تو ملکہ خوشی مین پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد
شیر دل تنتا ہوا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ رعب وجلالت ساتھ ساتھ ملکہ بانکپن کی چال دیکھ کر بیچین
ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤن اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو
صاحب پھر کج ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہی سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا
اور چند کنیزین بڑھین چاؤن چاؤن کرنے لگین کہ میان سجدہ کرو یہ نور چکیدۂ خالص خداوند داؤد
ہین جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بنا کر دیتے ہین ہفت اقلیم کے ساحر انھین کے بندے
ہین اسد نے انکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اٹھی کہا صاحبو چپ رہو کیا انکے سجدہ
کرنے سے میری کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ نام ونسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے
دست بستہ عرض کی ای شہریار جن قزاقون نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس دشت
مین تلوار چلی اُس مقام کا نام اپنا حسب ونسب مفصل بیان فرمائیے اسد غازی نے درج
دہن کو کھولا گہرہاے بے بہاے کلام اسطرح بہ تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ ای
شہنشاہ حسینان وای سرتاج سہ جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹینگے فلک کجرفتار گردون غدار نے
البتہ لوٹ لیا سانحہ نوبنیں آیا الیقین ہی تمنے بھی نام اُس بدبخت کا سُنا ہو گا ہر ایک سنگریزہ
طلسم ہوشربا کا ہمکو پہچانتا ہی افراسیاب جادو بخوبی جانتا ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ
اسد غازی نبیرۂ صاحبقران عبد ذلیل رب دوجہان اس حقیر کا نام ہی فتاح طلسم ہوشربا
لقب اول گنبد نور پہ قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت مین تھا بعد
عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان وبہار وملکہ بران شمشیرزن وغیرہ وخواجہ عمرو
ہمکو ساتھ لیکر ملے شکست کرتے ہوے تا بہ باغ سیماب آئے انتہائی جنگ مغلوبہ ہوئی سیماب

جادو واصل جہنم ہوا مگر ہمیں بہجوم لشکر رنج والم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لیگیا ہم آوارہ ہوکر اسطرف
نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اُٹھا کر یہان لائیں ممنون ومشکور ہوے یہ حال مصیبت جو اسد
نامدار نے بہ تصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے سر اُٹھا کر طرف وزیرزادی
کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ شیر وہ شخص ہی جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن آب
کیا کرون ناگن نے کہا جو گذرا وہ گذرا آپ کے باغ مین انکا رہنا مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیکر
روانہ فرمائیے اگر خداوند داؤد آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھون کی ناک
چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نور مین قید تھا عمرو عیار نے بڑے
زور شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہی قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہی نبیرۂ حمزہ عرب
ہی ملکہ ہاتھ پکڑ کر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریاے اشک چشمہ چشم سے
موج زن ہوا کہا اے رفیق شفیق اے ہمدم وہمراز اے صاحب راز و نیاز اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی
سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بندوبست کرو اسد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا
ناگن نے ماتھا کوٹ لیا کہا واری انکے رہنے سے جان وآبرو کا ضرر ہی خیال فساد و شر ہی مین نے پرچہ
اخبار دیکھا تھا تمام مرحلہ جات شکست ہوے غافل و ہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار
اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ براے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم
اُس نامہ دار پر کیا گذری مع بہار و باغبان یہ شیر ژیان باغ سیماب مین پہونچ گیا سیماب لاکھ ٹرپا نہ بچا
کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہی یہ تو انکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہین ہم
سمجھاوینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہی کہ اگر خداوند سے خبر کردین لاکھون
ساحر خداوند کی خدمت مین ہین ایک حقیر کو اگر روانہ کردین آپکی مشکین باندھ کر لیجائیگا یہان ٹھہرنا آپکا
مناسب نہین ہی خوف جان سے خود بھاگینگے اسطرف کا کبھی رُخ نہ کرینگے یہ سنکر روے رنگ ملکہ متغیر
غش آنے لگا بیٹھ گئی منھ سے بیساختہ نکلگیا مصرع واے برباد گرفتاری ما یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی
غش آگیا دانت بیٹھ گئے مردنی چہرے پر ہاتھ پانوٴن ٹھنڈے سراسر یہ حال زار دیکھکر ناگن گھبرا گئی منھ
پیٹنے لگی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا واری لِلّٰہ
صبر کیجیے کہا ناگن مین لاکھ دل کو سمجھاتی ہون تپش قلب دمبدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا

دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہون صبر کرون مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہون دمبدم آتش عشق شعلہ ور ہے ٹھکی جاتی ہون دیکھ ہنڈا بھبکا ہے کلیجہ جل رہا ہے تونے وہ کلام کیا تیر دلدوز بنکر کلیجہ پر پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوا مین تو اس رسم وراہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پر آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی اے وزیرزادی اب تو یہ حال ہے دل پر غم و ملال ہے بموجب مضمون مسدس مسدس مومن

یہ رنگ زرد جو ہے اور اشک آتے ہین لال
بیان کرتے ہوے جی گھٹے ہے یہ احوال
یہ سب ہال غرض جی کے لگنے کا ہے وبال
خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو انکا حال

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہے ہر روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہے غضب
یہ کیسی ٹھگی مجھپر یہ کیا ہوا یارب
کہ سب عذاب یہ دل کے سبب ہین لگے سب

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

نہ شکوۂ فلک و بخت نارسا ہے مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہے مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہے مجھے
اگر گلا بھی ہے تو اپنے دل ہی کا ہے مجھے

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کہان تلک نفس سرد و آہ گرم بھرون
کہان تلک قلق و اضطراب سے مین مرون
کہان تلک پئے تسکین جگر یہ ہاتھ دھرون
نہین ہے بس مین مرا ایسے دل کو صدقے کرون

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو اے یارو دیکھتے ہو تباہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ
کہ رنگ منہ کا ہے فق اور بکھری بکھری نگاہ
یہ سب ہین دل کے سبب مجکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دستِ دل بہ عذابم عجب دلے دارم

تعلق مین رکھے ہی مجکو ہمیشہ میرا دل
مرے تو سینہ مین ای کاشکے ہوتا دل
اگر ہوا بھی تھا تو جیسے اور سب کا دل
تجھے بھی دینا تھا یا رب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ملا جو مونس غمگین بحال زار سحر
کہا یہ مین نے کہ کیا حال ہی بیان تو کر
تو کچھ بھی منھ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا مگر
پڑھا یہ شعر عظیم اُسنے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھکر بیتاب کر دی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب آب نصیحت سے یہ آتش سرکش نہ بجھیگی نا واقف مذہب عشق دام مسلسل گیسوے محبت مین پھنس گئی اب ہائی دشوار ہوئی بچنا عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتین سوچکر چٹر چٹر چہرۂ زیبا کی بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین عرض کی واری ہم ہر حال مین آپ کے شریک ہین مگر بقدر جانبازی ہی بسم اللہ مین در باغ کا بند و بست کرتی ہون آمد و رفت مین اپنے بیگانے کا خیال رہے جو گذریگی وہ سہینگے ترک محبت طلسم کشا کو اب نہ کہینگے ملکہ خود ناگن کی بلائین لینے لگی کہا اے وزیر زادی مین تیری کنیز ہون ایسا انتظام کر کہ کسی طرح انکی جان بچ جائے جسطرح تم کہوگی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیے کہا واری مین نگوڑی صدقے ہوئی اپنی کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے مین اسی طرح حاضر ہون آپ کے حال نیک و بد کی ناظر ہون آنکھین ملکہ کی سوج گئین چہرہ تمتمایا ہوا ایا بچہ سنبھال کے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے مگر ناگن کو بیچ و تاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر اگلا کچھ بن نہ پڑا ملکہ لالان خون قبا کو لا کر پہلوے اسد غازی مین جگہ دی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھین سوجی ہوئی گل عارض کملائے ہوے رونے سے آنکھین لال اشک ٹپک پڑتے ہین ضبط کرتی ہی خوف مین اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اسد نے اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین تمکو محبت

ستغیر پاتا ہون ہمسے مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا وزیرزادی نے کہا کچھ آپس کی باتین تھین انکا ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام سے ارغوانی بھر کر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر ہمپر واجب ہی دل آپکی خوشنودی کا طالب ہی اسد نے ہاتھ روکا ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحب مین بخوبی حال سے باخبر ہون یہ جبین صاحب کے ماہرو ہون عرصہ دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین اُنھون نے عہد و پیمان کرا لیا ہو گا قسم لی ہو گی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہی مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ خدا یہ بات نہین ہی جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی شے تمھارے ہاتھ کی نہ کھائینگے ناگن نے کہا اے شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہین مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی ہوتے ہین باپ تمھارا ساحر زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہی بندگان خدا کو بھٹکاتا ہی پروردگار وحدہ لاشریک ہی اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغاباز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہی نظم

نہان گو کہ ہی پر وہ موجود ہی	رگ جان سے نزدیک معبود ہی	اگر اُسکی قدرت کا ہو بند و بست
سلیمان کا لشکر کرے سو لپٹ	یہ ہی اُسکی قدرت کی ادنی سی بات	کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
کیا خاک سے خلق انسان کو	تو ناری بنایا ہی حیوان کو	بھرے لعل و یاقوت ہین سنگ
دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ	مگر پھر وہ قادر ہی مختار ہی	وہ دیتا ہی جو جسکو درکار ہی

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ قلب سے سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھکر مع کنیزون کے صدق دل سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوا میرے اسمین کوئی ساحرہ نہین ہی مین دل سے مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن دربار خداوندی مین صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے گائن کو حکم ہوا رقاصۂ ماہ طلعت حور پیکر گلعذار سمن بو خوشتر و صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی سازندے ملے ہوے سُریلی آواز بتانے کا نیا انداز لعبد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل ساغر پلا کے بیخبر دو جہان بنا

او پیرمے فروش ہمین بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ نکھو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسار یار مین
جبین جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ یہانتک ہوا پسند
جی چاہتا ہے بیٹھ رہین اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

نکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے دہان یار بنا لامکان بنا
ہنسنے کا لب سے وہین اطلاق ہو گیا
نقل تمام سعر کہ امتحان بنا
ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا دور جام

عاشق و معشوق نے بہ لال ڈورے نشیلی آنکھون مین آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا اے ملکۂ عالم چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مین بد نصیب تھا کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ مین خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ مین اُنکے ساتھ سے چلا آیا جوش مین جان دینے کے قریب دریا آکر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ دریا مین کود پڑون ڈوب مرون مگر نہین معلوم کہ خالق کو یہ کو کیا منظور ہے کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا مگر دل مین وہی خیال ہے کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل نہون جستجو کر کے لوح طلسمی حاصل کر دن انشاء اللہ بوقت سحر تلوار کھینچکر دربار مین داؤد جادو کے گھس جاؤنگا اس مردود کا تخت خدائی اُلٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہون موت کا مزہ چکھ چکا ہون اب عبث زندگی ہے جان بچانے مین شرمندگی ہے بھشمون سے کیونکر آنکھ ملاؤنگا لشکر مین بڑے نانا کے کیا روے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ سنکر ملکۂ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران عدار اسکو سجدہ کرتے ہین کل اہالیان طلسم ہوش ربا اُسکی افسونگری سے ڈرتے ہین آپ کا اُسکے دربار مین جانیکا قصد ہے سحر و ساحری مین آپکو دخل نہین کوئی تحفۂ طلسمی ابتک بہم نہین پہونچا در دولت تک اُسکے جانا محال ہے الٰہی بیجا خیال ہے وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہے جسکا ہمسر ناممکن ہے پڑھا ہوا جن ہے مگر اسکی تدبیر کیجائیگی بوا ناگن دونون وقت دربار خداوندی مین جائیگی کسی صورت سے لوح کا پتا لگائیگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہان تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک دم زیر دم شمشیر ہے نصیحت کسی کی میرے واسطے تیر و تبر ہے کنیزون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق مین باتین محبت کی گھاتین ہو رہی ہین رات زیادہ ہو چکی ملکہ انگڑائیان لے رہی ہے ہر کام کے حیلہ سے چمن محفل سے مثل طائر رنگ سر اڑتی جاتی ہین صحبت گل و بلبل تخلیہ شمع و پروانہ رہگیا دونون شیدا ایکدیگر ست مئے محبت بادہ خوار جام مودت جھومتے ہوئے چھپر کھٹ پر آ کے گرے آپس کے راز و نیاز

باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اُسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی زلفین عنبرین کو خوف سے پیچ و تاب شل وصلی چھپائے دل مین بھرے ہوئے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری وہ پروانہ جمال حور و پری نشۂ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سوتے سوتے اُٹھین سب سے پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اُٹھی شمشاد بانکپن دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن آتے ہی مسکرائی یاسمن دیا سمن اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب پردے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی شاید کہا بدی آلسمین کھسر پھسر ہونے لگی ایک کہتی ہی بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ واہ ضرور آتی دوسری بولی تو بھی نکھی ہی تیری ملکہ بھی نادان ہماری اپنے دل کی محبت نین مسکرالائی ہین اب صورت ہی اور ہی ہملوگون سے آنکھ نہین ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا ای لو بوا یہ مسلمان بے نہائے نماز بھی پڑھ لیتے ہین ایک نے کہا بوا کچھ عقل کام نہین کرتی سنا ہی مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط ہی رعب وداب ملکہ سے مرد وا اُڑ گیا ایک نے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہی حاضر حاضر کہکے سب لوجوانین ہنستی مسکراتی اندر بارہ دری کے آئین دیکھا اسد غازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر مگر گرتی آب روان کی سسکی ہوئی چہرے پر سرخی پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن بڑی زبان دراز ہی عمدہ مصاحبت سے سرفراز ہی بڑھکر عرض کی واری حمام تیار ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا اُستاد ہو ہم تمھارے اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین ای سوسن یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہی بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصہ دراز سے انپر مائل ہی سالہا سال انکے ساتھ لبند نور رہین ہی اصل تو یہ ہی کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے چھوٹنے کے بھی ساتھ رہا وصل سے ابتک محروم ہو فرماتے ہین یا افراسیاب جادو ملدا جلے یا مسلمان ہو قاضی نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہی ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو سنکر وجد کیا کہا واہ ان مقدمات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہی اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین ان سب صاحبون کا نام ہی اسد غازی بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ لالان خون قبا نے ناگن وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو روشنی دیکھنے کا سامان کرو ناگن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان

کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی مین مصروف ہوئین اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ باغ مین
مصروف عیش ونشاط ہین انکو تو یہین پر چھوڑ دو کلمہ داستان پہونچا خواجہ عمرو کا ملک داؤدیہ مین
اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانتے جانا نجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر
گذاری نہنگ بحر سکاری ہژبر دشت عیاری جہتر جہتران وبہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بلاد بنی آدم
مولانا ئے معظم ومکرم جامع فضل وکرم دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بیجنگ عیار ذیوقار خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار کے بیان ہوتے ہین شعر عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان ۔ تراشندۂ ریش جادوگران ۔ باغ
سیماب سے جو اسد غازی کو طعن وتشنیع کرکے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اترا جیسے
کوئی سوتے سوتے اٹھتا ہی گھبرایا ہوا متردد ومتوحش دل سے کہتا ہی اے عمرو یہ تونے کیا کیا نادانی کی
اسد شیر دل صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت پروردہ مہد ناز ونعم معزز ومکرم اسکو ایسے کلمات مہملات
کہے ایسا نہو غیرت مین اپنی جان دیدے لوح کے مقدمہ مین وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب
کے ناچار ہوا جہانتک مقام جرأت تھا ملازمان سیماب سے خوب لڑا مین نے یہ کیا غضب کیا اسکی
جان کا خواہان ہوا ہاے وہ ماہ تابان صاحبقرانی میری آنکھون سے پنہان ہوا اسقدر زخمی تھا کہ تمام بدن
پرزے پرزے اڑگیا نیزہ وتیر وشمشیر کے زخم کھائے ہاے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارۂ جگر کے ساتھ
یہ سنگدلی کی چہار جانب دوڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اس شیر کو پاؤن عذر کرون
جب اسد شیر دل نہ ملا مجبور وناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دور سے ایک قریہ نظر آیا
سوچا کہ اس قریہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہی
لشکر صرصر کتنی دور ہی آخر رنگ روغن عیاری کا لگاکر انگھوری کی شکل بنکر تیار ہوے ایک کھوپری گیسلی
اٹھالی اسمین کھلی بھرلی ایک ہاتھ مین بوتل شراب کی دھوتی کھلی ہوئی اوکتے ڈانکتے بازار مین آئے
جسکی دوکان پر جاتے ہین وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہی خوب رقم تحصیلی ایک مقام پر بیٹھ گئے
لوگون سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہی ایک نے جواب دیا یہان سے بارہ کوس پر شہر داؤدیہ
خداوند داؤد کا تختگاہ سامری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہین اور بڑے بڑے
شاہان ذی وقار براے زیارت کو آتے ہین سجدہ کرکے شرف کونین پاتے ہین سال مین دو چار مرتبہ
افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا بھی حاضر ہوتا ہی کتاب سامری کو قدرت درست

کر دیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہی تمام عالم کا حال گھر بیٹھے معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر عمرو بن امیہ
شہر کی بیرون قریہ آباد درہ کوہ مین آکر شہر اغواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ
دراز گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کرکے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ ای
عمرو جلکر اپنی جان دو یا خداوند داؤد کو گرفتار کرو اگر ایسا بڑا ساحر جلیل دام مکر مین پھنسے کیا عجب ہی
کہ اس ذریعہ سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر حسن عیاری کو پسند کیا اُس صورت پر طرف
شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو
کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤدیہ و کیفیت داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا
ساحر زبردست ہی کہ سامنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید پست ہی کیفیت تمام شہر
داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی یکتائی کا دم بھرتا ہی شہر آباد رعایا دلشاد ملک زرریز زمین حسن خیز آب و
ہوا معتدل حسب دارالامارہ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہی ساحران غدار و شاہان
عالی وقار حاضر ہو کر فخر اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بطور پیشکش لاتے ہین فوجین لاانتہا
سحر و ساحری مین یکتا اور نادر شہر مین ایک گنبد ہی اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہی زیر گنبد
ایک حوض کلان آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوے ہر وقت ساون
بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی دو دیوارین سیمین و نقرئی پہلوے گنبد سے تا لب حد حوض درست
کرائی ہین اُن دونون دیوارون پر پتلیان سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے باادب تمام
ایستادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہی اُن سونے
چاندی کی پتلیون سے باتین کیا کرتا ہی وہ پتلیان خبر آیندہ و گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین
خصوصاً صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر پتلیون سے حالات طلسم و غیر طلسم پوچھا کرتا ہی تمام اہالیان شہر خوب
جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوس فرماتے ہین ہزار در ہزار لوگ براے زیارت
زیر گنبد آتے ہین گھنٹے و ناقوس بجنے کا شور ہی بڑے بڑے برہمن پتمبری دھوتیان باندھے ہوے
پوتھیان ہاتھ مین لیے پوجا پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا برآمد ہونے نیر اعظم داؤد اُسی گنبد مین
موجود رہتا ہی کبھی پتلیون کو آواز دی ای کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کرا ایک اُنمین سے
مسکرائی دوسری ہنسی تیسری بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوش ربا مین بڑا غدر ہی آپ کے بندے

لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند حال رعایا سے بےفکر اتفاق سے اسوقت داؤد جادو اُن پتلیون سے حال باغ سیماب دریافت کر رہا ہی پتلیان بفصاحت بیان کر رہی ہین داؤد بگوش ہوش سن رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزار ہا آدمی جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت دہن پر مہر سکوت اہلپیسن کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر ہی سوا قدرت کے اس بھید سے کون ماہر ہی سونے چاندی کی پتلیان کیا باتین بناتی ہین ہزارون کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام پتلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی ای کنیزان سامری کچھ حال بیابان گلریز بیان کرو ہمارا بندۂ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت مابدولت مین نہین آیا صاف بتاؤ اسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری یا تو چپ تھی قہقہہ مار کر ہنسی چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندۂ خاص آپکا سامان لشکرکشی مین مصروف ہی جبسے اُسکا سپہ سالار صاحب جرأت یعنی معمار قدرت شریک مسلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو بڑا قلق ہوا اسی وجہ سے سامان لشکرکشی کر رہا ہی قصد ہی جا کر مہرخ و بہار کو مارون معمار کو سزا دون ایک نے کہا بُوا انجام کا تو حال کہو اب معمار قدرت مسلمانون سے جدا ہوگا آجکل قلعہ بےنظیر تیار کر رہا ہی اگر وہ قلعہ بنگیا اُسکا فتح ہونا دشوار ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہی بڑا سحر وار ہی اسی وجہ سے نام اُسکا معمار ہی داؤد گوش ہوش سے سُن رہا ہی کبھی جاکر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہوکر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی اہالیان شہر مرادین مانگ رہے ہین کوئی کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی بیٹی ماندی ہی ایک ایک کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی دکھاتا ہی کچھ بڑبڑا کر سحر کر دیا رعد گرجا برق چمکی کبھی برف کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی دزد یا خونی کو گرفتار کرکے لایا حال بیان کیا داؤد نہسا برق تڑپ کر اُس گنہگار پر گری کشت حیات گنہگار جل کر خاک ہوئی عدل و انصاف کے شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے ہین عجائب و غرائب افسونگری کے دکھا رہا ہی جنکو بندہ قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار رہے ہین یا خداوند تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصۂ خلاصۂ دودمان سامری ہی تیرے رگ و ریشہ مین کرامت بھری ہی پونے دو سو خداوند بھی تیرے بندے تھے تو نے اُنکو بنایا جب سرکشی کی مٹا دیا اب دنیا مین جاگتی جوت کے دو خداوند ہین ایک زمرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی اُسکی خدائی کا بھی حال کھلگیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غرضکہ

کر کے انگوٹھا تیری کرامات ظاہر ہی تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہی مشکل مین تو امداد کرتا ہی ہر بندہ
تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہی دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہی بندے تیرے افراسیاب
دکوکب روشن ضمیر و ملکہ جہاندار شاہ و تزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُنسے
کون ہمسری کرے دل سے تیرے مطیع مرتبے اُنکے رفیع طلسمات بنا کر ان سب کو حکم کیا کسی کو وزیر کسیکو
ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک داؤد یہ گدا کی صدا کا یہان
نام نہین غربت و فاقہ کشی سے کسی کو کام نہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ داؤد یہ باتین سنکر مغرور تاج
خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر نشیں شہلر سب کو جواب دے رہا ہی تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق
گنبد سامری پر جال کو داؤد کے دیکھ رہے ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان
کے اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی بر سر
چارقبہ شہنشاہی دربر موتیون کے ہارے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے کرو فر سے تخت اُڑتا ہوا
آتا ہی سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
کرو فر سے تخت اُڑتا ہوا آتا ہی یا شہنشاہ کا ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص
آتا ہی یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا مائل بہ پستی ہوا ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے
تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہی وہ دیوارین سونے و چاندی کی گنبد کے پہلو مین آراستہ
ہین اُنپر سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل طفلان حسین داؤد سے باتین کر رہی ہین جیسے ہی
تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا
ہوا کیا ہنسین چوتھی نے کہا ہوا کیا بتاؤن پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو مدانداز
بتاؤن چھٹی بولی ہم قدرت کے نگہبان ہین ساتوین ٹھٹھا مار کر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے
ہمپر احسان ہین آٹھوین نے کہا ہوا مین پہیلی کہنا نہین جانتی جو بات ہو گی صاف کہدونگی میری پاپوش
چھپائے نوین بولی کون باتین بنائے اس عرصہ مین تخت افراسیاب جادو قریب دیوارون کے
آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اُٹھایا
داؤد نے آواز دی ای بندہ خاص الخاص وای طاعت گذار با اخلاص ای شہنشاہ باحیا ای آفتاب
عالمتاب طلسم ہوشربا ہم عرصۂ دراز سے تمھارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون

کی آیا دسوین پتلی کہ جسپر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی لیس اُسنے قہقہہ مارا آواز دی ای
کنیزان سامری ہوشیار ہو جاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہی کوئی بلا آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی
سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد آج کیا ستم ہی دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر
غم و الم ہی اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے پہونچ چکا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہوکر اپنا
عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اُٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص
عجیب الخلقت ناریل سا سر کلچہ سے گال مثل عروا ریدہ دندان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی
طباق سا پیٹ تا گاسی گردن مثل رسّی کے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منہ لاؤ گز
کا پیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادہ شطرنج کا جو بڑھ کر بادشاہ کو مارتا ہی داؤد کے ہوش اُڑ گئے پتلیون
نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بولی نگوڑے نے غضب کیا سامنے قدرت کے یہ گستاخی
واضح رائے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنکر چونکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت
زبرجدی پر سوار ہوا اُڑتا ہوا آکر پہونچا یہ نہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ روغن عیاری کا اُڑ جائیگا
اب جو یہ کیفیت بہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہی سینہ سپر کیے ہوے آتا ہی عمرو نے
جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اُڑا کر
نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اُسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا
داغ دیا کتنون کے مُنھ جلے کچھ مُنھ کے بھل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے بچھاؤن کی جستیم
سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا
غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہی کسی پر کمند لگائی کسی کے مُنھ پر حباب بیہوشی
مارا کبھی حقۂ آتشبازی داغ دیا زبان ہلانا ہاتھ اُٹھانا ساحرون کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے مین گرفتار
کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مار کے پلٹ کر ہاتھ مارا
چار چار کے پاؤن اڑا دیے پھر جست کر کے نکل گیا جس ساحر نے منھ کھولا عمرو نے تاک کے تیر مارا
گدّی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ہا جادوگر پامال ہوے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے
خدائی کرنا بھولا لینا لینا کہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندۂ
گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندۂ بے ادب کو سنگ سیاہ

بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون
قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین خام ہین بدانجام ہین یہ بندہ بے ادب ہمنے
بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزۂ صاحبقران سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری
ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیے اُس صاحب جاہ وجلال کو پیدا کیا ہی اس طرار مکار غدار کو
اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ نہ بکو اس عرصہ مین عمرو لڑ بھڑ کر نکلگیا گلیم عیاری اوڑھکر
مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوئی کہتا بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا کوئی کہتا ہی
بازو ٹوٹا برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلائیے کبھی ملک داؤدیہ مین
آفت برپا نہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پانون پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے
یہ خبر یو سنکر داؤد جادو چھلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر وغضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز
مُردون کو زندہ نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سبکو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر وغضب
سے قدرت کے نہین ڈرتے ہو سب روتے پیٹتا اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر
یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اُس ظالم کا قدم آیا البعض کہتے ہین اب خرابی درپیش ہی ہم لوگون
کو بڑا الیس وپیش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا ہوتا ہی ساحرون کے واسطے
سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو غصہ مین گنبد سے اُترا
تخت زبرجدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اُس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت سے
اُسکو بنایا ہی ایک تختی اسمین نصب ہی اُسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اسپر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی اُٹھانے
کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اُٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارۃ شاہی مین آیا وزرا
امرا حاضر ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمۂ عظیم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق
نہوا تھا خاموش بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آ کر ایک مقام پر بیٹھے دیکھا
آگے آگے ایک ساحر لشت پر چالیس ہزار ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوئے چلے
آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے دیکھے منھ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ وروغن عیاری کا لگا کر
ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لنبی چُٹیا ایک پختہ کنوین پر

ڈول لوہے کا برنجی لیا لیکر بیٹھا پکارنا شروع کیا جل ٹھنڈھا پیئے جاؤ اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا
برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اُس ساحر
کو پانی پلایا اُسی سوچ مین مزدوروں نے بھی پانی پیا آبروریزی کا تخیّل کیا پانی پیتے ہی بتاہ پانی مشتعل
ہوئی سوجھ آب سانپ کی لہر تھا پانی پینا قہر تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش
ہوے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسوں توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے کہا داداجان پیچھے
اور مٹھکر اُس ساحر کے بھی کپڑے اُتار لیے ڈاڑھی موچھین مونڈین موچھ مین ایک بال ہینے دیا ایک
کاغذ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے داؤد جادو ستم شعار سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت
زبرجدی ہمارا بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا لقد جان پر تمھاری بنے گی بہتر یہ ہے کہ
غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش ہو دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کر
یکتائی کا دعوی سناسب نہین ہے پروردگار برحق کارساز مطلق ربّ اکبر بانی بنا ے زمین و آسمان
پیدا کنندۂ انس و جان رحیم و کریم سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہے بے مثل و یکتا
اپنے کو خدا کہواتا ہے پیدا کرنے والے سے نہین شرماتا ہے بخدا اگر گھسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا
کام کر کے خواجہ عمرو نامدار اور صحرا مین جا بیٹھے بعد عرصہ دراز اُس ساحر نے چشم باز کی اپنے کو
ننگا پایا ساتھ والوں کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مردو زن کو ساتھ لے گے
روتا پیٹتا شہر داؤدیہ مین آیا یہان خداوند داؤد ستانے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی کی آواز آئی داؤد
نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہے داؤد نے اندر بلوایا دیکھا ایک ساحر
ملول رنجور موچھین ڈاڑھی مُنڈی ہوئین ایک غرقی باندھے ہوے ہے پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے
تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سو گئے پھر جو ہوشیار ہوے تو نہ روپیہ
پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری موچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون
سے کہا پڑھواب جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال پر داؤد کے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہے للشا غلط
املا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپے دلوائے اس خیال سے
کہ خدائی مین فرق نہ آنے کہا سیٹھ جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر ہے اُس سے کہدیا یہ کاغذ

قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہین ہمین دخل دینے والے بیوقوف ہین جب وہ ساحر مہاجن جا چکا خداوند داؤد نے پکار کر کہا ای یارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا صحرائے داؤدیہ مین سوجود ہی جلد ساحران غدار جائین ساربان زادے کو جلد گرفتار کر کے لائین ہزارہا ساحر برائے گرفتاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر مین ہنگامہ ہوا لو صاحبو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو نے داڑھی موچھین مونڈ ڈالین روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو لکھکر بھیجدیا خداوند خاموش ہین قضائے کار ناگن وزیرزادی ملکہ لالانِ خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونون وقت واسطے خبر کے دربار مین آتی ہی حالات جاکر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہی یہان آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزین جوڑے بہاری پہنے ہوئے محفل مین گلدستے چو گھڑے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی فلک پہ ماہ تابان محفل مین ملکہ ایسی مہر درخشان مصاحبین بجائے ثابت و سیارگان مگر بوستان پر بھی جوبن تھا

نظم

مگر بوستان پر تھے جوبن ہزار

وہ چوپڑ کی نہرین چمن کی بہار
کسی جا ہوا سے شجر باردار
پرندے پھرین ہر طرف پاؤن پالون
کہ غنچون کے سُن سُن کے وہ قہقہے
پرے باندھے ہنستی پھرین دور دور
تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ

جسے دیکھ کر گم ہو سَج دھجن
زمین بوس اُٹھ اُٹھ کے ہون بار بار
لگا ایک تختہ مین یون لالہ زار
ہزارون کرین بلبلین چہچہے
مصاحب کوئی ہمین کوئی خواص
جگت باز چالاک بیباک وہ

وہ تھے سرو شمشاد زیب چمن
شگوفون کی بو مولسریون کی چھالون
دل عاشقان جیسے ہو داغدار
ادھر کمسنین عہدین مثل حور
مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص
ملکہ لالان خون قبا زیب جسم

گلنار جوڑا سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا دل مین جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریون کا اکھاڑا اسد شیر دل بصد صولت و شوکت پہلو مین ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنستی ہوئی سامنے ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیون بوا ناگن خیر تو ہی آج کیا کچھ پڑا پایا کچھ زہر اگلو پیچ و تاب نہ کرو ناگن وزیرزادی نے کہا ای شہریار آپ کے سننے کی بات ہی جبسے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہو لیا ہو کہ افشائے راز ہو جائے داؤد جادو سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونون وقت دربار خداوندی مین جاتی ہون اسی فکر مین کوئی غمازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری مین بیٹھے تھے آپ کے

نانا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بعید کرو فر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر
اڑاتے ہوے آئے راز سے یہان کے واقف نتھے سونے چاندی کی پتلیان اُٹھین عمرو آیا عمرو آیا
رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اُڑ گیا داؤد نے چاہا پکڑون تخت سے کود ے ہزارون
جادوگرون کو مار کر نکل گئے تخت انکار ہگیا خداوند دار الامارۃ مین جا کر بیٹھے وقت آخر ایک مہاجن کے
چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی ڈاڑھی مونچھین مونڈ ڈالین ایک کاغذ لکھا ہوا
خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی مین آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد
متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہین خدا انکی جان دشمنون سے بچائے اے شہریار اگر
آپ حکم دین تو مین خواجہ عمرو کو تلاش کرون یہان باغ مین بلا لاؤن مگر انکا ملنا دشوار ہے آپ کچھ
فنا خنت بتائین تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بد حواس ہو گیا کہا اُو ملا نخصنا خدا
انکو سلامت رکھے باغ سیاب مین مجھپر غصہ تو کیا مگر میری تلاش ہی لوح کی فکر مین یہان آ پہونچے اب میرا
چھپنا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ مین نکلون دربار مین داؤد کے جاؤن یا تو اس بدبخت کا تخت الٹ دون
یا لڑ بھڑ کے مر جاؤن خدا نخواستہ انکے دشمنون پر زوال آیا یا گرفتار ہوے پھر مین منھ دکھانے کے لائق
نہ ہونگا اب انکی محبت کیون ملکہ یہ عالم تحیر ثابت ہوئی یہ لطف و کیفیت مجکو پرورش کیا عزت آبرو بڑھا
فرمائی مین کیا سارے لشکر کے محسن وہی ہین ہمارے نانا جان صاحب زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
انکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک مین نام کیے یہ تخت زبرجدی جسکو اُٹھاتے ہوے آئے تھے خوف
جان سے چھوڑ کر بھاگ گئے ملک زبرجد نگار مین اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہے عقل انسان دنگ
ہوا گر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو ماسہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا
نہ زمین پر نہ آسمان پر گنتی ہزار گز کی بلندی قرار دے کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا
زبرجد شاہ شب کو اسی قصر مین جا کر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار مین چنگ
اڑا کر بر سر قصر معلق پہونچے تصریح اس داستان حیرت بیان کی ایرج نامہ مین موجود ہے اگر مفصل لکھون
اصل مطلب کو طول ہو ناظر و مشتاق ملول ہو اسد غازی فرماتے ہین کہ اے شہنشاہ خوبان افسر
محبوبان جب خواجہ عمرو نامدار قصر معلق پر پہونچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف
سے آگاہ ہوے زبرجد شاہ کی شکل بنکر اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا پھر

چاہ الماس مین جاکر مامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری اسے خواجہ عمرو بیان کرون سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام ہوون بس اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا تا کوہ عقیق شکست حاصل ہو گی مہرخ و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکیگا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا بس سیر انکلنا ضرور ہی ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح قبول نہین کرتا کہ آپ یکہ و تنہا دربار داؤد مین جائین دشمن جاکر ساحرون مین پھنس جائین مین بیدست و پا ہوگیا تدبیر کر سکتی ہون اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے مین طلسم کشا قرار پایا ہون مدد و کوشش ضرور ہی یہ حال سنکر قلب ناصبور ہی زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی عیش دل سے فوت ہی آجتک جو کچھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہو سکا مر جانے مین نام ہی در پے ایذا فلک خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہی شعر ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہی رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی یہ شعر پڑھ کر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون سے آنسو نکلنے لگے چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی زیب النسا مخفی کے یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی مسدس

به گونهٔ رخسار قسم　　به بر آن مه دلدار قسم
بشهیدان محبت سوگند　　به اسیران مودت سوگند
رنجه فرما قدمم و شادم کن
از همه رنج و غم آزادم کن

بصفای بر و دوش تو قسم　　بحیاگیری هوش تو قسم
به صفای گل نسرین سوگند　　به هر ساق بلورین سوگند
نگہے جانب ما باز بکن
شاہبازے سر پرواز بکن

به اسیر طرهٔ یار قسم　　به ضیاے مه رخسار قسم
بادائے قد دلجو سوگند　　به نسیم سر گیسو سوگند
گوئی از لطف که من یار توام

بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلاویزی گیسو سوگند

بسر نافۂ تاتار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت مردم
بہ تمناے دو لعلت مردم

بہ صفاے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بہ سر فرش قسم
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف پئے درمان است

یہ اشعار پڑھ کر بہت روئی کہا اے شہنشاہ اقلیم شجاعت اے ہزبر بیشۂ جرأت اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اٹھاتے ہین ملکہ و تنہا دربار مین اتنے بڑے جادوگر کے جاتے ہین ہماری مشکل آسان کرتے جائیے خنجر ابروے خمدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دنیوی سے چھوٹ جائین پھر آپکو اختیار ہے اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہین ہے ہمارے ماموں جان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم مین مدت سے قید ہین افراسیاب کے صید ہین ہم انکو چھڑانے کو آئے خود بلا مین پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر کا افسونگری کو کس زور شور سے رہا کیا کیا کیا عیاریان کیا کیا مکاریان کیا کیا جرأت دکھائی ساحرون سے لڑے جان پر اپنی کھیلے یہان بھی لڑتے بھڑتے آگئے جگر انکا غم سے پاش پاش ہے مجھ بدبخت کی تلاش ہے اے ملکہ عالم اے عاشق صادق و اے یار موافق نظم

گیا کھون جی یہ کیا گذرتی ہے
یار ہو بخت یا فلک یاور
نکلے ارمان کیا کہ نکلے ہے جی
کہ نہ ہو سوئے التفات ادھر

یہ ستم کسکو آئے گا باور
ہے یقین یہ کہ خاک ہی مین ملے
نالہ ہاے شب و فغان سحر
تاب رخسار تیرہ روزی سے

اپنی حسرت کا کچھ علاج نہین
آرزوے وصال سیمین بر
کچھو انصاف سے کہ ظلم ہے ظلم
وہ اگر مہر ہے تو مین ہون قمر

نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا | نہ کوئی مجھسا عاشق بیے بر | عجب بلا مین مبتلا ہون ہنر وسے

رفتن نہ راہ ماندن کیونکر جان دینے پر آمادہ ہون خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہانتک پہونچایا ہزارہا جادوگر انکی تلاش مین گیا ہی ہر فرد بشر ڈھونڈھتا پھرتا ہی پس مین جاکر انکے شریک ہون یا اکیلے پھر کر مرجاؤن اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہین ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے محسن کامل کے قدمون پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی مجھپر انکی امداد واجب ہی اتنے بڑے ملک کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق و ضرغام کو بیہوش کرکے دریا مین ڈالکے لائے تھے صحراے سیماب مین الیاغصہ آیا انکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کردیا نہین معلوم ان کمبختون پر کیا گذری سب طرح کے مجکو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال ہین بموجب باعی مضمون زیب النسا مخفی باعی

من نیز دل تنگ و این منزل تنگ است | صحبت ما چو شیشہ و سنگ است | مخفیا کے رسی بمنزل دوست
راہ تاریک مرکبم لنگ است | زو پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم | شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیادرم

آجکی شب حکایت و شکایت مین بسر ہورہی ہی کلمات حسرت انگیز اسد پر ملکہ بالب بالک کے رہ رہی ہی ناگن وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج و ملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار کو اشارہ کرتی ہی اے شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے گا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس خستہ بخت کو سمجھائیے انھین باتون مین رات قلیل باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود دلگر خسار ملکہ عالم کے مرجھائے ہوے ہین آنکھون سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے سمجھا کر عاشق و معشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت آتش شکایت و حکایت پر چھڑکا مگر ملکہ کی حسرت و یاس کو ترقی ہی بلاوجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت و پہلو سے ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہو کوئی در انداز مکر کرے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اب صبح قریب ہی صحن باغ سے اٹھکر بارہ دری مین جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اڑتا ہوا آسمان پر نکلے اس جلسۂ عیش و نشاط کو دیکھ لے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنے گی ہر وقت رنگ انقلاب درپیش ہی ہر طرح کا پس و پیش ہی باغ عالم دست بدم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے پہلو مین خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کرون سماعت فرمائیے عشرت اور حسرت کی ایک صورت ہی بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گرید
دیدہ بر حالِ خویشتن گرید
رفت حسن گل و چمن برباد
شمع بر صبح انجمن گرید
بسکہ غفلت ربود مردم را
بر شگافِ دل کفن گرید

گل بر ایام زیستن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد
سرو بر باد یاسمن گرید
روز این عمر کوتہ آخر شد
چرخ بر حال مرد و زن گرید

دل ز دست فراق نالہ کند
غم ہجران کو ہکن گرید
سوخت پروانہ بر ہوائے وصال
شب ز تاریکی وطن گرید
ہو فانی غم ای مخفی

حضور ہر وقت خیالِ انقلاب ہی دلکو کینہ کے پیچ و تاب ہی خوب ملکہ کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے برے خبر روانہ ہوئی یہان ستارہ سحری چمک چکا ہی ہنگامۂ سحر برپا ہی طائر آشیانون سے پر کھولکر نکلے منقارین حمد الٰہی مین کھولین چہچہ زن ہوئے قمری نے صدائے حق سرہ نمائی بلبل اڑکر پہلوئے گل مین آئی ہر سمت آوازۂ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم سے معمور نسیم سحر مستانہ وار لڑکھڑاتی ہی مینا شجر سے سر ٹکراتی ہی نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان چمن آنکھین کھولین سنبل نے موئے مشکین مین گرہ دی سوسن صفت باغبان قضا و قدر مین پھول اٹھی سرو لب جو کی آئینہ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد دلجو کو دیکھکر اکڑ رہا ہی دونون عاشق و معشوق مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا ای شہریار بارہ دری مین اُٹھ چلیے وہان چلکر بیٹھیرین ہماری وزیرزادی سمجھا گئی ہی ہماری خیرخواہ ہی کوئی بات اُسکی نصیحت سے خالی نہین ہی اسد غازی نے کہا ملکہ ذرا روشنی ہو جاے تو اُٹھ کر چلین قضاے کار بہ قول ناگن وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران عذار داران داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہین ایک ساحر موسوم بہ افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اڑتا ہوا آسمان پر جاتا ہی طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہی تصویر اُسکی ہر ایک فرد و بشر دیکھے چکا ہی نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہو گیا جلسہ مین کنیزون کے دیکھا فورًا جا کر خداوند داؤد سے کہون اس شوخ دیدہ کو سزا ملے طلسم کشا قتل کیا جاے ہمارا نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے میل کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اسوقت داؤد جادو دار الامارۃ شاہی مین

تخت پر بیٹھا تھا تمام سردار جمع ہین بڑے بڑے شاہان اولو العزم سجدہ کر رہے ہین مغرور متکبر سجدہ لے کر آواز دیتا ہی سر خود را از سجدہ بر دارید کہ لعنت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر پہلو مین ہر چند کہ بالکل جاہل ہی مگر لقب اُسکا پیغمبر نامرسل ہی اُس سے کہہ رہا ہی خواجہ عمرو کو کوئی گرفتار کر کے نہ لایا خورشید جادو نے دست لبتہ عرض کی مین نے خداوند سے عرض نہین کیا خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ مین غدر ڈالدیا صدہا مسافر مار ڈالے رستہ بند ہیہے مہاجن در و بند صدہا مسافر کی خبر غلام نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صدہا مہاجنون کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے لوٹ لیا کہین چور سیندھ کیا چاندی سونے کا مال بچا وہ تانبے پیتل کا نکلا سب خبرین غلام کو ملین بخوف حضور ذکر نہین کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا اے پیغمبر مین کیا کرون خود قدرت تلاش مین اُسکی نکلین یا یہان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرین خورشید جادو نے کہا خداوند قصد نہ کرین غلام خود جائیگا مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا داؤد نے کہا تم ہمارے راز دار ہو جا بجا ملک داؤدیہ مین ذکر ہی بندون کے دل مین فرق پڑگیا کہ قدرت کے سامنے زیر گنبد سامری لرلاہزارون کا کھیت ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جنکا مثل ناممکن خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جسدن قصد کیا فوراً لایا کہان جاسکتا ہی اجل اُسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل و حقیر ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ افلاک جادو پسینے پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کر کے سامنے دست لبتہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیون اے بندہ خاص مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدعت کام ہی عاشق و معشوق کو جو ایک مقام پر دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب و مطلوب کا دشمن راہ عیش و عشرت کا راہزن کسیکی خوشی منظور نہین رنج و غم دینے مین قصور نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کسکو شاد ان کسکا گھر برباد کرون کس کو جلاؤن کسکو پہو کون سامان غدر کا جویا ظلم و بدعت مین فرد ہی مردان عالم کا دشمن یہ نامرد ہی بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند آج غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ فقرہ نہین نکلتا اس ذکر مین یہی مصرعہ کافی ہی مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ٭ حضور کی عنایات نور چگیدہ خالص کو آج ایسے رنگ مین دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قصد ہوا کہ باغ جلادون ہمراہیان ملکہ کو خاک مین ملا دون مگر خائف ہوا شاید حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے

کہا صاف صاف کہ کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور
ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا
بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا
کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش و نشاط
آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا
غصہ آیا ضبط کیا مگر حضور فوراً انتظام کرین یہ سنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اٹھا ایک چیخ ماری
تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر منتشر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو
حکم دیا کہ سو ملازمان نمک خوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لا اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار
کرکے ہم تک پہونچا ید قدرت سے سزا دینگے مارے کوڑون کے کھال گرا دینگے آتش قہر خداوندی مین
جلائینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملائینگے مگر او افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنا دونگا
تیری قوم بھر کو ستا دونگا افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا اگر خلاف نکلے
گردن از مو بار یک مجال ہی کہ خداوند کے سامنے بمقدسہ نور چکیدہ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت
آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے نہ ڈرین ابھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لے کر جاتا ہی
طلسم کشا ملکہ کو باحتیاط لاتا ہی یہ کہکر یہ بیچیا باہر نکلا ساحرون کو جمع کرنے لگا مگر قضائے کار ناگن وزیرزادی
دونون وقت برائے دریافت خبر آتی ہی ایک گوشہ مین حاضر ہی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران
قدرت کہلاتی ہین اُنسے ناگن بھی باتین کر رہی ہی مگر گوش بر آواز ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے
کہنے لگی ای حوران قدرت خداوند داؤد تمنے کچھ سنا بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر
تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ
مین اپنے اُس باغی کو لیے بیٹھی ہین خداوند داؤد غصہ مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو
کو حکم ملا سو ساحر لیکر برائے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا و طلسم کشا جاتا ہی بوا ایسی خبرین سنکر کلیجہ
تھراتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی ایک بولی مجھو سراسر بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ
لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی اُسکے باغ مین مردانہ پھول نہین دوسری بولی میٹھو خالا
دنیا مین ایک تجکو مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کواری جوانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین جو

نام پر رال ٹپک پڑتی ہی ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہی بازار مین نکلین چار کو دکھین اپنے جوبن کو دکھائین جوانی کے مزے اڑائین اس کوچہ عشق محبت مین بڑے مزے ہین مردون کی بھولی بھولی باتین وقت پر منتین کرتے ہین ذرا ہنسے اپنے کو کھینچا قدمون پر گرتے ہین تصدق نثار ہوتے ہین ذرا منہ پھیر لیا زار زار روتے ہین جان تک مانگو دینے کو حاضر ہین بعض نگوڑے نٹ کھٹ اپنے مطلب کے عاشق یار ناموافق جہان مطلب نکل گیا پھر کون آتا ہی اگر کہین ملے ہم تو وہی اپنا عاشق سمجھے وہی انکی چکنی چکنی باتین یاد رہین اُنھون نے منہ پھیر اگویا ان تلون مین تیل ہی نہین بعض نازک مزاج ذرا بیوفائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی بوا مجھپر تو کوئی زہر کھا کھا کے مرگئے اب مجکو چاہت کی قدر ہوئی ایک سے کرکے بیٹھ رہی ہمارے ناز اُٹھاتا ہی اُسنے اپنے جورو بچے چھوڑ دیے میرا کوڑیا غلام ہی اسیطرح جوش جوانی مین ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت جوان ہی جری بہادر صاحب حسب ونسب بی ملکہ مہ جبین دختر افراسیاب کا معشوق سنا ہی بڑا خوش مزاج ہی معشوقان جہان کے سر کا تاج ہی جب تو بی مہ جبین طلسم ہوش رُبا کی حکومت چھوڑ کر صحرائے حیرت سے اُسکو لے بھاگین قید بھی ہین مگر محبت سے اُسکی ہاتھ نہین اُٹھایا اب اُسکے لشکر مین چین کرتی ہین اُسنے تخت سلطنت پر بٹھایا ہی شاہان عالم کو اُسکے مرتبے پر رشک ہی یہ باتین جو ناگن وزیرزادی نے سنین گھبرا کر اُس قصر سے باہر نکلی جی مین کہتی ہی ہائے بڑا غضب ہوا جس بات کا ہمکو خیال تھا بخت سیاہ نے وہی روز دکھایا بلکہ پر پرواز پیدا کرکے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہی یہ یک چشم زدن کنج باغ مین آکر اُتری دیکھا ملکہ لالان خون قبا اُسی طرح صحن باغ مین مشغول عیش ہین سامنے آکر سلام کیا عرض کی ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ لالان خون قبا رنگ روے ناگن متغیر دیکھکر گھبرا کر اُٹھی ناگن ہاتھ تھام کر کنج باغ مین لائی چونکہ ملکہ سے محبت دلی ہی بچپن سے ساتھ کھیلکر پرورش پائی ہی قدمون سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی بوا ناگن جلد بیان کر خیر تو ہی ناگن وزیرزادی نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہی حضور کو کیا خبر ہی ہم چلتے وقت کہ گئے تھے کہ اب صبح ہو چلی ہی اندر بارہ دری کے جاکر بیٹھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو اُڑا ہوا جاتا تھا آپ کو پہلو مین طلسم کشا کے دیکھ گیا جاکر خداوند داؤد سے سر دربار اُس بہیا نے کہا قدرت نے حکم دیا مع فوج برائے گرفتاری طلسم کشا آتا ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ

پانوؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ الحمد اللہ البینہ بے اختیار رونے لگی کہا ای وزیرزادی اب کیا کرون
مین کنوین مین پھاند پڑون ہیرے کی انگوٹھی چبالون اُنکو کسی طرح بچا لے مجھے اپنی جان کا خیال
نہین ہی وہ بیچارے غریب الوطن اُنکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین اُن بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب
عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش خو شعلہ مزاج ہین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ
جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان اُنکو لیکر نکلجاؤن مین کیا جانتی تھی آج آفت آسمانی اُنپے کو ہی فلک
گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون دیکھ جائیگا ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل
جاتی رہیگی سوچینگے کچھ منھ سے بات کچھ اور نکلیگی بگڑی ہوئی بات بنانا دشوار ہی ابھی تک خیر ہی اُس
بچیاکے آنے مین عرصہ ہی اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے کا نہ ذکر کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے
کہا بوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا ای ملکہ عالم یہ کوے محبت ہی آسمین ہزار طرح کی آفت ہی
کیسے کیسے جوان اس ظالم نے شائے نخل محبت سے کسکو پھل لا اسکا غنچہ آرزو کھلا مجنون دشت
نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد سوا لیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین
نے اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدعت سے قید ہوے دام الفت زلیخا کے
صید ہوے مگر لونڈی اپنی جان شائیگی جہان تک ہوسکیگا آپکی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر
اتنا یاد رکھیے خداوند لاکھ آپ پر بدعت کرین سواے نہین منھ سے ہان نہ نکلے سر کٹ جائے بات مین
فرق مین نہ آئے انکار بڑی چیز ہی افلاک جادو حرامزادہ بڑا بے تمیز ہی اگر میرا فقرہ چل گیا تو آپکو
بچایا اُسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پر نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی
بلبل شمع رخسار کی پروانہ آنکھین پھوٹین جو حضور کو بے طور دیکھون یا دشمنون کے رنج و ملال کی
خبر سنون اب یہ تدبیر ہی کہ طلسم کشا صاحب جرأت و شوکت اپنے زمانہ کا رستم اگر اس بات کو سن پائیگا
تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہی ہماری اتنی لیاقت نہین کہ
داؤ و جادو سے لڑسکین اب مین سحر کرکے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کرکے
بیٹھیے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر ہونے پائے جب افلاک جادو
آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہوکر فرمائیے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین پہچانتے
خدانخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو داری سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آنے

سراسر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ مصرع قدم عشق مبشتر بہتر ہے اُس گوشہ مین کھڑے ہو کر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن رہی ہے سر دھن رہی ہے ہر بات کا یہی جواب ہے بہتر جو کہوگی وہی کرونگی خدا اُنکی جان بچائے اے خیرخواہ بلا اشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون غزل

امید وصل کی باشد ز غم دل ریش کی مانند
دگر آنرا چو مجنون کم کار خویش کی مانند
تو خواہی سوون الماس بزد خواہم ہم نہ
چو مخفی ہم نفس عقل و ماند لیش کی مانند

گدا چون آشنا گردد بلبشہ درویش کی مانند
خبون ہر جا سخن اندر سوز دل سر ریش
جراحت چون شود ناسور ہم از ریش کی مانند

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
مجال گفتگو لے عقل و راندیش کی مانند
کسی کز دست غم ہر دم زخون دل کشد جامے

ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے ہچکی لگ گئی کہا حضور خدا آپکی جان بچائے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت مین کوے عشق مین سوائے رنج مصیبت کے کیا ہے یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیے ہوے حلبہ مین آئی اسد غازی کو بلا کر ایک کمرے مین لیگئی مخفی طور پر سحر کرکے کہنے اون بیہوش کیا ناظرین پر واضح ہو میر احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہے کہ ناگن نے ہسقدر سحر کیا کہ اسد غازی ایک مٹر کا دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا منہ کھولکر یہ دانہ مٹر کا اُسی گھنگرو مین رکھکر منہ اُسکا بند کر دیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈ ھینگے نہ پائینگے آپکا معشوق آپ ہی کا پابند رہا اور لونڈی بھی وقت پر کسی طور سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کرکے ناگن تو ایک جانب روانہ ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری مین بیٹھی تھی کنیزین بخوف داود جادو کانپ رہی ہین گوشون مین چھپتی پھرتی ہین ملکہ لالان خون قبا ہر چند منع کرتی ہے دیکھو صاحبو ہوش و حواس درست رکھو انتشار ثابت ہو تم لوگ کیون گھبراتی ہو جو آفت ہوگی میری جان پر گذریگی تمھارا ڈر نا بیکار ہے بچانے والا پروردگار ہے ملکہ ان باتون مین مصروف کہ دروازے سے پہرہ بیدار ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا واری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہے کہتا ہے تمھارے باغ مین طلسم کشا آکر چھپا ہے ملکہ نے کہا آنے دو کہو کہ آؤ تلاشی لو سارے باغ کو چھانلو افلاک جادو بلبلاتا ہوا باغ مین گھس پڑا چاہتا ہے باغی کو گرفتار کرونگا ملکہ ایسی گلعذار کو خار دونگا مثل سر صحرائی اکڑتا ہوا ساحران غدار ساتھ موچھون پر تاو پھیرتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب نے سلام بھی نہ کیا ملکہ لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون خیر تو ہے افلاک نے دست بستہ کہا دستاینہ خوب ملکہ عالم کو بد راہ کیا ہے تیرا وہ طلسم کشا کہان ہے گھسی

مکان مین چھپا دیا صاف صاف بتلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت مین ہم باسمی ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجروی کریگا افلاک جادو نے کہا ملکۂ عالم بس اسی مین خیر ہی اپنی جان و آبرو بچایئے طلسم کشا کو بتلایئے مین صبح کو آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا شراب چل رہی تھی ملکہ لالان خون قبا نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبح کو بیشک جلسہ آراستہ تھا ناچ گانا روز ہوتا ہی کوئی خواص ہماری مردانے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا کسی کو شراب پلا کے سڑی دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا نام نہین اگر تو نے دیکھا ہی تلاش کر لے سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر نگاہ بد سے نگاہ نہ ڈالنا یہ سب ہماری ہمراز ہین عہدۂ صحبت سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار ہر قصر و مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے مثل غول بیابانی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جس مکان مین جاتے تھے طلسم کشا کو نپاتے تھے بدحواس آکر افلاک جادو سے کہتے تھے ای افسر سب مکان خالی پڑے ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا صحیح فرمایئے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوانے لگا ہر چمن مین جاتا ہر روش پڑی چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا نہین ملتا اس ہیجیا کا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد حاصل نہوئی تسکین دل نہوئی آخر غصہ مین سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت کرینگے چلیے سوار ہو جیے قدرت نے یاد فرمایا ہے ملکہ لالان خون قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈالے ہوے کہتا ہوا دیکھیے ملکہ نہ چھپایئے اب بھی مفصل بتا دیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے نہ تھا مین آپکو بچا لونگا قدرت غصہ مین کوڑا لیے بیٹھے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوستی چلی آتی ہین کہتی ہین یا خداوند نگوڑا افلاک جادو مرجائے بھڑوے کے ہاتھ پانون ٹوٹین دیدے پھوٹین کیا مزا ہو جو خداوند قدرت سزائی کرین دونون دیدے بھڑوے کے پھٹ ہو جائین ظالم کے کوڑھ ٹپکے ہماری ملکہ پر تہمت لگاتا ہی اسی طور سے محافہ

داخل شہر داؤد یہ ہوا شہر مین بھی ہلڑ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہی کہ لو صاحبو ملکہ لالان خون قبا نورچلیدہ
خالص خداوند قید ہو کر آئی ہین نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ کہتے ہین کہ طلسم کشا اسد غازی باغ مین آکر
ملکہ لالان خون قبا کے چھپا ہی بعض کہتے ہین ملکہ عاشق ہوئی ہی ایک کہتی ہی بوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا
عاشق ہو گی کسی نے تہمت لی ہی عقلمند کہتے ہین مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگوید چیزہا ہ یہ آوازین
کان مین ملکہ کے آتی ہین محافہ مین رو رہی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتی ہی ای آسمان کے خداے نادیدہ
میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ مین خیر و عافیت سے پہونچون بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہی مین تو
سحر و ساحری نہین جانتی نہین معلوم اس حال مین کیا گذر رہی ہو گی ناگن نے غضب کیا شر کا دانہ
بنا کر گنگرو مین رکھدیا ہی ایسا نہو جرم ثابت ہو جاے بیڑیان پہنائی جائین چھاگل اور کے قبضہ مین آئے
کیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو دوڑا ہوا جاتا ہی پیشتر محافہ کے دربار مین آیا دیکھا داؤد جادو غصہ
مین کانپ رہا ہی کوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین جیسے ہی افلاک جادو سامنے آیا کہا کیون طلسم کشا
کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہی کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی باغی کو کہین چھپا دیا ہر چند
مین نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھین سزا پائینگی آپ ہی بتا دینگی داؤد جادو تو غصہ مین بھرا
بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کانپتی ہوئی محافہ سے اتری داؤد جادو کو سلام کیا مثل شعلۂ آتش
بھڑک رہا تھا منہ پھیر لیا کہا کیون او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہان ہی ایسے کانٹے
کو اپنے باغ مین جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہان چھپایا خوف کے مارے
ملکہ کے منہ سے بات نہین نکلتی ڈرتے ڈرتے غنچۂ دہن وا کیا ای والد نامدار مین طلسم کشا کو نہین جانتی
نام سے بھی آگاہ نہین کبھی تصویر تک نہین دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہی میرے
مصاحب کو جھوٹا کرتی ہی افلاک نے اپنی آنکھون سے دیکھا مفصل حال کہہ چکا مجال ہی کہ قدرت
کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہین تو آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا دوزخ مین بھجوا دونگا
ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو
گیسو بریدہ یون نہ قبولے گی تمام امرا و وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف و ترسان
مثل بید لرزان آپس مین کہتے ہین دیکھو یارو بیٹی پر یہ قیامت ہی اس مقدمہ مین اور کسکا پاس کریگا
مسلمانون کے نام سے قدرت جلتے ہین اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہین خداے نادیدہ آسمان

پیر ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر رشک نہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی
ملکہ کو ہاتھ نہین لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سمن بو خورشید رو جسکے جسم
نازنین پر بندھی پھولون کی بارتھی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ
مارے کوڑون کے کھال گرادونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا مین نہین جانتی آپکو اختیار ہی کسکا
نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ مین کوڑا ملا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے
فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلایا سنکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا اتنا منھ سے نکلا ای والد نامدار مین
کوڑے کی مستحق نہ تھی خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا نام مٹا دیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے
پھڑکی تڑپی سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیر امیر لپٹ گئے کہتے ہین ای شہریار
اب اگی کوڑے مین مرجائیگی پروردہ مہد ناز و نعم اُسپر یہ ظلم و ستم بس اسیقدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیادہ
سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب
افلاک جادو کو برا کہہ رہے ہین کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت
کے سامنے کیا مکرتی صاف صاف کہدیتی جب داؤد بڑھتا ہی کہ دوسرا کوڑا مارون وزیر ہاتھ باندھے
ہین کہتے ہین بس حضور بس مگر قضاے کار کوڑا کھا کر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیان زمین
مین رگڑین اُس گھنگرو کا منھ کھل گیا دانہ مٹر کا زمین پر گرا اچٹتا زمین پر ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی
نگاہ پڑی اپنا دُکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے ہوئے بدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سر
ٹکرانے لگی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا قریب دیوار جاکر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی
دیوار مین ایک روزن تھا اُس روزن سے ایک چوہیا نکلی اُسنے دانہ مٹر کا منھ مین لے لیا روزن مین جاکر
غائب ہوگئی اب تو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق انتہا کا دل ہلگیا کلیجہ مین ناسور
قلب ناصبور دل سے کہتی ہی ای لالان خون قبا جسکے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی اُسکو یون ہاتھ سے
کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے مٹر کا دانہ بنا دیا چوہیا کھا جائیگی افسوس صد ہزار
افسوس اس شیر بیشہ صاحبقرانی کی مفت جان گئی اس خیال مین قلب کو تڑپن دل مین پھڑکن کلیجہ مین
درد رنگ زرد ہونٹون پر آہ سرد ستون سے سر دے مار رہی ہی مگر داؤد جادو نہین مانتا
چاہتا ہی پھر کوڑا مارون کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا رونے پیٹنے کی آئی کوئی یہ کہکر روتا ہی ہاے ان

خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑھ ٹپکے ابھی شہر داؤدیہ مین آگ لگجاے آسمان پھٹ
پڑے زمین کے طبقے اُڑجائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نرہے سب گھبرائے کہ کون زبان درازی جو ایسے
کلمات کہتا ہے ملکہ لالان خون قبا تو تڑپ تڑپ کے بیہوش ہوگئی وہ صدمے کامل قلب پر پہونچے تاب
نہ لاسکی بیہوش مدہوش سنکا ڈھلگیا موت کے آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ اس حال
پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی مہر پدری نے جوش مارا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط افلاک جاہ
کی زبانی اسقدر صدمہ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکلجاے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے اسی حال
مین یہ صدا سنی سر اُٹھا کر دیکھا ناگن جادو وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون سے سر پیٹتی
ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون خداوند یہ کیا
ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کو اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت تو دیکھ مگر
تو جلاد و جفاکار ہے ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا ایسے کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دوہتڑ داؤد جادو کے مارا کہا ارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو بوٹیان
کاٹ کے پھینکدونگی مین نے بھی تو یہی خطا کی کئی دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے
اُسکو جلادے خاک مین ملادے ارے جلاد بتلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزا اسے کامل
دی داؤد جوش محبت مین دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیرزادی نے جو سر دے مارا
ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے ہاتھ ناگن وزیرزادی کا پکڑ لیا کہا بیٹا سن تو کہ کیا معرکہ گذرا میرے
کلیجہ کے ٹکڑے ہوگئے ہین اُسکے جسم پر زخم پڑے میرے قلب مین ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہوگا مگر بیٹا
حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا بتلائیے کسی کی چوری کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو ذبح کیا
آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا ملی سمجھ گئی اس ہفتہ مین باغ مین نیا گل کھلا تھا ہر ایک گلعذار
مردانے کپڑے پہن کر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کمیدان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوے
تھے مٹی کے تیر مٹی کی کمانین بنائی تھین تلوارین سپرین بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے
گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہے
میان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب جو رستم سے لڑتا تھا اور تھا بی بی ہماری
رستم بنی تھین جسکو افراسیاب بنایا تھا اُسپر سنہرے تلوارین مارین ملکہ نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کھینچا

تخت سے آتارا بی شہنشاہ افراسیاب بنی تھین جب تخت سے گرایا تھا بہت روئی تھین انھون نے شاید آنکو آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہین ہی ذرا تواریخ منگوا کر ملاحظہ کیجیے کجا رستم و افراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی داؤد نے گلے سے لگایا کہا بی بی بات تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری ملکہ مریگی مین زندہ رہونگی پہلے تمکو اندھیری گور مین سلاؤنگی اور مین توضرور سنکھیا کھاکے جان دونگی آپ مجکو رونے پیٹنے کو منع کرتے ہین اپنی بی بی کو دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی داؤد سمجھا کہ حقیقت مین اسنے ملکہ کے ساتھ بڑی شفقت کی ہی ساتھ کھیلکر بڑی ہوئی ہی اسکی روح پر صدمہ ہی اسوقت اسکی بات کا برا نہ ماننا چاہیے میری بیٹی کی عاشق صادق ہی پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی سنو بڑی قیامت کی خبر سنی ہی سوانگ بننے گا اپنے باغ مین تمکو اختیار ہی جسطرح چاہو کھیلو کودو منع نہین کرتا افلاک جادو نے مجکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو مین ملکہ لالان غون قبا کے بیٹھا ہی تب مین نے ساحر بھیجکر گرفتار کر منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک چمن مین طلسم بنایا تھا مگر شیر کوئی نہین تھا گتے بھونکتے تھے کوے بنائے تھے ایک مرحلے پر انھون نے کاؤن کاؤن کی تھی شیر کا بھٹ بھی نہین بنایا پہلو مین کیونکر آتا مین بھیریا خوب بنتی ہون لڑکے کو لے بھاگتی ہون ایک لڑکا بناتے ہین اسکے پیٹ مین شہاب بھر دیتے ہین مین جب اٹھالیجاتی ہون پیٹ چاک کر کے الگ ڈال دیتی ہون اسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہین پھر محلے والے اسکے ماں باپ کو سمجھاتے ہین لڑکے کا لاشہ اٹھتا ہی یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہی کئی دن مین ختم ہوتا ہی داؤد جادو سوچا یہ تو نام بھی اسد غازی کا نہین جانتی کہاری ناگن سن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو سے لڑتا ہی اسکو کہا کہ باغ مین ملکہ لالان کے موجود ہی یہ سنکر ناگن پیٹنے لگی کہ خداوند تمپر آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ مین مردوا یہ کون صاحب کہتے ہین ذرا انکی صورت دکھایئے آنکی ڈاڑھی مونچھین مونڈ ڈالون ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو پاسی بولتا ہی اسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہین نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطہ اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کی صورت دکھادے ہی ہی ایسی بھولی بھالی پر یہ تہمت داؤد چونکہ جھلایا ہوا تھا مہر پدری سے بیقرار تھا کہا یہ مصاحب افلاک جادو کہتا ہی کہ مین نے آنکھون سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن پلٹی خوب غور سے افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میان افلاک صاحب واہ وا آپ کئی دن سے

ہمارے گھر پر نہین آئے مٹھائی میوہ نہین لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تھان نہ منگوادوگے ملکہ کے ساتھ شادی نہ کروگے یہ کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس افسوس آپ نے ذرا بھی نہ پوچھا یہ بھڑوا کلموہا کئی مہینے سے روزمرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیان میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تمکو لاکھون روپیہ دینگے تنہائی مین ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرادو اس بات کی خطاوار ہون نقد روپیہ مین نے کبھی نہین لیا مٹھائی میوہ کھایا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہین کیا دم دلاسے مین اسکو رکھا جب اسکا روپیہ بہت صرف ہوچکا اور کچھ اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن تمنے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل کراؤنگا مین نے کہا جا بھڑوے وہ دختر خداوند ہین تو کیا کرسکتا ہے ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ پہونچا ئینگے ہائے جو مین جانتی کہ خداوند ایسے شعلہ مزاج ہین تو کٹنا پا کرتی بلا سے کسی لونڈی باندی کو پھنسا دیتی خیر اب توبہ ہوئی نیکی کرنے والا چوتیا کہاتا ہے مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا مین نے اسکے ساتھ برائی کی مین نے اسکی مٹھائی میوہ کھایا مجھسے آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ مزا تھا یہ باتین سنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہے میرے سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمھارے سر کی قسم تمھارے باپ دادا کے سر کی سوگند خود اس نگوڑے سے پوچھیے ملکہ کو کوڑے مارے اسکو جوتیان ماریے تب قبولے گا داؤد جادو تیغہ کھینچ کے طرف افلاک جادو کے بڑھا کہا کیون رے نمک حرام ہماری نور چکیدۂ خالص قدرت پر نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور مین تو اس باتکو نہین جانتا ناگن وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہین گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سنائی پس طلسم کتنا کہان ہے تو آپ ہی کہتا ہے سارا باغ جہان ڈالا کیون نہ ڈھونڈھ کے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہے چاہا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر ملیناختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی زمین سے چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پہ افلاک کے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہر ہر سو در ہر بُن موے افلاک جادو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر مین جلکر خاک ہوا ناری کا قصہ پاک ہوا فوراً جہنم واصل ہوا شجر البغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا آوازآئی کشتی مرا نام من افلاک جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا جیسا اسنے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اُٹھا کے باغ مین لیجا علاج کر مگر خبردار کسی

غیر کو کبھی اپنے باغ مین نہ آنے دینا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہی اسوقت قلب کو صدمہ عظیم ہی تو اُسکی وزیر و ندیم ہی ہر امر کا خیال رکھنا ناگن وزیرزادی نے کہا حضور سب کھیل کود سے توبہ کی ایک ایک کتاب خرید ینگے مکتب خانہ کا کھیل کھیلین گے مگر اسمین بھی خرابی ہی مولوی جو بنے گا اُسکو مردانے کپڑے پہننا ہونگے مگر پڑھیا تو بنا ئینگے خوب خدائی آپ کرتے ہین آج سے اعتقاد کامل ہوا داؤ و نے کہا بیٹا اب جاؤ حقیقت مین میرے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین مین بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا آج کل بڑے تردد مین تھا اب ناگن نے ہوادار منگا یا ملکہ لالان خون قبا کو اُسپر سوار کیا لیکر باغ مین آئی مگر داؤد جادو بیٹی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ عمرو کو تلاش کر کے پکڑ لاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے برائے تلاش خواجہ عمرو چلا داؤد جادو رنج مین دوشالہ سے منہ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوئے باغ مین آئی زخمون پر پٹیان چڑھائین ملکہ لالان خون قبا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے سے چھٹ گئے کس حسرت سے اُس شیر بیشہ جرأت کی جان گئی آنکھون کے نیچے وہ مصیبت پھر رہی کس مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی ہاے نہ تمکو سوجھا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام

کیا ہوگا جو چاہا کر بیٹھے اشعار	دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر	کہ داد خویش ستانم ز گریہ بار دگر
بہار عمر گذشتہ چو نونہال چمن	مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر	نہ یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ
کہ پیش یار شکایت بود ز یار دگر	ہزار شیشہ تہی کرد از ہوس مخفی	ہنوز از دل من بست خار خار دگر

ان اشعار کو پڑھ کر اسطرح بلک کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منہ کو آیا کہا واری ذرا سن تو لیجیے آپ نے تو بات کر نا مشکل کر دی کس بات کا غم ہی فرمایئے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ مٹر کا اُس دانا ے روزگار کو دیا تھا گھنگرو کا منہ کھول کر اُسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی وہ دانہ گھنگرو سے نکلگیا قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا پہونچا وہان روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ منہ مین دبا کر لیگئی مجکو داغ تازہ دیگئی ہاے اس بیکسی بے نسبی مین کیا گذری ہوگی ناگن ہنس پڑی کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے دانے کا کون شمار کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند ہوئی شعر تمتع ز ہر گوشۂ یافتم ؎ ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم ؎ اُسنے بھی خرمن محبت سے ایک دانہ پایا کھیتی کریگی تخم الفت طلسم کشا مزرعہ دل مین بوئیگی چوہیا جو فروش گندم نما کیون حضور تلازمہ کی

سب باتین آگئین لیکھا جو جو بخشش سوسو ملکہ نے ایک دوہتڑ مارا کہا او ناگن تیری زبان مین سانپ کاٹے یہ مسخرے پن کا وقت ہی جسکے منہ مین چانول بھرے ہوتے ہین وہ اسطرح چبا چبا کر باتین کرتا ہی ہمین آب و دانہ حرام ہی تمکو دل لگی سے کام ہی ناگن نے کہا جلدی کیا ہی دانہ کو چوہیا کھا نہ سکیگی کہین ڈال دےگی مین جاکر تلاش کرونگی چوہا بنونگی بی چوہیا کو مارونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے لگی کہا واہ بی ناگن آج تو تمنے خوب زہر اُگلا ہماری جان پر بنی ہی للہ جلد تدبیر کرو یہ کہکر خنجر اُٹھایا چاہا اپنے شکم مین مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرایئے جب آپکی چھاگل سے دانہ گرا مین چوہیا بنکے پہونچی دانہ اُٹھا لائی پھر آکر بھڑوے افلاک کو قتل کیا سچ کہیے میان داؤد پر کیا رنگ جمایا ایسی رو ئی بیٹی کہ وہ خود گھبرا گئے افلاک میان کُتّے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے مین آرام فرماتے ہین واری خوشی کی خبر یکایک سنین کہتے ہین کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہی یہ سنکر ملکہ لالان خون قبا ناگن کی بلائین لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکریہ ادا کرین ناگن نے ہاتھ تھام لیے آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمھارے قدمون پر نثار ہی مین دل سے پیروی مین مصروف ہون خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا اُن سے آفت کا ذکر نہ کرنا اگر زخمون کو پوچھینگے مین کہدونگی کہ اندھیرے مین گر پڑی اگر سن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن کیا کرون آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر وقت خوف ہی یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے اس کمرے مین آئی دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہین ناگن نے بڑھکر پاؤن پر ہاتھ رکھا سحر اُتارا اسد بیدار ہوے اب ملکہ نے عہد کیا کہ کمرے سے باہر اُنکو نہ نکلنے دونگی پردے مین آنکھون کے چھپاؤنگی یہ عاشق و معشوق مصروف عیش ہوے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہی دانہ شہر کا بنانا قلب پر شاق ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا فرضِ رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن نے قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کرون سحر کرکے بصورت شیر بنایا ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپایا درۂ کوہ پر بھی سحر کر دیا کہ یہان سے کہین جا نہ سکین جو کوئی دور سے شیر کو دیکھیگا آپ بھاگ جائیگا شیر بیشۂ جرأت کے قریب کون آئیگا بہرنوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے مصروف عیش و نشاط ہوے ہر روز کہتے ہین کہ مین جاکر داؤد جادو کو مارونگا تخت بدبخت کا الٹ دونگا ملکہ و وزیرزادی عقل سے شاہزادے کو روک رہی ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراری و نہنگ بحر زخار عیاری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بردباری قاتل ساحران خود سر اعنی مہتر خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
آنکھون مین جان زار آئی
لیلی تری زلف دیکھنے کو
اب نوبت وصل یار آئی

یا عطر فشان بہار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی
شب نیکلے ہزار بار آئی

تم آئے تو دیکھنے کو یجان
پھر بادہ کشی کی بار آئی
فرقت کی شبین قمر نے کاٹین

سابق مین تحریر ہوا کہ مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو نامدار بصورت افراسیاب سامنے داؤد جادو کے آئے کنیزان سامری نے پہچانا تخت زبرجدی چھوڑ کر بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافرون کو ماراتون کو جاکر مہاجنون کو لوٹا حوالی شہر داؤدیہ مین غدر ہوگیا اب داؤد جادو نے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا یہان خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ مین بہ شکل ساحر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کرون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہی دیہات و قریات سے بہ مشکل ممکن ہوتا ہی دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی بڑی برفی کی ڈلیان برنجی تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی رئیس کے واسطے جسکو لے کر چلا ہی خواجہ عمرو بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر عمدہ کھانا دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہی ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوئے عصائے تلخ بادام کا ہاتھ مین موتیون کے ہالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوئے درۂ کوہ سے باہر نکلے پکار اسیان حلوائی پوریان بیچو گے اُسنے کہا گسیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہی عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہی پچاس روپیہ سیر برفی ہی اس شہر مین مہنگی پڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہوگی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہوگا یہ سنکر حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی و دانا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس آیا آپ مسافر ہین ہم خدمت گزاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درۂ کوہ مین جاکر بیٹھے کہا میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین گھاتا ضرور لیتے ہین ہم دو روپیہ رکھدین پوری

بات کرو ایک پوری رکھوا سیر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر ضرور ہے سب پوریان مٹھائی شمار کر کے اُسی تھال مین رکھین روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہین ہے حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہ گیر آجائے اس بڈھے کو سمجھا دے جلدی روپیہ لیکر ٹینٹ مین رکھے کہا میان سوداگر صاحب آپ کی باتین برفی سے زیادہ میٹھی ہین تھال سمیت لیجیے اب مجھے جلدی ہے جاکر اور پکاؤن ٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤن حلوائی کے ہاتھ مین چاندی کے کڑے تھے عمرو نے کہا کیون بھائی ایسے کڑے پانچ اشرفیون کو ملتے ہین حلوائی نے کہا نہین میان چھ اشرفی کے ہین عمرو نے کہا یہ بھی ہمین دیدو چھ اشرفیان لے لو حلوائی نے جلدی سے کڑے اُتارے پیرو مرشد نے کڑے بھی لیے چھ اشرفیان حوالے کین کہا بھائی ہم روز ادھر سیر کو آتے ہین صبح کو لاکر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ پر جا بیٹھے کڑے اور تھال زنبیل مین رکھ لیے پوریان برفی نوش فرمائین پانی پیکر شکر کیا پروردگار تو رزاق مطلق ہے اس صحرا مین یہ نعمتین پہونچائین حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیان لایا جورو بھی خوش ہوئی اب ٹینٹ سے روپیہ اشرفیان نکالین دیکھا ایک لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو مین سے لیکر قلیل سا زبان پر رکھا مزا جو چکھا عمدہ جورن ہے میان بی بی روتے پیٹتے چلے کہ جاکر خداوند سے فریاد کرین صحرا مین آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم خورشید جادو کا اترا ہے خورشید بجاہ و جلال کرسی پر متمکن ہے حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید جادو حال سنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہے اُسی وقت صدہا ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر بارگاہ مین بیٹھا عمرو نے بھی راہگیرون کی زبانی سُنا کہ وزیر اعظم داؤد ہماری فکر مین آیا ہے ایک ساحر کی شکل بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جہان پایا کسی کو فقیر بنکر مارا کسیکو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن کنوین پر جا بیٹھے جو اُدھر سے نکلا پانی پلا کے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے ہین جو ساحر برائے تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ مین بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگون کے ہاتھ سے عمرو عیار نہ مارا جائے گا مابدولت خود جاتے ہین فوراً گرفتار کر کے لاتے ہین قدرت گھبراتے ہونگے امورات مملکت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہے رفقا نے عرض کی آپ کلید عقل خداوند ہین تکلیف

نہ فرمایئے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل وخوار مکار غدار اُسکے واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے
غلام کوہ ودشت چھانینگے جسطرح بنے گا گرفتار کرکے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت
کی بات ہی اس تین دن کے عرصہ مین کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کرکے نہ لایا مین سارے
جنگل کو سحر بند کردونگا ناچار ہوکے سامنے چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتین کر رہا ہی اسباب
سحر جھولی مین رکھ چکا ہی قصد ہی پر پرواز پیدا کرون تلاش عمرو مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی سبنے
دیکھا ملکہ صبار فتار کمند انداز بانہاے عیاری سے آراستہ نیمچہ ہاتھ مین طراری بات بات مین اسی جانب
آتی ہی نظر ہوا عیارہ بھی شہنشاہ طلسم ہوش ربا کی آتی ہی یقین ہی کوئی خبر تازہ لاتی ہی صبار فتار نے آکر
خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ
پڑھا لکھا تھا اے خورشید جادو وماہ دولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے
بھاگ کر صحراے ملک داؤدیہ مین پہونچا کئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے ماہ دولت نے صبار فتار کو
روانہ کیا عمرو بھی کبھی اُسکو نہ پاؤگے اس ہوس مین ہلاک ہو جاؤگے ہمراہ صبار فتار کیے تنہا صحرا مین جاؤ
یہ بتلا دیگی تم سحر کرکے گرفتار کر لینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہوگیا صبار فتار سے کہا
تمنے بڑا احسان کیا چلو مین تمھارے ہمراہ چلتا ہون رفقا نے کہا حضور ہم آپکو تنہا نجانے دینگے
صبار فتار نے کہا صاحبو جب تم دس بیس ملکر چلوگے وہ بلاے روزگار ہی سنکر لون نکل جائیگا
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو حقیقت مین یہ عیارہ ہی
ہر صورت مین اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبار فتار کے ہمراہ ہوا صبار فتار
نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے مین پہچان کر اشارہ کرونگی آپ سحر کرکے گرفتار کیجیے گا خورشید
نے جو مناسب وقت معلوم ہو تمھاری راے پر ہم کاربند ہین اس سلطان زادے نے
غضب کیا سامنے خداوند کے افراسیاب تکر آیا ہزارون کو قتل کیا قدرت کو بڑا قلق ہی
ملکہ صبار فتار تمکو بھی انعام ملینگے قدرت عمرو پڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار مین ہی مگر خواجہ عمرو
کے نام سے وہ بھی گھبرائے ہوئے ہین فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہی ہمنے اسکو جلاد ساحران
نبایا ہی مگر اب تقدیر جدید کرینگے صبار فتار ہان ہان کرتی ہوئی چلی آتی ہی جب صحرا مین پہونچی گلستان
کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم مین نے خواجہ عمرو کو دیکھا

ایک جھاڑی مین گلستان کے بیٹھا ہی کسی عورت کی صورت بنا چاہتا ہی لہنگا پھریا بھی رکھا ہی آپ
جلد سحر کیجیے زمین پیر بتمام لگی ہین گرفتار کر لاؤنگی خورشید خوش ہو گیا ہمراہ صبار فتار کے چلا پچاس
قدم آگے صبار فتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آڑ مین بتون کی ساربان زادہ بیٹھا ہی جلدی
سحر کیجیے خورشید نے کہا مجکو نہین معلوم ہوتا صبار فتار نے کہا بڑے آدمیون کو کم سوجھتا ہی روپیہ کا نشہ
ہوتا ہی بخوبی نگاہ اٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمائیے خورشید جادو آگے بڑھا ہر چند کہ کچھ معلوم نہین ہوا مگر صبار فتار
کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ ہوا صبار فتار نے گلے مین حلقے کمند کے ڈال دیے کیون میان
خورشید اب پہچانا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کلاہ دار ستمگر قیصر برم * زنگ از رخ بخت بد اختر برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی * تیغ و سپر و سبو و ساغر برم * خورشید زرد ہو گیا ارے کہکے پلٹا
عمرو نے تڑاق سے حباب بیہوشی مارا چرخ کھا کے خورشید زمین پر گرا عمرو نے خورشید کو اٹھا کے نذر
زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سر اسکا کمال کیا فرق نہ
معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید بنکر تیار ہوے سر رومال مین باندھ لیا ہنستے ہوے پلٹے لشکر والے
دوڑے کہا ای وزیر اعظم یہ کسکا سر ہی خواجہ عمرو نے کہا ما بدولت کے جاننے کی دیر تھی گھیر کے مارا صبار فتار
حرامزادی ہوا ہو گئی عمرو کے مقابلے مین نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہین عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست کو
مین نے مارا اسکے پیر چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوے ہین بھائیو میرے ہوش پراگندہ ہین اگر باتین
خلاف سرزد ہون گھبرانا نہین میری حفاظت مین مصروف رہو میرا جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ لون حیرت
کا آئینہ دل پر جوش ہی سارا کمال سحر کا فراموش ہی جلد خدمت مین خداوند کی مجکو لے چلو یہ کہکر تخت پر
سوار ہوے سر آگے رکھ لیا مصاحبون سے کہا تم سحر سے اڑا کر لے چلو ساحرون نے فوراً سحر کیا تخت
اڑائے ہوے چلے مگر باتون سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہین کبھی خائف ہو کے کہتا ہی یارو
دیکھو غضب ہو گیا دمامہ جادو آتی ہی مجکو آنکھین دکھاتی ہی کبھی کہتا ہی لو ساحر شمشہ آ گیا اب مجکو زندہ
نہ چھوڑے گا خنجر اسکے ہاتھ مین ہی گدھے پر سوار ہو کر آیا ہی شتر سوار بہت سے ساتھ ہین سب بھوت
پلید چلے آتے ہین یارو مجھے چھپا ڈالو ایسا نہو کھا لین یا سر پر چڑھ بیٹھین برم رالس بھی ہمراہ ہین
ساربان زادے کے خیر خواہ ہین پوچھتے ہین عمرو کو کسنے مارا یارو میرا نام نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند
مین لے چلو وہ ان شیطانون کے افسر ہین سبھون سے بہتر ہین جان بچا لینگے ورنہ سب بھوت پلید

مجھکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو
کو قتل کیا مگر دیوانے ہو گئے کمر سے لپٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرا دین اسی طرح شہر مین
آئے ہر کوچہ و برزن مین غل ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب الٹ گئے
ہاے واے کرتا ہوا آتا ہی ہر شخص آکر دیکھتا ہی منھ پر مردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف
کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہی بموجب مضمون شعر
آنکھ جسپر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا ٭ پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ٭ غول کے غول تخت کے
ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہی
چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہی منھ پہ ہوائیان اڑ رہی ہین ہر مرتبہ غل مچاتا ہی دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ
پر باندھ کے آئے ہین چھٹیان سرون پر سنہ پھیلائے ہین مجھکو بلاتے ہین ہرکارون نے جو یہ حال دیکھا
گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سنا بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے
عمرو کو تلاش کرکے مارا مگر سری دیوانہ ہو گیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہو گیا روتا پیٹتا آتا ہی عجب عجب طرح کے
کلمات کہتا ہی ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اسکی جوانی کا افسوس کرتے ہین وہ کہتا ہی دمامہ و مغمش
پیچھا نہین چھوڑتے طریقہ کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہی کہ بیر عمرو کے خورشید جادو کو گھیرے ہوے ہین
بچنا اسکا دشوار ہی نہایت کثیف وزار ہی داؤد نے حکم دیا جلد میرے سامنے لاؤ بڑے شخص کو اسنے مارا
اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر کامل ہی عالم عاقل ہی اسکا بدحواس ہونا
خالی از علت نہین داؤد کھڑا ہو گیا تخت سے اترا ٹہلنے لگا دیکھا کہ خورشید جادو رومال مین سر عمرو کا
باندھے ہوے مگر مضطر بدحواس چہرہ اداس بکتا جھکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا چیخین
مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے ہاتھ سے ان بچیاؤن کے بچا لیجے مجھے پکڑنے آئے ہین تمام بارگاہ
آپ کی انھین لوگون سے بھری ہی آپ کی بھی بوٹیان نوچ کے پھینکدینگے مین آپکا دامن دولت
نہ چھوڑونگا لشکر مین قہر ناکرائیے اپنے افسرون کو بلائیے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا ای
وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت و یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہی دمامہ و مغمش
کی کیا حقیقت ہی گوگل مرچین چلاؤنگا سبکو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ کنارے چلیے
تو اپنے دل کا حال کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین گڑوا دیجیے اسکے بیر اسکا سر دیکھ دیکھ کے

روتے ہین آمادہ حرب وپیکار ہوتے ہین داؤد نے فوراً سرِ عمرو صندوق مین بند کیا دل مین بہت
خوش ہی کہ آج رکن اعظم اسلام گر اب مہرخ وبہار کی کیا حقیقت ہی ایکدن مین شکست فاش کھائینگی
کیا لڑسکینگی بھاگ جائینگی یہ شخص اُنکا سرپرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہین ممالک
ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے مابدولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا جسکا ہفت اقلیم
مین مثل نہ تھا اُسکا سر سپہرے سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچے گا بڑا اپنے وزیر اعظم کا غم ہی ہاتھ
تھام لیا ایک کمرے مین لایا اور کہا ای خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج سیرانہ کرین مرجانے دین
آپ کا ملک تو پاک ہوا مجھپر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند
پر فدا ہوا داؤد نے کہا ہم سمجھاتے ہین تم وہی کہے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید
بھاگ جائینگے اب ہم صبح کو تمھین تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری مین لے چلینگے وہان کوئی بھوت
پلید نہ جاسکیگا مگر مفصل بتاؤ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہی کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ ہو
گذشتہ حال کہون داؤد نے کنٹر شراب کا میز سے اُتارا کہا لو پیو مگر بھیا مین تمھارے جان کی کھیائی
کرتا ہون خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھکر کہا حضور اُلش کردین کہ برکت ہو میری جان
بچنے کی صورت ہو داؤد نے بقصد شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای خورشید جادو وہی حال میرا
بھی ہی ہیبتناک و نامہ لنگا اُٹھانے لگتی ہی ہشمش کے بھی دل کو لگی ہی فوجین چلی آتی ہین خورشید
نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹہلیے داؤد جادو گھبرا کر اُٹھا عمرو نے
وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جلو مین اُنکو قطرے مین دیوانہ ہو لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار زبان مین سوزن دیا اُٹھا کر نذر زنبیل کرلیا
کہا دادا جان اُنکو حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری مین یکتا اسوقت کی
عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز ذای مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت
استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم الظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا عرصہ دراز تک خواجہ
عمرو کو وجد رہا رنگ روغن عیاری کا نکال کر یہ شکل خداوند داؤد تیار ہوا تاج خداوندی بر سر
لباس فاخرہ زیب جسم انور خراماں خراماں پکارتے ہوئے آئے ای وزیر اعظم خورشید جادو جادو ہفتہ
ہشت مین ہو بیہوشی تمھاری دفع ہو عمرو ایسے شخص کو تمنے مارا کل وزرا امرا دربار مین حاضر مین سب نے ۲۱

یہ باتین نہین دیکھا خداوند آتے مین پڑھ کر سب نے پوچھا خورشید جادو کہان گیا جواب دیا کہین
اَلتقدیرات قدرت مین کیا دخل ہی خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا اگر یہان رہتا گردش فلکی سے اُسپر
زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہو ستارہ اُسکے طالع کا قمر تھا زمانۂ غروب قریب پہونچا برائے چندے
قدرت نے بہشت مین بھیجا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایک دن دربار روشن
ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو آکر تخت خدائی
پر جلوہ فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا حکم دیدیا تا زمانے کہ وزیر اعظم نہ آئیگا قدرت گنبد سامری
و جمشید مین در خلہ نہ کرینگے اب خواجہ عمرو نے وزرا سے باتین کرنا شروع کین مگر ناگن وزیرزادی روز برائے
خبر آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ
لالان خون قبا کے آئی علٰحدہ بلا کر کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید
جادو کو آپ کے والد نے کہین چھپا دیا برائے خدا طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر ٹکرا کے جان دیگا اپنے
والد نامدار کے سلام کو چلیے اب وقت غفلت نہین ہی خداوند کو بربادی سلمانان کا خیال ہر وقت
ہی ذکر آٹھ پہر یہی فکر اُنھین جادو سے آج پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی اُنھین جادو نے
بہشت افلاک کا حال کہا عرصہ دراز تک قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالان خون قبا
متغیر ہو گیا کہا کیون ای وزیرزادی اب کیا کرون بڑے جاہل سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین
ہر روز یہی فرماتے ہین مین جا کر داؤد جادو کو قتل کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہی آج آخر
وقت مین برائے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا ہی ناگن وزیرزادی نے کہا
حضور جب سامنا ہوا اپنے کو سنبھالیے گا ہاتھ پاؤن مین رعشہ نہو روے زیبا پر تغیر نہ آنے پائے
آپ کے بشرے سے رنگ عشق ٹپک رہا ہی اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ پھڑک رہا ہی جب دن
قلیل باقی رہا ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے کہا ای شہریار مین برائے چند ساعت دربار
خداوند داؤد مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر برائے خدا بارہ دری کے تشریف
نہ لائیے گا ذکر قتل خواجہ عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہی وہان کی
جو خبر پاؤنگی شب کو عرض کرونگی مگر شہریار احتیاط شرط ہی یہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین
چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ اُنکو برائے سیر باغ نہ نکلنے دینا خدمتگزاری مین فرق نہ آئے کوئی

تکلیف شاہزادۂ والاقدر کو نہ پہونچے یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوادار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے اشہر جادو سے بہمت عشق اسد نامدار بمقدمہ ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت خوش ہوا سوچا کہ وہ شیردل نذر کردہ بزرگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہی میدان تک پہونچیگا مگر عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ ملکہ لالانِ خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہی اسنے کسی صورت سے بچایا اس راز کو چھپایا انشاء اللہ حال کھلجائیگا اب تو چند سے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کر لو ایسا وقت پھر نہ ملیگا بیٹھے بیٹھے فرمایا مابدولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہی صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہی ہماری یاد مین فرق پڑتا ہی مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔ قدرت چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہو جائین تکلیف رنج و ملال سے ہمارے بندے چھوٹ جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسا اشرفی جواہر نقد و جنس قصر خداوندی مین جمع کردو شرف کونین حاصل ہو قدرت کو بدل و جان منظور ہی بعد ایک ہفتہ کے دونا کرکے واپس دینگے خزانۂ خداوندی سے فرشتے لاکر ملادینگے بعد اسکے پھر بھر کامل شہر داؤدیہ مین ہن برسائینگے دریا دلی دکھائینگے مسلمانون کو ترسائینگے تمھاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مرجائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہوجائینگے مال بیحساب پائینگے سب وزرا و امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو دو روپیہ سیکڑا پر قرض دیتے تھے دونا ہونے کا جو غلغلہ سنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھے اپنا اپنے مال پر اپنے اپنے نام کی چھٹیان لکھکر لگا دین جنکو نہ میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے ہین عورتین پڑوس مین دوڑتی پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہی لو اپنے ذرا جوشن اور طوق دینا مین بعد ایک ہفتہ کے دیجاؤنگی اسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانہ خداوندی مین جمع کردینگے دونا کرکے لائینگے تمھین بھی وہ زیور دکھائینگے دیکھنے والون کے منہ مین پانی بھر آئینگے ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا ہو کر ملیگا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہن کب برستا ہی سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہی مین سونے کی ایک بڑی سی بیل بنوا کر گلے مین ڈالونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہی لو اسونے کی چھاگل نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب کرے پتھر کے سیر سے تول کر دینگے

سنار بنا لائیگا سر سے پانؤن تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کرآئی انگوٹھیان چھلے
بھی اپنے رکھدیے میان سے چھپاکر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی بوتل مین باندھ کر ڈال آئی
اب روز رتجگے ہونگے مہمان گھر مین بھرے رہینگے یوا مجکو ڈھول کا بڑا شوق ہو گلگلے بانٹنے کا بھی فی دق
ہو اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگہ ہوگا شہر مین ہر کوو برزن مین یہی ذکر ہین ہنگامے برپا
ہو رہے ہین کہ لو یارو آجکل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین اہالیان شہر داؤدیہ پر سراسر
احسان ہین گھر گھر ہُن برسیگا ایک کا ایک دست نگر نرہیگا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہیگا لیکن شہنشاہ
اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار بیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل
داؤد جادو سریر جہانبانی پر جلوہ فرما مہاجنون اور جوہریون کا روپیہ چھکڑون اور ٹھیلون پر لدلدکر
آرہا ہو خزانہ دار داؤد کو الگ بلایا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کراؤ خزانہ دار صندوقچے
لاتا ہو ہر دم سند گوشے مین لیجاکر جواہرات لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ بڑھکر ہرکارے
نے خبر دی نور چکیدہ خالص قدرت برائے زیارت حضور پر نور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھلکر بیٹھا
تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے
کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیحیا نہ صبح نہ شام لونڈی
نے سبکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا اہالیان دربار تھرا گئے مرد ہا سامنے عصاے مرصع کار پر تکیہ
کیے کھڑا تھا اُسکی جانب سر اُٹھاکر دیکھا کہا اس بیحیا کی ناک کاٹ لو تاکہ اورون کو کان ہون دربار
قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغہ خون آلود
کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا ہوادار سے اُترکر جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرار
امراء نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہو کئی ساحرون کو اپنے ہاتھ سے قتل
کیا اور لاشے اُٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہو ملکہ لالان خون قبا یہ سنکر
گھبرا گئی پلٹ کے کہا یو ناگن پلٹ چلو اسوقت خداوند قدرت کا سامنا نہ کرو ناگن وزیرزادی نے
کہا حضور اب تو آچکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہو بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہو بسم اللہ پڑھیے
اپنے رحیم و کریم کا نام لیجیے خوف نہ کیجیے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی دربان سالار
نے پردہ اُٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدہ خالص قدرت نگاہ روبرو خواجہ عمرو نے سر اُٹھایا

ملکہ لالان خون قبا درتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر ہونٹون پر خشکی
آنکھون پر تری چونکہ وصل محبوب سے دل بحال ہی چہرہ خوشی سے لال ہی خواجہ عمرو نے نور نظر کیطرف دونون
ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا
ناگن سے آنکھ ملائی ناگن نے جلدی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے
دست بستہ عرض کی خاص مصاحب ہین ہلپٹ کر غصّہ مین فرمایا بیجا تو کیون بول اٹھا قدرت سب کو
پہچانتے ہین ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر
دست بستہ عرض کی غلام سے قصور ہوا ذرا کہین ہاتھ تلوار کا نہ مارتھین قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو
سر جھکا کر خاموش ہوا پی ناگن سے آنکھ ملا کر کہا وزیرزادی صاحب مزاج اچھا ہی ناگن تھرا گئی قریب
تھا خوف سے غش آجائے اپنے کو بمشکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا مین مصروف رہتی ہی فرمایا آؤ بیٹھو ہم
سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم ہماری صاحبزادی کی بڑی خیرخواہ ہو کیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز
کرینگے کیا خوب انتظام ہی مگر اتنا سمجھی رہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات ہمپر ظاہر ہین
ناگن کا رنگ رو اڑ گیا ساری عقلمندی بھولی جی مین کہتی ہی آج تو خداوند صاف صاف فرما رہے
ہین صرف نام اسد لینا باقی ہی ای خداے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچا ملکہ لالان خون قبا
سے اشارہ کر رہی ہی کہ حضور سنتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام مین اسکے بعد انجام ہین ملکہ لالان خون
قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہی خواجہ عمرو نے دیکھا یہ جبین نازک مزاج پروردہ مہد ناز و نعم ہی ایسا
نہو خوف سے دم نکلجاے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین میرا پھول ہی دریافت ہو جائیگا
مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیر کہا ایہا الحاضرین ہماری نور چکیدۂ خالص قدرت ماہ
تمثال خورشید جمال کا تیر اقبال ساطع و لامع ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ طلسم ہوش ربا کی حکومت کریگی
اٹھارہ سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حلم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نہ کی
ہوگی طلسم ہوش ربا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور پنجۂ شاہین و عقاب شانۂ زلف عصفور
ہوگا روباہ و شیر ہم پہلو خوف شحنۂ عدل سے چور نگہبانی کرینگے کوئی دزدیدہ نگاہ سے کسی کو
نہ دیکھیگا قزاقون کو عہدۂ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام
نہ لیگا نام جلبۂ جمشید کا مٹ جائیگا تمام عالم مین شہرۂ عدل و فیض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب

ہمت ہوگا کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سُن رہے ہین سوائے درست و بجا کے
کیا کہہ سکتے ہین خوف سے مثل تصویر سب کو سکتے ہین عرصۂ دراز تک ایسے کلام کیے ناگن کی عقل و
فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ مین جا و
عیش وعشرت مین مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا مین جان تازہ آئی ناگن کا ہاتھ تھام کے ہوادار
پر سوار ہوئی دارالامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیون ناگن آج خداوند نے کیسی باتین کین سراسر فکر کی گھاتین
تھین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھُریان پھر رہی ہین ہر کلام سے صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ ابکی مرتبہ فرمائینگے کہ اسد غازی کو تمنے اپنے باغ مین چھپایا ہی حضور میرے انتظام کی
تعریف نہ تھی صاف پایا گیا کہ آخر ظاہر ہو گیا ہی کہ مین نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا
نے کہا ہون ناگن مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگی انکی خدا جان بچائے بڑا ہی خیال ہی اُسی حالت مین لرزان
ترسان باغ مین آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزین خدمت مین مصروف ملکہ آکر خاموش
بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اُڑے ہوئے ظاہر مین اپنے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ
ظاہر ہو جائے اسد نے پوچھا کیون ملکہ مین تمکو متغیر پاتا ہون صاف بتلاؤ مین ابھی تلوار کھینچکر دربار
مین وارد ہو جاؤن کے جادون بچیا کا تخت اُلٹ دون تمنے ابتک ہمکو اپنی عقلمندی سے روکا اب مین
کل صبحکو ضرور جاؤنگا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے
لگی کہا صاحب تمہارے دھڑکون نے ہمکو مارا جب وقت آئیگا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگادیجیے
اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہی جہان چاہے جائیے ناگن وزیرزادی بھی قدمون پر گر پڑی
کہا حضور ہم سب کی جان آپ کے قدمون پر نثار ہی یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہی جلدی کرنا
بیکار ہی مین سمجھکر عرض کرونگی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہین آپ
آفتاب عالمتاب جرأت وشوکت ہین صاحب ہمت وسخاوت ہین آپ کا چھپکر بیٹھنا بہت مشکل ہی
یہ کنیز بھی جاہل نہین ہی ایسے موقع پر عرض کرونگی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حاصل ہو
آٹھ پہر یہی دعا کرتے ہین انھین باتون مین خداوند آسمان چہارم اعنی نیر اعظم عرش تخت مغرب پہ
جلوہ فرما ہوکر پردۂ حجاب حکم رب اکبر مین مخفی بصد شوکت ہوا و پیغمبر ماہ تابان اقلیم فلک پر مبعوث
برسالت احکام نبوت فرقۂ ثابت و سیارگان مین مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا

نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل مین مسند ناز پر دونون عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی خیر خواہان محفل خوش و دشمن دردمند رقاصۂ حور مثال تانین مار رہی ہی بلحن ناز و ادا یہ غزل حسرت آمیز شروع کی غزل نسیم

بلند یون پہ ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہی — پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار مین ہی
خوشی شب و روز روبرو تھی تبسم انگیز گفتگو تھی — ہمیشہ ہنس دینے کی جو خو تھی دہن شگاف مزار مین ہی
عجب طرح کی پڑی ہی مشکل ہوئی ہین واقفتین مقابل — بدن کو قید کفن ہی حائل کفن جو قید مزار مین ہی
بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا بغل مین ڈھیلے ہین سر پہ تختہ — سمجھ کے آئے تھے جاے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہی
فراغ زیر لحد کہان ہی وہان بھی تکلیف امتحان ہی — بدن تو اسدرجہ ناتوان ہی زمین امید فشار مین ہی
اسی طرح انتشار مین تھا ہمارے جب اختیار مین تھا — جو عالم اسکا کنار مین تھا وہ حال اپنا فشار مین ہی
بھرا دے خنجر ملا سے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا — دبے ہین زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہی
یہ ساری چھل بل تھین بھلا دین کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین — جو گود مین آؤ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہی
یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم — کئی برس ہو چکے ہین ہیہم یقین ہی دلبر کنار مین ہی
نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی وہ حال زار میرا — کہ جسطرح سے تمھارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہو
پس از فنا نعمتین بہم ہین نصیب غربتین بھی کم ہین — زمین کے آغوش مین جو ہم ہین زمین فلک کے کنار مین ہی
نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہی تقدیر مین جو لکھا — سوائے سرگشتگی بجا بگولے کے کیا کنار مین ہی

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشرہ شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری مین فاضل بڑے بڑے کاملین کی آنکھین دیکھین زبرجد نگار مین گذر ہوا زبرجد شاہ کی بدعتین دیکھین والان اول مرزبان خراسانی پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ مین جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا اعراک رعد آواز کا میدان مین آنا روز اول بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دربار مین کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر ششدر لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے اُس مشکل کو حل کیا پھر اعراک رعد آواز کو جاکر مارا اُسکی ہان عنظروت کو للکارا لاشہ اعراک رعد آواز لیکر میدان مین آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی مین اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ مین کسیقدر اُس سے بڑھکر قیاسین دیکھین دربند دوم فرعونیہ قلعہ نقرہ کو سکندر شاہ نقرہ کوہی نے بڑے

بڑے عجائب و غرائب دکھلائے لقا بد اسپہ پوش کو برائے مقابلہ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران
کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدعتین کین شوکتین دکھائین آخر خواجہ عمرو نے
جاکر طہران جادو کو عیاری کرکے مارا سرداران نامی کو چھڑایا لقا بد الف پوش بنکر لقا بد اسپہ پوش
کو مارا اُس روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کروفر سے برائے مدد سکندر شاہ
آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر اُسی وقت دربار مین پہونچے سامنے لقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا
سوداگر صاحب لائیے دیکھ چکے خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہین شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے
عمرو نے کہا حضور مین نہین بیچونگا آپ کم قیمت لگاتے ہین شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یون آپ رئیس ہین دربار مین بلاکر لوٹ لیجیے
ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کچھ شامتین آئی ہین میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا
بتاتا ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ مین خداوند کے کان مین جو اصل بات ہی وہ کہدونگا
قدرت کو کان ہو جائینگے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقا نے سر جھکایا عمرو نے کان مین منہ لگایا وہان
ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تڑاقے کی آواز آئی بائین ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ
کرکے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ مین آکر ناصر جادو کو مارا ساحر بنکر محیط اتشیمی پر سوار ہوئے
دریا کے اس پار آئے اگر عیارون کا عمرو کی ذکر ہوتا روز حشر و نشر تمام نہو تعجب ہی ایسا کامل و اکمل
جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بنا کر اس سے حرف پیدا ہون
مطلب دلی سے آگاہی ہو جائے خلاصہ کلام باتون سے ملکہ لالان و ناگن کے گمان غالب ہوا تھا
کہ اسد نامدار باغ مین ملکہ مذکور کے ضرور موجود ہی حیرات ہوئی ہوا دار منگایا لباس خداوندی زیب
جسم فرمایا سوار ہوکر کہا ہمکو در باغ نور چکیدہ خالص قدرت پر لے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ رہبری
کرتے ہوئے لے چلے باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے بندوبست ہی دروازے پر محلدار ہر وقت
بیٹھی رہتی ہی دروازے مین قفل روزن در سے دیکھا خداوند داؤد ہوادار پر سوار چلے آتے ہین
چند ساحر بھی ہمراہ ہین اسی جانب آتے ہین محلدار بدحواس دوڑی ہوئی ملکہ لالان خون قبا کے
سامنے آکر گر پڑی کہا حضور برائے خدا ناچ گانا راگ و رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہین
یہ سنکر ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اُداسی چھا گئی ہاتھ پیرون مین رعشہ

آگیا قریب تھا روح جسم زار سے نکلجائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا
کو جو متغیر دیکھا کہا خیر تو ہی کیون گھبرا گئین دروازہ کھول دو وہ بچہ آئیگا تو کیا کریگا ساری خدائی
کرتا پھلاوونگا ناگن چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچکر لائی ہی ملکہ لالان تو مثل
تصویر خاموش ہوگئی ناگن قدمون پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کو
کام نہ فرمائیے ہماری سب کی جان بچائیے جلدی کمرے مین جا کر بیٹھیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج
دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا
کو ہملوگون نے چھپایا ہی آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے ہین ایکدن میری باتون مین دھوکا کھایا
اب اُسکو بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لین اسد نے اس بات کو نہ مانا رونے سے ملکہ لالان خون قبا
کے کمرے مین جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹائے
کیا کیا چیز اُٹھائے چنگیر چوگھڑے عطردان پاندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیائے
نادرہ سے بھرا ہوا ہی کسی شی کو اُٹھا نہ سکی لگا بیان تک شراب کی ہٹا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریائے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب اول عطر سہاگ کی جسم مین بو خوشبو و خوشنما اسیطرح بدحواس
بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اسقدر چبایا کہ یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ماتھے سے افشان
چھڑائی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہی وہ بگاڑ بناؤ سے بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و ششدر کنیزین
افتان و خیزان حیران و پریشان آپسمین اشارے و کنائے کرتی ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے
ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی دل دھڑکتا ہی دھگڑے
کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا کوڑے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب مزیداری
کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داود کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی آفتین ڈھاتا ہی ایک ایک
سزا کا سزاوار ہوگا سارا باغ آتش بہار ہوگا محلدار نے بڑھ کر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے کھڑی
ہی سفید چادر محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیرزادی پہلو مین شہنشاہ ادج عیاری ہوا دار
سے اُترے باغ مین آئے ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے مؤدب
جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سراپا دیکھا دولھن بنی ہوئی ہی ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی

صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہی ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا سرا سر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہون اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر بغور نگاہ ڈال رہے ہین رنگ رُوسب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی راے پر آفرین کی اسیطرح دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہین درختون پر جال مقیش کے پڑے ہین لالٹینین مثل قطرہ ہاے نور

نظم

روشن جو ہین بر لو جوانان چمن
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا
سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن
پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب تھا وہ
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو پتون مین کہین
ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
ہمہ گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہی اس گلعذار کی محبت کا دم بھر رہا ہی تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگ روے گلعذاران بنگاہ غور دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری مین پہونچا وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہی کہ ابھی کوئی صاحب صحبت اٹھ گیا ہی و مبدم یقین بڑھتا جاتا ہی آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤد جادو بیٹھے قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو مین جگہ دی چہار جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل مین سناٹا ہی اس شیر دل کو ہمارے سامنے بلاؤ بس اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جلد بتلاؤ کہان چھپایا ہی تو مے ہمارے صاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف کین خیر کچھ نہ کہینگے سنتی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوئے کہا کیون اے نور نظر ہماری بات کا کچھ جواب نہین ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہان ہین لالان نے تھرا کر کہا بابا جان مین صاحب خانہ ہون اور سواے میرے یہان کون مالک ہی خواجہ عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم انکی ملاقات کے شائق ہین جو صاحب نہادون مین فائق ہین ہم بھی دیکھین کیسے بہادر قلزم شوکت کے بے بہا در ہین اپنا نظر کردہ کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا گئے کہا حضور مین نہین سمجھی میرے یہان کوئی مہمان نہین آیا نہ مین نے کسی کو بلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا بڑا سا فولادی گولا نکالا کہا تم سب صاحبون نے ہمکو نادان سمجھا ہی ابھی سحر کرتا ہون گدھا نکلے جہان ہوگا دوڑا آئیگا

پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کرونگا بقول سعدی بیت سگین خر اگرچہ بے تمیز است ٭
چون بار برد ہمی عزیز است ٭ یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر اگلو ہمارا
سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھکر گولہ اچھالا کہا دیکھا او لالان خون قبا
ابکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا وہ شخص گدھا بنجائیگا قضاے کار اسد نامدار روزن در سے یہ ساما دیکھ
رہا ہی سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے کھونٹے مین بندھا رہونگا اب
کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہی نکل کے اس سے لڑو پھر دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہی کہ یہ بچیا بڑا ساحر
ہی مگر جب تلوار مردانِ عالم کی کھینچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہونٹھ نہ ہلا سکیگا یہ سوچ کر دروازہ کھولا

وہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد
شہنشاہ نام آورد کامران
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران
بدرم دل شیر و چسپم پلنگ
او داؤد جادو عورت کو کیا ڈرانا ہے

مردون سے آنکھ چار کر قبضہ پر ہاتھ دھر ناحق بڑبڑاتا ہی کلوا بھیرون کو بلاتا ہی خدا بخشنے بیٹھا ہی بیدا کرنے
والے سے نہین ڈرتا ہی اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمرے سے نکلا لالان خون قبا
و ناگن مثل بید تھرا گئین بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جم گئین اپنے
مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند داؤد گولہ ہاتھ مین لیکر اٹھے کہا تبلا دا و سرکش برباد کن خانمان حیران
ما بدولت کے سامنے جرأت دکھاتا ہی چلا کر سنگ سیاہ بنادونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدمون کا بوسہ لے کے
بوسہ دے سجدہ کر یہان تیرا دیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا
اگر اسکا سحر مجھپر چل گیا ہاتھ پانون بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کرکے سر لوٹ لوٹ
ہونٹھ اسکا نہ ہلنے پائے مثل برق وار ہمارا چل جاے خرمن حیات اسکا جل جاے سارا سحر کرنیکا
حوصلہ نکل جاے پس شاہزادہ شیرانہ جا پڑا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار
لے کر سر پر پہونچا ابتو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس شیر صولت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہونگے چاک
کے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جانور بنادونگا
آنکھین پھوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہی ابتو اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ
کرکے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ مردان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہین اب ملکہ لالان خون قبا
اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوے قریب پہونچا ہی قدرت کو دیکھے جاتے

جاتے ہین دور ہی سے للکارتے ہین خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسی گیدڑ بھبکیون کو کب
مانتا ہی اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہی کنیزون نے انھین کہا سبحان اللہ یہ نیا مقابلہ ہی طلسم کشا
خداوند کو بھکاتا پھرتا ہی گرد ستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چرخ مار رہے ہین اسد شیر دل چاہتا ہی
جہان پر پاون ہاتھ تلوار کا مارون سر کاٹ لون مگر خواجہ عمرو تو شعلہ جوالہ ہین اسد غازی بھی ہم
سردار و ہم عیار تعلیم کردہ انھین پیر مرشد برحق کا ہی بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہی طرار فرار دلاور
نامدار صف شکن تیغ زن صاحب طبل و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کار آزمودہ ایک مقام پر چپت
کر کے اسد شیر دل جا پڑا سایہ مین تلوار کے لے لیا تب خواجہ عمرو گھبرائے قریب تھا کہ تلوار پڑے خواجہ
عمرو نے جلدی بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کچھ شناسین آئی ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا برے سپاہی نکلے
ہین کان پکڑ کے اٹھیر ڈالونگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو پہچانا تلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخین بار بار
کے رونے لگے لالان خون قبا نے کہا اوئی ناگن بڑا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر مین مبتلا ہو گیا دیکھو
چیخین مار مار کے رو رہے ہین قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے
پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہین ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے
ہوش و حواس اڑ گئے اسد غازی نے کہا حضور ان سبھون کو صورت اصلی دکھائیے اب تو خواجہ عمرو نے زمین
پر پانون کی تھپکی دی بلند ہوے آواز دی واہ آدم در ولیش از کل عالم بیش یہ کہکر منھ پر ہاتھ پھیر دیا تھا کی
ہوا بدل گئی بہ صورت اصلی زمین پر پھرے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر مودب سلام کیا کنیزین صورت زیبا
دیکھ دیکھ جانے لگین اسد غازی نے کہا دیوانیو کچھ شناسین آئی ہین ہمارے قبلہ و کعبہ ہین ملکہ لالان خون قبا
نے کئی کشتیان جواہرات کی بطور نذر پیش کین اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤد
جادو کہان ہین خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب مین ہین اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے
بیان کی ملکہ لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اڑ گئے کہا اب مین جا کر تخت خدائی پر بیٹھونگا اے
نور نظر اسد نامور تم اسی باغ مین رہو خدا چاہتا ہی تو اس رنگ مین لوح حاصل ہو گی اب جا کر تدبیر کرونگا
مگر اے نور نظر ملکہ لالان خون قبا تم دونون وقت بموجب قاعدہ قدیم دربار مین حاضر ہوا کرو گھڑی دو
گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو ناگن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے
بڑے ساحر خدمت مین رہتے ہین ایسے ذرا بچے رہیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی وہ سب تابعدار ہین

سمجھو تو اسمین لڑوا کے خاتمہ کر دون دار الامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤد بڑا شخص تھا جسکو مین نے
بکرا فضل پروردگار شریک ہوا ورنہ میری کیا حقیقت ہی مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہی ذرہ ذرہ
اسکی مہر سے کامیاب ہی ابھی اسکا زمبیل سے نکالنا مناسب نہین ہی شاید اسلام اختیار کرے مغرور مبتلا ہی
طلسم ہوشربا ایسے مقام مین خدائی کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤد جادو آپ کا
شریک ہو جائے تو افراسیاب جادو کو سحر و ساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو
اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپکے
خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہی ارسطاطالیس مکتب علم و ہنر کا حضور کے طفل ابجد خوان بقراط آپکے
قصر ہمت و لیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا سبق پڑھتا دائرہ اعتدال سے نہ بڑھتا
ای فخر عیاران عالم ای معزز و مکرم اولاد بنی آدم خداوند کریم آپ کو طلسم ہوش ربا پر مظفر و منصور کرے
فکر و انتشار دل تردد منزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدو پر سرکار کے ہجوم
لشکر رنج و ملال ہون مین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل
ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو ایک نامہ تحریر فرمائیے کہ لوح طلسمی لیکر ہمارے پاس چلا آئے
ہم لوح کو اپنے پاس رکھینگے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پرفن ہی اگر وہین سے بیٹھے بیٹھے
کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو نے داؤد کو گرفتار کر لیا وہین سے بیٹھے بیٹھے انتظام کر سکتا ہی
اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان
بالاے طاق رکھے فراست پر ناز نہ کرے رب بےنیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ۔
پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی اسمین بڑے بڑے منصوبے افراسیاب
کریگا مگر میرا پروردگار بہ آسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملکہ لالان خون قبا
کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنا لی تاج و لباس سے آراستہ ہو کر اسد غازی سے
رخصت ہوئے انکو بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری راے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی
فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہم سے کچھ نہ ہو سکیگا
بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ و ناگن و کنیزین تا بہ در باغ پہونچانے
آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست بستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک سے ایک

بات نہین کرسکتا مثل تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لاے سب نے قدمون کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوے النقیب آگے بڑھے مشیران سلطنت و نیران ہیبت نے پایہ پر ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس کروفر جاہ و حشم سے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے مگر آٹھ پہر دل مین یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کرون کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤن پاے فطرت لنگ آئینہ عقل زنگ ہو کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد مین بصورت خداوند داؤد ملک داؤدیہ مین ہین دیکھیے کسطرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو حالات عشرت آیات اپنے مقام پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن و صبار فتار کمند انداز جنکو افراسیاب جادو نے نامہ دیکر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا ہے و کیفیت آوارگی مہتر برق فرنگی و مہتر ضرغام شیر دل راہ مین گرفتار کرنا صرصر و صبار فتار کو اور لگا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر
بیا ای راحت جان روح پرور
بیا ای شاہد سرمست و طناز
بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای رونق کاشانۂ ما
بیا ای آبروے خانۂ ما
بیا ای باغبان نخل امید
بیا ای آسمان ماہ و خورشید
بیا ای رہبر آشفتہ کاران
بیا ای چارہ ساز دلفگاران
بیا ای آبروے بادہ و جام
بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای تاج فرق کج کلاہان
بیا ای خسرو جادو نگاہان
بیا ای عیسی دوران بیا زود
بیا ای دشمن ایمان بیا زود
خیال قلب ہاے مردہ ام کن
علاج خاطر افسردہ ام کن
دواے ساقی بیت العمل آر
بہ کف جام و صراحی در بغل آر
تماشاے ہجوم مدعا کن
بیا قفل در میخانہ وا کن
بدہ تکلیف چشم مست خود را
ز رنگ مے حنا کن دست خود را
عمل از دل بحکم اشربوا کن
پر از مے شیشہ و جام و سبو کن
بیا ای کعبۂ اسپرستان
بیا ای پیشواے مے پرستان
بیا ای ناخداے کشتی مل
ز جا برخیز و کن نظارۂ گل
دماغ جان معطر کن ز خوشبو
روان باد مرادم گشت ہر سو
خدارا کشتی مے را روان کن
ز احسان خشک لب را تر زبان کن
بیفروز آتش بازار خود را
فروزان کن چراغ کار خود را
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد
بہ بین وقت وداع صبر آمد
خرامان شد صبا در صحن گلشن

نظر بر ریگستان نکہت بدامن
سرور افزا ہوائے برشگالیست
درنگ آخر چرا در کار خیر است

گل افشان جا بجا باد بہار است
چہ شد آخر کہ جام از بادہ خالیست

چہ گلکاری بہ فرش سبزہ زار است
بیا نظارہ کن ہنگام سیر است

چہرہ تحشبان میخانۂ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق سیکدۂ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یون پیش کرتے ہین شعر مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت ٭ رقم کرتے ہین با فہم و فراست ٭ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب جادو نے بصلاح ملکۂ صورت نگار زوجہ مسعودہ و عرضیان خدمت خداوند داؤد مین روانہ لین جبکہ صرصر شمشیرزن بعد صرصر صبار فتار دونون الگ الگ طرف شہر داؤد یہ کے جاتی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد بنے ہوے دار الامارۂ خداوندی مین تخت خدائی پر بصد صولت و شوکت جلوہ فرما ہین ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہی کہ اے عمرو اتنا بڑا کار نمایان کیا کوئی مطلب حاصل نہوا افراسیاب جادو انتہا کا عقلمند ہی اگر تحریک طلب لوح کرون فوراً بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیون طلب فرماتے ہین سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے آخر کہان تک اس تخت حکومت پر بیٹھے رہین ہزارہا ساحران زبردست کا روز سامنا ہی اگر انمین سے ایک حقیر ساحر بھی آگاہ ہو جاے جان بچنا دشوار ہو آخر کیا کرون اسد غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر مہرخ کے کوچ کرون یہ بات بھی سراسر بیکار ہو حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہی اس فکر مین عمرو بیٹھا ہی گرد ہزارہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہین مقدمات عدالت در پیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان کا پس و پیش کہ ایک مردہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیرزن عرضی افراسیاب پرفن لیے ہوئے حاضر در دولت ہی امیدوار باریابی ہی نام ملکہ صرصر شمشیرزن کا سنکر خواجہ عمرو کے ہوش اُڑے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جاے مشقت برباد ہو نہین معلوم کیا افتاد ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا ہر کس و ناکس کو نہ دکھائینگے پردۂ حجاب نقاب مین رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو نے نقاب چہرے پر ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل شعلۂ جوالہ ناز کرشمہ دست بستہ ساتھ چہرۂ زیبا گرد آلودہ وہ بھی رعنائی سے خالی نہین ہر ذرۂ گرد پیشانی نورانی پر چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افشان چنی ہی یا صفحۂ ماہ پر ہجوم سیارگان بھولی بھولی

صورت چہرے پر ملاحت ہونٹوں سے مسیحائی ظاہر آب چاہ ذقن طبیب وطاہر سہی قد لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کافور گوش آنکھیں قتال عاشقان پلکیں تیر دلدوز اس سج دھج کو دیکھا اور بیقرار ہوگیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ منھ سے آہ نکلجاے بہ مشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تودۂ دل پر پڑے لب معشوق ہوے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری میں یہ اشعار زبان سے نکلگئے

غزل

بہت بیچین میری خاطر بسمل میں رہتے ہیں
کسی سے پوچھ لینا تھا انھیں کس دل میں رہتے ہیں

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل میں رہتے ہیں
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل میں رہتے ہیں

کسی پر بار راز خود رفتگی ہونے نہیں دیتے
نرسنے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں

ہمارے نامے ہیں یا بات ہے بھولی ہوئی کوئی
کہ آسکتے نہیں ویسے لبوں تک دل میں رہتے ہیں

نہ ہو بچینگے لیکن مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہیں پھر کر اسی منزل میں رہتے ہیں

اعانت شوق بیحد کی کشش جبتک نہیں کرتی
بہت سے نقص جذب الفت کامل میں رہتے ہیں

برابر دید کی پاتے ہیں حسرت دونوں آنکھوں میں
شب و روز امتحان شاہد عادل میں رہتے ہیں

فراق یار میں کہتا ہوں استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہیں ساتھ ہر مشکل میں رہتے ہیں

نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل میں رہتے ہیں

مجھے ڈر ہے دل شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے
یہ کیسے شور ہشیار اور غافل میں رہتے ہیں

کسی کی شوخیوں کا کچھ پتا ملتا ہے یاروں کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل میں رہتے ہیں

نکلجاتا ہے دم تو سامنے انکے بہ آسانی
مگر دم توڑنے والے بڑی مشکل میں رہتے ہیں

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہیں جو حوصلے کیے دل میں رہتے ہیں

کوئی کہدے کہ کہو بیٹھیگا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بن کے میرے سینۂ بسمل میں رہتے ہیں

ادھر مجنون دکھائی دے ادھر لیلی کو لے بھاگیں
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل میں رہتے ہیں

نہ دے کچھ پھوٹ کر منھ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کس لیے پھر خنجر قاتل میں رہتے ہیں

نہ آنا دل میں تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہوں میں کچھ ٹھگ بھی اس منزل میں رہتے ہیں

قضا کہتی ہے سر پہ ہیں ادا اپنا بتاتی ہے
شہیدوں پر بکھیرے کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

تمہارے وصل کے ارمان تمسے بڑھکے ہیں محسن
نکالے جاتے ہیں یہ فتنہ گر جس دل میں رہتے ہیں

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے — اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین رہتے ہین
تڑپ کر کیون نہ آغوش عدو سے وہ نکلجائین — بہت آآ کے یاد عاشق بسمل مین رہتے ہین
جلال آکر طریق عشق مین بہکا ندے کوئی — ادھر رُخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

ملکہ صرصر شمشیرزن واسطے سجدے کے جھکی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے کاغذ اُٹھالیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو سماعت مین نامہ کے مصروف ہوا مگر صرصر عیارہ جو اس دربار مین ہزار مرتبہ آچکی ہی ہر رفیق و مصاحب پر نگاہ ڈال رہی ہی افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ ای صرصر تاک دربار خداوند و کیھنا سمجھنا شہرداد دیہ کی ہوا تو نہین بگڑی اسوجہ سے نگاہ اُسکی چہار جانب ایک ایک کو میزان عقل مین تول رہی ہی سب سے زیادہ چہرے پر داؤد کے نگاہ ہی زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہی سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہی ایک یہی بات نئی ہی کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہی دلمین ہی کہ نقاب چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون اصل جمال پر نگاہ ڈالون کیا سبب ہی کہ خداوند آج نقاب پوش ہین کیون بندون سے حجاب ہی کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہی اس خیال مین تمبرود و منجبر جھک جھک کر دیکھتی ہی عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہی نگاہ نہین ملاتا قضائے کار چونکہ عمرو عاشق زار صرصر ہی بیتابی دل ترقی پر ہی طرف وزیراعظم کے متوجہ نامہ بغور سُن رہے ہین اپنے مطلب کی بات نکلی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہی کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائین عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایک سر ہزار سودے اُسی نامہ مین ایک پرچہ ملکہ صورت نگار کیطرف سے لکھا ہی اُسمین مندرج ہی دیوتا صاحب مجھپر احسان ہوگا مین نے آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کرلیا اگر عذر کروگے گوشمالی کرونگی راز و نیاز کی باتین یاد کرو ہنسیہ بیتاتے ہو اس حسرت مین عمر بھر رہوگے مطلب دلی حاصل نہوگا ہمکو راضی رکھو ہمسے بڑے بڑے کام ہین اس حیلہ سے ہم بھی آئینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے آنکو نہین رہینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون کو سنکر خواجہ ہنستے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہی انکی محبت ابتک نباہتی ہی مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جو تبان لمعائیگی ایک ہفتہ بنجانے دونگا اُسکے یہان رہنے سے بڑی کیفیت ہوتی ہی ہنسی مین رونی ہی صرصر شمشیرزن آواز بھی بگوش ہوش سن رہی ہی دل مین شک اُچکا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جوکئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر ہنسا جسم کو جنبش ہوئی کسی قدر

نقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی ابتو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر تامل کرکے منہ پھیر لیا خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہین پہچانا بند نقاب درست کرلیا جواب مین نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو تحریر کرو ہم لوح نے کر کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے ایسی ایسی روز تختیان بناکر پھینکدین مگر کھاوج صاحب کے خط کا جواب لکھو کیون دیوانی ہوئی ہی بیہودہ بکا کرتی ہی یہ مقدمات طلسم ہین اسمین تجکو کیا دخل ہی اپنی اگلی پچھلی باتین یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی اُسنے نہ آنے کا تجکو اختیار ہی مگر ہمارا دل تیری محبت مین بیقرار ہی فرصت کرکے آنا ہمارے پاس رہنا خلاف کریگی تو جانیگی یہ تعجیل سوال و جواب ایک ہی جگہ ملفوف کردیا وزیر نے ہاتھ مین ملکہ شمشیر زن کے دیا سلام کرکے بھاگی دل سے کہتی ہی نگوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت کی شکل بنا بیٹھا ہی چل کر افراسیاب سے حال کہون وہ آن کر اس بھڑوے کے جنے کو قتل کر دے ضرور ہے یقین ہی کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی ہوئی جاتی ہی یہان خواجہ عمرو اب بہت خوش ہین ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی بڑھ کے آگے آیا عرض کی ملکہ صبار فتار کمند انداز مع نامہ افراسیاب و صورت نگار حاضر ہی عمرو جی مین کہتا ہی پیچھا نے بڑے انتظام کیے مین بیساختہ حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانہاے عیاری سے آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اُسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوا لیا ملکہ صبار فتار صرصر سے زیادہ تیز ہی حسن نگہداشت افراسیاب جادو سے پا چکی ہی خاص فکر انتظام مین آئی اسی طرح اُسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے اُسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھوایا صبار فتار کو بھی دیدیا صبار فتار آداب و تسلیمات بجا لائی دعائین بھی دین بڑھکر سراپا کی بلائین لین پشت پھیر کر بارہ دری سے نکلی دل سے کہتی ہی واہ واہ ای صبار فتار نیا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا ہوا بیٹھا ہی کیا قیامت کا پرکالا ہی جہان کمند وہم و خیال نہ پہونچے وہان جا کر عیاری کرتا ہی بموجب شعر لا اعلم نہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے الغرض جا کے وہان حضرت انسان پہونچے پاے وہم و خیال لنگ حوصلہ فکر تنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہین معلوم کیا کیا چلے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کرون وہ مثل برق جہندہ چشم زدن مین

پہونچے گا گھوڑے کی گردن لیگا گھوڑا بھاگ نہ سکیگا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول ملکہ صرصر شمشیرزن آئی خواجہ عمرو کو بھیجا نامہ و جواب نامہ پاس آگے صرصر شمشیرزن دو چار کوس پیچھے صبا رفتار دونون سکار غدار خدمت افراسیاب مین جاتی ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین دو کلمہ داستان برق و ضرغام بیان ہوتے ہین سابق مین تحریر ہوا کہ برق و ضرغام کو عمرو نے صحرائے سیمابیہ مین اپنے سے جدا کیا دونون روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے اپنے حال زار پر روئے ایک نے دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہے صبر کرو دل پر جبر کرو اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر و ناظر جانو خواجہ عمرو کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور و ناچار ہو کے بیاسے نہین معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش و حواس برجا نہ رہے وہ غصہ بھی آتارا کچھ اسمین بھی بہتر ہوگا مصرع خطائے بزرگان گرفتن خطاست ؏ انکی بدعت سے انجام مین راحت ہوئی نگاہ خشم آگین صورت فرحت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا پھل پائین گے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگا لینگے دل سے عزیز رکھتے ہین اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ؏ مرد باید کہ ہراسان نشود ؎ برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہین یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوش ربا کے سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہین خضر راہبر ہمارے رہزن ہین اگر آفت آئے دونون گرفتار ہو جائین ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن پڑے ضرغام نے قبول کیا برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رُخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہے جس ساحر کو جہان پایا اگر بیکار مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا اسی طرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحرائے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر بیٹھ کے منہ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ ای رب اکرم بانی بنائے ہستی آدم اب تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا کو رد کر جادۂ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ با منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام مین جان شائین بر وقت پر استاد تشنیع نہ دین زبان طعن نہ کھولین اتنے عرصۂ دراز تک مارے مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی کام الیسا نہ پڑے جس سے فتاحی طلسم ہوش ربا کی صورت نکلے فرزند صاحبقران کو چھوڑ آئین .؟

خوشی خوشی جاکر صاحبقران سے ملین تواریخ مین ہمارے نام لکھے جائین کہ برق فرنگی نے
بڑا کام کیا ہوش ربا مین کیا گیا نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم
طلسم ہوش ربا ہماری تعریف مین لکھین سعین اہل اسلام مشہور ہون خاکساری عطا کر قفس غرور
سے رہا کر انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خانہ کہ آمد شش لحد نام
و ز دیدہ نکو تر از لب حور
آن چیز کہ بایدم بپا سوز
بہبود ہمہ کسان در الست
روزے کہ شود بہار محشر

روشن کنیش ز نور اسلام
از سنگ لحد حصار دین ساز
نگذار مرا بسن دران روز
چیزے کہ در ور ضا نداری
چون سبزہ بر آرم از زمین سر
از مہر رسول رب اکرم

آن کن کہ نشایدم لب گور
گر شب رہ معصیت کہ ہم باز
چیزے کہ رضاے تو در الست
بر بندہ خود روا نداری
انعام کنی مرا در آن دم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار
نمایان ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہے جی مین
کہتا ہے ای برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حصول ہوئی اُستانی صاحب کو گرفتار کرو ایسی کی
صورت بنو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریاے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا
یہ سوچکر زرغۂ نخلستان مین چھپا سر راہ کمند بین بچھائین اکلوخس پوش کیا دام لگا رکھا یا ملکہ صرصر شمشیر زن
نادانستہ اس مقام پر آئی جست کرکے بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز
دی صرصر کی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونون پانون ملکہ صرصر شمشیر زن کے پھنسے برق
نے ہوا پر قہقہہ کیا منہ کے بل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر
بیہوش ہوئی گود مین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا
اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھک کر
سلام کیا کہا اُستانی صاحب آداب و تسلیمات مادر مہربان کہان سے آتی ہو کچھ اپنے بچون
کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کر کے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی ہے مگر ماں ایسی ظالم نہ دیکھی تھی
بڑی سنگدل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا گوڑے کچھ شامت آئی ہے مجھے ایک کام کو فرمانا تھا

نے بھیجا تھا وہان سے آتی ہون نگوڑے دیوانے تیرے استاد کی جورو جو ملکہ سرو سیمین تن ہر لسے ایسی
باتین کیا کرو بھڑوے رانڈ کے سانڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا استانی صاف صاف
بتاؤ مین نے جنگل مین بڑی مصیبت اٹھائی ہر سارا استاد کا غصہ تمھین پر اتارونگا کسی کنوین مین ڈال دونگا
کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیرزن نے کہا تجھے اختیار ہر مار ڈال عوض مین میرے خون کے
افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیان تیری بوٹیان کاٹین گی برق نے کہا جو تم پر گذرنا ہوگی
گذر جائیگی میرا کوئی کیا کرسکیگا خدا استاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہر تمسے بہتر معشوق تلاش
کرونگا اسوقت استانی تمھارے کلام سے بوے صداقت نہین آتی کہین دور سے آتی ہو پسینہ
پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے صاف ثابت ہر کسی بڑے کام پر گئی تھین ملکہ صرصر شمشیرزن
نے لاکھ انکار کیا ہزار طرح سے ٹالا مگر برق نے نمانا آخر تلاشی لی تو بٹوے سے عیاری کے وہ کاغذ
نکلا اسمین پتہ نشان تحریر ہر طرف سے افراسیاب کے نامہ طرف سے خداوند داؤد کے
جواب بہ مقدمہ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہوگیا کہا استانی صاحب یہ تو بڑا افسردہ جان بخش
ہاتھ آیا شہنشاہ کوہ بلور پر لوح لیے بیٹھے ہین کوئی خداوند داؤد ہین انکی خدمت مین لوح بھیجی جاسکی
ملکہ صرصر شمشیرزن زرد ہوگئی ہوش وحواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہوگیا ہر یہ کاغذ
کئی سال ہوے جب لکھا تھا تجھے اس حیلہ سے قتل کرتا ہر قتل کر تیرے استاد کو بھی یقین ہر ملال
ہوگا برق نے ہنسکر کہا استانی یہ فقرے کسی لونڈے لاڑی کو سناؤ مین نے خواجہ عمرو کی آنکھین دیکھی ہین
قوم کا فرنگی ایسی ایسی دورنگی بہت دیکھی ہر تم ایسی عیار بچیان میری جیب مین پڑی ہین اب
صاف یہ ہر کہ تمھاری صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کرکے افراسیاب کو بیہوش کرونگا
لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہر خط مین سب
پتہ نشان موجود ہر ہم تمھارے فرزند دلبند ہین صرف اشارہ کافی ہر ملکہ صرصر شمشیرزن خاموش
بجز بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے برق نے وہ نامہ کسوت عیاری مین رکھا
سامنے صرصر شمشیرزن کے رنگ روغن نکالا صورت صرصر کی بنا پوچھتا جاتا ہر کیون استانی صورت
اچھی ہر سراپا مین تو فرق نہین ہر افراسیاب تو نہ پہچان سکیگا استانی ہو جو نکتہ رہگیا ہو تعلیم
کرو دیکھو عارض پر تل بناؤن یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہر میری پاپوش جانے

آئینہ مین دیکھ لے تیرا اُستاد و استانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر بن
چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اُسپر صرصر
شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پانون باندھے کہا کیون اُستانی ہمین کسقدر تمھارا
خیال ہو اب چندے اس جھونجھ مین رہو جبکہ ارے مار اکر و صرصر نے کہا ارے او پاجی مین بھوکون
کے مارے مرجاؤنگی برق نے کہا واہ اُستانی فرزند مان کو بھوکا رکھیگا یہ کہکے ٹکڑے شیرمال کے
نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا تو استانی یہ ٹکڑے
شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر
شمشیر زن نے کہا ارے بجیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا اُستانی بڑی بیوقوف ہو
مثل کتے کے منھ سے اُٹھا کے کھالینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہوگئی جب برق
درخت سے اُترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالایق جانوران صحرائی منقارون سے
مجکو ہلاک کرینگے بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جا ہے استاد خیالی
مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل تھے کے
اُسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھ دیا کہا استانی جب کوئی طایر کلان آئے گردن ہلا دینا
گھنگرو دون کی آواز بلند ہوگی طایر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس نہ آئیگا صرصر شمشیر زن مجبور
و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی مگر برق فرنگی بصورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور کیطرف
چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے علحدہ ہوا
حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین
تھا کہ صبا رفتار کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوے دیکھا بطور مذکورہ بالا صبا رفتار
کو گرفتار کیا اسی طرح اُسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال
آیا بشکل صبا رفتار بر سر کوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا
فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین رہبر کامل نے رہبری کی
خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی اب تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو درخت پر
پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا

لیکن افراسیاب خانہ خراب برسر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہی عیش و آرام ترک کر دیا ہی
ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و سرما د ابرلق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت
مین موجود ہین چونکہ لوح پاس ہی اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی چاہتا ہی
لوح مقام محفوظ پر رکھ یون قیچ جاکر صرصر و بہار وغیرہ کو سزاے کامل دون و مبدم صورت نگار
سے یہی ذکر ہی آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ صرصر و صبار فتار ابھی تک نہین پلٹین نہین معلوم خداوند
نے کیا تجویز کیا صورت نگار کہتی ہی خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہین سوال و جواب کیسا
صرصر آئین پاغ آئین آپ چلیے مین زبردستی لوح آنکے سپرد کرونگی میرے کہنے سے خلاف نہ کرینگے لوح
اپنے پاس رکھ لینگے افراسیاب کہتا ہی عیار بچیان پلٹ کے آلین تو تسکین کامل ہوای صورت نگار
مجکو خوف ہی شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داؤدیہ مین پہونچ جاے کچھ دام مکر بچھاے یہ
مقدسہ لوح طلسمی ہی ہر وقت اُسی مین جان لگی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل کے ناخون لیجیے
ساربان زادہ سامری جمشید سے سوا ہی ملک خداوندی مین جا سکتا ہی مثل ہمارے اور آپ کے
خداوند بھی ہوگئے وہ انکے ملک مین جاوے اور انکو حال معلوم نہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند
کے آنکھ اُٹھا دیکھے نگوڑے کی آنکھین بھٹم ہو جائین دربار خداوندی مین عیاری مکاری کا کیا ذکر ہی اے
شہنشاہ آپ کے اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی خداوند ایسے ہین کتاب سامری
آپ کو سنا کر دیتے ہین افراسیاب کہتا ہی اے صورت نگار ان مقامات مین دم مارنے کی
جگہ نہین ہی خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے داڑھی منڈوالی اس سے بڑھ کے زحمت
کیا ہوگی صورت نگار نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا خداوند داؤد ہمہ دان
ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت مین بے نظیر اگر بگڑ جائے تو تمکو مشکل پڑے افراسیاب جادو نے
کہا خداوند داؤد ایسے ہی ہین مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہی اُسکی عیاری نے مجکو دیوانہ بنا رکھا ہی
صاف تو یہ ہی اُسی کے خوف سے یہان آکر بیٹھا ہون لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھتا ہون
یہ راتین کس سختی سے کاٹی ہین نیند اپنے اوپر حرام کر دی بدون واپس ہوے صرصر و صبار فتار
کے مین نہ جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانہاے
عیاری سے آراستہ ہنستی ہوئی آتی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آپہونچی ہوا

زمانے کی معتدل ہوئی اب تسکین دل ہوئی مہتر برق فرنگی بصورت صرصر بڑھ کر بالا سے کوہ
آیا پہلے افراسیاب نے یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہی برق فرنگی نے
کہا حضور سب طرح سامری و جمشید کی عنایت ہی ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زرریز زمین
حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال خورد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار
مرد بالکل بیکار فرمامردے نے عورت کو جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے
مردوے سے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم دیا بس مرد کے علم سے تو باہر ہوئی جہان تیرا جی چاہے
بسر کر اچھا وضع دار کوئی شوہر پسند کر لے بازار مین ہزار ہا کسنین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد
بیحیا نے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر بیٹھی حسین تھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور
بنوالیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی دوڑے ہوے گئے جورو سے ہاتھ جوڑ کر خطا معاف کرائی
اُسنے کہا میان پڑے رہو چلمین بھرا کرو جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بھاگنی ہی وقت بیوقت تمکو
بھی بلا لینگے نگوڑے مرد نے غنیمت جانا امون بنکے رہنے لگا ملک داؤدیہ مین ایسے ہی رسوم بہت
جاری ہین بدعت سے عورتون کی مرد بہت عاری ہین افراسیاب نے کہا عرضی کا حال کہو
صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہی پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہی حرف حرف سے مطلب دلی آشکار
ہر دائرہ خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو اصلی ہی اول سوال افراسیاب
جواب لاجواب لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحین روز بناؤن
بازار والون کو تقسیم کر دون آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہی دلشکنی تیری قدرت کو گوارا
نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے قدرت صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو
کیا ضرورت ہی اُنکے نزدیک اُسکی کیا حقیقت ہی افراسیاب نے کہا کہ دوسری عیار بچی کو بھی آنے
دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسیر برق فرنگی بہت گھبرایا متردد ہوا پوچھا ای شہنشاہ بعد میرے کیا
اور کسیکو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صرصر جسوقت مسلمان لشکر کے باغ
سیماب مین پہونچے سیماب ایسا معتبر مارا گیا دل تڑپ رہا ہی کہ سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے
پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بخوبی حفاظت کی اب دل پریشان ہی کہ لوح کہان رکھون
تیرے بعد مین نے صبار رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار خداوندی کو بہ نگاہ غور دیکھنا

ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا ای شہنشاہ آپ کے
دماغ مین کچھ فتور آگیا عجب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت
ہی صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اُسمین آپ شاخین نکالتے ہین چلیے
صبار فتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہو جیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی
کہا ای شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بیخوف و خطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ
چلیگی ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے نگوڑا اسکا عیار کیا کر سکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ
ہوے سنتی ہون اِدھر اُدھر جا بجا تڑپ تڑپ کے مرے لشکر مہرخ مین رونا پیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو
و اسد نامور کا نشان نہین ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جسدن قصد کیجیے گا ان سب کو بھی
مار لیجیے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبار فتار نہ آنے پاے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری
کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی
لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجکو
ہر وقت انتظام ملکی ومالی درپیش رہتے ہین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا
صبار فتار آتی ہی مگر پسینے پسینے برق فرنگی کے ہوش وحواس اُڑ گئے جی مین کہتا ہی ہی بڑا
غضب ہوا مجکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کرون کہان جاؤن آتی ہی
تو آنے دو جہان تلک بنے گا اسکو بھی دھوکا دونگا ورنہ لڑ بھڑ کے مر جاؤنگا ای برق فرنگی
جہان ڈر وہان ہمارا گھر ہمارے استاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کارنمایان کر کے مر گیا
اپنا نام کر گیا یہ سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دور سے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن بھی موجود ہی
بھی گھبرائے ایک ڈر دونون جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ منتشر اسکو
شش و پنج وہ ششدر اپنے مقام پر دونون اُمید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام
شیردل بھی بصورت صبار فتار سینہ سپر کیے ہوے مگر آنکھین چراتا ہوا سینہ پر دوپٹے سے
کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو تڑپن ضرغام شیردل کو اُلجھن ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب
خانہ خراب نے کہا کیون ای خیر خواہ صرصر شمشیر زن بھی کہتی ہی وہان سب خیر و عافیت ہی تم کہو
کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بخوف ملکہ صرصر شمشیر زن بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے

کہا حضور کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق نے کنکھیون سے جو دیکھا قد و قامت مین شک ہوا جان بیچ کے پلٹ پڑا ضرغام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی ایک عورت سے کیا ڈرتے ہو اگر پہچان لے تو پھوڑ ڈالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین ہوئین چار دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ کر صبا رفتار آستانی کے گلے لپٹ گئی ملکہ تم بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیر زن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو آپسین خوب باتین ہوئین اشارون مین عیاری کی گھاتین ہوئین ضرغام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤنگا برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ کے بجلی گراؤنگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ ابتو کوئی تردد دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ پر تختی سہو بڑے بڑے ساحرون کو بلائین خیر خواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید و قریب بزرگان دین سے صلاح کیجائے تب قلب ناصبور تسکین پائے افراسیاب خانہ خراب لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی ای شہنشاہ آپ کو ناحق ہول ہی اور تائید کلام صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای شہنشاہ شکوک بیجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار کی رائے سالم سب اچھے سوار ہو جیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین مقدمۂ لوح سے مہلت پائین اور کام مین مصروف ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر کہنے سے ان سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہو الوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی مصور و صورت نگار و سرمایہ برف انداز و ابریق کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر و صبا رفتار ہمراہ افراسیاب یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا ای شہنشاہ کچھ فوج طلب کر لیجائے افراسیاب نے کہا راہ مین صدہا ملک ملینگے فوج کی کیا احتیاج ہی کل ہوش ربا مین دین سامری کا رواج ہی جہان سے مزاج مین آئیگا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے چاہا سحر کر کے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صورت نگار

دیکھو چھینک ہوتی ہی آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلینگے ملکہ صورت نگار نے کہا اجی چھینک کیسی اب
تساہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر ہین کہان تک سنگ صبر
وشکیبائی دل پر رکھین برق وضرغام نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرو شہنشاہ کو کہنے دو
مصور وصورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا الگہ ہاے ابر افراسیاب کے سر پر بعد کرو فر
سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیے جاتے
ہین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہی دن کو دار الامارۂ شاہی مین بشکل داؤد مصروف عدل وانصاف
شب کو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہی شب بھر ملکہ لالان خون قبا واسد نامدار سے صحبت
رہتی ہی کئی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اسکو سمجھا ئین راہ راست پر
لائین شاید مسلمان ہو کر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا ای نور نظر
ان مقدمات مین تم کچھ دخل نہ دو ہماری رائے ناقص پر چھوڑ دو چندے ملکہ صرصر شمشیرزن وصبا رفتار
آئین شب کو عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا لو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا
آج صرصر وعیار رفتار نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس
رکھیے بہیر احسان ہوگا مین نے جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو
پیدا کیا ہی انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا
کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا ای لالان خون قبا اسوقت عقلمندی کو کام فرمانا بہ محبت مجکو
لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک
نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے لیکر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اسوقت
کی مشکل کو خدا آسان کرے کہ افراسیاب لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ میان
داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالونگا بخوبی سمجھاؤنگا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور
یہ مطیع الاسلام ہوا پھر بہ کیفیت افراسیاب جادو سے مقابلے ہونگے اسد شیر دل مہ جلات کی
جانب جائینگے ہم ملکہ مہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر بلائینگے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے یہ خبر
فرحت اثر سنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سرخ ہوگیا ناگن وزیرزادی نے بھی بڑھ کر
مبارکباد دی کہا ای شہنشاہ عیاران آپ کی راے معقول ہی سب کو بدل وجان قبول ہی ملکہ

لالان خون قبا نے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہین آپ فرمایئے آج تو تی بجائین اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزارون صلواتین سنائینگے تمہاری خاطر مد نظر ہی کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے اُنکے دل مین آئیگا گائینگے بجائینگے ملکہ لالان نے ایک لاکھ روپیہ کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے کہا ناناجان یہ مالا حضور کے لائق ہی خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹیا تمہاری دلشکنی مجکو منظور نہین کیا قدر نوازی کی مشتاق ہوا اچھا سازندون سے کہو ساز درست کرین جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیر دل و ملکہ لالان خون قبا یہ حسن مین بے نظیر وہ جلالت و شوکت مین یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندون کے آئے نے جو بجائی رنگ محفل دگرگون صدائے آہ اور واہ بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی واقفکاران علم موسیقی ذبح ہوگئے سماں بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتین گذرین اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران مین مبتلا صورت پر نور صاحبقران عمرو کی آنکھون مین پھرنے لگی ندی اشکون کی آنکھون سے جاری ہوئی یاد مین اپنے آقائے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر مین بے نور آنکھین ہوگئین
رفتہ رفتہ صورت ناسور آنکھین ہوگئین

ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھین ہوگئین
دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہوگئین

فرقت ساقی مین مژگان وارلست تاک مین
آنسوؤن سے خوشۂ انگور آنکھین ہوگئین

کن نشیلی آنکھیون سے لڑ گئی گلشن مین آنکھ
نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہوگئین

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بنگیا
اشکون سے طوفان اُٹھا تنور آنکھین ہوگئین

دیکھ کر مین گر پڑا غش کھا کے موسی کی طرح
میری خاطر اُسکی برق طور آنکھین ہوگئین

لوٹ لیتی ہین متاع دل ہر اک انسان کا
اسلیے رہزن تری مشہور آنکھین ہوگئین

خانہ ہائے چشم مین یہ سیمبر رہنے لگے
ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہوگئین

دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہوگئین

شیشۂ دل سنگ الفت سے کیا یان چور چور
تشنۂ مے ہے جو اُسکی چور آنکھین ہوگئین

تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا
صاف شکل خانۂ زنبور آنکھین ہوگئین

ایسی کین تیغ نگہ نے اندنون خونریزیان　　قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہوگئین
ناتوانی نے انھین نظرون سے پنہان کردیا　　دامن مژگان مین اب مستور آنکھین ہوگئین
نورافزا حسن ہر اُس حور کا کیا ای قلق　　جلوۂ رخسار سے پرنور آنکھین ہوگئین

خواجہ عمرو بھی خود ان اشعارون کو گا کر اسقدر زار زار روئے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان خون قبا دونون گھبرا گئے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا ای بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے جدا ہوا لاکہ معشوق اُسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آقاے باکمال ناز اُٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کہ فرزند اُسکے عم نامدار پوتے اُسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایک شب اگر کہین جاکر مین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے یہ محبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذرے کہ وہ روے زیبا آنکھون سے پنہان ہے زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب نار زار مثال ابر نوبہار رویا کہا ناناجان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کوہ رنج و الم سر پر اُٹھایا حضور خوب آگاہ ہین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر ملبند اختر امیر با توقیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا گر جب یہ نیازمند عازم طلسم کشا ہو کر براے رخصت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے اسد مین تجکو اپنے برادر بجان برابر بدیع الزمان گرد لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تہا منہہ نہ دکھانا وہ کلمہ اسوقت تک مجھے یاد ہے رہائی ماموں جان کی حاصل مراد ہے پس حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان مقدمات سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہوگی اسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہے حضور ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا ای اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہے مگر اس طلسم ہوشربا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر موجود ہلانے مین لشکرون کو تہ و بالا کرتے ہین سحر کاری پہ مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی اُنکے شر سے بچائے انھین

بچایا

باتون مین وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتاح طلسمات عالم یعنی نیر اعظم لوح ضیا و فوج شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے بتجبیل صورت اپنی تبدیل کی بصورت داؤد نبکر تیار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار مین آنا جسطرح کہدیا ہے لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اسپنے گلے مین پہن لینا ناگن کو بخوبی تعلیم کردیا اُسی طرح ہوادار پر سوار ہوکر مع مشیران سلطنت و وزیران اسبت داخل دربار خداوندی ہوے اسپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بصد کرشمہ و ناز داخل بارگاہ ہوئین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی وہ لکہ ابر سفت رنگ آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو سنبھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے بھیجا دوسرے ہرکارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مصور دہر ماہ و ابریق و صرصر و صبار رفتار عیار بچیان بھی تخت پر سوار ہین نام عیار بچیون کا سنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا کی ای معبود حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کریگا لوح طلسمی دلوائیگا صرصر و صبار رفتار بھی ساتھ ہین ہر رنگ مین پہچان سکتی ہین مگر تو پردہ پوش عالم حاکم محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن اُنکا کور ہے ظاہر مین بھی نابینا بنانا عمرو پریشانی مین زانو بدل رہا ہے روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ تخت سے اُترا برق فرنگی و ضرغام شیر دل ہمراہ ہین مگر دلون مین افسوس کرتے ہوے کہ راہ مین ہمارا پنجہ قابض ہوا اب یہان ہم کیا کر سکینگے اگر لوح داؤد جادو کو افراسیاب نے دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہین بڑا مکار و غدار ہے آپسمین اشارے کنائے کرتے ہوئے عقب مین افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب نے بڑھکر پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا صرصر و صبار رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرین اور دلن کی پشت پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیار بچیون کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہان چھپون ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون ملکہ صورت نگار بلائین لے رہی ہے ہاتھ اُٹھاکر دعائین دے رہی ہے اُسی پریشانی مین خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی مجبوری بمجبوری

آنکھین دیکھکر دل باغ باغ ہوگیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہی ذرا ہمسے آنکھین چار کرو بڑی بے مروت
ہو تمہاری عیاریون کے بڑے شہرے ہین برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت
خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن وجمال طلب
کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ مین نہ سماتے تھے خواجہ
عمرو نے بھی عنایت پروردگار پر وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے
پہلو مین جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر وصبا رفتار
نے تعریفین شروع کین یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیاب مین غالب
آئے کوکب روشن ضمیر سے لڑکر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لین اپنے بندون کو مہلت
دین باغیون کو غارت کیجیے مسلمان آپ کو اور آپ کے پوتے دو سو بھائیون کو برا کہتے ہین لیکن
مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہی ظاہر مین تو سراسر گنہگار ہین باطن مین نہین معلوم کیا اسرار ہین خواجہ
عمرو نے کہا کٹنا رے مجھو زیادہ گستاخی نہ کر اب یہ دونون پہلو مین افراسیاب کے آئے چپکے چپکے
کان مین کہ رہے ہین اے شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے ورنہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار
اُٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر ہاتھ رکھکر کہا دیور صاحب مجھکو تو گھور گھور کر نگاہون
مین کھائے جاتے ہو آنکھین جھکاؤ خواجہ عمرو نے مسکرا کر ہاتھ سر پر رکھدیا کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی
آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہی آج کسی طرح تمکو نہ جانے دونگا بھائی منصور
سے پوچھ لونگا منصور قہقہہ مار کر ہنسا ہین ہین کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی انکو خوب
راضی کرتے ہین رات کو آپکو یاد کرتی ہی آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہی مچکولات مار کر پلنگ سے نیچے
گرا دیتی ہی بڑی زبردست ہی صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی چونچ سنبھالو مین اپنے دیور کو سمجھا لونگی
کیا مین اسکی محبت سے انکار رکھتی ہون وہ مجھے راضی کرینگے مین انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام
لیا کہا دیور صاحب آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھ لو یا عرش اعلی پر بھیجدو فرشتون
کے پاس حفاظت سے رہیگی خواجہ عمرو نے کہا بیشعشق مین لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحین کہو تو
ہزارون بنا دون تیرے ہاتھ سے طلسم فتح کرا دون تیرا طلسم تو مین نے بنایا ہی یاد ہی یا بھول گئی
صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو کا

دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گواہی نہین دیتا لیکن مصور و صورت نگار و صرصر و صبار فتار و
وزیران سب یہی کہہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجیے افراسیاب دیوانہ ہو گیا کس کس کو جواب دے
جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے
لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے سر جھکالیا کہا بی
صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیور صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین لوح لونگا
ملکہ لالان خون قبا کھڑی ہو گئی دست بستہ عرض کی ای والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص
ہین طاعت گزار باختصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی
بندہ نوازی سے دور ہی یہ کہہ کے صورت نگار سے کہا لاؤ چچی امان لاؤ مجھے دو مین قدرت کو سمجھا دونگی
فرشتے آکر آسمان پر لیجائینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے مین
پہن لی افراسیاب نے لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا ای
افراسیاب لالان خونقبا نے تمھاری سفارش کی بھابھی صاحب نے گزارش کی اب ہمکو یہ منظور
ہو بالکل جھگڑا پاک کردین بالکل لگاؤ نہ رہے خاتمہ ہو جائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک
ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہی کہا ای افراسیاب خانہ
خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون
کے ہاتھ سے تجھکو بچاؤن آتش قہر و غضب سے جلادون جہنم مین پھینکدون افراسیاب تھر تھر کانپنے
لگا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو گیا کہا یا خداوندا الامان کیا مجال جو غرور کو دل مین جگہ دون جا کر
مسلمانون کو مار ڈالون گا اب طلسم مین غدر ہونے پائیگا خواجہ عمرو نے کہا اب تجھکو موت و زیست
مین بھی دخل ہی اگر ہمنے بندگان مغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا
قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا سامری و جمشید تحریر
فرما گئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے ہاتھ
بھریگا او غافل یہی زمانہ ہی یہی تو نے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہی وہ جلاد ساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی آپ
ہمکو تقدیر جدید کرنا منظور ہی ان احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باتین بناتا ہی غرور مین اپنے جامہ

ظاہر ہوا جاتا ہے تجھ ایسا راز دار پادشاہ عالی وقار ایسا بیوقوف ہے ہر وقت عیش و عشرت مین مصروف ہے دیکھ دیدۂ حقیقت اکر کان پر ہاتھ دھر لا کتاب سامری ہمکو دے اُسکو پھر سے بنا مین اسمین بھی ایک نکتہ ہے حرف حرف اسرار سے معمور ہے غفلت سراسر قصور ہے جب خداوند نے کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام رہتا ہے یہ تو جام جہان نما ہے اسکے ملاحظہ سے بڑا مطلب نکلتا ہے حضور کے یہان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار ہو کر ملیگی غلام حالات طلسم کس مین دیکھیگا داؤد نے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کر سکتے ہین اتنے ہی عرصہ مین بالاے عرش اعلیٰ جائینگے گردش سیّارگان ملاحظہ فرما کر چشم زدن مین آئینگے کتاب ترتیب کر دینگے یہ کیا مشکل ہے آج دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہے منظور ہے ہمارے بندے قتل نہون تکلیف نہ اُٹھائین آٹھ پہر لوجا پاٹ کرین افراسیاب نے سنکر سر جھکایا صورت نگار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا اے شہنشاہ سجدۂ شکریہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا کرو تقدیر نو فرمائینگے کتاب سر نو سے بنائینگے بغل مین کتاب دبائے بیٹھے ہو پیش کرو مین ابھی تقاضا کرکے بنوالونگی قدرت کا پیچھا نہ چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کر سکتے افراسیاب نے کہا اے صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر نجاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آئندہ و گذشتہ سے محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے ہین کہ ابھی عرش اعلیٰ پر جاؤنگا کل نسوبات فلکی ملاحظہ کرکے درج کتاب کرونگا تقدیرہاے آئندہ منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے حکم خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے ہے ہے نگوڑے اسد نازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ خود ہمارے شہنشاہ کے ہاتھ سے بیموت مارا جائیگا ہم خود جہان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی مہ جبین کے ٹکڑے اُڑائینگے ملکہ مہرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوند ہم دونون کی پشت پر دست شفقت پھیرے اپنا نذر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جائے خواجہ عمرو کو جانور بنا دیجیے برق فرنگی پردۂ ابر مین چھپے قران کالیا سنگ سیاہ ہو جائے جانسوز کے جسم مین سوزش ہو ضرغام کو شیر ببر نے کھا جائین یہ کلمے جو دونون قہقہے مار کے ہنسے کہا لو قدرت کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین حصول ہوئین پردۂ حجاب ہماری آنکھون سے اُٹھ گئے

جو ہنسے کہا اُسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو دیوانہ ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی مگر یہ بردے
کی باتین حلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی
دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھتیا
جلدی تیار کرو دو رنگ روے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا
خاموش حیران حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبا رفتار و صورت نگار کی ایک راے ہی
خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہو گیا کہا ہم ابھی بنا کے لاتے ہین
اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی ہماری بڑی خاطر و مدارات
کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہا کی مشقت پڑے گی مگر فوراً تیار کر کے لاتے ہین وہ تقدیر مضبوط ہو
کہ ورق الٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب زمین و آسمان
منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہماراے کتاب
شکنجہ مصیبت مین کھینچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی درج ہو بس کلام کو قطع
کرو یہ کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری
خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی اس کتاب کا تو خاتمہ کرو جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین لکھ
لیتا ہی عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھکر ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف
کو بھیگو کر دھویا نقطہ نقطہ مٹایا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے سادہ کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد
بندھی ہوئی اپنے زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب دینا پڑی ہر چند کہ اُس زمانے
مین کاغذ کی کل شہر مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیگر جلد بندھوائی ڈیڑھ آنے کا
دستہ کاغذ کا لگایا جسکا نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے مگر مجبور دل سے فرمایا وقت جبر
و جبر ہی نفع نقصان ہوتا رہتا ہی سوداگر سب طرح کے جبر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب
کو کھولا عمدہ قلم خوشنویس کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکے
حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی و اوصاف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و حالات
جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا منم ہنر پیشۂ طراری گوہر سفتہ بہاے قلزم خنجر گذاری
نہنگ بحر زخار عیاری جوہر شمشیر سکاری دمداری سرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم مولانا معظم و

مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران باج گیر ریش ساحران برہم زن صفت کافرانِ جہان شہسوار عرصہ چالاکی شاہباز اوج بیباکی مفتی احکام عقل وفطرت قاضی مسند شوکت وجرأت مہر آسمان جاہ ووقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار او افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوش رُبا نے لی کتاب تیری خاک مین ملادی حرف حرف اُسکا دھو یا تیرے بزرگون کا نام ڈبویا او بے آبرو اب مناسب یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد نامدار پر حاضر ہو سامری وجمشید پر لعنت کر مذہب اسلام کی اطاعت کر ورنہ ایسی بُری طرح پیش آؤنگا کہ ماہیان دریا ومرغان ہوا تیرے حال زار پر روئینگے انشاء اللہ اسد نامدار سے فتح مرحلہ جات طلسم ہوش رُبا جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب سٹانے والا اگر فقرات نثر شاہانہ یاد رہین یہ مضمون آبدار تصنیف کردۂ مصنف عالی وقار یاد کر نظم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار وغدار ہون
اڑا دون صبا کبھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل مقفیٰ مسجع اشعار آبدار سلسلہ وار تحریر فرمائے تنبیہ وتادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ وکیفیت غلطی آباد وجاودارانِ دام الجبال وزیر جادو نگار وغیرہ بہ لطف لکھدی کہ اشتیاق ناظرین بڑھے اور افراسیاب محزون واندوہگین ہو کتاب کو بند کیا ایک جزدان بہت عمدہ جھوٹے زربفت کا اسمین کتاب کو رکھا یہان دار الامارۂ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے ہین ملکہ صورت نگار یہی کہہ رہی ہی اب قدرت بروج آسمانی مین پھر رہے ہونگے ملاحظہ گردش سیارگان سے یقین ہی مہلت حاصل ہو صرصر وصبا رفتار کہتی ہین بی صورت نگار صاحب تمہارے اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی اتنے عرصہ مین قدرت نے ساتون آسمان طے کیے ہونگے آیا چاہتے ہین فقط ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اتنا عرصہ ہوا کل اوراق زمین وآسمان پیدا کرنے والے کے پیش نگاہ ہین جسنے بیک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا اُسکے نزدیک سب کچھ آسان ہی ہر طرح اُسکا اپنے بندون پر احسان ہی اعتقاد درست رکھو شک

کو دل مین راہ نہ دو خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و
ششدر سب کی صورت دیکھ رہا ہی کہ ایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آئی ثابت ہوتا ہی کہین [illegible]
ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ [illegible]
کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ کوئی بڑا سفر عظیم کر کے آئے ہین چہرے پر گرد و غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے ہوے آتے ہین سب کھڑے
ہوگئے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او بندہ بے ادب
آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی مگر کچی رنگینی ہی پختگی
نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و
غضب دائرے خنجر آبدار ہر ایک صفحہ دریاے قہار الف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین
صفوف قتال و جدال کا سامان عیان ایک ہفتہ کی تمھارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز
ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ سب وار تمپر چل جائینگے استخوان جل جائینگے کتاب کو بغل مین
دبائے رہنا خبردار ہوا نہ نکلنے پائے ورنہ صورت بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز
جاگتے رہنا سامری جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و کباب بھی ترک رہے کھانا بھی فرسے کا نہ کھانا
زور سلطنت نہ دکھلانا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب سختیان مابدولت نے اپنے اوپر لین چند
باتین موافق تمھاری حقیقت کے بتائین سب طرح احتیاط لازم ہی ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب
خراب ہو جائیگا ملکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے ساتھ جاگین گے
بسہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف
یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اٹھ کھڑے ہوے کہا
بس قدرت کو زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی
لوح کو لیکر عرش اعلی پر جائینگے فرشتون کے سپرد کر دینگے افراسیاب نے دست بستہ
عرض کی یا خداوند یہی سب سے بہتر ہی کہ لوح پردۂ دنیا مین نرہے خواجہ عمرو نے تیوری پر
بل ڈال کے کہا تجھے اب کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو
جلا کر خاک سیاہ کر دینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہوگا کبھی تجھکو رنج و ملال نہوگا جا

عمر بھی تیری بڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملا سکیگا ما بدولت خود مسلمانون کے سٹانے
مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائینگے یہ کہکے عمرو ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوے
ہوا اوار پر سوار ہوا امرا و وزرا آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے
جائینگے افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و
ضرغام نے جو بصورت صرصر و صبار فتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ
دوران ہمکو دو چار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے
شاید یہان کوئی عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار
طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤد نے بھی پلٹ کے کہا ای بندۂ خاص ملکہ صرصر
و صبار فتار کو یہین چھوڑ جا یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر مہرخ کا بھی حال بخوبی
جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھادینگی پھر
کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گرد تخت
کے پھرا دوبارہ قدسون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر و صبار فتار کو یہین چھوڑا ملکہ صورت نگار و حیران
مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہی ای صورت نگار اسوقت
میرے دل کا عجیب حال ہی خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہی قدرت نے یہ بڑی مشکل
کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی کچی رکھی بغل مین دبائے ہون بڑا خوف تو یہی ہی کہ ہوا
نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرنا ہوگا صورت نگار سمجھاتی ہی ای شہنشاہ آپ قدرت
کا شکریہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان ہفتم گئے کل بروج سیارگان ملاحظہ کیے
احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر محض
شفقت تمھارے سپردگی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین
سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہ میان مصور صاحب ہمیشہ کے مور کھ ہین انھین کھیل کی
پڑی ہوئی ہی برسون اُنکے پہلو مین سوئی کیا میرے اُنکے کسی بات کا پردہ ہی میری خاطر سے
سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد طیار کرتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی
پھر بتلاؤ کیونکر نہ کچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہینگے سوتے جاگتے کی حفاظت

سنینگے تین دن کی شفقت عمر بھر کی چین اسپر بھی آپکو اعتراض ہر بات مین اغماض افراسیاب کہتا ہی مین کیا کرون میرے دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار ہی کہتا ہی پلٹ پڑون لوح قدرت سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجکو جگہ نہین ملتی ہزارہا ملک میرے قبضہ مین ہین کاشکے خدمت مین شہنشاہ توسن کے بھید تیاد ہان ہوا کا گذر مشکل ہی جو جو چیزین مین نے اُسکے سپرد کی ہین اُنسے آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قدرت سے بڑھکر کون زیادہ نگہبانی کریگا اب لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو و اسد سر پٹک پٹک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست و درست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود الجھن ہی کسی طرح سے چین نہین آتا مصور و صورت نگار و سرما و ابرلیق کوہ شگاف سب مخاطب ہو کر سمجھانے لگے ای شہنشاہ عالم چونکہ ہمیشہ رنج و ملال بیحد اُٹھائے ہین اسوجہ سے آپ کو تردد و انتشار ہی اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمایئے گا تیسرے دن سب رنج و ملال خاطر اقدس سے دور ہو گا مگر افراسیاب سر جھکائے ہوے تخت اُڑاتا ہوا اُسی حال پر ملال مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہی حال اُسکا آیندہ تحریر ہو گا

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو سمجھانا داؤد جادو کو اور تائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہین

نظم

کٹتی ہی میری تیغ زبان سے زبان تیغ ۔ کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
میرے نفس کی دیکھکے سحر نمائیان ۔ کیا دور ہی کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
حسّاد سر سے پاؤن تلک خون مین ڈوب جائین ۔ جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لبان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی ۔ سینہ پہ منکرون کے ہین لاکھون نشان تیغ
ہرگز نہ کر سکے مرے خامہ سے سرکشی ۔ پیدا ہی رنگون سے ہی عجز بیان تیغ
خجلت سے آب و تاب سخن کی ہی آب آب ۔ کیونکر چھپے چھپا ہے سے شرم نہان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون عنا دل کا ماجرا ۔ ہر گل زمین شعر پہ ہی آسمان تیغ
ہووے نہ میری حجت قاطع کے سامنے ۔ سرگرم لاف و دعوے برش زبان تیغ
کیسی شکست رونق بازار ہو گئی ۔ ہر تختہ بند و بست قلم سے دکان تیغ

اک بات مین تمام ہی یان کار مدعی	کسکی بلا ہو بار کش امتحان تیغ
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے	ہر خط پہ نکتہ چین کو ہی وہم وگمان تیغ
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کرون	ہرگز ہما نہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والاتمکین کرکے جوش طبع گہرباریون دریادلی دکھاتا ہی کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود وکرم محترم ومحتشم یکہ تاز میدان جلالت سرخیل دوندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوشربا افراسیاب خانہ خراب سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے دھودھا کے خاک مین ملایا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت ومشیران ہیبت کو دارالامارۂ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین ما بدولت چندعرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا وملکہ ناگن وکنیزان ملکہ سیمتن خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہوئین سبکے دل باغ باغ رنج والم سے فراغ اسد نامدار گوش برآواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے ناناجان پر کیا گذرتی ہی افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر سحر وساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے ناناجان کو پہچان لیتا ہی ایسا نہو خدانخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جاے تخت پر خداوندنے بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکینگے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار مسلح ومکمل سر ہتھیلی پر رکھے ہوے آمادۂ مرگ ومہیاے قضا دروازے پر باغ کے ٹہل رہے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین براے خدا جاکر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب سے کیا گفتگو ہوتی ہی اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے اکر جلد جلد بیان کرو مین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون لڑبھڑکر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہی لطف عیش وآرام فوت ہی کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین بہار آئی خواجہ عمرو کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا کا خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیرزادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ وتاب ندارد کنیزین خوشی خوشی پھولی ہوئین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہاے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہی اسد غازی دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا ناناجان فرمائیے خیریت تو ہی لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اسقدر خوش تھا

بیساختہ بالحان داؤدی یہ اشعار دعائیہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اشعار دعائیہ

ہر ایک محو ابروے شہ جبہہ سا رہے
خوش ان کو الفتون مین کھنچا رہے
تائید ایزدی سے سرِ سرکشان دھر
خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
فرقِ حباب تا ہو قلم تیغ موج سے
جاری جہان مین سکۂ فیض و سخا رہے

یہ آستانۂ قبلۂ اہلِ وفا رہے
حسنِ ضیائے گوہر وندان کے سامنے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جبہ کا رہے
تا ہو رواج عشق گل و عندلیب کا
بطنِ صدف مین تا کہ دُر بے بہا رہے

صحبت مین عاشقون کا یونہین جمگھٹا رہے
شہر سندہ کسطرح نہ دُر بے بہا رہے
یا رب ہے تا کہ قیص مین یہ پھرا آسمان
جبتک چمن مین سرو پہ قمری فدا رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین سیر سے حضور کا

اسوقت خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسعد غازی کو سے لگے

لگانا فرحت مین اشعار آبدار گانا اشعار

جو کُھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پاؤن تک
ہم انکی چال سے پہچان لینگے انکو برقع مین
یہ جتنے سرو ہین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین
مرا دل ایک ہو دو ن خوش ادا کی کس ادا کو مین
سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جسکے جلسے ہین
سہون بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو بھی انسان
سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے
مزا اتنا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون

بلائین آ کے لین سو سو بلائین سر سے پاؤن تک
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائین سر سے پاؤن تک
چمن مین سیر کو کیونکر نچائین سر سے پاؤن تک
کہ ہین وان تو ادائین ہی ادائین سر سے پاؤن تک
مثالِ شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پاؤن تک
بھبین انجمن مین در پردہ دکھائین سر سے پاؤن تک
کہ اُسکو درد کا پتلا بنائین سر سے پاؤن تک
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پاؤن تک
نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پاؤن تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز بعید ناز زبان درازی کا قصد کرتی ہے محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہے سنبل نے زلفون کو درست کیا نخل چمن نہال بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسعد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئے فرمایا الحمد للہ یہ لوح طلسم ہوش ربا ہے پروردگار نے اپنا فضل و کرم شریک حال کیا اتنے بڑے بیدار مغز نے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے مجھے دے کر

چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے مین پہنی پوچھا کیون نانا جان کتاب سامری
کا کیا ذکر ہی خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری مین نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر ڈھونڈھوالی
ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشاء اللہ اب برائے فتاحی طلسم تمھارا جانا ہوگا پھر سامان لشکر کشی
افراسیاب کریگا یقین ہی ضرور لڑے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی ای خواجہ عمرو
اب مقدمہ مین والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہی خاص اب وقت عیش و سرور ہی خواجہ عمرو
نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون
سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہی کیا زبان ہلا سکتا ہی مگر خدائی کر چکا ہی کیونکر نصیحت و
وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہی کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھے
بہت شاق ہی خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس مژدۂ جان بخش کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے
کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت و لیاقت ہی
یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بصد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا
خوف سے کمرے مین چھپ گئی کنیزین تمام دست بستہ اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہین مگر رنگ رو
ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہی کہ لو اب خداوند
زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہین دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہو گی مگر خواجہ عمرو بن امیۂ
ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر
باندھا مگر زبان مین دو دو سوزن فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش
آتے ہی آواز دی ای بندگان سن جلد حاضر ہو سامنے آؤ قدرت خواب استراحت سے بیدار
ہوئے خواجہ عمرو نے پکارا ای داؤد جادو چشم خود را وا کن و حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان
دوران گرشاسپ جہان غارت کن ساحران سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالی جناب
موجود ہی اٹھکر قدمبوسی کر تو نے برا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خدا وند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے
باہر آ اور چشم بصیرت وا کر

اشعار

سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی — نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی
نسیم غفلت کی چل رہی ہی اُمنڈ رہی ہین قضا کی نیندین — کچھ ایسا سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

جوانی وحسن وجاہ ودولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
لبان دست سوال سائل ہتی ہون ہر ایک مدعا سے
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
دریغ کرنا نہ زور بازو شاے ساری کدورتون کو
زبان رد کو بہاکت ہے ہو سرور دوشینہ جوش پر ہی
یہ مصرعہ مخبر سعیبت کمال ہمکو پسند آیا

اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایکدم ہی
نیاز ہی بے نیازیون سے بغل مین دل صورت صنم ہی
جو چار دن ہی وفور راحت تو بعد اُسکے غم والم ہی
ہوس نہ رہجاے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دودم ہی
ہُو وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بہم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزار ہا بندگان خدا کو برگشت کیا ہی برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ رسم وراہ حقیقت الہی زبان مین طاقت کلام ہی اس سرکشی کا بدانجام ہی وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب دکھائیگا اُسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی صورتین مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ وحشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر وامیر مشیران باتوقیر پہلوانان وجوانان شمشیرزن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو آؤ ان لوگون کو میرے سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر و بیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت دینا زروجواہر دینے سے ٹلجاتی ہی پس گھبراکر کہتا ہی یارو دروازہ خزانے کا کھول دو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالو مال سے صدا بلند ہوتی ہی او بدمآل اب ہم سے کیا ہوسکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پھرکتا ہی اتنا ممکن ہی کہ مجھ سے تجکو دوگز کفن ملیگا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا بازاد آخرت نہ بنایا اب تیرا وقت آخر ہی ہمسے مدد غیر ممکن ظلم وبدعت کرکے مجکو جمع کیا مار وعقرب بنکر تیرا ساتھ دونگا ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہی او داؤد جادو گوش ہوش سے سن وہ شخص اور زیادہ سر دھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے اپنے اہل وعیال کو پرورش کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ہاے مہیب سے مجکو بچائینگے پھر اکر بیٹی بیٹا جورو بھائی قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو رد کرو ای داؤد پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال کر سن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اُٹھائی جستجو کرکے انکو پہونچایا وقت فاتحہ کشی عیال امر نہی الہی کو بھول جاتا ہی بار گناہ عظیم اپنے سر پر اُٹھاتا ہی سن وہ کیا خوب

جواب دیتے ہین کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین انھین کی زبان سے یہ جواب
ہے اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہے ای شخص ہم مجبور و ناچار ہین ہم سے کچھ نہین ہو سکتا ایک
کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ و تاریک مین بند کر دینگے پھر کبھی جا کر
تیری خبر بھی نہ لینگے ہمسے زیادہ امید نرکھ ذالقۃ الموت چکھ تب وہ شخص مایوس و ناامید
ہو کر درگاہ رب بے نیاز مین بہ گریہ وزاری عرض کرتا ہے کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے
کل احکام الٰہی ادا کرون وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہے کہتا ہے اب وقت
مہلت نہین ہے موت سے فرصت نہین ہے یہ کہتا ہے چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک
کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہے کہ غیر ممکن اب یان
مہلت کہان یہ شخص گھٹاتے گھٹاتے آخر مین عرض رسا ہوتا ہے اگر ایک شب کی مہلت ملے
مین اپنا سارا مال راہ خدا مین لٹا دونگا الموارد و اعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا
کہتا ہے اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہو کر چند ساعت کی امید کرتا ہے اسوقت
بھی جینے پر مرتا ہے مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ مین بند کر دیتا ہے تمام اہل
و عیال کے رونے کی صدا سن رہا ہے کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین
گھبراتا ہے کہ میرے عزیز و اقارب کیون روتے ہین کسواسطے اپنی جان کھوتے ہین ای
داؤد جاد و جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمۂ فراق
احباب مکان تنگ و تاریک نکیرین نے کیا پوچھا اسنے کیا جواب دیا ہوش گم اس برگشتگی و
سرگشتگی کا انجام جہنم نظم

ہو رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا
رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا

وہ ضعف ہے اسدم کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا

کچھ خال سے بھی کم ہے کنار لحد تنگ
آرام کہان پانؤن تو پھیلا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد
دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھٹکتے ہین مرے جسم کے شعلے
چھالا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا

رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین | کھوئے ہوئے آرام میسر پا نہین سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
کیا زور امانت خدا مین
ے دیکھ کہ خواب ہی یہ دنیا
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی
سبکا عدم و وجود ہی ایک
ہو نسبت اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہی موت حق ہی
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
اس دم کا اعتبار کیا ہی
جائے تو وداغ زندگانی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہے سب کا آنا
کیا دخل مشیت خدا مین
فرصت نہین منھ سے بولنے کی
بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
جو مان کے کنار مین پلا ہی
اک دن نکلے گی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہی
اس سانس پہ اختیار کیا ہی
ناحق جینے کی یہ ہوس ہے

مٹی مین ملی ہین صورتین سب
گذریان ہین اسقدر زمانہ
اک نقش برآب ہی یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
نابود اور لفظ بود ہی ایک
آغوش لحد مین اُسکی جا ہی
سب کے لیے ایک ہی سبق ہی
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہی
آئے تو خدا کی مہربانی
اس موت پہ کب کسی کا بس ہے

کیون اے داؤد لحد مین برائے نکیرین کوئی جواب سوچا ہی یہی کہوگے مین خدا ہون سحر وساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ مسئلات سکرات واموات وقبر جو بالتصریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد عقیل دم دل ہی مثل بید تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو برائے خدا بس مجھکو جلد کھولدو قدمون پر اس شمشیر بشیہ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کردن للہ مجھکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد ایسا بیتاب ہوا ستون سے سر ٹکرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اسکا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قبا سر پیٹنے لگی کنیزون مین صدائے گریہ وزاری بلند ہر ایک خرد وکلان دردمند خواجہ عمرو

نے جلدی سے بڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا کسند ون کوکا داؤد لڑکھڑاکر
زمین پر گرا کبھی قدسون سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبراکر خواجہ عمرو سے کہتا تھا
ای شہنشاہ عیاران ای صاحب ایمان براے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمایئے اقرار
وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہرچند عمرو سنبھالتا ہی باتون مین لگاتا ہی
کہتا ہے ای داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہو افراسیاب خانہ خراب
سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا
کی امداد کرو جہاد کے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر
کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی ای لطف کردہ ہفت پیغمبران مین نے کوہ
گران معصیت اپنے سر پر اُٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات ناممکن اب اور
دوسرا بار اُٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بے نشان
ایسا بار عظیم سر پر رکھکر کیونکر منزل طے کرونگا یہ جسم خاکی پروردہ مہد ناز و نعم اسیر پنجہ
رنج والم یہ نحیف و ضعیف اس بار معصیت کے اُٹھانے کے لائق ہی ہر استخوان پر صدمہ
پہونچے گا عیش و آرام کے عادی لیکایک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد اس
ضلالت سے نکال لیجیے باغ ایمان کی سیر کرایئے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے
غنچۂ دل افسردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپ کے غلام ناکام سے کوئی کار دینوی ممکن نہین اپنے
گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتایئے عقاید دین مبین تعلیم فرمایئے ایک گوشۂ
تنہائی مین بیٹھ کر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار ہون
خواجہ عمرو نے کہا ای داؤد وہ رحیم کریم ہی سمیع و علیم ہی شعر
ہم حشر مین کہین گے خداے قدیر سے ✕ کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر ✕ اسی شعر پر
حقیر مصنف نے مصرع لگادیے ہین لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہین صرف داؤد
اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اکیلا شعر اس مقام پر لکھا خمسہ

روز نشور قہر سمیع و بصیر سے
بلکہ قوی ہی سلکے جناب امیر سے
کانپینگے جسم دہشت مبین البصیر سے
ہم حشر مین کہین گے خداے قدیر سے

کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

وہ رحیم و کریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت اسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اسکی ثنا و صفت مین زبان النسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

بهرچه آفریدی و لستی طراز	نیازت نه ای زانکه همه بے نیاز	چنان آفریدی زمین و زمان
همان گردش انجم و آسمان	که چندانکه اندیشه گردد بلند	سر خود برون نادره واز کنند
نبود آفرینش تو بودی خدائے	نباشد همه هم تو باشی بجائے	نه خلوت بدی کافرینش نبود
نه چون کرده شد بر تو رحمت فزود	ز تعظیم تو هیچ تو هست و نیست	اگر باشد و گر نباشد یکے ست

داؤد نے کہا خواجہ سُلسکرات نے آپ کے مجکو مارا روح قالب مین بہجین ہی حقیقت مین وہ رب المشرقین و مغربین ہی ہان رحیمی اسکی صفت لیکن قہار و جبار بہی نام ہی اسوقت آنکھون کے آگے تاریکی قہر پھر گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمائیے زیادہ نہ سمجھائیے عمرو اسد سے اشارہ کرتا ہی اے نور نظر تم کسی طرح اسکو سمجھاؤ ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اسکا مقابلہ کرائین بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤ گے ملکہ مہرخ و بہار پر افراسیاب جادو لشکرکشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو ستاؤن مرحلات طلسم پر برسر طلسم کشا لشکرکشی کردن یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑیگا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم بند ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوش رو خوش لباس اسد غازی یہ سنکر اُٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا اے نہنگ محیط افسونگری وائے دُربے بہائے دریائے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے رازدار ہین صاحب جاہ و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوش ربا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکاران کے دم لبون پر آتے ہین صرف آپ خدا سے توبہ کیجیے مطیع الاسلام ہوجیے آپکی توبہ قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نہان گو کہ ہی پردہ موجود ہی	رگ جان سے نزدیک معبود ہی	اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست
سلیمان کا لشکر کرے مور پست	ہین مخلوق اُسی کے زوال و کمال	غرض ہی سبھون کا برابر خیال

	نہین بیان حقیقت مین جاے کلام		ہین اوصاف اُسی کے اُسی پر تمام	

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سُنے اور زیادہ بیقرار
ہوا اِسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا اتنا جواب دیا ای
آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیۂ طریقت آپکے
کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوے روح کو راحت دہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب
راے یہی ہی کہ تائب ہو کر ایک گوشہ مین بیٹھ کر عبادت کرے اُمورات دنیوی مین اب ملوث نہو
زیادہ حضور تعویق نفرماوین کلمۂ طیبہ بتاوین غلام اپنے گناہانِ کبیرہ کو یاد کرتا ہی دمبدم فریاد کرتا ہی
کیون شہریار پیدا کرنیوالے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین استخوان جسم لرزان ہین جسکے کنگرۂ صنعتِ
قدرت تک طائر وہم وخیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اِس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہی وہ رحیم وکریم
ہی شاید میری غربت پر رحم کرے جسقدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہی روح قفس جسم خاکی مین
گھبراتی ہی اب اسد وعمرو مجبور و ناچار ہوے اسد نے کہا نا نا جان آپ کے کلمات نصیحت آیات
قلب پر اِسکے تاثیر کامل کر چکے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد وعمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے
غسل کیا طریقۂ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیب وطاہر ہوا بصدق دل دائرۂ اسلام
مین آیا داؤد کو ایک لحظہ صحبت اسد ناگوار ہی عرض کی حضور دربار مین چلین کل سردارون
کو مطیع کرادون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوح گلے مین پہنکر مسلح و مکمل
ہوے خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے
وزرا اُمرا نے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت لئیق متین صاحب شوکت وجرات موافق
شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش زہوشمندی ؛ میتافت ستارۂ بلندی
سپر فولادی لپشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کے کڑیون
کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح وظفر دست بستہ پہلو مین آثارِ جلالت وشوکت چہرۂ زیبا
سے ہویدا اصف شکنی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ
اُسی جوان صاحب لیاقت کی لپشت پر مثل چاکرانِ کمترین ایک شخص دُبلا پتلا نا منیا بانہاے
عیاری سے آراستہ ساتھہ ساتھہ چلا آتا ہی سب حیران پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہوا آج تو خداوند کسی کے

تا بعد ار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہو لیے آکر دار الامارہ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا مقام صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر دنگل اسد غازی بچھایا اسیر شاہزادے کو جلوہ دی آپ کرسی پر بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو و وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین امید وار ہین کہ دیکھین قدرت کیا فرماتے ہین داؤد نے سر اٹھایا پکار کر بہ آواز بلند صدا دی ایہا الحاضرین پہچانو شیر بیشۂ وغا فتاح طلسم ہوش ربا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری آپہونچے تمکو کیا خبر ہی خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان اُنکا کہ نہ قتل کیا اگر قتل کروا لیتے تمکو خبر بھی نہ ہوتی میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس لیے کتاب کی ڈھونڈا لی طلسم کشا کو لوح ملگئی عرصہ دراز تک اُس بیچیانے اِس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل نہ کر سکا اِنکے خدا نے اِنکو بچایا اِس قید شدید سے چھڑایا بھائیو مجھکو بخوبی ثابت ہوا مین نے وعوے باطل کیا تھا اُس پیدا کرنیوالے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو اطاعت دین اسلام منظور ہو اِس شیر صولت کی اطاعت کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ بخوبی سمجھ لو اسوقت کی میری باتکو دل مین جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک حرف کو نقش کرو طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہو گا اسد نامدار قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانۂ انقلاب ہی جو اُنکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بحر ذلت مین غوطے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل ہوگی دریاے ہوش ربا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان قریب ہی محبت مسلمانان کشتی نجات ہی ہم تمھارے افسر تھے راہ راست بتا دی آیندہ اختیار ہی ہمکو آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندۂ رب جلیل نام ہی دیکھو یارو باطل پرستی کا بد انجام ہی ایسے کلمات عبرت آمیز رو رو کر داؤد جادو نے جو اپنی زبان سے کہے دربار مین ایک شور بلند ہوا ہر ایک وزیر امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب کے باپ سے لڑینگے جان دینگے اُنکا ساتھ تا بہ حیات نہ چھوڑینگے محبت سے اِس شیر دل کی مُنھ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت ملت اسلام ہاتھ آئی داؤد نے سبکو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اُسی وقت کارگزارون کو بلا کر حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اُس مین بیٹھ کر عبادت کرینگے فورًا ایک قصر مختصر مثل مسجد کے درست ہوا داؤد محراب عبادت مین صحیفۂ ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان

جمع کیے اُنکو اپنی صحبت مین جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت الٰہی مین مصروف لباس کہنہ پیوند دار جسم نحیف وضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اُسوقت ایک ٹکڑا کھالیتا چند قطرے پانی کے پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے چار پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ مہرخ کو پہونچا دو زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لیکر آئیے انشاء اللہ راہ مین ملاقات ہوگی نامہ دار اُسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ قرار دیا ملکہ ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رائے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو لمعہ گرد فر مع اسد نامور و مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوئے اُنکو راہ مین چھوڑیے ذکر اُنکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری بھی مٹی نہایت بیقرار ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہوکر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دیتا
دکھلا کہین آفتاب للہ
دم پر اب ضعف سے بنی ہی
ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ
ای کشتی دخت رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہدے یہ مری طرف سے للہ
اب حال بہت چھپا نہ دل کا
پھر دل کی غم سرا ہو آباد

گرتا ہون میرا ہاتھ لینا
ہوتا ہی سارا نشہ پانی
ایذاے فراق جانکنی ہی
شیشے کی سُن رہا ہون قلقل
دے راحت روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دخت رز دکھا دے
آیا ہی ترا فقیر ای ماہ
کچھ ڈر نہین اب خدا نہ کردہ
دیدار سے تیرے دوست ہون شاد

ای میرے شب مراد کے ماہ
بس بندہ نواز مہربانی
دل پھر مرے پڑ رہی ہی اک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساغر مُل
چلتے ہین آخری ہی یہ دور
بچھڑے ہوے دوست سے ملا دو
الجھن ہی بہت خوش اُسکا دل کر
کسواسطے پھر کیا ہی پردہ
کر قصۂ غم خوشی سے آغاز

دم بند ہی کھول پردۂ راز / ساقی نے یہ سُنکے مے پلائی / دریا کی طرح طبیعت آئی
منھ مین جو بھر آیا اُسکے پانی / کی خامہ نے یون گہر فشانی / غزل زیب النسا مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان اثرے ہست / گل را نظرے جانبِ صاحب نظرے ہست
ہشیار ستمگر کہ لب نالۂ مظلوم / پوشیدہ ز چشمِ تو خدنگِ اثرے ہست
تا ہست یہ بستانِ جہان فیض سحابی / از شجرۂ امید امید ثمرے ہست
غم نیست اگر روشنی دیدۂ من رفت / با چشمِ ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پر ہولِ معانی و رہ نوردان جادۂ خوش بیانی اِس داستانِ شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر محرّرانِ قصص صاحبان ذہن و ذکا ۔ رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوشربا جبکہ افراسیابِ خانہ خراب لوحِ طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتابِ سامری کو بغل مین دبائے ہوئے حیران و پریشان لرزان و ترسان اُفتان دخیزان ہر دم یہی کہتا ہوا جاتا ہی ہاے کتاب خدا جانے اِسکا بد انجام ہی اس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہی اسپر ڈر ہی کہ بربادی کی صورت اِنہی آئینۂ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اِس انتظام مین گو زندگی مشکل ہی بادِ ہوائی باتون پر طبیعت مائل ہی دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی وہین ٹھہر گئین خداوند نے اُنکو کیون روک لیا اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تو مجھکو دیوانہ بنا دیا سواے لوح دینے کے نشیب و فراز نہ سوچا اب بڑے بڑے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکر ہوا کو روکون صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین اسم بامسمّےٰ ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اِسی حالِ خراب مین بر سر کوہ بلور پہونچا ہزار ہا کنیزین آکر حاضر ہوئین تخت براے افراسیاب بخت آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین خیالِ محال مین مبتلا ہون نامِ سامری و جمشید جپ رہا ہون کتابِ خام دستیاب ہوئی دیکھیے کب مہلت ملتی ہی تین شبانہ روز یہی مصیبت ہی سرما و ابریق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت جادو ناز و کرشمہ کرکے اپنی جانب متوجہ کرتی ہی لیکن افراسیاب بےچین و بیتاب کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک کا مُنھ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی کیون ہُوا حیرت سُنے دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھپر مرتے ہین تمھارا ساتھ ہوتا تو مین بھی دو چار

دل نہ آتی ہمارے میان مصور وہان رہنے کو نہین منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب ساحرون
کے خداوند ہین اولاد سامری مین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنسے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی اُنھون
نے پیدا کیا ہی ننگا کھلا دیکھین گے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ بوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا
سبکی آبرو لینگے انھین باتون مین دو شبانہ روز بسختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ معلم علوم آسمانی
خوانندۂ کتب نکتہ دانی ادیب خوش نویس بے نظیر اعنی ماہ منیر طفلان ثابت و سیارگان کو چھٹی
دیکر قصر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر آفتاب عالمتاب جماعت شعاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر
خطبہ خوان ہوا روز روشن عیان ہوا افراسیاب نے کہا لو صاحبو بڑی سختی سے مین نے دو دو
راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہوگئی ہوگی
صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے شبکو ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا بادشاہ
کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہی اب ما بدولت سے صبر نہین ہو سکتا اگر ایک آدھا
ورق کچا رہ جائیگا پھر سمجھا جائیگا سلطنت کرتے گو زمانہ گذرا کتاب کو کچا پکا نہ سنا تھا اُنکی قدرت
نے نیا لعنت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر ما بدولت سے نہین ہو سکتا یہ کہکے
افراسیاب نے کتاب کو خروان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوسے ہین
نگاہ سبکی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار اُچھل رہی ہی کہتی ہی کیا جلد ہی قدرت نے
میری خاطر سے کتاب بنا دی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے
اُسی وقت لُٹیھر کر دلوا دی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈالو ایک ایک سطر مشابہ
بہ زلف محبوب ہوگی عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرۂ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ
معشوق دلربا افراسیاب نے کہا اب خاموش رہو سامری و جمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون
سب نے کہا کھول دیجیے مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت لڑے
افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے کتاب کو کھولا پہلا صفحہ معرا پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم
کے خلاف ہوگیا حرف اُڑ گئے کاغذ صاف ہوگیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خداوند
سے شرمندہ ہوسے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا ای صورت نگار تمھاری زبان
نہین رکتی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مجھکو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق الٹا

صاف وشفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اُسکی جوے شیر سواد سے کام نہین جب دس
بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا او شاہنشاہ بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا
نوشتہ ہی ناحق کو گھبرا گئے کتاب بڑی بھی ایکدن پیشتر تمنے کھول کچی رکھی تھی اتنے ورق ابھی نہین بنے
کل تک بن جائینگے بروقت کاپی جمانے کے حرف پسگئے چھن گئے اب تپھر بنانیوالے کا کام ہی
ہر طرح قدرت کا نام ہی افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا ارے زبان وراز دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی
حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی ارے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اس مین
عربی لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پر پیچ کو مترجم صاحب سمجھینگے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ
ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے مین نے عبارت اُنکی دیکھی ہی زبان صاف وشفاف ہر طفل وجوان
خواندہ ناخواندہ خاص وعام نے اُنکی زبان کو پسند کیا ہی رؤسا نے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی
ابریق نے کہا حضور مین نے فارسی پڑھی ہی اُردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب
نے کہا میرے پاس آؤ ای بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب مُعرا مضامین سے بترا
صرف دو ورق لکھے ہین اُس مین تمام ہوشربا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے
کہا حضور اول کا لفظ مین نے ہجے کر کے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم
اُسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا کہ تمھاری
کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھون
یا خلاصہ بتا دون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم مجھکو مسخرے سے معلوم ہوتے ہو
کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ سخت مُنھ سے
نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو
تھان کے ٹرے ہین اب تو تانا بتھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون
خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح اُسنے خداوند داؤد نبکر آپ سے لے لی کتاب سامری
ڈھو ڈالی پونے دو سو خداوندون کے پرستارون کی آبروئی خوب دریا دلی دکھائی اتنی
افراسیاب جادو پیٹنے لگا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کُشا سرکشی کریگا
ایک ایک ملازم سرکشی کریگا آجتک مادولت مسلمانون سے مُنھ نہ پھیرتے تھے جب قصد کیا شکست دی

اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چمکا ئیگا جانیکا خوف تو بُری چیز ہی اُس ناچیز کے سامنے سے منھ پھیرونگا اگر ایک سحر کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچدون طبقات زمین آسمان پر پہونچاؤن میری افسون گری نے نام سامری وجمشید روشن کیا مگر یار و عمرو نے خداوندداؤد کو کیونکر گرفتار کر لیا کیا کرشمہ کیا یہ ساربان زادہ وہان کسطرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا گذری ہوگی کیون ای صورت نگار تمنے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ صرصر و صبا رفتار نہ تھین ار کہین سے ڈھونڈھکر رقعۂ سامری لاؤ خدمت مین ماہیان زمرد پوش نانی امان کے جاؤ انکے پاس اوراق متفرق موجود ہین اول اُس مین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کرون ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی گھبرائی لگتی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہی ای صورت نگار تو نے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا دربار خداوندی مین ایسی باتین کین مجھکو گھبرا دیا ای صورت نگار مین لوح تجھسے لونگا ہاے

مضمون غزل زیب النسا یاد آیا غزل

روز نوا ایسہری چو آید آشنا دشمن شود — غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از وقت درمان خواہ درد سر بود — گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود
چون ز بلبل بخت برگردد برغم باغبان — حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود
رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من — بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود
بر مراد ما وزد در ہم اگر باد مراد — در محیط عافیت ہم ناخدا دشمن شود
نیست مخفی در دل ما با کسے چون دشمنے — ہر کہ با ما دشمن است او را خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہی مگر خاص اس راہ مین تو رہزن ہوئی مشیر وزیر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول نہ دی بیچ دریا مین کشتی ڈبوئی اس اثنا مین ابریق وزیر جا کر ظلمات سے جا کر رقعۂ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون سے بندھی پڑی ہین ابریق جا ... لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو

اُٹھا کر لایا دیکھا کہ وہ بیچاریان بندھی پڑی ہین پٹیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش و مدہوش افراسیاب
جادو نے کہا اِنکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ
رہے ہین حیرت جادو وبال کھولے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموشان
رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا ای صرصر و صبا رفتار ہمنے تمکو
کہان بھیجا تھا دونون نے کہا ای شاہنشاہ ہم شہر داؤدیہ مین گئے جب دربار خداوند مین پہونچے
دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تختِ خدائی پر موجود ہی وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کو رانمنہ سے
بولینگے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کریگا اسوجہ سے ٹالا جواب نامہ لیا یہ سوچ کے
پلٹے کہ جا کر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہوجائیگا راہ مین ایک کو برق نے گرفتار کیا ایک
کے لیے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنے نگوڑا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اُسنے دامِ تزویر بچھایا ہمکو
پکڑکے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمایئے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
ای صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہی بیان کرنا بیکار ہی تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
یہان آئے کاغذ توسند کے اُنکے پاس موجود تھے مجھکو لگا کر شہر داؤدیہ مین لیگئے مگر مین نے عیارون
کی بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہی مین نے اِسکے اعتبار پر لوح حوالے
کردی اُسنے آپ سے ناز و نخرے سامنے خداوند داؤد کے کیے ساربان زادے نے خوب سینہ
کو ملا دلا چپا چٹ بوسے لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ
سے نہین گذرے جورو کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہ بھی دمبدم کہے جاتی تھی
لوح دیدیجیے بعد لوح حاصل ہونے کے اُسنے کتاب دُھوڈالی صرصر و صبا رفتار کو سناٹا آگیا
کہا ای شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ
نے بڑے مزے اڑائے ساربان زادہ ایسی باتون کی فکر مین رہتا ہی خیر ہوئی اگر تم رات کو
رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر خراب کرتا اب کیسے کیا ہوگا شاہنشاہ جان
دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کائین کائین سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون
عیار بچیان اٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شاہنشاہ اپنی جان دینگے عیاری کرینگے
عمرو کا جی چھڑوا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت کی تھو کہاتی ہین ساحرہ بھی ذرہ بہت

ہین ساری آگ بھی انھین کی لگائی ہوئی ہی اب کچھ فکر معقول کرین لونڈیان تو ہر وقت سر ہتھیلی پر لیے پھرتی
ہین ہم مجبور ہین کہ سحر نہین جانتے عیاریان کرنے مین کمی نہ کرینگے اب سب نے صورت نگار کو برا کہنا شروع
کیا جدھر اٹھاتی ہی جس سے آنکھ ملاتی ہی وہی کہتا ہی واہ بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو
ہاتھ سے کھو دیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحرون کو گھس کے قتل کریگا فرزند رستم و اسفندیار ہی
جرأت و شمشیر زنی مین صاحب وقار ہی اب اسکی بن پڑی لوح طلسمی ملی بعض کہتے ہین شاید مثل مرغ و بہار
و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئین لگاکر شاہنشاہ کو لے گئین اب کسی مقام پر بڑا دھوکا
دینگی شاہنشاہ کے جان جانیکی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب طلسم ہوش ربا
کا ہیکو بچیگا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دوست دار ہین مرحلہ جات کا فتح ہوتا کیا مشکل لوح قدم
با قدم رہبری کریگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنیکا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سُنا ہی کہ وہی مضمون لوح
مین نکل آئیگا عجب صورت ہی لوح طلسمی بڑی نعمت ہی نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر
کرین صاحب لوح پر تاثیر نہو ان باتون کو سُن سُنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سُن ہوگئی بے اختیار
رونیلگی کہا صاحبو زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو مین سامری و جمشید کی ہجو ہوکر مسلمان
سے ساز کرونگی اپنے نانا دادا کو برا کہواونگی مین کیا آگاہ تھی کہ سارہ بان زادہ خداوند داؤد
بنا بیٹھا ہی مگر خیر ای شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جاکر جان دونگی یا لوح کی فکر
کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان کی ہی سحر و ساحری مین بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر
عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکیگی تامل نہ کرونگی میان داؤد کی بوٹیان کاٹونگی اور یا زندہ
نہ پلٹونگی اسوقت مصوّر کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا ای ملکہ عالم مین بھی تمھارے
ساتھ چلونگا سحر تصویر انکا تیار ہی اُس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکردون تو نام میرا نبیرۂ
جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہین اگر
ہونٹھ ہلادیگا آسمان کو زمین سے ملادیگا نہین معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ
ضرورت نہین اب مجھسے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے نہوا مین کسی کو
منھ نہ دکھاؤنگی اسوقت ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہوگئی
لوح جاکر دلوادی اب برائے شراکت جاتی ہین یا لوح لیکر آتی ہین جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہوجائیگا

کہنے والون کو بخوبی یقین آئیگا جسطرح شاہنشاہ طلسم ہوش ربا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سر میدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر مین غوطہ مارا اُسوقت افراسیاب کو بھی انتشار ہوا مصور بہت بیقرار ہوا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ کہا صورت نگار نے خنجر کھینچ کر گلے پر رکھ لیا کہا اے زوجۂ شاہنشاہ اب کچھ نفرمایئے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لائق منہ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی یہ کلمات کالنسے سُنکر بی صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے نانا جان دادا جان کے بندون کے لیے رہزن ہین عزت وآبرو بالکل لُٹ گئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج وغم ہے سامری و جمشید کی بہو کہلاتی ہے خطاے فاش ہوئی بہت شرمائی ہے کہا اچھا بی بی سامری وجمشید کے سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی حسب حال اِس معاملہ کے ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمایئن

غزل

خطا بچائیگی کیا اور کفیل کیا ہوگی — مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی
خدا تو ایک ہی کعبہ جو تم بناتے ہو — بناے کعبۂ دل اے خلیل کیا ہوگی
کسی ہے ایسی کہ ہے تون تیغ ابروے یار — اب اِس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی
ہرن کی آنکھ کمر چیتے کی لڑیگی اگر — تمھاری چشم وکمر سے ذلیل کیا ہوگی
ہمیشہ فرقت سنگین دلانکا غم کھایا — غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی
قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا — اب اُسطرف سے بہانا اور ڈھیل کیا ہوگی
ہے اُنکی آنکھ کی الفت کا روگ نرگس کو — غرض جو ہے تو یہی ہے علیل کیا ہوگی
علی کے دوستون کی وہ اگر بنے نہ سبیل — قبول خاد مین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو اِدھر سے جاتی ہے وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر داؤدیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو حسن وجمال مین یکتا ملکہ لالان خونین قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذر رہا آٹھ پہر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلۂ آتش معلوم ہونے لگا نخلہاے باغ دیکھا آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھا اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہی نرگس بھی غصہ مین آنکھ دکھاتی ہی طائرون کی زمزمہ سرائی سے سر پھرتا ہی قطرۂ اشک آنکھون سے چنگاری بنکے گرتا ہی یاد گل رخسار اسد نامدار مین گھبراتی ہی سرو چمن کو دیکھکر صورت قامتِ محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہی نظم مصنف

بیتابیِ دل جو زار پائی	سو بار اُسے اُٹھا بٹھاتی	پھوٹی قسمت کو رو کے چھاتی
دل کے وہ تمام زخم آئے	برباد ہوا بسِ مثلِ نکہت	اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت
آنکھون سے تھے رخنہ اشک جاری	پھولون پہ پڑی تھی اوس ساری	اللہ رے اضطرار اُسکا
دم رُکتا تھا بار بار اُسکا	سر عقل سے ہوگیا تھا خالی	چہرے پہ فرا نہ تھی بحالی
تھم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر	تھراتے تھے ڈھیلے خشک ہو کر	تپ چڑھتی سموم کے چلے سے
پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے	بھولے سے جو اسطرف کو آتی	ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اُڑاتی
رو کے ہوے اُسکو لاغری تھی	تھامے ہاتھون کو بے پری تھی	گہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا
گہ عزلِ توان و تاب کرنا	بالین پہ جو شب کو خواب آتا	بیداریون کا ادب بٹھاتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش	کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش	پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد
صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد	سر کھینچا اگر کبھی فغان نے	کھولا نہ دہن کا در زبان نے
سونے دیتا نہ بخت بیدار	رونے دیتا نہ ضبط زنہار	راحت سپئے دل جگر ہو آزار
آزادی عشق کا گرفتار	آٹھ پہر خاموشی سے کام	گرفتار رنج و آلام صحبت گذشتہ کی یاد

قلب مائل فریاد دل صرفِ بیقراری آنکھین آشناے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیر زادی ہر چند بہلاتی ہی دل نہین بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہی مگر قلب نہین سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آب و دانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھاتا خونِ دل پینا ناگن نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون واری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب

نہین ملتا آخر اِسکا انجام کیا ہوگا وہ مرد ہین آمادہ طلسم کشائی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اُنکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر و منصور کرے آپ کا بلکنا تڑپنا اُنکے واسطے مضر ہی وہ بھی وہان گھبراتے ہونگے اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہوا پراگندہ خاطر رہے انتظام جنگ مین فرق آئیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لڑیگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا یا تو بالکل بیدست و پا تھے اب تو انکو لوح طلسمی ملی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کریگا جرأت و شوکت مین فرد ہین ساحر نامرد ہین شمشیر زنی سے اُنکی تھرائینگے سب کفار سامنے سے رو بفرار لائینگے اِسی ہفتہ عشرے مین انشاءاللہ ضرغام شیر دل عیار اُنکا فتح نامہ لیکر آئیگا سُن لیجیے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اِس ہنگامہ گیر و دار مین آپکو کیونکر ساتھ لیجاتے واے برحال ملکہ مہ جبین الماس پوش اُنکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہمراہ اپنے نہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہوجائینگے عیش و راحت کے سامان مہیا ہونگے بلاے خدا صبر کیجیے دلِ تردد منزل کو اپنے سمجھائیے آٹھ پہر رونا بہتر نہین ہی دشمنوں کو بُرا عارضہ نہو جاے قسمت یہ روز سیہ نہ دکھائے جب ناگن اُس آوارۂ دشت رنج و محن کو اسطرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا مصرعہ کیا بتاؤن کہ جو حالت دلِ ناشاد کی ہی ؛؛ اے خیر خواہ مین بد نصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہی لحظہ لحظہ اضطرار بڑھتا جاتا ہی غزل

فراقِ یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہی ۔ شبِ ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی
عروجِ حسن ہی اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہی ۔ بہار آتی ہی جوں جوں میری وحشت بڑھتی جاتی ہی
مجھے منظور ہی دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے ۔ اُنھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی
نبھیگی کسطرح اُنکی طبیعت مین تلون ہی ۔ خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی
غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی ۔ غضب کی جا ہی اِس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی
ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی ۔ غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی
نباہ اِسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو ۔ وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی
دکھایا آس کو مشقِ سخن نے رنگ یہ اپنا ۔ خدا کے فضل سے اِسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

اب تو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار ہون تجھسے کیا کہون دل مین آتا ہی کہ ابھی جان دیدون یا کچھ کھا کر سو رہون کہ اِس ملاے رنجِ فراق سے چھوٹون شعر غمِ فراق کو مین جانون یا خدا جانے

جو میرے دلپہ گذرتی ہی کون کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم
عجب غمے دارم ؛ ہر وقت خیالِ خام تصورِ ناتمام در پیش ہی آٹھو پہر یہی پس و پیش ہی افراسیاب بڑا بادشاہ
جابر و قاہر ہی اسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہی ایسا نہو کہ وہ مو کا دیکر بیوجہ لے وہ تو سب
مسلمان ہین نیک و بد دنیا کا نہین جانتے دوست و دشمن کو نہین پہچانتے ہین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت
سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اِس زمانے مین کسی سے نہ ملو درِ بارگاہ پر پہرے مقرر
کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہوجاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت مین آپکو یہ خیال
ہی ناحق کا رنج و ملال ہی خواجہ عمرو ایسے عقیل اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ مین جو اُڑتی ہوئی
چڑیا کو پہچانتے ہین ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہین اُنسے بہتر کیا انتظام کرتین دوست دشمن کو
کیونکر پہچانتین ان خیالات کو دل سے نکال دیجیے رنج و الم کو ٹال دیجیے ملکہ نے کہا ناگن میرا بہت دل گھبراتا ہی
کلیجہ منھ کو آتا ہی آخر سب کنیزون نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک
مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا مین لے چلیے یقین کامل ہی کہ وہان جاکر دل بہل جائیگا
طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اِس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا
اچھا جاؤ جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صیدگیر بہلیے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہون
اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام مین مصروف ہوے بہلیے میر شکار کتون کی جوڑیان
چیتون کی چار پائیان باز بہری جرہ لگر جھگڑ وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہوگیا جبکہ
شہسوار فلکِ چہارم یعنی آفتاب عالمتاب واسطے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ مین لیکر صحراے فلک مین
داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا اے وزیرزادی کیا مین سوتی
ہون اپنی تقدیر کو روتی ہون یہ کہکے آنکھین ملتی ہوئی خوابگاہ سے اُٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا
منھ ہاتھ دھلوایا باتون مین بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گھٹنا چست زرہ جسم پر در
کمانِ کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تابان مین تیرون کا ترکش مثلِ دمِ طاؤس بائین شانے پر جسمین وہ تیر ولد دوز
جو طائرِ وہم و خیال کو شکار کرین جبل سنگ سے پار گذرین نیمچہ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص
قمر اِس آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیانِ عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہوکر سامنے
آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار

نازنینان پری پیکر لباس مردانہ پہنکر مرکب ہاے تازی و کجھی و یمنی پر سوار ہوئین اس کروفر سے براے شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن برابر ملکہ کے اب جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ وسرور بے اندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آلین باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر اسد جلا و ہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نپائین یقین تو ہے کہ بہت گھبرائین چلتے وقت بھول گئی کنیزون کو سمجھا دیتی کہ اگر پوچھین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہے یہ فکر بیجا حواس کھوتی ہے دیکھیے صحراے سبزہ زار ہے ہر گل بوٹے پر تازہ بہار ہے دیکھیے جھاڑیون سے ہرن نکلے تیہو بگلے اپنے مقام سے اُڑے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے بازدارون نے باز چھوڑے بہری نے طائرون کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے دن بھر چاپڑے تازی بات ہی منہ زوریان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکارگاہ مین بہلایا دن بھر شکار کھیلا شبکو بارگاہ استادہ کرائی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون قبا ہر روز شکار مین مصروف رہتی ہین مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑیے دوسرا طائر مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بدکردار ناکہ صورت نگار کے تحریر ہوتے ہین جلادان کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم والم بوتے ہین ساقی نامہ مصنف

اے ساقی جنگجو کہان ہے
کس رند کے قتل کا ہے سامان
آیا ہے زمانہ دور ساقی
ظاہر ہے کہ خوب جنگ ہوگی
رندون کا یہی کلام ہوگا
روشن ہے قمر پہ حال انجام
مجھکو رونا ہے خندۂ گل کا
ہم کسی شانہ مین سے پوچھینگے

کیون بادہ کشون سے تو نہان ہے
مقتل ہے کہ تیرا میکدہ ہے
بدعت کا ہے ابتو دور ساقی
ہے بادہ کشون کا حال ابتر
اس ظلم کا انتقام ہوگا
غزل مومن حسب حال مضمون
دھیان ہے غیر کے تجمل کا
سبب آشفتگی کاکل کا

ہے موج شراب تیغ بران
کہ ہے کہ شیشون خون بھرا ہے
اس دور مین کیا آہنگ ہوگی
بوجھ بہے گا خون زمین پر
کر مہر پلا دے ساقیا جام
وہ ہنسے سنکے نالہ بلبل کا
ہوش دیکھا ترے تغافل کا
لاش کسکی ہے یہ عدو سے پوچھ

مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
نکہت اُس زلف کی صبا مین ہو
مین نے دعوے کیا تحمل کا
حیلہ بیخودی سے ہی مومن

حال ساقی سے کہکے روتا ہون
اُڑ گیا رنگ بوے سنبل کا
نالہ شب نے یہ ہوا باندھی
توڑنا ہمسایہ شیشہ مل کا

کہ تحرک ہی خندہ قلقل کا
جلوہ دکھلاے تھا وہ در پردہ
ہوگیا گل چراغ بلبل کا
ظالمان خون خوار و خون خواران

سحر شعار حالات مصیبت آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحہ قرطاس پہ یون تصویر کھینچتے ہین کہ ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مصوّر زشت رُو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے فکر بوح برائے قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمرو نیک صفات سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہوکر عبادت خانے مین بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود دل سے یاد معبود و تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یادِ ممات زندگی سے بیزار مطیع احکام پروردگار سرشار جام عبادت مست الست شراب وحدت مشتاق دورِ خمخانہ ازل مخمور ساغر صہبائے محبت لم یزل صحیفہ خوان پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بہ سبب نہونے ملکہ لالان خون قبا کے شہر داؤدیہ مین جا بجا سناٹا ہر کو و برزن ویران شہر سنسان فوج جنگی مختصر ہر کس و ناکس متردد و متحیر الغرض صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طائر ایک نخل پر بیٹھی دل مین سوچی کہ اے صورت نگار ستم کیا بے سمجھے چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ کرونگی وہ بلاے روزگار ہی سرگروہ ساحرانِ طلسم ہوش رُبا کل علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر بگڑ گیا افراسیاب کو مشکل پڑیگی تو اس سے سحر و ساحری مین کیا لڑیگی یہ تو خبر پا چکی ہی کہ طلسم کشا مع فوج ظفر موج برلے طلسم کشائی گیا ہی راہ مین آیندہ و روندہ سے یہ بھی سُنا کہ داؤد جادو شہر مین موجود ہی آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلون پہلے وہان کا مفصل حال دیکھون جو کچھ کرون سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہو کے پلٹون یہ سوچکر بشکل قمری اُڑی دیوارِ شہر داؤدیہ پہ آکر بیٹھی نگاہ اُٹھا کر کل شہر کو دیکھا بہ سبب نہونے کسی حاکم کے اہالیانِ شہر حیران و پریشان عرصہ وہان تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھکر چار جانب دیکھا کہین سامانِ معقول نہ پایا وہان سے اُڑی خدا اسکو اڑاے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جلگئی سمجھی کہ یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہی بڑا کسی نے قصور کیا ہی اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا بیمحل بنا خیر دیکھون

اسمین کون رہتا ہی بہ نگاہِ غور اِس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف محراب عبادت
مین مصروفِ صحیفہ خوانی آئینۂ رخسارہ سے ظاہر حیرانی مضطر و دل ریش و حیران موے سر سراسر پریشان
بگوشۂ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ مہجور از شاہراہ و دنیا بیرون مشتاق لیلاے حقیقت بصورت
مجنون در جوانی از کثرتِ اندوہ پیر و در پیری از حسرتِ جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت
عبادت سے تمام بدن پر جھرّیان بوریا سے بیریا پر تکیہ فرش سے نفرت کثرتِ سجود سے پیشانی
پر گھٹا مثل ستارۂ سحری درخشان رحمتِ پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری گرد چند صحیفہ خوان بجوازت
جابجا روشن نقوش بوریا سے بیریا سے وہ مقام رشکِ گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار
گھبرائی بصورتِ تصویر خاموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہی ای صورت نگار یہ کوئی
بڑا عابد ہی حقیقت مین کامل و اکمل بڑا زاہد ہی نور اسلام سے چہرہ رشکِ آفتاب عالمتاب اِس کور ظاہر
و کور باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اِس ملعونہ نے بخوبی پہچانا غصہ سے
تھرائی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اُسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی
اُس مقام پر نہین ہی سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہی مطمئن ہو کر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی او مکار
سفیہ ملکہ صورت نگار خاتون مصوّر جادو نبیرۂ خداوند سامری یہ کیا جال پھیلایا یا تو سب سے سجدہ
کراتا تھا اب تو کسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہی لاڈلی بیٹی نے تمھارہی طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی
لوح تک نے لوا دی مگر اب بھی راہ پر آ سامری و جمشید کو خدا جان پونے دو سو کو پہچان و رنہ
قیامتین برپا کرونگی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی
افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون سنے نہ سُنے تھے داؤد جادو نے جواب دیا
ای صورت نگار مین تارکِ دنیا ہوا مجھسے ایسے کلام بیکار ہین لوح وغیرہ عمرو نے لی تجھکو ذلت دی
وہ لشکر کشی کرکے مقابلہ کو حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہی تو جا کر مقابلہ کر مہرخ و بہار و
باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارکِ دنیا
جو کام کیا اُسکا انجام بُرا تھا تصدّق سے اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر
پہونچا آب نایاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سُنکر صورت نگار اور بھڑک گئی آواز
دی او زبان درازان باتون سے کیا نفع اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو مین آتی ہون ملا زبان

داؤد نے جو بیرونِ مسجد سے یہ معرکہ دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلماتِ سخت ہمارے شاہنشاہ کو کہڑی کہہ رہی ہی چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوے سامنے شہنشاہِ داؤد کے آئے عرض کی ای شاہنشاہِ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہی اِسکو سزا دیجیے اسبابِ سحر ہم حاضر کرین توبہ شکنی کیجیے یہ حرامزادی شفقل آپسے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانے مین اسکے چھک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملے گا اِسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے کہ مطیع الاسلام ہو جیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جسکو آپ کی کنیزانِ کمتر سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپسے کلام کر رہی ہی دم افسونگری کا بھر رہی ہی ہر وقت بابِ توبہ وا ہی آپ بندۂ معبودِ حقیقی ہین کیا پر وا ہی توبہ کر لیجیے گا جلد اُٹھکر اِسکو سزا دیجیے گولۂ آہن ترنج و نارنج لائین اشارۂ ابرو مین حضور کے خنجر اِسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہِ حسرت دیا اس طرف مصاحبانِ نیک اساس کے دیکھا کہا ای خیر خواہانِ دولت صرف دنیاے ناپایدار مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤ گے وہان اعمال کی پرسش ہو گی ایک بارِ عظیم سر سے نہین اُترا دوسرا پہاڑ سر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنیوالے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار سُن رہی ہی آنکھون سے دیکھتی ہی کہ صدہا مصاحب و ملازم غمخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین سحر کرنیکی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر ایک سے یہی کلام ہی یارو توبہ شکنی کا بد انجام ہی مصاحب کہتے ہین دیکھیے حضور ایک شعر ہمکو کسی شاعر کا یاد آیا اِسکے پابند ہو جیے جان بچایئے شعر زاہد کا دل نہ خواطر میخوار توڑیے ؛ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے ؛؛ داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سناتے ہو شاعرانِ شیرین سخن مضامین نو و کہن کے پابند ہوتے ہین رشتۂ نظم مین موتی پر دیتے ہین مگر احکامِ امر و نہی مین یہ مثال ٹھیک نہین ہی ربِ اکبر کا کوئی شریک نہین ہی مین ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے دیکھا کہ داؤد جادو نے سبکو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع و خشوع محرابِ عبادت مین جا بیٹھا تسبیح و تہلیل مین مصروف ہوا اب تو صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیچہ سحر پھینکر کود ی ملازمان داؤد نے رد کا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ مصور جادو نبیرۂ سامری ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق اِن بیچارے ملازمون کے ہوگئے

سے کب رُک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُلٹا پلٹا دیا وہ گولا اُسی بیچارے کے سینہ پر پڑا تو ڑکر پشت کو نکل گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اِس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گو بے مار مار کے سدہا قصر گرا دیے پنجہ سحر سے دریاے خون بہا دیے صداے الامان الامان بلند سحر سے اِس ساحرہ سکارہ کے ہر شخص دردمند اُڑتی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیانِ شہر سینے اپنے سپر کرتے ہین مگر کسیکا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا جتنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد وجادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ کر دیے یہان چند اہالیانِ فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر بلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار مثل برق جہندہ پنجہ سحر تانے مُٹھی بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پر برق گری کہین آگ بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آبِ باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتیِ حیات اہالیانِ شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی ہزارہا بندگانِ خدا اِس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بیچارے مجبور و ناچار سحر انکا اِس ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر حسبت کرکے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر بھی بڑا کشت و خون ہوا آخر یہ خونخوار سبکو مار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اُسی طرح سے عبادت معبودِ حقیقی مین مصروف ہی جان کے خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایک سو ایک دانے کی ہاتھ مین صحیفۂ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے صحن مین آکر للکارا کیون او داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خداے نادیدہ سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ بے ادب اندر مسجد کے آئی طرف محرابِ عبادت کے چلی اسوقت داؤد نے صحیفۂ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا پلٹ کر کہا ای صورت نگار مصورِ عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خوار اور زیادہ بھڑکی شعلۂ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا ذرا فرق نہوا سر اُس افسر کا کٹ کر محرابِ عبادت مین گرا گیا عاشقِ ربِ اکبر تھا اِس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے جدا ہوکر سر نے بھی سجدہ کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہ اے خون دست و پا نکلے وہان زخم سے آواز آئی نظم مصنف

ای خالقِ بے نیاز میرے
ای مالکِ کارساز میرے
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر

دامن گل آرزو سے بھر دے	عصیان کے حجاب سے مفر دے	عصیان کے حجاب سے ہون منفعل

بندۂ گنہگار امیدوار رحمت ہی سر نذر کیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ✽ عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان شہر بیحساب قتل ہوے جو باقی رہی جان بچا کر شہر سے نکلگئے اب صورت نگار اسی حال مین مسجد سے نکلی باہر آکر دیکھا ہر کوُ و برزن مین لاشونکا انبار ابر حسرت و یاس برس رہا ہی سارے شہر مین سناٹا پڑا ہی جو لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین انکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہی چلو یار و شکارگاہ مین چلکر ملکہ لالان خون قبا سے خبر کرین افسوس ہی وہ شکار مین مصروف ہین یہان باپ انکا ہاتھ سے اُس روباہ کے شکار ہوا یہ باتین جو سنی اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی دل سے کہتی ہی ای صورت نگار تونے یہ کیا غضب کیا مرقعہ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو قتل کیا اب ملکہ لالان خون قبا کو خبر پہونچی طلسم کشا آگاہ ہوگا ساربان زادہ جسوقت اس بدعت کا حال سنیگا سر دھنے گا اگر لوح طلسم کشا کے پاس رہگئی جہان جاکر تو چھپیگی تلاش کرکے قتل کریگا تیرے خون سے ضرور ہاتھ بھریگا اُسکی بدعت سے کون بچائیگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا سامری جمشید کی خدائی بخوبی دیکھ چکی اسپر ناز کرنا بیجا ہی ہر ایک سنگدل پتھر کا پتلہ ہی اپنی تدبیر مناسب ہی اگر مجھ کوئی آفت آگئی افراسیاب ہین ہین کرکے چپ ہو رہینگے ہزارون ساحر مارے گئے بڑے بڑے افسر خاک مین ملے شاہنشاہ نے کیا داد دی اُنکے اہل و عیال کی بھی خبر نلی ہزارہا کی ارتھی بھی نہ نہی پانچ سیر لکڑیان چندن کی بھی نصیب نہوئین لاشون نے ٹھوکرین کھائین طعمۂ زاغ و زغن ہوے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے جان لبون پر آئی ایک گوشہ مین آکر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر عیش خانے مین ملکہ لالان خون قبا کے آکر چھپی اس بات کو دلمین جگہ دے لی کہ جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچیگی روتی پیٹتی ضرور آئیگی اور لاش لیکر خدمت مین اسد کے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤن تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا مین چھپی ہی دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی اب حال لالان خون قبا بیان ہوتا ہی تحریر ہو چکا ہی کہ ملکہ لالان خونقبا کو ناگن وزیرزادی شکارگاہ مین لائی ہی کئی دن مین آب و ہوا سے صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی ناگن نے فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیان حاضر ہوئین قریب تھا کہ دور جام سے گلفام شروع ہو کہ خود بخود ملکہ کے قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تردد منزل گھبرایا کہا ناگن خدا خیر کرے فرقت شاہزادہ دارا ندارد قلب دا

اور کیفیت تھی اسوقت اور صورت ہر یاد مین شاہزادے کے مُہر خاموشی لب پر تھی اُسوقت دریاے اشک کے چشمۂ چشم سے طغیانی ہر آئینۂ قلب پر وفورِ حیرانی ہر جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن سر ٹکراؤن استخوان آتشِ غم والم سے جل رہے ہین شعلے دہن سے بجاے نفس نکل رہے ہین شہر داؤدیہ پر کوئی بلا نازل ہولی ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جتنے ساحرانِ نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت مین والدِ بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہین ہر صرف بیچارے اہالیانِ فوج ہین قبلہ و کعبہ کو کلام فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادۂ سحر ہوتے کچھ مقامِ خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اُس بے کتاب کی دھو ڈالی اب جب کوہِ بلور پر پہونچیگا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی ساحر زبردست کو ضرور بھیجیگا کہ جا کر شہر داؤدیہ کو برباد کرے یہان کون ہر کہ ساحرون کو روکیگا شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملا سکینگے یا بھاگ جائینگے یا جان دینگے ای ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہی یہ اژدرِ مہیب شب نکل جائیگا یا آلہی جلد سحر ہو کہ شہر داؤدیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سنکر ناگن وزیر زادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور ہوگیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو کلیجہ پر چھریان چلی ہونگی پی حیرت مثل آئینہ ششدر ہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہر کہ کہین افراسیاب دل کباب آتشِ پیچ و تاب مین خود نہ قصد کرے اُس ظالم کو کون روکے گا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کر دیتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جائے وہان کی مفصل خبر لائے پروردگار اہالیان شہر داؤدیہ کی جان و آبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز و اقارب وہان موجود ہین سبکو خدا اپنے حفظ و امان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہوگئی کسی طرح سے نہین کٹتی ہنوز یہی ذکر تھا کہ یکایک عابدِ شب زندہ دارِ ماہ نے سبحۂ انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر براے اعتکاف قصرِ مغرب مین داخل ہوا زاہدِ معبدِ فلکِ چہارم یعنی نیر اعظم گلدستۂ فلک پر براے تسبیح و تہلیل جلوہ فرما ہوا ملکۂ لالان خون قبا کا چہرہ فق دل مین قلق کہا ناگن جلد کسیکو بھیجو شہر داؤدیہ سے خبر لائے کل حال اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلہ و کعبہ کو جا کر تسلیمات عرض

گرے میری بیقراری کا حال کہے کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہی اپنے دستِ حق پرست سے خیر و خوبی تحریر
فرمایئے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نامے کنیز آمادہ ہوئی جب وہ چلنے کا قصد کرتی ہی ملکہ گبھرا کر کہتی ہی بوا
ٹھہر جاؤ خود والدِ نامدار سے باتین کرنا خدمتگارون سے پوچھکر نہ چلی آنا ناگن کہتی ہی واری اسقدر
نہ گھبرایئے دل کو ٹھہرایئے ملکہ کہتی ہی مین کیا کرون ہر اک موے جسم کو پیچ و تاب ہی دل بہت بیتاب ہی
ناگن نے کہا اسقدر بیقرار نہو جیے ابھی خبر آتی ہی حضور مین جاؤن اپنی آنکھون سے شہنشاہ
کو دیکھ آؤن ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اسوقت یہی دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون
منھ پر خاک ملون والدِ نامدار کی خبر نہین معلوم ہوتی دیکھ لے چہرے پر گرد بیٹھی ہی ناگن نے
کہا حضور خدانخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہی آپکی ان باتون سے کلیجہ پھٹا جاتا ہی
سبکو عیش و راحت مین چھوڑ کر آئے ہین خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی یہ کلام ناگن کا تمام
ہونے پایا تھا کہ طرف سے شہر دائود یہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا دیکھا اہالیانِ شہر خستہ و شکستہ زخمدار
بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین ہزارہا عورتین بال کھولے پریشان فریاد کنان کوئی شوہر کا نام
لیکر روتی ہی کوئی فرزند کے غم مین جان کھوتی ہی کوئی کہتی ہی ہائے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو
ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوے مان کی انگلی تھامے ہوے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ
جھولا ہوا کوئی سر تا پا دریائے خون مین ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس جینے سے یاس حیران
و پریشان ملکہ لالانِ خون قبا نے کہا او ناگن ہمارے غم و الم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر
دوڑی پکاری صاحبو برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کسنے لوٹ لیا کیون دکھ دیا کیا
بلا نازل ہوئی شہر دائودیہ مین دائو انکا پڑا کسکا گھر لٹا کون بچا چند رئیس بدحواس عالمِ یاس چہرون پر
خاک ملے ہوے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوے حضور آپ کے والد
نیک اساس بصد حسرت و یاس سیارِ گلشن جنان ہوے قیامت کے سامان عیان ہوے
صورت نگار یکہ و تنہا آئی اُس ملعونہ نے وہ تصویر صفحۂ ہستی سے مٹائی ہر چند ہم سب نے بہ منت
آپ کے والدِ نامدار کی خدمت مین عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم راہِ رضا نے توبہ شکنی
نہ گوارا کی محراب عبادت مین اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت
کیا ہر گلی کوچہ لاشون سے بھر دیا آپ کے نمکخوار خوب لڑے مگر وہ زوجہ مصور جادو تعلیم کردہ

افراسیاب ہی ہم الیسون کے سحر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی مسجد مین گھس کر شاہنشاہ کو قتل کیا اُس بیگناہ کا خون صحیفۂ ابراہیمی پر بہا انشاء اللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم و بدعت کا بد انجام ہوگا یہ حال پر ملال سنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا آہ کا نعرہ مارا ہاے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیر زادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر روکا کنیزون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے جواب دیتے تھے صاحبو کسی کا پتا نہین شہر داؤ و یہ مین غدر تھا باپ کو بیٹیا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا اُس سحر ف نے برف برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا ڈوبے نہین معلوم کون کسطرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مہینون مین ملینگے بمشکل غنچہ سربستہ آرزو کھلینگے اس کیفیت کو سنکر ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیکھا فرط رنج و غم سے آنکھین پتھرائی ہوئی ہوش و حواس مین خلل بیقراری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے
ای سرو حدیقۂ حقیقت
خواہش ہوئی روم کی نہ ری کی
فردوس مین اب کروگے آرام

ای افسر تاجدار میرے
ای بلبل بوستان اسلام
کیا عشق کی راہ سر سے طے کی

ای سالک مسلک طریقت
ای عابد و زاہد خوش انجام
کیا خوب ہوا ہی نیک انجام

بروقت رخصت بصد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بیٹیا تادم مرگ راہ اسلام سے منھ نہ موڑنا دامن دولت طلسم کشا چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام و چراغ سحری ہین ہمارے بعد تمسے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار کا لوگی ثواب اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچینگے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دلمین لیگئے جسدن سے مسلمان ہوے جب مین برائے تسلیم جاتی تھی فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقران زمان سو چکٹ سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین کیا روز سعید ہوا ُسدن ہمکو عید ہوگی قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دست حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے واسطے دعاے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو مین آپ کو کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کیا جلد اسورات قبیح سے تائب ہوئے رستم وقت تھے

نفس سرکش پر فوراً غالب ہوے جو شخص دعوے ہمسری رب اکبر کرے وہ تائب ہوکر وحدانیت
کا دم بھرے حضور اب چلیے اُس کشتۂ حسرت و یاس کا لاشہ اُٹھائین دفن و کفن کا سامان کرین جونہی
اسدِ شیر دل و خواجہ عمرو کو یہ خبرِ وحشت اثر پہونچیگی بیقین کامل ہی قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو
کسی صورت سے زندہ نچھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہِ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ صرزوران زن
وشوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لینگے ملکہ لالانِ خون قبا نے کہا اے ناگن خبر پہونچنا کیسا
چلکے لاش شاہنشاہ کی اُٹھاو جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہین چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل
ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دین اپنے دستِ حق پرست سے دفن کرین نصیحت کرکے
مسلمان کیا تھا وقتِ آخر بھی وہی تلقین پڑھین ناگن نے کہا حضور بہت مناسب ہی مگر پہلے کنیز جاتی
ہی شہر خالی پڑا ہی ایسا نہو کسی ساحر کو حرامزادی چھوڑ نہ گئی ہو مین بخوبی جاکر دیکھ آؤن تب حضور
شہر مین تشریف لائین اب ہمین آپکی جان کے لالے پڑے ہین ہزار طرح کا خوف ہی آپ مبتلاے
غم و الم آپکی راے کا اِس زمانے مین کیا اعتبار ہی ہزار طرح کا انتشار ہی ناگن نے یہ کہکے مالکہ کو تخت
پر سوار کیا سب نے لباسِ سیاہ پہنا کنیزون کو ساتھ لیکے مالکہ نالان و گریان چلی ناگن بھی بصد
رنج و محن ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا مالکہ کو بخوبی سمجھا دیا کہ آپ شہر
سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جائیے گا مین شہر کے نیک و بد کا حال دیکھکر آؤنگی اپنے ہمراہ
آپکو شہر مین لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا مگر کیا کرے فلکِ کجرفتار و غدار ہر وقت
درپے آزار ہی طریقہ ظلم و بدعت مین عقل بیکار ہی ہمیشہ صاحبِ فراست کو دامِ مصیبت مین پھنساتا
ہی ہر نازک مزاج کو وہ الم سر پر اُٹھاتا ہی بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوئے جب
اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی مُنھ کے بھل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے
بڑے شاہان اولو العزم کے نام مٹے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب انکا
کوئی نام بھی نہین لیتا قبر تک کا نشان نہین ملتا نظم

تختِ جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حسرت افزا
مرتبۂ دولتِ قیصر ہی نہ اقلیم قباد — پایۂ شوکتِ سنجر ہی نہ مُلکِ دارا
نقش بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے کہین دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
اُنکی صورت کو ترستی ہین نگاہین افسوس
صورت نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح
خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین اب اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو باہم رہتی تھین
کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
رابطہ و اخلاص جو آپس مین تھے معمول گئے
دفعۃً ہمسفر وایسا ہمین بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہین چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا معلوم تھا کہ صورت نگار مکارہ طائر بنی ہوئی قصر مین ملکہ لالان خون قبا کے چھپی ہی وقت کی منتظر گوش برآواز اپنے مکر و غدر و عقل و فطرت پر ناز ناگن بصد رنج و محن نالان و گریہ کنان ہر سو نگران شہر مین آئی جہان کہین پتا کھڑکا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہو گئی سحر کیا دیکھتی بھالتی آگے بڑھی دیکھا تمام شہر ویران جا بجا لاشون کے انبار مکانات خالی گلی کوچون مین سناٹا وہ شہر آباد کہ جسمین آٹھ پہر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریان رہتی تھین جا بجا یارون کے جمگھٹے نازنینان سیمبین کے جماؤ تھے اب وہان پر خاک اڑ رہی ہی ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہی اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہی
غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہی
کرون اور کیا عرض مین بدنصیب
چمن مین یہی کہتی ہی عندلیب
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار
کہ ہر گل نظر آتا ہی مثل خار
ہر اک سرو ہی خشک حسرت زدہ
ہر اک نہر ہی چشم حیرت زدہ
خزان کا ہی موسم اسی دن سے باغ
اسی دن سے لالہ کے ہی دل مین داغ
اسی دن سے ہی خشک نرگس کا جام
اسی دن سے بلبل کا نالہ ہی کام
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق
کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق
غرض ایسے گلزار کو نامراد

خاک دیکھکر ہو گیا شاد شاد || یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے

در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ مین چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی اسکے کانمین آئی جھپٹ کر بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ ناگن وزیرزادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا ناگن بھرتی پھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشۂ غم و الم سے لڑکھڑاتی ہوئی اُس قصر مین آئی دیکھا یہان بھی صد ہا لاشے پڑے ہین چند عزیزون کو جو اپنے مردہ پایا غم و الم سے کلیجہ منھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب پیٹی چیخین مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیرزادی کا یہ نقشہ ہے مثل تصویر خاموش دریاے غم و الم کا جوش کبھی اُٹھی کبھی بیٹھی تڑپی پھر کی سحر کی جھول کا بھی کچھ خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو بہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا ناگن غافل از شعبدہ بازی خلک گرفتار ائسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ ملعونہ جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولہ مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی سی بنائی خوشی سے پیرہن مین نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر ناز دل سے کہتی تھی بڑا کام کیا طلسم ہوش ربا مین نام کیا لوح طلسمی ملنا کتنی بڑی بات ہے اب تو کل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے ہی ہاتھ ہے اب چلکے ملکہ صاحبہ کو ترغیب دونگی لشکر مین طلسم کشا کے لیچلونگی رات کو سوتے مین لوح طلسم گلے سے اسد غازی کے اُتار لونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوش ربا اب ہمارے خاندان مین رہیگی داؤد جادو مر چکا عہدہ خداوندی میرے شوہر مصور کو ملیگا اسطرح کا ہمین کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہینگی جب کبھی بات پڑیگی جواب دونگی مین نے تو سبکی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہے داؤد جادو کو مارا لوح طلسمی لشکر خدا پرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی ہمنے سر ہتھیلی پر رکھا زندگی مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمرو ایسے عیار کے چونا لگایا شہر داؤدیہ کو مثل نقش قدم مٹایا افراسیاب ہمیشہ دبتا رہیگا ایسے خیالات تمہاآت کرکے دل مین بہت خوش ہوئی بصورت ناگن تیار ہوکر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہان ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب شہر قریب رہا بموجب فہمائش وزیرزادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد اندوہ و محن آتی ہے

مگر بدحواس و عالم یاس خون منھ پر ملے ہوئے سر کے بال کھلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان
ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا ای خیر خواہ جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہی اُس مکارہ نے اُسی طرح بلائین
لیکے جواب دیا کس زبان سے اُس حال مصیبت مآل کو بیان کرون حقیقت مین جاد و کا کام کیا اپنے
نزدیک برُا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہی حسرت و حرمان کا دور ہی بڑے بڑے
رئیسان عالی وقار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوے شہر مین قیامت کے
سامان عیان ہوے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاش شاہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین
محراب مین مسجد کے یہ ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف
لیچلین اور سب طرف سے اطمینان خاطر ہی یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ
ملعونہ سبکو قتل کر کے چلی گئی یہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحر کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ
کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف لیچلی سب کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے
ہوے ساتھ ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا حال تباہ کیا ایسی ہاے واے
کر کے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا ای ناگن اگر تم اپنا حال ابتر کرو گی تڑپ تڑپ کر
جان دو گی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا عین
کمسنی مین یتیم ہوئی جنکو وارث قرار دیا دامن دولت تھا ما وہ ہنوز سفر مین ہین خدا اُنکو دشمنون
سے بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوشربا اُنکا دشمن ہی اب صرف تمھاری محبت و
خیر خواہی کا سہارا ہی تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار
نقلی نے کہا حضور مین جان تک نثار کرنیکو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہو سکتا
آپکے والد نامدار کی پرورشین یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجاے فرزند
پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اِسی طرح کے فقرے بناتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی
ملکہ نے جو ایسے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی ہو کر روئی مصاحبین کنیزین اپنے اپنے
عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اُٹھوا کے دفن کرائے
لاشہ شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتہ حسرت و یاس کو اُسمین
رکھا مگر لاشے دفن کراتے مین رات ہو گئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شب کو چلنا مناسب نہین ہی صبحکو دفن

لشکر ظفر اثر طلسم کستا کے روانہ ہوگئے آخر کار اُنھین قصر ہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا سناٹا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم و الم لینے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالتِ گریہ و زاری دیکھکر صورت نگار بار بار عرض کرتی ہی حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار طرح کا دل کو وسوسہ ہی ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپکی گرفتاری کا قصد کرے مین براے نگہبانی گرد قصر کے پھرونگی ملکہ نے کہا اے مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہی حقیقت مین مجھکو بھی اسکا خیال ہی کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہوجائے اکثر اُسنے یہ قصد کیا کہ مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پہ مائل ہون عرصہ دراز سے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رعب و داب سے جناب قبلہ و کعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ کہنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم یتیم ہوے اُس کینہ دیرینہ کو ظاہر کریگا پس ایسے وقت مین غافل ہوکے سونا مناسب نہین ہی اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر و دغا بہ ارادۂ خام آئے ناکام جائے مین اُسیوقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہی مجھکو مردہ پائے عمر بھر پچھتائے ای ناگن کیا بتاؤن جسدن سے شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار رخصت ہوکے گئے ہین خواب نایاب آٹھو پہر پیچ و تاب ہا شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین بقول

نواب مہدی علیخان صاحب ثمر مخمسہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہی نیند — دیو بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہی نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اُچٹ جاتی ہی نیند — تارے گنتے ہین نہین آتی نہین آتی ہی نیند
دل کو تڑپاتا ہی ہجر آنکھون کو تڑپاتی ہی نیند

یان تصور مین بھی کوسون تک نہین آتی ہی نیند — منتظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہی نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہی نیند — گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہی نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہی نیند

بوستانِ دہر مین ایسا کھلا مانند خار — ایک بوسیدہ سا پنجرہ ہی نہین یہ جسم زار
حیثیتن مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار — فرش راحت پر مجھے جسوقت یاد آتا ہی یار

مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اُڑ جاتی ہی نیند

مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین گاہے کوہ مین
عمر آخر ہو گئی ای ہمدمو اسی اندوہ مین
خاک اُڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
کون ہی راحت رسان اپنا شب اندوہ مین

سوت بھی آنکھین چرائی ہی جو شرمائی ہی نیند

ای مسیحا غور سے اس سمت فرما تو نگاہ
بڑھ کے دکھلایا بتون کے عشق نے روز سیاہ
آنکھین پتھرائی ہوئی ہین منتظر بے اشتباہ
سوؤن کیا آنکھون کے ڈھیلے ہوگئے ہین سنگ راہ

آکے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ و دانستہ بد ہی دوستداری یار کی
ہی مآلِ زندگانی ہمکناری یار کی
پر ہی فرض عین ای دل پاسداری یار کی
عین راحت ہی تجھے خدمتگزاری یار کی

تلوے آنکھون سے جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصور ہر گھڑی ہی سوؤن کیا
بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سوؤن کیا
سوز الفت کی بدولت دائمی ہی سوؤن کیا
خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سوؤن کیا

پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد اور مجبور دونون ایک ہین
دیدہ تر نرگس مخمور دونون ایک ہین
فاختہ اور بلبل رنجور دونون ایک ہین
مرغ بسمل عاشق مہجور دونون ایک ہین

اُسکو پھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین غشی کے بسے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ
کیسی راحت کیسی عشرت کسمین باقی ہی اُمنگ
ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار ننگ
کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ

مین وہ غافل ہون میرے گھر آکے پچتاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلب زار کی
مہربانِ من قسم ہی دیدۂ بیدار کی
ایک حالت ہی مری اور نرگس بیمار کی
بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی

بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہونچاتی ہی نیند

شغل نالہ قبر مین کیونکر نہو مجھ زار کو
مرکے بھی ہی ہجر کا غم قلب حسرت بار کو

صور کا ہوتا ہے دھوکا خفتہ و بیدار کو   سوتے سوتے جب پکار اُٹھتا ہون اپنے یار کو
مرقدون کے سونے والونکی اُچٹ جاتی ہے نیند

اے تمر کچھ خیر ہے وہ لالہ رو دلبر کہان   سیر جنت کی کہان اور یہ تجھسا بد اختر کہان
ہے تصور ہی تصور اعتبار اسپر کہان   یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان
ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہے نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خون قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب سحر آگیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری و اشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی ناگاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و رمیبان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج والم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود ہمین شاہانہ سیاہ کھینچا ہوا گریان و نالان خاک بسر کنان طرف لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار کے روانہ ہو

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اسیر با توقیر گیتی ستان و کیفیت لشکر نکبت اثر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی جام جہان نما دے	کیفیت دو جہان دکھا دے	گل ہو مرا خار غم شتابی
منگوا دے پھول کی گلابی	وہ بادہ پلا جو مست کردے	وہ مے جو سخن پرست کردے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن	مردہ مضمون کو جلاؤن	کھولون جو زبان مین ہنرمند
بلبل کا ناطقہ کرون بند	صیقل جو ہو بادہ سے مکرر	پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری	سکہ مرے نام کا ہو جاری	پھر سوز و گداز کا بیان سُن
پھر درد بھری ہوئی فغان سُن	گلدستہ بناؤن شاعری کا	پھر سحر دکھاؤن سامری کا
صرف اسمین ہوئی ہے خوش بیانی	حیرت آگین ہے یہ کہانی	عندلیبان خوش الحان بوستان

سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار نخل چمنستان بیان مین مصروف رنگین طرازی ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش ؛ سابق مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بطلب ساحر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانہ مین افراسیاب

ہے

دل کباب بصد اضطراب متردد و متوحش برسر کوہ بلور غمگین و رنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین
نامہ لقا بیجا کا پہونچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جلد خدمت مین خداوند لقا
کی جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ زنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے
وہ مقام دربار خداوندی ہی قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہی جو یہان سے گیا دو چار دن لڑا
مسلمانون سے معرکہ پڑا قدرت نے تقدیر کر کے غالب کرایا پس اُسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً
عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلائے روزگار تعلیم کردہ عمرو مکار اُنھون نے چشم زدن مین مار ڈالا
پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے دام مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ
مالک ہین جو سمجھایا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہی کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین
اور غلام کبر و غرور بھی نکریگا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالائے قبول پہونچا دیگا
غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام
مین بادشاہ سجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران
نامی و پہلوانان گرامی فرزندان صاحبقران عالیشان اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ
کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا ہون کہ صاحبقران عالیمقدار عرصہ دراز سے لشکر مین نہین
ہین بادشاہ نے ہرکارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی
احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہی تحریر ہو چکا ہی کہ صاحبقران کو اُسی حالت زلزلہ
مین مرکب نکال لیگیا تھا قلعہ ہوشنگ دزد پر پہونچے وہان سے گذر آہن حصار مین ہوا بڑی
بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ زرین علم کے فوج ظفر موج
ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ ذلکل آمدنی پر
غاشیہ پڑا ہی ہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہی عیاران طرار خنجر گذار سات معتبر
چودہ سرہنگ بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے جواہر بن عمرو
سے فرمایا کیون ای جانشین خواجہ عمرو کچھ صاحبقران عالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی جواہر نے
عرض کی غلام خود بھی گیا جابجا تلاش کیا کہین پتا نہ ملا آخر مجبور ہو کر واپس آیا مگر چند عیار
مین نے بھیجے ہین یقین ہی بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام ہونے پایا تھا کہ لشکر لقا سے صدائے

طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو لو لقا کے دربار مین کیا خوشی ہوئی جو شادیانے بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت وہان موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خبیری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب نابکار کے آیا ہی وہ بیجیا بیٹھا ہوا الہلہا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جد عالیو قار موجود نہین ہین ساحر اگر اپنے سحر کی نیرنگیان دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلاے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو رات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی کچھ عیار اٹھے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا بیحیا کے چلے یہان زمرد شاہ باختری تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا نامہ افراسیاب پیش کش کیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام مصیبتین تحریر کی تھین حال رہائی اسد نامدار اور عیاریان خواجہ عمرو عیار کی شرکت ملکہ ماران زمین کن اسلام جادو وغیرہ بہ تصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندہ مغضوب ہمیشہ جوتیان کھائیگا طلسم فی الفور فتح ہوجائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک اسے زیارت ما بدولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی طلسم ہوش ربا کو خاکمین ملائینگے افراسیاب کو جوتیان کھلوائینگے بڑا بیحیا مغرور ہی قدرت کی قدر بھی نہ کرنا سر بسر قصور ہی صیقل عرض کریگا کہ یا خداوند اب تو معاف فرمائیے مین پہلے جاکر شاہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاونگا قدرت کے قدمون پر گرواونگا بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میان صیقل صاحب آپکو یہانسے واپس جانے کی بھی امید ہی یہ دربار قدرت ہی اسمین بڑا بھید ہی جو ساحر ہوش ربا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندان خواجہ کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا یہی آپکا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب ذرا زبان سنبھالو ایسے کلمات نامبارک منہ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی جوان جورو کو چھوڑ کر آیا ہون حنا دی مین ہاتھ بھی نہین لگا یا بختیارک نے کہا سچ ہی دو چار جوان ضرور ہونگے میان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ مانگا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی ابھی تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا خداوند اس شیطان کو منع کیجیے بختیارک نے کہا جو ہونیوالا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی

کہ جاکر جو دسے لین وصل کے مزے اُڑین عیارون سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوائیمین جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو آپکی تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہو کہ جو ساحرون کے واسطے ملک الموت ہین یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سپہ سالار خداوند لقا جراءت و شوکت مین یکتا ہو وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہوگئے تھے مرکب نکال لیگیا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین ہزارون کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھے ہونگے مزے اُڑ رہے ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانون کو بادشاہون کو ساتھ لائینگے اپنا جاہ و حشم دکھائینگے ای صیقل جادو صاحبقران نہ آنے پائین کہ طبل جنگ بجواؤ مسلمانون کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحرون کا بہت بڑا دستور ہی ظاہر مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب میان ساحر صاحب مارے جاتے ہین وہ زندہ ہوکر چلے آتے ہین ای صیقل مسلمانون کی صفائی کرو عیارون سے بچتے رہو یہ سنتے ہی صیقل نے کہا ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سب سرکشون کے لیکر طرف ہوش رُبا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوائیے اب تامل نفرمائیے بختیارک تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جو سپیان لشکر اسلام جو واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان بارگاہ مین بادشاہ جمجاہ جواہر بن عمر و شعبان خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہین کہ ای فرزندان خواجہ تم زنہار کہیں تم خود نہ جاؤگے جد عالی تبار کا حال مفصل نہ معلوم ہو گا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر ممکن ہی صیقل جادو طلسم ہوش رُبا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلامون کا لشکر مین نہونا باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیارون کو بوقت سحر ضرور روانہ کریگا کہ فوراً جائین منزلون کی خبر لائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ نا میان خیبری و تو میان خیبری و سرہنگ گئی و ابو طاہر خنجر بہ کمر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جاندرازی دی نظم

ای فریدون بارگہ دارا حشم
معدن جود و سخا دُرِ نجف
ہوتے گر طہمورا اور شاہِ جہان

کاسہ گر ہی تیرے در کا ایک جم
کیقباد و قیصر و نوشیروان
آپ کے بے شبہہ ہوتے مدح خوان

آسمان عز و تمکین و شرف
حاکمان ہند و شاہان جہان
دمبدم لب پر یہ ہی اپنی دعا

اے خدا جبتک ہی قائم کائنات
ہی سراے دہر کو جبتک ثبات
بلبلین جبتک کہ ہین گرم فغان

خندۂ گل ہی بہار بوستان
عشق جبدن تک گل و بلبل مین ہی
نشہ جبتک جام ہاے مل مین ہی

ہی خزان جبتک جہان مین اور بہار
سنبل پیچان ہی جبتک سوگوار
روشنی جبتک ہی مہر و ماہ مین

ہو ترقی عمر و مال و جاہ مین
اے شاہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکایا

صاحبقران کا سونا بھی بخوبی سمجھا دیا اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ لشکر ظفر اثر سرکار دولتمدار سے مقابلہ کرے غلامان حضور کو اذیت دے بادۂ کبر و نخوت سے چور ہی اسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہی یہ خبر سنکر بادشاہ ہمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی و تایید ایزدی طبل جنگی بجے جواہر بن عمرو نے جاکر قلابہ جنبی و کبابہ جنبی داروغۂ نقارخانۂ سلیمانی و سکندری کو حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی مگر سرداران نامی و گرامی ملول و حزین ہین کہ ساحران بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلیگا اپنی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے مکدر بیٹھے ہین اپنے افسر عالیوقار صاحبقران نامدار کی یاد مین دل مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجواکر بیرون بارگاہ آیا رنگ ورو عن عیاری کا نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہو کر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل بارگاہ لقا مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی کہتا ہی ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑونگا فرزندان عمرو کے نام کا دشمن ہون بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بد لگامی نہ کیجیے مرشد زادون کے مقدمہ مین کوئی کلمہ سخت نہ کہیے میرے کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپکو بیہوشی پلاؤنگا ذبح کرڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو مسلمانون کی تعریف کرتے ہو بختیارک نے چپکے سے کہا اے صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہی مگر اے صیقل جادو کیا کرون ڈرتا ہون مرشد زادے یہان موجود ہونگے تمھاری تو گردن ضرور لینگے میرے واسطے بھی باعث خرابی ہی زندگی دشوار ہوجائیگی اگر فرزندان عمرو پر قابو پاؤن بوٹیان کاٹکر کھا جاؤن یہ جو بختیارک نے کہا خدمتگار سر پر رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے بختیارک بہت گڑگڑایا ہاتھ باندھنے لگا توبہ کرکے کان پکڑے صیقل

نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان پکڑتے ہو کسواسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمتمین خداوند لقا
کے کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے اشارہ کیا لقا بے بقا سے ڈرتا کیا
دیکھو ملک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک پلٹا جواہر تو
تکا گیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہی قضاے کار ایک خدمتگار بیچارہ مصیبت کا مارا ستون کی
آڑ پکڑے اُگالدان بغلمین دبائے سر جھکائے ڈگمگا رہا تھا بختیارک سمجھا کہ جواہر بن عمرو ہی صیقل
سے کہا لینا یہ عمرو کا فرزند کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی صیقل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُس خدمتگار
کے دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا مارا گیا اُس خدمتگار کا بھائی قریب کھڑا تھا سر پیٹنے لگا
چلایا یہ کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعت کسکو بھائی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی
اب اس مقام پہ چپاو ہو گیا ہی بختیارک نے جھڑک کر اُسکے بھائیکو ڈھکیل دیا کہا یہ بیٹھ یہ عمرو
کا فرزند ہی تو ناحق دردمند ہی جب اُسنے سمانا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہاے
میرا مانجایا دریاے خون مین نہایا ملک جی نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو
قتل کرایا مین ایسی نوکری سے باز آیا یہ جو حال بختیارک نے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا
ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے جلدی پانی لاؤ اُسکا منھ دھلاؤ حال کھلے میان صیقل کی
آبرو بڑھے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ جو سنا کہ فرزند عمرو مارا گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا
ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہ اے صیقل تمھاری تیغ سحر پر صیقل ہوئی کدورت زنگ
خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیاران اسلام کو خوب
پہچانتے ہین ایک ایک کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا کس کس کے فرزندان
عمرو کو مارونگا ہر ایک مسلمان کو للکارونگا لقا بھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہ بھی
کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اِس اثنا مین جواہر پشت پر بختیارک کی پہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا حسب
صیقل کے قریب کھڑے ہوے ہین بختیارک نے جیسے ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے
جلدی پانی لا اُس مردے کا منھ دھلا جواہر نے کہا کہ دیکھیے وہ پانی لایا جیسے ہی بختیارک
نے منھ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر بختیارک کے ماری رفیدہ سر سے دور گرا شمشیر جادو
صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر نے کہا تو بھی لے یہ لنگر

فوراً گھوکہ پر خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر ہائے کا نعرہ مار کر گرا جو اہر اندھیرے مین باہر نکلا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سر پٹینے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ باری وبرف باری کے آواز آئی کشتی مرا نام مین شمشیر جادو بود اب صیقل نے دیکھا زنگ حیات شمشیر دور ہوا لاشہ پڑا ہے صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول کھائی سپہر صاحب شمشیر جادو مارا گیا اب مردے کا جو منھ ڈھلا یا جیسی صورت تھی ویسی ہی ہے کچھ تبدیلی نہوئی بختیارک بہت شرمندہ ہوا کہا میان صیقل صاحب فرزندان عمرو کا منھ نہ دیکھا جو کیا تھا اُس سے دونا پایا صیقل گھبرایا کہا ملک جی مین اب اپنی بارگاہ مین جاتا ہون وہان انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے یہان نہ آنے دونگا بختیارک نے کہا جایئے مگر ہاں الوتا آپکو دیکھ گئے بہت احتیاط کیجیے گا مصروف عیش ونشاط نہو جیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھراتا ہوا مصاحبون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جو اہر نے پیچھا کیا جب صیقل جا کر اپنی بارگاہ مین پہونچا ساتھ والون سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے ہوے کہتے ہین حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانین خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی موجود سارا دربار بھرا ہوا قدرت کے خالو ضیغم خون آشام ایسے مقام پر ساربان زادے کا فرزند پہونچ خنجر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کرسکا بختیارک نے بھی دھول کھائی صیقل نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہے کچھ دل مین وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپس مین نہ لڑوادے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہین صیقل دوڑا باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت مین ملک جی ٹہل رہے ہین صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آیئے سرفراز فرمایئے بختیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمھارا بڑا خیال ہے شمشیر جادو کے قتل ہونیکا ملال ہے مین نے خود قصد کیا کہ تمھاری نگہبانی کرون صیقل نے کہا آپ تکلیف نہ کرین اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھین بختیارک نے کہا خیر تمھاری خوشی صیقل بختیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبون نے اشارہ کیا شراب وکباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین بختیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ نہو تو مین ایک بات کہون مجھے تمھارے ساقی کیون کا اعتبار نہین مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا ایسا نہو کہ ان لوگون کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپکو اختیار ہے آپکی فطرت کے آگے کسی عقلمند کی

بیچارے ایسے مہمان ہین ہمارے سر پر احسان ہین بختیارک نے گلابی اُٹھائی جام بھر کے پیالہ صیقل کو دیا
صیقل سلام کر کے پی گیا بختیارک نے سبکو دینا شروع کیا چند عرصہ مین سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر
مین سبکی آنکھون مین چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اُڑتا ہوا
آیا بختیارک نے کہا قدرت کی ٹانگ لیجیے پکار کے کہیے خداوند لقا نیچے آیئے صیقل گھبرا کر اُٹھا
بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے چشم زدن مین برلب فرش ہو کے
نعرہ ہوا اسم جواہر بن عمرو صیقل جادو کی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر پشتارہ پشت پر لگایا
سراپچہ چاک کر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہی مگر بختیارک
جب اپنی بارگاہ مین آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہی ای بختیارک اگر خیر و عافیت سے
صبح ہو جاے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہی فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی
نہین ہین مین خود جا کر صیقل کی حفاظت کرون اُسکی خبر تو لون یہ سوچتا ہوا اُٹھا چند ملازمون
کو ساتھ لیکر در بارگاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہین گھبرا کر
اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہین بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا کہا ارے
کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھویا کون یہان آیا تھا سبنے کہا میان شیطان صاحب آپ ہی نے
تو سبکو شراب پلائی بختیارک نے کہا میری شکل بنکر عیار آیا ہوگا وہی بیٹا عمرو کا جواہر بڑا مکار
حقیقت مین بلاے روزگار ہی مگر تم سب بلوہ کر کے لشکر اسلام پر جا پڑو جہانتک ہو سکے سحر کرو
ہم خداوند کو تخت پر سوار کر کے لاتے ہین ساحرون نے کہا غلام ابھی جاتے ہین اپنے افسر کو ابھی
چھڑا کے لاتے ہین بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلے بختیارک نے
آکر اِس خفتہ بخت کو جگایا لقا بچیا اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کُل لشکر ظلمت اثر مین خبر ہوئی
ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجین طرف لشکر اسلام کے چلین جسوقت کہ شاہنشاہ خاور سپرہ خط شعاعی
سنبھالکر بارادۂ جنگ و پیکار شبدیز فلک چہارم پر سوار ہو کر داخل میدان کارزار ہوا شاہ انجم
سپاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب کے

نظم

رو بفرار لایا ستارۂ سحری فلک چمکا
سحر تر کانہ قصد این حشم کرد

دو ہمے کہ فرزندان انجم
دہم گرگ بنود و گلہ رم کرد

شد نہان ز چشم یعقوب فلک گم
عَلَم آفتاب نکلا جب

فوج انجم ہوئی گریزان سب ہوا پیدا ان چرخ سے اکبار	شہ خاور سپہر گرد ہوا شہ انجم سپاہ رو بفرار	رونق تخت لاجورد ہوا لشکر اسلام مین صداے تکبیر

بلند ہوئی اُنہی بارگاہون سے سردارانِ نامی و پہلوانانِ گرامی نکلے طرف درِ دولت شاہنشاہی
کے چلے جلوخانہ مین آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قزیل ہندی و دو ویل ہندی
سرفتۂ ملک فرنگستان علم شاہِ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظم و شان آکر ٹھہرے اُنکے بعد
داراے ہند لندھور بن سعدانِ جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدرہ صاحب
شیزہ دو سر غلام نبیؐ و جاکر حیدرؑ وخاقانِ ابن الخاقان و بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و
نگین و شاہزادہ خاور سیاہ و ایرج نوجوان و تورج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و
خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ درِ دولت شاہنشاہی پر حاضر ہین امیدوارِ آمدِ شاہنشاہ گیتی
ستان ہین ناگاہ مردہے نے بڑھکر آواز دی بادشاہ جمجاہ برآمد ہوتے ہین پردۂ زنبوری کھنچا غراے
کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کہاریان گل اندام
پری پیکر سمن بر حسین مہ جبین بصد عشوہ و نازہ تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہارون
نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سردارانِ صف شکن نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سبکا مجرا
لیتے ہوئے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کر و فر گردمین اُٹھا ہوا پشتارہ
بردوش نمایان ہوا بادشاہ نے پوچھا اے نور نگاہِ شاہنشاہِ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے
عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا رات بھر جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا
ہون حضور بارگاہ خاص مین تشریف لیجایین اِس بہیا کو دربار مین سمجھا یئن اگر مطیع الاسلام ہو بہتر
ورنہ قتل کیجیے اِسکی خودسری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ بارہ ہزار ساحرون کا سردار ہے
اِسکی جستجو مین سب آئینگے آفت ڈھائینگے جلد سرکار تدبیر فرماوین بادشاہ جمجاہ مع سردارانِ نامی آکر
بارگاہ خاص مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوے سرداران عالیوقار چپ و راست اپنے اپنے مقام پر
دنگلہاے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان مین اِسکی سوزن
دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اِسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا صیقل کو
چھینک آئی اپنے کو اُس بارگاہ آسمان جاہ مین پایا نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

بہا

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار	تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار	عجب بارگاہ و معلا اساس
ز قالین و جازم نہووے قیاس	قدرت پروردگار کا ظہور شیران دشت نبرد و تاجداران جلیل	

نبردان پلیتن و سرداران صف شکن سے وہ بشیہ بعمور صیقل گھبرایا آنکھین بند کرلین سمجھاین نے خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی ای صیقل چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پہ کہتا تھا کہ صبحکو مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجۂ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین سامری و جمشید پہ لعنت کر مطیع الاسلام ہو بشیہ شیران دشت نبرد مین تیرا ابھی نام ہو یا وشاہ جمجاہ نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا ای صیقل جادو سامری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہی کل سے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہی اس بھیا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا بیٹھا تقدیرین بگھارا کرتا ہی معبود حقیقی اپنے پیدا کرنیوالے کو سجدہ کر تو ہی دیکھ کہ ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت طلسم ہوشربا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر ہتیلی پر رکھے ہوے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑرہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلۂ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہٗ اکیلا ہی معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک و ملعونان جعلساز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا ور حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہے وہ پیدا کنندۂ دارین	رازق العبد و خالق کونین	لائق حمد ہین صفات خدا
وحدہٗ لاشریک ذات خدا	کرو لطف و کرم پہ اسکے قیاس	ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری	کر دیا ہمسکو جائے لبشری	اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
صفتین اسکے ہین بیان سے فزون	ہر بن مو اگر زبان سے بنے	تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
بیان اسکے اوصاف مین کیا کرون	کہ بتحریر و تقریر سے ہی فزون	عجب باغ قدرت کی ہی یہ بہار
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار	کہین پہ ہی نسرین کہین نسترن	شگفتہ کسی جا گل یاسمن
کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش	کسی جا عنادل کا برپا خروش	کہین پہ ہی نرگس کو سکتا ہوا

کوئی گل کھلا ہی مہکتا ہوا	کوئی گل ہی گلزار مین داغدار	ادا سی کسی گل پہ ہی وہ بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل روسیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگ کفر اسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ + بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد؛ اسوقت سرداران نامی نے
عرض کی ماشاءاللہ اسقدر حضور نے اثبات وحدانیت مین کلام کیا فصاحت و بلاغت کلام
معجز نظام مین ہی مگر یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتہ راہ ضلالت و غول بیابان جہالت کبھی راہ پر
نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح اسکا طعمۂ شہباز اجل ہو مرنے سے اس بیحیا کے جہنم مین روح سامری
و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم فرمایا جلاد لشکر ذوالخمار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے
ذوالخمار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کر صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ شاہی لایا
بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار مین
جانیکا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہی کمر بندی ہو چکی ہی پلٹنین رسالے آگے جمے بادشاہ جمجاہ اب
بھی فرما رہے ہین اسکو سمجھاؤ راہ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد شہریار قریب آئے
ہر چند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہین مگر یہ بیحیا یہی کہے جاتا ہی جان میری نام سامری و جمشید
پر نثار ہر گز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا ابھی جاندونگا ذوالخمار عادی تلوار کھینچکر سر پر
صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا او صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا
دیکھ اب بھی بادشاہ جمجاہ سمجھاتے ہین لقا پر لعنت کر اگر یہ نہین قبول ہی ہوس دلی ظاہر کر
جو کھانا ہو کھالے اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے
کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہین اب قصد ہی کہ حکم ثانی برائے
گردن زدنی صیقل دین کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بھڑکا آگ برسنے لگی
رسالون مین صدائے فریاد بلند ہوئی بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا مرکب اپنے
اپنے سوارونکو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے ہین بعضے بدلگامی دکھا رہے ہین صدہا
پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا جوش مارتا ہوا آتا ہی
ہزارہا بندگان خدا اسمین گر کر ڈوب رہے ہین سیاہ آندھی اُٹھی صدہا خیمے گر گئے جاسوسان
لشکر اسلام نے بڑھکر خبر دی بارہ ہزار ساحران غدار ہمراہیان صیقل ناہنجار آپڑے ہین

لشکر پامال ہو رہا ہی یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیوقار سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہو سب سے پہلے سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیراندازون کو لیکر ایک گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پر کھول کے آڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس ساحر مرکر گرے اور زیادہ اندھیرا ہوا جو جادوگر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کشتی مرا نام فلان بود اِس اثنا مین مقبل نے لڑائی کو ردکا کل سردار گھوڑون پر سوار ہوئے نعرے کرکے لشکر ساحران پر جا پڑے آمادہ سرفروشی ہوئے گرجادوگر سحر کرتے ہوئے قریب صیقل کے پہونچے زبان سے سوزن اسکے نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین بھرا تا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل کے پاس جھولی سحر کی پہونچا دی صیقل سحر کرتا ہوا بڑھا جس سردار کو جہان پایا قتل کیا قید ہو کر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گھسے فولادی مارنا شروع کیے صیقل چاہتا ہی کہ مین بالکل صفائی کرون ایک مسلمان کو زندہ نچھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ مین پڑاؤ پر لشکر اسلام کے یہ سحر کہ پڑا پیچ لشکر مین صیقل کھڑا سحر کر رہا ہی مگر سرداران نامدار وغازیان دیندار ومجاہدان تہور شعار ہر چند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلاے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو چٹکے یا تو نیزہ مارا سینہ پُر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چلگیا تو یہ گھوڑے سے گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا غصہ مین لپٹ پڑا اشتل کر پاس کمند جبر کر پھینکہ یا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خودسر کا کھینچ لیتا اِسطرح ساحرون سے لڑ رہے ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردان عالم کا زور نہین چلتا لشکر پامال ہو رہا ہی بادشاہ گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار کوئی گھوڑے پر سے گرتا ہی کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہی اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہی ہنوز اِس مصیبت تازہ مین اہل اسلام گھرے ہوئے ہین کہ یکایک چار سو نقارے پر چوب پڑی دیکھا زمرد شاہ باختری قابو پرست نشہ شراب کبر ونخوت سے مست تخت نکبت پر سوار کل لشکر کو ساتھ لیے ہوئے آپہونچا یہ جو بجیا نے سُن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان متردد ہو رہے ہین چلکر

قتل کرون بختیارک بھی بخوبی سمجھا چکا ہی کہ یا خداوند آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلکر مسلمانون کو مارلین شکست دین تمام سنجانی باختری شتری حصاری اِس بیجا کے ساتھ بے تکلف تلوارین تولے ہوے یا تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوے للکار رہے ہین لینا لینا کی صدا بلند لقا نے بھی نعرہ کیا بیجیا نامرد پکار اُٹھا سنم خداوند زمرد شاہ باختری ای مسلمانو قدرت نوے ہزار پیشتر یہ تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو کے مسلمانونکو ستائینگے صیقل کو شیر قدرت بنائینگے اب بر سرِ ملک باختر قدرت جائینگے جب قبولات بر پہونچین گے تقدیرات رنگا رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت کی محبت مین مارے گئے ہین سبکو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر آپڑا یا تو تخت پر سوار تھا یکایک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے یدِ قدرت سے مسلمانونکو قتل کرینگے جوان تو قدوار ہی تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ سحر مین مبتلا تھے اُنکو قتل کرنے لگا اُسوقت سرداران نامی کی بیکسی و بے بسی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس چہرے اُداس دیکھتے ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیانِ دیندار کو قتل کرتا ہی رہ رہ کے پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے سینہ مین دل کباب ہو رہے ہین دانتون سے بوٹیان چباتے ہین کیسا انقلاب ہی اِس سبب سے پیچ و تاب ہی وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدلی مین جلاد سے زیادہ ہین بقول بختیارک جسطرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہزار ہا بندگان خدا اِن نامردون کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمنِ ہستی مسلمانان جلائی ہا زمان لقا مسلمانون سے جلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و ظلام کی بحالی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا بھی بدلگامی کر رہا ہی ہر چند چاہتے ہین روکین نہین رکتا اگر زمین پر پانون رکھتا ہی سُم چپکے جاتے ہین بدحواس ہو کر طرارے بھرتا ہی بادشاہ پٹری جماتے ہین رلن نہین ٹُرتی ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی اب مرکب سے گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا بھی یہی حال ہی بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا فرمایا بخدا یہ ساحرون نے قیامت

گردی لقا آمادۂ بیداد ہی براے مسلمانان جلاد ہی آج نامردون نے قابو پایا ہی یہ امان ندینگے دیکھو یاروجب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہی جید عالی تبار نہین مین ساحرون کا غریو ہی وہ موجود ہوتے اسم اعظم پڑھکے چشم زدن مین ساحرون کو واصل جہنم کرتے اب اپنے بے نیاز سے رجوع کرو سینے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر سے اُتار محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اِس مصیبت سے اہل اسلام کو بچا کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار وای غمگسار قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدانِ کارزار سے نکل جا مجانے ممکن کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر براے خدا جس جانب مناسب جان نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو ملک باختر پر پہونچا کُل ناموس قلعہ فو والامان مین موجود ہین مظفر بن ضیغم خون آشام کوتوال وشاہِ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہی یہ دونون نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملیگی سرداران سبحان سن پائینگے فوراً براے حفاظت آئینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہوجائین کچھ معیوب نہین ہی مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہی خیالِ حرمتِ ناموس مین بڑی تباہی ہی ہمارے ساتھ مرنے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت خیز سنکر مقبل چیخین مار کر رویا قدمون سے لپٹگیا عرض کی ای شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بدین زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا روے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نور نظر و سرداران خوش سیر میدانِ کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچالی کیون نامرد شرم نہ آئی اُسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نفرمایئے غلام ہرگز بجا لائیگا گستاخی معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلاے بلاے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا چاہتے ہین اِسوقت کیونکر ہوسکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش سے اُتاری بارہ ہزار تیرانداز ون کو آواز دی جو جو سحر سے بچے ہوے تھے اپنے افسر کی آواز سنکر قریب آئے مقبل تیراندازی کرتا ہوا بڑھا دریاے لشکر لقا

مین ننگا نہ غوطہ لگا یا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہِ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایکمقام پر مقبل بھی لڑتے لڑتے ستم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ بلک گئے جانتے تے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حالِ پرملال دیکھکر کلیجہ منہ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقا سے بیچیار ستمانہ لڑتا ہوا طرف بارگاہِ ناموس کے جاتا ہی اتبو کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسم خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندانِ صاحبقران گھر گئے ساحرون نے سحر سے سبکو بیکار کردیا لقا لڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز درِ دولت پر لڑ رہی ہین یہ سنکر ناموس شاہنشاہی نے بال کھول دیے سجادے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین شور گریہ وزاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے دو دستہ چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین لقا آگے بڑھا آیا ہی کئی ہزار جان نثارون نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے طرف درگاہ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبانِ عصمت و عفت ہین یہ دعا ہدف مراد پر پہونچا بادشاہ جمجاہ بھی نوبت بجان کار و باستخوان ہین کہ ناگاہ دامن صحرا سے گرد اڑی نظم

از دامن دشت آن غبارے	از دامنِ دشتِ کوہ اورنگ
گردے برخاست توتیا رنگ	رخسار نمود شہریارے

اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد براے تشنہ کامان صحراے مصیبت و آوارگان دشت غربت و عزبت ابر رحمت تھی واسطے رفع کلفت و کدورت تھی دیکھا آگے آگے ساٹھ علم نشان سات ہزار سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پشتِ اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر کثرت سپاہ عیاران اسلام پڑے ہوے تڑپ رہے تھے کوئی بیہوش کوئی زخمدار صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے لشکر کا نام ہو دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کردی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی

یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا باشیدای کفاران بحیاو ای نابکاران
پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
گیتی ستان قاتل ساحران نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار ۔۔ بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام ۔۔ بُن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام ۔۔ سراسر کشان جملہ در خاک کرد

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرّین علم بصد شوکت و حشم
مع فوج قلعۂ آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلوارین کھینچکر آپڑے دریاے
خون بہادیے جواہر بن عمرو قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے
لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ہر ایک بہادر سحر مین مبتلا ہی اسم اعظم باآواز بلند پڑھیے صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحرون کے سحر پلٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے
سحر مین جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران مین برہمی ہوئی سرداران صاحبقران بھی سنبھلے
ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پر چست ہوے بڑھ کے نعرہ کیا اوّل
سب سے علم شاہ نوجوان مثال شیر نر میدان کارزار مین آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب ۔۔ کیست علم شاہ چو رستم لقب
دیگر
علم شاہ رومی شہ فیل زور ۔۔ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

دوسری طرف سے آواز آئی نعرہ لندھور

خبر بیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان ۔۔ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین ۔۔ سپہدار در لشکر اہل دین

نعرۂ بہرام گردین خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین ۔۔ کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ جمجاہ نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔۔ بہار گلستان کاوس و جم ۔۔ منم صف شکن صاحب قرانیم

پل ناموس سعد عالم پناہ مگر صاحبقران نے ملاحظہ کیا تین ٹیرا ؤ پر تلوار چل رہی ہے ہزارہا
اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین صدہا خیمے گر گئے ہین ملازمان لقا
لڑتے ہوے تا بہ خیمۂ ناموس پہونچ گئے ہین اول اُسی جانب رُخ کیا کنیزون نے بڑھکر
محلات کو خبر دی مبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سردارون کے
نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین تھرائی قریب ور دولت ضیغم خون آشام
لقاے بھیا کا خالو بیدین دبدبہ خولڑائی مین مصروف تھا صداے نعرۂ صاحبقران
سنکر بے لڑے بھڑے مثل صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے
کرتا پھرا تھا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ
لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا دشوار ہوگا طعمۂ نہنگ
شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سرداران حمزہ سنبھل گئے سنجانی
باختریون کے بل نکلگئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا ای خالو مے قدرت
آج ما بدولت تقدیر کرچکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہون گے ضیغم نے کہا شامت
آئی ہی یکایک دیکھا زمین تلے اوپر ہوئی ساحرون مین بھگدر پڑی صاحبقران لڑتے ہوے
چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو
ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہین کلوا بھیرون کا نام لیتے ہین
مگر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بھیا پکارا ای بندۂ خاص الخاص ای
صیقل جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہی ما بدولت کو سرکشی دکھاتا
ہی قدرت نے اُسکی قضا تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہی اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری
لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے جو نعرۂ قدرت سُنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آنکے
کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہی لقا نے پکارا اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو
صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا صیقل نے
آواز دی تو بھی کسی گرد کا سونڈا ہی دو چار اکھر جانتا ہی سحر کو میرے باطل کیا یہ کہکے
ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہوکر گر پڑے ابتو اُسنے گیند ابر ہالہ نکالا

تیغہ خونریز کھینچی قریب تھا کہ ہاتھ اٹھا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھ کے چہرے کی پناہ کیا وار کو اُس نابکار کے روک لیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا ابر سپر کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی کو اُس بیحیا کی جلاکے خاک کیا اُس نجس کا قصہ پاک کیا مرتے ہی صیقل کے ساحروں کو آئینۂ شمشیر صاحبقران میں جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری برفباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام سن صیقل جادو بود ابتو ایک جانب سے عیاران اسلام حقہ ہاے آتشبازی لیکر ساحروں پر گرے ساحروں کے دم بند کردیے مگر رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران تیغہ کپتیان فرنگی ہاتھ میں کھنچا ہوا استرمالا کبود فرنگی پر پٹڑی جمی ہوئی گرد انکے سردار آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کپی ارزال و کپی زلزال و نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ وربندی تنبور گڑگڑاتا ہوا بگل بجتا ہوا پلٹنیں گوروں کی جمی ہوئی بڑی شوکت و شان سے ڈٹتے ہوے سامنے لقا کے پہونچے للکارا او کندۂ ناتراش و بدمعاش و خرس بادیۂ ضلالت و غول صحراے جہالت آج تو ہزارہا مسلمانوں کا خون تیری گردن پر ہی لقانے جو علمشاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی او پسر حمزہ قدرت کے جاہ و جلال سے نہیں ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کردونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے فرنگستان فتح کرایا سرقتنہ ملک فرنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہی بدولت کو شوکت دکھاتا ہی علمشاہ نہایت غصہ میں تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیے او ٹٹو کے یہ منہ زوریاں ظاہر ہی کہ تو تھان کا ٹرّا ہی ہمیشہ جوتیاں کھاتا ہی پھر بیہودہ بکے جاتا ہی مگر آج تو سنگدلی دکھا مجھکو پتھر کا بنا لقا بھی غصہ میں تھا جاپڑا اجی خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان بڑے قد کا دیو ہی کہ قالب انسان میں سمایا ہوا ہی دو شوہن کا تیغہ لنگردار جوہردار مارا علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بھڑکر تلوار کو روکا تلوار گھاٹ سے آشنا ہوئی زورق حیات رستم طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اسی جوش و خروش میں ننگا نہ ہاتھ تیغہ کپتیان کا مارا نشیب شمشیر علمشاہ نوجوان سے لقا تھرایا سپر کو اٹھایا مگر دل سے کہتا ہی نام اسکا ستم پیکر

اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ روکتا تیغہ تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کٹا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور خون بنکے نکلا بے غیرت سمجھا مین سرخ رو ہوا ایک چیخ ماری ای بندگان قدرت دوڑو میٹا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے ڈالتا ہی تمام اہالیان فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے نہ تھم سکے بختیارک نے دیکھا قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین پڑا دلوٹ لیا بارگاہین جلادین گھبرا کے حکم دیا طبل امان بجے اِدھر اُدھر طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے حسام انتقام کو نیام مین کیا سرداران زخمدار کو ہوادار دن پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے واپس آئے بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان وشاہنشاہ زرین علم کو قدمون پر گروایا بادشاہ نے دونون جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا اگر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون نمتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان نے ہماری جان بچائی پھر اپنا قید ہوکر قلعہ آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا کین ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش رُبا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی پارۂ جگر نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا ذکر سُنا جواہر بن عمرو بے اختیار رو دیا گاعرض کی ای شہریار جب طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اول اسی فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ صیقل جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام نے جاکر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو و اسد نامدار کو ساتھ لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند داؤد تھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر ہورہی ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن کیسا بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب بہت بڑا ساحر ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمرو ایسے ہی کامل ہین جو ایسے بادشاہ خود سر کو دھوکا دیتے ہین برق و قران بڑے بڑے کام کررہے ہین

مگر یہ بھی سنا ہی کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا صاحبقران کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے فرمایا مجبور و ناچار ہین ہمارا فرزند اِس بلا مین مبتلا ہوا اور ہمسے کچھ نہین ہوتا ہمنے بھی
اکثر سُنا ہی کہ طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا بہت دشوار ہی دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم اُسکو پائینگے یا
بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے اِن کلمات حسرت آیات پر تمام اہالیان دربار رونیلگے
شاہزادۂ نورالدہر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی ای جدّ عالی تبار غلام کو رخصت
فرمایئے جاکر اپنے والد نامدار کا پتا لگاؤن یا اِس جستجو مین اپنی جان دون اگر راہ مین غلام کا
کام تمام ہوا مردان عالم مین نام ہوا اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزلِ مقصود تک پہونچے
سعادت دارین حصول ہوئی دعا قبول ہوئی بڑی نامردی ہی کہ ہم آرام سے سوئین والد نامدار
نہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار کیا کرے
غلام ہر طرح پر اپنے کو تا بہ طلسم ہوش رُبا پہونچائیگا حالِ عجائب و غرائب طلسم کھل جائیگا
صاحبقران نے نورالدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اِس
بیحیا کو شکست دین رو براہ لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوش رُبا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا
خلاف ہمارے حکم کے اِس راہ پرخطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہوچکا ہی راستے
طلسم ہوش رُبا کے بند ہین پیچ مین بڑے بڑے دربند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے
پھر ہماری زندگی دشوار ہی نورالدہر کو سمجھا کر جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ
خبر معقول بمقدمہ طلسم ہوش رُبا لاؤ جواہر اُسی وقت باینہاے عیاری سے آراستہ ہوکر برا
دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہِ باختری کے روانہ ہوا یہان لقا شکست خوردہ افتان
و خیزان باغ مینا مین آیا سکاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر جمع ہوے تعریفین کرنیلگے
لقا نے کہا صیقل جادو بڑا اسعزور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت
کے واصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دُور و دراز سے بلایا صیقل کو
مٹایا مگر افراسیاب حرامزہ بڑا اسعزور ہی سراسر اُسی بیحیا کا قصور ہی اگر قدرت کے قدم لن
پر گرتا تو ابتک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کردیتے غدر ہوش رُبا سٹ جاتا مگر اب قدرت
اُس ستِ بادۂ کبر و نخوت کو خاک مین ملائینگے طلسم ہوش رُبا اسد شیردل کے ہاتھ سے فتح

کر آئینگے وہ ہمارے سپہ سالارِ قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی اور شیطانِ درگاہ مین ایک نامہ متضمن بہ تنبیہ و تہدید برائے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کرو آخر مین یہی لکھو کر اور بھیجا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت تجھسے بہت خفا ہین طرف کوہ ہفت زلازل کے چلے جائینگے اُسکو بادشاہ ہوش ربا بنائینگے بختیارک نے نمک مرچ ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر لڑنا اور پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشہ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیاری خواجہ عمرو نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا اور مقابلہ کوکب روشن ضمیر سے ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مجھے دے جام بھر کر	نہ رندانِ ازل سے شور و شر کر	جفائے دورِ گردون مین پھنسا ہون
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون	مہیائے جفا ہی دورِ گردون	اُٹھے رندون سے کیونکر جورِ گردون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف	یہ جام مے ہی یا چشمِ تاسف	یہ کب تک میکدہ مین بادہ خواری
ہی اب فوج اسد کی یادگاری	کوئی ہی فکرِ عیاری مین حیران	کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
کسی جادو رہٗ افسونگری ہی	قمرِ بزمِ جہان مین ابتری ہی	مگر ہم بادہ خوران جمعیت
پھنسے ہین دامِ الفت مین یہ کلفت	دلِ آشفتہ پُر غمگین اثر ہین	ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
بہ گیسویت پریشان روزگارم	بہ ابرویت کہ از بس دلفگارم	بگریہ مثل شبنم چشم غمناک
بسوزد شکل گلخن قلب غمناک	زخم مثل گل صد برگ زرد است	جگر خوناک از ہوائے آہ سرد است
دمارم شغل آہ و نالہ دارم	بدل داغ و بلب تبخالہ دارم	فراقِ دخترِ رز بس گران است
زبارِ فرقتش نوبت بجان است	مرض دارم علاجے کن خدارا	خدارا ای خود آرا کن مدارا
کشیدم چند مدت انتظارے	ندیدم شکل اک اعجوبہ کارے	کہن از خون من آلودہ دامان
مسلمانم مسلمانم مسلمان	نظر بر عالمِ ابر و ہوا کن	نگاہے جانب فوق السما کن
نہان شد آسمان از غرب تا شرق	بہ بین بر گریہ من خندۂ برق	چہ سازم در کسوف است آفتابم

چہ گویم ہوش بربود اضطرابم	نظر بر التہاب قلب من کن	بیا برخیز و گلگشت چمن کن
زمان فرقت بنت العنب رفت	سیاہ و صدمہ و رنج و تعب رفت	ہنگامہ پردازان میدان جانبازی

وسر فروشان بازار رزم یکہ تازی اسپ تیز گام کلک کو یون جولان کرتے ہین مصنف سخن سنجان دقائق شناس وعقل وشعور اسد کے حال کو کرتے ہین اسطرح سطور سابق مین تحریر ہوا کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیاران مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بقصد کوچ طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوے تھے اول ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوح طلسمی اسد غازی نے پائی ای ملکہ مہرخ اودھر سے لشکر لیکے تم آؤ اودھر سے ہم آتے ہین اثناے راہ مین بہ کیفیت تمام ملاقات ہوگی اور یہ بھی اسد غازی کا قصد ہی کہ راہ مین جو خارستان ملین انھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمرو ساتھ ساتھ قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے جب دیہ و قریہ کے قریب پہونچے ناظمان افراسیاب کو شکست دی تمام اسلام آباد کیا گزو سکہ نام سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوے لشکر و حشم زیادہ ہوتا جاتا ہی مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کردینا واجب و لازم ہی یہ تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب معشوقہ اسد نامدار تخت سلطنت پہ گریاد مین اسد نامور کے آنکھ سپر بیقرار اشکبار راتین اختر شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہی ہرکارون پہ تاکید کہ حال طلسم کشا دریافت کرو اول ملکہ بہار و عیان وغیرہ نے جو سردار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے کہا ہمارے سامنے کوکب روشن ضمیر باغ سیماب مین آئے یقین ہی اسد غازی کو لوح طلسمی ہاتھ آئی ہو غالب ہی کہ مرحلہ جات پہ ہونگے ملکہ مہ جبین فرماتی ہین آپ لوگون کے سمجھ مین کچھ شک نہین اسوقت یقین آئے کہ جسوقت کوئی نامہ مزین بمہر خواجہ عمرو ہم تک پہونچے بمقتضا مہر لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا اونکی جان اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نفرت ملکہ مہرخ فرماتی ہین ملکہ اب اور ملنے مین کیا تامل ہی یہ راہ پر خطر ہے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب

سے آئے ہین کوکب روشنضمیر نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین
ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی بی سجدۂ شکر پروردگار کرو وارث تمھارے
خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمرو ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکۂ
سرخ موے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا
سے نامہ لیکر آیا ہی امیدوار بار یابی ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہو کے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر
آیا واسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے
سرنامہ پر مہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھوں سے لگایا ملکہ مہرخ کو دیا کہا نانی
امان جلد اسکو پڑھوایئے شاہزادۂ شکیل جادو کو وہ نامہ ملا سونے کا منبر بچھایا گیا شکیل نے
باآواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت
مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حال مصیبت مآل کو سنکر دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شکیل نے
کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ
لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند
داؤد جادو و لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے تائب ہونا بعد اسکے سامان لشکر کشی بہ کیفیت
تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا ای سرداران ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین بمجرد
ملاحظہ نامۂ ہذا مع کل لشکر و سرداران نامور کوچ کرکے اسطرف روانہ ہو اثنائے راہ مین ہمارے
تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدۂ فرحت و مسرت افزا سنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ
مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا
شریک حال کیا نامہ دار کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مہرخ نے اسی وقت لشکر مین قرنا پھنکوائی
منادی نے ندا کی ای ملازمان طلسم کشا و ای جان نثاران کوے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقاے
نامدار و مولاے قدرشناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہوچکا
سجدۂ شکر پروردگار کرو و بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ ہو سلاح سحر سے پیراستہ ہو چلکے اپنے آقاے
نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی
اسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تخت سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی

نقبائے بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو ایک جانب ملکہ مخمور خوشخو صاحب سطوت وصولت ایک جانب باغبانِ قدرت و شاہزادۂ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ ہلالِ سحر افگن افسونگری میں یکتا ملکہ سُرخ موے کاکل کشا و ملکہ بارانِ زمین کُن و ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ بصد جاہ و حشم و منزل بہ منزل کرتے ہوے جاتے ہین جب دو تین منزلین طے ہوئین ملکہ بہار جادو نے ملکہ مہرُخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھین پہلے جا کر لشکر طلسم کشا سے ملین آپ کے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر ناممکن باغبان قدرت و ملکہ مخمور سُرخ چشم کی بھی راے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہے شاید راہین کوئی بادشاہِ جلیل طلسم کشا کو روکے لڑائی سحر و ساحری کی پڑے تو اکیلا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا کریگا کوئی ساحر نامی گرامی ہمراہ نہین ہے ہم لوگ رازدار طلسم ہین ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہین ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہین جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اِس طلسم کے قابل عبرت ہین خدانخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے دھوکے مین لوح طلسمی ہاتھ سے جائے ملکہ مہرُخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبون کی ہمت سالم ہے بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے ہین اُسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سُرخ چشم یہ تینون سردار عالی وقار پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسانِ زرین بال و مرکب ہاے صبا تمثال پر سوار ہوکے سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادۂ اسد نامور کے روانہ ہوے ملکہ مہرُخ نے بھی کل سردارون کو حکم دیا کہ شبا شب اُٹھالہ بارگاہ کا لادے لشکر ظفر اثر بہ تعجیل چلے اُنکا حال بھی وقت پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحرانِ نامدار راہ کو طے کرتے ہوے آتے ہین کبھی مقام پر لڑائی بڑی برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحرون مین جابجا یہی فکر ہے اسد نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہے ایک دن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دوپہر اس جنگل کو طے کیا زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر آیا کارگزارانِ شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہین نصب کروا لیا فوج آگے بڑھے یکایک دور سے ایک دریاے قہار و زخار پُر تلاطم سنج آفت زا نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دوسرا کنارہ نہین معلوم

ہوتا غراتے سے دریا کے گوشش گردون کر پانی اُس دریا کا مکدر سوجہ دریا کو دیکھکر خون آتا ہی
صورت وہ مہیب ناک کہ قلب تھراتا ہی نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا	قیامت کا سامان نمودار تھا	نہنگان دریا کا وہ شور و شر
اُبھرتے تھے کس جوش مین جانور	وہ گرداب اُسکی مصیبت کا گھر	ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر
بھڑک کر اُبھرتی تھین جب مچھلیان	نمونی تھی ماہیت اُنکی عیان	نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا	نہ کشتی نہ بیڑو نکا اُسمین نشان	قیامت کے آثار سارے عیان
ہر اک دم یہ موجون سے تھا آشکا	کہ ہی تیغۂ خونفشان آبدار	یہ روشن ہی دریا سے حال ای قمر
کہ ہی جوش مین اژدر فتنہ گر	اسد غازی قلب فوج مین ہی پہلوانان و سرداران نامدار	

مرکبہاے صبار فتار سے اُترے خواجہ عمرو قریب آئے پوچھا کیون نور نظر آج اس صحراے ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور سُنتا ہون دریاے قہار حائل ہی راستہ اسطرف کا کسینے بند کیا ہی انشاء اللہ ظاہر ہوجائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد شیر دل نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی حضر عام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی اے شہر یار لشکر آپکا قریب دریا فرو کش ہونیکو تھا کہ دریا سے طوفان اُٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین لیگیئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجۂ آب کند آفت ہی کل اہالیان لشکر کشا کش مین ہین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ اُبھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نور نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ پانی مشکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو آگے بڑھو اہالیان لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا ولی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ساحران لشکر اسد ہزارہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر لڑ رہے ہین گولے ترنج و نارنج دریا پر مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکلگئین کبھی نہنگ نکلا منہ مثل قعر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہوگیا

کسی سوسن نے اپنی موچھو بڑھائی شل کمند پانون مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگئی ساحر ہرچند
سحر کرتے ہین مگر اُن جانورانِ دریائی پہ سحر تاثیر نہین کرتا جوش وخروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی
عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے بڑھکر لوح طلسمی کو گلیسے آتارا ملاحظہ کیا
اُسمین یہ مضمون نکلا ای فتاحِ طلسم ہوش رُبا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار
سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مہر کے
کا لوح پر پڑیگا حالاتِ طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار
ملے اور اہالیانِ لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اِس مقام کا حاکم ہی
اِس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اس بحر ناپیدا کنار سے دشوار ہی
مگر فتاحِ طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہِ فلک شکوہ پہونچاے اُسمین حاشیہ لوح پڑھا جائے
اگر اپنے زمانیکا صاحبقران ہی جراتِ طلسم کشا مثلِ آفتابِ عالمتاب عیان ہی دریاسے خوف نہ کرے
اِس بحرِ قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعہ نہنگ خونخوار کے
پہونچیگا مقابلہ اُس سے ہونا زور و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کر کے ساحرون کو آواز
دی بھائیو آگے بڑھنے کا ارادہ نکرو آب سحر نہنگِ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ
نہنگ بحر جرات بصد صولت و شوکت بہ سختی پہاڑ پر آیا اسمین حاشیہ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا
مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان
شور افزا ؛ دلِ افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا ؛ عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا
کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا اُدھر
اسد جو پہاڑ سے کودے پانون زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
برج وغیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئین
گولہ انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پہ بیٹھا ہی اسد نے
سامنے قلعہ کے جا کر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار عرصۂ کرّ و فر جنگ
چہ رستم دل شیر و چہ رستم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیردل ابن صاحبقران

نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے

قلعہ کے آپہونچا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ پڑنے لگا مگر اسد نے نیا سر کہ دیکھا مثل آسمان
وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی یہان اہلیانِ لشکر نعرہ اسد نامور کی صدا سُن رہے ہین
توپون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اِسوجہ سے اہلیانِ لشکر کو طلسم کشا
اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولہ چلنے لگا گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا مثل سمندر اُس دریاے آتش کو طی کرتا ہوا
طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی ایسا ہی دل وگردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا برلب خندق
پہونچ کر نعرہ کیا او نہنگ خونخوار کیون مال خراب کرتا ہی منم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی قلعہ مین کھلبلی پڑ گئی نہنگ خونخوار نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ
آپہونچا گولہ اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی زمین قلعہ
تھرائی اب جو ہاتھ روکا وعنوان برطرف ہوا سُنے دیکھا کہ طلسم کُشا گرز کاندھے پر رکھے
برلبِ خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کرکے خندق کو پھاندون نہنگ خونخوار نے آواز دی
یارو اِس جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے
روکو یہ کہکر ساحران خرس پیکر بلوہ کرکے آپڑے قلعہ سے نکلے پُل تختہ پڑ گیا ایک ساحر
زبردست دور کابے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا
بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا کہ
مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے نیشکر کو بدر کیا اُس بیحیا نے جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا
اسد شیردل نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدکردار مُنہ کے بھل زمین پر آیا
اسد نے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج
مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا بڑھکر جسکے ہاتھ
مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحۂ ہستی سے مٹادیا کسی کو جھنبوا کا ہاتھ مارا کسی
کے سر پر تلوار پڑی مع راکب و مرکب چار پارے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ لڑ رہا ہی
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ؛ رزم او دید و بگفت آفرین صد آفرین ؛ کیا
عجب ہی زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو نہنگ خونخوار پکار رہا ہی

یار و سحر نگر و صاحب لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے آتے ہیں او نامردو آتے نہیں آتا کیسا افسر لشکر ہی مقابلہ سے منہ چھپایا مردانِ عالم کے سامنے نہ آیا استادانِ سخنور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب افروزشش جہت جہانداری شاہزادہ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان ترسان بہیبتِ شمشیر اسد نامدار سے کاشانہ مغرب میں جا کر مخفی ہوا ماہِ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان میں جلوہ فرما ہوا ہر چند کہ پردہ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشہ جرأت کا نہ ہا اسی طرح ہنگامہ گیر و دار بلند ہی قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہیں نہنگ خونخوار ترغیب دے رہا ہی پکار پکار کے کہ رہا ہی ارے یار و طلسم کشا کو قتل کرو کیسے نامرد ہو ایک شخص کو نہیں گرفتار کر سکتے ہر طرف سے ساحر بلوہ کرتے ہیں مگر یہ رستم وقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہر چند کہ تمام جسم چھپا ہوا قطرات خون جسم سے جاری مگر صولت و شوکت جرأت و ہمت میں فرق نہیں اک عجب عالم یاس ہی دل سے کہ رہا ہی کہ ای اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہی کہ بندہ درگاہ صاحبقرانی نہنگ خونخوار کو قتل کرو یہاں ہنگامہ بیشمار و بدم ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہیں اگر دس قتل ہوے ہزار آگئے کسطرح اپنے کو تا بہ نہنگ جادو پہنچاؤں چھلاوا کیونکر بنجاؤں وہ بجا بالائے قلعہ میں زیر قلعہ زمین و آسمان کا فرق ہی ای پروردگار کوئی تو سامان پیدا کر ظاہر تو اس خونخوار کا قتل ہونا دشوار ہی مگر تو ستار و غفار ہی ای عیب پوش عالم و ای خالق اکرم اس بلائے ناگہانی سے نجات دے یہ مرحلہ طلسم نہیں ہی اسپر یہ سختی واقف کارانِ طلسم جو کہتے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا دشوار ہی ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہی سراسر تیرا احسان ہی اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی بہیبت شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغہ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا

اشعار

روزِ دیگر کاین جہانِ پرغرور
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترکِ روز از خرامان زرین سپہر

قلعۂ نہنگ خونخوار میں گھنٹے ناقوس بجنے لگے ساہری د جمشید کی صدا میں آئیں پوجا پاٹ کرکے نامردوں نے کمریں باندھیں پھر آکر شریک

جنگ ہوئے اِس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بڑھکر رکب ہی کو پکڑ کرتے ہین
اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذر رہے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر
طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا کمندون مین گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اِس کو پھنساؤ
یہان تو یہ سامان درپیش ہین اسد نامدار کو بڑے پس وپیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد
نامور کے سب متردد متفکر رات بھر نعرۂ اسد کی صدا سُنی کان لگائے ہین جب صدا آجاتی ہی
خوش ہو جاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہی
چیخین مار کر روتا ہی خواجہ عمرو اُن سبکو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے
دعا کرو کہ تمھارا آقا کافرون پر مظفر و منصور ہو رنج والم دل پُرغم سے دور ہو اگر دریا بیچ
مین حائل ہوتا اپنے کوتا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی مٹاتے مگر دریا سدراہ ہی حاکم بحروبر سے
دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہرچند کہ خواجہ عمرو بظاہر سبکو سمجھا رہے ہین مگر کلیجہ پر چھری چل رہی
ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ
مخمور سُرخ چشم طاؤسانِ زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ
کھڑے ہین اہالیانِ لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سرنگون بارگاہین ہر مقام پر چھپی
ہین سامانِ حزن وملال مہیا عیش وراحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا اے شاہنشاہ
اوجِ عیاری خیر تو ہی ہمارے آقاے نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے
راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا اے سرداران نامدار و اے ملکہ بہار فلک کجرفتار
درپے آزار ہی مین نے کس دقت سے مصیبت اُٹھا کر دو دو کو گرفتار کیا لوحِ طلسمی افراسیاب
سے لی جب اِس مقام پر پہونچا صدہا اہالیانِ لشکر اِس دریا مین ایسے ڈوبے کہ ابتک نہ ابھرے
اسد نے موج مین دیکھا وہ شیر دلیر جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا آٹھ پہر گذر گئے صدا نعرے
کی شیر دلیر کے آرہی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا کمند
بنکے کھینچ لیتی ہی یہ بیچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی ہین ہزارون
نے اپنی جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سنتے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا
طرف ملکہ بہار کے متوجہ ہوا کہا اے گلِ باغِ افسونگری و اے سرو ریاض سحر و ساحری تمنے

حال دریا کا سُنا نہنگ خونخوار اِس مقام کا حاکم ہی اُس ہیجا کو سحر کسنے سکھایا شعبدے کے
بھی لائق ہوا بے آبرو نے دریا بنایا ای شاہنشاہِ عیّاران عالم ابھی جاتے ہین فنا یا اُسکا
دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبانِ قدرت گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا
ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوتِ احمر کا کنٹھے سے نکالا تینون
سردار طرف دریاے قہار کے بڑھے اول باغبانِ قدرت نے بڑھ کے گیند پھولون کا دریا
پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لبِ تغلین کو جنبش ہوئی نگاہ سحر آگین ڈالی
بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ قہر دیکھا برق چمکی آسمان سے آگ
برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین بند
ہوئین پتھرائین ورم آگیا موجون نے براے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان نے
دستگیری کی کلائیان کاٹین گرداب جو قصرِ مصیبت تھے اُنکی دیوارین گرنے لگین غراٹا کم ہوا
خوف سے اِن ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غار پیدا ہوے پانی
کو پناہ باقی مشکل جا بجا خشکی پیدا ہوئی ٹاپو ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دُور سے کھڑا
ہوا تعریفِ سحر بہار و باغبان و مخمور کر رہا ہی پلٹ کر باغبان نے آواز دی اے سرفروشان
لشکر اسلام و اے جوانانِ خوش انجام جلد کمر بندی کرو دریاے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و
بہار و مخمور اُس دریاے سحر مین پھاند پڑے عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قلعہ
نہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر گرد بیچ مین اسد نامدار عالیجاہ بہوش شعار مصروف
کارزار تھے عرصہ مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے
گیند مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین
سرخ ہوئین نگاہِ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی اے سروِ باغ حسن و جمال ہم تجھپر
مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ٭ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ٭
سامری پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو
بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا
نام روشن ہوتا ہی اپنے دستاو قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیجا نہ فریاد کرو دل ہیجا دل

نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا اے گل بوستانِ خوبی واے بلبلِ چمنستانِ محبوبی تیرے بہار عارضِ حسن پر نثار تیرے سودا سے زلفِ معنبر کے خریدار ہین واسطہ سامری کا آنکھ تو چار کر اتنا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بڑھکر لگا عاشقانِ جانباز کا جھگڑا چکا ہمتو جان و دل سے تجھی پر نثار مرنے پہ تیار ہین تیری ہی الفت کا دم بھرتے ہین سودا سے محبت مین سرفروشی پر فخر کرتے ہین لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہین شعر تمھین پہ ہون عاشق تمھین پہ ہون شیدا ؁ مرے جان تمھین پر مری جان فدا ہو ؁ ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کر کا نہ راندے اسقدر نہ گڑ گڑ ائیے جلوۂ عروسِ مرگ ملاحظہ فرمایئے سرخرو ہوجیے آپکے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان مین نئی بہار ہو ان کشتگانِ تیغِ ابرو نے دم شمشیر پہ گلے رکھے ہاے کھکر جاندی ہزارہا ناری جہنم داخل ہوے مخمور کا جیب دانہ یاقوتِ احمر جیسا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی پہونچ گیا ابتو دونون لشکر مل گئے نظم

افغان و غریوِ کوس برخاست
افروختہ گشت آتشِ کین
برباد یلانِ آہنی تن
میزد بہ سریغ دست بر سر
باران شدہ تیغ و تیر کینہ
گم گشتہ زمین و چرخ اخضر

شد قلب و جناح ہر دو صف راست
خورشید برین سپہر اخضر
گردید ز کوہ کوہِ آہن
مرگ آمدہ و رکمین جانہا
آن دوخت واین دریدہ سینہ
سرہاے سران فتادہ برخاک

ہر سو دم تیز تاسے زدمن
از نالۂ کرنا سے شد کر
کوس از غمِ سروران لشکر
جا کردہ بگوشۂ کنا نہا
در خون یلان دگر دِ لشکر
پہلوے دلاوران شدہ چاک

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی لڑتا بھڑتا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار بہارِ حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک جانب خواجہ عمر و لڑائی مین مصروف جو ساحر مر کر گرا اسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے اتار لیے تلوارین لوٹی چیتے پھرتے ہین اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اسنے قصد کیا سحر کرے جست کرکے حلقۂ کمند کا لگایا گرتے گرتے خنجر مارا سر تن سے اتارا ساحرون کے مرنے سے صدا آرہی ہے لیکن اسد نامدار شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے ہمت سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کردیتا ہے سحر باطل ہوجاتا ہے بڑے بڑے سحر

اُس بیچیا نے کیے مگر کچھ نہ ہو سکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بداختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اسدِ نامدار نے تیغۂ خون آلود پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار کا مارا برقِ شمشیر چمک کر گری خرمن حیاتِ نہنگ بدصفات کو پھونکدیا مع گینڈے بیچیا کے چار ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی قلعہ تیرہ و تار ہو گیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام بن نہنگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم تمام ساحرانِ قلعہ لڑائی سے عاجز ہو چکے تھے چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی اسدِ نامدار نے تلوار کو روکا بنیادِ انتقام مین کیا رئیسانِ شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوئے لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین اسد غازی مع سردارانِ نامی و ساحرانِ گرامی آکر داخل بارگاہ ہوئے باغبان و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوئے اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہی کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر تو بخیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہی نہ تشریف آوری کا سبب کیا ہی بہار نے دست بستہ عرض کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کر سکتے ہین ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار تھین یا تو انکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونیکا تردد تھا جب مژدۂ فرحت افزا ملا لوح دستیاب ہونیکا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کرو اُسی شبکو لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب ہوئی یہان کے قواعد مین کچھ تردد ہو آپسمین صلاح کر کے آگے بڑھ آئے یقین ہی لشکر بھی قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل ہی پروردگار ان سبکا کفیل ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی

نظم

الٰہی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات
زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تسخیر
فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات

زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر
عطا کرے تجھے عالم مین قادرِ قیوم
بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تن قوی و مزاجِ صحیح و عمر طویل
سپاہِ وافر و ملکِ وسیع و گنج خطیر
یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

دوستِ دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہائے لشکر معلوم ہوتے ہین اسدِ نام

لشکر کا سنکر اشتیاق دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا آمد لشکر بصد کر و فر آگے آگے علمدار انکے عقب مین سردار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کا ملکہ مہرخ و نافرمان و شکیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پایہ تخت شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوے سواری شاہنشاہ کی مثل باد بہاری آتی ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار بےمثال دیکھا تخت رکھوا دیا ادہر سے اسد نامدار باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوے آپسمین آنکھین چار ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھکر کہا بی بی سجدہ شکریہ پروردگار کرو ہنگامہ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمھارے وارث کو تمسے ملایا وقت خوش ہونیکا ہی اسد استقبال کرکے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ بہار و باغبان نے تمام کیفیت نہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ پہونچ جاتے آٹھو پہر لڑتے ہوے طلسم کشا کو گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو پہونچایا ماشاء اللہ کس زور و شور سے اس معرکہ مین لڑے نہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین قتل کیا مکار نے بڑا شعبدہ بنایا تھا راہ مین دریا حائل کردیا تھا بہرنوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا ہو سرداران نامی کو خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز کیا عنایت رب اکبر پر ناز کیا خواجہ عمرو منھ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہوگئے لوح طلسمی ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائینگے ایک بات کا بڑا افسوس ہی لڑکے بالے پوچھین گے کہان گئے تھے تو کیا کہین گے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہی۔ بارہ برس دہلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ ہی کہ۔ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے بی بی کہینگی نگوڑا نکھٹو کس ناقدرشناس کے ساتھ تھا کہ ٹکا لیکر گھر کو نہ آیا اسوقت کیسی شرمندگی ہوگی زادسفر تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے میان اسد صاحب دولت وجاہ مین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار و کس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان آپ نے سارے شہر داؤدیہ کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمرو غصہ مین بلٹا کہا بٹیا وہ ال

تمھارے باپ کا تھا ملنا ہمارا یاد رہا صرف کا خیال نکیا لاکھون روپے مصاحبانِ داؤد کو دیے قرضدار ہو گئے شہر داؤدیہ مین منھ دکھانے کے لایق نہین ہین مہاجن ڈھونڈھتے پھرتے ہین علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہی جس حال مین ہین شکر خدا ہے کارساز ہی اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ جائینگے وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھین گے طلسم ہوش ربا سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے یہان پیسہ میسر نہین کیا تحفہ لیجائین آقا کو بھی نفرت ہو گی بموجب مضمون چھو چھان تجھے کن پوچھا یہ کہکے کرسی سے اُٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہی یہ کہکہ خلعت پرزر طلب فرما کر دیا جملہ سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ اور حاضر کیے اور کہا مین حضور کو نہین جانے دونگی عمرو نے گلیسے لگایا پیشانی پہ بوسہ دیا کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر مجھے تجھسے محبت ہی بی بی تجھکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا مرغ زرین نبکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر جام و صراحی لیکر حاضر ہوے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی زنوازی سنینگے طائفون کو منع کرو و خواجہ نے کہا اے نور نظر مین تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر مین ہون بسم اللہ مین تو خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی ایک غزل عاشقانہ تمکو سناؤن نئے طور سے آج زنجائین یہ تو خوب یقین ہی کہ تمھارا باپ بادشاہِ طلسم ہوش ربا سطوت و صولت و لیاقت مین یکتا لیق و خلیق غربا کا کفیل اُسکے گھر مین تمنے پرورش پائی ہی ہمت و سخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہوئی تمسے ہمین کیا انکار ہی اسد نے کہا پھر حضور نے پاؤن پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو خلل ندے بادشاہون کے دربار مین در انداز ضرور ہوتے ہین مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سنیگی بس بی بی تم اب متوجہ ہو انکو بکنے دو یہ فرما کر خواجہ نے زنگالی آنکھ ملا کر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی غزل

چرا کر لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے
کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے

ہوے واعظ بھی آخر عشق مین اس بت کے سرگردان
بھلا بیدین ہمتو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے

اُسے آتے جو دیکھا اُٹھکے دوڑے البستر غم سے
وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے

وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا
ہمارے ہجر مین دیدے یہ دریا بار کیسے تھے

ہوا یہ طول فرقت کو کہ دل سے پوچھتا ہون مین
جبین کیسی تھی میرے یار کے رخسار کیسے تھے

مجھے اے برہمن زادو پھنسایا اپنی الفت مین
یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمھارے گیسوون نے کیون نہ جھاڑا میری تربت کو
سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے

وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر سو چمن مین
وگرنہ آگئے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے

وطن کے باغ سیر سبزۂ صحرا سے مین بھولا
چمن ہین کس روش کے ای جنون گلزار کیسے تھے

عوض مہر و وفا کے اب جفا و جور مجھپر ہی
مجھے حیرت ہی تیرے وعدۂ و اقرار کیسے تھے

اُلجھکر مر گئے ہمتو بھی یہ سیدھے نہین ہوتے
پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے

لپٹ کر یار سے تا صبح سوئے وصل کی شب مین
سحر تک شام سے فرقت مین ہم بیدار کیسے تھے

نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میرے
لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اتبک
مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل سبکے بھر آئے شب بھر خواجہ نے نے بجائی بوقت سحر اُسی طور سے وہ جلسۂ عیش و عشرت آراستہ ہی دماغ سبکے ترو تکل زرین پر اسد الیاس افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت و سخاوت حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر سب عیارانِ نامدار خنجر گذار اپنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے گرد مین لشکر ظفر اثر فروکش ہی ہر ہر مقام پر دورۂ جام بے دغدغۂ خیال انجام گردش مین پردے بارگاہون کے اُٹھے ہوے افسرانِ فوج اپنی اپنی بارگاہون مین ناچ دیکھ رہے ہین جوشِ عیش و عشرت مین ہاتھ اُٹھا کر شاہزادۂ عالیوقار اسدِ نامدار کو دعائین دے رہے ہین کہ پروردگارا ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت و مردانگی مین ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش جمع ہین انشاء اللہ طلسم ہوش رُبا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہان پائینگے افراسیاب خانہ خراب کو قتل کرینگے نامرد کو للکارینگے کیا لڑسکے گا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکستِ فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اُٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہین جس جانب نظر جاتی ہی بجز آبادی کچھ نظر نہین آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ جو راستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا اسطرح کا جلسۂ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا فلک کجرفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگِ تفرقہ پھینکا چاہتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا بیٹھا تا نہین کسی

کا اسے وصل بھاتا نہین ہو اس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہی اسکی محفل مین کج خلقی کا اتفاق پڑ رہا ہے کسی کو مثلِ نقشِ قدم مٹائے رہبر و جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک کجرفتار شاد ہو ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہی و بدم در پے آزار و رنج رسانی مین اصرار بانی بناے ظلم و فساد آمادۂ بدعت و بیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سے گنبد نور پر سالہا سال قید رہے جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جاکر کیا مصیبت اٹھائی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خوش رو جلسۂ جام و سبو رنج و مصیبت مین مبتلا تھے دریاے آفت کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اس محفل عیش و نشاط کو دیکھکر فکر مین ہی کہ سنگ تفرقہ پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک کی کیا رنگ دکھلاتی ہی ظاہر ہوا کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہی اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش و نشاط کو موقوف کیا سرداران سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریا دل دکھانا چاہیے دریاے نیل تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی واسطے ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اسی مضمون فرحت آئین کا ایک نامہ طرف کوکب روشنضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اسمین تحریر فرمایا کہ ای برادر بجان برابر عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار پس فردا صرف باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے مٹانے خارستان راہ کے طرف دریاے نیل کے جائینگے کل لشکر دامنہ قلعہ نہنگ خونخوار مین فروکش ہی مین بھی عقب مین طلسم کشا کے حضور جاؤنگا یقین ہی افراسیاب جادو و برسر سرخ وغیرہ لشکر کشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سرداران جانباز سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اس لشکر کا خیال رکھنا واجب و لازم ہی وہ مالک بحیات حاکم ہی والسلام والاکرام ساحر تیز رو نامہ لیکر ادھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کل بوقت سحر اسد نامور طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین خواجہ واسطے بالا دوی کے گئے ہین برق و چالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشۂ داؤد لیکر پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا و چند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاس سرشت
کہ پرکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر
صدق اور کذب پر ہر نکتہ کے ہی شرط نظر
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
دل عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اک گہر ٹوٹے تو ہون کتنے ہی پیدا گوہر
رزق تو در خور خواہش ہی پہونچتا سبکو
غرق ہی آب مین پر تر نہین اصلا گوہر
ربط ناچیز سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
کور کیا جانے یہ سچا ہی کہ جھوٹا گوہر
خلش خار جنون سے ہی پروتا کیا کیا
اسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر
کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
ہو نہ ہم صحبت تا رگِ خارا گوہر
ہوتی غربت پہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
ہر قدم پر ہی قدم آبلہ فرسا گوہر
غوطہ دریائے سخن مین ہین لگاتا ناہتر

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام ہذا

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہی دل مین جلے داغ
کیا دکھ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پائے داغ
کیا کیجیے گریبانِ دل بیتاب کی کہ ہی
کرتا ہی سخت ناخن غمزہ خراشیان
اُس رشک مہر وش کی نشانی ہی دیکھنا
چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُسنے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا از بسکہ مین
رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان
تارون کے بدلے گن گئے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جاے سے

اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سوائے داغ
زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھائے داغ
سینہ ہی ایک شعلۂ جوالہ جائے داغ
دل کو یہ کسکے چہرے کے چیچک کے بھائے داغ
ای چشم اشکبار کہین یہ بجھائے داغ
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے داغ
خو کردہ تھا یہ تاب و تب شعلہ ہائے داغ
پہلو برائے زخم ہی سینہ برائے داغ
ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے داغ
مومن غضب ہی آتش لذت فزائے داغ

رائے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا رنج و مصیبت مین مبتلا صورت نگار جادو صورت ناگن وزیر زادی کی بنی ہوئی مکر کی باتین منزل بمنزل سمجھاتی ہوئی قریب لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جا کر

ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین الماس پوش کی افسر ہین سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہی ایسا نہو وہ بی جھلو ٹو ٹکے ٹامڑے کر نے لگین کچھ سیری بھولی شاہزادی کو کھلادین تو مین کیا کرون اسی مقام پر اُتر یے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ والد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیار گلشن جنان ہوئے لاش اپنے باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین اسمین محبت کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی ہی کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو اقرار نامہ اُنسے لیجیے کہ بی مہ جبین استقبال کو آئین سلام کرین اُنکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا اُنکی کیا حقیقت ہی سلام کرنا اُنکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیرزادی کی راے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر ایک کنیز کو روانہ کیا اُسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سرداران سرفروش کے خیمون پر نظر ہی ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف سحر خوانی مسلح مکمل ہر وقت تیار آمادہ حرب و پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ماہر ہین بخوبی حال ظاہر ہین جسوقت اُسکا جی چاہتا ہی لشکر اسلام پر آپڑتا ہی بقہر و غضب لڑتا ہی مدت مدید عہد بعید سے یہ جفائین اُٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تعریفین سب سردارون کی جانبازی کی کرتے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش خاک اُڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون نرگس خیر تو ہی نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا ای شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہوگئین شہنشاہ داؤد سیار گلشن جنان ہوے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے گریبان پھاڑ ڈالا طرف صحرا کے کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ ہو لیے اُس بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے کہ بیان کرو کیا لڑائی پڑی افراسیاب خود چڑھ آیا فلک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزین عرض کرتی ہین ای شہریار سامان لشکر کشی کہان ہوا صرف صورت نگار جادوا آئی شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی اُس کافر نے عین محراب عبادت مین مرد مومن کا خون بہایا اُنکی لیاقت اور غربت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد

نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر بچین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے اُنکو بچایا کئی دن پیشتر آپ کے فراق مین نہایت بیقرار بعین ناگن وزیر زادی نے سمجھایا چرب زبانی سے واسطے شکار کے لگا کر لے گئی شکارگاہ مین یہ خبر وحشت اثر سُنی وہ حرامزادی سارے شہر کو سُنا کر بکانون کو گرا کر صحیح و سالم چلی گئی جب ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کو سے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب لائق رہا ہنے کے نہین رہا یہ حال مصیبت مآل سنکر اسد بکار رومال پہ رومال تر ہو رہا ہی دل اُسکی مصیبت پر رو رہا ہی جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا پہونچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد غازی کا کلیجہ پھٹ گیا ملکہ بھی پیرہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار بکار سیاہ ساتھ چلانی ہوئی کمر کے ٹکڑے ٹکڑے دکھاتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس در یتیم پر پڑی ملکہ

مین کرتی ہوئی بڑھی کہا اے شہریار ہم یتیم ہوگئے نظم

ضبط ہجر کی توانائی نہین	طاقت صبر و شکیبائی نہین	ماجرا ہی سخت مشکل کیا کرون
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون	بس چلے تاب و توان کا کب تلک	پاس ہو راز نہان کا کب تلک
پھر سر شاہ لالہ گون غماز ہی	رنگ رو پھر مائل پرواز ہی	پھر ہوا ہی ناخن غم جانخراش
پارہ پارہ دل جگر ہی پاش پاش	جان پر اللہ کیسی آبنی	حال بگڑا جاے ہی یہ کیا بنی
چارۂ تدبیر کا امکان نہین	درد اپنا قابل درمان نہین	حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح
ماجرائے غم سناؤن کس طرح	اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ کے پاک کیے فرمایا	

ملکہ بخدا یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار قتل ہوے مگر انشاءاللہ یہ خون بالا بالا نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھیگا جسوقت خواجہ عمر و سنینگے وہ اس خون ناحق کا بدلہ لینگے صورت نگار نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قلم کیا انشاءاللہ جو ظہور ہوگا آنکھون سے دیکھو گی اے ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو میت جلد دفن کرنا مناسب ہی راہ مین بھی کئی دن گذرے ہونگے صورت نگار تو تھرائی دل سے کہتی ہی اے صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا ہوا میری جان بچنا مشکل ہی اب یہی علاج ہی کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اُسکے پاس رہگئی مجھکو ڈھونڈھکے ماریگا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی کمر سے خوب روئی کہا حضور اب دیر نہ لگایئے اس مرد موحد کا لاشہ اُٹھایئے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے

اگر جنازہ اُٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دست حق پرست سے دفن کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی عقائد مسلمانون کے بڑے کامل ہین کلمات تلقین سنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے اشارہ کیا حضور ایسا ہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان خون قبا کو سمجھایا قبر سے واودہ کی اٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہی بموجب شعر حضرت شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ؂ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ؂ ملکہ یہ دنیا مقام عبرت ہی حضرت آدم ابو البشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے فرحت کے کہ دوسرا انیس ممکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا انکے جمال مہر تمثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو انکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن مین مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اورون کے مردون کو زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم نیا رنگ دکھاتا ہی بیت ہر دم از این باغ برے میرسد ؂ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ؂ دیگر اشعار آبدار از الم

عقلا و دانا ! باغ یہ نہین دلکش
آئینہ زن چراغ عقل یہ ہی
لالہ و دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
کما فلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان نوش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین گرو جو قبا ہے

اس چمن کی ہوا سے بچن دوے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہوشان محفل درد
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر | ان اشعار عبرت آثار کو سنکر

ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا لطف عیش دل سے گر گیا نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بدحواس ہوگئین کہتی تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہی دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی مسافر کو آرام سے کیا کام ہی معلوم ہوا دنیا عبرت سرا ہی اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہی ہر چند کہ صورت نگار کافرہ بت پرست ہی بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہی مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر بدلی غم و الم کی چھا گئی بہ مشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا اشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے اپنی بارگاہ مین لیچلیے ملکہ نے اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ ہوا آپ رنجیدہ نہون واللہ نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن انکا غبار گناہ سے آلودہ نہوا توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا انکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور ملکہ کئی روز سے بے آب و طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا کھلایئے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھایئے اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین مسافر روز باجگر پرسوز سیاحی عالم بے ثبات کرکے داخل سراے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت جلالت آیات فلک پر متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بہ تعجیل بارگاہ مین روشنی کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ گلرخ و بہار وغیرہ بھی تمھارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ نفاق ہین مین صبح کو طرف دریاے نیل کے سفر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا مضمون لوح سے ثابت ہوا کہ ابھی لوح بیکار ہی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی رازداران طلسم کہتے ہین جبتک دریاے نیل قبضہ مین نہ آئیگا اس مرحلۂ سخت و صعب کا طی ہونا دشوار ہی ملکہ تو شاہزادے کا منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے بڑھکے عرض کی ای شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ

مصیبت کشیدہ کو سمجھاتا ضرور ہی حضور کی فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آجکی شب یہین
آرام فرمایئے بوقت سحر انکو لشکر مین پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے بہر نوع صبر کرینگی حضور کے
لیے دعاے فتح وظفر مین مصروف رہینگی، اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شبکو جانا میرا باعث
بیقراری لالان خون قبا ہوگا ملکہ لالان نام فراق سنکر روتی تھی اسد نے اشک اُنکے دامن
سے پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ وبوے گل حدیقہ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام
کرینگے سفر وحضر تمھاری راے پر ہوگا صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سبکا
تبدیل کرایا یہان تو اسد غازی آمادہ ہو چکے کہ شب کو اسی مقام پہ رہین صورت نگار اس فکر
مین کہ یہ دونون عاشق ومعشوق آرام کرین جسطرح بنے لوح طلسمی لون طلسم کشا کو قتل کرون
لالان خون قبا کا خون بہاؤن شل شہرداؤد یہ انکو بھی سلاؤن لوح لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون
عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال خواجہ عمرو وملکہ مہ جبین الماس پوش کے
گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو وملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان
زرین پوش حاضر خدمت فیضدرجت مین تین دن لشکر مین جشن نوروزی رہا اب خیال سفر طلسم کشا
مین متردد ومتفکر یقین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سنا بی بی لالان خون قبا
دختر شہنشاہ داؤد یہان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا کے
اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لیگئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ
مین اُنکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لاکے پہونچایا بی بی ان عورتون کے چلتر
سے ڈرنا چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُترین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو
آکر دفن کیجیے آپ کی محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہی مردے کے
سامنے ٹسوے بہائے ہونگے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا
اب خاصہ وغیرہ نوش فرمایئے مردہے کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھینگے اب سفر
کیسا جستجوے طلسم کشائی کجا واری ہمکو ڈر ہی کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون
کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھسے لڑائی رہا کرتی تھی پڑوسن نے مجھکو ایک ٹوٹکا بتا دیا کہ بوا
جوتی سے آٹا تولکر ٹکیا پکاؤ اندھیرے پاکھ مین میان کو کھلاؤ ہمیشہ جوتی کے نیچے رہینگے مین نے یہی کیا

اب کبھی سر نہین اُٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون حضور ایسی باتون کا ڈر ہی بعض ٹوٹکا پلٹ
پڑتا ہی مرد کی جان جاتی ہی ان خیالات مین لونڈی بہت گھبراتی ہی جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ
پاؤن کے کھینچ لاؤن مجھسے بی لالان نہین بول سکینگی مین آپ کی خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین
سناؤنگی صاف کہدونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُڑھری ہو میان سلامت رہین ایسے ایسے
معاملے بہت سے ہونگے رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سنکر ملکہ مہجبین رونے لگی کہا بوا تم
دخل نہ دو مین اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑجاتے ہین تلوار چمکاتے ہین مجھے کسی شغل
سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا نام خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے
لوگ جمع ہونگے مجھے چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو سے کام ہی جلد اُنکو بلا کر لاؤ مجھے سوار کرا کے نذرت
مین میرے ابا جان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدہ شیر گیر کے زیر سایہ دامن
دولت بسر کرونگی عمر بھر اُنکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر بیٹھین مزے اُڑائین مین
پھر اُنکی عاشق نہین ہون نئے لوگ اپنا عشق جتاتے ہین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ
مہجبین کا غصہ مین چہرہ سُرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات منہ سے
نہین نکلتی ہے سوت کا نام جو سُنا ضبط نہین ہو سکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اُتاری کہا
اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹکے منہ سے نکلجائے ابھی میرا خاتمہ ہو گیا مین وصیت کرتی ہون میرے جنازہ
پر نہ آئین میرا مردہ خواجہ عمرو اُٹھائین دلآرام وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا واری آپکے
دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز کو بھیجا ہی خواجہ عمرو آتے ہونگے اُنسے
شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی خدا وارث کو سلامت
رکھے الٰہی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر نقش ہی اس
مقدمہ مین جو کچھ سچ ہوگا کُھلجائیگا خواجہ عمرو ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اُسوقت باتون پہ
ملکہ مہجبین و دلآرام کے محل مین ہنگامہ جہان جا ملکہ بیٹھین ہین کھسر پھسر ہو رہی ہی دیکھو بوا
طلسم کشا نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا
کی بارگاہ مین گئے ہین مردوے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی بوا ہماری بی بی صاحب نے
اپنی محبت ظاہر کر دی یہ بڑی خرابی ہوئی جہان مردوے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی
پہلے

جاتے ہین اپنے آپ مین نہین رہتے یاردن مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہی دیکھیے
اب کیا ہوتا ہی ہماری ملکہ بہت بگڑی ہوئی ہین بڑی ضدن ہین برا مانا منھ پھلایا ہی سوت کا نام
سنکر غصہ آیا ہی ایک نے کہا بوا بیٹھو کچھ بھی اب نہو گا اُنکے سر پر کو دون دلینگے ملکہ کو اس قدر بھی
مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا
سقد ہی ہوا مین پڑھی لکھی ہون دیکھو سعدی نے کہا ہی شل گر بہ کشتن روز اول ٭ اگر یہ نہ کرینگی
پچھتائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین جو کنیزون کی ملکہ نے سنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب
سنین لیکن دل کی جو کیفیت ہی کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن اشعار

یاران غم یار من ہمی پرسید
از یار و دیار من ہمی پرسید
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم
جز راہ مزار من ہمی پرسید
اب کرتی ہی سانس بھی گرانی

درد دل زار من ہمی پرسید
برکندہ دل از دیار و یارم
حال شب تار من ہمی پرسید
ہر دم ہی کچھ اضطراب دل کو
سب خاک مین ملگئی جوانی

در من نہ قرار ناید و نے صبر
از صبر قرار من ہمی پرسید
بینی بس ازین پئے زیارت
طاقت نے دیا جواب دل کو
ای دلارام وای مصاحبان

قدیم اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی
یقین ہی سنکے تشریف لائین کہدینا آپ کے ظلم و بدعت نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگر سوز نے جلا کر
خاک کیا ایک جنازہ دفن کر چکے اس کشتہ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھائیے تا بہ قبر پہونچائیے
دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ ای گل باغ خوبی کا نٹا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی قد
یصد رشد و مد باغون مین چمن کیجیے باغی نہ ہا عین بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد گلچین
کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ہچکی لگ گئی بات منھ سے
نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو پھرتے پھرلتے دربارگاہ ملکہ زہرہ جبین بر آئے محلدار نے پکار کر کہا خواجہ
سلامت اندر جائیے عرصہ دراز سے ملکہ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین کیا رنگ اُچھل
رہا ہی آتش غم والم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہی عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی محلدار نے کہا آپ
اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا میرے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہی یہ بھی گھبرایا
بیقرار ہو کر محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج والم ہی ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہی ملکہ جبین

الماس پوش کو دیکھا تمام کنیزین گھیرے بیٹھی ہین ہچکی لگی ہی رنگ رو متغیر ہی متردد و متحیر خواجہ عمرو کو دیکھا
ملکہ مہ جبین نے اٹھکر خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر رو دی عمرو نے دامن سے اشک پاک
کیے پیشانی کے بوسے لیے کہا کیون نور نظر خیر تو ہی دشمنون کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہی مجھسے
مفصل کہو ای مہ جبین مجھے چالاک سے زیادہ تجھسے محبت ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو اندھا کر دون
مہ جبین تو فرط گریہ و زاری سے جواب نہ دے سکی دلارام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور مجھے
سنیے آپ کے نواسے صاحب نے اور معشوق کی آنکھوں سے دور تھی کوئی نہ جانتا تھا بی لالان خون قبا
کے والد مارے گئے وہ لاش لیکر آئین طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میان داؤد کو دفن
کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہی کہ آج شب کو وہین تشریف رکھینگے انصاف فرمایئے انکو یہ مناسب تھا
کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کرین سوت کے خیمہ مین چلے جائین یہ مضمون سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے مگر ضبط
کر کے کہا ای نور نظر مہ جبین لالان خون قبا کے مقدمہ مین ملال نہ کرو انصاف شرط ہی اُسی کی وجہ
سے اسد کی جان بچی اسکے باپ کی وجہ سے نوچ ملی عشق مین اسد کے لالان خون قبا نے
کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے لیکن اُسنے نہ بتایا اگر اسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا
لیکن بیٹیا اُسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا مرتبہ نہین ہی نہ ہو سکیگا اگر سو معشوقین اسد کی ہونگی سبکو
تمھاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال نہ کرو بلکہ دعا مین مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے
نوچ پر کوئی افتاد نہ پڑ جائے تم کھانا کھاؤ عیش کرو دلارام تو نہین ملکہ کو سمجھاتی یہ فرزندان صاحبقران
مین ان باتون کی تاکید اُنپر ناممکن ہی اگر اُنسے ملکہ کو محبت ہی رشک و حسد کو دل مین جگہ نہ دین یہ کہکر
عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا مہتر برق فرنگی کو بلایا کہا تو نے سُنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے
خیمے مین پہنچے گیا ہی دل میرا تڑپ رہا ہی ایسا نہو کوئی عیار بھی اُنکے لشکر مین ملی ہوئی چلی آئی ہو
نوج کی فکر ہو گی جا کر بیٹیا تدبیر کرو بلکہ زیر پلنگ اسد نامور کے آرام کرو تو بہتر ہی مین بھی وقت پر
آؤنگا بڑا مجھکو تردد ہو اول مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بھی امر سبب سے خالی نہین ہی اسد
نامدار وہان شبکو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہین ہی کہ باتو نہین روک
لیتی یہ بھی کسی مکار کا کام ہی رات کو اُسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان
خون قبا کو لشکر ظفر اثر مین لاتے ملکہ مہ جبین سے ملواتے ان آئینہ رخسارون مین صفائی ہو جاتی

غبار خاطر دفع ہوتا اور ای برق بخدا مجکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہی صورت نگار و مصور سے سمجھ
لونگا اگر ان زن وشوہر پر پنجہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا خون ناحق
داؤد کا بخوبی بدلا لونگا برق نے کہا استاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا
اس مرد خدا پرست کو بیکس و بےبس کرکے مارا مگر کیا ثابت قدم کوسے یزدان پرستی تھا توبہ شکنی نہ کی اپنی
جان دی اگر ذرا ہونٹھ ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اسکے قلب پر تاثیر
کی حضور نے ایسی مسلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل وجان سے اپنے پیدا
کرنے والے پر مائل ہوا استاد وشاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ استاد آپ بھی چلیے
عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف
بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین
پھرتے ہوے جا بجا اہلیان طلایہ کو جگایا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سونے
کی نہین ہین خوف آمد افراسیاب ہی لشکر کشی ہوا چاہتی ہی تمام طلسم ہوشربا مین لڑائی کے سامان
ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت
اسد غازی مین روانہ ہوے لیکن وہان بارگاہ لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار
مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد
نامدار سے اشارہ کیا ای شہر یار راہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اٹھائین خیال فرمایئے
باپ کا لاشہ ہمراہ تھا ابتک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف رکھنے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا
اب رات زیادہ آچکی آرام فرمایئے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا
عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اسکو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی یہ کہکر صورت نگار
سامنے سے ہٹ گئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو سب اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہی
صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہی اب عاشق و معشوق تنہا رہے اسد غازی نے ہاتھ
ملکہ لالان خون قبا کا تھامنا چھپر کھٹ پر آئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانۂ دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول
و حزین چھوڑ کر جاینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آیگا لالان خون قبا نے کہا حضور

جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے سپہ لشکر مین کون ہی ایسا ہو بلی صحبتین میرے ساتھ دشمنی کرین
سب سردار اُنکے مطیع ہین اسد نے کہا ای ملکہ عالم کیا مجال ملکہ صحبتین سے تمہین ملواکر جاؤنگا ہر ایک کو
بخوبی سمجھاؤنگا سب سردار تمہارے تابعدار ہین دل وجان سے خدمتگذار ہین دونون کو نشۂ شراب تھا
باتین کرتے کرتے سوگئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اُٹھی پردے سے دیکھ رہی تھی دیکھا
عاشق ومعشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہی دبے پاؤن آکر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح تکیہ کے نیچے اسد
نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سورہا ہی خوف سے اُس شیر دل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی اگر
بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہوجائیگا اُس شیر کے پنجہ سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب
پلنگ کے آئی جھول سے مقراض نکالی ڈورا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھولی
جاتی ہی منہ پھیر کر باحتیاط لوح کو اُٹھایا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھولی مین رکھا اب منظور ہوا طلسم کشا
کو بھی لیچلو اُس ظالم کو کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضہ سے طلسم کشا کے نکلی اب بیدار بھی
ہوگا تو کیا کریگا اس خیال سے پنجہ کرمین اسد نامدار کے ڈالا سحر کرکے قصد کیا قبہ بارگاہ توڑ کے
نکل جاؤن قضاء کار عیار برق فرنگی بموجب حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سورہا تھا آہٹ
سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت اصلی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہی
چاہتی ہی کہ سحر کرکے بلند ہون برق تڑپ کر اُٹھا جی مین کہتا ہی ہائے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان
سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا نقشہ ہوا یہ تو زوجۂ مصور ہی پلنگ کے نیچے سے دبا
ہوا نکلا پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون برق نے چودہ
حلقے کمند کے مارے تڑپکر نعرہ کیا نعرۂ برق شعر منم برق رفتار وخنجر گذار ۔ منم یکہ لیکن گران
بر ہزار ۔ او ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہاے کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا
مارا اسد غازی پنجہ سے چھوٹے صورت نگار سے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی لفظ
اُف منہ سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گیر لیکے دوہتڑ مارا برق زمین پر گرا مثل ماہی
بے آب تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او نگوڑے پاجی بہروپیے اب کہ کہان جائیگا افراسیاب
تجکو دار پہ کھینچیگا برق کی زبان بند مجبور وہ سند زبان صورت نگار نے اُسکی بند کردی اس
خیال سے کہ غل نہ مچائے بڑھکر برق واسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبایا سحر کرکے بلند ہوئی

تا بہ قبۂ بارگاہ پہونچی تھی لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی اگر اس بارگاہ مین ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اُسمین گھُسکر سورہے جب برق نے صورت نگار پر کمند ماری نعرہ کیا اُس کے گرنے کا دھما کا ہوا عمرو کی آنکھ کھُلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار بلند ہوکر قریب قبہ بارگاہ پہونچ چکی ہی قصد ہی سحر کرکے قبہ بارگاہ توڑ ون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہی نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نپائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

صورت نگار سحر کرکے بلند ہوئی تھی عمرو جست کرکے برابر پہونچا جال مارا صورت نگار و برق و اسد جال مین پھنسے اُسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار پھنسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھلگیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی کو اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہو مین پیٹنے لگین عمرو نے کہا بیٹیا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہی مین نے اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضۂ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی باغبان و بہار و مہرخ و سمار قدرت و ہلال سحر افگن و سُرخ موے و کلکشا وغیرہ دوڑے غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہی ہوشیار کردیا ہی تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر کھڑا ہوا ہی صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کف مُنھ سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکار رہا ہی او حرامزادی فاحشہ تونے اُس مومن دیندار کو بیخطا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا تبا کہ اسوقت افراسیاب کیا ہوا دُھر اتیرا مصور کدھر گیا او مکارہ عیارہ تونے شل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرما رہی ہین کہ چھوٹے نانا جان یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیر زادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس حرامزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مارکے اُسکی صورت بنی صاف ظاہر ہی سب اُمورات کا معاوضہ ہوا جاتا ہی کل پامالیان شہرزادہ دیہ کا خون اس حرامزادی کی گردن پہ ہی یہ ملعونہ جادون کی افسر ہی ملکہ

مہرخ وبہار وغیرہ سترہ سو سردار گرد عمرو جمیع ہین گرگہر رہے ہین کہ ایسے غصہ مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا
چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق وضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے
سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب
ہمت وجرات ہی دیکھون کسقدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا ادبے انگریز کوڑے لگا
تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق وضرغام
جھپٹے صورت نگار پر کوڑے پڑنے لگے تڑاتڑ خون کے بلند ہوئے بوٹیان اڑنے لگین جب ذرا ان
دونون کے ہاتھ رکتے ہین عمرو تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر بڑھتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر
ایک سڑا کا صورت نگار پر پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیان
کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال صورت نگار کا عجیب حال پکارتی ہی اے عمرو توبہ کرتی ہون
اب کبھی ایسی حرکت نہوگی تیری لونڈی بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او مکارہ تیرے قول وفعل کا کیا اعتبار
ہی تجکو اس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اسکا خون بہایا اُسی
کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امر ونہی ہوتا تیری یہ
مجال تھی کہ اُسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے اُسکی لیاقت پھر رہی ہی میرے کلمات نے اُسکے قلب پر
ایسی تاثیر کی دنیا سے دل کو ہیچ جانا راہ خدا مین جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال
زشت نے تجکو مبتلاے بلا کرایا اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل
کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا صورت نگار قریب بمرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اسکا
دم نکل جاے دوڑکر باغبان نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بس یہ بڑے جلیل کی
زوجہ ہی سزاے کامل ہو چکی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر
مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا اے برادر بجان برابر افسوس وقت انتقال تمھارے ہم قریب نہوے کچھ
وصیت ونصیحت کرتے کس حیرت ویاس سے تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا
عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان پر مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین
اسکے زخمہاے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلبلا کر باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھکر اسد نامدار ایک ایک
سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اُسوقت

کوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جائے اسوقت کسی کا کہنا نہ مانیگے مہرخ و بہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہین مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر اُسی طور کا ہی جو یا عنبان کے ساتھ کیا فرماتے ہین برای خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت مجھے اُس مرد خداپرست کی حسرت و یاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مین اپنے ہوش مین نہین ہون اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو یہان کوڑے پڑ رہے ہین سترہ سو سرفراز نامدار و اسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہین ہر چند سردار سمجھاتے ہین مگر عمرو نہین مانتا کہتا ہی اُسکی ہڈیان تک شکست کر ڈالونگا زندہ اُسکو نہ چھوڑونگا یہان تو یہ ہنگامہ ہی

دو کلمہ افراسیاب و مصور و چند اشعار آبدار حسب حال مقام فرحت انجام برای کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہین

ابر دیکھا تو کہا دل نے بخار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی
ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہین
آگے جاتے ہو کہان تم یہ مزار اپنا ہی
سیکڑون پھول ہوے ہین غم داغ حسرت
دھیان زلفون ہی مین اب لیل و نہار اپنا ہی
اس سے سینہ مین خلش آٹھ پہر ہی ای گل
خو تمھاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
سینہ اپنا نہین داغون سے گلستان ہی یہ
ایک مدت ہوئی سنسان دیار اپنا ہی
پڑھکے اشعار برے ہوتی ہین پریان بیخود
اندنون کوچۂ جانان مین گذر اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
تجھپہ مرجائینگے ہم ہمسے بچیگا نہ رقیب
بیخودی کہتے ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی
ای صنم کسلیے دامن سے چھڑاتا ہی تو
دل نہین سینہ مین یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان لی تیغ محب پر نہ اٹھایا لاشہ
غنچہ دل نہین پہلو مین یہ خار اپنا ہی
نظر یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر
نالہ کش دل جو ہی سینے مین ہزار اپنا ہی
حرص دنیا کو جدا ہم کب دلسے کیجیے
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی
تھا بنا ہی پنجہ حسرت نے تمھارا دامن
بیوفا ایسا نہ بنجا یہ غبار اپنا ہی
دن ہو یا رات ہو آنکھون مین ہی عالم اندھیر
جان مین پھر اُسے کسطرح کہ یار اپنا ہی
دلسے توڑو گے تو ہم منہ نہ کبھی موڑینگے
جسقدر عشق مین لذت ہو وہ قرار اپنا ہی
اب کبھی دل مین بھی ہوتا نہین وہ جلوہ نما
اب نکیبے اسے نا چیر سوار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی بہر خوب گذرتی ہی وہ دل

بر سر کوہ بلور افراسیاب مغرور و مصور جادو و چند سردار انتظار

مین صورت نگار کے مصور ہر مرتبہ گھبرا گھبرا کر کہتا ہی ای شہنشاہ جور و میری اُلٹے کام پر گئی ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاے اس فکر مین کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اُتر آ گلے مین اُسکے نامہ

بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا سرنامہ پر مہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آئینہ خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی مین نامہ کھولا کہا مرشدزادے صاحب سماعت فرمایئے آپ کی گھروالی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہر داؤد یہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ مین نے خداوند داؤد کو لڑ بھڑ کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہو گا اب مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح کی فکر مین جاتی ہون ای شہنشاہ نہ گھبرایئے کا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچینگے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہوگیا کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس دھوم سے قتل کیا خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ لڑسکے اب عیاری کرکے گئی ہی بڑا کلیجہ رکھتی ہی مہرخ و بہار وغیرہ سب کو مار یگی ایک اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین بادشاہ کرین جسکو چاہین وزیر بنا دین افراسیاب جادو نے اِن غرور کی باتون پر حیرت سے اشارہ کیا اسوقت تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے ای حیرت مقام حیرت ہی داؤد پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اُسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی غفلت مین اسکو مارا جو کچھ کیا بڑا کام کیا خوب نام کیا مگر کان مین کہا ای حیرت اگر اُنکی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی بہت بلبلائینگے مین خاطر کرتا ہون اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑ کے طلسم سے نکال دونگا لیکن معلوم کیا سمجھے ہین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لوح طلسمی ہاتھ آجائیگا مگر افراسیاب نے مصور سے کہا مرشدزادے مین تو تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجیے اسمین حال اپنی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت کرنا واجب و لازم ہی بڑے کار بزرگ اُسنے کمر باندھی ہی لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہی وہان عیاران اسلام موجود ہین ایک ایک اُنمین اپنے وقت کا بقراط و جالینوس ہی ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اُٹھائے مصور نے رقعہ جمشیدی ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصور رقعہ دیکھتا ہی کبھی ہنسے کبھی

خوش ہوکر کھڑے ہوگئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشدزادے کچھ خوشخبری سنائیے کیا معرکہ گذرا
مصور کہتا ہے منزلوں کا حال دیکھ رہا ہوں صورت نگار صورت پرناگن کے ہمراہ ملکہ لالان خون قبا
کارگذاری میں مصروف ہے بڑی صاحب وقوف ہے قضائے کار افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا مصور نے غم
کی صورت بنائی سر پیٹنے لگے ہیں ہی میری جورو کہکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا ہر چند افراسیاب نے پوچھا مرشد
زادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی میں کچھ نہ کہہ سکا اتنا منھ سے نکلا اس رقعہ میں پڑھیے میں اپنی بی بی
کی مدد کو جاتا ہوں رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ بلند ہوا چشم زدن میں آنکھوں سے مخفی ہوگیا افراسیاب
تو حیران کہا اے حیرت مرشدزادے بھی عجب الو کے پٹھے ہیں جورو جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ مجھسے حال
صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہے کسی کے لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے
گئے ہیں جوتیاں کھائینگے ڈاڑھی نچوا کے آئینگے حیرت تو یہ مسخرے پن کی باتیں کرنے لگی افراسیاب نے
کہا میں طائر سحر روانہ کرتا ہوں وہ تھوڑے عرصہ میں پلٹ آئیگا مفصل حال سنائیگا یہ کہکر افراسیاب
نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا یا سامری کہکے اسکو اڑا دیا لیکن یہاں صورت نگار پر کوڑے
پڑ رہے ہیں کہ مصور آسمان پر چپکا دیکھا تمام لشکر کا جادو ہے سب سردار عمرو کی منتیں کر رہے ہیں عمرو
نہیں مانتا یہ حال پر ملال دیکھکر مصور جادو نے نعرہ کیا کہا باشیدا ای مسلمانان سامری و جمشید کی ہو
پر یہ ستم یہ کہکر بہت سے ماش کے دانے طرف مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو تو سایہ مصور دیکھکر ایک غار میں
گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر مصور نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پر اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے
لگیں مصور اسی اندھیرے میں گرا وہ ستون جسمیں صورت نگار بندھی تھی سحر کرکے اسے اکھیڑا ازوجہ
کو جاری میں کھول نہ سکا لیکن ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار میں سے دیکھا مہرخ و بہار
وغیرہ سے کچھ نہیں ہو سکتا تاریکی دفع کر رہی ہیں کئی سو ساحروں کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی
جوش میں غار سے نکلا وہی جال الیاسی کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصور کہاں جاتا ہے میرے صید
کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کرکے پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصور کو مارا مصور
و صورت نگار رسیل آہنی سب جال میں پھنسے عمرو نے اسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مارکر
بیہوش کیا لشکر میں ہنگامہ ہوا خواجہ عمرو سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اڑ گئے مصور کو بھی
مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا ان دو شہرہ دونوں باندھے گئے سوزن زبان میں دیکے مصور کو ہوشیا

کیا مصور نے دیکھا زوجہ کے جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو مثل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون
او بھیا تو میرے صید کو لیجاتا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصور نے للکارا او ساربان زادے
تو نے میری زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوٹونگا تو قیامت برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچکے جاؤگے
جو بن پڑیگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو نے ضرغام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی لینا مثل زوجہ کے انکا بھی حال تباہ دو
بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی یہ نبیرۂ سامری ہی انکی خدمتگذاری اچھی طرح چاہیے ضرغام نے جھپٹکر
مصور کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان اڑنے لگین چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصور چیخنے لگا پکارتا ہی او ساربان
زادے جورو میری مرجائیگی توبہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی جورو کو گالیان دیتا ہی کہتا ہی او
مردار تو نے داؤد جادو کو مارکر ایسی اور میری جان پر آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائے
افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش ربا مین آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہین ڈفلی لیکر مانگ کھائینگے
جسکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لینگے کنارے دریا کے چلکر بیٹھینگے
نہانے والے جو آئینگے سیر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی اے او نالائق اب مین تجکو زندہ چھوڑونگا
تیری زوجہ نے کام جادوان کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اسکے اس فاحشہ کے ذمے ہوے ذرا تو مین
دل ٹھنڈا کرلون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو کھلادون آنکھین اسکی نکالکر پانو کے نیچے
ملون اسوقت کا لشکر کا ہنگامہ سوچ تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے مین پہنائی
ہی یہ شیر مسلح کھڑا ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی نانا جان بس معاف فرمائیے
انکو قید کیجیے آپ کے مذہب مین اسقدر بدعت درست نہین عمرو کوڑا پھینکے طرف اسد کے چلا کہا
او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر کفر قاتل مرد خدا پرست اس لائق ہین کہ انکو بورئے مین
لپیٹکر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اٹھایا اسد الامان کہکر پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہی
مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہی جو اسوقت عمرو سے بول سکے
سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب برسر کوہ بلور ابھی چلے آنے مصور کے تھوڑی
دیر تو سحر آپ ہی کرتا رہا کسی نے کہا مرشد زادے جورو کو بچانے گئے ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے
تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعہ جمشیدی مین دیکھو وہ روتے پیٹتے گئے ہین کوئی تو
بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہاے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب

رقعہ جمشیدی اٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب اٹھا کہا یارو ناک کٹگئی صورت نگار و مصور ایک ستون مین بندھے ہوئے کوڑے اُنپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام کیا تھا مگر ساربان زادہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا مکر چل سکتا ہی بیر فلک کو اُسکے شعبدہ بازی سے سکتا ہی دونون زن و شوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کی واسطے نہین ہوئی خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر بڑے کروفر سے بلند ہوا شل بادل بار سے برہم چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام و برق نے اسقدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن و شوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو نے کہا ای ضرغام و برق ان دونون کو پھر ہوشیار کرو یہ مرے نہین مکارون نے دم چرائے ہین مجکو دھوکا دیتے ہین جبتک اُنکی ہڈیان باقی رہنگی جبتک مین نہ مانونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باشیدای مسلمانان غضب کیا مرشدزادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب کی عمرو و برق و ضرغام ایک جانب بھاگے عمرو نے گلیم اوڑھلی سرداران سنبھلے ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہی کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہی ان سبھون نے چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی بہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صدای فریاد والغیاث بلند ہوئی مگر اسد نامدار نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار ہم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چسپرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران ۔ شہنشاہ نام آور و کامران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو یون بیٹھے ہوئے دیکھا قلب ٹھہر گیا کلیجہ منھ کو آیا مگر طرف سے اسد کے منھ پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برسادون لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبودون مجکو ایک کس سے یہ خوف یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آکر گرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اُکھیڑا مصور و صورت نگار اسمین بندھے تھے انکو جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوشربا زور مین بھی یکتا ہی بائین ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے سنگریزے اُٹھا کر طرف مہرخ و بہار کے پھینکتا ہوا طرف صحرا کے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن اُنکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایسا ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو جھڑک دیتا ہی وہ خائف ہوکر سہم جاتا ہی مثل نقش پا زمین پر جم جاتا ہی سواے اسد غازی کے اور کسی سے نہین

ڈرتا ہے ہزارہا بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگ دل کی تپھر برسائے کبھی شعلہ جوالہ دکھاتا ہے آگ برساتا ہے عجائب
و غرائب سے ہمارا شعلہ مزاج ہلتشو عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری ہے چاہتا ہے کوئی عیاری کروں مگر مہلت نہیں ملتی
افراسیاب مثل باد صرصر چھٹا ہوا جاتا ہے سرداران اسلام کو قریب نہیں آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی ای
ملکہ مہرخ و بہار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہیں خواجہ ہم خود مجبور ہو گئے ہیں اس
ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہیں ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہے اگر اپنے کو نہ بچائیں آتش
سحر سے اس جہنمی کے جل جائیں کسطرح اس تک پہونچیں کیونکر جان بچائیں اسد نامدار ہر مرتبہ چاہتا ہے
ہیں قریب افراسیاب جادو کے پہونچوں مگر افراسیاب مثل ہوا کے جاتا ہے پیک وہم و خیال کا اُس تک
پہونچنا دشوار ہے بادشاہ طلسم ہوش ربا بلاے روزگار ہے پلٹ کر اسد غازی سے کہتا ہے او جوان یہ
ہوج طلسمی بیکار ہے امروز فردا میں تجھسے لونگا میں کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی میں نے غفلت
کی اسوجہ سے یہ دن مجکو نصیب ہوا اب با دولت نے بیدار مغزی پہ کمر باندھی ہے دیکھ تو کیا آفتین
برپا کرتا ہون اور وہ مکار کہاں ہے جسنے مرشد زادے اور قدرت کی بہو کا یہ حال کیا ہے دیکھنا تو اسکا
بدلا کیسا لیتا ہون اسطرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اُس ستون کو کاندھے پر رکھے
ہوئے جیسے کوئی پھول کو اٹھائے ہوئے روا روی میں جاتا ہے دیکھنے والون کا اس قوت پر اُسکے قلب
تھراتا ہے اُسوقت عمرو کی بیقراری غل مچاتا ہے یارو افراسیاب نکلا جاتا ہے ای مہرخ و بہار اگر تم بڑھکر
سحر کرو ذرا افراسیاب الجھے میں بڑھکر عیاری کروں اس حرامزادے کو دام عیاری میں پھنساؤن یارو
مصور و صورت نگار سبکے جائینگے قیامتیں برپا کرینگے تصویرین کھینچیگا نہیں معلوم کیا نقشہ کریگا مگر ان
نا ہی جواب دیتے ہیں خواجہ کیسے سحر کرین کسکو روکیں بلاے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر و ساحری میں مشاق
فنون شعبدہ میں طاق ہماری اُس بجیا کے سامنے کیا حقیقت ہے یہ اُس قوی و توانا کی قوت ہے کہ ہم
اُس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہیں دیکھیے نعرہ سے اسکے پہاڑ تھراتے ہیں ہر چند کہ سرداران اہل اسلام کے
سحر کو نہیں مانتا مگر یہ سب پیٹے ہوے چلے جاتے ہیں بڑھ بڑھکے اپنی جرات دکھاتے ہیں اب افراسیاب
نے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس میں پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہیں چھوڑتے خیال میں آیا زمین کا
راستہ چھوڑوں سحر کرکے بلند ہو جاؤں اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے یہ سوچکر افراسیاب نے موتیوں کا
مالا گلے سے توڑ کر طرف ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کے پھینکا آبرو ستون کی ظاہر ہوئی جس پہ جو دانہ پڑا

دانائی افراسیاب ثابت وہ گرکر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا کوئی ٹکرا کر گرا کوئی بیہوش ہوا اس حال مین سب کو مبتلا کر کے بھاگ کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانون پر خاک ڈالون پر پرواز پیدا کرون اُڑ کر نکل جاؤن عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سردارون کو بیکار کر چکا نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ بیحیا جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی خدا ہی اسکی بدعت سے بچائے دل مین عمرو حیران ہی کہ اتنا بڑا معرکہ پڑا کیا کوکب روشنضمیر کا ستارہ گردش مین آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی ماہ فلک شعبدہ بازی ہر حال مین ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکہ ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار رعد کی گرج برق کی چمک ابہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہی قریب آکر لکہ ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بسطوت شاہانہ رستمانہ ابر سے ظاہر ہوا وہین سے نعرہ کیا باش او افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا خواجہ نے کیا کار نمایان کیا خوب میان مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے مین نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مرأت واقعہ مین ملاحظہ کیا یہ سب حال مجھپر آئینہ تھا آنے مین البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو مین کب زندہ چھوڑتا ہون دیر کرنے مین کچھ تو سبب ہی یہ بیحیا لے اوب ہی آج غرور اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا کہان جاتا ہی نعرۂ کوکب تصنیف قمر

سنم مالک ملک افسون گری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بالقاب روشنضمیر

سنم رائج سکۂ ساحری
سنم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست باز و ورستم شیم

سنم صاحب شوکت و عز و جاہ
سنم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشنضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً زمین پر دونون پاؤن مارے ایک غار ظاہر ہوا اسمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر غضبناک اُس غار مین پھاند اپشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کر کے زمین کو مثل نقب کے بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو کوکب روشنضمیر کی چوٹین روکتا ہوا مصور و صورت نگار کے ستون کو کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی اُنکو بھی بچاتا ہی سحر بھی روکتا ہی اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اُس نقب مین دور رہگئین کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی شی سرخ مثل یاقوت

احمر کے ہاتھ مین ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک مارون لیکن افراسیاب زور پر نہین ٹھہرتا جسطرح
مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اُسی طرح یہ اژدر مہیب زمین کے طبقے کو ہٹاتا ہوا
راہ کو طی کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی اور حقیقت مین کوکب نے ایک ہفتہ مشقت
کر کے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے مین صرف کیا ہی
کوکب کو اس سحر پر دعوی ہی کہ اگر افراسیاب پر مارونگا مرنا تو اس سخت جان کا مشکل ہی لیکن کوئی
اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ بیحیا سزا سے کامل پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا کو مٹھی مین
کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہین ٹھہرتا ہی دو مشکلین افراسیاب کو درپیش ہین اسی سبب
سے پس و پیش ہین اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور و صورت نگار کا ستون ہاتھ
مین یہ بھی خوف ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین یکتا ہی
کوکب کے آگے سے کیون بھاگتا کیون منہ چھپاتا سحر و ساحری مین کوکب روشنضمیر پر غالب ہی
اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ تریخ و شعبدہ و سحر و کہانت مین بیمثل ہی لیکن آج بڑے وبال مین
پڑ گیا ہی اسوجہ سے کچھ بن نہین پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مین یہ لعل بے بہا
پھینک مارون ایک آدھ اعضا اس بیحیا کا بیکار کر دون افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی بڑے
قیامت کے الجھیڑے مین دونون کے سحر ہو رہے ہین کوکب وہ لعل بے بہا نہین مارتا مگر اور سحر کر رہا ہی افراسیاب
انکو دفع کر دیتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہین اُس جادو کو افراسیاب بدخو
کب مانتا ہی ایک اشارے مین دفع کر دیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداوند
داؤد تو دنیا سے اٹھ گئے اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش ربا مین برکت کسکے دم سے ہوگی
یا کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نبیرۂ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دریا
نیل ہی یہ ہمارے امورات مشکلات مین کفیل ہی ای افراسیاب اب مرنا مناسب نہین رائے بیضا ضیاے
ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت بیان عجب طرح کے پیچ سے واقع ہوئی تھی مگر
ہیچمیرز پر تقصیر نے گنجلک اسکی نکالی مضمون جلالت مشحون کو مثل آئینہ صاف و شفاف کیا مآل یہ ہی
کہ افراسیاب جادو علم شعبدہ و تریخ مین کامل و اکمل لشکر سحر سامری و جمشید کا ہراول ہی یکایک
کوکب روشنضمیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کے جانب سحر کیا طبقہ زمین کا ٹوٹا اسی جانب

پلٹ پڑا ہمین معلوم وہان کیا شعبدہ کیا جب کوکب اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ افراسیاب جادو و مصور
وصورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے لپٹا ہوا کھڑا ہے کوکب سمجھا افراسیاب
یہان آکے چھپا اب میری زد پر ہے وہ دانۂ لعل بے بہا نکالا جو منظور تھا وہ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ
مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب
جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا لو خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے
سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کرکے طبقہ زمین کا اُڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کہ لاشہ افراسیاب
مثل ہیمۂ خشک جل رہا ہے نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامہ سے باہر ہوگئے ایک ایک
سردار سے فرماتے ہین یہ دانہ بے بہا چالیس روز مشقت کرکے مین نے بنا رکھا تھا استاد نور افشان
بھی اس مین شریک تھے چھوٹے اُستاد صفدر وصف شکن برہمن رومین تن کی بھی ہدایت تھی
کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آوگے مگر سحر کے طریقہ سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہے کس زور
و شور سے مین نے حرامزادے کو گھیر اکس دانائی سے دانہ مارا اُس دانہ زد کو ہٹایا کس جنس کا ساحر
تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ ای شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش ربا گل کر دیا
کوکب روشنضمیر لقب ہے اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا
کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور
کوکب بھی پھولے ہوئے ہین یکایک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اٹھا اسمین سے
برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہے چند دن سحر سیکھ تب بالیان ہوش رُبا سے مقابلہ کرنا یہ
طلسم ہوش رُبا ہے تم مالکہا ہیان زمرد پوش تمہاری مہینون کی مشقت خاک مین ملا دی او نادان
افراسیاب کہان یہ اُسکی تصویر تھی تمھین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر
غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا ای کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ
بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاشکے وہ لہریٹے نکل جاتا
تو اسقدر افسوس نہوتا استاد نور افشان نے کہدیا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو
کا ضرور بیکار ہوگا کسی سحر کبر بزرگ مین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہے دو کوس تک
مین نے پیچھا کیا گرتے گرتے پھینک مارتا وہ پریشان ہو رہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر جیان باقی ہے

تو ایسے ایسے سحر بہت تیار ہوگئے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین
کامل و اکمل ہی ہر وقت فکر افراسیاب مین رہتی ہی وہی آگرد ہوکا دیگی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی
اُسکو لیگئی اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاء اللہ میرے ہاتھ سے اسکی موت
ہی اب سرداران نامی وساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ
فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ وبہار گلعذار و باغبان ذیشان و سرخ موے
خوشخو و ہلال باکمال و شکیل بعدیل و رعد و برق لامع و ملکہ یاقوت پوش و خورشید
زرین سحر و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اُسوقت فلک بارگاہ سیارگان
سرداران سے روشن و منور ہوا اُسکے بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب ششجہت جہانداری
ماہ آسمان سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جلوہ فرما خواجہ کرسی
جواہر نگار پر رونق افزا ملکہ مہرخ نے حکم دیا سامان عیش ونشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام
وسبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصان ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز با ہزاران کرشمہ و نار
مصروف رقص و سرود ہوئین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے مآل اس جلسہ کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ وبہار سے
کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی لوح طلسمی پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان
خونقبا کا پیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہی وہ بھی معشوقہ طلسم کشا ہی بار غم و الم اٹھایا باپ اُسکا محبت
اسلام مین سیاہ گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خونقبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین
لائین ملکہ سہ جبین الماس پوش سے ملوادین اور بخوبی ملکہ سہ جبین کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق
خصال ہی آسمان جاہ وجلال کی بدر کمال ہی باپ اُسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوشربا کا ناظم تھا علاوہ
دعوے خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذیوقار تھا انجام اُسکا
پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوے محبت رہرو جادۂ وحدت عابد و زاہد تسبیح مین تحلیل ہوا پروردگار
اُسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہی باوضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی ہاتھ سے ایسی کافر ناکافر کے
جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سبنے پسند کی ملکہ مہرخ سرداران ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج
ظفر موج محافہ زرین درست کر کے چلین یہان ملکہ لالان خونقبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا
ناگن وزیر زادی سے مایوس ہوا بلک بلک کے رونا کنیزین سمجھا رہی ہین واری خدا نے خیر کی

لوح طلسمی بچی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب روشنضمیر نے مارا لڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب
کو لیکر بارگاہ مین گئے ہین ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد نامدار یہان کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ مین رہنا
نامبارک ہوا خدا نے اُنکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتین اپنی بارگاہ مین لوح پھنوادی کوئی کہتا
افراسیاب سے ملگئین صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیر زادی کے ساتھ لائین کنیزین کہتی ہین
واری آپ کو یہ کون کہ سکتا ہی کسکی مجال ہی جو ایسے کلمات کے طلسم کشا اُسکی زبان کاٹ ڈالین آپکے
حالات سے خواجہ عمرو بخوبی ماہر ہین کیفیتین آپ کے جاہ و جلال کی کماحقہ ظاہر ہین ملکہ فرماتی ہین ہوا
کوئی کہنے والے کی زبان نہین پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والدنا مدار یون قتل ہوئے
حرامزادی مکار صورت نگار ناگن وزیر زادی کو مار کر اُسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سوچے تو
صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہی کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال
کیا اب ہمارا رہنا یہان بہتر نہین ہی اپنے اُسی شہر ویران سنسان مین جاکر رہینگے بی مہ جبین کی یہان
سلطنت ہی بی مہرخ صاحب جو منتظم کل لشکر ہین وہ اُنکی نانی ہین بہار وغیرہ اُنکے باپ کے ہزار
طرح کے فساد برپا ہونگے مجھسے کسی کی بات نہ سُنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہان رہین اُنہی جہان سے
اچھے رہین نامہ و پیام سے خبر منگا لینگے ہر طرح دل ترد د منزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے
سب حسرت و ارمان خاک مین ملے چند دن زندگی کے باقی ہین بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا
کون ہمکو آباد کر سکتا ہی آج بے اعتدالی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کرکے ہمارے پاس آتے کہتے ہو
صاحب مبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے
یہ باتین تھین کہ ضرغام شیر دل حاضر ہوا کہا ملکہ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے
ہین یہ کہکے ضرغام باہر گیا کنیزون نے کہا کیون حضور آپ گھبراتی تھین دیکھیے کل سردار آپ
کے لینے کو آتے ہین آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہی کسکی مجال ہی جو سر نیاز آپ کے در دولت
پر نہ جھکائے اُسوقت طلسم کشا نہ آسکے بہ سبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام
تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گاو زمین تھرا گئی یہ صدائین سنکر ملکہ لالان خو لقبا کا چہرہ سُرخ ہو گیا تبدیل
لباس تبدیل کیا دریائے جواہر مین غوطہ مارا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ
عقب مین ملکہ بہار و نافرمان و ہلال و سرخ مو چہار سو شاہزادیان اندر آئین ملکہ مہرخ لپٹے

تسلیم کے خم ہوئیں ہاتھ بڑھا کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی بسم اللہ حضور سوار ہون یہان صحرا مین بیٹھنے کی کیا ضرورت ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات فرحت آیات کی مشتاق ہین ملکہ لالان خونقبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے لگایا زبان سحر بیان سے فرمایا آپ لوگون نے مہربانی فرمائی مین خود ملکہ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی ہون سب شاہزادیون نے بڑے اعزاز واکرام سے ملکہ لالان خونقبا کو محافہ زرین مین سوار کیا کہاریان حور پیکر حسین مہ جبین وردیان عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اُٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے محافہ کے ہاتھ رکھا سب شاہزادیان گرد آگئین اس شوکت وشان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خونقبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا لو اب خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خونقبا کو شراب حکومت کا سرور خوب دونون مین جھونٹم جھونٹا ہوگی لالان خونقبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار ہین بیچاری بیکس وبے یار بی مہرخ اُنکی نانی صاحبہ ایک سحر کر دینگی بدن مین آگ لگ جائیگی افسوس مفت مین بیچاری لالان خونقبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کوس رہی ہین بی بہار اُنکی خالہ امان صاحبہ نے اقرار کیا ہی کہ مین پھولون کی بدھی بنا کر پہناؤنگی سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ مین درد اُٹھیگا دیوانی ہو کر مریگی یہ سنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے نانا جان برائے خدا جلد جا کر اُسکا انتظام کیجیے عمرو نے کہا مین کیا انتظام کرون مہ جبین میرے باپ کا کہنا نہین مانینگی وہ کہتی ہین میرے سر پر سوت لائے ہین سب سردار میرے تابعدار ہین اسد غازی بدلینگے تو پوچھ جھنوا لونگی شب کو روتی تھی میرا دامن تھام لیا اور کہا کیون خواجہ ہماری ثابت قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوشربا نہین فتح ہوا اُسپر یہ رنگ ہین ہم اپنی جان سے تنگ ہین بی لالان خونقبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھین نکلوا کر تلوون سے ملونگی اور بیٹا صاف تو یہ ہی کہ سردارون کے بھی تیور بدلے ہوئے ہین بی بہار سیدھی بات نہین کرتین مین کس کس سے مقابلہ کرونگا اگر اے نور نظر اے پارہ جگر انتظام ضروری ہی خزانہ کی کنجی مجھے دو مین جا کے سب کی منہ بھرائی کرون مہرخ وبہار وغیرہ کو رشوت دون بیچاری لالان خونقبا کی جان بچالون اسد نے گھبرا کر کہا نانا جان مین دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین و لالان سے فساد نہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ مین کیا ہوگا

سب شاہزادیان ہین اُنکے منھ بڑے ہین بھلا بی مہرخ لاکھ دو لاکھ پر نگاہ ڈالینگی بی بہار ہزارون مانگینگی اس گھبراہٹ مین اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوایا یہ بھی کہدیا خیر لڑکا ایک حرکت کرگذرا اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہی ہم بھی کچھ قرض وام لیکر ملادینگے ہر نوع راضی کرینگے یہ لیکر پیٹ پکڑے ہوئے دوڑے اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی کہ طلسم کشا نے سب سردارون کو براے استقبال ملکہ لالان خونقبا کے بھیجا ہی سواری بڑی دھوم سے آتی ہی مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہی ساتھ والون سے کہہ رہی ہی بڑے وقت پر کوئی شریک ہنوا میری بارگاہ مین وہ آئینگی بڑا ملال اٹھاءینگی ہان صبا جو تیار ہو ساٹھ ہزار کنیزین نیچے ہاتھوں مین صف جمائے کھڑی رہین خواجہ عمرو کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے تعظیم کے اُٹھین اب جو نگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا عجیب حال زار سے آتے ہین چہرہ اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی تو خیر ہی عمرو نے کہا بیٹا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز مین انجام نہ سوچا اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بیموت مرے تمھاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہی ہاے یہ بھولی بھولی صورت یہ عالم شباب موت کا سامنا کیون بی بی ہمارا تمھارا جنازہ کون اٹھائیگا میرا فرزند بچا لاک بھی مارا جائیگا اب تو مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمرو نے کہا افراسیاب بھڑوا کیا ہی ملکہ لالان خونقبا غصہ مین آتی ہی میان اسد نے بروقت آشنائی کے جوش محبت مین کہدیا تھا کہ ہوش ربا مین میرے پاس کوئی عورت نہین ہی اب اُسنے تمھارا نام سنا غصہ مین آتی ہی بی مہرخ و بہار اپنی جان کے خوف سے شل کنیزون کے ہمراہ ہین وہ کہتی ہی کہ پہلے بی مہ جبین کو قتل کرونگی سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو اپنے شہر مین لیجاؤنگی طلسم مین آپ فتح کرادونگی اُسکا باپ سب اُسکو حال تباہ گیا ہی شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو پہونچائی کہ ملکہ لالان خونقبا کو ابھی محفل مین بی مہ جبین نے کلمات سخت و سست کہے کوستی ہین کہ یہان کیون آئی یہ حالات مصیبت آیات سنکر ملکہ مہ جبین کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین دامن سے خواجہ کے لپٹ گئی کہا نانا جان براے خدا کچھ تدبیر کیجیے مین سحر و ساحری کا ایک حرف نہین جانتی اور خالہ امان ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا اُنسے ساز کیا عمرو نے کہا بی جان سب کو عزیز ہی بہار کیا

شل تمھارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اُسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جسکے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ اُن سب نے دیکھا یہ دختر خداوند ہی مزاج بدعت پسند ہی دیکھیو
قریب پردے کے جاکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی
پہونچ گئے صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جنکا بڑا بھروسا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا
ہی وہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن ای نور نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو
قریب پردے کے جاکر ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمشیرہ
ہم تمھارے دیدار فرحت آثار کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے
قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا کے مجاہد تھے ہمکو اُنکا نہایت قلق ہی آپ کا ہمپر
بڑا احسان ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین
خوشامد کی کرو اشک حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل مشہور ہی مصرع خوشامد کرد ہر کس را خوش آمد
شاید اُسکو رحم آجاے سر جھکانے والے کو کوئی قتل نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی
کنیزون کو رشوت پہونچاؤ ون مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ کا زیور اُتار کے خواجہ کو دیا عمرو
نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسمین سے یہ ذکر نہ کرنا کلمہ رشوت زبان سے نہ نکالنا رشوت کا
بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے
باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب در بارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین اُدھر ملکہ لالان
خون قبا سیہ و بیم ہین محافہ سے کانپتی ہوئی اُتریں دیکھا ملکہ مہ جبین در بارگاہ پر براے استقبال
حاضر ہین اُترتے ہی ادھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خون قبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار و جزرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام
لیا لاکر مسند پر پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجماع نیرین و قران السعدین
ظاہر ہوا دو ماہ تابان ایک برج مین دو گوہر بے بہاے قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک
چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین گرد تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا
جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کل مصاحبان ملکہ لالان خون قبا کو خلعت فاخرہ سے
مخلع کیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام

گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بصد کرشمہ وناز آسمین باتین کرہی ہین خوف دونون کے دلسے دور ہوا قلب مضطرب کو سرور رہا ایہان اسد نامدار بارگاہ مین منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا حضور آسمین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا مین نے جان لڑادی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر ایسا انتظام مین نے کیا کہ دونون برابر سے ملین اب جلسۂ عیش آراستہ ہے گانا ہو رہا ہے اسد نے کہا نانا جان مین بھی اندر جاؤن عمرو نے کہا ابھی دونون کو غصہ آجائیگا ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہے عمرو نے کہا لاکھ روپیہ صرف کرو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی منگا کر حاضر کیا عمرو اُٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھکر سب اُٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان سب حضور کی ذرہ نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا صاحبو برات تو جمع ہے مگر دولھا بغیر یہ برات سونی ہے اے مہرخ وبہار جا کر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہے جملہ شاہزادیان جا کر اسد نامدار کو استقبال کر کے لائین اب توزیج مین یہ ماہ رخسار رستم خصال دو نجم درخشان دونون جانب اسد نے دیکھا لالان ومہ جبین کے دماغ تر آسمین شیر وشکر رہے پر خواجہ کے آفرین کی کہا نانا جان آج تو آپ کی ذرہ نوازی کا دن ہے شکر ہے کہ آج ہر ایک مطمئن ہے عمرو نے بھی جو اسد نامدار کو اس شان وشوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقاے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ترقی کی اسد کو دعا دیکر نئے طور سے بجائی صداے ذ سنکر ہر ایک کی طبیعت بھر آئی

عمرو نے جوش بیقراری مین بلالحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

پی بھی جا ذوق نگہ پیش ولبِ جام شراب — لب پہ توبہ ترے دل مین ہوسِ جام شراب
لب تک اُسکے جو ہوئی دسترسِ جام شراب — بنگیا خال لب اُسکا مگسِ جام شراب
بازگشت اپنی ہے یون جانبِ قسام ازل — جیسے ساقی کی طرف بازپسِ جام شراب
دست بدست سے کی لوٹ کے فریاد بہت — نہوا کوئی بھی فریادرسِ جام شراب
محتسب شعلۂ آواز سے جل جاؤنگا — گرچہ ٹوٹا دل آتش نفسِ جام شراب
رات میخانے مین ساقی جو نشہ مین بہکا — خس شیشہ کو لگا گئے خسِ جام شراب
مرغ دل نرگس میگون کی ہے مژگان مین اسیر — تازہ مضمون ہے جو باندھون قفسِ جام شراب

ساقی اِس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی — رات بھر گشت کرے گر عسسِ جام شراب
نوشدارو سے بھی بہتر ہی دمِ رنجِ خمار — ساقیا شربتِ فریاد رسِ جام شراب
بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہی — بے زبان ہی جو وہان جرسِ جام شراب
ابلقِ چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا — ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرسِ جام شراب
سمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز — سرِ جمشید پہ اُڑ کر مگسِ جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا — عکسِ مژگان ترا بیکش ہی خسِ جام شراب
ذوق جلدی مے گلرنگ سے بھر ساغرِ ل — لبِ نازک کو ہی اُسکے ہوسِ جام شراب

خواجہ عمرو نے اِس لطف سے ذ نوازی کی کہ سامعین کی زبان سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اس محفل خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجہ اندر پریون کے اکھاڑے کی جانب متوجہ ہوتا دو شبانہ روز یہ جلسہ آراستہ رہا غم دین و دنیا فراموش کل لشکر اسلام مین دریاے عیش و عشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان سہ حبین سے رخصت ہوئین یاسمین و ویٹہ بدلہ گیا پہنا یا ہوا پہلو سے بارگاہ ملکہ سہ حبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خونقبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب روشنضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا ای شہریار افراسیاب نابکار رنجیدہ ہو کر گیا ہی اب اِس مقدمہ مین غفلت نہ کریگا سامان لشکر کشی ہو تو عجب نہین ہی یا خود وہ فکر ہوح مین آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامانِ سفر تیار ہو ایسا نہو کہ مشقت خواجہ عمرو بیکار ہو آپ دریا دلی دکھائین طرف دریاے نیل کے مع لشکر ظفر اثر جائین آپ کی کنیز ملکہ بیران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ مین بھی وقت پر پہونچ لگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو بخوبی سمجھا کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا ای خیر خواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانانِ صف شکن جمہداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر اثاثہ بارگاہ کا لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہی باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا تھا آمد افراسیاب مین نیاز مند کو بڑا انتشار ہوا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا ایس فردا طلسم کشا برائے طلسم کشائی تشریف لیجائینگے لوح طلسمی مل چکی

مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہی اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاء اللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا ناظمان و دربند طلب ہونگے خواجہ عمرو نے بھی بلاکر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران و جانسوز بن قران وضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت کرین مین ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا میرے قلب کو کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکۂ عظیم پر جاتا ہی نام دریاے نیل سنکر قلب تھراتا ہی اب لشکر ظفر اثر مین اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہی انکو اس حال عشرت مآل مین چھوڑیے وقت پہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظۂ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان ہوتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

ای ساقی مہر وش کدھر ہی	کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی	آمادہ طلسم دور گردون
فریاد ز دست جور گردون	اب لطف شراب ناب کیا ہی	کیا محفل عیش مین مزا ہی
سامان مصیبت و بلا ہین	کس رنگ مین آہ مبتلا ہین	ای ساقی بیخبر خبر ہے
ساغر مئے بیخودی سے بھر دے	کیسا یہ انقلاب آیا	ہی ابر غم و الم کا چھایا
رندون مین نہین ہی ہوش باقی	تجھکو یہ عبث ہی جوش ساقی	مے خانے مین آج غدر سا ہی
وہ پیر مغان بھی گھورتا ہی	ہر جام ہی شکل چشم حیرت	ہی موج شراب تیغ عبرت
ہی بنت عنب بھی ڈر سے لرزان	مے خانے مین حشر کا ہی سامان	رندون سے یہ مکر ای ہنرمند
ہی قصر زبان کا صاف دربند	دیکھین یہ آسمان کج باز	مکار و محیل و شعبدہ ساز
کیا دور مین گردشین دکھائے	کس مکر و دغا سے پیش آئے	آمادہ بدعت و جفا ہی
عیاری کی چال چل رہا ہی	دیکھین کیونکر مہم یہ سر ہو	انجام بخیر ای قمر ہو

غزل پر مضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہی موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد	کریگا صورت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد	فغان کرے ابھی صیاد باغبان فریاد

اگر یہی رہے بعد فنا بھی جو ریتان — کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہی مجھکو نہ موت آتی ہی — خیال زلف مین گیا ہی بلاے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا دیگی — ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیرون کو — یہان قفس مین ہی دردِ زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے ای فروغ آتش گل — کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد
یہ ضعف ہی آنکھین تو بھی نظر نہین آتا — بتا رہی ہی تن زار کا نشان فریاد
یہ ضعف ہی کہ دہن سے نکل نہین سکتی — زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
تمھارے ظلم سے ہی کون جو نہین نالان — دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
چلے ابھی قفس جسم مرغ جان ہو رہا — کرون جو صورت ققنس شرر فشان فریاد
ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہمارے بعد — ملال کوفت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان ولستان عیاری وسحران فسانہ شعبدہ ومکاری حالات فراستایات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان ٭ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ٭ جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصورہ و صورت نگار کو لیے ہوئے برسر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت نے جو اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصورہ وصورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش منکے ڈھلے ہوئے بیہوش و مدہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر پر ندارد حیرت نے بال کھولدیے پیٹنے لگی کر سے لپٹ گئی پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا حال ہی مرشد زادے پر یہ کیا سحر گذرا تمام کیفیت افراسیاب سامنے حیرت کے بیان کی اور کہا صاحبو اصل تو یہ ہی کہ آج ناک کٹگئی نبیرہ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی بہو پر یہ مصیبت عمرو نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن و شوہر کی سر بازار کھال گرادی با بدولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے [illegible] کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بحسرت مسجد مین قتل کیا ای حیرت اگر داؤد سحر کرتا زبان ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچاتا مگر آہ جان دی زبان نہ ہلائی توبہ شکنی نہ کی سنا ہی کہ مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہی کہ بعد توبہ کرنے کے

وہ شخص پاک وصاف ہوجاتا ہی گناہ گذشتہ اُسکے باقی نہین رہتے تو یہ شکنی جرم عظیم ہی دو احکام خدائے ناوید
کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر مسلمانان دادو لڑنے آئیگا طبقات زمین ہلا دیگا ایک
تقدیر خداوند لقا نے معقول کی کہ دادو پر اتنی بڑی افتاد پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا
وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جاؤ تدبیر کرو اب اُنکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم مین مشہور ہوا شہزادے پیٹے گئے
کوڑے کھائے کاشکے کسی ہمسر کے ساتھ ایسا معاملہ گذرتا بڑی آبرو ریزی ہوئی حیرت نے فوراً حکم دیا
جراح آکر موجود ہوئے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی افراسیاب
نے کہا نانی امان دیکھا تمنے کیا غضب ہوا شہزادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے کوڑون کے
کھال گرادی ماہیان نے کہا اے افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت ہو رہی ہی
اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمھارا بچنا دشوار تھا نور افشان جادو نے انتہا کی مشقت کرکے
ایک لعل بے بہا کوکب کو بنا دیا تھا اُس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اُسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا کوکب
اُس سحر کو پورا نہ کرسکا ورنہ ایک اعضا تمھارا بیکار ہوجاتا بیٹھے بیٹھے پردۂ ظلمات مین مین نے یہ اندھیر دیکھا
تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا تمکو نکال لائی سحر اُسکا بگڑ دیا چلتے چلتے آواز آئی کہ اے کوکب ابھی
چندے سحر حاصل کرو افراسیاب نے کہا نانی امان بتایئے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہی جسکی
کہ مہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی بدون ہمراہی مہرہ لوح بیکار ہی مرحلہ جات کا راستہ نہ ملیگا مگر
یہ بات کیا کم ہی کہ اسد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری
مین یکتا اب ساحران غدار اُسکا کیا کر سکینگے اور جن لوگون نے لوح کا مقام بتایا تا بہ لمع سیماب
پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے ما بدولت کا قصد ہی کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اُسکے مٹا دین طلسم کشا
اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر کرینگے ماہیان کو بھی سناٹا آگیا کہا اے افراسیاب حقیقت مین
بڑی خرابی ہوئی فلک درپے آزار ہی کد وکاوش بیکار ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک
مین ملے جب وقت زوال آتا ہی سب تدبیر الٹی ہوجاتی ہی تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے مسلمانون
کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکے کرنا یہ خیال سراسر بیکار ہی کہ مہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن
طلسم تو نے پہلے ہی گرا دیا باغبان ایسا وزیر اعظم منتظم خوشخو زینت پہلو نما سحال صاحب جاہ وجلال
طلسم کا رازدار عقیل فہیم جری نامدار اُسکو ستایا آخر جاکر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ غافل

وہ ہوشیار کار نگ نہ ملتا باغ باغبان مین جوجاتا ہاتھ پانون پھولتے دام رنگ گل مین گرفتار ہوتا سرو
باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اُسکا خنجر سے زیادہ تیز ہر سرو نیزۂ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان
اُسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس شفقت سے اُس باغ کو بنایا اُس باغی نے محبت مسلمانان مین ایک چشم
زدن مین اُسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار ہی مین بھی تیرے ساتھ
موجود ہون مگر اسمین صلاح واجب و لازم ہی مشیران سلطنت و وزیران آگہت ناظمان طلسم ہوشربا
درویشان باصفا حکمایان اشراقین ندیمان فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا ضرور ہی ان سب کے
صلاح ہو یقین ہی اس مقدمہ مین فلاح ہو یہ کلام حسرت انجام تمام ہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے
ملکہ صرصر شمشیرزن مثل باد صرصر اُڑی ہوئی آتی ہی مگر بدحواس عالم یاس گرد و غبار چہرے پر پڑا ہوا
آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر یہ قطعہ پڑھا

اگر سرہت سبز ناخسران بہ چرند گرز آتش ہزار رنگا رنگ	شکست طبل تاسگان بدرند برسر تو ہو کلاہ ہنر نہند

ابریق کوہ شگاف نے کہا بیٹھ باد کھو ملکہ حال کیا خبر ہی لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا اے
شہنشاہ ہوا طلسم کی بگڑ گئی آپ جب اُدھر کے چلے آئے تین دن جشن رہا بی لالان خونقبا و ملکہ
مہجبین الماس پوش سے ساربان زادہ سے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط مہیا رہا بعد تین دن کے
انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب مکارون کا استاد بانی
بناے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کئی دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریاے نیل کے کوچ کرو
نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی کہ بہار و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا پس فوج
مع باغبان قدرت سمت دریاے نیل روانہ ہوجائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوگئے کہ مین ملکہ بران شمشیرزن کو با افواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی
دریاے نیل پر پہونچیگی اور اپنے کو فرمایا ہی کہ وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کا خبر لیتا ہونگا عمرو بھی ساتھ
اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا ہمتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا ہی
اُسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہی مشہور ہی کہ شاگرد رشید عمرو ہی بڑا باہنر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ
روے افراسیاب متغیر ہوگیا کہا نانی امان آپنے سنا دریاے نیل پر جانے کی کس سیہ بخت نے صلاح دی

ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپسمین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا ای افراسیاب اب ماز کا چھپنا دشوار ہی عمرو ڈبرا مکار و غدار ہی باغبان و مخمور و بہار نے کہا ہوگا اڑتے بھڑتے بجوش وخروش عرف دریاے نیل کے جاپہنچے مسلمانون کے لیے سامان غیب سے پیدا ہوتا ہی کوئی نمکحرام ملجائیگا سارا حال تبلادیگا اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرائی کہا ای افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان لڑبھڑ کر دریاے نیل پر پہونچ گئے سحر طلسم کا بچنا دشوار ہی کوہ بلور پر شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر کہ ومہ دردمند ہوا ماہیان زمرد پوش نے کہا اس فریاد وا الغیاث سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہی افراسیاب غصہ مین تھرایا کہا نانی امان آپ تو پردۂ ظلمات مین جا بیٹھیے مین ابھی جاکر دریاے خون بہاتا ہون انکو تا بہ دریاے نیل نہ جانے دونگا جب آبرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا تیغ و ناریج چند ماش کے دانے کارد سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک دی دیکھا سب نے صحرا سے گرد اڑی ایک مشکین پرند کلائیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہی سرما دابریق مرکب کو دیکھکر حیران ہوگئے دور کا بہ مرکب چوٹیان گندھی ہوئین ستوتھی مثل غنچہ گل زنجیر مسلسل کاکل کو وہ سرمن کو وہ کفل چال مین چھل بل ناز سے قدم اٹھاتا ہی مثل طاؤس طناز اڑا ہوا آتا ہی نظم در صفت مرکب

وہ چہ مرکب چو برق یا باد سے تیز گامے ز برق چابک تر	طرفہ دیوانہ و پرینا دسے نرمی گوش و نرمی کاکل	خوش خرامے زآب نازک تر دستۂ بید و دستۂ سنبل

چشم زدن مین بالاے کوہ آیا سر جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سیہ رو نے اٹھائی پشت بجنس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا نیل کا ٹیکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جا نگزا ترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن گردانکر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جاکر صرف کارزار ہون اسوقت حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا ای شہنشاہ مین آپ کو لشکر مسلمانان مین نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہی اسد غازی کو لوح مل گئی ہی اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کرسکیگا اسد غازی بسر چڑھیگا اگر آپ مقابلہ کرینگے سحر سپر تاثیر نہوگا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جاکر فرار پر قرار کیا کیسی ذلت ہی طلسم کشا اور زیادہ شیر ہوگا حوصلہ بڑھیگا جرأت دکھائیگا باغ سیب مین گھس آئیگا

ماہیان زمرد پوش نے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن بیخ دولت
بقول سعدی شیرازی شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ؛ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ؛ ای افراسیاب
غفلت کا یہ مآل ہوا آخر یہ حال ہوا جو ایسا حقیر تھا جسدن تونے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا
کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا دشوار ہوا آخر عمرو نے رہا کرلیا شہر داؤدیہ مین
جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیکر کتاب حوالے کی اتنا نہو سکا جام جہان نما ہاتھ مین تھا
اُسپر نگاہ ڈالے کہ دیکھین کہنے والا کیا کہتا ہی روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہی
جبتک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنیکا قصد نہ کرو اور کچھ
فکر نکرو افراسیاب نے گھبرا کر جواب دیا کہ پھر نانی امان کیا کرون خاموش
ہوکے بیٹھ رہون اُس ننگ بجسم جرأت کو دریاے نیل پر جانے دون اتنی بڑی
تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک شیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب
مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے اُسوقت
بیقرار ہو کر ملکہ صرصر سامنے آئی عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض
کیا چاہتی ہی شعر یکے عرض حال من گوش کن ؛ وگر خوش نہ آید فراموش کن ؛ ایک شب
حضور اور تامل فرمایئن کنیز جاتی ہی اگر نتیجہ قابض ہوا لوح لیکر خدمت مین آتی ہی پھر شہنشاہ
کو اختیار ہی جسطرح جی چاہیگا جا کر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست دیجیے گا آپ سے
وہ لوگ کیا لڑ سکینگے صرصر نے جو اسطرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے لگا لیا کہا بوا
صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہی مین تجکو دولت دنیا سے نہال کردونگی صرصر نے عرض کی لونڈی
کی جان قدم اقدس پر نثار ہی مال کی کیا حقیقت ہی ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہی سب صرصر
کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سر فروش ہی سب نے سمجھا کے
افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور نمکخوار خیر خواہ جو عرض کرتی ہی قبول فرمایئے آٹھ روز ٹھہر جایئے
بیشک دل گواہی دیتا ہی کہ یہ لوح لیکر آئیگی اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو سب صاحبون
کی خوشی ابتو صرصر نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کمند انداز بھی آپہونچی صرصر کو
جو اتنے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا

ضرور ہی آپ تنہا نہ تشریف لیجائین اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت ایسا ہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے خبر تو شہنشاہ کو پہونچائین گے لڑائی مین اپنی جان لڑا دینگے صرصر نے کہا ای صبا رفتار تم سے زیادہ کسکو محبت ہوگی ایک ساتھ کھیلکر بڑے ہوے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح دو قالب ہین لیکن اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جاکر پڑ رہونگی جسوقت موقع پاؤنگی عیاری کرگذرونگی اور اگر موت قریب ہی یہ بھی خوشی کی بات ہی جسکے نمکخوار ہین اُسپر جان نثار ہی ہر چند افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی اسوقت مقام غزل قبول

بزم ہی صورت مین ہر زہرہ شمائل ایک ہی
دل مین سب رکھنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہی

جاے سلطان تخت پر اور خاک پر ہی خاکسار
جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلیگا نہ چاند
تیرے دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتداے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین بہت
یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہو نہین وہ دشمنی مین لاجواب
دل سے ضد ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی شروع
سامنا ہی لاکھ داغون کا مرا دل ایک ہی

جب ترے جیتے ہی دل مین اسقدر ہی بغض غیر
یون بھی چلتا ہون کہ کیونکر دونون کی منزل ایک ہی

کسکے کسکے خون کا دعوے سنیگا پروردگار
حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازاری قضا کی پھر رہی ہی تیغ یار
ایک عاشق ہی اگر شیدا تو بسمل ایک ہی

شکوہ ظلم و جفاے اہل دنیا کچھ نہ کر
لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب عادل ایک ہی

قدر تیرے کیا کرون ای دلربا دل کے سوا
سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون
ہاے دو ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

جسطرح چہرہ نرالا ہی رنگ و حسن مین
اسطرح ای دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہین مین اُدھر ہون ای قبول
لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام مین تیاری روانگی اسد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی ملول کوئی حزین کوئی

رنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہے کہ یارون کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر کے مزے اُڑائینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوشربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے سامان دعوت و ضیافت سلطان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے افسر ہے چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور ناتمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی ستا دینے مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کرسکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کر لیا جسکی اس حیلہ سے موت آئی ہے اسکو کون بچائیگا نوشتۂ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار پائے ہین اُسمین کمر بندی کے سامان ہین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش اُترے ہوے ہین اسباب سحر تیار کر رہے ہین سنشام صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت تبدیل کرکے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے بارگاہ ملکہ لالان خون قبا و بارگاہ ملکہ سہ جبین الماس پوش کے آئی دیکھا دربارگاہ ملکہ سہ جبین الماس پوش پر سردارون کے جما و حاجب دربان بصد شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین عرصہ درا تک وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خونقبا آئی دیکھا یہان بھی انتہا کا بندوبست ہے لیکن ایک مرکب بادرفتار باساز و یراق مرصع کار کو ایک سائیس باگ مین ہاتھ ڈالے ہوے ٹہلا رہا ہے صرصر نے ایک سپاہی سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم لعد نیلے ایسا کچھ ملجائیگا اپنے بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس بڑھاپے مین گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ اتنا سہارا جو پایا ہتھیار رکھکے وہین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سنا ہے کہ میان طلسم کشا کے دو محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک خداوند زادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی ممانعت ہے کوئی خداوند نہین اُسکا شہنشاہ داؤد لقب ہے خداوند کہنے والا بے ادب ہے جناب افصح الفصحا ابلغ البلغا مداح بنبطیر فلک سریر مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرما گئے ہین رباعی نادان کہون دل کو خردمند کہون

یا سلسلۂ وضع کا پابند رکھون + اک روز خدا کو منھ دکھانا ہے دبیر + کس منھ سے مین بندہ کو خداوند کہون
بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب تو یہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے دختر شہنشاہ داؤد کی بارگاہ
مین سے ہین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر وہ آفتاب عالمتاب سپہر جلالت
یکہ تاز میدان جرات ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادۂ سفر ہین دوپہر یہان تشریف
رکھینگے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائینگے بوقت سحر آمادۂ سفر
ہونگے یہ خبر جو اڑتی ہوئی صرصر نے پائی پہر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اٹھی سامنے بارگاہ ملکہ
مہ جبین کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین چوبدارون سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین
بعد عرصۂ دراز ایک ماہ پارہ بصد ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان مرد ہے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو
تو تشریف لاتے ہین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہی معرفت محلدارین پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصہ
تناول فرمانے کا قریب ہے ملکہ عالم بیکادل کو حکم دیکھین دسترخوان اب بچھا چاہتا ہے ملکہ ہماری انتظاری
مین ہین یہ سنکر مردہا آگے بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان تراق پراق خوش مزاج ایک ایک پر
گھڑی پھبتیان کہہ رہی ہے کسی کا منھ چڑھا دیتی ہے کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہے بڈھے میان کیسا پہرا
دیتے ہو بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہو آمد طلسم کشا کا وقت قریب ہے کل خانصاحب کی وردی چھن چکی
کمیدان پر جرمانہ ہوا رسالدار کی بدلی ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہین بیٹھتے اگر کوئی نوجوان سامنے
آیا اسپر پان کا اوگال پھینک مارا اسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکرا کے
کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہے یہ طرار و قرار ہنسکر جواب دیا میان جیسے یہان بیر ہوتے ہین اسکے یہان ڈھیلے
آتے ہین تمہاری ظرافت پر تھوک ہے صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی
نکل آئی صرصر نے بڑھ کے سوال کیا بی بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے
یہ بڑھیا بھوکی ہے کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے کہا واری مین
بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے اپنی کچھ جھوٹن جیائن مرحمت
ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دھم دھم دوڑی ہوئی اندر گئی ایک
طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور
اس درخت کے نیچے چلی آئیے میری نواسی بیٹھی ہے کنیز طباق لیے ہوئے دس قدم آگے بڑھی تھی

کہ صرصر نے حلقہ کمند کا مارا گرتے گرتے بیہوش کیا ناک پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اُتار لیا
رنگ روغن عیاری کا ملکر اسی کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر
دلمین سوچتی ہو کہ جسکی صورت بنی اُسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے آئی اس سے سبب
سپاہی نشستے ہین جمعدار نے کہا ای غنچہ دہن کم سخن کہان گئی تھین اب تو تمھاری آنکھ نہین ملتی صرصر نے کہا
جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے مین کسیکی لونڈی باندی نہین ہون یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہین
ملتی مین نین مٹکا کرنے والی نہین ہون ایک کونے مین بیٹھی رہتی ہون بی نرگس کیطرح نظارہ بازی میرا
شیوہ نہین ہو میرا نام غنچہ دہن ہو مین ایسے ویسے سے بات نہین کرتی اسی طرح تڑاق پڑاق لڑتی بھڑتی
ایک ایک پہ پھبتیان کہتی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ
مہ جبین کی کس حسن وخوبی سے آراستہ ہو جا بجا جھاڑ کنول قندیلین مثل قطرہائے نور لٹک رہی ہین سامنے
مسند جواہر نگار فرش دیبائے رومی مسند پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن
گل پیرہن شیرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہو کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے
پوچھا کیون غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا اُنے مین طلسم کشا کے کیا دیر ہو معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا
پھیر ہو خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہو بوقت سحر قصد سفر ہو آج کی شب نہین معلوم کیا مد نظر ہو غنچہ دہن کو اتنا
جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا داری مین ابھی وہین سے آتی ہون مجکو ایک چوبدار
نے خبر دی طلسم کشا نہین ٹھہرتے تھے بی لالان خون قبا نے دامن تھام لیا رونے لگین کہا آج
ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے
لیکن یہ انکار کیا کہ میرے خاصے کا وقت نہین ہو آپکا انکو بڑا خیال ہو مگر عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے
رونے لگین دامن نہین چھوڑتین ٹسوے بہاتی ہین ناز ونخرے دکھاتی ہین ہزار طرح مرد کا دل
بہلاتی ہین مہ جبین نے کہا بوا مین ان باتون کو کیا جانون انکا جی چاہے آئین خواہ وہین تشریف
رکھین مجھے اُنکی خوشی سے کام ہو یہی خوف ہو ایکمرتبہ لوح پر افتاد پڑ چکی کچھ اور خرابی نہو یہ
کہکر دوسری کنیز کو آواز دی ای گل رخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین وہ کنیز عمرو
کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہان سے اُٹھکر ایک گوشہ مین آئی دیکھا تو عمرو سامنے سے آتا ہی
ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاخانے مین گھس گئی ملکہ مہ جبین ۲۰

نے اُٹھکر سلام کیا خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی
تک آپ کے صاحبزادے تشریف نہین لائے ہین گھبرا رہی ہون ہول کھا رہی ہون ایسا نہو
دشمنون کو کوئی صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب باغ سیب مین نہین گیا کوہ طور
پر ٹھہرا ہوا ہی لوح کی اُسکو بڑی فکر ہی آٹھ پہر صحبت مین یہی ذکر ہی مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائین
انکو سمجھائین کہ آج کی شب احتیاط لازم ہی آپ یہان تشریف لائین خاصہ نوش کرکے آرام کرین
سفر دور دراز در پیش ہی نانا جان مجکو بڑا پس و پیش ہی عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجکو پھرتے پھرتے
لشکر مین یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہون اسی خیال مین کوئی عیار کہین نہ آئے چالاک وغیرہ
بھی بازار مین موجود ہین راہین لشکر کی مسدود ہین انشاء اللہ کل ضرور سفر ہوگا عمرو بخوبی سمجھا کر
مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہو گیا اس خیال سے کہ اسوقت تک مین
بارگاہ مہ جبین مین ہو آیا سب کنیزون کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاخانے سے
نکلی جی مین کہتی ہی اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر شب بھر کچھ نہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین
کے آئی کہا واری اُسوقت مین بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہی ایک چیز آپکی مین نے
پائی ہی یہان عرض کرنے کے لائق نہین حضور تخلیہ مین چلین تو مین عرض کرون مہ جبین اُٹھ کھڑی
ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص ہمدم با اختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھا کے اس خیمہ مین آئی جہان
چھپر کھٹ لگا ہوا ہی صرصر نے کہا حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کمیدان کہتا تھا لالان خون قبا کو سفر
مین ساتھ لیجائینگے فرماتے ہین اُسکا باپ تک انتقال کر چکا وہ یہان دشمنون مین کسکے پاس رہیگی
صدمہ تنہائی سہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ مین کانپنے لگی کہا ای غنچہ دہن مین اس سلطنت کو
خاک مین ملا دونگی تو نے مجھسے پہلے نہ کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے مین اُنسے کہتی کہ حضور مین
یہان رہ کر کیا کرونگی مجکو میرے وارثون مین طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالان کو ساتھ
لیجائینگے تو بہت رنج اُٹھائینگے مجکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہو گیا
برگ گل سے ہونٹھ کانپ رہے ہین خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ
سچ بات اُڑا دیتے ہین طلسم کشا آپکے نام کے عاشق ہین لالان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے یہان
تشریف لائینگے ہم لوگ بھی بخوبی سمجھائینگے غصہ مین منھ خشک ہو گیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے

گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون ہو گیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ مین آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی
گلوری تھی ہڈیان جلنے لگین ایک سلاخ آہن کلیجہ مین بھر گئی صرصر نے کہا اُٹھکے ٹہلیے ملکہ اُٹھی بیہوشی
کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی صرصر کی ہاتھ پانوُن مین رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اُڑے ہوئے
دل سے کہتی ہے ایسا نہو ساربان زادہ آجائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب جو کچھ ہو سو ہو اس عیاری مین سر
ہتیلی پر رکھا ہے ت کا مزہ چکھا اگر لوح لیلی ساربان زادہ عمر بھر یاد کریگا یہ سوچکر ملکہ مہ جبین کو گود مین
اُٹھایا چھپر کھٹ کے نیچے سلا دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اوپر چاندنی وغیرہ ڈالکر چھپا دیا
رنگ روغن عیاری کا نکالکر شکل ملکہ مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر نکلی کنیزین
سب حاضر ہین کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہان گئی صرصر نے تیور بدلکر کہا تم ہماری اتالیق
ہو ہنستے کہین بھیجا آئیگی وقت پر یا نہ آئیگی نہین کیا فکر پڑی ہے او شفتلو زبان ہلانا دشوار ہوئی
جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ع سب خاموش
ہو رہین اب صرصر مسند پر آکر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہے خیال مین ہے کہ ای
صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی ہے لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہے کہ انتظام مین مصروف ہو
اپنے نزدیک بی صورت نگار نے بڑا کام کیا اس مقام پر ہوتین تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہے
کسطرح کا سحر کر پیش آتا ہے طلسم کشا بھی تعلیم کردہ عمرو ہے صاحب شوکت افسر ہے فخر شاہان روزگار
تمیزدار و ہم عیار اس فکر مین بیٹھی تھی کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب
آتے ہین صرصر نے حکم دیا بکاول کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے فوراً دسترخوان بچھا کھانا عمدہ
چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی عطر کی روئی آنکھون مین لگالی آنسو بھر آئے یکایک در دولت پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
کی صدا بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی کنیزین واسطے استقبال کے دوڑین دو چار نے
عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ مین آگئے صرصر نے کہا مین تو دسترخوان
پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اٹھنا بڑا گناہ ہے آتے ہین تو آنے دو آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے سے
یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت و ہیبت آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ تابان فلک
سطوت و صولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح مکمل آتے ہین صرصر نے دیکھا
ماہ حسن اسد غازی کا کمال پر ہے حقیقت مین جادۂ جرأت و لیاقت کا رہبر ہے جاہ و جلال

دیکھکر تھرا گئی لیکن سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم
کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین بھرے ہوے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب اُسکے بیٹھے کہا کیون
ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ چار نہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمایئے مجھے زیادہ نہ
ستایئے مین نے اپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی گرتا چار
دسترخوان لینے بیٹھے ہین اپ تو خاصہ نوش فرماکے آئے ہونگے ہم ناحق اپنی جان دیتے ہین آگے یہان
کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوندزادی ہین یہان روکھا پھیکا آپ سے کاہیکو کھایا جائیگا اسد نے
دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمھین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا نہین کھایا کھو کھائین
کھو نہ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہانہ منظور ہی میرا اتنا کہنا ٹونکا ہوگیا اب ہاتھ بڑھایئے باتین
نہ بنایئے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر ہر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آئی
ہی اسد نے کہا ملکہ گانا سنو گی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمھاری یاد مین بیقرار رہینگے صدمہ ہجر
سہینگے صرصر تو ایک بلاے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان
گئی یہ کہکر طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے
ہین کنیزون مین جابجا چرچا ہی شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا
ہو جائیگا خدا اس سفر کا مآل نیک کرے دیکھو صاحبو آج ہی سے اداسی پائی جاتی ہی خود بخود طبیعت گھبراتی
ہی مگر صرصر ربط و ضبط دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی
اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو
دوپہر سے زیادہ شب گذر چلی ہی صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہی
گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لیجیے حضور
آپ نوش کیجیے اسد نے بلاتکلف جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی پی گیا
پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہوگیا دل بیتاب ہوگیا صرصر نے کہا
صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا اُٹھکر ٹہلو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد
یہ کہکر اُٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہی رنگ بیطور ہی قصد کیا تھا کہ سہ جبین کا ہاتھ تھام لین یہ
دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتنہ ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا قصور ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ

لڑکھڑایا چھپر کھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی تھی جامہ سے باہر ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان ترسان باہر بارگاہ کے مرسنگھا پھنک رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا آتی ہی صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اُتاری باحتیاط رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھی قصد ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کر کے دیکھا تا سوس طلسم کشا کی بارگاہ ہی ہزارہا ساحر گرد پھر رہا ہی پرندہ پر نہین مارسکتا وہ ندے کی کیا لیاقت ہی کھڑی ہو کے سوچنے لگی دل سے کہتی ہی ای صرصر طلسم کشا کا لیجانا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تا بہ کوہ بلور لیتو مگر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا مشکل ہوگا گھبرا کے صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی یہ خیال ہوا کہ شب اسی مقام پر بسر کیجیے گوشۂ بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام شیردل واسطے جگانے نماز کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہوجائیگا پھر نکل نسکونگی آخر چوڑی خنجر کی نکالی ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے لیکن جان دیے ہوئے کھودرہی ہی چند عرصہ مین زیر سایۂ نخل وہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا معلوم ہوا یہان سناٹا ہی گرد مین آئی ہوئی نقب سے نکلی صحرا کا رستہ لیا طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی

یہان اسد غازی چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صداے مرغ سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہنے تک لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جاکر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا کے اُٹھا باہر اپنے خیمے کے آیا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی اہالیان طلایہ پلٹ رہے ہین سجادے جابجا بچھے ہین سرداران لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے ایسا خواب پریشان دیکھا کہ بہت رویا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام شیردل و جانسوز بن قران و چالاک کو جلد لاؤ مین جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت نماز پڑھون عمرو نے بہ تعجیل نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا اے خوش انجام بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے عرض کی مین دردولت ملکہ مہ جبین پر تھا عمرو نے کہا کچھ افتاد پڑی جلد بارگاہ ملکہ مہ جبین پر چلو پانچون عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آیا دیکھا چوبدار یساول کمیدان رسالدار بڑے بڑے سردار حاضر ہین باغبان قدرت لعبد صولت و شوکت مسلح مملو اسباب سحر سے درست چالاک و چست ٹہل رہا ہی منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو

سویرے سے نکل چلین دس بارہ کوس پر جاکر مقام کرین کہ عمرو سامنے سے آیا باغبان واسطے تسلیم کے خم ہوا دست لبستہ عرض کی حضور جاکر طلسم کشا کو جلد بیدار کرین زبانی محلدار کے ثابت ہوا وہ ماہ تابان برج تخلیہ سے ساطع و لامع نہین ہوے عمرو نے کہا ہے باغبان دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے صورت اسد نامدار دیکھون تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب مین بخت خوابیدہ بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا نسبین جلبیین کنیزین پڑے باندھے کھڑی ہین عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہے شاہزادہ بیدار نہین ہوتا بلکہ سب سے سویرے اٹھتی ہین دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہے جدائی کا شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب صدا نہ آئی عمرو پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہے اکیلے اسد نامدار چھپرکھٹ پر بیہوش پڑے ہین عمرو نے ایک چیخ ماری مہرخ و بہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئین اسد غازی کو ہوشیار کیا اسد گھبرایا ہوا اٹھا پہلے عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہان اب تو ہلڑ ہوا فرش پر عمرو نے بتیر اصر صر کا پہچانا ملکہ مہرخ رونے لگین بیقرار ہو کر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی لیگئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپرکھٹ کے نیچے کیا ہے اب جو دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین گھبرا گئی چہار جانب دیکھتی دلارام نے کہا داری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا مجھے نہین معلوم عمرو نے کہا صاحبو ہم سے پوچھو جب مین بارگاہ مین آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھین مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ مین آچکی تھی مجھکو دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا ہوئی اسنے تخلیہ مین لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کسطرف سے وہ نکل گئی ہوا کسی نے نہ دیکھا مہتر قران کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب موجود ہے اسد غازی کو نہ لیجا سکی لوح ملنا غنیمت ہوا اب تو تمام سرداروں مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا نظم مصنف

کسی نے کہا آہ و اغربتا
نہال مصیبت ہوا بارور
کہا رو کے مہرخ نے کیا خوف ہے

فلک بر سر ظلم و بدعت ہوا
سموم الم کیسی چلنے لگی
ابھی منزل جنگ کرنے ہین طے

خزان کا ہوا اس چمن مین گذر
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
لڑائی کے آفات جھیلینگے ہم

بس اب جان پر اپنی کھیلینگے ہم
گئی لوح اب نزد افراسیاب
ہے تعجیل لازم ہو لشکر کشی
ہوائے خزان نے کیا زرد رو
گل لوح اس باغ سے لے گیا
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب
جو مرضی ہے خلاق لیل و نہار

مصیبت کے اب رنگ درپیش ہین
خوشی اسکو یان دلکو ہے پیچ و تاب
بہار اولو العزم نے جھوم کر
گل عیش کی ہم نے سونگھی نہ بو
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو
کہین کیا جو ہے قلب کو اضطراب

نہایت قلق مین پس و پیش ہین
بھلا دینگے لڑ کر اسے سرکشی
کہا باغبان سے کہ اے نامور
عجب داغ باغی ہمین دیگیا
ملے لوح تدبیر ایسی کرو
بجز جان دینے کے کیا اختیار

مگر اے ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر مین قرنا ہو کر بندی کرا دو لڑ بھڑ کر

مر جائینگے طلسم ہوش ربا مین نام کر جائینگے جملہ سرداران نامی وساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہین کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ سرخ موے کاکل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و معمار قدرت و ملکہ گلزار چشم و زیور چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوے ہرچند عمرو غل مچاتا ہے کوئی نہین سنتا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپ کا کام تھا بجانبازی بہ سرفروشی بہ عیاری بجرأت اسکو پورا کیا ہم لوگ سب بد نصیب آپکا کیا اختیار اب اسد نامدار کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جایئے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم مایوس ہوے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھیگا کہ طائر وہم و خیال نہ پہونچ سکیگا کیونکر ہمارے دل کو یاس نہو باغ سیاب سے لوح گئی آپ شہنشاہ ادو نیکر انشاء اللہ کس تدبیر و لپذیر سے لوح لا سکے اب اسیر افتاد پڑی آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون و طالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اُسکے لشکر کا بار سنبھال سکینگے خود تقدم کرنا بہتر ہے عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار و سرفروش ہو اتنا تامل کرو کہ مین جا کر واپس آؤن اگر بن پڑا تو لوح لیکر آتا ہون جب مجھسے کچھ نہو سکے اسوقت مین تمکو اختیار ہے مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سرداروں سے دست بستہ کہا حقیقت مین استاد بہت معقول فرماتے ہین ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہے ہم سب جاتے ہین کیا عجب کہ راہ مین ملجائے ورنہ انشاء اللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے از کوہ بلور تا بہ باغ سیب جائینگے لوح کے واسطے پیچھا

نہ چھوڑینگے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو شاسب ہوکر گذنا ہم خوب جانتے ہین آپ سب صاحب نام پر مرتے ہین اب سب سے زیادہ کام یہ ہی کہ طلسم کشا کو بہلا کے سمجھائیے ایسا نہو وہ شیر دلیر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہی کبھی فتح کبھی شکست حق سے بند و لیسٹ ضرور ہی چالت کہ اسیر قصور ہو رہا تھا ادہر روانا ہوے ملکہ مہرخ اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی سب سردار ہو لیکر داخل بارگاہ ہوئین خواجہ نے فورًا صورت بدلی عیارون سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتین نئے طور سے تبدیل کرکے طرف کوہ بلور کے چلو وہ لگ افراسیاب جادو کے بیان ہوتے ہین غزل لسان جلال صنا

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

دل مین تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے

آنکھ ادھر اُسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
لب طلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہی ای افسانہ گو
اُسکو کم کردے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفون کو مشاطہ نے سلجھایا تو کیا
کھودے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے

سبزہ مین کوے جانان سے نہ اُٹھینگے اشک
عاشق گریان کو آب و دانہ ایسا چاہیے

یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری
خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے

دست ساقی مین اشارہ کر رہا ہی شیشے کے جام
مے پرستو خشت استانہ ایسا چاہیے

ڈھیر سے عاشق کے پکڑ طور پر بجلی گری
کیون تجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے

کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین
برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے

ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک
دیکھکر شمس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر اوڑ ہپ
کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے

ہائے کیون اس جان کے دشمن کو دل دیتا جلال	کاش کوئی دوست ہو کہتا نہ ایسا چاہیے

افراسیاب جادو رنجور بر سر کوہ بطور انتظار مین ملکہ صرصر شمشیرزن کے مع حیرت جادو بیٹھا ہی حیرت کہتی تھی
ای شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کرسکیگی بڑے بڑے ارسطو فطرت لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوئے ہیں وہ عورت
کم حقیقت کیونکر دست انداز ہوگی اگر آپ حکم دین مین اپنے کو پہونچاؤن صرصر کی مدد کرون اگر اسکا ہاتھ تا
بلوح پہونچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لین مین اسکو بچاؤنگی عیارون کو پکڑ لاؤنگی میرے ہاتھ سے نگوڑے بچکے کہان
جائینگے حکم سے سامری کے ذلت اٹھائینگے اگر شاید اسنے عیاری کی اور ہنگامہ مین عیارون کے پھنس گئی ہمکو
سنکر بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو تیرا جانا لشکر اسلام مین مناسب نہین ہی ابھی صورت نگار
و مصور پر کیا سحر گذرا چاہتا ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگی خداوند لقا بے بقا جو جی چاہتا ہی
تقدیر کو بیٹھے ہین نہ کسی کی برائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی افتاد تجھپر پڑے یا عمرو ظالم اظلم گرفتار
کرکے کیسی ذلت و رسوائی ہی ابھی تک میری آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی مرشد زادے پر کس قیامت کے
کوڑے پڑے ہر چند مین نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی و گرامی موسوم بہ اودھ اخبار
منتظم جسکے منشی نولکشور صاحب عالی وقار ہین اُس پرچہ مین مفصلاً و مشروحاً لفظاً لفظاً یہ اخبار مصیبت
آثار درج تھا اخبار کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہی مہتمم مطبع کا حکم ہی کہ جس خبر کو مفصل سنو
بصحت درج کرو مہتمم صاحب لیئق کارگذاران مطبع فہیم اپنے مالک کے خیرخواہ صاحبان علم و فضل کا مطبع موصوف مین
مجمع ہی مطبع نہین نگارخانہ چین کا مرقع ہی ای حیرت اب خبر مخفی نہین رہ سکتی تجھکو حکم دون اور ذلت اٹھاؤن گردل
میرا کہہ رہا ہی کہ صرصر خاک چھانیگی ہماری بربادی کا اسکو بڑا غم ہی عمرو کی عیاری کا وہی جواب دیتی ہی یقین ہی کہ لوح
لیکر آئیگی سرما سے برف انداز و ابریق کوہ شگاف و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ حاضر ہین قول افراسیاب
کی تصدیق کرتے ہین مصور و صورت نگار بھی ہوش درست ہوئے ہین مصور کہتا ہی ای شہنشاہ اب عمرو
کی میرے ہاتھ سے قضا ہی صحت پا جاؤن تو اس بدبخت کا مزہ چکھاؤن اگر دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا مصور نہین
سامری نر کھا افراسیاب کہتا ہی مرشد زادے اب تمکو برسون قصر سے نہ نکلنے دونگا تمھاری ذات سے بڑی
برکت ہی جب خیال آتا ہی فلک تھرا جاتا ہی کیا مذہب تباہ و برباد ہوا اود جادو کو ہمنے ناحق سجدہ کیا ہفت اقلیم مین
مشہور ہو جائیگا کہ سامری پرستون کے خداوند مسلمان ہوکر مارے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور زیادہ شرف بیان
کرینگے آپسمین کہتے ہونگے سامری پرستون کا کیا برا مذہب ہی جو بڑے خداوند لقا ہین وہ بھاگتے پھرتے ہین ایک

علاوہ

خداوند مسلمان ہوگئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا صرف خداوند نام تھا مین نے خود اسکو بددعا
دی تھی اُسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیان خداوند لقا کر رہے ہین اُنکو یہ سب ناگوار ہوا
کہ مین برائے قدمبوسی نہین گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے مین اقرار کرتا ہون اگر صرصر شمشیر زن لوح لیکر
آئے خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت مین اُنکی جاؤنگا طلسم ہوش ربا مین قدرت کو بڑی دھوم
سے لاؤنگا سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قیطولات پر پہونچین یہ کام میری
کوشش پر موقوف ہے جسدن قصد کرونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول
ہے جسدن بالائے قیطول جاؤنگا تعدیرات رنگا رنگ کرکے مردون کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتین کرتا ہے
طرف لشکر اسلام کے نگاہ ہے یکایک دیکھا دور سے بونڈلا گرد کا اُڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر
شمشیر زن آتی ہو لیکن راہ مین یہ معرکہ گذرا عمرو جو چلا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا
دور سے دیکھا صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر
اتنا بڑا کام کرکے آئی ہے پشت پہلو سے ہوشیار جہان پتہ کھڑکا منہ پھیکر سنبھل گئی چہار جانب دیکھنے لگی اسنے
جو پلٹ کے دیکھا عیار معلوم ہوا دل سے کہتی ہے اے صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آ پہونچا اب تو صرصر تیز چلی عمرو
چاہتا ہے کہ اسکے برابر پہونچون ہزار دو ہزار قدم کا مفاصلہ ہے نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ طبر کے
پہونچ گئی کھٹکا تو اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی اے شہنشاہ مین لوح لائی مگر انتہا کی تھک گئی ہون پاؤن
سوج گئے میرے پیچھے عیار آتے ہین یہ سنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود مین
اُٹھا لیا کہا اے صرصر بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑا دی افراسیاب نے لاکر پہاڑ پر
صرصر کو اُتار دیا ملکہ حیرت کی انیس جلیس صنعت کی ہمراہ والیان مصاحبان سرما و ابرلق سب نے آکر
صرصر کو گھیر لیا عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود مین اُٹھا کر لیگیا نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھا کوہ بلور
ہنگامہ ہے بہ تعجیل صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے آیا افتان و خیزان مبارک
مبارک کہتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا بوا تم کون ہو ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھون مین
چربی چھا گئی ہے شمع رخسار میرا نام ہے محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہون تو محفل مین اندھیرا رہے ہزارون
اس شمع جمال کے پروانے ہین سودائے زلف عنبرین مین دیوانے ہین ہمیشہ ہمارا اتہار السیتر قریب رہتا ہے
اسوقت ایسی گھبراہٹ عمرو یہ کہتا ہوا غول مین ملگیا پہلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یارو

غل نہ مچاؤ الیاس ہو عیاران اسلام آپہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا مین مین نے عمرو کو دور
سے دیکھا تھا جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور آگیا ہوگا لنگور اچھلا وہ ہی ہوا کا پتلہ ہی لیجیے لوح تو اپنے پاس رکھیے
عمرو نے دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو رومال
مین لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھ رہا ہی صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہی عمرو کبھی داہنے
کبھی بائین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب الیاس ساحر زبردست گرد و پیش
گھیرے ہوئے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی پتلی نکالی اسکے
ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بشکل کنیز کھڑا دیکھ رہا ہی وہ پتلی کاغذ لیکر بشکل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا
کہ افراسیاب نے یہ کیا حیل کیا عمرو چاہتا ہی کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہی تخت پر
لوح رکھی ہی منھ کے بل گر پڑون لوح اٹھا لون مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہی ای عمرو افراسیاب
جلا کے خاک کر دیگا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی مگر یہ خیال ہی کہ دو چار پہر یہ
یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک زمیندار کو
دیکھا انگوچھا سر پہ دوہری مرزائی مارکین کی دھوتی آڑا جینو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے نام کی تلوار چاندی
کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری الٹی کٹوری کا قبضہ بڑی سی سپر لشت پر چمرودھا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر
چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا ای شہنشاہ دوہائی ہی تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہی غلہ کی منگی
خشک سالی ہو چلی ہی دانہ پیدا نہین ہوا سر پہ پالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گویان
بیل کی بک گئین کسی گھر مین لٹیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہی صبح سے آفت برپا
ہی زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا یہ چپراس کا گلے مین اونچی کمر باندھے ہوئے
گر پڑی سی ڈاڑھی غل مچاتا ہوا ارے کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گستاخی ملاحظہ کیجیے گھر بار کی
تھلیا لٹیا قرق ہو گئی اب نقد جان باقی ہی اسکے بھی لینے کے طالب ہین چپراسی نے آتے ہی کمر مین
ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہی تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ربیع کی ادھکری باقی ہی ہنوت
دخریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہی کئی مرتبہ قید خانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جمعدار
ابتک بیچارے قید ہین دونون مین چانون چانون ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہی چپراسی
کہتا ہی حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمارے گسیان بادشاہ ان داتا

دونون مین لڑائی ہو توقف نہین ہوئی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہین وہ دونون جاکر کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار مہتر قران نامدار جبر اسی عیار کامل مہتر ضرغام شیردل آپسمین لگا ہین ملا ہین عمرو بشکل کنیز آگے بڑھکر کہا زمیندار صاحب بیٹھو ہاتھ اٹھاکر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرا دینگے اب دونون سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیردل نے اشارہ کیا قبلہ کعبہ آپ ہو گئے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا کیا تدبیر کرون افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہی لوح کو دیکھ رہا ہی کیا آنکھون مین خاک ڈالون کہو تو جاکر چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک لغدا مارون کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بیجا طلسم بندی بدون دست زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہی قران کہتے ہین شب تو ہونے دو تاریکی مین اندھیر مچائینگے ایک پہلو سے عمرو نے حبشن کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹھ گٹھنا چست بڑے بڑے جوتڑ چلنے مین ہلتے ہین گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے آپسمین ٹکراتے ہین تیغہ ہاتھ مین سپر پشت پر افراسیاب کو جھک کر سلام کیا ملکہ حیرت سے عرض کی لونڈی کا پہرا نہ بدلا جائیگا حیرت نے کہا نغشہ آئے تو بدلوا دیا جاے وہ حبشن پہلو مین حیرت کے ٹہلنے لگی عمرو نے آنکھ ملا کے دیکھا دلمین خوش ہوے کہ بھوریا بھی آپہونچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے افراسیاب سے باتین کر رہا ہی یکایک حیرت نے پکارا گلشن ہماری خواص کہان ہی کنیزین دوڑین عمرو نے دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن سیمتن لوٹا سا قد بھولی بھولی صورت واسطے مجرے کے خم ہوئی افراسیاب نے جو نگاہ اٹھائی اُسنے سینہ ابھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کے دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا گلچینی گلشن حسن و جمال کی کرنے لگا تیر دلدوز مژگان تو وہ دل پر پڑے افراسیاب بیچین ہو گیا کہا گلشن کیون مزاج کیسا ہی نشیلی آنکھین جھکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر مین میرے خلل ہی بند اچھا کا ہی کئی دن سے ہڈیون مین بخار رہتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر منہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائین ہاتھ سے زانو مین افراسیاب کے چٹکی لے لی افراسیاب اس ناز و ادا پر تڑپ گیا قریب اپنے بٹھا لیا گلشن بیٹھو ہم تمھارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوائینگے مسکرا کر جواب دیا مجھے آپ سے اعلاج کیا کیجیے گا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا کرو نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہو رہا ہی جو بات کرتا ہی دو بدو جواب ملتا ہی گلشن کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہین افراسیاب نہال ہوا جاتا ہی گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو نے جو بہ نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی و نامور مہتر چالاک بن عمرو زانو دبائے

افراسیاب کا میٹھا ہی عمرو لشکل کنیز ہنستا ہوا اٹھا پکار کر کہا بی گلشن اب تو مقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا
بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا مسکراکر جواب دیا ہمین سب کا خیال ہی اپنے کام مین مصروف رہو ہمارے
سر مین درد ہی ہمسے بات نہ کرو عمرو پیچھے ہٹ آیا پانچون عیار عیاری مین پانچ محفل مین افراسیاب کے
پہونچ گئے ہین باعث یہ ہی کہ صرصر تھکی ماندی آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر مین جاکر سو رہی افراسیاب نے
کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہان ہی حیرت نے کہا صاحب اُسکا گردہ دیکھو رات بھر لشکر اسلام مین رہی بیچاری نے
نقب کھودی کس مشکل سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہوگئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک
طائفہ کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کرلیجئے آنکھون کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہی
افراسیاب نے کہا اے گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کرلین پھر گانا سنو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر
اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات مین تمہاری خوشی کرینگے گلشن نے تتلا کے کہا اے شہنشاہ لوح طلسمی اب
انتظام کیسا آپ سے کون بہتر ہی اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کردیجیے ایک بڑے سے صندوق مین
رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جاے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکیگا افراسیاب ان بھولی باتون پر ہنس پڑا
کہا بی گلشن سو منزل پر لوح تھی مرحلات طلسمی بیچ مین بندھے ہوئے تھے وہان تو مسلمان لڑتے بھڑتے جا
پہونچے یہ چیزین صندوق مین رکھنے کی ہین گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے مین اپنے پاندان کی ڈبیا
مین رکھ چھوڑون میری اشرفیان پڑی رہتی ہین وہ قفل کسیکے کھولے سے نہین کھلسکتا دن رات جسوقت
آپ مانگینگے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہی جان سے زیادہ عزیز ہی
ایسے مقام پر بھیجون کہ طائر وہم وخیال بھی نہ جاسکے ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی ایک شخص کو بلایا ہی آیا چاہتا ہی
گلشن جلے کہا شہنشاہ وہ کون شخص ہی کہان سے آئیگا نام کیا ہی کوئی بڑا بادشاہ ہوگا افراسیاب نے
کہا اُسکا نام ونشان میرے دل مین ہی جانبازی سرفروشی اُسکے آب وگل مین ہی اور وقت پر نام بتا دینگے
سوچا بند چالاک چاہتا ہی کہ دام تزویر مین پھنساؤن نام ونشان پوچھون کوئی عیاری کر گذرون لیکن افراسیاب
[illegible] ہوشمند ہوشیار چوکنا ہر طرف دیکھ رہا ہی کبھی چالاک کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی اے گلشن ادھر باتین کرو لوح کا
پھر نہ لو ان باتون سے تجھے کیا کام ہی تو تو ایسا کھود کھود کے پوچھتی ہی جیسے کوئی عیار پتا لگاتا ہی مجھے تیری
باتون سے خوف آتا ہی یہ کلمات سنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اُٹھا مسکرا کے
کہا شہنشاہ اب تو ہر ایک کو عیار جانتے ہین اپنی کنیزان قدیم کو نہین پہچانتے ہین یہ کہکر پشت پر کھڑا ہو کر

گمس پرانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سنتے ہین جو کچھ تدبیر کرتا ہو کیسے لوح جایا چاہتی ہی عمرو گھبرایا مسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی تڑپا قران وضرغام یہ کہتے ہوئے اُٹھے حضور ہمارا فیصلہ کردین تحصیلدار صاحب گانوُن مین آفت مچار ہے ہونگے اب یہ سوچکر مہتر قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس ہوا الغرض گلشن سر پر موجود ہی مگر رنگ نہین جمتا اب مجبوری کو لپٹ پڑو یا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو پروردگار بچانے والا ہی شاید کوئی سامان بن پڑے اب چھوُن عیار اپنے اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی اپنی کر رہے ہین افراسیاب کسی کو جواب نہین دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہی ہرچند کہ اسوقت صورت زیبائے گلشن پر مائل ہوا لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہین دیتا محفل مین ذکر شراب وکباب تاج رنگ کا نام نہین اب عیاری کیا کرین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین حواس پراگندہ کچھ بن نہین پڑتا دن قلیل باقی ہی افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کبھی لوح ہاتھ مین لیکر ٹہلتا ہی کبھی بیٹھا کبھی اُٹھا متحیر ومتردد کبھی حیرت سے کہتا ہی بڑا عرصہ ہوا حیرت جواب دیتی ہی مجکو حکم ہو مین جاؤن جسکو فرمایئے بلا لاؤن افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہین ہی ای حیرت جادو ای زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے نکال نہین سکتا جانتا ہون کہ دیوار در ہم گوش دار د یقین کامل ہی اس جلسہ مین عیار ضرور موجود ہون اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہین آب و دانہ حرام ہی جسکو بلایا ہی وہ گمنام ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اُڑی افراسیاب دیکھنے لگا کسی کی نگاہ اسی جانب اُٹھی دیکھا کہ ایک نرگاو برابر فیل مست کے دُم اُٹھائے ہوئے آتا ہی زیر کوہ آکر جست کی مثل برق پہاڑ پر آیا منہ اُٹھا کر سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا اُس زبان مین باتین کین کہ کوئی نہ سمجھا افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہی پشت پر نرگاو کے ہاتھ پھیرتا جاتا ہی اب اُسوقت عیارون کی بیقراری چاہتے ہین افراسیاب سے لپٹ جائین اپنی جان ہٹائین کیونکر ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لین گدھے نے بیل کہان سے بلایا مگر کچھ چارہ نہین ہی افراسیاب نے چند باتین کرکے لوح اُٹھائی بیل نے منہ کھولا افراسیاب نے بیل کے منہ مین لوح ڈالدی نرگاو نے منہ بند کر لیا جھم سے پہاڑ پر سے کود اور دوڑی کرتا ہوا طرف صحرا کے جاکر چشم زدن مین غائب ہو گیا عیار بدحواس ہوکر پہاڑ سے کودے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک نہ پایا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف لشکر اسلام کے پلٹے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زرین پر بیٹھا ہوا مونچھون پہ تاؤ پھیر رہا ہی اب سامان عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جاکر کیا کرین چلکر سرداران لشکر سے اطلاع

کرین نہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اب لوح کا کاہیکو پتہ ملیگا پانچون عیار خاموش ملول و حزین چلے یہان لشکر اسلام مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار سر جھکائے ہوئے اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکے خبر دی چھوٗن عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگایا دامن سے اشک پاک کیے کہا اے نور نظر نہ گھبراؤ انشاء اللہ لوح کی فکر ہو گی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سنا گھبرا کر پوچھا کیون خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب عیار پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اُسکے منھ مین لوح ڈالدی وہ مثل برق چمک کر غائب ہو گیا رنگ بہا متغیر باغبان کے جسم مین رعشہ سرخ مو پریشان رعد و برق ترپے ہلال سحر افگن کا ہیہہ اُسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پہ یہی کلمہ جاری ہے اب طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا مشکل ہے اب لوح کیونکر ملیگی اسوقت باغبان قدرت سب عیارون کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جسطرح اُس کی ملی تھی اسیطرح پروردگار پھر دلوائیگا اے شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری راے یہ ہے کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع راے روشن ہو چراغ عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست رہین ہکّا بکّا چپ چپ ہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری راے بھی یہی ہے چالیس سردار ایک مقام پر جمع ہون اس مقدمہ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتلائین کہ فلان مقام پر لوح گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہو گا اُسکو مثل دعاے مظلوم پہونچاؤنگا اگر تحت الثری مین ہو گا تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہے اپنی بارگاہ مین سر جھکائے ہوئے آئی چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین بخت خوابیدہ مفسدونہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہے ہماری بہار افراسیاب درپے قتل دل خانہ خراب درپے آزار کس امر کی فکر کرین کیا کرکے دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو اُلجھن پھر وہی قد و زبر زاوی اُٹھکر آئی دیکھا ملکہ بہار حال پر ملال مین بیٹھی ہین گل سا چہرہ کمھلایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت آئینہ رخسار پر غبار حیرت گیسوان عنبرین بکھرے پریشانی سراپا سے ہویدا ہے سرو سامانی سرو سہی قد نے بڑھکر بلائین لین پوچھا کیون واری اسوقت کیا تردد ہے کیا انتشار ہے اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر

ت گھبراتی ہون کون ایسا رنج تازہ درپیش ہوا کا ہیکا لیس و پیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈی سی سانس بھر کر کہا اے سرو سہی قد مین اپنے حال سے آپ بیخبر ہون ظاہرا نہ کوئی غم ہی نہ الم ہی فلک کجرفتار در پے ظلم و ستم ہی یہ فرما کر طرف آسمان کے سر اٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این آفت جان ہمدم و ہمخانہ کیست
یارب آن شاہ رخ و بادشہ کشور حسن
کہ درین انجمن آن اہل افسانہ کیست
غنچہ لبیان بہ نگاہے دل خود باختہ اند
گر بہ لطف بپرسی کہ تو دیوانہ کیست

بادۂ لعل لبت راکہ ہما الف نلست
دوش بر دوش ہما او گوہر یکدانہ کیست
زار دام و زمین گرچہ نگاہے کرے
یارب این دلبرے از نرگس مستانہ کیست
گفتمش مخفی ہمو دا زدہ دیوانہ تست

یارب این پرتو خورشید ز کاشانہ کیست
بزم آرائے کہ در بادۂ پیمانہ کیست
گفت افسانۂ لبیار و نہ دانست کسے
تا گرفتار کہ او دولتِ جانانہ کیست
شد بامید ہمین خانۂ عمرم ویران
گفت مخفی چہ کس و عاشق دیوانہ کیست

اس حسرت و یاس سے ملکہ نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے سرو سہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت مین آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ مین چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا اللہ حال بیان کیجیے ضبط کو اسقدر کام نفرمائیے کہا اے سرو سہی قد ہائے وائے کرنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہے وہ گذرتی ہے کس سے کہین کدھر نکل جائین دمبدم سر پر بلائے تازہ نازل ہی جان بچانا مشکل ہی سرو سہی قد نے کہا اوری مین سمجھی جس وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہی آج کل لشکر مین تلاطم ہی مین کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ دو چار دن کے واسطے طرف کوہ عمیق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی ساحر زبردست گیا ہو اسنے دشمنون کو رنج و ملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی مشہور ہی شعر دل را بدل ہیست درین گنبد سپہر \ از سوے کینہ کینہ رود وز سوے مہر مہر اگر پانؤن مین معشوق کے کانٹا گڑا قلب عاشق مین خلش پیدا ہوئی اگر گلزار عارض معشوق جھونکے سے ہوائے گرم کے کملایا عاشق زار مثل بلبل نالان دزار رہا حضور دل کو دل سے راہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہان سے جاتے ہین زمین سر پر اٹھاتے ہین ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہین انکی شان و شوکت کا ذکر کیا ہزارہا ساحران نامی انکے مطیع ہین سحر و ساحری مین جنکے مرتبے رفیع ہین اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہین مگر زبانی خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ رہنا قبول نہین فرمایا سکل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و شہنشاہ شہریار جادو ساحران خوشخو

شاہان طلسم ہزار اسپ یہ تینون خداوند ساحران کہلاتے ہین مگر ابتر تاکید ہی کہ ہماری مدد کو نہ آنا ورنہ انکی
تمنا سے دلی ہی کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جہاد کرین مگر حضور نے نہین قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور
شمشیر لی نقابدار نکلے ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ صاحبقران نے خوش ہو کر سلطنت دی تعریفین بادشاہ کی
جو ملکہ سرو سہی قد نے کین ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہو گئین یا تو آنکھون مین آنسو بھرے تھے یا ہنس
پڑین کہا ای مونس و ہمدم تو نے زبانی خواجہ عمرو مختصر مختصر سنا ہی تاریخ تو اٹھا کے دیکھ مین مقام و نشان
بتا دون جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن عدنی نے عالم فقر مین گرفتار کیا عقابین پر
کھینچا شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آئے تھے اور سیہ پوشی کا
باعث یہ تھا کہ یہ شکم مادر مین تھے لکہ والد نامدار قباد شہریار عین شباب مین قتل ہوئے ہمارے
شہریار بڑے صاحب حسب و نسب ہین والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن
ہیکلان والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان یہ بچپن سے صاحب شوکت و لیاقت و جرأت
ہین سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد سعد شہریار و کیفیت حصول سلطنت بیان
کی ذکر سے معشوق کے رنج و غم دفع ہو گیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ
رہی ہی اس ذکر مین ملکہ نے گلوری کھائی منہ ہاتھ دھویا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلاتے
آئے ہین ملکہ نے کہا بلا لو برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو
ہی تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کرون جو جہاد درپیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہین معلوم ہوا افراسیاب
نے لوح کہان بھیجدی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہی کچھ نشان ملکہ مخمور بتائینگی وہ بھی رازدار
طلسم ہین کہ سب صاحب بیٹھکر صلاح کرین اب اسمین دیر مناسب نہین ہی ایسا نہو افراسیاب
لشکر کشی کر کے آجائے آپ لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے لوح لشکر سے نکل جائین یہان جو لشکر
پر گذریگی جھیلنگے مرنے والے اپنی جان پر کھیلینگے ملکہ بہار اٹھین ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ
مین آئین دیکھا ستر سو سردار جمع ہین خواجہ عمرو فرمارہے ہین یارو جو کام کرنا ہو کر لو پہر دوپہر مین
آفت آیا چاہتی ہی افراسیاب جادو نے مقدمہ لوح سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اُسکے
سحر و ساحری کا کون بار اٹھائیگا آخر باغبان قدرت و ملکہ بہار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی
ذہانت و متانت کو کیا ہم کہ سکتے ہین مگر آپ سردربار فرمارہے ہین یہ سب خبرین افراسیاب جادو کو پہنچینگی

جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام ہو گا ایک خیمہ بطلب تخلیہ الگ استادہ کرایئے جسمین مشیران سلطنت و امیران اُبہت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر بہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے اسپر سب صاحب کاربند ہون اس راے کو عمرو نے پسند کیا القصہ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمرو و اسد نامدار و عمرو برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگاہ مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمرو نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی بمقام صدر بیٹھے گرد یہ سب خیرخواہان دولت صاحبان فطرت ولیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہے کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ پر بھیجدی ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو ہیچ ہے مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہے کسکو ایسا دردسر ہے کہ اول طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے بند ہے مخمور نے کہا یہ صلاح ناپسند ہے ہم بارہ سردار قصد کرین رہبر کامل پہونچاویگا انشاء اللہ لوح عنایت سے پروردگار کے ملجائیگا عمرو نے کہا ان سب سرداروں کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہے یہ صلاح بالکل بیکار ہے اسد نامدار نے فرمایا ایسے اعتراضات بیکار ہین جستجوے لوح منظور ہے اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی امر ابھی قرار نہین پایا خواجہ و اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہے گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہے

انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب کے کہ لوح کو روانہ کرکے بر سر کوہ ملکوت مصروف عیش و سرور بڑے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو لیجانا اور رہا ہونا مدوران سے و عیاری خواجہ عمرو بصورت حیرت اور دریافت ہونا مقام لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا
یہ ہر میکدہ یا عزا خانہ ہے
کوئی آفت تازہ آنے کو ہے

شراب غم انگیز لا ساقیا
مصیبت کا سامان ہے ظاہر تمام
فلک رنگ غم کا جمانے کو ہے

عجب رنگ پر بزم مینا ہے
خمیدہ ہین خم منقلب ہین جام
الٹ دیگا کوئی آکے پھر سر کشی

عبث ہی غریبون پہ لشکر کشی
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ
کہ بدمستون کا میکدے مین ہی دنگ
عبث ساقیا مست و مدہوش ہی
پئے عیش ہی صورت جام زہر
تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم
تجھے مہر پیر مغان کی قسم
فلک ہی جبتاب کہ ماہ منیر
دردیکہ در آئین وفا ہمرہ جان نیست
روز طربم ہمچو شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی دُر اشک سحری را
کین قاعدہ در سلسلہ پیر و جوان نیست
خوش باش دلا تا ہمہ غمہا کہ درین ہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

اُٹھا ساقیا جام مل بے خطر
کہ رندون سے لازم نہین عزم جنگ
یہ میخوارون پر ظلم و جور و ستم
کہ مینائے مے پنبہ در گوش ہی
تلاطم ہی میخانہ مین دمبدم
بلاخیز زلف دوتا کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غدر
قمر اختر نظم ہوا اوج گیر
دردیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دُرے در صدف سینہ و کان نیست
تا چند زنی تیر نگاہ از خم ابرو
شہ را و گدا را ز دم مرگ امان نیست

تباہی کا ہی دور پیش نظر
ترے ساقیا آج تیور ہین اور
کرم کر کرم کر کرم کر کرم
سنے کون فریاد رندان دہر
تجھے ساقیا جام مے کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قدیمان خود را بیفزای قدر
اشعار مخفی موافق مقام
از بخت سیہ شکوہ ام اینست کہ چون نیست
ای وای بران دل کہ ز درد تو تپان نیست
با زلف دل آشوب زیبا سلسلہ مگسل
مجروح ترا حوصلہ تیر و کمان نیست
نومید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران محبس ظلم و جفا اسیران دام حسرت و انجام محنت

و بلاخانہ زنجیر بیان مین یون غل کرتے ہین مشعر مصنف فصیحان جادو بیان و مبدم ہر رقم کرتے ہین حال اندوہ و غم ہ افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرحان و شادان بر سر کوہ بلور بصد سرور مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہ رہا ہی ای خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہی اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار منہ سے نکل گیا ای شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ خوبی ای غنچہ حدیقہ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہی مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہی سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہی اب کل کام

مابدولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے اب مابدولت کے پنجۂ ظلم سے بچکر کہان جائینگے اب مابدولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہی کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے دست زبردست سے جاکر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے مابدولت کو بخدائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے گانڈ کا کونڈا ہی خداوند لقا بھگوڑے بندون کے ہاتھ سے بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو چولہ بدل گئے آگ مین جل گئے لات و منات کا آجتک کچھ پتہ نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہون کسکی مجال ہی جو مجھسے لڑسکے اشارے مین سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہی نشہ مین بلبلا رہا ہی شان و شوکت دکھا رہا ہی حیرت جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادۂ دولت سے سرشار ساغر صہبائے مکنت و حشمت سے اپنے جامہ سے باہر ہی رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی ادا سی رنگ سفید وقت طلیع اسید فرش پر ستارے مثل نجم درخشان لباس سے نازنینان ماہ پیکر کے گرے ہین وہ فرش رشک آسمان ہورہا ہی شمع ہائے مومی و کافوری لہرائین لگن ہین پروانون کا انبار درختون پر طائران خوش الحان مصروف ثنائے رب دوجہان شراب کے نشہ کا اثار آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب نے چاہا دربار برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا ای شہنشاہ اب مین سامان لشکرکشی کرون مقابلہ مین مسلمانان کے جاؤن جاتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاشہ ہائے مسلمانان سے بھردون افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم میرا یہ قصد ہی کہ اب کی مرتبہ اسطرح کی لشکرکشی کرون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہوجائے لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمانان کو مرتبہ جاہ و حشم حصول ہوا مابدولت نے بھی غفلت کی انتظام کا خیال نہوا لیکن اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہی حیرت جادو نے کہا قلعہ جمشیدی مین ملاحظہ تو فرمائیے کہ اب مسلمان کس حال مین ہین ایسا نہو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار برقرار کرین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین بڑے بڑے کارگزار سرداران عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین لوح طلسمی کے توٹنے سے اب مایوس ہوئے جان بچاکر نکل جائینگے انکا روکنا ضرور ہی آئندہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر حمزہ سے ملینگے پھر انکا نتیجہ فالعبث ہونا دشوار ہوگا وزرا نے بھی کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا ای شہنشاہ

حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی لوح طلسمی نکل جانے سے مسلمان بہت بدحواس ہین
لوح طلسمی ملنے سے بہت بلبلاتے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے تھے اُن سب کو یقین مرگ ہی خبر لینا واجب و
لازم ہی افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین پر خیال ملکہ مخمور و بہار جادو کا ہی یاد بہار جو آئی رنگت رو
متغیر یاد مخمور مین نشہ اُتر گیا ساغر دل شراب غم والم سے بھر گیا گھبرا کر رقعہ جمشیدی اُٹھایا مضمون لشکر
مسلمانان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب مین رکھدیا تاج پہن کے لباس جسم پر
آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی دو عیار گیارہ سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوے
صلاح کر رہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جاینگے وہ آمادۂ حرب و پیکار ہین یہی صلاح ہی کہ لڑین پھرین
لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اُسی خیمہ مین ہی ساربان زادہ بھی موجود ہی بہار و مخمور باغبان
روح روان لشکر ہین رعد برق و برق لامع کلان افسر ہین اسطرح یہ جملہ سردار ایک خیمہ مین اکٹھا
ہوئے ہین مین جا کر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کرون عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے
مرین موت مانگین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون سرسا نے عرض کی مین سبکو
جا کر ڈھونڈھا کر دون ابریق نے کہا حضور جاتے ہی پتھر برساؤن افراسیاب ہنس پڑا کہا ای وزیر اعظم
ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ اُس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہی جو انکے سامنے جائے
یا سحر کرکے ہونٹ ہلائے مابدولت کے تعلیم کردہ ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہین بہار
کا گلدستہ چل گیا تمکو چھوا دیگی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش کرکے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ مین جائے
سحر اُتر جائے تم لوگ جا کر کیا کروگے مابدولت جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب جادو بقہر و غضب تمام سمت
لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب کے حیرت کو بھی تاب
شکیبائی نرہی بیقرار ہوگئی وزیرزادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین ساربان زادہ دوسرا نگوڑا بھوریا
دونون مکار جعلساز اُس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین ہمارے شہنشاہ کو پھنسائین
اپنے کو خداوند بنائین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہی جسطرح
بنے مین اپنے کو پہونچاؤن وزیرزادی نے عرض کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین آج کی لڑائی
بھی دیکھنے کے لائق ہی شہنشاہ پر سحر مین کون غالب ہی خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شرکت کرین
جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کر چکے ہین تمھارا چلنا مناسب نہین

مین اکیلے تنہا جاتی ہون وزیران سلطنت و مشیران اصبت کو روک کر آپ خود یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لیکن یہان خواجہ کو شب بھر اسی مشورے مین گذری کہ رای ہر ایک کی مختلف ہے باغبان الیاس راز دار بھی معترف ہے کہ ای شہنشاہ عیاران وای افسر خنجر گذاران حقیقت مین ابکی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح بھیجدی کہ ہم مین سے کوئی اس مقام کا نشان نہین سمجھ سکتا توکلت علی اللہ سفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمرو نے کہا ای باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج ہے اسی مقام پر جنگ شروع ہو جائیگی کوئی سردار ایسا بھی آئیگا کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا جب اس مقدمہ مین آپ سب صاحب حیران ہین پھر سفر و حضر دونون یکسان ہین ایسی ایسی صلاحین بیکار ہو رہی ہین کل لشکر اسلام چند قدم ہے لشکر فیروز کش ہے کمیدان و رسالدار خدا اپنے خیمون مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین یعنی ہمارے آقائے نامدار اس خیمہ مین جلوہ فرما ہین دور سے ہم لوگ نگاہبان ہین یکایک سب نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شعلہ زن پیدا ہوا اسمین برق کی چشمک زنی اسقدر جلد زمین پر گرا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بصد قہر و غضب دروازے پر اس خیمہ کے کھڑا ہے غصہ مین کانپ رہا ہے سبھون نے چاہا غل مچائین کہ ای شہرخ و بہار وغیرہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن آپہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو اس بلا مین پھنسا کر پردہ خیمہ کا اٹھایا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اسوقت بہار کے منہ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ نہ گھبرائیے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہے باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہے انشاء اللہ یہ لوح کا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہے تیرا گل حیات خاک مین ملتا ہے افراسیاب کو دیکھکر سردارون کے ہوش اڑ گئے قصد کیا اپنے اپنے مقام سے اٹھین افراسیاب نے زبان ہلانے کی مہلت نہ دی یا سامری کہکر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا شعلہ ہائے آتش اس ناری کے منہ سے نکلے کل بارگاہ مین مردود کے سحر سے دھوان چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش سحر فراموش ہوا دامن گردانتا ہوا آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا کچھ اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اڑ گیا دوسرے اہالیان لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہین افراسیاب دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر ابھرا پھر غصہ مین نعرہ کیا سلطنی

جمشید کو پکارا اٹھے طبقہ زمین کو لیکر مع سرداران و خواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تنکا اٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی بر سر بند قبا لوٹے ہوئے گریبان زرہ کی الجھی ہوئی نعرے کرتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی سو گز بلند وہ خود پسند روانہ ہو گیا لشکر میں فریاد و الغیاث کا شور ہوا مہترین مہتر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا صدہا آدمی مرے پڑے ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا صاحبو خیر تو ہی یہ کیا بلا نازل ہوئی سرداروں نے کہا ای نور نگاہ خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا ہی افراسیاب جادو آیا تھا لشکر کو پامال کیا پتھر برسنگے سنگدل نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اٹھا کر لے گیا وہ دیکھو آسمان پر کڑکتا ہوا جاتا ہی چالاک کے ہوش اڑ گئے بتعجیل مستخ ہوے کا کلشاد ہلال سحر افگن وغیرہ چند سرداروں سے بلا کر کہا صاحبو کار گذاری کرو لشکر کو درکیا ایسا ہو گھبراہٹ مین بخوف جان بھاگ کر نکل جائین پھر لشکر کا جمع ہونا دشوار ہو گا مین جا کر دیکھوں کہ ان سب کو کہان لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھکر واپس آؤنگا آپ لوگوں کو خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ مشتمل مضامین حال گذشتہ لکھکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ کر دین کوکب روشن ضمیر اس حال مصیبت مآل سے آگاہ ہو جائین آیندہ جو منظور پروردگار ہے کیکے چالاک نے فوراً یا ثمامے عیاری ذات پر آراستہ کیے جسطرف افراسیاب جادو گیا تھا اُسی سمت یہ بھی پاے شاطری مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہی ای چالاک راہ مین عیاری کرنا افراسیاب پر دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی کیا تدبیر کرون افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نرہا اگر اسد غازی کو لیگیا تھا تھلہ د لعبہ رہا رہتے سب طرح کا انتظام کر لیتے اب کون فریاد کو پہونچے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بھی گرفتار ہو گئے مایوس روتا ہوا چالاک ادھر جاتا ہی لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے سناٹا بھرے ہوئے جاتا ہی باغبان وغیرہ بیہوش ہین آنکھین پتھرائی ہوئین اگر سرد ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ رہے ہین کہ طبقہ پر زمین کے پڑے ہین افراسیاب معین معلوم کہان لیے جاتا ہی دل سے کہتے ہین کہ کچھ اور نہ کرے صرف اس مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائین نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت ساتھ والے سب بیکار خواجہ عمرو ہم سے زیادہ مجبور و ناچار آج افراسیاب کو ہم پر غصہ قیامت کا تھا اب زندہ نہ چھوڑیگا مثل نقش پا مٹا دیگا قضاے کار افراسیاب آتے آتے سرحد زعفران کوہ مین پہونچا ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر لعبدنا ز

داد اسفند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی کئی ہزار کنیزان خوش رو دست بستہ حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہی زعفران نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ زرد ہو گیا بہ نگاہ غور دیکھا پہچانا کہ افراسیاب جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پہ لیے ہوئے چند ستارے اُس طبقہ پر چمک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب اُس کی پشتی ہوا ہی زعفران یہ دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی ارے صاحبو جلد آراستہ ہو یا محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ افراسیاب کچھ گنہگارون کو پکڑ لائے ہین زمین پر اُتارا ہی میری سرحد مین اُنکا قتل کریگا گنہگارون کے خون سے ہاتھ بھریگا مین جا کر استقبال کرون ورنہ باعث خرابی ہو گا یہ کہکر زعفران جادو وہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم دیا آپ خرامان خرامان چلی گر افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہی اُدھر سے چالاک بن عمرو افتان وخیزان آکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھے بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے جوش مین اُتر رہا ہی اُدھر سے چالاک نے بسینہ بسینہ تاج پھالکا ہوا تیور پر بل زمین پر اُترتے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب نے وہ طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی و خواجہ عمرو و اسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چرخ دیکر چشمہ پر پھینک مارا چالاک دور سے دیکھ رہا ہی اُس آب سحر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا عرصہ دراز تک ہوا مین بلند کبھی مچھلیان نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام گھبرائے ہوئے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی سے دھوان نکلا دیر تک صدائے ہاہو بلند رہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش وخروش موقوف ہو گیا چالاک نے دیکھا اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہی تیرہ حباب وسط آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے ظاہر ہی کہ چشمہ کی آنکھین نکل آئین اب افراسیاب نے چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین گر کر کیڑے ہوئے اب چالاک نے دیکھا تیرہ پیرکوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھے ہونگے سیاہ رنگت قد مین مگس سے کمتر پیدا ہوتے یہ تیرہ پیرکوے ظاہر ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک پیرکو ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چرخ مارتے ہین افراسیاب اسطرح اُن غریبان دریائے مصیبت وگرفتاران لطمۂ آفت کو بلائے سحر مین پھنسا کر پلٹا ملکہ زعفران زعفران پوش یہ کیفیت دیکھکر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہی منہ سے آواز نکلتی نہین جب افراسیاب پلٹا ملکہ زعفران نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آرائے زعفران

پھر پڑھی ہنسنے لگا پوچھا ای ملکہ عالم تم کہان عوض کی سامنے کوہ زعفران ہی سرحد کشمیر مین حضور تشریف
لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ہنسا
پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اٹھایا
تھا عیارون نے فتنہ ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی ارادہ طلسم کشائی کا رکھتے تھے بادولت کو جب خیال
آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا ای زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے
مین افسونگری بھری ہی یہ سحر ہمیر و دار ہی دریا پر کرتے ہین بادولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا
دیکھنے والا آب آب ہو جاے ابر و بیزی ہو اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر بران
گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارہ صحراے قیامت یہ پیر کوہ جو سفر کیے مین چشم دشمنون کے چاٹ رہے
ہین چالیس دن مین گھلکر پانی پانی ہو جاینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک پیر کو ابیر ہی دشمن کے سامنے
کی کاملی تدبیر ہی براے استقبال افراسیاب ہزار ہا کنیزین بھی کوہ سے اتر آئی ہین چالاک بھی لپٹا ہوا آیا ہی
ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام مین ملا ہوا چلا آتا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی مصیبت پر اپنے سردارون کی سر دھن
رہا ہی افراسیاب بالاے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب اسکے تخت پر بیٹھا گرد کنیزان پری
پوش جمال زعفران پہر وقت افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا شمشلی انکھیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہو گیا
جھومنے لگا دل سے کہتا ہی زلفین عنبرین کو اگر سنبل سے مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر
ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون یہ مثال بہت بعید ہی ابرو
ہلال عید ہین آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو وحشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دل کو
فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل و نہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے کب
آنکھ ملاتی ہی لب غنچہ سوسن دندان دُر عدن بات مین مسیحائی کلام سحر نظام مین دلربائی سینہ پر ناز
پستان سیب باغ رضوان سوے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر مفہوم آگے مقام حجاب ہی ادب
حسن دریا تش کہتا ہی شگاف کلک دو زبان کا گلستان ملایا صنعت سحر خوبی کہون غنچہ ناشگفتہ
سے مثال دون ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال پنجہ مرجان ہاتھ آئے سراپا حسن
سے معمور کہانتک لکھا جائے قصہ ایک جانب صحراے سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چمنستان کی بہار
چمن ہاے طولانی ایک ایک نخل سرسبز و شاداب ولاثانی جب نسیم گل آتی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر

سنگھاتی ہے افراسیاب نے جو کچھ رنج و ملال اٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھکر غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا پہلو مین معشوقہ زعفران ایسی خوشخو گرد اگرد کنیزان ماہرو سامنے باغ پر بہار لپٹین پھولون کی آرہی ہین کیزان گلعذار جوبن اپنا دکھارہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین عندلیبان خوشنوا شاخ گل پر نہال

فاختاؤں کو کوکو و بال نظم
نور پر آئی ہے امسال بہار گلشن
غیرت طائر زرین ہے ہر ایک مرغ چمن

پھول جو چاندنی کا ہے گل مہتاب ہے وہ
ہر شجر نور مین ہے غیرت نخل ایمن
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا

ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین گئی اسکے پاس
باغبان کہتے ہین سب پھولی ہے گرم سوسن

ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہے
سرخی لالہ و گل ہے شفق صبح سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو بتونہین کوئی

شبہہ گلچین کو ہوا صاف کہ ہے چاند گہن
آتش گل کو صبا اور بھی بھڑکاتی ہے
منقلون کی روش ایک ایک ہے کتا ہے چمن

آب و تاب ایسی ہے اس رنگ کی ستاوا لگی
جوہری موتیے کو جانتے ہین دُر عدن
طرب انگیز ہے ایک ایک ہوا کا جھوکا

شورش برگ درختان ہے صدائے ارغن
فصل گل آئی ہے کیا باغ مین آگ ہوئی
رنگ گل کھیلتے ہین سارے جوانان چمن

باغبان مست صبا مست نسیم گل مست
بلبلین نغمہ سرا کبک دری قہقہہ زن
افراسیاب کی کبھی چمنستان پہ نگاہ

کبھی گلچینی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل مین جوش حسن دلفریب دیکھکر بھول گیا کس کام کو مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ اے چالاک اگر عیاری کی کل اہالیان جلسہ کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی کی غیر ممکن اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط مجلس فرحت و انبساط چالاک کا غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا روتا ہوا پہاڑ سے اترا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا تختۂ عقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا مشکلین بے انتہا سامنے آئی ہین خانۂ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھاتی ہین ستارہ گردش مین فلک بربادی کی کوشش مین کبھی سوچتا ہے جا کر لشکر مین خبر کرون افراسیاب جادو بیان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کرکے قیدیان بلا کو رہا کرلین تالاب کو خاک مین ملادین لیکن پھر کہتا ہے وہ سحر خانہ خراب افراسیاب کا ہے کسکی تاب ہے کہ جو اُس تالاب پر دست انداز ہو کوئی اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اٹھیگا طرف باغ سیب کے چلا جائیگا ہمارے کیا ہاتھ آئیگا اگر جا کر بہار پر سختی اٹھاؤن افراسیاب کو بیہوش کرون سراسر عقل کے خلاف ہے اسکے بیہوش ہونے سے سحر نہ اتریگا جب یہ قتل ہو تب سحر سے قتل ہونا اس بیچارے کا دشوار ایسے مقام پر کوشش

بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اُس چشمہ کے آیا دیکھا وہ بیر کوسے حبابون سے لپٹے ہوے ہین کراہنے کی سرداروں کے آواز آتی ہی ایسی دردآمیز صدا ہی سنکر دل دُکھتا ہی کبھی صداے بہار آتی ہی کبھی آواز مخمور کبھی اپنے قبلہ وکعبہ کی صدا سنتا ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین کبھی صداے اسد شیر دل ایسی دردآمیز مصیبت خیز آتی ہی کہ جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صداے وحشت انگیز نہ سنون افراسیاب کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ بیر کوسے چاٹتے چاٹتے جسم ان سب کے کھا جاینگے اندر چالیس دن کے استخوان پانی ہوکر بہ جاینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی روتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جاے ای چالاک نام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل وہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے کہتا ہی اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گوہر مراد دستیاب نہوگا ایسی جگہ مرد ہزار دو ہزار کو سے ڈوبوآ خر خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے چلو چلکر کوکب روشنضمیر کو خبر کرو وہ افراسیاب کا ہم نبرد ہی حقیقت مین یہ پانی اُسکی پاپوش کی گرد ہی بیشک وہ رہا کرلیگا افراسیاب کو خبر بھی نہوگی یہ سوچکر طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا دو کلمہ ملکہ بران شمشیرزن کے سنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین مین ہی یہ خبر بخوبی سن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جاینگے افراسیاب لشکر کشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ملکہ مجلس و ملکہ عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحرساز کئی سو شاہزادیان دست لبستہ حاضر ہین ملکہ بران نے اُن سب سے بیان کیا کہ صاحبو یقین ہی طلسم کشا براے طلسم کشائی گئے ہون افراسیاب لشکر حمرخ پر قیامت برپا کریگا خبر لینا واجب ولازم ہی ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کرون ابھی خبر منگاؤن مجلس نے دست لبستہ عرض کی امی جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت خود بخود دل کو انتشار ہی خدا خیر کرے ایسا نہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جبتک کوئی یہان سے پہونچے کوئی خرابی نہ درپیش ہوجاے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور تو خبرا پنے والد نامدار کی زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا قمر مسعود و صورت نگار کو زنحداری مین لے گیا اب سب طرح خیر وعافیت ہی ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملکہ اسد غازی

کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہی غفلت تک مناسب نہین ہی ای شگوفہ مین نے جاہا اور کچھ
پوچھون بخت بیدار سوگیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہون نظم

برگشت ز من چو یار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم
باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ دانۂ اشک
صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچۂ عشق خار سبز د
گر از دل من فرار برگشت

بس گریہ کہ در گلو گرہ شد
آئینۂ اختیار برگشت
از دیدہ خیال دوست اے شب
از دیدۂ اشکبار برگشت
کے غنچۂ دل شگفتہ گردد
آنکس کہ ز کوے یار برگشت
بنشینم و صبر را کنم یار

از من رخ روزگار برگشت
خوناب دل از کنار برگشت
صد رہ بہ نصیحتم غم دل
تا دیدہ مرا ز عار برگشت
پندار کہ خون دل بریزد
ہر گہ کہ ز ما بہار برگشت
صد شکر کہ درد مند عشقم
تا یار مرا شود خریدار

ای شگوفہ عجب کشاکش مین ہون کچھ بن نہین پڑتا مگر یہ خواب بیدار دیا ہے صادقہ ہی اس حسرت سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی حقیقت مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہین مدتون ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجکو طلسم ہوش ربا مین لیچلو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کرون یا جان دون مین نے جواب دیا تھا ای شہریار طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی افراسیاب ساحر لکتا ہی کدو کاوش بیکار ہی وہان جانا دشوار ہی ای شگوفہ کیا کہون کیسا وہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سنکر کلیجہ اُنکا دھڑکتا تھا اگر مین انکو یہان لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے سیدھے سپاہی ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہی کہتے تھے کہ جاتے ہی افراسیاب کو قتل کرونگا ای شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہی اُسکا قتل ہونا ناممکن تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ گئی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جاہلون کی بات کا کیا جواب مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک اسد غازی پر کچھا فتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاونگی دیکھون کیا ہنگامہ درپیش ہی یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال کھولے ہوے گریان و نالان سوے سر سراسر پریشان آکے پہونچی ملکہ بران نے کہا ماہ رخسار خیر تو ہی قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم زدن مین گلزار لشکر مین خزان آئی

فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہی کہ کلام کرنا دشوار ہی اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے ہاتھون سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار للہ مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دل کو پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آخر وہ خواب وخیال ہمارا ظاہر ہوا رویاے صادقہ تھا ماہ رخسار نے ضبط کر کے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضہ سے گئی اب آج گیارہ سردار و عیار ایک خیمہ مین صلاح کر رہے ہین افراسیاب آکر پہونچا سب کو گرفتار کر کے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہی فوج کے تھمنے کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین تین افسران نامی خواجہ عمرو و اسد نامور و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوئے اب لشکر کو کون سنبھالے جو سرداران نامدار ہین اُنکی کون سنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑاو چھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ بران بیقرار ہو گئی شگوفہ سے اشارہ کر کے کہا دیکھا نیا گل کھلا یہ فرما کر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر مروارید جوڑے سے نکالکر چمکایا فرمایا یہ بھی دریافت ہی کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کہین قید کیا یا خدانخواستہ سامان قتل مین مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو براے جستجو خبر سب صاحبون کو سمجھا کر گئے ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین اہالیان فوج جو گھبرائے ہوئے ہین اُنکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی مین جانا مناسب ہی یہ فرما کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر یکہ و تنہا چلین مگر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اُسکی بیقرار ہی ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہین اشعار

بجاے اشک آنکھون سے لہو سیم نکلتا ہی ۔۔۔ بھرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہی
دلِ ناشاد سے یون نالۂ پرغم نکلتا ہی ۔۔۔ عزاخانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہی
بہت اُس شوخ کا آنکھین لڑانا یاد آتا ہی ۔۔۔ کوئی بادام مین بادام جب توام نکلتا ہی
جگہ دینا بہت دل مین نہ یار نوک مژگان کو ۔۔۔ یہ وہ کانٹا ہی جو پاے جگر سے کم نکلتا ہی
یہ رعب حسن ہی جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہی ۔۔۔ جواب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہی
گذرتا ہی جہان سے جب تمھارے دید کا کشتہ ۔۔۔ تو اُسکا آنکھون کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہی

ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلواریں چلیں کیونکر کہ اُسکے بانکپن پر اور ہی عالم نکلتا ہی
اُلجھتا ہی عبث ہر دم یہ کہدے کوئی شانہ سے نکالے سے کہین اُن گیسوون کا خم نکلتا ہی
تلاش راز دانِ عشق کرتا ہون جو پہلو مین سوائے دردِ دل کوئی نہین محرم نکلتا ہی
وہ بدقسمت ہون جب بہرِ دوا تجویز کرتے ہین زہر مین ای فلک تریاق مثل سم نکلتا ہی

اِس حال پر ملال مین بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یادِ ابروے دلدار مین چھری کلیجے پر چل رہی ہی آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہی کبھی خیال آتا ہی اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جاکر نظارہ جمال کرکے عرض کرتی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہی جستجو مین آپ کے بھائی صاحب کے نکلے ہین دعا کیجیے مقام اُنکا دستیاب ہو جان لڑا دین اُنکو قید سے چھوڑا دین لیکن یہ بھی خیال خام تصور ناتمام ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوے محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق مین تحریر ہوا کہ کوہ بلور سے جب افراسیاب جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہوکر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے اودھر حیرت جادو آتی ہی ادھر سے یہ مبہوت عشق گرفتار محبس محبت اسیر زندان مصیبت سوختہ تن ملکہ بران شمشیر زن جستجوے اسد نوجوان مین نکلی ہی حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہی کہ افراسیاب نے کچھ کار نمایان کیا دیکھتے ہی بران کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی وہین سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہی تمھارے مددگار سب خاک مین ملے لوح طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمھاری بھی قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جاؤگی بڑے بڑے صدمے اہالیان ہوش ربا کو پہونچائے ہین کس جوش مین تھے پل پریزادان توڑا دیا سے خون دلان خشک کیا آجتک اُسکا ملال ہی اب آج تمھارا بچنا محال ہی ملکہ بران شمشیر زن اسوقت ساغر بادہ محبت ایسے نوجوان مین مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہی حیرت نے جو آواز دی صداے حیرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہی تونے اور تیرے دھگڑے نے کیا کیا ذلت اُٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھتی ہی سحر چلنے لگے تمل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی کبھی بارش آب دونون حسین جمیل یہ حور پیکر وہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی وہ زنگ دیوے گل حدیقہ محبوبی یہ سحر و ساحری مین طاق وہ فن افسونگری مین شہرہ آفاق بجلیان چمک رہی ہین کبھی ابر

لی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا بران لہرائی کبھی بران نے اختر مرواریدچمکایا حیرت گھبرائی
ایک کا پنجہ دوسرے پر قالغض نہین ہوتا ایاسنے آگ برسائی اُسنے باران سحر برساکر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ
مارا اُسنے رد کیا سوال جواب آپسمین ہورہے ہین قضائے کار مہتر چالاک بن عمرو کوہ زعفران
سے یہ حال پُر ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اس خیال مین کہ اپنے کو تابہ قصر جمشید پہونچاؤن کیفیت
گرفتاری طلسم کشا سناؤن اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی گھبراگیا
خداوندا یہ کیا معرکہ ہی کون لڑرہا ہی جھپٹ کے قریب آیا دیکھا ملکہ بران شمشیرزن و حیرت پرفن و دلو
آپسمین سحر و ساحری مین مصروف ہین دو بلبلین ہین کہ گتھی ہوئی ہین دو ستارے چمک رہے ہین
دو برقین تڑپ رہی ہین حیران کہ ای چالاک یہ کیا معرکہ ہے شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ بران چلی
تھین راہ مین حیرت نے روکا دونون سحر و ساحری مین بے نظیر ہین غالب و مغلوب ہونا دشوار
کچھ تدبیر مناسب ہی کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیرزن کی بنکر تیار ہوا
گوشہ سے نکلکر آواز دی ای خاتون محل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے
شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کرلیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہی مین بھی آپہونچی اس
چھوکری کو گرفتار کریجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہوگئی کہا
صرصر قریب نہ آنا یہ دختر کوکب ہی عرصہ دراز سے مجھسے لڑرہی ہی مین کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا
دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری مین آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کرسکیگی یہ کہتا ہوا چالاک برابر
حیرت کے پہونچا پہلو مین آکر آواز دی ای ملکہ عالم بچیے دیکھیے اُسنے گولہ پھینکا اختر مروارید نکالا
حیرت اُدھر پلٹی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقۂ کمند مارے گلے مین پڑے ارے کہکر پلٹی چالاک
نے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب بیہوشی مار دیا حیرت گرکر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری سن آنم چست و چالاک | بچشم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد و تیز گامم
خلیفہ اولم چیالاک نامم | ملکہ بران نے دوڑکر چالاک کو گلے سے لگالیا کہا ای چالاک

کیا کام کیا عرصہ دراز سے اس سے مقابلہ ہورہا تھا حرامزادی چوٹ نہ کھاتی تھی چالاک چیخ مارکر
رویا کہا ای ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہوگا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوئے سب معاملہ آنکھون
سے دیکھا اور اسباب طبقے کا طبقہ زمین کا اٹھاکر لے گیا سرحد زعفران کوہ مین ایک تالاب پر

لیجاکر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک صلاح مین بڑی فلاح ہی حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے حیرت جادو کی اپنی شکل بناؤ تم بشکل حیرت بنو اور اس ملعونہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے بر سر کوہ زعفران لیجاؤ افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین لڑکر بران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب ہی اسکے قتل ہونے سے بڑا مطلب ہی میرے قتل کرنے سے یہ نہ مریگی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نور افشان ہی جاہ و جلال اسکا مثل آفتاب عالمتاب درخشان ہی کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر و ساحری بھول جائیگا ایک دن مین چلکر طلسم نور افشان مین قبضہ کرلیجیے جب افراسیاب خوش ہوکر اسکو قتل کریگا مین تمھارے عقب مین آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا ناممکن ہی بس اسکو بیہوش کرکے وہین پر آرہنے دینگے زعفران زر در و کو بھی قتل کرینگے وہان سے بلیغو جوش مین تالاب پر گرد مثل دریاے خون روان خشک کردینگے داران کو اپنے چھڑا دو جب افراسیاب بیدار ہوگا لاشہ اپنی پہلو نشین کا دیکھکر سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیگا اسکی بد حواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے یہ بجستی و چالاکی جو چالاک نے سامنے ملکہ بران کے بیان کیا بران خوش ہوگئی مثل گل شگفتہ ہوئی کہا اے چالاک کیا خوب بات سوچی ہی مین بڑے لطف سے اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہونچانا ورنہ لگانا چالاک نے کہا مین برابر تمھارے پہونچونگا آتے ہی زعفران کو پکڑونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون اے ملکہ عالم اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ و کعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوش ربا مین مشہور ہو جائیگا کہ ملکہ بران ذی شان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو ایسی ساحرہ کو مارا ملکہ بران بھی گھبرائی ہوئی چالاک بھی ششدر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا عیب ہی مگر چالاک نے اسوقت اسکے عیب و ہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران عالی وقار کو مبتلاے سحر مصیبت دیکھکر آیا ہی راے سالم نہین ہی معقول اس عیاری کی وقت پر تحریر ہوگی موافق راے نکتہ سنجان عالی وقار تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا

حیرت کو بشکل بران وبران کو بشکل حیرت آراستہ کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران
نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی شکلین باندھکر اُسی تخت پر ڈال لیا سحر بھی صورت کا حیرت
کے تیار کیا چالاک سے کہا اے ہنر نا سور تمھارے حکم کے بموجب مین بر سر زعفران کوہ جاتی ہون مگر
تم عرصہ نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم میرے دل کو لگی ہوئی ہے سر کو پانون
بناؤنگا مثل باد صر صر اُڑا ہوا آؤنگا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار کو دیکھا ہے
میرے دل کو صبر آئیگا اے ملکۂ عالم عجب ہیر کو سے جبالون کو چاٹتے ہین کراہنے کی آواز آئی ہے کہ زمین
تھراتی ہے میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا
افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہے اے چالاک قبلہ وکعبہ مرد سپاہی ہین جرأت کے جوش
مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہے بخوبی آپسمین صلاح کرکے بران
شمشیر زن نے بصورت حیرت تخت اُڑایا چالاک بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے
اُڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونو کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان
کیے جاتے ہین خمسہ موافق مقام

عنادلِ گل روے تو گلعذار انند
اسیر دام بلاے تو دل شکار انند
عبار راہِ وفاے تو شہسوار انند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہمارے مد نظر تھے بہت نشیب و فراز
نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
پہ کیا کرے کہ یہ ہے اقتضاے راز و نیاز
ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہے جہان یکسر
ہے عاشقون کا ترے ساتھ ساتھ اک لشکر
وے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر
یہ زیر زلف دوتا چون کنی نگہ بنگر
کہ در یمین و لیسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجکو کیون لگی ہے لو
سنے نہ ایک تری تو بتائین باتین سو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو
نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو

کہ مستحق کرامت گناہگار انند

ہے یہی پیر مغان دل کی صفا یہ رنگ سخن
پکے ہی تیرہ دردان واعظ اُسکی بات نہ سُن
ہی تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہی کہ نہین پاے بند دام ہوس
پڑا ہی شور زمانے مین ای نسیم نفس
ہوے ہین زمزمہ سنج وفاکس وناکس
بہ فن بران گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہی اک خلق اک جہان غمگین
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین
وہ کون ہی کہ پریشان و خستہ حال نہین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بہ بین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

ہین اور چند ہوسناک عاشقی دشمن
ہین خاریان تہ پاوان ہین زیر ران توسن
ہوئے ہین راہر و جلوہ گاہ رشک چمن
تو دستگیر شوای خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

ہمین امید رہائی نہ آرزوے خلاص
ہی ناگوار بلاجی کو گفتگوے خلاص
نہ چھوٹنے کی تگ و دو نہ جستجوے خلاص
ز دام زلف تو دل را مباد روے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگار انند

ہی سر یہ خاک کلہ گرد ہی لباس بدن
غبار فرق سے آئینۂ جبین روشن
کدورت دل غمگین عبیر پیراہن
ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان در دوست خاکسار انند

محرران جادو تقریر و کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس و کیفیت ظرافت یون تسطیر فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو بصد شکوہ بر سر زعفران کوہ خوش بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی پری رخساران حور طلعت معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہین زعفران زعفران پوش ایسی غنچہ دہن یاسمن بو خوشخو حسین جمیل بصد ناز و ادا شکن جام مۓ ارغوانی گردش مین نشہ دولت سے

بدمست ساغر بادۂ کبر و نخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار رچاہتا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن اُس رند روسیہ سُنہ کالا کر دن مگر زعفران اپنے کو بچار ہی ہی کبھی تیور پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان تو تمھارا مرتبہ بڑھا دینگے بادشاہ طلسم ہوش ربا بنا دینگے حیرت جادو کیا شفق ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا اے شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایئے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی نہ کیجیے ہاتھ دمبدم نہ بڑھایئے دست درازی ہمکو ناگوار ہی زبردستی بیکار ہی دیکھیو مجھکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو سائی ایک کو بدھائی حیرت ایسی معشوقہ کو شفق بناتے ہو حسن مین بے نظیر صاحب تحریر و تقریر سحر مین زبردست شراب حسن سے مست صاحب حسب و نسب بیٹی حیات جادو کی حبکا سحر مین ڈنکا ہی قلب پر ہر ساحر کے اُسکے نام کا سکہ ہی دونون بھائی اُسکے نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت شاہزادگان والا قدر دایہ اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز خود سحر و ساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین مین کیا امید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون بس معاف فرمایئے افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم دم اسم رہیگا اس بہار کو شل گلدستہ آراستہ کر دونگا تختگاہ ہوش ربا قرار پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا اے ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہی تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
ہر کیا کرین کہ مُہر ہی منہ پر لگی ہوئی
میت کو غسل دیجیو نا اس خاکسار کی
ہی پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
سینے مین دل کے بیٹھتے والے ہزارہا
آنکھین ہی ہو نافہ کے اوپر لگی ہوئی
بیٹھی ہر ذوق دیکھ دختر رز کو یہ منھ لگا
رکھیگی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
جائے بغیر خون کوئی رہتی ہی تیری تیغ
ہی تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
کرتی ہی زیر برقع فانوس تاک جھانک
گذرے ہی اسکی راہ گذر پر لگی ہوئی
منہ سے لگا ہوا ہمر اگر جام مے تو کیا
چھٹتی نہین ہی منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوے مین خم مے کیطرح ہم
ہی یہ تو چاٹ اسکو ستمگر لگی ہوئی
نکلے ہی کب کسی سے کہ اسکی فرقی لو
پروانہ سے ہی شمع مقرر لگی ہوئی
یہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجائے مہر
ہر دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
زعفران زعفران پوش ان

اشعار کو سنکر ہنس پڑی کہا اے شہنشاہ اپ کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین آپکے خود

بھی شاعر ہین نظم و نثر سے ماہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھایئے ایسے اشعار زبان پر نہ لایئے ہر چند زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہر مگر افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہی کہتا ہی ای زعفران تم ہماری بات کو ہنسی سمجھین اگر مونہی پڑھ دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہو ابھی ہاتھ پھیلا کے لپٹ جاؤ مقدمہ اصلی کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا ای شہنشاہ واسطہ سامری کا ایسا ارادہ نہ کیجیے اگر آپ نے سحر سے میرا دل الٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا حبیب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک کرونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہین عشق و محبت کی گھاتین ہین یکایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادوگران شمشیرزن کی سنگین باندھے ہوئے تخت اڑاتی ہوئی آئی ہی زعفران شرما کر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہو گی سنبھلکر بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین عرض کیا تھا کہ اس عیاری مین بڑا امر معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر واضح ہوتی ہی یعنی جیسے ہی تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بلا اختیار پکار اٹھا صاحب آؤ مین تمہارا نہایت مشتاق تھا ای ملکہ عالم تمہارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کو کب کو کہان پایا میری آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا

اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق
دفتر ہو گر لکھون سخن نا تمام شوق

یہ آج سے نہین ہی یہان انتظام شوق
مدت سے ہی علاقۂ دل پاے نام شوق

ظاہر ہی قدر و منزلت و احترام شوق
زاہد میان کعبۂ دل ہی مقام شوق

کہتا چلا جو نامہ بردن سے پیام شوق
گھر تک بھی یار کے نہوا اختتام شوق

رو سکے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو
در ہاے خاک دل پہ ہی یہ اذن عام شوق

دکھلاے کیون سپہر طلسم جمال یار
جام جہان نما سے زیادہ ہی جام شوق

ترساؤن اسکو ترک ملاقات یار سے
جی چاہتا ہی دل سے مین لون انتقام شوق

رہتی ہی دل مین یاد تری چشم مست کی
مملو شراب عشق سے رہتا ہی جام شوق

چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی مین بھی
مجنون کے بعد سمجھو ہوا اختتام شوق

ثابت عشق زلف سے چھٹنا محال ہی
مرغ دل حزین ہی گرفتار دام شوق

زینت کے وقت کرتے ہین جب کہ ذوق وصل — بنتا ہی لاکھ ہونٹون پہ رنگ کلام شوق
رکھتا ہی راہ عشق مین ای کبک گر قدم — بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دیتا نہ جان اپنی حسینان یار پر — ہوتی نہ اختیار مین میرے زمام شوق
باقی ہی عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان — داغ دل و جگر مین قلق نقش گام شوق

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ بران سے پڑھے یہ معشوق ناکتخدا ان کلمات ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین بے پروا دختر کوکب روشنضمیر عالی جاہ صاحب حکومت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتاز میدان جرأت شہسوار عرصۂ شوکت عاشق جمال ایرج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت مین پھڑکنے لگا دل سے کہا او خانہ خراب یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل احمق بدزبانی کا عادی نشۂ نخوت سے چور مست و مغرور ایسے ایسے جو خیال محال دل مین آئے تحت تو زمین پر اُتار الیکن رنگ متغیر چہرہ او اس عالم یاس خیال آبروریزی و بیش جان جانے کا لیس دبیش شرمندہ از کردۂ خویش مغموم و مہموم دلریش بشکل تصویر خاموش دریاے قہر و غضب کا جوش سر جھکا کر کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دلسکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت کو غصہ ہی زعفران جادو جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی حیرت کو انتہا کا ناگوار ہوا زعفران سے کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اُسی عالم مین حیرت کو جو بشکل بران ہی ستون سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ بران کے اپنی زوجہ جان کے پلٹا عذر کرنے لگا کہ ملکہ حال تو کہو دختر کوکب کو کہان پکڑا کیونکر معرکہ پڑا ملکہ بران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا کہ مین راہ مین آتی تھی وہان یہ ملی لڑائی بڑی مین سحر مین غالب آئی گرفتار کر کے لے آئی اتنا نہین کہ سکتی کہ اسکو قتل کیجیے یا سزا دیجیے دل سے کہتی ای بران یہ کیا غضب ہوا نگوڑے چالاک مکار نے مجکو عجب بلا مین پھنسایا دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی کیسی پیش آتی ہی کبھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھتی ہی کہ چالاک کمبخت نہ آیا اور آئیگا تو مین کیونکر بچا نونگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہی یہان شرم و حیا کو ترقی ہی حیرت و غیرت بڑھتی جاتی ہی زعفران جادو اس خوف مین کنارے آکر ٹھہری ہی کہ

حیرت جادو نے جھلک پہلو سے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کرگی کبھی سراپا کو حیرت نقلی کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہوا ہے پر غصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار پر رشک شبنم آبدار زعفران خوف کے مارے مری جاتی ہے دل سے کہتی ہے کہ اے زعفران افراسیاب ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہے مگر سفلہ مزاج ہے بیوجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہے یہ خیال محال میرے واسطے موت ہے کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلہ سے چلی جاتی منہ چھپاتی اب ٹل جانا بھی باعث خرابی ہے اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران اس تردد مین کھڑی ہوئی کانپ رہی ہے یہ ان اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر مقربین مہتر چالاک بن عمرو راہ کو طے کر کے بشکل ساحرہ سختیان اُٹھا کے پہاڑ پر پہونچا دل پر پتھر رکھ لیا ہے کنیزون مین آکر شریک ہوا اس محفل خاموشان کو دیکھکر اب یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ پر ان سے منتین کر رہا ہے دم محبت کا بھر رہا ہے یہ بیچاری آفت کی ماری تو گرفتار دام عیاری اسیر محبس مکاری سر جھکائے بیٹھی ہے گل سا چہرہ کمھلایا کچھ غصہ کچھ حجاب دل مین اُلجھن زلفون کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے ہان ہان کیسے جاتی ہے اب چالاک مآل کو سمجھا دل سے کہتا ہے ای چالاک یہ تو نے کیا کیا یہ مقدمہ بھاری ہے افراسیاب کی زوجہ کی شکل بنا کر بران کو بھیجدیا ہائے تجھسے بڑی نادانی ہوئی کاش کے مین صورت حیرت بنکر آتا ایسی باتین بناتا افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری سے کیا ہو سکیگا جسکو بات کرنا دشوار ہے اگر اسپر کوئی افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے ہیگی اس عیاری پر سب تمکو نادان بنائینگے زمرۂ عیاران سے نام نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا مین اپنے کو خنجر مار دون پھر دلکو مضبوط کیا کہا ای چالاک اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل ساحرہ قریب زعفران زعفران پوش کے آیا بلا تکلف ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویّون کو بلایے زعفران نے گھبرا کر کہا بوا مین کیا کرون اسوقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیغیرت ہے مجھکو حیرت کے آنے سے بڑی حیرت ہے مین اُسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منہ لٹکائے بیٹھی ہے نہ منہ سے بولتی ہے نہ سر سے کھیلتی ہے مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا واسطہ اب بے سبب مجھسے پھولی ہین اپنی سلطنت پر پھولی ہین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کریگی تم کیا کسی کی لونڈی ہو

باندی ہو کیا کسی کا دیا کھاتی ہو کنارے چلو مین ایک تدبیر بتلا دُون ابھی صفائی ہو جائے مطلب
کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا بوا برائے ستاتری بتلا چالاک زعفران کو تنہائی
کے خیمہ مین لے گھسا بوا لبوا کیکے گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ پٹ گلوری مین بیہوشی
ملائی کہا ملکہ گلوری تو کھائیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی بہ یک حلق سے
اُتری گھبرا کر کھڑی ہوگئی کہا بوا اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے
کہکر چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اُسکا اُتار زیور لیا چٹائی مین لپیٹ کر گوشۂ بارگاہ
مین چھپا دیا آپ بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت زعفران جادو کی بنکر تیار ہوا باہر
نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا او شفتل کیسی ہے
قرینے کھڑی ہو دیکھ سر ڈھانپ جب دیکھو کمبخت کا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے جوانی پھٹ پڑی دوگھڑے
کو ڈھونڈھتی ہوگی نوکری کرنا کیا ضرور ہے دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو
کسی وقت ہوش درست نہین کمبختون نے میری زبان خراب کر دی مین اول فول بکنے لگی کسی کے
کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے سے بچے پکڑ کر پانچ جوتیان برابر مارین کہا مگوڑے
بدذات پاجی شہنشاہ آئے مین ذرا سی مسی لگا لے آنکھون مین کاجل دے اُجڑا بجڑا کھڑا ہوا ارے
نگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہین اگر پسند کیا عمر بھر کو فرصت ہے محفل مین ہنگامہ ہو گیا سب کو
مارتا پیٹتا بکتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہی
اُنکے مزاج پر چھوڑیے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت نقلی کے کھڑا
ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات
کا خیال بیکار ہے بقول سعدی گاہے بسلامے برنجند وگاہے بدشنامے خلعت دہند اسطرح
کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا اے ملکہ بران نہ گھبراؤ ہم چالاک بن عمرو ابھی حیرت
جادو کو قتل کرواتا ہون بران مین جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے
واسطے میری عزت و آبرو بچالے یہ ملعون بھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا
مجال بران کو مطمئن کر کے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی
آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے بران کو گرفتار کر کے لائین آپ نے صرف ستون سے باندھ دیا

نہ سزا نہ جزا اسنے تو بڑے بڑے رنج و ملال آپ کو پہونچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے
پل پر یزادان توڑا دریائے خون روان کو خشک کیا اسی کے وجہ سے آپ کے استاد عشاق
سبزہ رنگ مارے گئے بیٹی بادشاہ عالیجاہ کی ہی سوائے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کامل پڑھکر
ایک گولہ ماریے سر پھٹ جائے طلسم نور افشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ نہ بچیگا غم مین
بیٹی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے مین ایسا صید کسکو ملتا ہی مگر خبردار کشتۂ سحر نہ کیجیے گا تیر تلوار
سے مارئیے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا ای زعفران حقیقت مین رنج ملکہ عالم
کا حساب سے ہی بران ثانی کوکب ہی اسکو لڑ بھڑ کے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے
قتل کرتا ہون میرے دل پر بھی روشن ہی کہ ماہ آسمان طلسم نور افشان کوکب کی روح روان ہی کوکب
دیوانہ ہوکر نکل جائیگا تاج و تخت سے ہاتھ اٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہو مین تلوار
سے اسکو قتل کرون کشتۂ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے
کودا ڈورا کھولنے لگا تیغہ تولنے لگا بران سے کہا لو ملکہ تمھاری خاطر سے اسکو قتل کرتا ہون بران
نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر رہا ہی چالاک
الگ ہوا یہ بھی خیال آیا ای چالاک حبیب حیرت مر گئی اسکے مرنے کی علامت برپا ہو گی پیر غل مچائینگے
حیرت کے نام کی آوازین سنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت
کبھی سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خوف مین ہوش درست نہین مگر قضائے کار افراسیاب جب
تخت سے کودا تیغہ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب
کے گرا افراسیاب نے نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتۂ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زمرد پوش
کے مرقوم ہی او غافل جورو کو قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی بران بشکل حیرت کھڑی ہوئی
ہی آج آبرو اسکی ستا دے پھر کبھی کوئی ایسی گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے
ہوش اڑ گئے غور آبران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی ملکہ نے
ہاتھ تو چھڑا لیا منھ پہ ہوائیان اڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام ہی افراسیاب
نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ ڈالون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی
کہتی ہوئی حضور مین جلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے

افراسیاب کے چلی جاتی ہی افراسیاب چاق وچوبند اس امر پر آمادہ کہ آج بران کی آبرو مٹا دون
چالاک تو بہ شکل زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے
مین اپنی بی بی سے کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے
تخلیہ مین جائین مگر چالاک کئی مرتبہ حضور حضور کہکے بڑھا کہتا جاتا تھا شہنشاہ سنیے تو افراسیاب
نے زعفران کو تو پہچانا نہین پلٹ کے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے
نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے چنگاریان نکلنے لگین خالق ہوا ایسا نہو کہ آتش قہر و غضب
افراسیاب سے جل جاؤن گھبرا کر یہ تو پیچھے ہٹا افراسیاب پردہ اٹھا کر خیمے کے اندر آیا اسوقت
تک بران آ کے بیٹھی تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوے تھے وہان پر اندھیرا تھا بران جھجک کر
پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہی کہ بران میرے آگے جاتی ہی پیاری کہتا جاتا ہی کبھی کہتا ہی
میرا جان و مال تجھپر نثار ہی تو معشوق گلعذار ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے بڑھا تھا
اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان ٹھہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا
دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہی اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم
ہوتی ہاتھ پکڑ کے کھینچا گلے مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی
ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ دیوانے ہوگیا دختر محل نہ پاؤ گے بدنام ہو جاؤ گے اب جو
افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا خوبصورت اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے ڈھکیل دیا
کہا حرامزادی تو یہان کہان آئی گرتے گرتے وہ عورت پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے
آب آب دریاے خجالت مین غرق گرفتار محیط غیرت پابند زنجیر موج حیرت دل سے کہا افراسیاب
یہ کیا ہوا فوراً گود مین ایک پرچہ گرا اُسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان زرد پوش کے لکھا تھا
او بھڑوے گدھے الو کے پٹھے جتنی دیر مین تو آگے بڑھا اتنے عرصہ مین برہمن و مین تن بران
شمشیر زن کو لے گیا جلد جا خبر لے وہ تالاب پر پہونچی ہوگی سب کو رہا کر لیگی افراسیاب گھبرا گیا
شرم سے پسینہ آگیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلہ جوالہ بھڑکا چالاک باہر
کھڑا ہوا کانپ رہا ہی دل مین سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا
روے سیاہ کسی کو دکھاؤنگا یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے گرج کر نکلا آتش خور گردیشہ

سحر و ساحری سے مملو نگاہ قہر جو ڈالی خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزین [illegible] بھاگین چالاک بھی بخوف جان پہاڑ سے کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہ گئی پہاڑ پر سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم مین ستون سے بندھی ہوئی نہ یار ہے نہ مددگار ہے پہاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک جب زیر کوہ آیا حیران کہ خداوندا یہ کیا شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہان گیا بران پر کیا گذری کہین پیٹ مین خنجر مار کے مر تو نہین گئی لیکن اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ مین کیون بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھین چالاک تو اسی طرح با تہائے عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بد حواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قیدیان بلا کو قتل تو کرنے نہین گیا افسوس نہ لشکر مین جا سکتا ہون نہ کوئی تدبیر ممکن و سبدم ترقی حیرت اس پریشانی حیرانی مین چالاک آخر مجبور و ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت مآل ملکہ بران شمشیر زن کے سنیے نظم

از جیب نمونہ الست با من
بودم بہ غم تو آشنا من
سیر قت غم و محبت از پیش
زانہا ہمہ بود مدعا من
از جذبہ عشق گشتم آخر
برگشتہ ز دم باہتدا من
بنشینم و صبر را کنم یار

دامان ہم شدہ چاک تا ابد من
وارستگیم کمال عشق ست
چون بادکہ و آتش از قفا من
تا گفت دعا اثر ندارد
سرگشتہ و زار و بینوا من
من قوت طالع ندارم
تا یار مرا شود خریدار

زان پیش کہ چہرہ برفروزی
از عشق کجا شوم جدا من
صد تیر غمت بامتحان زد
شرمندہ نگشتم از دعا من
در راہ عدم چو انتہا نیست
بیہودہ روم رہ دعا من
دیگر اشعار آبدار ذوق

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نکوئی خر انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو وہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

مین نے دیکھا مہ نو کو تو اُس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد
بادکے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا ٹھہرا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قران چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دل کے سوا ۔ فوج مژگان کے نہ منھ بر سر میدان چڑھا
ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ ۔ چلہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سو بار ۔ دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا
غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان ۔ چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا
اشک آتے نہین مژگان پہ کہ یادون نے بھی ۔ پانی سونیز سے دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ مین آکر اے ذوق ۔ دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ جس وقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے آبرو ریزی ملکہ بران شمشیر زن کو لیکر خیمہ مین گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کر چکا ہون کہ اُس خیمہ مین اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس صفدر دصف شکن برہمن روئین تن نقشہ جات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی یکایک ثابت ہوا کہ بران شمشیر زن کا ستارہ گردش مین آیا افراسیاب جادو در پے آبرو ہی ایسے لطف سے سحر کر کے غرق زمین ہوا چشم زدن مین اُس خیمہ مین پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک پتلہ بصورت دختر افراسیاب ڈالدیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبرو ریزی مین متردد متحیر استاد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کر کے کہا او نادان بیوقوف عیارون کا کام تو نے کیا یہ کام عیارون کا ہی کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے رہین چونکہ عیار مکار ہوتے ہین جو صورت بنائی اس وضع کو نباہ لے گئے تو ان باتون کو کیا جانے جو روا افراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھ ایسا جانباز نہوتا شیر کے پنجے سے کیونکر رہائی پاتی بران کے ہچکی لگ گئی کہا استاد مین ان باتون کو کیا جانون جو چالاک نے کہا وہ مین نے کیا برہمن نے کہا اے بران حقیقت مین چالاک بلا کا عیار ہی ہمسر خواجۂ نامدار ہی مگر واے برحال عیاران ایک سر ہزار سودے سر فروشی کرتے ہین اُسنے بھی اپنے سردارون کو مع خواجہ اس حال پر ملال مین دیکھا ہوش اُسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ افراسیاب ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہی تو اپنے کو جلد بر سر تالاب پہونچا اے گوہر صدف قلزم افسونگری واے گل شاداب حدیقۂ ساحری مثل دریاے خون روان

اس چشمہ کو بھی جاکر ستانا دیا دلی دکھانا مگر جوشش جرأت مین آبرو کا خیال رہے افراسیاب
بھی ضرور آئیگا مرنا بچھڑنا مناسب نہین ہی یہ کہکر برہمن رخصت ہوکر طرف اپنے قصر کے روانہ
ہوا افراسیاب کا حال عرض کر چکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا گرمی مین ذلت
کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہی بران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے جوش
و خروش مین طرف اُس چشمہ کے چلی مثل ستارۂ سحری آکر آسمان پر چمکی چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی
چشمۂ آب جوش مار رہا ہی تیرہ حباب بر سر آب نایاب تیرہ پیر کوے حبابون سے لپٹے ہوئے جاتے
رہے ہین صدائے آہ آہ بلند ہی اس صدائے دردناک کو سُنکر ہر ایک طائر صحرا دردمند ہی گھبرا کر
طائر قریب چشمہ آتے ہین صدائے آہ سنکر بیتاب ہو جاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے
آنکھون سے طائران صحرا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل پتون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بار
غم و الم سرو صحرائے پر ارہ غم و مصیبت چل رہا ہی بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہی بونڈے
گرد کے اُٹھتے ہین مگر دل بیٹھا جاتا ہی صحرا خاک اُڑاتا ہی پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہی مقام ویران
جنگل سنسان عجیب حال ہیبت ناک ہی موجین نہین چشمے کا وحشت سے گریبان چاک ہی بران
نے جو یہ حال پر ملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ سحر جرأت
بنکر پانی مین گری وہ پیر کوے شعلے بنکر ملکہ بران پر گرے بران نے ایک ایک ماش کا دانہ مار کر جلایا
اُن پیر کوون کو خاک مین ملایا چہار جانب سے بران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر بران نے
مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہو جاتی ہی یہ ماہی دریائے حسن اپنے کو مچھلیون سے
بچاتی ہی مگر تمام جانوران دریا نے بران پر بلوہ کیا مگر سونس گھڑیال لپٹے جاتے ہین زخم جو بران
نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کہا جوشش محبت ایرج نوجوان مین یہ سبب
کچھ ہوا کونسی ساعت بدبختی کہ اُس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اُس

بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی **اشعار**

راحت کے نام سے بھی نہین آشنا نصیب
ہمسے کبھی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
جور و پری کو کب مین نہ ناز و ادا نصیب

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
اگر روز بھی ہمارا نہ سپید ہوا نصیب
اکبار اُنسے اور کرونگا سوال وصل

ہاں ازل سے آج تلک غم رہا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہو ای خدا نصیب
ختم اُس نگار پر ہی سب انداز دلبری
بنجائے اپنی کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب

کس حسرتون سے کہتے ہین وقت زوال کے
مجھسا نہین جہان مین کوئی ہی بدنصیب
چھپکر وہ شب کو آتے ہین جب ہوگئی سحر
ہم آزما چکے ہین فلق بارہا نصیب

جسکی بغل مین یار ہی اسکا خوشا نصیب
کرتا ہی بیوفائی دلبر کا کیا گلہ
بگڑ کر گیا ہی مرا بارہا نصیب

محبوس زلف یار ہی مدت سے مرغ دل
ہوتے ہین قسمتون سے شفیق آشنا نصیب
جب سے لگایا دل ہوئے منحوس اسکی ذات سے

ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیرزن پڑھتی جاتی ہی اور لڑتی جاتی ہی یاد معشوق جو آگئی اور جرات بڑھگئی تڑپ تڑپ کے لڑنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم برہم کیا کس زور و شور سے ملکہ بران اس تالاب پر لڑ رہی ہی یاد ابروے خمدار محبوب مین ہرچند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہی مگر جرات بڑھتی جاتی ہی صدہا نہنگان خون آشام کو چیر کر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ منھ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے لڑائی ہوئی کبھی کسی سوس نے منھ نکالا چاہا بران کو نگل جاے اس صاحب سطوت و صولت نے دونون کلون مین ہاتھ ڈال کے چیر کے پھینک دیا کبھی تڑپ کے تہ چشمہ سے پہونچتی ہی جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق کی طرح آسمان پر اڑ جاتی ہی پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہی اس آمد و رفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سرکشی بھولے جل جلکر خاک ہوئے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صداے ہیبتناک آئی کشتی مرا نام سن نہنگ خونخوار و ماہی آتشبار بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم عرصہ دراز تک اندھیرا رہا آندھی اٹھی سنگباری و برف باری ہوئی ملکہ بران نے جو انتہا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو و برق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ و بہار و دیا عیان قدیت ور عمرو و برق و برق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو و برق و اسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بھی اٹھی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہین بران ایک ایک کے منھ پر چھینٹے دیتی ہی یہ لمحہ نظارہ ہے کہ عمرو و اسد و برق اچھی طرح ہوشیار ہو چکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہی ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین بہار سے سب کو لے جائین بہار وغیرہ خود ساحر زبردست ہین اپنے اپنے سحر آپ اتار رہی ہین مگر چونکہ سحر

افراسیاب ہی دفع ہونے مین کد و کوشش ہی یکایک صحرا سے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا نور نظر پارۂ جگر چالاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر بد حواس پراگندہ پریشان مضطر و حیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوئے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا آ کے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عمرو نے کہا ای نور نظر خیر تو ہی عرض کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جائے مگر افراسیاب آیا چاہتا ہی بڑے زور شور سے چلا ہی عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے اثنا چالاک کے منہ سے نکلا کہ ملکہ حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر حیران ستون سے بندھی کھڑی ہی زیادہ عمرو نہ پوچھنے پایا کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا سنو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا بران کو دیکھکر جل گیا وہین سے ڈانٹا او چھوکری تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا آج تیری قضا دامن گیر ہی اب تیرے قتل کی تدبیر ہی بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی لو جلاد آ پہونچا ملک الموت سے سامنا ہی ہم کہتے تھے جھٹ پٹ نکل چلو بہار الکنا نہ مانا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ رویے بہار متغیر ہوا باغبان کانپنے لگا برق و رعد تڑپ گئے مگر سب نے حربہاے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے حب ہی افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا گلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ بھی ایک طرف چھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر ہٹتے ہٹتے حقۂ آتش بازی داغ دیا صرصر و بہار دیا غبان وغیرہ نے گولے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی ان سب کو حقیر جانتا ہی زمین پر کود اسب کے سحر کو دفع کیا اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرأت مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُڑھکر نعرہ کیا نعرہ اسداللہ

شہنشاہ نامم آورد کامران
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران
بدرّم دل شیر و چرم پلنگ
اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب

نے پلٹ کر دیکھا جل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر اسد نامدار کو پائیگا آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدا نخواستہ اس شیر دلیر پر کوئی افتاد پڑی ای بران ساری کد و کاوش بیکار ہو جائیگی وہ دولہا کے دم سے برات ہی چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب ہاے معتبر مین بہ تصریح لکھا ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر کڑا کھینچ مارا افراسیاب ضرب سے کڑے کے زمین پر گرا مگر یہ منہ کا کڑا کھیر غصہ مین اُٹھا ملکہ بران نے آواز دی اہم اسد شیر دل ہٹیے ایسا نہو یہ بچیا آپ کو گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب

سے اڑنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب چاہتا ہے کہ اڑ پھر کر اسد کو
پکڑ لوں برق فرنگی نے بھی نکلکر ایک حقۂ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا افراسیاب طرف
برق کے پلٹا اور ڈانٹا او بھوسے جبر دار کیوں تیری قضا آئی ہے اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق
گرفتار ہوا چاہتے ہیں عمرو بیقرار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار تہمتن اگر گرفتار ہوا
سارا لشکر بھاگ جائیگا اگر خدانخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی
نکالا برق و اسد پر جال مارا دونوں جال میں پھنسے دونوں کو کھینچکر عمرو نے زنبیل میں ڈال لیا
اور ایک جانب بھاگا اب عمرو کے خیال میں آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بندھی ہوئی ہے
اسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو طرف زعفران کوہ کے چلا یہاں افراسیاب جادو سے
بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہے مگر افراسیاب نے ایسے ایسے سحر کیے چہار طرف سے گھیر لیا
باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی بران سینہ سپر کر کے لڑتی ہے کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ
مار دیتی ہے کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے غصہ میں آکر چیخ ماردی باغبان قدرت
نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران ہے کہ اسد غازی تلوار
کھینچے کھڑا تھا کہاں غائب ہوا برق عیار کہاں گیا اندھیرے میں کچھ سوجھتا نہیں ہرچند یہ جملہ
سردار افراسیاب پر غالب نہیں آسکتے مگر دیوانہ کر دیا اکین طلسم ہوش ربا میں شہرۂ آفاق فنون
افسونگری میں طاق آخر افراسیاب جھلایا اس ہنگامۂ سحر میں سے نکلکر الگ ہوا بہار نے کہا
اے باغبان بچنا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہے مگر اسکے سحر سے کون ہوشیار ہو سکتا ہے ایک جھپکا نا
دشوار ہے پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا یا سامری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے
آگ کے نکلنے لگے غبار زرد بلند ہوا سب سے پیشتر باغبان دردمند ہوا لڑکھڑا کے زمین پر
گرا بران نے چاہا اپنے کو سنبھالوں نہو سکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کمہلا یا باغبان پر
زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہے برق لامع کو تڑین رعد کو الجھن مخمور کو غشی طاری ہوئی فتنۂ
بادۂ سحر نے مست کر دیا سب گر کر بیکار ہوے افراسیاب نے تیغہ کھینچا چاہا جا کر ان سب کے
سر کاٹ لوں بران کی بوٹیاں اڑا دوں اسوقت ان سرداروں کا بیقرار ہونا بلبلا بلک کے
رونا اپنے معبود حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کی تڑپ کر آواز دی شعر شاہا تو کریمی و رحیمی و غفور

دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم ہ کبھی اوصاف رب اکبر بیان کیے اے رب دوجہان اے خالق کون و

سکان تو خالق یکتا صانع مہروماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف قمر

خدایا توئی ہست شاہ جہان
بنا کردۂ تو زمین و زمان
درخت و گیاہ و ثمر ساختی
بیک قطرۂ تو گہر ساختی
کنی ذرہ را آفتاب از نظر
سفیدی بہ شب سیہی از سحر
توئی ساختہ بر چرخ سیارگان
بہ آواز کن خلق کردی جہان
زمین را تو بر آب دادی مقام
ندانم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب ہلاک رہے ہین تڑپ رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اس بے حیا کو کب رحم آتا ہے گران بکیسون کا تیر دعا بدف مراد پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار و ہیا کیا کرتا ہے ستم صاحب جاہ و قہر اعنی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے پلٹ کر اشارہ کیا سب پرسے سحر اتارا آواز دی جلد نکل جاؤ مین اس ہیا سے سمجھ لونگا پران سے آنکھ ملائی کہا اے نور نظر لڑائی مین ارنا کیسا لڑے بھڑے چلدیے ایسے خوک صحرائی کے سامنے کھڑے ہو کر سحر کرنا سراسر حماقت ہے جاؤ طرف قصر جمشیدی کے میرا خیال نہ کرنا فوراً ملکہ بران و بہار و باغبان وغیرہ اٹھ اٹھ کے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سیون کو روکے کوکب سینہ سپر کر کے سامنے آیا کہا او نامرد اذی وابدی ادھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمیر وار کر زخم چارہ ڈھونڈھتا ہے افراسیاب طرف کوکب کے بڑھا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب پر چادر گلنار گری گنبد خونی مین چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کر کے نکلے گا فساد برپا کرے گا قتل ہونا اسکا ناممکن لیس اس سے مقابلہ کیا ضرور ہے عقل سے یہ بات دور ہے یہ سوچکر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہین ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل مین دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائین خمسہ سوسن حافظ

کسے بہ غمکدہ تا کے بصد محن باشد
ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد
خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

بتنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
ہمین پسند نہین بیوفا یہ لطف و کرم
کہ غیر سے کبھی ملاقات ہو اگرچہ کم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ بر و دست اہرمن باشد

کہان تلک رہے خاطر مین حزن و رنج و ملال
کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
نہیں اُسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور بُرے مرے اشعار
پسند نالۂ زاغ اور رو نواے ہزار
کہان ہو جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار
ہماے کو منگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہی روز افزون
نہین ہی صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت پھرتا ہون
ہواے کوے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیون وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ خجل
وفور ولولہ کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہی یان دل شگاف تاب گسل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزیکہ در سخن باشد

ہر سوسن آگے تیرے کیا ہی دم بخود حافظ
مجال ہی جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
تو رہنماے سخن اور نابلد حافظ
بسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب سے رہا ہوکر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوے دریاے عیاری ہوش مین قلزم مکاری

خروش مین کوہ زعفران پر پہونچے دیکھا حقیقت مین حیرت زردروستون سے بندھی ہی بیہوش و
مدہوش زبان مین سوزن مال لاکھون روپے کا پہاڑ پر پڑا ہی پہلے خواجہ نے سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل
کیا سب چیزین اُٹھاتے جاتے ہین لو دادا جان کہکے دیتے جاتے ہین خیمے تک اُکھیڑ لیے ایک تقریب
حیرت کے آئے حیرت کی زبان مین سوزن بیہوش و مدہوش عمرو نے اُٹھا کر حیرت کو نذر زنبیل
کیا پکار کر کہا دادا جان اُسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سحر و ساحری مین یہ
بھی یکتا ہی اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بُری طرح پیش آئیگا
یہ کہکے رنگ روغن عیاری کا نکالا کلیجہ پر پتھر رکھا صورت حیرت کی بنکر تیار ہوا ویسا ہی لباس ویسا ہی
زیور زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل سے کہتا ہی ای عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو پھیر
عمر بھر لوح کا پتہ نہ ملیگا یا تو موت نے یہ رستہ بتایا ہی یا دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہی عنایات
پروردگار پر نگاہ کی نہ واہ کی نہ آہ کی کوہ زعفران سے اُترے بصورت حیرت رو تے پیٹتے ایک
جانب چلے یہ کہتے ہوے خواجہ جاتے ہین یا سامری جمشید طلسم ہوشربا مین آگ لگے افراسیاب نگوڑا
مارا جائے اب بھیک مانگ کر بسر کرونگی سلطنت کا نام نہ لونگی اگر کوئی عیار آکر قتل کر ڈالتا کون بچانے والا
تھا اب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی داغہاے دل کے پھول چڑھاؤنگی اشکون سے چھڑکاؤ کرونگی سامری
کی چیری بنکر وہین رہونگی دنیا دارون سے اب نہ ملونگی سب اپنے مطلب کے خواہان ہین ای حیرت ابھی
نوجوان ہون جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب پھر واسطہ نہ لگائیگا نانی
خالا تیا ئیگا بلک بلک کر جو حیرت نقلی نے بین کیے افراسیاب خانہ خراب بعد جانے کوکب روشن ضمیر کے
جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہی لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا تیغہ خون آلود کھینچا ہوا
ہاتھ مین ملتے خون کے ذرہ پر جیسے ہوے گھبراکر زیر نخل ٹھہرا کان مین حیرت کے بین کرنیکی آواز
آئی صدا اپنی معشوقہ کی سنکر طبیعت گھبرائی صدا پر جھپٹا نخلستان سے نکلکر دیکھا حیرت چادر
پا ہوے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی ہی کلمات مذکور زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو گیا اور
دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان خیر تو ہی افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری ہاے
کا نعرہ کرکے زمین پر گر دی بیہوش ہو گئی آنکھین پھیر لگین منکا ڈھلگیا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب
پیٹنے لگا ہاے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمۂ عظیم اُٹھایا ہاے مسلمانون نے بہت ستایا

نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے تقدیر نے یہ مصیبت کے دن دکھائے مگر چونکہ شاہزادی آیندہ و روند کو دیکھکر شرمایا خیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی اب اسکو اسی حال مین اُٹھا کر کسی مقام معقول پر لیجلو وہان چلکر سب حال دریافت کرلونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکل جانے سے پران کے لیا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا ای افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے ہین مسلمانون نے دیوانہ کردیا جورو بچون کو بھولا یہ سوچکر بہت بیقرار ہوا اُسی خیال مین حیرت لی گر مین پنجہ دبا ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہوکر تخت اڑتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین ملکہ نیرنگ جادو مع ہزار نازنینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر عالی نہایت تکلف سے تعمیر یہ کوہ نیرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ نیرنگ جادو نے دیکھا افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی نیرنگ جادو براے استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای شہنشاہ گردون پناہ اسوقت کیا حال لباس پارہ پارہ گریبان تر رہ کی ندارد چہرے سے رنج و ملال ہویدا! افراسیاب نے کہا ای نیرنگ کیا کہون جسدن سے یہ مسلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے رنج و ملال پہونچائے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی نیرنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی مگر قصر مین تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوشیار کردن کلام عذر سے تسکین دون ملکہ نیرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر لے چلو نیرنگ جادو مع چند کنیزون کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب تخت پر بیٹھا حیرت کا سر زانو پر رکھ لیا خوشامد سے تلوے سہلانے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل عالم کو طی کرکے سراے مغرب مین پہونچا مسافرانہ شب بسر کرنے کو اتر انشام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا شہنشاہ ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر ماہ تابان جلوہ فرما ہوا ملکہ نیرنگ جادو نے براے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ روشن کیے افراسیاب نے نیرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمہ عظیم اٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی نیرنگ نے پوچھا

آخر ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے افراسیاب نے کہا ای نیرنگ حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے بر سر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران
کے بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنکر گئی اب تو بے بران بھی عیاریان کرتی ہین ای نیرنگ
سامری جمشید نے خیر کی ورنہ مین گولہ تیار کرچکا تھا اگر بادولت کے ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت
جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا نانی امان کا میرے پاس پرچہ پہونچا جب آگاہ ہوا
ورنہ سامان بربادی در پیش تھا تب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اسکو برہمن لے گیا
عجب ظالم نے شعبدہ کیا میری بیٹی کی شکل بناکر ایک پتلہ چھوڑ گیا اس غصہ مین بادولت کے
ہوش درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ بیچاری سر پیٹتی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے
رہا کیا ہوگا یہ مشکل صحرا مین پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی اسوقت سے
ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمہ عظیم قلب پر پہونچا نیرنگ جادو بیٹھکر تلوے سہلانے لگی اور
حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین آپ نے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا اعتبار
نرکھا اگر بران کی آبرو لیتے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ کوکب ایسا بڑا بادشاہ عالیجاہ آتش بر پا
کریگا ایک تو آپ کے اور انکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت بڑھتی آپ ہٹ جاتے ہین ابھی
ہوشیار کرتی ہون ہاے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کمہلا گیا یہ وہ مہ ناز و نعم سے پلی
ستم ہی شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے یہان او ترقی
ہوئی اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر چلے آئے جسقدر
رنج و ملال کرے زیبندہ اور سزاوار ہے بڑی ساعت بدبختی تھی ایسی مجبین آپکو بیاہی گئی جبھی تو حیرت
کہتی ہے کہ مین افراسیاب کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا ای نیرنگ جو کچھ جانے
سو کہے مین آج معقول ہون اسکے رنج و الم سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع
کیے ملکہ عالم کہکے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت نقلی نے آنکھین کھولین گھبرا کے ہر جانب
دیکھا ہاے کا نعرہ کرکے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب آکر کہا ای ملکہ عالم خیر تو ہے
حیرت نقلی نے کہا ہی ہی مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجکو کھا جائیگا مجھ
بے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرایئے ایسا کلمہ زبان پر

نہ لائیے سامری جمشید آپ کے وارث کو سلامت رکھین آپ سہاگن ہین نتھ چوڑیان قائم رہین
دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہین آپ کو پکار رہے ہین عجب حال اپنا کیا ہی گردش فلکی سے سب طرح کے
سامان ہو جاتے ہین آپ سیر قصر کوہ نیرنگ مین آئی ہین دیو بھوت پلید کیسا یہان کون
آسکتا ہی جب اسطرح بالتصریح نیرنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اُٹھی افراسیاب کے
گلے مین ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیرنگ کو امی جان افراسیاب کو ابا ابا کہہ رہی ہی
افراسیاب ہر مرتبہ گلے لگا کر کہتا ہی بی بی نہ گھبراؤ مین تمھارا میان ہون نیرنگ کہتی ہی حضور مین تو
آپ کی کنیز ہون امی جان کہان ہوش مین آئیے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیرنگ
جادو نام ہی افراسیاب نے کہا ای نیرنگ بران نے سحر کیے چالاک نے نہین معلوم کیا کھلا دیا روغن
چنبیلی کا لاؤ دماغ پر ڈالو اُس پاجی نے بیہوشی کھلائی ہو گی دماغ مین فتور آگیا کنیزان نیرنگ روغن
لائین افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر حیرت نقلی کے پھیرا نیرنگ تلوون مین ملنے لگی حیرت نقلی
لڑکھڑا کر پھر گری بیہوش ہو گئی جب خوب تلوے سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچکی ہی بڑی مشکل سے
حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چوکنی چہار طرف دیکھا افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا
اب مین کہان ہون افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کر کے کوہ نیرنگ پر لایا ہون نیرنگ
جادو تمھاری مصاحب اور سب کنیزان خاص حاضر ہین قصر عیش گاہ ہی اکثر یہان آنیکا اتفاق ہوا ہی
تم کہا کرتی تھین کوہ نیرنگ نہایت فرحت افزا ہی اسی واسطے تمکو لیکر آیا ہون کہ رنج و ملال دفع ہو
سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو بوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت مین تمنے آج بڑا رنج و
ملال اُٹھایا باعث کرداب کبھی ایسی خطا نہو گی ایسا ہی سبب کامل تھا جو مین تمکو دشمنون مین چھوڑ کر چلا آیا
یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدمون پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری اور زمین
زمین پر دے مارا پچھاڑ کھائی بال نوچے انگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے اپنے کو زمین پر گرایا یہ کہکے
پیٹنا شروع کیا یا سامری تمھاری خدائی مین آگ لگے بونے دو سو بھڑوون کی خدائی میرے لقا نگوڑا
غول صحرائی مسلمانون کے ہاتھ سے جوتیان کھائے ذلیل ہو کر مارا جائے کیسی ان سب بھڑوون نے
ملکہ تقریر کی کہ مین ایسے ناقدرے کے ساتھ بیاہی گئی کاشکے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو
کرتی پاؤن پھیلا کر سوتی ان مصیبتون مین تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کہ مین اُٹھا

تھاسون کہا خبر دار او چھنال اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کر دونگی سنکھیا کھالونگی کنوین مین ڈوب مرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سنا مجھے سونڈی کا ناگوڑا دشمن جانتا ہے
راز کی باتین مجھسے چھپاتے ہین کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہے اگر جورو اُچکا جواری ہو بیبیان گھر کی
بیٹھنے والیان اپنے شوہر کا عیب وہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہے تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی
باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منہ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون
اسنے سبطرح مجکو دبالیا کسی بات سے ہمکو کام نہین جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے علاوہ اسکے یہ مسخرہ رند شرابخوار
ہے اسکو کسی کی ضرورت ہی کیا ہے ایک نگوڑا گڑریے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہے اسکو جنگل سے
اُٹھالایا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہے مجھسے چھپکے وہان جاتا ہے وہ نگوڑا
زنان سنتری خوب اُسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہے وہان سے بہت خوش خوش آتا ہے ہمارے پہلو مین
راتون کو نگوڑا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے میری طرف سے پیٹھ موڑ کے سوتا ہے سو بوا اسکی ہمین پرواہ
نہین مان باپ کی بیٹیان ہین اور بات خواہ ہو یا ہونگاہ تو سدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے
افراسیاب نے ہمارو بیٹو نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑکر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان
زعفران جادو اور کنیزین اُسکی موجود ہین رہا کرونگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب آیئے
مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی ہے صاف صاف کہونگی تو مرچین لگینگی بس یہی بہتر ہے کہ مجکو دوانگل کا پرزا
طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے میکے مین اپنے مان باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ
مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی ارے او نگوڑے مورکھ تجکو چھوڑکے اور مرد وا کیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہے
بادشاہ طلسم ہوشربا جیسی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہے دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب
چھوڑ کر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی

یہ کہکے دلکو بہلاؤنگی نظم قلق
خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آبلہ سانپ کے آلو کا گھر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین مجھے ہین گویا [illegible]
شور محشر ہندہ احسان سپہر کیا ہوگا

ہجر مین رونے سے ای دیدہ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے ای دیدہ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ رکھ دوست سے تو
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ لڑکون سے بہلتا ہے کوئی

ایسے جھنٹون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی ہوفی کی
برق انداز بھلا ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین معرکۂ عشق مین مشکل داغ
غم غلط اشکون سے ای دیدہ تر کیا ہوگا

بند مٹھی کو نہ اس باغ میں کھو غنچہ صفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا
وہن گور کو بھر دیتا ہے جسم لاغر
اس پری کا مرے شیشہ میں گذر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکیگا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام میں سامان سفر کیا ہوگا

بعد تیرے یہ زر ای صاحب زر کیا ہوگا
ایک تیا ہے تو دشمن سے بنتے ہین ہم
اور اس خاک کی چٹکی مین اثر کیا ہوگا
کبھی چشمک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ سرما سے نمودار شرر کیا ہوگا

جب چلی تیغ خزان باغ مین کیسے کی نہین
اہل ہمت کا تہی کیسۂ زر کیا ہوگا
خانۂ دل مین اُتریگی تری تیغ ای ترک
چشم جانان سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
کوچ کے وقت قلق ہے عمل نیک کا دھیان

یہ کہکے حیرت نقلی منہ ڈھانپ ڈھانپ کے خوب روئی دریاے محبت افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک اشک حیرت تیر بنکر کلیجہ پر پڑا تیر بھی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے وہین صبر دست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیرنگ نے کہا ای شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیان کسکو ملتی ہین کلمات حسرت آیات سننے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ شوہر یہ زوجہ ہم باہر جائین تخلیہ کردین حضور تنہائی مین سمجھائین یہ کہکر نیرنگ وغیرہ باہر گئین افراسیاب نے بیقراری مین سر پانون پہ حیرت جادو کے رکھدیا گلے مین ہاتھ ڈالے چاہا گلے لگائے حیرت نقلی نے ڈاڑھی نوچ ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجیے اور دل سے کہتے ہین ای خواجہ عیاری کیا بڑی چیز ہے جو روا اسکی بنکر آئے خدا آبرو بچائے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہمپر یہ نئی مصیبت پڑی ہے اللہ مالک ہے افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتادو وہ راز مین نے تمسے کون سا چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ ناانصاف ہین آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونون بیکار ہین افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال میرا تمھارے سپرد ہے خواجہ نے کہا او نا منصف مین چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل مین رکھون جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمھارا حقہ پانی بند کرادون کہ تمکو بھی ہلکی ہو دونون دنیا پر ہین یہ کہکے افراسیاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کیون او ظالم ساری آفتین تو ہمارے سر پر ہین ہماری بہار نکل گئی ہمین تم سے محبت ہوتی تو ہم یہان کیون رہتے لشکر سلیمان مین جاتے سو مرتبہ لوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہان چلی آؤ ہم تمھین بادشاہ کرین ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل نہین ایسی سلطنت مین آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائیگی ہم ہان باپ کی بیٹیان ہین سوئی مارکر بسر کرینگے چرخہ کاتینگے اپنے شوہر کو چھیلا بنا کے نکالینگے مگر تو نے خوب اسکا بدلا کیا کیون صاحب لوح طلسمی

کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لیکر کیا کرتے اگر ہمکو حال معلوم ہوتا ہم جا کر طلسم کشا کو آگاہ کرتے
حسبدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اور حال ہم سے نہ کہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی
ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مرجاؤنگی تجکو کیا ہی
تو اور ڈھیر پنجہ کریگا شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہی مین شرم سے
کٹ گئی بموجب مثل اپنی ماری کس سے کہون ہپیٹ مسوسا دیدے رہون ہ تجہ الیا ناخلف اگر ہمکو
نہ ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمھاری جان ایک کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہی
اگر مین دشمن ہون تو لبس مجکو جانے دو مین اپنے میکے جاؤن تمکو شیطان کے حوالہ کیا اگر دشمن نہین
ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آجتاسے بڑا بھلا کرم نہین کیا تو صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہی
اور کہان ہی ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طعنہ دیا ہی اُنکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی
ہی ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا
افراسیاب نے کہا ملکہ ذراسی بات کا تو نے بتنگڑ باندھا ہی مین نے تم سے اسواسطے نہین کہا کہ سابق
مین مین نے مخمور و بہار و باغبان کو راز دار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب لے پہونچے
اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منھ پیٹ لیا کہا
او ظالم بے مروت مجکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہی وہ لونڈیان باندیان نمین سٹکا کر نکل گئین بتلا تو
مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی لبس اب جلدی
صاف بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا
مین حال بیان کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد
غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے
نہ کہو مین تو دشمن دشمن یہ کہکے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا
خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد
کرے کہ تا بہ لوح طلسمی جائے جس قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین ڈبیا ہی
اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت جو سامنے بچھا ہی جسپر ما بدولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت
کو اُٹھائے فرش ہٹائے دہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخل ہوگئی سو سیڑھیان طے کرکے باہر نکلے

صحراے حیرت خیز وحشت انگیز ملیگا ای جان جہان اس صحرا کا طی کرنا نہایت دشوار ہی آب ودانہ ممکن نہین انسان وحیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طی کرے بعد کئی دن کے طلسم صندل ملیگا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلے کیون ای ملکہ عالم کسکو ایسا درد سر ہی کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری کی ماہ منیر سامری وجمشید بھی اُسکو قتل نہین کر سکتے لیکن بہر تقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا ور راستہ کھلے بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اُسکو دربند مہر وماہ کہتے ہین مہر وماہ جادو وہان کے حاکم وناظم تین لاکھ فوج کی مالک جادو افسونگری کی سالک ہین نے اُنکے پاس لوح بھیجدی ہی کیون ای ملکہ اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کنجی پاے نقب مین جاے طلسم صندل فتح کرے مہر وماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے مسکرا کر محبت سے ایک طمانچہ مارا کہا اے نگوڑے جو ہونا تھا ہو چکا اب کیا لوح بیجیگی بس اب چلو آرام کرو نیند کے مارے برا حال ہی مگر میری ہڈیان چور چور ہو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلکے سو رہو صبح کو جو کچھ ہو گا سمجھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے شوہر سے الجھی نہین معلوم تُنے کیا بکا مین کبھی کبھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سنا بھی نہین کیون شہنشاہ تُنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انہین صندوقون مین لوح رکھی ہی یہ کہکے خیز رنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی دیجاد کباب حاضر کرو حیرت نے کہا شراب کیا ہو گی مین اسوقت تک نہین پئے دونگی شراب پی کے دھاچوکڑی مچاؤگے مجھ مین اسوقت طاقت نہین اور یون تمہاری خوشی کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی گلابی اٹھا کے لائی جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام پیو گے یہ کہکے ہاتھ کو روکا مسکرا کے یہ اشعار پڑھے

اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا

اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

انصاف برگجھ آلیس مردان تو باغبان　　دے قہر عندلیب مین تختہ گلاب کا
رو دیا ہے وصل کو نہین سکتا ہون شرم سے　　عالم ہوا ہے خواب مین گونگے کے خواب کا
سیخ شرہ پہ دیکھکے لخت جگر مرا　　کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجہ کباب کا
تجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی　　ہے یہ قہ مین سیر سے دیجیو پتلہ شراب کا
بیجا نہین ہی گریۂ شبنم دم سحر　　لبریز ہو چکا ہی پیالہ گلاب کا
غش آگیا ہی دیکھتے ہی حسن روے گل　　بلبل کے منھ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا
پر نور میکدہ ہی یہ ساقی کے حسن سے　　جام شراب پر ہی گمان آفتاب کا
بے وجہ شغل شیشہ زنی یہ نہین قلق　　پیری مین کر رہا ہون مین ماتم شباب کا

ہنس ہنسکے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب مست ہوگیا دل مین سوچا کہ اسکا بھی اسوقت جی چاہتا ہی جام ہاتھ سے لے لیا بدون رد و قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سجدہ شکر یہ پروردگار کیا کنجی جوڑے سے افراسیاب کے نکالی اب کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ ای عمرو حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہین افراسیاب بہت پیچھا کریگا تا بہ طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب کے سلا دیا دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار ہون اب یہ بھی خیال ہی جب افراسیاب صبح کو اٹھتے ہی جوڑے مین کنجی نہ دیکھیگا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دوپہر تک تو غافل رہین حال ہمارے جانے کا ثابت نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہی بھورنے کو بھی نکالکر یہین چھوڑو ہمارے روانہ ہونے کی لشکر مین خبر بھی کردیگا باغبان وغیرہ اگر یہ سب جانینگے ہمارے پاس آئینگے آگاہ تو ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا استاد کھڑے ہین ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا مقام ہی فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم تو اب دہن اژدر مین جانے مین حافظ حقیقی مالک ہی مگر تم ایک کام کرنا تخت اسی طرح بچھانا کنجی جوڑے مین افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب کے چلے جانا ملکہ ورخ و شہبار کو خبر پہونچانا اور برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوح کا حال

پوچھا بیٹا بڑی سختیان ہین اول راہ مین طلسم صندل ملیگا جب وہ فتح ہوگا تب رستہ کھلیگا دربند
مہرو ماہ پر لوح طلسمی ہی برق تڑپ کے رونے لگا کہا استاد راہ سخت وصعب مین غلام کو بھی ساتھ
لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا میرے ساتھ چلنے سے یہ کام بہتر ہو دوپہر افراسیاب غفلت مین
رہیگا مین دس بیس کوس تو نکل جاؤن ورنہ نقب سے نکلتے نکلتے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بہ طلسم صندل
پہونچنا دشوار ہو جائیگا پھر کامل منزل مقصد تک پہونچائیگا اے نور نظر بہت حفاظت کے ساتھ
اس کام کو کرنا بلکہ جہانتک ہوسکے جب تمکو خدا خیر و خوبی سے لشکر مین پہونچائے ملکہ بران شمشیر زن
کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے اتنی تاکید مندرج ہو کہ اے برخوردار نور نظر پارۂ جگر خواجہ عمرو
صرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے گئے ہین مقدمہ طلسم ہی اگر ہوسکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا
اسد نامدار کے پاس کوئی تحفۂ طلسم موجود نہین ہی بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مخمور و باغبان پر بھی
تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ ایسا نہو خدانخواستہ اسد نامدار کسی بلا مین مبتلا ہو جائے تملوگ بازوم
ہو ساحران نامدار ہو اس سفر کا پروردگار انجام بخیر کرے برق نے کہا استاد مین سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام
بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم باقی ہی ایسا نہو یہ بھی خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا
بھی دشوار ہو کنجی تو خواجہ کے ہاتھ مین اب عمرو و برق نے ملکر تخت اٹھایا فرش یہ کیفیت تمام ہٹایا
دیکھا ایک تختہ سنگ یشب کا ہی برق نے زور کر کے بہ شراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت مین
چہرہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب کے اندھیرا مثل پردۂ ظلمات شب فراق اسکی تاریکی سے مات عمرو
نے چاہا نقب مین اُترے برق لپٹ گیا کہا استاد نہین معلوم اس اندھیرے مین کیا بلا ہی کہ آپ
اُترتے ہی پھنس جائین افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہی شعبدہ بازی اسکا کام ہی حرامزادے
نے بیابان مین دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع ع قدم عشق پیشتر بہتر ٭ ہماری
مصیبت و حسرت پر جائے عبرت ہی سالہا سال گذرے اس طلسم مین آئے جو اصل مطلب ہی اس سے
ابتک خبردار نہوسے یعنی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن زینت آغوش صاحبقران تیغ زن قید ہو کر یہان آئے اسقدر لڑے ہزارون ساحر مارے
اسد غازی کو گنبد نور سے چھڑایا لیکن آجتک یہ ثابت نہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یا مر گئے کتنے
راز داران طلسم ہمارے شریک ہین لیکن کسی کی زبان سے افسانہ سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر

قید ہین جستجو کرکے اس جگہ جانے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو چھڑاتے سامنے اپنے آقاے نامدار کے سرخرو ہوتے ایسے کلمات مصیبت خیز غم انگیز عمرو نے اسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غربت پر اپنے استاد کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جو آپنے فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی کے سپرد کیا شعر بسفر رفتنت مبارک باد بسلامت روی و باز آئی برق پیچھے ہٹا خواجہ عمرو روتے ہوئے اُس نقب تنگ و تاریک مین فتیلۂ عیاری روشن کرکے داخل ہوئے برق غم مین اپنے استاد کے تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر وہین نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ کردیا کنجی کو لیکر قریب چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اُسکو بھی اُسی طرح جوڑے مین افراسیاب کے رکھدیا اب اسی فکر مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی حسین مہ جبین کی صورت بنون دیکھا ایک گوشہ مین کنیزان ملکہ نیرنگ سورہی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر پڑی بیہوشی کی چڑھائی گود مین اُٹھاکر اُس کنیز کو علٰحدہ لایا لباس اور زیور اُتار لیا اُس ننگی ننگ خاندان کو ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری کا لگاکر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سورہی تھین دولائی اوڑھ کے لیٹ رہا مگر افراسیاب و حیرت کو تاک رہا ہی استاد کے تنہا جانے کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے باتین کرتا ہی ای برق حقیقت مین استاد نے بڑا کمال کیا خدا اُنکو خیر و عافیت سے لائے یہ نقب تنگ و تاریک ہی اسمین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا اُنھین کی ذات پر موقوف ہی جو پتھر کا کلیجہ بنائے تب عیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح و سالم دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل پر جاکر کیا ہوتا ہی پھر دل سے کہتا ہی ای برق مجھکو بھی مشکل ہی اگر کہین افراسیاب نے مجھکو پہچان لیا سارا غصہ استاد کا مجھپر نکالیگا آپ تو چلے گئے مجھکو یہان چھوڑ گئے تا بہ لشکر صرخ جادو جانا دشوار ہی نہین معلوم یہ قصر کہان ہی وسعت طلسم بیپایان ہی اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہی لیکا یک گریبان سحر چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سورہی ہی دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور بادۂ ہیجانی کے لطف اُٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہی اسوقت دل کباب ہوا ناحق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل سوگیا پھر آنکھ نہ کھلی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکۂ عالم

اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھیں ملتا ہوا تڑپ کے اُٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا چھوٹے
کپڑون کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ
ملکہ نیرنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا ای سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون
ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پھر کروٹ بھی نہ لی پہر رات رہے مین نے سنا کہ ملکہ حیرت آپ کو
جگاتی تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون
نہایت بےچین تھین اور نہ سمجھیے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ
بھی نہ لی مین تو ان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردوے نشہ مین بھی ہوتے
تو اسقدر غافل نہین سوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب
بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین مین نے
دیکھا کہ ملکہ نے اپنا منھ سیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ ایسے مردوے سے کبھی بات نہ کرونگی ہم پیاسے
ہین نگوڑا مردہ نیا ہا پڑا ہی افراسیاب نے کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی
تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیرنگ جادو
مع کل مصاحبون کے اُٹھی سامنے آئی براے تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیرنگ جادو کو
جگاؤ ہم سے آج بہت خفا ہین نیرنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھین ملین ملکہ حیرت نے
چشم نرگسی وا کی گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب نگران نہایت انتشار دل بیقرار بیدم
تھی حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت کہ ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے
پھر تقدیر نہ دکھائے عمرو نے تاکید کر دی تھی کہ زوجۂ افراسیاب ہی اسکو کوئی نہ ستائے اُسپر
ہزارون لونڈیان چانون چانون کرتی تھین ہزارون گالیان دین ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی
تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھگڑا ہمارے شہنشاہ سے
لڑتا ہی ان حالات کو یاد کر کے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اُٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب
کی جانب سے منھ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سو رہنے پر آزردہ ہی آج دن کو راضی کرونگا
اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہو رہا لیکن نیرنگ جادو بلائین لے رہی ہی آفتاب سے
کھری ہی کہ حضور [illegible] گلوری [illegible] فرمائین کیون نصیب اعدا مزاج کیسا ہی آج چہرہ

اتراہی ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی لو مین منھ ہاتھ دھوکے کیا
کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نہ کرین مین نہین معلوم کہان ہون
برق گھبرایا ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے تڑپ کے سامنے افراسیاب کے آیا اشارہ کیا کان مین
جھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آوازہ ہے غم ملکہ حیرت کا اسی طرح تازہ ہے ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے انکو
ستائین جسطرح بیٹھی ہین بیٹھا رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کرکے لشکر مین لے چلیے انکے
صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلالینگی یہان اور غم بڑھیگا
اس چھپر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چھپر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی برا ہے اب یہان دیر نہ
لگائیے افراسیاب سمجھا سمن عذار سچ کہتی ہے کہا اے سمن عذار ناحق کا غصہ ہے بس اب غصہ کو
تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہے برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین
دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن عذار ہمارے پاس رہا کرو تمھین اپنا مصاحب
کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنینگی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا
اے سمن عذار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلینگے مگر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ماتھا کوٹ لیا
کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نہ کرونگی آپ مجھسے بے رخی کرین
تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہے جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ
رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین بلکہ اسمین ہر طرح کی آپ ہی کی برائی ہے دیکھو
مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی
بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا سمن عذار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلینگے برق
نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین
افراسیاب نے کہا اے نیرنگ ملکہ کو چپکا بیٹھا رہنے دو طبیعت انکی سست ہے اب مین جا کر علاج
کرونگا تخت تیار کرو ما بدولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جائینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان
قدیم موجود ہونگی وہ موافق مزاج کے بہلالینگی افراسیاب یہ سب طرح کی باتین کرتا ہے مگر حیرت
مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے
تخت پر آراستہ کردیے افراسیاب جادو اٹھا حیرت کا ہاتھ تھاما کہا آؤ چلو لشکر مین تمھارے سب

سردار گھبراتے ہونگے شاید مہرخ و بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمہاری ہی ذات
خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے
نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھا لیا اب برق
تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن تنہا ہوا قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا ہمین بھی ساتھ لیتے
چلیے آپ ہم سے وعدہ کر چکے افراسیاب نے فوراً ہیزرنگ جادو کو بلایا کہا ای ہیزرنگ ہم تمہاری
کنیز ماہ رخسار سمن عذار کو ساتھ لیے جائین پھر چلی آئیگی ہیزرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی
ہر چند کہ یہ مجکو بہت عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی افراسیاب نے کہا بی سمن عذار آؤ برق اُچک کر
تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا مگر حیرت منھ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق
سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن عذار مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون ایک سر ہزار
سودا انمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی صد ہا مصاحبان جانباز وزیران ہمراز مسلمانون کے جا کر
شریک ہو گئے کبھی سامان لڑائی کا لوح بچانے کی فکر آٹھ پہر یہی ذکر تھکا ماندا آیا سو گیا جگانے
سے بھی بیدار نہوا ہر چند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب نہین دیتی اُسی طرح
خاموش بحر غیرت و حیرت کا جوش زمین و آسمان حیران دیکھتی ہی دل مین دھڑکن
خوف آبرو ریزی مضطر دل پریشان ہزار طرح کا پس و پیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی
کہا ای سمن عذار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین افسوس
ہی کہ اسکا بالکل خیال نہو دنیا کے لہو و لعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر
بادشاہ مبتلاے دام لہو و لعب ہو وہ سلطنت خراب ہو گی سمن عذار درست و بجا کہکر عرض
کرتی ہی جو حضور ارشاد فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی پہلو نشین کی خاطر بھی واجب
و لازم ہی دلشکنی نہ کرنا شیوۂ صاحبان وفا ہی آپسمین رد و قدح افراسیاب سے اور سمن عذار
سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ حیرت کے مصور و صورت نگار و ملکہ صنعت سحر ساز
و سرماے برق انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم
شہنشاہ پر کیا گذری قیدیان بلا کو قتل کیا یا رہا ہو گئے یکایک ہرکارون نے بڑھکر خبر دی
کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے وہان لشکر ملکہ مہرخ

مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ مین موجود ہین اتنے سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار کے واسطے بیقرار ہین جانسوز ہین قران و ضرغام شیردل سے کہہ رہے ہین کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے نامدار مولاے قدرشناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون رہا کریگا افراسیاب سے کون لڑسکتا ہی اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت چست باندھی ہی اب بڑی مشکل ہی روز ساحر آتے تھے اُنسے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکیگا لشکر مین آکر طبقۂ زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا کیا کرسکیگا چالاک ہم سب کو منع کرگئے تم ہمارے عقب مین نہ آؤ ورنہ جاکر اپنی جان دیتے حقیقت مین ہم اسیر غالب نہ آتے اپنے سردار کے ساتھ لڑ بھڑ کر مرجاتے ذلت تو نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہی کہ خبر تک ملنا دشوار ہوئی اس حسرت مین سب کے سب پریشان تھے کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و ملکہ مرجان شمشیرزن چلی آتی ہین سب نے بڑھکر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور کو بارگاہ مین آئے اضطرار مین پوچھا اے ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہان ہین ملکہ مہرخ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کرین حال مصیبت کیونکر عیان کرین افراسیاب خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک نے بڑا کار نمایان کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑوایا مگر خواجہ عمرو و اسد و برق غائب ہوئے نہین معلوم افراسیاب جادو گرفتار کرکے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار ہوچکا اُسنے اُٹھا لیا کچھ حال نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم والم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی ایک لمحہ آرام نہین ملتا اب کیونکر دریافت کرین کس سے پوچھین چالاک بھی واپس نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہوگیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا مگر صاحبو سبحان اللہ باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ مین قیامت برپا کردی نہین معلوم کیا کیا عیاری کی ہین مفصل نہین دریافت ہی یہ باتین تھین ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان زربفتی ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا براے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی و برق فرنگی و خواجہ عمرو پہ کیا گذری چالاک

نے کہا کیا عرض کرون مین نے عیاری کرکے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیر زن لیکر برسر زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہین ہے پھر تو ملکہ بران نے آکر آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ و اسعد نامدار و برق عالی وقار غائب ہوئے نہین معلوم افراسیاب نے سحر کردیا پھر مین نے ان صاحبون کو نہ دیکھا ساری شفقت خاک ہوئی وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا میرے سامنے افراسیاب نے تالاب بنایا سب کو قید کرکے برسر کوہ زعفران ٹھہرا تھا مین بران کو لیے پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جا کے تلاش کرون کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر پیٹنے لگین مع مہمان نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ مہرخ کی جانب متوجہ ہوئین کہا نانی امان اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپ سے ہمکو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی اُنکا خیال نہ رہا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین سکاری غداری اُنکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہے یا غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہم نے امتحان کیا لڑکر مرجانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہے کاشکے ہم سحر جانتے ہوتے اپنا سر اُنکے قدم پر نثار کرتے بیکس بےبس دست و پاشکستہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے کہنے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے سوا ہماری کس پر حکومت ہے بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچا کر چلے آئے انکو سامنے دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی سحر و ساحری نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا پنجہ مین دبا کے انکو اٹھا لیتے اگر یہ کہیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہے اب تاج و تخت ترک کرینگے اُنکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے بیقراری مین یہ اشعار مخفی پڑھے

بستہ ارباب ہمت کز پئے غم مے روم — گیسوے آہ پریشان بہر ماتم میروم
روزگار غم گر زند زخمے بہ تار رگے — کافرم گر یک قدم دنبال مرہم میروم
بر سر راہ اجل بنشستہ ہیم مرگ چیست — خلق و عالم رفتہ اند این راہ من ہم میروم

اگرچه دنبالم ز ہمرہان درین رہ باک نیست　　میروم گرچند گامے بیش یا کم میروم
در غم و اندوہ محنت چیست این بیطاقتی　　مختفی امروز فردا چون ز عالم میروم

دیگر نظم

او آسمان سمجھکے ذرا کچھ ملال دے　　ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
جتنی محبت اُنسے ہی ہمکو انھین نہین　　کیونکر کسی کے دل مین کوئی دل کو ڈال دے
للہ کوئی رہرو صحراے درد و غم　　کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکال دے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منھ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہوکر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپ کے ملازم ہین بیشک ہم سب سے خطا ہوگئی معاف فرمائیے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر پہونچیگی کہ ہمارے نمکخوار لڑبھڑ کر مر گئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کر سکتے عین گرمی جنگ تھی اسطرح وہ غائب ہوئے کہ ہملوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اُٹھا لیا سانحہ گذرا چالاک نے کہا مجھکو یقین کامل ہی قبلہ و کعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہوگا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا تلوار کھینچنا بالکل بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجکو سمجھالو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چرند و پرند نے بڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہی حیرت بھی ساتھ ہی سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہی یہ سنتے ہی چالاک نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ بڑی بات ہی کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہی صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور انسے احوال اپنا بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہوگئے تو بھی ظاہر ہوجائیگا اُسکی جستجو ہوگی حضور کے گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبراکر دوپٹہ منھ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون یکایک سامنے نہ چلے جانا تمھارے دم سے بڑی ڈھارس ہی چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے بانہلے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ

سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت و سرمایے برف انداز و ابریق
کوہ شگاف وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے میان برق بھی ساتھ ساتھ
ہین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جو نگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا بی سمن عذار مزاج تو
اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب تمھین کیا مجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت
ہلکا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پنڈا گرم ہوگیا یہ ترچھی آنکھین پٹم ہوجائین جو ہمین بری نگاہ سے
دیکھے وہ اندھا ہو سرمایے نے کہا بی سمن عذار آجکل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ تیز رنگ کی مصاحب
خاص ہوا ب وہین آکر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا وہان آنے کی کیا ضرورت ہی مین کسی سے
بات نہین کرتی ایک ایک سے جھگڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا
کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ
مین پہونچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ حیرت نے حیران ہوکر صنعت کو
دیکھا کبھی وزیرزادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر
بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون ای شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین
افراسیاب نے کہا ای صنعت بعضی بات ایسی ہی بموجب مصرع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل صنعت
نے کہا فرمائیے لونڈیون سے کیا پردہ ہی افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا مزاج بگڑا ہوا ہی ذرا سی
بات مین یہ فساد برپا ہوا کہتی ہین کہ مجھسے راز کو چھپاتے ہو خیر مین نے اس راز کو بھی بتلا دیا اسلا
غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سوگیا انھون نے شاید جگایا میری آنکھ نہ کھلی اسپر
لائق سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری رات موجود ہون یہ سنکر حیرت مثل شعلہ جوالہ بھڑکی
پہلے تو چیخ مار کر رودی پھر کہا یارو یہ تو بتلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ ارے یہ سب میرے ملازم ہین مین
اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب نے لہا اور رنیا جہ سینے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے
ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت منتظم
کاروان ہین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین
حضور کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی
دل تردد منزل کی کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا ای صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان

روان ہوے میرے دل کو قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑ رہی
تھی کہ یکایک صرصر پہونچی نہین معلوم اُسنے کیا کردیا مین بیہوش ہوگئی پھر جو آنکھ کھلی ہی صنعت
کیا کہون دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہی اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہ بھی مین نے آواز سنی کہ عمرو نے پکارکر
کہا ای ملازمان سن یہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی دریاے حسن و جمال کی گوہر بے بہا ہی اسکو احتیاط
سے رکھنا ای صنعت کیا کہون کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردوے میرے سامنے آتے تھے
کوئی کہتا تھا یہ ساحر ہی اگر ہمکو ملے تو جیتا نہ چھوڑین خوب برزے اڑائین مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ
تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری کالی سانولی ہزارون پھر رہی ہین کوئی کہتی ہی دیکھو یہ
عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہی اسکی آنکھین نکال لو ایک ڈوئی اُٹھاتی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر
آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی ساحرہ پرفن ہی اسکا دوپٹہ چھین لو میلی چادر
اُڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا منھ جلا دو اسی زبان سے ہمارے استاد کو کوستی ہوگی کیا کہون جو میری
جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور
زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھین بشکل غزال ابرو غیرت ہلال سینہ پر اُبھار باغ حسن
مین بہار گلعذار سرو سہی قد خلیق مزاج مین ملاست کلام مین لیاقت اس ماہ جبین نے آکر سب کو منع
کیا کہ بالا لقو دو ہو ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہی قید مین
آکر پھنس گئی ہم جو اسکو زیادہ ستاؤگی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کریگی اتفاق ہی شاہان جلیل
پر مصیبت پڑتی ہی اپنے ملک و مال پر لڑتی ہی اسمین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ
محبت میرے پاس بیٹھی فرمایا ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ ہمارے استاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ ہوگی
اُس بیچاری نے مجکو گلوری کھلائی پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا
ای صنعت اگر وہ نہ آجاتی وہ شفتلین کائین کائین کرکے میرا دماغ کھا جاتین ایک ایک انمین شوخ و
شنگ آمادۂ جنگ ہوا سے لڑتیان ہین اُنسے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے
لیکر بھر لیا ہی ایک گوشہ مین مین نے دیکھا سنتی ہون بڑی وسعت ہی اس نگوڑے ساربان زادے
کی بڑی لیاقت ہی شہنشاہ اپنی بگھارتے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح ہوچکی تھی یہ فرماتے ہین مین
سو گیا جاگ اٹھا مین ان حماقت کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب نے گھبراکر

کہا ای ملکہ عالم اول شب مجھسے کس نے ضد کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے اتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح کا حال کس سے بیان کیا حیرت نے کہا میری پاپوش جانے جب تم کو وہ بلور پر کہہ چکے تھے کہ خبردار کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہی ہی بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ معلوم ہوتا ہی وہ عمرو تھا جب حال دریافت کرچکا انکو سلادیا آپ جستجوے لوح مین گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے بیہودہ بکتی ہی ملکہ نے شب کو وہ ضد کی میرا ناک مین دم آگیا گلا کاٹے ڈالتی تھین کہ حال لوح کا بتاؤ مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتایا یہ کہکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کہا لو ڈبیا تو میرے جوڑے مین موجود ہی کنجی اُسمین رکھی ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ کنجی ہو یا ہنو مین رات کو آپ کے سامنے نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہی آپ بھی صبح سے بکتے تھے کہ سوگیا جاگ اُٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران حیران سنتی تھی دل ہی دل مین جلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی اب تک تو مین جانتی تھی مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا آپ ناحق مجھے ستم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غل ہی برق فرنگی کھڑا سن رہا ہی کوئی کہتی ہی ہی ہی میری بی بی زنبیل مین قید ہو مین ایک کہتی ہی نہین معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کردیا پھول سا چہرہ کمھلا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی کہتا ہی صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ صورت سمن عذار کی بنا ہوا ہی ایک موٹا سا جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس ٹھہرایا کہا بھیا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے دربار مین ہو رہی ہین بھیا میرا دل کانپ رہا ہی مجھے خوف معلوم ہوتا ہی جادوگر جب قریب آچکا برق نے تدبیر کامل کرلی تب پکارکر آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہی ناحق سب صاحب ہلڑ کرتے ہین سب کو خاموش کیجیے گوش ہوش سماعت فرمایئے لفظاً لفظاً بیان کردون افراسیاب پکارا خبردار خاموش رہو سب اہل دربار خاموش ہوئے سمن عذار کا منہ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن عذار

بتلاؤ یہ کیا سحر گذرا برق نے کہا حضور سماعت فرمایئے نظم	سحر آمد سلم نزد شاہان

۱۰

ہنر یابال یا مرد سخن دان بیایم بار دیگر من گفتار	من از مال و ہنر چیزے ندارم درون سینہ دارم قصہ بسیار	یکی فضل سخن دارم بیارم سنو صاحبو کانون کی سنی نہین

کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے یہ بیان معجزات و کرامات ہے شب کو لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا حال بیان کر چکے تب آپکو شراب پلا کے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالکر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے شاگرد برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا ای فرزند مین اسد کو لیکر جستجوے لوح مین جاتا ہون تو افراسیاب کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا حضور مین چپکے دیکھا کی عمرو و برق نے تخت کو اٹھایا فرش ہٹایا چہرہ نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر ہوا آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہے ملکہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین مین نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجھکو کیون نہ جگا دیا کہا حضور اسمین باعث تھا بچپن سے مجھکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت نہ کرنا غیبت بہت بری چیز ہے اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی ہمارا گھر برباد ہوتا ہے تجکو غیبت سوجھی ہے اگر تو مجکو جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کر لیتا برق نے کہا یہ مجکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا پیادہ پکڑا جاے آپ اُسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر ہوتا نانی امان مجکو گھر سے نکال دیتین افراسیاب نے کہا اس حرامزادی کے جوتیان مارو اپنی کہے جاتی ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے ملگئی برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی ہستم برق رفتار و خنجر گذار ہستم یکہ لیکن گران بر ہزار ہا نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اُسکو خنجر مارا وہ لڑکھڑا کے گرا دستور ہے کہ ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہے صداہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور دو چار کو مار کر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام سن سرہنگ جادو بود اب روشنی ہوئی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا عمرو عیار جستجوے لوح مین روانہ ہوا مین جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلیگا ساربان زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا ای شہنشاہ جلد تدبیر

کیجیے افراسیاب نے کہا وہان ساربان زادہ جائیگا تو کیا کریگا طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہی مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہشیار ہو جائیگی عمرو کو پہونچتے پہونچتے گرفتار کرلیگی رسائی تا بہ درِ بند چہ رو ماہ دشوار ہی ناحق کا تردد و انتشار ہی یہ کہکے ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ ای ملکہ صندل ساربان زادہ عمرو عیار طرف تمہارے طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہی بہت ہشیار رہنا آتے ہی اُسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کاسک جادو ساحر تیز پر ہی اُسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہی زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا مہتر برق فرنگی افراسیاب سے کلامہائے مذکور کرکے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہی کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون اگر مناسب ہو تو تم سب صاحب اُنکا قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا ابتک ہم راہ سے ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کرسکے اب حوال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب و لازم ہی اسی وقت ایک نامہ حالات خواجہ عمرو کا لکھکر ملکہ بران شمشیر زن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ ہو جائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سنی کہا ای ملکہ عالم مین تلاش مین اپنے استاد کے جاؤنگا جسطرح سے بنیگا اُن تک اپنے کو پہونچاؤنگا کیون او بھورئیے تو کیون نہ گیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا بھڑک بھڑک کے سب صاحب رہتے قران نے کہا اب حفاظت لشکر آپ کے سپرد ہوتی ہی مین جاتا ہون برق نے کہا مین بیچارہ کا ہے مین ہون مرشد زادے میان چالاک صاحب نائب استاد کے جانشین موجود ہین اُنسے بہتر کون ہی جو مجکو حکم دینگے بجالاؤنگا قران نے کہا تو بڑا لفنگا ہی برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون بات کا جواب نہ دون جو مرشد زادے حکم دینگے بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر قران نے کہا کہ بھائی تمکو اختیار ہی یہ کہکر اُسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے برائے تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو و رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ مہ جبین کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ہم خدمت فیضدرجت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ملکہ مہ جبین نے اُن

سبکو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا دہن بہار گلعذار تھا مگر غنچہ دہن کو وا کیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمایئے گا شہریار نامدار کی خبر وحشت اثر سنکر دل قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین سرداران نامی کی پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہملوگون نے اپنی جان بچائی اپنے آقا کی فکر نہ کی خطائے فاش ہے انشاء اللہ اب جا کر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے درد سر سنائینگے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جسوقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ لوگ نہ آسکین خط مسرت نمط سے یاد فرمایئے گا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل ناصبور کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاء اللہ پہونچتے ہی عرضی پہونچیگی مگر چالاک سے باغبان نے کہا شہزادہ خواجہ عمرو لشکر مین نہین ہین ہملوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب راہ مین روکیگا چالاک نے اُسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک کنیز کو بصورت برق ایک خواص گل اندام کو بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بناکے اُنکے مقامات پر جگہ دی یہ سرداران مذکور اہالیان دربار سے رخصت ہوئے علٰحدہ علٰحدہ سحر کرکے تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو خواجہ عمرو نامدار نقب مین داخل ہوئے ہین نامہ دارا افراسیاب نامہ لیکر چلا ہے یہ سردار نامی بہ جستجوے اسد غازی و خواجہ عمرو جاتے ہین مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہین ان سبکو راہ مین چھوڑیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ مرقوم ہے نزدیک حقیر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہے پہونچنا ایرج نوجوان کا براے فتاحی طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
گرم و سرد زمانہ سے ہون تنگ
نالۂ آتشین ہے تف پرورد
کرہ زمہریر ہے دم سرد
مر طبیب روان محزون ہے
خم بادہ خم فلاطون ہے
یہ اگر التفات فرما ہو
بادہ ہمسر دم مسیحا ہو
گرم تدبیر گردزی ہو جائے
تب تم نار عنصری ہو جائے
گر عرق ریز فکر درمان ہو
گریۂ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہے
گرم و تر ہم مزاج عاشق ہے
کھودے یہ رشک شربت اعجاز
نزلۂ اشک چشم اہل نیاز
مین بھی ممتاز چارہ سازی ہون
خستۂ ناز بے نیازی ہون

ہی حواسون مین انتشار بہت
نہ صراحی سبو پیا پے دے
سنل قلقل خروش مین آوُن
رعد سوز سیاہ کاران ہو
قلقل می ہو سوز مستانہ
رازِ پنہان زبان تک آئے

خم کے خم لا کہ ہی خمار بہت
پاس ناموس و ننگ اُڑ جائے
صورتِ بادہ جوش مین آوُن
خُم کے خم متصل کرون خالی
کہدون بیہوشیون مین افسانہ
یعنی طفلی مین ہو نمین پیرِ مغان

جوش الفت ہو اسقدر مجھ سے
ہوش مانند رنگ اُڑ جائے
وا سِن تر طلسم باران ہو
جی بھرے یہ کہ دل کرون خالی
ہوش دل کو جو یک بیک آئے
بلدۂ راہ گمرہان جہان

چہرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرأت حسن و جمال آئینہ صورت نمائے مضامین کو زور سکندری کلک سے بدو طبع ارسطو فطرت یون تجلی فرماتے ہین شعر راوی این حکایت شیرین زور قم بریاض صفحہ چین ہ سابق مین تحریر کیا ہی کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہو کر اسطرح آئے تھے کہ ملکہ مرأت جادو نے طوفان جادو کو بھیجکر انکو گرفتار کرایا اور لکھ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے لیجاؤ وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آ کر بہ عیاری شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے شورش حمران طلسم ہوش ربا و کوہیان پر جفا سے آجتک مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شنفیشہ مونوش دختر مرأت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہی اکثر شاپور سے فرمایا ای برادر کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم ہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت پا کر اپنے جد عالی تبار سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی لوح لیکر مفتوح فرمائیے اگر پنجہ قالبغی ہوا تو غلام عیاری کر کے مرأت کو ماریگا طلسم شعور کرین کھا تارہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ صاحبقران زمان سے عرض کرون مہلت لون شکار کے حیلے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شنفیشہ مونوش کو رہا کرون مگر جنگ کوہیان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوئے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اُس معشوق با وفا کی آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہی اے شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین ای برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کے ہی اُنسے بعد بشری دل ملاقات کا طالب یقین ہی اُنکو بھی ہماری یاد ہو گر وہ مجبور ہم ناچار وہ بیکس ہم بےبس وہ رنجور

ہم مہجور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو خواہش ہمکو کاہش اس طلسم مین جو داخلہ ہوا اس محبوب جانی نے خود محبت کی اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیفتہ ذونوش سے دل بہلائینگے دل لگی رہیگی یہ نہ سمجھے وہ ہمارے واسطے یہ جفا سہیگی ای شاپور میرے دل کا عجب حال ہی سنبھالے سے نہین سنبھلتا خمسہ۔

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو ہم کبھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو
کہہ چکے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو جاؤ اس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل مین تمھارے نہین غیرت کا گذر آنکھین مردم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
ہمکو جر بانکی سے مطلب نہین کچھ غم ہی مگر چڑھتے نظرون مین ہو لگجائے کسی کی نہ نظر
بیٹھنا خوب لب بام نہین تم جانو

لیکے آئے تو ہو پیغام مسرت مشحون کشمکش دل کے سبب ایک فکر مین ہون
روشناسی نہین کچھ انکو لکھون کیا مضمون قاصد و مین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھسے اس سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم بتاؤ یہ کہ ای جان ہی تمھین کیا منظور صاف کہدو کہ ہی منظور نہین یا منظور
لو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہی دینا منظور دل تو موجود ہی کرنا ہی جو سو وا منظور
گرہ زلف مین گردام نہین تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم یہ جناب عالی ہمتو عاشق ہین ہمارا نہین کوئی والی
بدزبانی سے نہین بات تمھاری خالی طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

قہر ہی عاشق جانباز سے کہنا ساقی ہی غضب نرمی آواز سے کہنا ساقی
بولنا ہی ہرن انداز سے کہنا ساقی قتل کرنا ہی ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو تو لو جام نہین تم جانو

ہان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان باقی رہنے کا نہین مذہب و دین و ایمان

سوچ لو رشتۂ زنار مین پھنستے ہو کہان تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان

اور اگر یہ ہی تو اسلام نہین تم جانو

دیگر

دردا کہ ز قیدی ستم آزادنہ گشتیم یک لحظہ بہ غم ہاے جہان شادنہ گشتیم

تا بود شگا فندۂ خارا مژۂ ما محتاج دم تیشۂ فرہاد نگشتیم

تا خوے بویرانہ گرفتیم درین دہر نزدیک درین خانۂ آباد نگشتیم

تا پاے طلب در رہ عشاق نہادیم سرگشتہ درین بادیہ چون باد نگشتیم

ہر جا کہ در آمد سخن درس محبت شرمندۂ زشاگردی اُستاد نگشتیم

تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم پابند سر زلف تو آزاد نگشتیم

تا بلبل عشقیم کہ بے واسطہ مخفی ہمید قفس و حیلۂ صیاد نگشتیم

ستاپور نے کہا ای شہریار انشاء اللہ ملکہ بران کے وصل سے بھی کامیاب ہو جیے گا اس مرحلہ کو بھی خدا طی کرادیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہین لیکن دو کلمہ داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہین کہ ملکہ مرأت جادو بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید ایرج نوجوان کے مطمئن ہو کر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہو گیا ہوگا لیکن کہتی ہی کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو پلٹ کر نہ آیا مصاحبون نے عرض کی حضور وہ دربار خداوندی ہی وہان جا کر مصروف عیش ہوا ہوگا آٹھ پہر دیدار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذرا طبیعت گھبرائی قدرت سے تقدیر کرائی صحت پا گئے قدرت نے ایک حور بقصور عطا فرمائی ہو گی اُس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی مین ملال کہان باغ بہشت کو زوال کہان ملکہ مرأت نے کہا یہ تو سب کچھ ہے قبول کیا لیکن نمکحرام اتنا لکھ بھیجتا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہین شادیان کرین خار بسٹ گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج و الم سے فراغ ہو مین ایک عرضی براے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو مرقوم کرون کیون صاحبو جواب آئیگا مصاحبون نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہی بندون کی عرضی کون پہونچائیگا فرشتے وہان چوکی پہرہ بھی دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہوگا مرأت جادو کو حیرت ہی کہ پھر آخر کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزون نے بڑھکر عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکۂ النور جادو مصاحب شہنشاہ

طلسم ہوش ربا تشریف لاتی ہین مرأت جادو کھڑی ہو گئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور جادو مع چند کنیزان مرصع پوش تخت سے اُتری مرأت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ مرأت نے سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہو گئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ماایا انور نے عرض کی نہین بہن اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش ربا مین آفتین برپا ہین طلسم کشا جو گنبد نور مین قید تھا اُسنے ہائی ہائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز ہائی طلسم کشا شہزاہر سان مین نابرسائی تھی دریا مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہے ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہے ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرہ نیز ناگ عنقا صورت دگیر ناگ عنقا صورت اور زیادہ اُنکی شوکت کیا بیان کرون اُنکی لیاقت پر یہی تقریر دال ہے خورشید خاوری سے بڑھکر اُنکا جاہ و جلال ہے اُنکو ایک عیار نے پکڑ لیا اُنکی صورت بنکے افراسیاب سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے ناحق کو کئی دن تک فساد رہا سلطنج سر دبڑا اُٹھا ہم لوگون کو آب و دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے پیٹنے سے کام تھا پھر ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر و عافیت ہے میری بھانجی ملکہ شیشہ می نوش کہان ہے مین اُسی کے دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کئی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہے کوئی تاجر نیکنام ہے کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و حشم حسن تو میری بچی کا رشک ماہ تابان ہے اکثر افراسیاب جادو نے بھی پوچھا کہ ای ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ مان کی لاڈلی ہین ہماری ہمشیرہ گھر سے اُسکو نہین نکلنے دیتین اب کی میرا ارادہ ہے کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مرد و اشوقین بڑا تماشبین ہے اگر کہین نگاہ پڑ گئی سلطنت طلسم ہوش ربا ہمارے گھر مین آئی مجھپر اکثر رنجھے مین نے مناسب نہین جانا کہ صدقے سے سامری کے آجکل زمانہ ہے میرے سامنے بلاؤن مین اُسکی بلائین لون یہ سنکر مرات جادو چیخ مار کر روئی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری و جمشید نے مجھکو عجیب بلا مین مبتلا کیا نگوڑے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا ہر دنا حمزہ کا ایرج

نوجوان لڑتا بھرتا پہونچا بہت سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بھانجی صاحب آپکی
اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئین گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کرکے
قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا اُسنے جا کر سب کو پکڑا طوفان نے مجکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت
مین خداوند کے لیجاؤ وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے لونڈیا ابتک قید ہے جب کبھی کنیزون کو بھیجا سنا وہ دیوار
کلام کرتی ہے اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہے سیرا گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا حسرت و یاس سے قتل ہو گیا ہوگا
قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے جہنم مین پھنکوایا ہو تو عجب نہین مین نے عرضی مین بدعتین اُسکی لکھدی
تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو بجھیلا اسنے مارا وہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہو کر گیا لیکن طوفان جادو
نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار خداوندی مین جا کر بیٹھ رہا چلو اچھا ہے دریائے لشکر خداوندی
مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش و عشرت گرداب مصیبت مین ہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم
ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین رہتی ہے کہ میرا دھگڑا طلسم فتح کرکے
آئیگا مجکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سر سے اُسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اُترتا یہ حال سنکر انور جادو نے حال
اپنا تباہ کیا کہا بوا خاک تمھارے منھ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری
کو سزا دی وہ نگوڑی عشق و عاشقی کیا جانے چھ مہینے ہوئے مین آئی تھی اُسوقت تک روکے
روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہے اور تمنے
قیدی کو وہان کیون بھیجدیا بقول شخصے پیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون
کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین مین ہوشربا مین ہمیشہ انکے فرمان دیکھا کرتی ہون یہان سے
جادوگر برائے مدد جاتے ہین جو گیا جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا
یہ بھی مجھے خوب معلوم ہے کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم ایرج کہتی ہو وہ طلسم نورافشان
مین بھی آیا تھا جہانگیر بن صاحبقران سے لڑا اسیر میان کوکب و بی بران نے بڑی مہربانی
کی اگر وہ قتل ہوتا تو مین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے بران آفتین
برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون بہلی ری جمشید
اُسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہے ہائے مین جب کبھی آتی تھی خالہ امان کہکر
چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی ہر اُسکا جادو

نے کہا بوا مین ابھی بلواتی ہون تمھاری لڑکی ہر چاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی
سامنے آئیگی ساحری و جمشید کو وہ صلواتین سنائیگی اور مین بیچاری کس کیفیت کی ہولی ہون مجھے تو
بالکل دشمن جانتی ہے انور نے کہا بوا تم خفا ہو تو مین ایک بات کہون تمھین بات بھی کرنا نہین آتی
تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اوس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا اسنکو جواب سخت
دیا تم اسکو دشمن جانگیین ہاے وہ تو بچپن سے ضدن تھی ذراسی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی
تھی نو مہینے تمنے پیٹ مین رکھا لیکن اُسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اُسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہین
مرأت جادو نے کہا ہان بوا میرا دل تو آئینہ ہے مین اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا
شجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرأت نے کہا بیٹا شجر جادو مین تمکو نہال کرونگی
تمھارے قید مین ملکہ شیشہ می نوش ہے صاف بتلاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہے یا کچھ افاقہ ہے
آئی شجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پہ
مرتی ہین سارے طلسم والون کو کوستی ہین مین نے اکثر سمجھایا اُنکے خیال مین نہ آیا میرے اوپر غصہ ہوتی
فرماتی ہین یا الٰہ اس شجر پر تیر بدعت تیرا چلے یہ نہ پھولے نہ پھلے مین بہار مین قلم ہو جو بات کہتا ہون
اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات نہین سمجھتین انور نے کہا نگوڑے شجر تجھ پر بجلی گرے تو بھی چھوکری کا دشمن
ہو گیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر آ شجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جلی کٹی بھر دیے مرأت جادو کو
کئی دو ہتڑ مارے کہا بوا تمنے بڑا غضب کیا میری گلعذار پر یہ جفائین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی
طلسم ہوش ربا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی میرے ساتھ حیرت جادو کی خدمت مین رہیگی پڑھیگی لکھیگی
مین اسکا بر ڈھونڈھ کے وہین شادی بھی کردونگی تمھارے پاس رہنے بھی نہ دیونگی دشمن کے
مرأت کہتی ہے بوا تمھین اختیار ہے اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی
انور نے کہا بوا تمھاری بلا سے ہین چار باتین کہیگی ہمین گوارا ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین
کہا حضور شجر جادو ملکہ شیشہ می نوش کو لیکر آیا کنیزین جوان جوان کوئی کھل کھلا ہنستی ہے کوئی کہتی
ہے مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہے ارے اُنکا تو عجیب حال ہے ہوش مین نہین شعر پڑھتی ہین
گانے والی غزلین بہت سی یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سنین کہا بھلا حرامزادیو ہمین سے یہ بھی
باتین ہم بھی ہون کیا تمھاری طرح پردہ جاہل ہے گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی آدمی بہت بھگو دیا

شعر پڑھتا ہو گا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا الور جادو نے دیکھا کہ شیشہ ونوش مست بادہ عشق
سرشار ساغر محبت جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمہلایا ہوا آنکھین مثل نرگس بیمار
جھکائے ہوے کچھ شرم کچھ حجاب دل ہی دل مین پیچ و تاب ہر چند کہ لباس میلا جسم مین ہر اس پر
بھی ایک بناو ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر یہ نیکون کا دیکھا ہر ہم نے سبھاو کہ بگڑے
سے دونا ہوا انکا بناو وہ ہونٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک
چہرہ فق زلف پریشان آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی الور جادو نے جو اس حال پر ملال مین دیکھا دوڑ کے
مین ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسہ دیکر پوچھا کیون بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال
کہو مجھسے چھپانا ہر تمکو کیا بپتا پڑی راست جادو نے یہ ستم کیا اسی کا غصہ ہو گا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے
پاس چلکے بیٹھو زمین پر کیون بیٹھی ہو ہر چند الور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا الور
جادو کے منھ سے نکلا ہوا تم کس سے باتین کرتی ہو لاڈون کا آدمی کہین باتون سے مانتا ہر یہ سنا
ملکہ نے سر اٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا
ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے یہ شعر پڑھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بطرف الور جادو
کے متوجہ ہو کر کہا خالہ اماں ہم کیا جواب دین یہ اشعار ہمارے حسب حال مین نظم

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج — باقی فقط ہر اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار اور ہے بے فائدہ علاج — درد غم فراق طبیبو ہر لا علاج
آئے جو تجھسے کرنے تو ہے دیوانے کا علاج — اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجہ شرم چشم یار — کرتا ہر کون نرگس بیمار کا علاج
بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے — اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کرون امید شفا تو نہین مجھے — عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
اکدن ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا — درد جگر ہمارا طبیبو ہر لا علاج
خود سر کمال ہر دل دیوانہ تا صبا — ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا — کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج
جراح کو جنون ہے کھلوا ہی فصد لے — تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہر لا علاج

عناب لب ہو شربت دیدار ہو شریک
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا

ہے یہ مریض چشم و لب یار کا علاج
ورنہ قلق علاج مسیحا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی الفو جادو کے بھی ہوش اڑگئے کہا ارے بچی یہ باتیں تجھکو کس نے سکھادیں بس بس بی بی چپ رہو ساحری جمشید کا نام لو انکے نام کی برکت سے مسلمانون کا سحر نہ چلیگا لیکن کبھی نہ مانوگی سہری بچی کو کسی نے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹوٹکا کیا آنکھیں تو اسکی دیکھو صاف ظاہر کہ نظر کسی کی ہوگئی یہ کہکے تصویر ساحری جمشید کی گلے سے اتاری چاہا گلے میں مخمور کے ڈالے ملکہ نے الٹا ہاتھ مارا کہا خالہ ان ہٹاؤ یہ کیا ڈھکوسلا ہے میں قربان گمرہون پر لعنت کرتی ہون کون شل تمہارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہ لاشریک ہے رب اکبر خالق شمس و قمر سمیع و بصیر بادشاہ ہے وزیر جب سے ہمکو پیدا کیا اسکے تیغ میں سلطان اہل اسلام کے مرتبہ رفیع میں یہ دلیل سنکر الفو جادو گھبرا گئی کہا بوا مرأت تم بیچ کہتی تھیں اسپر غضب مسلمانون کا غالب ہے یہ تو جان دینے کی طالب ہے ہوش وحواس کہان دیکھیے ہم ابھی تدبیر کرتے ہیں ہمین سب حال لشکر مسلمانون کا بخوبی معلوم ہے کہ آخر یہ امرأت طوفان جادو ابھی نہیں پلٹا اسکے ساتھ والا کوئی واپس آیا تیغ جادو نے کہا اکثر لوگ اسکے دربار شہنشاہی میں نہیں حاضر ہوئے حکم جا کسی کو لاؤ ایک ساحر کو تیغ لایا ملکہ الفو جادو نے اس سے پوچھا قدرت نے ایرج و قاسم کے ساتھ کیا کیا تجھے معلوم ہے کہ قتل ہوئے یا قید میں اسنے کہا حضور کون کسکو قتل کرتا ہر چند کہ مقام عدو ہے مگر قدرت کے لشکر میں ایک غدر ہے قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اترے اسی رات کو قدرت نے لشکرکشی کی یکایک لشکر میں تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ نے خبر سنی وہ آپ خداوند تخت پر سوار ہوکر آئے ہم نے قدرت کو آنکھون سے دیکھا ایسے بدصورت ہیں جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہیں بڑی سی ڈاڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھیں سر جیسے کچی گڑھی کا برج ڈاڑھی کے بالون میں موتی پروئے ہیں نالیفون کے ذہن خوب لڑے ہیں کہتے ہیں کہ کملی پر اولے پڑے ہیں قد بہت بڑا ہے یا تاڑ کا درخت یا ساکھو کا لٹھا ایک شل گلی یاز نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہے شاعر نے نظم کیا کہ بولے کا لٹھا ہے غلام تعریف قدرت کی نہیں کر سکتا یہ تو غلام نے آنکھون سے دیکھا کہ اسی جوان قیدی نے جا کر تلوار چمکائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور عزت وآبرو سے اپنے گھر چلے آئے

یہ سنکر مرات جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جا گئی چوٹ کے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہو اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی
تھین وہ سب مجھکو نہین یاد رہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہر ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی
یہ مثال تو غلام کو بھی بھائی ہر زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہی ہر چند کہ تلک بازون نے بڑے
بڑے تلک چوڑے ہین لیکن یہ ہم پر بخوبی ظاہر ہوا بڑے لنگورین بنتے ہین چلانے مین مسلمانون کا نام
سنکے بھاگے جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے دربار سے
نکالو اُسنے کہا حضور مین خود جاتا ہون حبیب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو
سجدہ کرون مین مسلمانون سے مل جاؤنگا انور نے کہا پھر دے کو جوتیان مارو اس ساحر کو تو نکال دیا
یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مرات جادو نے کہا یہ سب حال سنا ملکہ شیشہ مو نوش بھی بیٹھی سُن رہی ہی برہم
اُٹھا کے کہا خالہ امان تسلیم کیا اچھا آپ کا مذہب ہی پھر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کلام
نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہی ہم سحر اُتار دینگے دستور ہی جو سحر کرتا ہی جب
وہ مارا جاتا ہی سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہی ہم اس نوجوان کو ابھی گرفتار کرا منگاتے ہین تمھارے سامنے
ولد پہ چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ مو نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہی ظاہر ہوا اب طلسم کے فتح ہونے
کا سامان ہی انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا ای شجراشجی
اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب پلٹی سوزن جادو سے کہا بوا سوزن تمھارا
سینا اچھا ہی تم لباس حیات اُسکا قطع کرو گی تمھاری زبان مثل قینچی کی چلیگی جاکر نگوڑے کی دستگیر
ہو ہمارا تمھارا اچھی لی دامن کا ساتھ ہی مسلمانون کا گریبان ہی ہمارا ہاتھ ہی سوزن جادو اُٹھی کہا
واری ابھی جاکر لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے سوزن جادو
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہان لشکر مین نقد سعد روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج
نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور شیر دل ساتھ فرماتے ہوئے ای برادر شاپور آج
بہت دل گھبراتا ہی ملکہ شیشہ مو نوش کی جاکر خبر لاؤ باوا جان سے مہلت شکار کی لین اس حیلہ
سے نکل چلین ای شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہی شاپور کہتا ہی حضور آپ کو اُسنے گرفتار کرا کے
بدست طوفان جادو یہان بھیجا اُسکے نزدیک آپ کے دشمن قتل ہوئے لیں بیٹی کو قید سے

چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہی وہ اُنکے خداوندون کو بُرا کہتی ہوگی جفائے
فراق سہتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آیندہ عورت ہی کسی بلا
مین پھنس جائے مگر وہ ثابت قدمان کوے محبت سے ہی بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اُسپر جفا ہوتی
خدا اُسکی جان بچائے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُٹھکے جد عالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہو چکے کل انشاء اللہ
فرصت شکار کی لینگے طرف طلسم اسکندریہ کے چلینگے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین
غلام جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کئی طرح کی مشکل ہی ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا
جبتک لوح طلسم دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہی تم دربند پر نہ جاسکوگے خاص طلسم کی خبر ملنا دشوار ہی
کد و کاوش سراسر بیکار ہی انشاء اللہ ہم تم ہمراہ چلینگے ای برادر اول فکر لوح مناسب ہی دل تردد منزل
اُسکی رہائی کا طالب ہی شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہو سکا
اول یہان سے تشریف نے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ ہشاو ہو اپنے رب اکبر سے رجوع
کیجیے یقین کامل ہی کہ ضرور ہدایت ہو لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہی ایرج نوجوان طرف
اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزن جادو آسمان پر چمکی جمال بے مثال ایرج نوجوان پر نگاہ
ڈالی مرات جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جوگری
کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا لے اُڑی ایرج نوجوان متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے لشکر مین غُل ہوا قاسم
اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہی سرداران ایرج
نوجوان بیقرار امیر نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای شہریار اک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شاہزادے
کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اسکا احوال دریافت ہی شاپور نے عرض کی کیا گذارش کرون ذہن مین غلام
کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر عرصہ دراز تک لڑے وہ طلسم فتح نہوا طوفان جادو گرفتار کرکے
یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم اُنپر عاشق ہوئی ہی مرات جادو نے
اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین ہاے فاتحی طلسم جاؤنگا اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے
چھڑاؤنگا اسی ذکر مین یہ سانحہ درپیش ہوا کیا عجب ہی وہ ہین سے کوئی آکر لیگیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ
ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہی جاکر طلسم کو درہم و برہم کرونگا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم
ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ

خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرما کر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا اُنسے حکم ہوا مقدسہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمائیے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دیگیا فوراً خواجہ زادون نے تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگارا غیب کا حال جاننے والا تو ہی سولہ شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی شاہزادہ والاقدر کو کوئی ساحرہ لیگئی ہر چند کہ ساحران بچیا کو آپ کے فرزندون سے بیر ہی مگر انجام بخیر ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ وہ شاہزادۂ والاقدر منازل عجائب وغرائب کا سیاح ہی اس طلسم کا وہی شیر فتاح ہی اولاً رنج وملال انجام مین ترقی جاہ وجلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر مین تا بہ گوہر مراد رسائی الیقین ہی کہ راہ مین صورت رہائی ہو کوئی نازنین حوروش مائل ہوکر جستجو سے لوح مین قدم مارے کوئی تدبیر معقول نکلے مگر البتہ اُنکے عیار شاپور شیردل کا جانا واجب ولازم ہی اور جو کوئی بہادر اُنکے تعاقب مین جائیگا رنج وملال اُٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا ہی اے نور نظر تم نے سنا تمھارا جانا بہتر نہین خدا کو یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر لا ملائیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے فوراً ہمکو خبر پہونچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجیے شاید راہ مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے لیجانے والا ملجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے تمکو سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہی سب طرح کا خیال رکھنا مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہو آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج اُنکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کی جائیگی شاپور بہت خوب کہکر باہناے عیاری سے آراستہ ہوا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینہ سے لگایا شاپور شیردل کو رخصت کیا شاپور شیردل اسی وقت تلاش مین اپنے آقاے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین خمسہ بطور ترجیع بند

سن ز پیش آمد اغیار چو رفتم رفتم — مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم
یا چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم — از جفاے تو من زار چو رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جبکہ جی بیٹھ گیا ناز اٹھانا معلوم — اُٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم

آپنی جان پہ ہے دم تو بجا نا معلوم
پھر گئی تجھسے طبیعت تو پھر آنا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کسلیے کوئی حریف غم و حرمان ہوگا
تختۂ مشق جفاہاے نمایان ہوگا
پائمال ستم رشک رقیبان ہوگا
چھوڑ دے جور نہین دیکھ پشیمان ہوگا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

خبر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی
جی مین ہی جاؤن وہان اب کہ آئے تو کبھی
نہ لگے آگ جو اُسکو بھی جلائے تو کبھی
گم کردن آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا تجھے ہم پر ظالم
تری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم
دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیون نہ آزردہ ہون کچھ حال سے بیزار نہین
حیس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہین
مجھ مین تاب ستم غیرت اغیار نہین
اب کی ہو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہین

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین پائی ہے سراسر رنجش
لبسکہ ہوتی گئی ہر بار فزون تر رنجش
یعنی موجود ہے ملنے کو برابر رنجش
اب کی بیحد و نہایت ہے ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ مین نے تجھے سمجھایا
عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
یہ نہ گھر کہ گیا اور مجھے نے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اے صنم رشک سے کبتک کوئی ناشاد رہے
دیر ویران سے کعبہ مرا آباد رہے
مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
یعنی موسن ہون چلا جاؤنگا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اڑتی ہوئی جاتی ہے ایرج نوجوان الیاس کے
پنجہ مین دبا ہوا ہر مرتبہ اپنے کو سنبھالتی ہے پھر بھر کال اڑتی ہوئی گئی اب خیال مین سوزن کے یہ ہے کہ کوئی
جگہ ملے تو گھڑی دو گھڑی ٹھہر جاؤن قضائے کار ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہین عملداری
مین طلسم اسکندریہ کے ہے ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم ذاظم سریر جہانبانی پر متمکن ہے انیسین جلیسین ہمدم
و ہمراز بین حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہ بھی کہا اے ملکہ عالم
آپ نے سنا طلسم مین بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم مین پہونچا ہے ہم نے
خبر پائی کہ ملکہ شیشہ می نوش دختر مرأت جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئین خوب اپنے گھر کو
برباد کیا عزیز اُسکے صدہا قتل ہوئے طلسم مین ہنگامے پڑ گئے اب چند سے نہین معلوم کہ کیا سانحہ
گذرا اگر یہ بخوبی ہمکو معلوم ہے کہ مرأت جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا مین قید کیا اُسپر بڑی
بڑی بدعتین کین لیکن وہ ایسی مبہوت ہے کہ ہان کا کہنا نہین مانتی نہین معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری
اہالیان طلسم نے قتل کیا یا جان بچا کر نکل گیا یا دشمنون کے کان بھرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم
ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچینگے اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت
مین مرأت جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے ہماری جانب سے آداب و
تسلیمات بھی جاکر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا زندہ
موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کرین لڑین بھڑین مصاحبون نے عرض کی حضور ابھی
جاتے ہین مفصل خبر لاتے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرأت جادو کے عرضی
تحریر کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کر کے لیکر آئی ہین
امیدوار باریابی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کر کے کسکو ملکہ سوزن لائی ہین کہا
حضور کیا عرض کرون ایک جوان نوخاستہ مین نے تو کبھی ایسی صورت نہین دیکھی اسکو سحر مین گرفتار
کیا ہے وہ بالکل بیہوش و مدہوش ہے اب حضور کے سامنے آئیگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا
بلاؤ کنیزون نے آکر سوزن سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اُتار زمین پر قایم
کیا سحر سے ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ایرج نوجوان بن قاسم کو ہشیار کیا ایرج نوجوان اپنے حال
زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت مین مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے

سر زنجیر کو ہاتھ مین تھاما کشان کشان ایرج نوجوان کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوئی سوزن جادو نے جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر دیکھا ہزبر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے ہمت کو پابند غل و زنجیر پایا لیکن فر شوکت چہرے سے عیان موے سر سراسر پریشان رعب و دبدبہ و تہور و شجاعت چہرے سے ٹپک رہی ہو غصہ مین چین ابروے خمدار پر شیر کے تیور نگاہ مین سرمستی مزاج مین برہمی مگر حیران چہار جانب نگران لیکن بارگاہ مین قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار بگڑنے لگے ملکہ انجم ماہ رخسار اس آن و بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایرج نوجوان تو دہ دل پر پڑے تیغ ابرو سے کلیجہ فگار دل بیقرار ا ہالیان دربار کو منع کیا صاحبو کیون بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی جو جسکا مذہب ہو وہ اُسکو اچھا جانتا ہی شاید یہ جوان خوشتر و خداے نادیدہ کو مانتا ہو یہ آواز جو کان مین ایرج نوجوان کے آئی سر اُٹھا کر ایک حور وش پری نژاد کو سریر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین کم سن نوخیز لعبت نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت	خمیر وجودش ملائک سرشت	بہار لبسابان صد بوستان
خط و خال طاؤس ہندوستان	دیگر اشعار مصنف	قدش سرو گلزار راز و نیاز
دہن غنچۂ گلشن امتیاز	جبینش منور چو لطف سحر	دو رخسار مانند شمس و قمر
دو گیسو دو مار سیہ سر بسر	چہ دام بلا بہر مرغ نظر	سراپا مین شرالت شانت لیاقت

ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو پھڑک گئی ضبط نہ کرسکتی تھی جی چاہتا ہی اُٹھکر لپٹ جاؤن سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا بوا کس بیگناہ کو پکڑ لائین کیا پیشہ جلادی اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہی کیا اسنے گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح بیدردی سے گرفتار کیا ہی یا کوئی ساحر زبردست ہو تم نے سراپا سحر مین مبتلا کر دیا گلے مین بیچارے کے سانپ لپٹے ہتکڑیان اتنی بھاری بیڑیان دوہری بوا کچھ ساحری جمشید کا بھی خوف ہی کمبخت جلاد ہو گئین بوا سوزن تم تو کلیجہ مین کھٹکین اسم با مسمے ہو گئین درزی کی سوئی کبھی گاڑھے مین کبھی زربفت مین قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکۂ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہین مین گھڑی بھر کے واسطے آئی ہون اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہی اسکے رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی اس جوان نے جا کر طلسم مین ہزارون کو قتل کیا ملکہ شیشہ مو نوش دختر ملکہ مرآت اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئین صفائی پر جال کے فریفتہ ہوئین دھگڑے کی محبت مین ہزارون

کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملکہ نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ واسطے
عیار نے طوفان جادو کو مار ڈالا پھر کر یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچگیا بی شیشہ مو نوش
ابتک اسکی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذرتی ہے ظاہر مین خاموش ہین ملکہ مرات
نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر اس جوان کو پکڑلاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے
لشکر سے گرفتار کر کے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لمحہ بھر کے واسطے ٹھہر گئی
یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑگئے کہا ای سوزن جرأت و شوکت مین یکتا یہی جوان
طلسم کشا ہے سوزن نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کرسکتی طول طویل داستان ہے اگر مفصل عرض
کرون ہوش و حواس اڑجائین عیار اسکا بلائے روزگار آنکھ ملتے ہی جادوگر کو مارتا ہے اس جوان کو
سحر نہین آتا مگر ساحرکش ہے ملکہ مرات جادو نام سے اسکے جلتی مین جاتے ہی قتل کرینگی تمام
اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکے واسطے ریزان ہین بڑے بڑے سرداروں
کو اس ظالم نے مارا ہے اسکی بوٹیان کاٹی جائینگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اسوقت یہ جوان قتل
کیا جائیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کا غصہ
سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا بی بس چوپٹ سنبھالو جلادی کی باتین زبان سے نہ نکالو ہزارون ساحرون
کو قتل کیا یہ بڑی شکایت ہے ناحق کی حکایت ہے ان لوگون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی لڑنے
آئے تھے اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ مو نوش کیون عاشق ہوئین اپنی بیٹی کو
سمجھائین بھلائین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا ٹپک پڑین ہاے واے
کرنے لگین ماں صاحب کو ناگوار ہوا بیٹی کو گھر مین بٹھائین اور پر کیون ہاتھ اٹھائین بی سوزن تم نے تو
تار باندھ دیا قتل کرینگی ابھی انھین کے لشکر کا ذکر ہورہا تھا اس شیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن
جادو نے کہا کہ ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان سر فتنہ ملک باختر اسکا لقب ہے ملکہ انجم ماہ
رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے نواسے ہین ملکہ گیتی افروز نور چکیدہ جانقش
قدرت انکے والد نامدار قاسم صف شکن پر مائل ہوکر نکل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار
خوب قہقہہ مارکر ہنسی کہا تو بی سوزن سنو بی شیشہ مو نوش کی خطا کیا ان نوجوانون کی عشق و عاشقی
خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوئے جب

تو بی گیتی افروز کل گئین اگر قدرت چاہتے سنگ سیاہ کر دیتے بیٹی کو بھی نہ روکا اُنکو نہ غارت کیا
پس ثابت ہوا کہ یہ خداوند کے پیارے بندے ہین جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اُسکی شامت ہے باعث
خوشنودی قدرت اُنکی محبت ہے یہ بندگان مقبول ہین اُنکے دشمن ہمیشہ ملول ہین اب بی سوزن صاحب
آپ تشریف لیجائیے قدرت کے نواسے کو نہ ستائیے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا اور
مراُت سے کہیے گا اگر آپ کو ناگوار ہے تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے
مین خرابی ہے سوزن نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام مین جا کر بہ مشقت پکڑ کر لائی تھک گئی یہان
ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی مین دشمن کو یہان نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمہاری
کیا طاقت ہے سہیل جادو وزیر زادی سے حکم ہوا نبیرۂ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے
باغ مین لیچلو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے کہا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب جانا
گناہگار کو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہے وہ کرینگے سوزن نے اُٹھکر
گولہ مارا سہیل نے اشارہ کیا سوزن کا گولہ کٹ کے گرا سوزن نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے
گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ مین یہ کہتی ہوئی اُٹھی ارہ تو شغل ہمارے سامنے یہ گستاخی ہم در پردہ سمجھاتے
ہین سمجھ مین نہین آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دین سوزن سہیل کو بیہوش
کر کے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے غصہ ہوا بچہ کمر مین دیکر انگلون
ابتو ملکہ انجم چمک کر اُٹھی چہرۂ آفتاب عالمتاب دونون عارض ماہ تابان محبت مین ایرج کے بہت
غصہ آیا کہ سامنے ہمارے معشوق پر یہ بدعت ایرج جو زمین پر گرا بیہوش ہو کر ایڑیان زمین پر رگڑنے لگا
ملکہ کے آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا پنجہ کھینچکے سوزن پر جا پڑی اُسنے کئی سحر کیے سب
سحر رُکتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی پنجہ مارا اُسنے گھبرا کر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا پنجہ گرا
کئی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کُشتی مرا نام سن سوزن جادو
بود رشتۂ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہین سہیل بھی ہشیار ہوئی دربار مین سب
کانپنے لگے ملکہ نے فرمایا اے سہیل نبیرۂ قدرت کو باغ مین لیجاؤ ہم بھی آتے ہین ہماری مراد صرف
یہ ہے کہ قدرت نہ آزردہ ہون جس نے ان لوگون کو ستایا ہلاک ہوا کوئی نانا چاہیگا کہ نواسا مارا جاے
عقل پر کمبختون کے پتھر پڑے قدرت کے نواسے لڑے کیونکر فتح نصیب ہوا اسی وجہ سے ملک کے

ملک برباد ہوئے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سب کو مٹا دین اگر یہ کوئی لیے کہ لڑائی ہوتی ہی اس راز کو قدرت جانے ہمین کیا دخل ہی ملکہ سہیل وزیرزادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین ہوادار پر سوار کیا چند کنیزین ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش ونشاط آراستہ ہوا یہان ملا انجم ماہ رخسار نے دربار مین سب سے کہا کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو روز انکی دعوت کرونگی پھر بہ شوکت وعزت خدمت مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کرونگی ہمارے سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی اگر قدرت دستگیر ہوتے فرماتے ہمارے نبیرۂ خاص قرابت دار باختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے کہا آپ نے بہت خوب کیا اب آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رضامند کر کے بھاری جوڑا نکال کر پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا گرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط باغ مین شامیانہ عمدہ استادہ کرا کے مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہی ایرج اب تک صدمہ سحر سے بیہوش ہی ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب دمیدۂ سحر کے چھینٹے دیے ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حور پیکر سمن عذار سہی قد سر جھکائے ہوئے جلوہ فرما ہی سامنے باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ شگوفہاے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ وتاب غنچے مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن اکڑ رہے ہین گلچین وباغبان اپنی سبزبختی پر لٹر رہے ہین نرگس شہلا دیدہ بازی مین مصروف سوسن کو اپنی زبان درازی مین وقوف اس باغ بہشت آئین پر جوش بہار ہی زلف سنبل عطر بیز وشکبار ہی نظم

بہشتگی ہی نگہ مین یہ گرم ہی جوبن　فروغ عارض گل ہی فتیلۂ روشن
بہت دنون مین قدم رنجگی بہار نے کی　کہ ہر طرف ہی گل افشان زمانۂ گلشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے　اڑا رہی ہی مزے نو عروسی گلشن
گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام　جبین شاخ پہ گل کے ہوئے کنول روشن
مثال جھوم رہے ہین وفور مستی مین　ہواے سرد کا ہر سمت گرم ہی توسن
پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب　زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن

بہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدون کی
نصیب ہو سر بلبل کو آشیان چمن

ہوائے خندۂ پیہم جو گدگدا گئی ہی
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہی دہن

صبا نے سحر محبت سے کرلیا مشتاق
امیدوار ہی بوسون کا عارض گلشن

نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی
چمن مین نالۂ بلبل ہی دل مین شور محن

اجل کشاکش امید مین پریشان ہی
کہ آجکل ہی فراموش عادت مردن

ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیر اقبال پر آفتاب عالمتاب کا گمان ہوا باغ الیسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار یا وہ مصیبت یا یہ محفل عیش و عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا اے ماہ آسمان خوبی اے اختر تابان برج والاے محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کرو یہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو گہر ریزی زبان سحر بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہی کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا منہ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہی سوزن جادو آپ کو گرفتار کرکے لیے جاتی تھین ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچالیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بیحیا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہی ہماری رشتہ داری سے اسکو شرف حاصل ہی وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہی ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا فرمایا لو لو انہین سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہتے ہین اُنسے ڈرنا چاہیے بموجب قول شیخ سعدی شعر ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ایرج نے کہا ملکہ برا کہنے کا یہ سبب ہی وہ بیحیا بڑا بے ادب ہی دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی اے ملکہ تصور تو کرو انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن نفرین نہو اگر ہمکو مہمان کیا ہی مہربانی فرمائیے ہم دولت کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہی جو اس سے واقف نہو وہ بڑا بے تمیز ہی لقا کی حماقت ظاہر ہی ہر فرد بشر اُسکی حماقت سے ماہر ہی از باختر تا بکوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب نہوا اسطرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے فرمایا صاحب اس دلیل طول وطویل سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی خداے
نادیدہ خداے مطلق ہی آپ مہمان ہین خاطرداری ضرور ہی ہم نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام
ملت بیضا قبول کی اُنکی وجہ سے یہ سعادت حصول کی ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ سامان
عیش ونشاط مہیا ہو کنیزون نے فوراً گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین یہان تو سامان
عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی مگر مہتر شاپور شیردل جستجو مین جو شاہزادہ والا قدر کے نکلا بقدرت باغبان
قضا وقدر زیر دیوار اسی باغ کے آکر پہونچا رات ہو چلی ہی خیال مین گذرا اگر جنگل مین کہین پڑ رہنگے
کوئی جانور درندہ گزند شاید آزار پہونچاے آج کی شب اس باغ مین بسر کرین صبح کو پھر اپنے
گل حدیقہ جرأت کی جستجو مین مصروف ہون یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اُترا دور سے دیکھا وسط باغ مین جلسہ آراستہ ہی صدہا نازنینان مہ جبین کا جماو طبیعت تو
مزیدار ہی حیران ہین کہ اس محفل عیش منزل مین رات بسر کرنا ضرور ہی سامان محفل عیش وسرور ہی شرکت
کرنا واجب ولازم ہی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک نازنین شوخ وشنگ سانولا رنگ بولی ٹھولی پھڑکتی
ہوئی آفتابہ ہاتھ مین تھر کتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین پائجامہ کھول کر بیٹھ گئی شاپور نے منھ
پھیر لیا خیال مین آیا کیا عجب ہی کہ گانیوالی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اُسکو بیہوش کیا
کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اُتار اسی کی صورت بنکر تیار ہوے پائنچے سنبھال کر مسکراتے ہوئے
چلے مگر حیران کہ ای شاپور جسکی صورت بنے ہو اُسکا نام کیا ہی یہ سوچتے ہوے محفل مین آئے نگاہ اُٹھاکر
دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت وماہ آسمان ہمت وجرأت اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس
سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فروحشمت مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک شاہزادی حسین جمیل
دوسری جانب ایک ماہ پارہ عقیل وشکیل ایستادہ پہلوے ماہ مین دست بستہ حاضر ہی یعنی سہیل وزیرزادی
کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوے جی مین کہتا ہی ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہی گرفتار ہو کر آئے معشوق
ماہ لقا کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے ہین اس حیرانی مین کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ سراپا
پر نظر ہی گویا تصویر بقصور ہی سہیل نے جو سر اُٹھایا دیکھا گلبیر ہین گائن بہ نگاہ حیرت مجکو دیکھ رہی ہی مسکرا کر
فرمایا بی گلبیر ہین تمھین کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہی دیے غصہ کیے اپنی کنجی سے نہین نکلتی ہو عرصہ سے
ملکہ عالم یاد فرما رہی ہین صحبت عیش دیر سے آراستہ ہی اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا باعث کچھ مجھسے کہو گی

تنخواہ تمھاری ویدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے صبحکو اسی کے سپرد کی تمھارے پانون مین ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہی تمھاری حاضری ناممکن اشارا شارہ جو شاپور نے پایا قریب ملکہ سہیل کے بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لی چپکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہی قادر مطلق نے جسم انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہی مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملکہ سہیل نے ہنسکر کہا دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ مین آزردہ ہو نگی اپنا کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبدن یہ رنگ تمنے دیکھا ملکہ نے جوش محبت مین ایرج نوجوان کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو مارا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بیخوف بیٹھی ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی شاپور نے کہا حضور جوان بھی تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت و شان حسن و جرأت مین بے نظیر کیونکر عاشق ہنون ایسے معشوق کسکو ملتے مین سہیل نے کہا گلبدن انجام اسکا برا ہی شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملکہ سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ رکھا سہیل نے اری ہٹ کہکے ہاتھ اسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا بی گلبدن آج ہماری وزیرزادی سے کیا کھسر پھسر باتین کر رہی ہو کیا گانے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابروے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملا کر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا مسدس

فزون چمن سے بہار آج بار راہ مین ہی
سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
شجر کا شور بھی بار بار راہ مین ہی
ہواے دور مے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی
دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہی
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی
خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اسپہ ہر اک کی
شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن و جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین
رکھے تمیز ثواب و عذاب ہستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین
عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط
رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط
طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط
کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہی حور ہی خورشید ہی پری رخسار
ہلال برق ہی اعجاز ہی پری رفتار
چلا تا ہی وہ سے ہی تو دسدم ہزار ہزار
جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش
نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی ہیزنگی اُسکی افزایش
سمند عمر کو اللہ شوق آسایش
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے
یہ مجھسے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب سے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی
زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی
نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی نہ ڈر اسمین ہی سبھی کا ساتھ
جگر کا ہنسک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے ۔ جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی
سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے ۔ رفیق مین نہ ملازم ہین اور نہ ہین جو یرے
خیال ہی یہی ای ہمنشین تجھے گھیرے ۔ سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہو فلک کجرفتار کی کجرفتاری ظاہر ہو اسکے بغض وحسد سے ہر عقیل وفہیم ماہر ہو بقول جناب میر حسن مغفور ومرحوم شعر ؎ وہ دل کو اکٹھا بٹھاتا نہین ۔ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ۔ شاپور کی گرمیان ساتھ ملکہ سہیل کے ابھی تک اپنا حال اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مرأت جادو سماعت فرمایئے مرأت جادو تخت پر پہلو مین انور جادو وملکہ شیشہ مرنوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ کردیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو واپس نہ آئی تو انور جادو نے مرأت سے کہا بوا زیادہ مجھے فرصت نہین ہو ملکہ حیرت جادو مجھے یاد کرتی ہونگی انکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر رہتی ہون علاوہ ازین زمانۂ انقلاب ہر وقت جھگڑا فساد مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے مجادلہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش وراحت سے کام نہین کیا سبب ہوا مین نے سوزن جادو کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہو میری تعلیم کردہ نامہ وپیام لیکر صدہا کوس جاتی ہو بہت جلد واپس آتی ہو میرا دل گھبراتا ہو مرأت جادو نے کہا بوا مجھپر تو سب حال آئینہ ہو تم نے جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دربار سے اتنے بڑے جلیل کا لانا سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون مرأت جادو نے ہر چند منع کیا انور نے کہا بوا تمھین کچھ خبر ہو مجھے تساہل کرنے سے بیر ہو مین اس مقدمہ کا فیصلہ کرکے جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اُس نگوڑی کمبخت کا آب ودانہ ترک ہو میرے دلکو قرار کیونکر آئے مین اُسکو ضرور پکڑ لاؤنگی سامنے لونڈیا کے قتل کرونگی جبتک وہ قتل نہوگا یہ ہوش مین نہ آئیگی میرا ہوش ربا مین دل نہ لگیگا آٹھ پہر یہی دھڑکا رہیگا مین اب شیشہ مرنوش کو یہان نہ چھوڑونگی ہر چند کہ طلسم ہوش ربا مین عذر ہو لیکن مقام حسد ہو اس جوان کے

قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین برہمی تھی غصہ مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر آکے عاشق ومعشوق نے آرام کیا شاپور شیر دل بشکل گلپیرہن گائن قریب ملکہ سہیل وزیرزادی کے آیا سہیل گانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہوچکی تھی جب وہ عاشق ومعشوق اپنے مقام پر گئے سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلپیرہن ہماری چھپنجی مین چلو اب تو شاپور نے نخرے کرنا شروع کیے کہا اے وزیرزادی مجھے نیند آتی ہے ہمین مہلت کہان جو تمھاری چھپنجی مین چلین اے ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین
دل خانہ خراب کی باتین
حرف آیا جو آبرو پہ مری
وہ شب ماہتاب کی باتین
جاؤ ہوتا ہے اور بھی خفقان
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
بہسے ہون صبر وتاب کی باتین

ایسی ہین جیسی خواب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
ہین یہ چشم پر آب کی باتین
تجھکو رسوا کرینگی خوب اجل
سن کے ناصح جناب کی باتین
سنتے ہین اُسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کہ یہ ہین پیچ وتاب کی باتین

اُسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو
کر شراب وکباب کی باتین
یاد ہین یہ جبین کہ بھول گئے
تیری یہ اضطراب کی باتین
جام کو لب سے لے لگا اپنے
کس مزے سے عتاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق

سہیل نے کہا تجھے تو دیوان لے دیوان یاد ہین چل خیلہ آج وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمھاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل چھپر کھٹ پر لیٹ گئی کہا او گلپیرہن میرے پیر دبا شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون ناچتے ناچتے ابھی فرصت پائی تم خود میرے پیر دباؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سو گئی شاپور نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سویا ذراسی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے دیدی کہ بعد عرصۂ دراز آنکھ کھلے مین تو مزے اڑاؤن معشوق پری پیکر کو خوب گلے لگاؤن اس خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے اُٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین جو صبح کو
اُٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ
بلا تکلف سورہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوے ہین اور تو سب ہٹین مگر سوسن زبان دراز
ہو اُسنے کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بیخوف دھکڑے کو لیے پڑی ہین
نہ مالک کا خوف نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار
میٹھی گلوریان بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی
ہو ملکہ نے کہا بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین
کچھ نہ بولی مسکرا کے رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب
ایک مردوے کو لیے پہلو مین سورہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلائی ہین
کہ بند و بست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہو نرگس نے کہا چلیے اپنی آنکھون
سے دیکھ لیجیے وہ دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹ ہوگا مارے
کوڑون کے کھال گرا دونگی ایرج نے اشارے سے پوچھا کیا ہو ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی
ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جاؤ چاؤن چاؤن ہو رہی ہو میان شاپور جاگ
رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ ڈالدیے خواصین کہہ رہی
ہین لو مردوا لیپٹ لپٹ کے مزے اڑاتا ہو ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب نہ پہونچے پائی تھین
کہ خواصون کی آواز سُنکر سہیل کی آنکھ کُھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہو خواصین ٹھٹھے مار رہی
ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آئیے سہیل نے اٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
صاحبو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا اور ایک دوہتڑ شاپور پر مارا ارے او بچا چوٹٹے ٹھائی گیر
تو کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اُٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہو ارے اسے پکڑو
شاپور دوڑتا پھرتا ہو ہر چند سہیل چیختی ہو بھلا شاپور کو کب پاسکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ
ایک شخص دُبلا پتلا تانتیا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہو اور سہیل پیٹ رہی ہو ملکہ نے پکار کر
کہا او سہیل یہ کیا معرکہ ہو سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لُٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا
کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے سو رہا تھا حکم دیجیے اسکو گرفتار کرائیے سزا دیجیے معقول اسکو کے

یہ کوئی چوٹا اُٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی نہین شتاپور نے کہا ملکہ عالم دوہائی ہی آپ ہی نے
مجکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شتاپور نے
کہا حضور کا غلام ہون میرے آپ کے مدت سے آشنائی ہی آج انکار کرتی ہین حضور انصاف
کرین سہیل پیٹ رہی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بھڑوے کو نہین پہچانتی الغرض جو ہوا ایرج
نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار وفادار مونس و غمگسار شتاپور
نامدار نخل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہین سہیل پیٹ رہی ہی یہی کہہ کہکے
روتی ہی کہ ہائے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوئے دیکھا
شتاپور نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا مونڈی کاٹا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری
وزیرزادی کو اسی نے رولایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار مارئیے کہ اس کا سر
اُڑ جائے ایرج نے کہا ملکہ یہ تمھارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو نامدار
ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا ہی ان کمبختون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اُسے رسوا ضرور کرینگے
شتاپور آکے قدمون سے لپٹ گیا ایرج نے سر سینہ سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شتاپور
کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی قریب آئی کہا حضور میری داد نہ ملیگی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو
کیا پہچانتی ہین شتاپور نے کہا وہ نہین پہچانتین تم نے اچھی طرح پہچانا یا نہین رات کو منتین کر کے اپنے
کمرے مین لائین وہی گلبین ہون ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری گائن کو کہان
چھپا دیا شتاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی اُٹھوا منگوائیے کنیزین گئین دیکھا گلبین ننگی
پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پہنا کر لائین جب قریب ایرج کے شتاپور گھل ملکے کھڑا ہوا باتین لشکر
صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور مین رہبری سے خواجہ زادہ دوران
کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بہ عیش و کامرانی پایا ایرج نے کہا اے شتاپور سوزان جادو طلسم
اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اسکو مارا ہمین رہا کیا مگر وہ بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ
مے نوش اسی طرح ساغر بادہ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ وزاری سے کام اُسی کی شورش کی
وجہ سے ملکہ مرأت نے اس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس ملعونہ کو تیر کا نشانہ کیا اے شتاپور
بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری وافروختہ شعلہ مہجوری اس حال پر ملال مین ہوا دو

ہم خبر نہ لیں اگر تڑپ تڑپ کے مر گئی کیسی بدنامی ہے دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر عشق و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی نگوڑے اُٹھائی گیرے سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتین کر رہے ہین کبھی گلے لگا لیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ ای شاپور اب یہان سے طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ مو نوش کو رہا کرین یا لڑ بھڑ کر جان دین شاپور کہتا ہو ای شہریار تا بہ طلسم رسائی دشوار ہے بے نشان کوشش بیکار ہے حضور یہان ٹھہرین غلام جا کر پتہ لگائے اور اگر پہونچ گیا رسائی ہو گئی تو ملکہ شیشہ مو نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے کہا ای شاپور یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے اگر وزہین ایسی محبت صرف کی طبیعت بہل گئی مگر کسی طرح کے خیال مین لشکر ہے بھی آٹھ پہر پورش ساحران دل یا در زلف ملکہ بران مین پریشان اُس مہجور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہے سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھ رہی تھی ہونی سامنے شاہزادے کے آئی دامن تھام کر کہا ای شہریار میری داد نہ دیجیے گا اس نگوڑے کو قید کیجیے ایرج نے کہا ملکہ سہیل خفا ہو تو مین کہون یہ تو عیار ہے گلیم مین تنکر آیا گا نام لے سنا اپنے گھر مین کیون لے گئین سہیل نے کہا حضور مین اپنی گانٹھ جانکر لگئی یہ نہ سمجھی تھی کہ یہ نگوڑا لوٹھا ہے حضور فریاد نہ سنینگے تو مین اپنی جان دونگی سنکھیا کھا لونگی آپ بھی مجھی ہی کو قائل کرتے ہین ایسے چوٹے اُٹھائی گیرے کو نوکری سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملکہ سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی ہے آج سے ہماری بھاوج کہلاؤ گی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب ہماری خاطر کرو رنجیدہ نہو سہیل شاپور کے گانے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور خوب زبردستی بہو بنا لیا کنکھیون سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہے شاپور ہاتھ بلند کیے کھڑا ہی کہہ رہا ہے ملکہ خطا معاف فرمائیے مین تابعدار ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین تو فرا کانے کا بھرا ہوا ہے ظاہر مین ابروے خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین ہے کل اب ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ ملکہ انجم ماہ رخسار و کنیزان نامدار و ایرج ذیوقار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم بھی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہین کہ ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ عالم اب برائے چندے رنج مفارقت سہو ہمکو رخصت کرو ہم طرف طلسم اسکندری کے جائینگے نام طلسم سنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار مین سمجھی آپ واسطے ملکہ شیشہ مو نوش کے بیقرار ہین مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا مجھے بھلا سے

سودے

محبت سول لیا ہمکو قتل کرکے جائیے جاکر طلسم مین ماکر شیشہ مے نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار وہ مرأت جادو کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی عملداری کرا دینگی یہ کہکر رو دی گہر ہاے اشک صدف چشم سے نکلکر عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چمکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہو کہتی ہو شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑ کر نجائیے آپ کی محبت مین ملکہ نے مرأت جادو سے دشمنی پیدا کی یہ خبر ضرور وہان پہونچیگی بموجب ارشاد فیض بنیاد صائب نامدار شعر دوست دشمن میشود آخر بوقت عاجزی ٭ چون ز زخم آہوان رو می برد صیاد را ٭ ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہو گی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ روکیے جانے دیجیے مصرع واے برباد گرفتاری ما ٭ یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف
دن بھر بھر ابھر آیا تو صیاد کی طرف

پاس وفا سے منھ نہ پھرا وقت نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف

کیا اضطراب ہو کہ برابر ہین گروشین
سوے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف

مین اجنبی قفس سے قفس مجھسے اجنبی
وہ مجکو دیکھتا ہو مین صیاد کی طرف

ای دام روزگار نہین بخت عندلیب
کیون کھینچتا ہو مجکو تو صیاد کی طرف

کہتا ہو دل کچھ اور ہی یہ طرفہ لطف ہو
میری طرف نہ اُس ستم ایجاد کی طرف

دیکھی جو مین نے روز جزا اسکی بیکسی
شرماکے ہو گیا اُسی جلاد کی طرف

ہو مجکو جوشش شوق شہادت حیا کی ساتھ
گردن جھکاے جاتا ہون جلاد کی طرف

روکو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق
پھر مجھکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف

شوق نیاز ہون کبھی قہر نگاہ ہون
اپنی طرف ہو نہین کبھی جلاد کی طرف

ایسے مسافران عدم تنگدل گئے
منھ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف

عاشق کا دل ہو اسمین خوشی کا گذر کہان
آتا ہو کون خانۂ برباد کی طرف

مژدہ کسی طرح کا سناتا ہو گر کوئی
مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کی طرف

انکو شگون آمد فصل بہار ہو
تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف

غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم
جاتے ہین دام بلبل ناشاد کی طرف

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوئے ہین اُسی محبوب جانی کا فراق شب و روز ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے مصروف رہتے ہین وصل سے نا امید مبتلاے دام بلاے ہجران آشفتہ سری مین بے سر و سامان ہردم یہی خیال ہو کہ کیونکر اس محبوب جانی یار جاودانی سے ملین کیونکر غنچۂ آرزو کھلین بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلعذار بگذری : اذا لقیت حبیبی فقل لہ نبرے ہو اس خیال مین ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے سمجھے جو ہم پر گذرتی ہو وہی اس نو گرفتار کو بھی سامنا ہو کہا اے ملکہ عالم سواے صبر کے کیا چارہ نہ جانے مین بڑی بدنامی ہو وفاداری مین خامی ہو انشاء اللہ ہم جس وقت جہان اطمینان کامل پائینگے فوراً لکھکر تمھین بلا لینگے ملکہ نے کہا اے شہریار مین آپ کے جانے کو نہین منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق مین مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اُٹھیگا خدا کی عنایت سے چند الفاظ سحر بھی جانتی ہون مراتب جادو سے تو نہین لڑسکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہو اور کوئی آپ پر دست انداز نہو سکیگا مین دروازے پر آپ کو قلعۂ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہون جس باغ مین ملکہ شیشہ مو نوش قید ہین وہین جا کر اتر پڑے پہلے انھین کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائب و غرائب طلسم ہین مجکو دخل نہین ہو جو کچھ ملکہ شیشہ مو نوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین وہ حال لوح کا بتائینگی اور مجھ سے کچھ نہو سکیگا تو لڑ بھڑ کر کے مر جاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اُٹھاؤنگی ایرج فرماتے ہین ملکہ یہ بھی بہتر نہین ہو غیر کا طلسم ہین گذر نہین ہو نہین معلوم میرے نام طلسم کشائی ہو یا بخت کی نارسائی ہو یہ باتین ہجر انگیز وحشت خیز عاشق و معشوق مین ہو رہی ہین کنیزین یا اپنے مالک کو دیکھکے رو رہی ہین مگر انور جادو بدخو شعلہ مزاج سو جادوگرنیون کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کی جاتی تھی تخت بر روے ہوا خود غصہ مین بھری ساتھ والیان باز و لبط و قرقرے پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گذار ہو تصویر طلسم کشا دیکھنے آئی ہو بس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ مین صدہا نازنینان گلعذار بیچ مین یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہو کہ سوزن جادو کو مین نے مار کر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس مین نے کیا کیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ہم تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے یہ حال راز و نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانون سے سنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گستاخ

انجم ماہ رخسار مین نے سب حال تیری سرکشی کا سنا ہماری مصاحب کو مارا قیدی کو چھین لیا
ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز و صگڑے کے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے
اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا لو شہریار غضب ہوا امرائت جادو کی بہن پر سب حال
آئینہ ہوا سب اُس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ

ایرج نوجوان صف شکن قمر
ہنر بر و مان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
جری صف شکن شیر شست و دلیر | سنم فارس عرصۂ کارزار

شاپور نے بھی کمند سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو جباب
مار الیث کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مارا حلق کو
اسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی جھکی یاران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیون کو ٹھنڈا کیا
دس پانچ کنیزین ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلین بعض بیہوش ہوگئین ہنگامۂ سحر گرم ہوا برق چمکی
رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہو جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا
انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مارا تھا کہ انور جادو
طرف ایرج کے پلٹی آواز دی خبردار ای مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون قضا
آئی ہو ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہو اب تیری قضا قریب ہو ایرج نے کہا
جا پڑون اس ملعونہ کو زباندرازی کی سزا دون انور جادو نے بہ تعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج
کے گر پڑی زمین نے پانوئن تھام لیے پنجہ پکڑ کر بڑھی کہ قتل کرون انجم کی نگاہ پڑی بیقرار ہوگئی جھپٹی
نعرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہو وہ سحر نہین جانتے اُنپر دست بدعت دراز نہ کرنا یہ کہکے گولہ مارا
انور جادو نے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا برق چمکی سر انور جادو کا اس برق سے
زخمی ہوا ایرج و شاپور تو سحر مین انور جادو کے مبتلا ہوکر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے خوب
خوب سحر کیے انور جادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادوگرنیان اسکی بھاگین انجم ماہ رخسار
پنجہ کھینچکے جا پڑی چاہا کہ انور جادو کا سر کاٹ لون اسوقت انور جادو گھبرائی جلدی مین کچھ اور تو بن
نہ پڑا اُس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہو یہ بات بڑی بھید کی ہو اکثر
گذارش کیا ہو کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قلب پر غبار الم

چھائے چند ساعت کو بیہوش ہو جائے پس انور جادو نے بہ تعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دیا کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انور جادو نے ایرج و شاپور و ملکہ انجم کو مع چند کنیزون کے گرفتار کر لیا سر پر اپنے ایک ہی مرہم جمشیدی کی چڑھائی سو جادوگرنیان لیکر آئی تھی پچاس قتل ہوئین ملکہ انجم و ایرج و شاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی ایرج کو سلسل و مطوق کر لیا ہے اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل و زنجیر مین گرفتار پایا ایک جانب شاپور ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انور جادو تخت اڑائے ہوئے لیے جاتی ہے ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا اے ملکہ عالم تم ہماری محبت مین مبتلا ہے بلا ہوئین عذر کر کے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذرے گی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا اے شہریار کیا اپنی جان مجھکو ایسی عزیز ہے کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے بہتر ہے اسوقت شاپور کی بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق و معشوق کے اشارے دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم تمہارا بھی ستارہ گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی حبیبا کو ہمارے قتل کیا مرأت جادو نے تصور کیا ہے مین دشمن کو قید نہین کرونگی پہونچتے ہی دار پر کھینچ دونگی سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہے اسکے قتل سے اسکا بھی علاج ہوگا انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہے ساحران طلسم ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے ہین تیرا گنہگار ہون اس بیچاری کی کیا خطا اسکو رہا کر دے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بے خطا ہے اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو برا جانتے ہین وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہے سر بیچکر اسنے یہ سودا خریدا ہے انشاء اللہ اسکا بھی وقت رہائی قریب ہے تو ہمین کیا قتل کر سکیگی انور کنیزون سے کہتی ہے دیکھو تو اس جوان کا دیدہ دلیری حقیقت مین بیشۂ جرأت کا شیر ہے خوف نہین کرتا مرنے سے نہین ڈرتا اس طرح سے باتین کرتی ہوئی انور جادو قید ایرج و شاپور و انجم طرف طلسم اسکندریہ کے لیے جاتی ہے

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر محبس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ دلدادہ دوچار شدۂ رنج و محن اعنی ملکہ بران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین خمسہ ہوس

دربزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم — سویم چو ننگرد سوے دیگر نظر کنم

گر گریہ سر دہد گلہ و درد سر کنم / ترسم کہ از محبت خویشتش خبر کنم
با خویش سر گرانی او بیشتر کنم

کیا کیا امید تھی ترے ہاتھون سے قتل کی / تھی جی مین آرزو کہ ملے آرزو میری
پر کیا کرون نزاکت دل یاد آ گئی / ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوی
گر از امید واری خویشتت خبر کنم

دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہین شیخ و شاب / کھائی قسم پھر آنے کی اے جوش اضطراب
پردہ نشین ہر آے نہ کسطرح سے حجاب / وقت وداع اوسن دیوانۂ خراب
با ہر کہ روبرو شوم و گریہ سر کنم

کیسا طلوع صبح کہان ہر نمود روز / ہر گھر مین جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
کیا کیجیے ہمنشین گلۂ جوش تاب سوز / بے طاقتی شوق بہ بین کز برم ہنوز
نہ گذشتہ یار و روے براہ دگر کنم

ناصح ذلیل گننے لگے مجکو شیخ و شاب / ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
اب تجھکو یاد آئی مری خانمان خراب / رسوائیم رسید بجائے کہ از حجاب
دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم

موسیٰ کی طرح جو شین پھرتا ہون کو بکو / شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
افسوس کامیاب نہ مین ہو سکا کبھو / سیلی ز شرم عشق بجائم کہ سوے او
با شوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ مین ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہیئ کنیزون کو براے خبر خواجہ عمرو و اسد نامور روانہ کیا ہی بوقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اٹھکر کمرے مین آئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہر گز طپش قلب زیادہ پاتی ہر یون جو نگاہ اٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اٹھالی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت مین عارض بہ عارض رکھدیا شکایت آغاز کی بیساختہ منہ سے نکل گیا کہ اے شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہر اب کی تو آپ بعد عرصۂ دراز تشریف لائے مزاج کیسا ہر کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہر طلسم ہوش ربا مین تو ہنگامہ برپا ہے

دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچتے ہین اب سامان لشکرکشی ہو افراسیاب بر سر سرکشی ہو آپ طلسم ہوش ربا سے تشریف لیجایئے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہان کی خبر ہم آپ کو لکھ بھیجینگے پوش محبت مین دو چار باتین جو کین ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ مین اصل شاہزادۂ والا قدر سے باتین کر رہی ہون جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہو اب جو دیکھا سراسر بیجا ہماری تقریر ہی ہمارے ہاتھ مین اس ظالم کی تصویر ہو ولولہ جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھر کا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہین جو دیکھ پایا
دل غنچہ سے بیشتر ہوا تنگ
خونناب دل آنکھ نے بہایا
رنگینی بزم کا بند ہوا دھیان
یاد آگیا وہ عذار گل رنگ
جون بوے گل اڑگئے لیل و سامان

وحشت کی ترقی ہوئی دل سے کہتی ہو طرف صحرا کے چلو یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے دل بہلائین تا بہ دشت نجد جائین قیس مجنون سے پوچھین کیون بد نصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر آتی ہو یہ تو ظاہر ہو کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہو کیا کھایا کیا پیا اتنی مدت تک کیونکر جیا یہان تو زندگی دشوار ہو دل تردد سے ترل بہت بیقرار ہو نظم دیگر

اب عشق ہوا ہو مہربان پھر
سینہ مین خلش سی ہو رہی ہو
پھر داغ کہن ہو تازہ و تر
پھر چہرہ بنا ہو زعفران زار
پھر آتے ہین غش پہ غش جو پیہم
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہو
پھر ہو وہی پیچ و تاب دل کو
دمساز ہو نالۂ سحر گاہ
غم کرنے لگا ہو غمگساری
پھر گھر سے واسطے قفس ہو
بیتاب ہو جان ناتوان پھر
پھر پہونچا ہو اب پیام الم کا
پھر زخم جگر ہنسے ہو گل پر
پھر دیدۂ تر ہو وقف دامان
پھر ہو وہی بیخودی کا عالم
پھر داغ جنون سے سر پہ ہو گل
پھر ہو وہی اضطراب دل کو
گستاخ ہو آہ خونچکان پھر
دیتی ہو قرار بیقراری
پھر آنکھون سے خون دل بہے ہو
پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہو
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر چشم ہو خونفشان و خونبار
پھر ہاتھ ہو مائل گریبان
پھر ناوک درد دل شکن ہو
پھر نالہ ہو ہمنواے بلبل
پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
منہ لگنے لگا ہو کچھ فغان پھر
پھر کوچۂ یار کی ہوس ہو
پھر سینہ بھی گرم سار سے ہو

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر روئی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت

ہجر معشوق سے ٹوما دوپٹہ منہ پر رکھکر چینین مارکر روئی ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے کان مین
آواز رونے کی ملکہ کے پہونچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آکے دیکھا تصویر ایسیج نوجوان ہاتھ مین
رنگ روئے متغیر صدف چشم سے گوہر بے بہاے اشک پیہم جاری ہین ہچکی لگ گئی تھی منہ سے
بات نہین نکلتی شگوفہ دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور براے خدا خیر تو ہی ہر چند
شگوفہ پوچھتی ہی ملکہ کے منہ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہاتھ پانون ٹھنڈے آہ مین
گرمی قریب ہی روح قالب سے نکلجاے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین ابھی اپنے کو ہلاک کرونگی
جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ پچھتا ئینگی کون سا ایسا مقدمہ ہی کہ جسکا انتظام
لونڈی سے نہین ہوسکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہمسر اپنا کھلوایا پروردگار نے اپنی عنایت
سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی لونڈی سمجھ چکی ہی اب تک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی
چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا یہ حال ہی پھر ہین جستجو مین کیا عذر ہی مفصل فرمائیے آپ
ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو آپسین ابتدا سے رازدار ہی جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ برّان
نے ضبط کرکے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہی محبت مین عقل کی حماقت ہی آج شام سے طبیعت
ایسی گھبرائی اُنکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مر مر کے
بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت
ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حماقتین پڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا
تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہی کہ دشمنون پر غم و ملال ہی یا اُنپر کسی نے نگاہ ڈالی میری
دہنی آنکھ پھڑکتی ہی یا خدانخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پانون مین اینٹھن ہی قلب مین
جلن ہی آٹھ پہر لڑائی انکا کام ہی اسی کا یہ انجام ہی یہ سیدھے سادھے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت
درپے آزار نگوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو پھر مدد دیا ہتین چھپ کے قتل کرین
چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی انکا مالک ہی اے شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ مین خود
جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو براے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ
قصر مراٹ مین اکثر جاتے ہین مجکو بھی جستجوے خواجہ عمرو ضرور ہی اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن
قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑجاے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے

قتل کر ڈالینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہے سر جسم پر سراسر بار ہے مگر قلق یہ ہے کہ قبلہ و کعبہ کہین اثر نہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارا نہ کرینگے صاحبقران سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہو جائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی اے شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کر چکی کئی مہینہ ہوئے اسی طرح گھبرائی سر ہتیلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی سختی اٹھا کر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہو گئے ایک کنیز شوخ چشم جادو کی نامہ لیے جاتی تھی مین نے اسکو قتل کیا جا کر انکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہے دیکھو رات کیسی پہاڑ ہو گئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھانے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی حکم سے پروردگار کے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو مہربان پایا ذکر ایرج شروع کیا نظم مصنف

گہ کڑھتی تھی اپنی بےبسی پر گہ روتی تھی اپنی بے کسی پر
جیون تیون شب ہجر کی بسر وہ تڑپی بستر پہ تا سحر وہ
فرقت کی وہ رات تھی بلا کی تکلیف اٹھائی انتہا کی
وہ نصف شب ایکسال کی تھی افراط غم و ملال کی تھی
گویا وہ شب تھی امتحان کی منزل وہ غضب تھی امتحان کی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار گل ہو گئی شمع ماہ اکبار
نکلا گل صبح کھلکھلا کر چھپنے لگے انجم جھلملا کر

وہ سحر فراق دل مین معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائرون کی نغمہ سرائی سے سر پھرنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھ تو آج صبح کو باغ مین نیا گل کھلا ہے بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہے نظم مصنف

صورت اسکی بگڑ گئی ہے شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہے
سوسن منہین لب تلک ہلاتی نرگس نہین آنکھ بھی ملاتی
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہے کس بل اپنا دکھا رہی ہے
سرکش ہے ہر ایک سرو و شمشاد سنتا ہے وہ کب کسی کی فریاد
بلبل ہے دید گل مین مشغول خوشبو سے ہے اپنے مست پھول
بیٹھے ہین تالیان بجاتے طوطے ہاتھون کے ہین اڑاتے
چمپا تیزی دکھا رہی ہے سیوتی خوشبو اڑا رہی ہے
شبو دم صبح بھر رہی ہے سجدہ ہر شاخ کر رہی ہے
پتے پھل پھول شاخ ڈالی غم سے نہین انمین کوئی خالی
کس سے کہون حال زار اپنا یان کون ہے دوستدار اپنا

شگوفہ نے فوراً لباس سحر ذات پر آراستہ کیا قدمون سے لپٹ کر

کہا لیجیے آپ کیون گھبراتی ہین دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیزروی سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر
اُنکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت مین اب یہی چاہیے کہ قصر جمشیدی مین جاکر خبر خواجہ عمرو دریافت کرین
انکی مرتبہ مقام سخت وصعب پر گئے ہین خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل کو مطمئن کیجیے یہ
مین بھی بخوبی آگاہ ہون کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہین اُنھین کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہی
ہر جنگ مین اپنا سینہ سپر کرتے ہین دور دور جاکر لڑے کہان کہان معرکے پڑے اگر لشکر مین
ہونگے مین صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی جس ملک پر جانا اُنکا ثابت ہوگا وہین
اپنے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کرکے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا نہا بوا تمکو خدا کے
سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر برائے جستجو ایرج نوجوان چلی جب شگوفہ
چاہتی ہے کہ طاؤس کو اُڑاوے ملکہ کہتی ہے شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا
مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہین پھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے ہران ہم پر
مرتی ہے بلکہ یہ کہنا کہ یہ رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام مین اول الف ہو اُسکے لیے زمانہ خلاف ہے اس وجہ
سے ملکہ نے فرمایا ہمین خواجہ کی خاطرداری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہی خبر لے آؤ کسی مصیبت
مین ہون تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور مین سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی کہکر
شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا شگوفہ ایک بات اور سن لو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور
فرمائیے کہا شگوفہ اگر تمھاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدین مین نے ایک دن چند شعر نظم بھی
کیے تھے مسودہ رکھا ہے مین ابھی صاف کرون زبانی تو کہوگی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر خوش ہوجائینگے
اُنھین کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہین لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھون
سے لگائینگے اور اُنکے ہرجائی ہین سے مجھے کیا کام ہے جس سے چاہین دل لگائین اپنے کو بہلائین یہ مین
خوب جانتی ہون اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا اور خواجہ نے
صاحبقران سے کہکر اس شادی کی تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی جسدن مین جاؤنگی
سب حرامزادیون کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل مین نہ جائینگے خود میرے والد اقرارنامہ
لینگے مین سمجھادونگی پہلی شرط یہی لکھوانا کہ رات کو کہین نہ رہین شگوفہ نے کہا واری وہ دن تو خدا
دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہے کیا یہ لونڈی آپ کی بیوقوف ہے بڑا کھرا لکھوا دینگے وکیلون سے

صلاح کرکے پانچسو روپیہ کے اسٹامپ پر اقرارنامہ ہوگا رجسٹری بھی کرادونگی دولھا میان کو بڑے
کنوین جھنکادونگی وہ شرطین لکھی جائین کہ میان ادکس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ
بران کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین
سنون ورنہ کاغذ پھاڑکے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے شکایت کرینگے ای وزیرزادی کیسا اقرارنامہ
سارا دل کا اقرار ومدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ اللہ رے جوش محبت دریا کے
الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہوچکین لائیے نامہ مرحمت فرمائیے کہا
ای شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہی روح کو لطف ملتا ہی یہ فرماکر اٹھین قلمدان مرصع کار لائین کلک
جواہرسلک پنجۂ نگارین مین لیا بجاے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون با غنت شوق سے پڑھا

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیرزن براے ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دلربائی
آوارۂ دشت رنج فرقت
ای بلبل گلشن محبت
مجسا کوئی باوفا نہ دیکھا
گر یاد رہے یہ بات تجھکو
تو جان لو اسمین موت آئی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس
رکھنا مری یاد سے سروکار

وے ظلم رسیدۂ جدائی
ای ماہ منیر عشقبازی
ای قمری سروباغ محنت
اس بات پہ ہو نہین ترے عاشق
گر دور کہین سمجھ کے مجھکو
دلمین اگر آرزو کچھ آئی
برسون ہی ملوگے دست افسوس

ای آہوے وادی مودت
ای یکہ سوار ترکتازی
تجسا کوئی بے ریا نہ دیکھا
سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
دان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو تیز ہی خنجر جدائی
فرقت مین ہمارے تو خبردار

اسکی ہمکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمھاری

خیروعافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مہلت ہو جواب
ضرور تحریر فرمائیے گا الخط نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات
راقم الحروف مہجور بے محن ملکہ بران شمشیرزن آفتاب جرأت وہمت ہمیشہ تابان ودرخشان رہے
دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی خیروعافیت سے
ہین جو گذرتی ہی اسکا لکھنا مناسب نہین عرصۂ دراز مین نامہ تحریر فرمایا ملفوف کرکے سرنامہ پر
مہر کرکے کہا لو ہوا شگوفہ تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس آنا شگوفہ نے

نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر بہ جستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر
کر چکا ہون کہ انور جادو ایرج و شاپور شیر دل و انجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کرکے
لیکر چلا چونکہ طلسم کی راہ دور ہی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھ تھین جب
اس کوہ فلک شکوہ پر اُتری ایرج و شاپور زنجیرہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان
مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہی کہا کیون بی انجم تم ہماری صاحبزادی کی سوت نہین کچھ ملکہ کا
خوف نہ آیا تم جانتی ہو مرأت جادو آتشخو شعلہ مزاج ہی فوراً تمکو قتل کریگی اور اس نگوڑے کی
بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہوگا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو قدمون پر
گر مذہب سے خداے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہی ہمین اپنے دل کا اختیار ہی سامری جمشید کیا کتے تھے تیرے سگے ہونگے اُنکو کیا کوئی خدا جانے
لائق لعنت ہین کندۂ جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور
جادو نے حکم دیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کنیز نیمچہ کھینچکر چلی ایرج نوجوان
کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو اُس بیچاری کی کیا خطا ہی مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری
کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتۂ
حیات قطع ہوچکا تھا جہنم واصل ہوئی انور نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی
سر کاٹ لے مین مطمئن ہوکر بوا کے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی شیشہ مے نوش کو بعیش و فرحت
دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز دی او ملعونہ
یہ میرا آقا ہی مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا کہ موئے مونڈہی کاٹے کیا مین تجھکو
زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس
مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہی ہم نے تو راہ جہاد
مین قدم رکھا جب تیغہ پر ہاتھ ڈالا موت کا مزہ چکھا مرنا جینا یکسان ہی ہر حال مین تیرا احسان
ہی وقت بیکسی و بے بسی مین تو معین و مددگار ہی سب طرح کا تجکو اختیار ہی بیقرار ہوکر ایرج نے
دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچہ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہواے عیش
چلی گل پژمردۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحر ساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون گوش زد

ہوئی نگاہ اُٹھاکر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہہ رہی ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہی ای شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہی وہ جو ملکہ عالم فرماتی تھین شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال پر ملال آنکھون سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار اگر شاہزادے کا ایک موے جسم کم ہوا قوم بھر کو تیرے قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر یعنی کوکب روشنضمیر ان سب صاحبون سے تعلق رکھتے ہین سر اُٹھاکر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیرزادی کو دیکھا یہ تو بخوبی آگاہ ہی کہ کوکب سے اور مسلمانون سے رسم و راہ ہی تیغ و نارنج ہاتھ مین لیکر اُٹھی شگوفہ پر سحر کیے اپنے نزدیک آگ برسائی شگوفہ ہنس پڑی شعلہ پھول بنگے گرتے گرتے شگوفہ نے ایرج پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ نے جو پلٹ کر کمسن حسین کو دیکھا مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہین مین انکو کیون رہا کرون اسی طرح قید مین انکو سامنے اپنے مالک کے لیجاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہی خود ہی رہا کر دینگی ورنہ سزاے معقول ملیگی ایرج نے کہا ملکہ شگوفہ یہ ہماری خیرخواہ ہی اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیرخواہی کم کی خطا اس سے زیادہ ہی ایرج نے خود بڑھکر ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب تو انجم بھی لڑنے لگی مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہی تعلیم کردۂ ملکہ بران ہی مثل شعلہ جوالہ لڑتی بھڑتی سحر کرتی انور جادو پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کیے شگوفہ نے سب دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پر آئی ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اُسکی سپر مین اُلجھکے ٹوٹی پہلے ہی شکست ہوئی اب شگوفہ نے نعرہ کر کے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہٹون جان بچاؤن مگر شگوفہ کب جانے دیتی ہی پنجہ سے کب پناہ ملتی ہی انور کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آگ برسنے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نامم بُد انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دس کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئین ایرج کے قدمون پر گرین مطیع الاسلام ہوئین ملکہ شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پر تکلف آراستہ کیا ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کی وزیرزادی ہی شرمائی ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب شگوفہ نے ایرج نوجوان کے سر سے پاؤن تک بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین

دین ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکراکر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی ای شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمایئے دو دن سے ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہی دہی آکے دیکھا حقیقت مین دختر روشنضمیر ہی ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھون سے لگایا پھاہا زخم دل کا جانکر کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہی کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین ہین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہین شعر من دانم و دل داند گر نامہ چہا دیدم ٭ صد بار زبیتابی واکردم و پیچیدم ٭ یہ شعر کبھی بیقراری مین ورد زبان ہی شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ٭ در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار ٭ اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہی معشوق کے بدنام ہونے کا ملال ہی اسوجہ سے ضبط کررہے ہین مگر ضبط ممکن نہین عرصہ دراز مین نامہ ختم کیا شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ کا کیا قصد ہی ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب جاؤنگا شگوفہ نے کہا ای شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ سے کہو کہ مجھے وہانتک جانا ضرور ہی نہ جانے مین فتور ہی شگوفہ نے کہا اچھا اب تامل فرمایئے کہ مین جاکر ملکہ عالم سے عرض کرون مرأت جادو بھی وہان کی خراج گزار ہی کیا حکم سے گردن تابی کرسکتی ہی ہزار طرح سے تدبیر لوح ہوجائیگی ایرج نے کہا ای شگوفہ یہ غیر ممکن ہی اگر حیات مستعار باقی ہی پروردگار پہونچائیگا طلسم بھی فتح ہوجائیگا شگوفہ سوچی یہ سپاہی جاہل ہین آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین انکو آگاہ نہ کرو وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا ای شہریار آپ کو اختیار ہی جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو ایرج نوجوان نے اسی بیتابی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا کمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برائے معشوق مہرلان

ای نوگل باغ شادمانی
نوبادۂ گلشن جوانی
شاہنشہ ملک کامرانی

ای نزہت باغ زندگانی
ای تازگی دماغ عاشق
پرساز ہی ایاغ عاشق

ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای نور چراغ روشن عشق
ای موجہ نکہت گل عشق

ای سوزش ہستی دل عشق
ای تاب و شکیب بیقراران
کافور قلوب دل فگاران

ای شعلۂ ناز فتنہ بازی
تاغیر فنون سحر سازی
ای نیر آسمان تمکنت

اے گوہر بحر درج حشمت
اے ماہ سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
ہو جاے شفا جو ہوے بیمار
ہے دن کو قرار اور نہ شب کو
ہر رات کو شغل اشکباری
پایا گر باغ مین ٹھکانا
وان سے بھی اداس ہو کے ہٹنا
دیکھا شمشاد کو جو بارے
کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا
بلبل کو قفس مین گل جو دیکھا
ہے سحر نگاہ کا یہ مارا

خورشید سپہر جاہ و اقبال
بیباک زمانہ شوخ و طنّاز
سر حلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
ہو بعد سلام شوق دیدار
ہے فکر یہی کہ وصل کب ہو
گاہے لب جو بحالت زار
جا کر وہین اشک کو بہانا
گذری جو نظر سوے سنبل
جلنے لگے دل پہ غم کے آرے
لائی ہے نسیم نکہت بو
اک نالۂ سرد دل سے کھینچا
منھ کرکے سوے چرخ ہر بار

آسائش قلب مضطرب حال
اے نور جمال ماہ رویان
سرکردۂ بزم نازنینان
اے محبت صاحبان آزار
اے جان جہان یہ تم پہ اظہار
دن بھر رہتی ہے بیقراری
گاہے سر کو بشکل بیمار
رکھ سرو سے خوب سا لپٹا
آیا سر مین خیال کاکل
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا
گل پھولے ہین جس بیابان پہ ہر سو
نرگس کرتی ہے یہ اشارا
پڑھتا ہون یہ ولولے مین اشعار

فراق مین یہ غم بحجاب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دل کو
مسیحا کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو

نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

جدائی اُسکی خدایا بہت ستاتی ہے
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہے
علاج کیجیے کیا کچھ سمجھ مین آتی ہے
نہ یار آتا ہے مجھ تک نہ جان جاتی ہے

نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
فراق یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
خلاف شرع ہے گر کچھ زبان پہ لاؤن
غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ

کوئی سنین مری فریاد کو بہو تجتا آہ
بڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اسکو کہیے تو وہ گالیان سُناتا ہی

سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

ای غنچۂ باغ مہر و وفا و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حال فراق تحریر کردن قلم سے شعلے نکلین آتش فراق دست و پا کو جلاوے آرزوے دل کو خاک مین ملاوے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز و دم درکش
حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کرکے ملکہ شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا آب و دانہ کے اختیار ہی انسان مجبور و ناچار ہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین مگر سموم جادو کہ مصاحب بی انور کی تھی بیٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملکہ انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار و ایرج نے ہماری ملکہ کو قتل کرایا افسوس ہی کہ اپنی جان بچائین بیٹھکر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت کے خلاف ہی چلکر ملکہ مرأت جادو کو خبر کرنا چاہیے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہوا رہتی بھی نصیب نہوئی وس سیر لکڑیان نہ ممکن تھین کہ بی بی کو اپنی جلاتے کریا کرم بھی نہوا اٹھے برہمن بھی نہ آسکے ہم اپنے مالک کا مردہ نہ اُٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلہ سے بہار سے اتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملکہ انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جاکر ایک آہو شکار کرین اُسکے کباب لگائین انجم نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی

جاکر سحر سے جتنے جانور فرمایئے گرفتار کر لاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور ذبح کرنیکے لائق نہ ہونگے
مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع ملکہ انجم
ہو چکی ہین وہ خدمت مین حاضر ہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا اے شہریار
دور نہ جایئے گا ایرج نے کہا سامنے صحراے سبزہ زار ہے دل مین ہواے شکار ہے بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ
انجم نے شراب وغیرہ ملکن کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج براے شکار صحرا مین آئے تھوڑی دور
چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہے ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج
نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوشرو تھوڑے عرصہ
مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی
اُس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا
ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤن مین مسلا چارون ٹیلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو فرا گیا
باغ مین داخل ہوئے ایک گوشہ مین لاکر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین مارتا ہوا جاتا ہے صحن باغ
مین پہونچا ہی ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا
تاک کے مارا اُسکے پٹھے پر پڑا توڑ کے پار گذرا آہو تیورا کے گرا ایرج جھپٹے ایسا نہو تڑپ کے مر جاے
قرولی کھینچکر جا پڑے آتے ہی لب قربانی پہونچایا چاہا کہ اُسکو لیکر پلٹین پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو
کون ہے ایرج نے دیکھا ایک ساحرہ مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہے اُسنے
للکارا ہے اب جو اُسکی نگاہ جمال ایرج پر پڑی عاشق ہو گئی کہا اے جوان تونے خوب کیا آؤ صحبت مین
بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب بھی حاضر ہے ٹھہر ٹھہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ
کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ یہ ملعونہ کیا کہتی ہے وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی
ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ شامتین آئی ہین اُسنے کہا اے جوان غمرات جاہ و
میرا نام ہے اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری مین یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب
جمع ہے مرکب و اسلحہ معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اُسکو لوٹ لیا بیٹھکر سلطنت کر سارا مال و اسباب
تیرے ہی واسطے جمع کیا ہے یہ کہکر چاہا لپٹ جاے بوسہ لے لے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور
سے منہ پر غمرات کے پڑا کہ زمین پر گر پڑی گال اُسکا سوج گیا مثل مرغ بسمل تڑپی اب جو اُٹھی غصہ

مین کہتی ہوئی او موے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تو نے تو مار ہی ڈالا ہوتا سامری جمشید نے بچالیا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون اسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہی اُٹھتے ہی ایک دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پانون بیکار ہوگئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے کو گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلہ سوجا ہوا غصہ مین کانپ رہی تھی ایرج کے ہاتھ پانون بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو اپنے گال سینک سالک سے سنبھلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان ناانصاف مجھ ایسی حسین روپے والی تجھسے خواہان وصل ہی اب تو تیرا ناز بھی اُٹھا چکی اب کیا تساہل ہی کہنا میرا مان لے ورنہ قسم ہی سامری جمشید کی بوٹیان کاٹکر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے غصہ مین کچھ جواب نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہی مگر بالکل ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے جوان میرا سمن بر نام ہی مین اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا ہزارہا قید مین تڑپتے پھرا کرتے ہین اسکو رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار ہی ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ تازہ وارد ہی ہوش و حواس درست نہین ہین اس وجہ سے ایسے کلام کرتا ہی ورنہ ایسا کور ظاہر کور باطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا پر مائل نہو ثمرات نے کہا اے سمن بر مین کیا کرون میرا دل بیقرار ہی ہر چند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہی قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہی کیون جفائے قید سہتا ہی سمن بر نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہرا ابھی خرابی معلوم ہوتی ہی معشوق پر کوئی بدعت کرتا ہی ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہی جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی اُٹھکر ٹہلنے لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت مین قریب در باغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوے خیال ابروے خمدار ایرج نوجوان مین دل زخمی تیر مژگان کلیجہ پر تاثیر کرچکے مین بیتاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز کان مین آئی ثمرات نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ گوری صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین

خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے سفید اطلس کا پائجامہ لٹھیا ہاتھ مین گرتی پڑتی نخل کے نیچے بیٹھکر
چیخین مار مار رونے لگی اس رونے مین بین کرتی ہے کہ کیون بی بی آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی
نہ آئین بڑھیا ماں کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے کبھی پیٹھ پھیر کے
نہ سوتی تھی بڑھیا ماں سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منھ چھپایا اسطرح بلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات
کا قلب بھر آگیا کلیجہ منھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جا کے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے
بڑھیا نے جو منھ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سرخ ہین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون اماں کیون
روتی ہو کیا غضب ہے تمھارے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے بڑھیا نے سر اٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نکلجا
کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑ کر آئین کہا اس بڑھیا کو اٹھا کر اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی
یا مجکو دیکھکر بیہوش ہو گئی کنیزون نے اٹھایا لا کر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا
حال زار دیکھکر ایرج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہے اسکے رونے نے دل بیقرار کر دیا خانہ
چشم کو غم و الم سے بھر دیا لخلخہ سنگھاؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا بڑھیا کو ہوش آیا
اٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہو دم نکلجائے
مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا مین نے منھ سے تمکو ماں کہا ہے میرے دل کو
بڑا قلق ہے جلد بیان کرو مین ابھی اس درد کا علاج کرون میرے کیے سے سب کچھ ہو سکتا ہے مین ساحرہ
ہون روپیہ بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہے لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہے بڑھیا نے
کہا بیٹی لات و منات تجکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو بوڑھی پوتے والی کہلاؤ کیا کہون کس
مصیبت مین ہون آج تیسرا دن ہے جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے
مخفی ہے آج تین دن کے بعد سامری نامہ کے درمیان کچھ نقشہ دیکھا ہے دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہے ثمرات
نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے بلائین لین کہا بی بی اصل کیفیت یہ ہے کہ لات
و منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تیسرا دن ہے اسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین
آگ لگ گئی وہ دن میری بچی کے نگوڑون کا گھر خالی تھا اب گھر بھر گیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون ماری
ماری پھرتی ہے اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر

روتے لگی شاید اُس گل کی دماغ مین بو آئے میری بلبل اپنی آواز مجکو سنائے لیکن سامری جمشید کے
تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجکو دیکھا تیرے مان باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے آج اپنی بچی کی
صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہی پتلے پتلے ہونٹ یہی چاند سا چہرہ یہی نخل چمن خوبی یہی قد و قامت
یہی بھولی بھولی صورت یہی میٹھی میٹھی باتین یہی محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین بھی تھین جسطرح امان جان
کہکے تم دوڑکر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹتی تھی بی بی مین محتاج نہین ہون سامری جمشید
نے سب کچھ دیا ہی محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اُسکو کھولا اسمین اشرفیان دس پانچ جواہرات
کے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی صندوقچی مین رکھ چھوڑو کل فردوس ساتھ کر دینا
اسباب اُٹھوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی مین
مہمان تمھارے باغ مین میرا بھی دل بہل جائیگا سب اسباب تیرے نام لکھدونگی ثمرات نے کہا امان جان
مال اسباب میرے پاس بہت ہی تمھارا گھر ہی رہو مین آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بنو یہ تو بتاؤ اس چاند
سے چہرے پر سہرا بندھا یا ابھی کوارا پنڈا ہی مین سب امیرون رئیسون مین جاتی ہون اچھے کسی نوجوان
بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات
نے شرما کے سر جھکا لیا کہا امان جان شادی تو نہین ہوئی دو چار ڈھرتیجے کیے اب آجکل کسی سے لگا
سگا نہین ہی بڑھیا نے کہا بیٹیا یہ تو بڑی بات ہی ہمارے تیجے اس سن مین لٹتین پھرتی تھین دو چار کا
روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھا کے مرے کئی نے گلے کاٹ ڈالے بہت سے لنگوٹے فقیر ہو کے نکل
گئے یہ جوانی دیوانی ہی یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہی پھر بڑھاپے مین کون پوچھتا ہی مگر سُن نگوڑی خفا نہو
تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسی کی ملو ہونٹون پہ لالی جماؤ یاقوت کو
نیلم بناؤ آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑھ رکھو کرتی آستینون دار نہ پہنو چھوٹے کپڑے مین سی
دونگی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو برے پائنچون کا پائجامہ پہنو دن ڈھلے بن ٹھن کے
کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے مین پھر اور تدبیرین بتلاؤنگی جو ایک دفعہ تجکو چھو لیگا تڑپ تڑپ کے
مر لیگا تمھاری زلفون کے دام سے نہ نکل سکیگا اب ہم تمکو ناز کرشمے بتائینگے دو ہی دن مین قابل بنائینگے یہ
سنکے ثمرات رونے لگی کہا امان جان مین نے کبھی کسی مردوے سے محبت نہین کی سیکڑون کو قید
مین رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام زلف مین ایک ظالم کے پھنسی

ہون کلیجہ پر چھری چل رہی ہی وہ نگوڑا انکار کرتا ہی گالیان دیتا ہی نہین معلوم کون ظالم ہی شکار کھیلتا ہوا اُس
طرف آنکلا آہو کو میرے باغ مین آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہون امی جان کیسا اکیلا سجیلا جوان
ہی حسین جمیل سپاہی عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محبوب گلعذار مین نے اُسکو بلاکر اپنے
پاس بٹھایا ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو بپھرا جاتا ہی لاکھون صلواتین سناتا ہی
کہتا ہی تیری کالی صورت ہی اب مین نے قید کیا ہی قتل کرنیکا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز آئی
مین ادھر چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اُسکو قتل کرکے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ
سنکر بڑھیا نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی ذرا مجھے تو اس نا سنعت کی صورت دکھا تجھ ایسی
پر کون مائل ہوگا مگر تو خیلہ طویلہ ہی جو چاہت کے کوچے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے
اپنی چاہت ظاہر کردی ہوگی وہ سورکہ پھول گیا مجھے دکھا دے مین ابھی قدمون پر گرا دونگی ناک
رگڑیگا ذرا خوب ترسانا لیکا ایک اُسکے دم مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری راے پر کام کرو
اری سیکڑون ہنسنے لگے کٹوا دیے یہ کون ہی جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہو جائیگا تیری ہی حماقت
ہوگی مین ابھی سب حال کھول لونگی قند کیطرح نگوڑے کو باتون مین گھول لونگی ثمرات خوشی مین
پھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن بارہ دری مین بیٹھا ہی بڑھیا پائنچے سنبھال
کے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو
وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دو پہر تیری صورت اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات
کو وہان بٹھا کر بڑھیا بارہ دری مین آئی سمن پری بیچاری سمجھا رہی ہی ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہتی ہی ای شہزادے
اپنی جان بچائیے اب جو وہ پلٹ کر آئیگی آپکو قتل کرڈالیگی ایرج نوجوان فرماتے ہین اری سمن پری
تو دخل نہ دے مین اس کمبخت کی جانب کبھی نہ تھوکونگا اتنے مین بڑھیا آکر پہونچی سمن پری کو آواز
دی او خفتی ہٹ جا تو کون ہی سمجھانے والی کیا تو نے دھگڑے کو پسند کیا ثمرات سے کہدونگی کہ تیرے
معشوق پر بی سمن پری نگاہ ڈالتی ہین سمن پری تھراتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا ایرج کے
پاس بیٹھی سر سے پاتک بلائین لین کہا میان بیٹے صاحبزادے کیا ثمرات مین برائی ہی جو قبول نہین
کرتے ابھی تو صاحبزادے ہو منی کی عورت ہے اُسکو بھی نہ چھوڑو وہ تمکو ملائی پراٹھے کھلائیگی لباس اچھا
پہنائیگی گھوڑا خرید دیگی خدمتگار مصاحب نوکر رکھو بازار مین ہوگی کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ

بااختیار ہی بڑے تمہارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا جاننے والے کہین ملتے ہین جادوگرنیون مین بڑے مزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنیگی کبھی جوان کبھی پانچ برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگیگی بس غصہ تھوک ڈالو تخلیہ کراؤن ثمرات کو بلاؤن اُسکا مطلب دلی حاصل کرو سر جھکا کر نہ بیٹھو ایرج نے کہا او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی کمبخت فاحشہ جادوگرنی ہنین معلوم کہ سو برس کا سن ہی منہ سے گوہ کی بو آتی ہی تو الٹا ہمکو سمجھاتی ہی جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے کہا واہ میان تمنے تو الٹی مجھپر آنکھین نکالین مین کچھ آپ کی جان لینے والی ہنین ہون وہی نگوڑی تمھارے پہلے چمڑے پر مرتی ہی مین تو کبھی باخلاص مین لوٹا نہ کھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا تجھسے کون بات کرتا ہی جب تو بڑھیا نے بھی آنکھین نیلی پیلی کین کہا میان اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاشہ زمین پر تڑپے گا کوئی کفن بھی نہ دیگا ایرج نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ کی جہالت نے مارا بچپن سے آپکو خواجہ عمرو نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو زور دکھانا اپنی جان کا نہ بچانا عین حماقت ہی اپنے غلام کو حضور نے اب بھی ہنین پہچانا سنم حقیر شاپور شیر دل یہ کہکر ایرج یون مثل گل کے شگفتہ ہو گئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا مین آکر مبتلا ہوا شکار کو آیا تھا خود شکار ہوا اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار بیچاری انتظار کر رہی ہو گی کہتی ہو گی مجھسے حیلہ کرکے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے ملک و مال چھوٹا نہایت پریشان ہو گی شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کہدین مین ابھی اس فاحشہ کو مار لیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار بہت گھبراتی ہونگی غلام ابھی آتا ہی یہ کہکے اُلٹے پاؤن ملکہ ثمرات کے پاس آیا ایک دو شہریار کہا او چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی ہنین ہوتا وہ تو تیرے نام پر جان دیتا ہی لیکن اُسنے سچ کہا کہ آتے ہی مجھپر بدعت شروع کردی قید کر لیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب مین اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا کہ اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی راتین بھلا کیونکر کٹینگی ملکہ ثمرات کی انکھڑیون نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد فرے اڑاؤ اتنا کہدینا مجھسے خطا ہوئی مین نشہ مین شراب کے تھی کہ تیرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا امی جان میرے سر کی قسم وہ مجھکو بلاتا ہی شاپور نے کہا تمھارے باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اُٹھ جائیگا مگر لباس تبدیل کراری چھیلا زیور عمدہ پہن لے ہر چند بقول سعدی ؎ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را ؎ گر دنیا کی

ظاہرداری ضرور ہی ان نوجوانون کو ظاہرداری بہت پسند آتی ہی ثمرات نے فوراً صندوق پٹارے کھلوائے بہت بھاری جوڑا پہنا دریا سے جواہر مین غوطہ مارا شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا کہ چلتے ہی سحر آثار نامنین کرنا ثمرات نے کہا مین قدمون پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہین تمھارا زبان سے کہنا کافی ہی معشوق اگر جھوٹ کہتا ہی عاشق کو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی ثمرات نہال ہوئی بارہ دری مین آکر پہونچی آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر آثار اگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہی کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی شاپور نے گلابیان اُٹھائین ایک مین بیہوشی ملائی جام بھر کر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے پلا دیجیے ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہماری جان بچاؤ اور جو زیادہ ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمر و تجھکو قتل کرنے آیا ہی اپنی جان سے ہم بیزار ہین شاپور نے پکار کے کہا بھلا او چھوکرے بڑے غمزے نخرے تجھکو آتے ہین ثمرات جادو خود شراب نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام منھ سے ثمرات جادو کے لگا دیا کئی شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما ۔ ثمرات جوش مین جام پی گئی کنیزون سے کہا ارے لو تم بھی پیو میری چھوکری کو نظر نہ لگانا اُسکا خون بہت ہلکا ہی جو اُسکو کچھ ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین منھ پھیر کے بیٹھو یہ کیا بے غیرتی ہی دیدے مین دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے بڑھیا نے اشعار عاشقانہ پڑھے

پرتو پڑے جو اُسکے رخ بیحجاب کا — پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوش آب کا
پردہ مین تو یہ جلوہ ہی اُس رخ کی تاب کا — جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم مے کشی اور تھے سب جمع آشنا — اک رند مے پرست نے مذکور یون کیا
یعنی عجیب نقل ہی اور طرفہ ماجرا — کل نکلے شیخ مجتہد عصر ساقیا
دکھلا کے ایک باغ عذاب ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز — یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز — کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے بہ طنز
معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا

جب اسطرح سے پند ونصیحت وہ کر چلے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکے نہو ینگے
مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہے ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہے تو یون
دعوی جو آپ کرتے ہین باطل ہے اور جنون
لیکن تمھارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن مکیون پہ کرو تم بجا درست
لیکن صلاح وزہد کا دعوی ہے نادرست
ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
تقوی ہمارے آگے جب ہو آپ کا درست
پھر تب یقین ہو آپ کے امن جناب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادہ کش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہوجاؤ تم بھی غش
پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش
اور وان مخل نہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے باتون مین تمکو لگا کے منھ
اور جب ز روے طنز ہنسی کا بنا کے منھ
پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے منھ
کھینچے ہنسی ہنسی مین وہ منھ سے ملا کے منھ
یہ ریش جسپہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اک مست ناز جو ز شمائل پری لقا
از روے لطف بوسہ کرے یون تمھین عطا
مستی مین جسکو پاس نہو کچھ بھی شرم کا
گردن مین ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحیا
دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھین کیونکہ بنتی ہے یہ دین و دل دیے
گر تم نے مے کے پینے مین کچھ عذر بھی کیے
جب وہ حریف ہاتھ مین اک جام مے لیے
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نہ جاے جلد یہ ساغر شراب کا

جسوقت اسطرح سر و سامان عیش ہو
ور بھی بخندہ ہو کے کرے ایسی گفتگو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اسوقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو

اگر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یون تو ہم بھی جانتے ہین بادہ ہی حرام
پر اعتقاد ہو گا اسی وقت لاکلام

اور آپکو بھی بادہ سے انکار ہی مدام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہین ہی بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہین مومنون کے لیے مونسان پاک
یان رمز تو بھی کہدے بیک آہ دردناک

کیا کیا وعا بُن دل سے بوقت امید و باک
یارب غم حسین مین سودا ہو جبکہ خاک

سایہ اُسے ملے قدم بوتراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے ملکہ ثمرات جادو مست ہو کر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزون نے بھی پی ثمرات گھبرا کے اُٹھی کہا امی جان اب مین اپنے میان کے ساتھ جا کر آرام کرون شاپور نے کہا اچھا جم جم جاؤ مزے اڑاؤ ثمرات جوش مین نشہ کے اُٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہان بھائی سوتے مین نہ قتل کرو شاپور نے کہا ای شہریار آپ کی جرات نے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہین بیدار ہو جائیگی جان بچانا مشکل ہو گا ایرج نے کہا سمن بر کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیر خواہ ہی خدا چاہیگا تو مطیع اسلام ہو گی شاپور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہو گیا بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن ثمرات جادو بود اب شاپور نے سمن بر کی زبان مین سوزن دیا ستون مین باندھکر ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات کا لاشہ تڑپ رہا ہی وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ایک عیار ویلا تیلا پنجہ کھینچے کھڑا ہی مگر وہ شاہزادہ فرما رہا ہی ای سمن بر حقیقت مین تمنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے بڑھیا بنکر ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین ہزارہا جادوگرنیان قتل کر ڈالین اُنکے باپ کا سر برندہ جادوگران لقب ہی شاپور نے کہا ای سمن بر یہ نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین اطاعت دین اسلام قبول کرو پروردگار اکیلا ہی سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہی اطاعت کو حاضر ہون شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدمون پر شاہزادے کے گری سمن بر سب جادوگرنیون کی افسر تھی سب نے اطاعت

قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان و شاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا تھا جو جوان ادھر سے نکلتا تاجر یہیں جلیل اُسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منھ کالا کیا پھر قیدخانہ مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہے یہ لونڈی سنے دیکھا کہ ملکہ ثمرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کبھی کبھی آتی تھی اسکی بڑی خاطر کرتی تھین اکثر یہ کلمہ کہا کہ ہماری جان تمھارے پاس ہے ای ثمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین پھر خزانہ نکلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُسکو کھولا دیکھا دو ہزار بندگان خدا رئیس جلیل صاحبان لیاقت قید ہین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی نے کہا تاجر ہون اس راہ سے میرا کاروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید ہین کوئی کہتا ہے مین شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین آنے کی سزا پائی ایرج نے سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوے ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغزن انکو ہمراہ لیکر باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا تلوارین سپرین خود چار آئینہ نیزے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک صندوقچہ اُسپر غلاف مخمل کاشانی کا چڑھا ہوا ایرج نے اُسی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین اُٹھایا غلاف اُتار دیکھا اسپر لکھا ہے کہ اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہے جو اسکو پائے کلاہ فخر اپنی آسمان پر پہونچائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُنکی تاثیر ہے کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر سامری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل اثر نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کر سکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اپنی عنایت سے دو دل کا ملال کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہے اسوقت طبیعت بہت محظوظ ہے شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال مین بسم اللہ۔ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین جاؤنگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل ڈرتا تھا کہ حضور مقدسہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تو تحفہ پاس ہو تا اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا

سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا وہی بے نیاز کارساز لوح طلسمی بھی دلوا یگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے مین پہنا سمن پر سامنے موجود تہا اُسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا پڑھکر عرض کی ای شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرأت جادو یہان اُتر آئی تھین یہ عنایت و شفقت فرماتی تھین کہ ای شمرات ہماری جان تمھارے سپرد ہی تم ہرکس و ناکس کو اس باغ مین نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کرکے لاتی تھی اُنسے مزے اڑاتی تھی جب وہ مرد کمزور ہو جاتا تھا اسکو قید خانہ مین بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اُس بدعت کا لمعونہ کو مزہ حاصل ہوا لیکن امیدوار ہون کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہین ہین انشاء اللہ تمکو جادوگرون کا افسر بنائینگے تا بہ طلسم اسکندری لے چلینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار ہزار صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہین چالیس جادوگرنیون کی افسر ملکہ سمن بر کو قرار دیا مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا بڑا خیال ہی دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف اسی کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوے

وو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرأت جادو و بادشاہ طلسم اسکندریہ کے بیان ہوتے ہین خمسہ

طبع سنبل کدہ گاہیست پریشان از من ۔۔۔ گہ کدورت بدل کوہ و بیابان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من ۔۔۔ نہ ہمین می رمد آن نو گل خندان از من
سیکشد خار درین بادیہ دامان از من

لطف ہی پر ستم آلودہ کرم ہین آزار ۔۔۔ دل کہین اور ہی بیٹھا ہی بغل مین ناچار
ایکدم بھی تو نہین شوخی بجا سے قرار ۔۔۔ با من آمیزش او الفت موج ست و کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھون مین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم ۔۔۔ کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم ۔۔۔ قہر ہی ریختہ بالم بہ بنا ہے کہ رو م
تا بہ کی سرکشی ای سرو خرامان از من

اب تلک حد سے الفت سے نہین ہون آگاہ ۔۔۔ کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہوا اور کوئی ادا سے دلخواہ ۔۔۔ بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

مینوان کرو بہر شیوہ دلی آسان ازمن

گرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے خدر ... ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے ضرر ... تمسیت پرہیز ہن از زہد کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ مشود دامن عصیان ازمن

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم ... ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمہ
گر کوئی لے تو ہین جان و شے تلک حاضر ہم ... گرچہ مورم و لے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بدوار ملک سلیمان ازمن

قابل چارہ نہین ہو مرا احوال سقیم ... رو گئے سر پہ مرے سارے اطبائے فہیم
تجکو مومن کی سی الفت ہو نہ ویسا تو حکیم ... اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم

گرد غم را نتوان شست بہ طوفان ازمن

و صبح ہو کہ ملکہ مراثت جادو لبعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم مین دختر کے اشک
ریزان تخت پر متمکن ہو ساتھ والیون سے کہہ رہی ہو کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہو کہ اول سوزن جادو
گلو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو جھٹ کر گئین انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا اب تلک
نہ آئین اب دل بیتاب ہو نہایت پیچ و تاب ہو سننے والون کے کان بہرے اگر انپر کوئی افتاد پڑ گئی
برادری کے سامنے منہ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کرسکین بہن کا
پاس نہ کیا کیسی مصیبت مین پڑی ہون اور حالات مسلمانان جو تواریخ مین ملاحظہ سے گذرے انکو
پڑھکر قلب تھرآتا ہو جس ملک پر ان لوگون نے لشکر کشی کی اُسکو مٹا یا خاک مین ملایا ملک عنطلی آباد
مشہور ہو کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہان رہتے تھے بادشاہ مالک بن زرزشت منتظم ساحرون کا
عاقل اپنے مذہب کے علم مین فاضل اُسکا بھی گھر دختر لیند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب
فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اُسوقت ہمارے خیال مین نہ آیا بہن کو بھیجدیا وہان بڑے بڑے
لوگ موجود ہین کیا کھیل ہو کہ اتنے بڑے لشکر سے اس جوان کو پکڑ لائین اور اُنکے عزیز دخل نہ دین
بینا ممکن ہو کیون صاحبو تمھاری کیا صلاح ہو اس تدبیر مین کیا فلاح ہو کہ مین خود جاؤن اُس نگوڑے
جلاد کو خود پکڑ لاؤن سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہین لشکر حمزہ مین بڑا انتظام ہو جب وہ لوگ خداوند 11

سے برابر لڑتے ہین کیسے کیسے معرکے پڑتے ہین وہ اور کسی سے دبین گے ہر ایک سے سرکشی کرینگے اگر
دشمن وہان گرفتار ہو جاہین تو طلسم کی تباہی ہے اب حضور تدارک نہ کرین خاموش ہو رہین ہم مین سے
کوئی جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہوگا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مرات جادو نے کہا آئینہ
دل پر غبار ہے صاف آئینہ ہے کہ اثر کوئی اُستاد بڑی ساحرہ والیان بڑی بڑی جادوگرنیان ہین اگر ایک بھی
واپس آتی دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھکو کچھ نہین بن پڑتا مین خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتین
ناتمام تھین کہ سموم جادو بدخو ہوا کی طرح اڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مرات کے گر پڑی مرات نے
کہا خیر تو ہے سموم نے کہا ساری ہوا بگڑ گئی ملکہ انور جادو قتل ہوئین اول سوزن نے بڑا کام کیا عین
لشکر اسلامان سے جاکر ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے
سوزن کا رشتۂ حیات قطع کیا نگوڑے مسلمان کو پہلو مین لیکر بیٹھی وہان آپ کی ہمشیرہ پہونچین انجم و
ایرج وشاپور عیار کو پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرین قصد کیا طلسم کشا کو قتل کرین ہین وقت پریزادی
ملکہ بران کی شگوفہ سحرساز آئی ملکہ انور کو قتل کیا اب بی انجم دھگڑے کو لیے ہوے بالائے کوہ صحت آرا
ہین سب کنیزین نمک حرام شریک ہو گئین مجھکو تاب نہ آئی چھپکر بھاگی کہ جاکر حضور کو خبر کرون یہ سنتے ہی
مرات جادو غصہ مین تھرائی کہا غضب ہوا ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو
مین لیکر بیٹھی ہین دھگڑے کی محبت مین ملکہ انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جاکر دیکھو تو کیا
حال کرتی ہون قلعہ انجم حصار مین آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی حضور
وہ قلعہ مین نہین ہین اسی کوہ فلک شکوہ پر جہان ملکہ انور جادو قتل ہوئین وہین سامان عیش ونشاط
مہیا کیا ہے پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھی بیخوف وخطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرات نے کہا اب سب
خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادۂ حرب وپیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ مین
سموم جادو سے کہا چل بتلا دے اُس باغی کی صورت دکھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی
چلی ہوا مین بھری ہوئی بجلی چمکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روا روی کرنے لگے سب تلاش مین ملکہ انجم ماہ رخسار
وایرج عالی وقار کے چلین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار اسی کوہ فلک شکوہ پر جہان انور جادو قتل ہوئی
تھی بیٹھی ہے چالیس کنیزین ہمراہ یادہے مین ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہون کہ ایرج نوجوان
شکار کا وعدہ کرکے یہان سے گئے باغ مین شرات جادو کے پہونچے وہان سے کوچ کر چکے ہین مگر ملکہ انجم بیقرار

ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی فلک نے کجرفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو راہ مین کوئی اور ملازم ملکہ عرائت کا ملجاے دشمنون کو گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو کسطرح تسکین دل ہو اگر مین براے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن نہین پڑتا کنیزین کہتی ہین حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت وشوکت ہین کسی اور سے دل لگالیا ہوگا اب انکا انتظار ہی محض بیکار ہی انجم نے کہا ظاہرا تو بیوفا نہین ہین آیندہ ہماری تقدیر اُنکی محبت مین بادشاہ طلسم کا اپنا دشمن کیا اب بھی ہمارا اقبال ہو تو مقام تعجب ہی یہ باتین کررہی ہی دم محبت کا شاہزادے کے بھر رہی ہی شب ہجر دور و دراز ہوتی ہی تڑپ تڑپ کر کاٹی جب دم لبون پر آیا تب سحر فراق نے منھ دکھایا انجم کے منھ پر ہوائیان آنکھون مین حلقے چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد لصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان اب انجم کو لقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آنچل دوپٹہ کا منھ پر رکھکے بیقراری مین چیخ مارکر رونی کنیزین سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہوجیے شاید شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو یہان کی رسم وراہ سے وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہملوگ جائین تلاش کرکے لائین حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہی انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھربار چھوٹا یہ سختی اُٹھائی اس پہاڑ پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش کرینگے تلوے ٹپک رہے ہین پانون لپک رہے ہین آنکھین اشارے کرتی ہین وہ صورت دکھا ہاتھ دستگیری چھوڑتے ہین گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہین حقیقت مین نظم مصنف

تنگ جامہ دری وپاس عزیزان کیسا ۔۔ دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پانون پڑ پڑ کے مجھے دشت مین بھلایا ہی ۔۔ میر اشتیاق تھا ہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف رخ کی عاشقون کو فکر صبح وشام کیا ۔۔ رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا ۔۔ ہی انا المحبوب لب پر نامہ وپیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اُسکی دل آگہ مجھے ۔۔ وحی کے مانند اب موقوف ہی الہام کیا
ہم سب کو دحون کو لاسکتا نہین تو دام مین ۔۔ طائر نکہت ہون ای صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کیطرح سے جلجاے تو آوے قرار ۔۔ کروٹین لیتا ہی تابے پر کباب خام کیا
یاد چشم یار نے تو ہمکو اندھا کردیا ۔۔ یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا

سنتے ہی پیغام بر سے مین تڑپ کر مر گیا | تھا قلق پیغام جانان موت کا پیغام کیا

ان اشعار نے اور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبون پر آئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان سے مرأت جادو مع بارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سموم جادو چلی وہین سے للکارتی ہوئی بی انجم اب کہان جاؤگی ملکہ انور کو قتل کرایا کچھ ملکہ عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جو ان سب کو آتے ہوئے دیکھا آمادۂ مرگ و عیاسے قضا ہو کر اٹھی چہار طرف سے ملازمان مرأت نے آکر گھیر اسحر چلنے لگا انجم لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اُتری چاہتی ہے نکل جاؤن لیکن مرأت بادشاہ طلسم اسکندریہ ہے سب حال اُسپر آئینہ ہو چکا زمین کو ہلا دیا چاہتی ہے انجم کو گرفتار کرون لیکن چہار جانب دیکھ رہی ہے بڑی حیرت ہے کہ وہ جوان قاتل ساحران صاحب شوکت و شان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہین کنیزین ملکہ انور جادو کی بھاگ بھاگ کر سامنے ملکہ مرأت کے آئین عرض کر رہی ہین حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے لیکن بی انجم نے ہمکو اُسے دیا ای سموم تو ہوا خواہ ہین مثل آندھی کے نکل گئین اگر وہ ہم سے اطلاع کرتین ہم بھی اُنکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہین یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگین چہار جانب سے اُس اکیلی پر بلوہ ہوا مرأت جب سحر کرتی ہے انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہے قلب بھر آتا ہے ایک طرف سے کنیزون کی چالون چالون جادوگرنیون کی کاٹون کاٹون ساحران غدار کا بلوہ یہ بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہے مرأت جادو سے بھی بچنے کی تدبیر کرتی مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہے ابر چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادۂ والا قدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت مین انجم ماہ رخسار مبتلا ہے مرأت جادو آواز دیتی ہے اسکو جلد گرفتار کرو اس گیسو بریدہ نے ہمارا پاس نہ کیا سوزان جادو کو تنہا پا کر مارا جلد اسکی مشکین باندھ لو گرفتار کر کے کشان کشان لیچلو مگر او انجم اپنے دلبر کو کہان چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی زخم کھا رہی ہے لڑکھڑا رہی ہے کس کس کو روکے مرأت کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان لرزان ترسان موت کا سامنا فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی فوت عقل کو زوال یاد زلف مین جان وبال آخر مجبور ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سحر کر رہی ہے مگر یقین ہے گرفتار ہو جاؤنگی ای انجم افسوس بوقت آخر جمال بے مثال اُس مشیر بیشۂ جرأت کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا کہدیتی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجیے گا ہو سکے تو لاش

کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا حبیب بیحکی آئے نام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت میں ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری مین طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی کہ معبود حقیقی اور رب تحقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچائے نظم

الٰهی من ترا دانم دگر هیچ
زبان چون خط ترسا میخورد پیچ
ترا خواندن نه حد هر زبان ست
اگر خورشید تابانش و مانست
نه خاکم میخورد اندام بے درد
نه یادم مے برد خاکستر سرد
نه آیم میکند ز آلودگی پاک
اگر لطفت که دربانست بیباک
ز آب و تاب عکسش کافتابست
دل مردم ز تابش داغ یابست
پس مژگان کمین گاه دلم بود
که مژگان تیر جان غافلم بود
اگر فتم طفل اشکے بر رخم جست
که غم در منزلست و پاسبان ست

بیقرار ہو کر روئی دریاے رحمت الٰهی جوش مین آیا دیکھا ملکہ انجم ماه رخسار نے صحرا سے گرد اڑتی دیکھی گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روے آفتاب مخفی ہوا نظم

از دامن دشت کوه او رنگ
گردے بر خاست توتیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے
رخسار د نمود شہریارے

نقد روح روان قاسم عالیشان نور نگاه صاحبقران شاہزاده ایرج نوجوان مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جوانان جرار ایک جانب ایک ساحره حسین مع چالیس جادوگرنیون کے سامنے سے نمایان ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوه آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے ہین ہزارہا نخل جلے ہوئے پڑے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہو ملکہ انجم ماه رخسار اس کوه سے اتر کے کہان گئین شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماه رخسار دریاے خون مین نہائی ہوئی یکہ وتنہا ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی جھوم رہی ہو اور شاپور شیردل نے ملکہ مرأت جادو بادشاه طلسم سکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ ای شہریار ملکہ انجم کو مرأت جادو کے لشکر نے گھیر لیا ہو دشمن اسکے قتل ہوا چاہتے ہین ہمارے آپ کے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی کسی نے خبر پہونچا دی ہوگی آکر اسنے گھیر لیا ایرج نے وہین سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا او مرأت جادو خبردار ملکہ انجم ماه رخسار بر دست انداز ہونا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہو ایرج نے کہا ای سمن بر ملکہ انجم ماه رخسار بادشاه قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق محب واثق یہان ٹھہری ہوئی تھین کفار نے گھیرا ہو نہین معلوم انکو کیونکر معلوم ہوا ہمین جستجو کرنا واجب و لازم ہو یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر نصد کرد فر

چالیس جادوگرنیون کو لیکر سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے مین لوح محفوظ پڑی ہوئی اسیکے سبب سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسنے پڑھکر سحر کیا ایرج نے تختی کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا توڑ کر پار گذرا دوسری بڑھی ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ دودمہ سکندری تڑپ کے گرا سپر کٹی ساحرنے چاہا بھاگون سوت دہنگیر تھی جہنم واصل ہونے کی تیاری کی بھی تدبیر تھی تلوار گری دو ٹکڑے ہوئے لاشہ چلا آواز اُسکے مرنے کی آئی دو چار کو سمن بر نے مار کسی کو شاپور نے للکارا تھوڑے عرصہ مین سو جادوگر مرات کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا سحر ہے اس جوان پر سحر نہین تاثیر کرتا پھر سوچی جن لوگون نے سحر کیے اس سے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا اُڑتی پھرتی سمن بر پر جا پڑی سمن بر نے کئی سحر دفع کیے مگر وہ بادشاہ طلسم ہے مرات پنجہ کھینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا سمن بر نے ہر چند چاہا روکون مگر پنجہ چمک کے سر پر گرا سر تکی زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ نے کہ سر کاٹ لون ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا نعرہ کیا مین آپہونچا ادھر مرات ایک ہوے جسیم سمن بر کا اگر گم ہوا قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑے کو کُودا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرات کے آیا سمن بر تو ہٹ گئی مگر ساحران مرات نے ایرج نوجوان پر بلوہ کیا کئی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہوئے مرات نے بھی خوب خوب سحر کیے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی اے مرات یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اُس عرصہ مین ایرج کئی سردارون کو مارکر قریب مرات پہونچا مرات نے پنجۂ سحر کا ہاتھ لگایا ایرج نے سپر پر روکا نیام انتقام سے تیغہ برق مثال کھینچا مرات کو آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا گھبراتی ہے کیا کرون کیونکر بچون مگر سپر سحر کو اٹھا دیا کلو ابھیرون کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر سحر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی سر پر مرات کے پڑی زخم کاری کھایا تڑپ کر اپنے کو زمین مین گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون چیر کر پھینکدون مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی سر سے خون بہتا ہوا چاک کر بلند ہوئی ساحرون کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے بچاؤ نہین معلوم کیا سبب ہے سحر تاثیر نہین کرتا یہ تھوڑی صدمی کا زمانہ ہے مرات کا بہانہ ہے ساحر فرداً فرداً اُڑے چشم زدن مین باز و عقاب بنکر ہمراہ مرات نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کرے ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور ایک نخل کے سایہ مین پڑی ہے ایرج نے باز و تھام کے اٹھایا انجم نے آنکھین کھولین ماہ ایرج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھون مین نور قلب کو سرور شاہزادے

نے حکم دیا بہت جلد بارگاہ استاد کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی سمن بر کو حکم ہوا باحتیاط تمام
ملکہ انجم کو بارگاہ مین داخل کیا زخمند و زبان ہوئین سرداران تہمتن آکر فرو کش ہوئے ایرج نوجوان
سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم
کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہین لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا
دشوار ہی یہ لوح محفوظ ہی کنیز نے اپنے بزرگون سے اسکے حالات سنے ہین جسکے پاس یہ لوح ہوگی اُسپر
کوئی سحر تاثیر نہ کر سکیگا مرحلہ جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا ای انجم تم لوگ عقل کی قائل ہو ہم تکیہ
اپنے رب اکبر پر رکھتے ہین جو اُسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندے کے واسطے سوائے بہتری کے
خلاف نہ کریگا ماں باپ سے ستر درجہ مہربان ہی ہر حال مین اُسی کا احسان ہی کس فکر مین تھے کہ لوح محفوظ
ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم اسکندری کے فتاح ہین اس راہ عجائب و غرائب کے سیاح ہین
فتح کرینگے ورنہ اسی حیلہ مین جان دینگے ملکہ انجم زخم تمہارا اچھا ہوا جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد
پہونچین زخمی ہوکر گئی ہی فساد برپا کریگی سلطنت نہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائین انجم نے عرض کی دو روز
کی حضور مہلت دین مین انجم حصار سے فوج بھی طلب کرون ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلد ہی واجب
و لازم ہی انجم نے اُسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہان سے قید
ہوکر آئی تھی قلعہ مین کھلبلی ہی یہ مشہور ہوا کہ ملکہ الور جادو بادشاہ کو اور جوان تازہ وارد کو گرفتار
کرکے لیگئی خلقت پریشان دارالامارۂ شاہی مین سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر
ہو رہا ہی کہ مرأت جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچیگی اس تردد مین سب تھے
کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فرح افزا پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرأت
لڑتی بھڑتی آئی تھی اُسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب
فرمایا ہی طلسم پر لشکر کشی منظور ہی افسران فوج مخفی ہو رہے تھے وزرا امرا موجود نہ تھے سب کی یہی صلاح ہی
کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجیے سامان فوج و لشکر کا ہو جاے ہر ایک کی
یہی خواہش ہی کہ حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو
پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین قید ہوکے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین
حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم

کے قلعۂ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جو بخوف جان وہاں سے بھاگ گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے برسر طلسم اسکندری لشکرکشی ہوگی تیاریان ہونے لگین یہان تو سب تیاریون مین مصروف ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرأت جادو و ملکہ بران شمشیرزن کے بیان کرتے ہین مخمسہ

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیر جو کھائے تھے ای تیر فگن بھول گئے
تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
رنج غربت مین یہ پائے کہ وطن بھول گئے

او چھے زخمون سے ابھی جان ہی باقی ہم مین
اب وہ آتے نہین جو فیصلہ ہو اک دم مین
نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین
جان کیا مفت گئی صید گہ عالم مین
نیم جان کرکے ہمین صید فگن بھول گئے

تری آنکھون نے کیا آہوون کو بھی برباد
پانون کیا اٹھین انھین وشت ختن ہی نہین یاد
بندھ گئے رشتۂ نظارہ سے سب ای جلاد
ہائے کیا ہوش ربا ہین تری آنکھین صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان بھولا ہی اس فصل مین ایسا گلزار
لیکے اس درجہ مرے ہاتھ جنون مین اکبار
سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار
دست وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیون خفا ہیسے ہو ای جان ادھر تو دیکھو
نشہ مین ہوش کہان رہتے ہین تم سوچو تو
کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو
ہم جو میخانہ سے مستی مین گئے مسجد کو
تو یہ ای مغبچہ توبہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہین بالکل
تیرے جوبن سے غرض حال گیا سب کا کھل
روے گل زرد پریشان ہی غم سے سنبل
تنکے چنتے ہین تری راہ مین گلچین ای گل
تیرے کوچے مین ہزارون کو چمن بھول گئے

سمجھے زخمون کا مرے بھید نہ اصلا جراح
آج بیٹھا نہ ہو جائینگے رسوا جراح

زخمی زلف ہوں میں کرتے ہیں یہ کیا جراح
کاشغر سے جو منگاتے ہیں سپیدا جراح
میرے زخموں کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہی شہرت
کھینچی جب شکل تری ای صنم خوش قسمت
سچ ہی اس بات میں لوگوں کو عبث ہی حیرت
محو اس درجہ ہوئے دیکھکے تیری صورت
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

جب تلک پاس رہا اُسکے گلستاں میں ہیں
قید حسیدن سے کیا خانۂ زندان میں ہیں
سب یہ ترجیح رہی بزم سخنداں میں ہیں
اسقدر مشق رہی نالہ و افغاں میں ہیں
یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

نور دندان سہیل اب نہیں کچھ یاد ہیں
ہمتو عاشق ہیں ترے ہمکو وہ کیا یاد رہیں
لب رنگین سے عقیقوں کو بھی کیا نسبت ہی
دانت ہونٹوں سے نظر آ گئے ہنسنے میں
تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

ترے عشاق ہو تیغ پہ جب دم مائل
کھل چلا تھا چمن خلد میں کچھ غنچۂ دل
ہوے فردوس میں سب پاکے شہادت داخل
جمن جوہر تیغ آئے جو یاد ای قاتل
شہدا کو وہیں جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے حد سے فزوں
آہیاں کام مرے زور ترا اب دیکھوں
ہاتھ شل ہو گئے ہیہات ہیں اس رنج میں ہوں
دم خفا زیر زمین ہی مدد ای دست جنوں
اتنا چاک گریبان کفن بھول گئے

ای جنوں دشت میں یاد آتے ہیں وہ دن ہر دم
گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم
لیتے تھے بوسۂ سیب ذقن اسکا باہم
دشت غربت میں بنی ہی جو غذا حنظل غم
ای جنوں ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروزیاں اگلی نہیں یاد ای دلبر
جھوٹ ہرگز نہیں انصاف ذرا تو ہی کر
داغ تو مجکو جلاتے ہیں مگر شام و سحر
ایک مجمر ہی یہ دل کتنے سمائیں اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

سابق مین تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحرساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ بران کے روانہ ہوئی مرأت جادو شکست کھا کر قلعہ طلسمی مین پہونچی کارگزارون کو بلا کر حکم دیا کہ اہالیان لشکر جابجا تیار رہین ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار ہین آمد طلسم کشا قریب ہی یہ معاملہ عجیب و غریب ہی سابق مین طوفان جادو گیا اُسنے طوفان اٹھا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا انتہا یہ کہ ماہ دولت نے شکست کھائی بات سمجھ مین نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی ای ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ مین قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ مین گئی تمام مال لدوا کر باغ ثمرات سے لیگیا بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئین یہ سنتے ہی مرأت جادو کا چہرہ فق ہو گیا آئینۂ رخسار پر گرد ملال غصہ سے رنگ چہرے کا لال کہا لو ہما جو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر ہونیکا یہ باعث تمھارے یہ بتلاؤ باغ ثمرات مین طلسم کشا کیونکر پہونچا ہرکارون نے عرض کی کہ برای شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہوئین اسی عاشقی مین یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل عیار اُس شیر دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمین لوح محفوظ تھی تین ہزار جوان سفید تھے انھون نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جا کر ملکہ انجم کو گھیرا تھا طلسم کشا باغ سے جا کر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والون پر حوصلۂ جنگ تنگ ہوا اب قلعہ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جماؤ ہی کوچ کرنے کی تیاری ہی یہ سنکر ملکہ مرأت جادو نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ اپنے کو تا بہ قلعہ انجم جلد پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے نکال لائے اُسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر ہین ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک جانا اور لوح محفوظ کا چھینکر لانا البتہ دشوار ہی لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جلی ہوئی بیٹھی تھی مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جا کر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد قتل نور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا مین رہی اوقات نشست برخاست سے ماہر ہو چکی ہون مرأت نے کہا ای سموم اگر تو جا کر لوح محفوظ یا طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالامال کرونگی سموم نے عرض کی حضور کی سلطنت قائم رہے ہین سب طرح کی امید ہی یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار محبس رنج و الم اسیر سلسلۂ زنجیر اندوہ و غم شاکی غم ابرو وش یعنی ملکہ شگوفہ مہ نوش باغ مین سحر جادو کے دمن مین

کنیزین دل بہلانے کو سمجھانے کو مرأت نے مقرر کردی ہین گویا بطور نظر بند ہی شجر جادو نگہبان رہتا ہی ہر کس کے جانے کا حکم نہین ہی مگر کنیزین ملکہ کی حاضر رہتی ہین ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج کا ایک دوڑی ہوئی آئی شیشہ مو نوش کا یہ حال ہی کہ جہانتک ذکر ایرج نوجوان ہوتا ہی دل دیکے سنتی ہی نہین تو سر دھنتی ہی گریہ وزاری بیقراری کہ گلشن دوڑی ہوئی آئی اُسنے عرض کی حضور ایک خبر فرحت اثر سناتی ہون ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہی ملکہ شیشہ مو نوش نے پوچھا گلشن کچھ ہمارے مطلب کی بات ہی عرض کی حضور بڑی خوشی کی جگہ ہی دشمنون پر آفت آئی فلک نے ساعت نیک دکھائی بی انور جادو آپ کی خالہ امان لڑائی مین قتل ہوئین مادر مہربان آپ کی گئی تھین لڑ ہین شکست کھا کے آئین طلسم کشا کو لوح محفوظ ملگئی بی ثمرات بھی عاشق ہوئی تھین مگر شاپور شیر دل نے بڑھیا نکلے ، ار باغ ثمرات سے لشکر لیکر آئے بی مرأت کو شکست دی اب بی مرأت پر سب حال آئینہ ہوا اب حضور سموم جادو بیڑا اُٹھا کر گئی ہی کہ مین لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی گرفتار کر دونگی یہ سنکر ملکہ شیشہ مو نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن مین تو قید مین بیٹھی ہون مین کیا تدبیر کرون دست و پا شکستہ طائر پر بستہ ہون یہ تو ظاہر ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن انکی معین و مددگار ہین یا عاشق زار ہین فنون سحر و ساحری مین کامل و اکمل اُنکی وزیرزادی نے اگر بی انور کو قتل کیا اب انکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ اُنکی حفاظت مین کوشش کرین اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم جادو پہونچی اور جاکے اُسنے کسی عیاری مکاری سے لوح لیلی تو جان اُنکی بچنا دشوار ہوگی بارہ چودہ خواصین اسوقت خیرخواہ نمک حلال حاضر تھین سب نے یہی کہا کہ حضور آپ ملکہ بران کو آگاہ کیجیے ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جاکر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی پھر بڑی مشکل ہوگی گلشن نے کہا حضور اگر خط دین مین تا بہ طلسم نور افشان خط حضور کا پہونچا دون ملکہ شیشہ مو نوش نے کہا اے گلشن مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات منگایا واسطے ملکہ بران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل حقیر ہجران دیدہ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ مو نوش کی عرضی خدمت مین پہونچتی ہی مرأت جادو نے سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہی ہمراہ خدا جانے ہو اسے گرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس پڑا گل سا چہرہ کمھلا جا

سواے حضور کے کون دستگیر ہی اس سے بہتر کیا تدبیر ہی جسطرح ہوسکے حضور اپنے کو تا بہ انجم حصار ہو پہچانین خواہ نامہ لکھ بھیجین اُس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہواے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب و لازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا — تھا جوشش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین — وہ دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری — ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
وہ دن سے شرمسار رہا اضطراب مین — پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
وہ بھی سُنا خیال سیاہی زلف سے — کچھ دم کو عکس سہ جو رواے فرار تھا
اس جسم پر غلیل کیا تو نے ای ہوس — دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
ہیبت سے تجھبہ گر کے مری جان نکلگئی — ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازوے قاتل یہ آفرین — جو زخم تھا بہ شکل شگاف مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی — مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
ای جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار — ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہوکے مین — مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پہ — میر افسانہ بھی ستم روزگار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی — مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اسکو لیلیا — سیدانمین زبان نکالی جو خار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور — مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے — آیا اُسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت — مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین — تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم — انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

ماجراے فراق انگیز مصیبت خیز تحریر فرما کر ملفوف کیا سرنامہ پر مہر ثبت کی اخیر مین یہ بھی تحریر تھا کنیز از جو

فراموش ملکہ شیشہ مے نوش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے
نامہ جھولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل
ہوئین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحر ساز آکر پہونچی مگر ہنستی ہوئی ملکہ بران
نے گھبرا کر پوچھا کہو ہوا کیا خبر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا
شاہزادہ والاقدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی انور جادو گرفتار کرکے لیچلی تھی اُس سے
مقابلہ پڑا آپ کے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور بقدر سہ طلسم سلندری در پیش ہے ابھی بڑا پس و پیش
ہے وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہے دل اُنکی مصیبت پر روتا ہے ملکہ
بران نے کہا اے شگوفہ جاکر مین قبلہ وکعبہ سے کہون فرمان اُنکا مہری دلوا دون وہ لیکر تم پاس مرأت
جادو کے جاؤ جسطرح بن پڑے اُس ملعونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادۂ ایرج نوجوان کے حوالے کرے
اگر اُنکے دشمنون کو کسیطرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مرأت کو سزائے کامل دونگی وہ اس طلسم کی تاجدار
ہین لیکن ہماری خراج گذار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر اسنے ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مرأت
بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیر زن یہ باتین کر رہی ہین اور قصد ہے کہ جاکر کوکب روشن ضمیر سے اطلاع
کرون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہو رہا ہے کبھی گھبرا کر فرماتی ہین اے شگوفہ بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اُنکے مزاج
مین جہالت ہے جو تو نے کہا ہے یقین کامل ہے کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے یعنی پہاڑ پر نہ ٹھہرینگے ہر چند کہ سفلہ مزاجی
اُنکی بہت ناگوار ہے تمھارے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بی انجم سے بھی محبت ہوگئی آخر انور جادو اُسکے
باغ مین گئی اُنکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کرلائی نہین معلوم کس طور سے میٹھے ہونگے شگوفہ نے کہا
انجم نے تو بڑا کام کیا پہلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریار کو لشکر سے پکڑ لائی تھی انجم نے سوزن
کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب
سحر چلے لیکن انور تو صاحب حیرت تھی سحر و ساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور
محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا بوا شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہوا ایک
وہ بے حیا اپنے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت زیبا دیکھکر پھسل پڑی ہوا اور انکے مزاج
کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھینگے وہ کیا جواب دینگے ہنسے اچھے کو مصیبت مین
پھنسایا اٹھے پھر اُنھین کا خیال ہے ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا جوانی مین اپنے پیچھے روگ لگایا

ساتنس بکھیرو کے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے اشعار مخفی

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست
بہار رفتہ و سر سبزی چمن باقیست

بہ پیش شمع رخت سوختم ز پروانہ
ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست

مقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند
کہ گر بخلد رود لذت وطن باقیست

اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم
ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست

ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی
کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

دیگر

زمزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا
منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا

قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا
غش پہ غش مجکو چمن مین تہ شمشاد آیا

جسنے نظارہ کیا صل علی یاد آیا
تیرے حصہ مین صنم حسن خدا داد آیا

بلبلین جام سے شوق سے کیا مست ہوئین
دام لیکر جو گلابی مرا صیاد آیا

خوش قدون سے دل وحشی کو تعلق نہوا
سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا

چالین رفتار کی سیکھا ہے وہ گل ای قمری
ٹھوکرون مین کوئی دن کو ترا شمشاد آیا

تونے ای دیو اجل اسکو نہ ماری قینچی
پر اڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا

رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک
سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا

فصل گل آتے ہی گلچین کو لیا پھندے مین
جال پھیلانے کو گلزار مین صیاد آیا

تونے ای دست جنون پانون نکالے یا تمک
ہتکڑی ہاتھ مین پہنانے کو حداد آیا

لے اڑی دل کو سوے دشت ہواے وحشت
پھر یہ جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا

دل پھنسانے کو لکھا اسنے وہ جال یہ خط
جعلسازی کی طرف پھر مرا صیاد آیا

قید خانے کا بندھا ہی چمن دہر مین رنگ
پھبتیون کے لیے کیون باغ مین شمشاد آیا

دم چرایا یہ قفس مین کہ کیا اسنے رہا
جعلسازی سے مرے دام مین صیاد آیا

روند کر لالۂ کہسار کو شیرین نے کہا
میری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے ہچکی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتون مین یہ جوش و خروش لگا صبر کیجیے دشمنون کی جان پر بن گئی

پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے پھر جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی بفضل خدا سے ابتو میری آمد و رفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جا کر خبر لا دیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑیگا ہماری جان بچنا دشوار ہی ہمارے مقدر مین کد و کاوش بیکار ہی اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ محلدار نے آکر عرض کی حضور در باغ پر ایک ساحرہ کمسن حاضر ہی کہتی ہی کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا ای شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہی محلدار ہی سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبرا کر کہا ای نیک بخت تیرا کیا نام ہی کسکا نامہ لیکر آئی ہی گلشن نے نامۂ ملکہ شیشۂ مے نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشۂ مے نوش کے عذر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر تھے بعد جسکے لکھا تھا ای شہنشاہ اقلیم ہمت و سخاوت و ای تاجدار ممالک جرأت و شجاعت ای دستگیر بیکسان و ای یاور غریبان واضح رائے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہی فلک کجرفتار دگرگون غدار آمادۂ مکر و کید ہی اس کنیز کی رہائی دشوار ہی اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے

شعر

چند دلا آرزو وعیدن گلزار را
وعدہ قیامت بود طالب دیدار را
لازمۂ عاشقی ست بر سر دار آمدن
بند گران زینت ست پای گرانبار را
ہر نفس از خون دل مرد طلبگار عشق
باعث افزونی است رونق بازار را

صحن قفس گلشن ست مرغ گرفتار را
کم ز برہمن مشو در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ بخارا زند
رشک گلستان کند سعرکۂ خار را
مخفی اگر نیست ست رہ گلستان غم

دل کہ گرہ شد بعشق از غم ہجران چہ باک
گر رگ جان میکند رشتۂ زنار را
سلسلہ در پا چہ شد نالہ زبونی کند
نالہ بود مرہمے سینۂ افگار را
رشتہ بگردن کشان از پئے جلاد عشق
کس نشناسد ز من سایۂ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھکے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشۂ مے نوش کے سوز و گداز ہی ہمیشہ سے عاشق و معشوق مین راز و نیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی لکھنے مین جا بجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمائیے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسائیے

آخر مین وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو برائے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار
کے گئی ہو اُس گلعذار کو اس ہوائے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا و قدر بچائے گلشن جاہ وجلال
مین خزان نہ آئے آفتاب اقبال روشن رہے ظل خدائے کارساز اس شہریار پر پر تو فگن رہے ماہ جرأت
ساطع اختر شوکت لامع دوست شاد ہوا خواہان گلشن عیش و راحت آباد بحق رب العباد اسکے بعد
دعاے ترقی حسن وجمال ملکہ عالم مین بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پڑھتی جاتی ہو فرمایا کیون شگوفہ
دعائین نہین تمام ہوتی ہین مجھے تو دعا یہ خوشامد سے دی ہو نام ہی سے ہمارے جلتی ہو گی شگوفہ
نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہو بران نے کہا کیون صاحب
دل مین تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم مین اور ملکہ بران مین کیا فرق ہو خیر اگر زندگی ہو تو فرق بتادونگی
سب صاحبون کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو
بلاے روزگار ہو ضرور جا کر دھوکا دیگی وہ تو بھوے سپاہی ہین کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی ای
شگوفہ مین خود جاتی ہون بے میرے گئے اب نہ بن پڑیگا مگر قبلہ وکعبہ کو اطلاع دہی ضرور ہو ای
شگوفہ ہم ایک عرضی لکھکر تمھین دیتے ہین تم خدمت مین قبلہ وکعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے
میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئین اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان ملکہ مرأت جادو کے بیان ہوتے ہین

مرأت بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہو مگر نہایت پریشان ومخوف ہو کہ ایسا نہو طلسم کشا
لشکر کشی کرے لوح محفوظ پا چکا اسکا روکنا دشوار ہو گا سب سردار کہہ رہے ہین بہت بجا ارشاد
ہوا بد ون تھے اس جوان نے صدہا ساحران غدار مارے اب تو لوح محفوظ پاس ہو یہ ذکر تمام تھا
کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوے حاضر خدمت ہوئی پایۂ تخت کو بوسہ دیا
ملکہ مرأت نے پوچھا کیون ای ساحرہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت
جادو نے بھیجا ہو انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہو اپنی مصاحب
خاص کو بلایا ہو ملکہ انور کا جواُس ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرأت جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر روئی
کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کو سامری جمشید نے اپنی خدمت مین بلا لیا اُس کنیز کا گلا تنگ جادو نام

تھا مرأت کو روتے دیکھکر پیٹنے لگی گھبرا کر پوچھا واری یہ تو بتائیے صاحب خاص ہماری بی بی کو
کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہی کیا نام ہے شہنشاہ افراسیاب کے ماہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا
جاہ و حشم اُسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انورالسیمی نہ تھین کہ ہر کس
و ناکس اُنپر دست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق افسونگری
مین شہرۂ آفاق مرأت نے کہا بی بران شمشیر زن دختر کوکب روشنضمیر آج کل اُنکے بڑے زور و
شور ہین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زورون پر چڑھے ہوے ہین گویا سامری جمشید سے بھی
بڑھے ہین اُنکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تنہا پاکر گھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلاے روزگار
ہی سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین اُنکی آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا لوٹ گیا
گلرنگ بھی بلک بلک کر روئی اور کہا اے ملکہ مرأت جا کر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرأت نے
کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہو گا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون
مرأت نے اُسوقت پرچۂ کاغذ اُٹھایا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اُسکے
بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا ایرج نوجوان کا اور پھر قید ہو کے جانا اور اب دوبارہ ہنگامہ
ہونا انجم ماہ رخسار کی شراکت سوزن جادو کی معیت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا آکر
قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے
دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فروکش ہی مین نے ایک کنیز کو روانہ
کیا ہی اگر اُسکا پنجہ قابض ہو گا کسی حیلہ سے لوح لیلے گی میرا ابھی ارادہ ہی کہ لشکرکشی کرون سب کیفیت
لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ
نامے کو لیکر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو پنج و ملال اُٹھا کے لشکر مین
آئی ہی یہ بڑا خیال ہی کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہی دیکھیے یہ دردِ سر کب ملتا ہی وزیرزادیان
عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہو گا طلسم صندل
تک پہونچنا کیا تحصیل ہی صندل جادو بڑی منتظم ہی اگر وہان کوئی جاے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے
کہا صاحبو جو اس ساربان زادے نے دریافت کر لیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ
صاف صاف کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہی عمرو کو قضا علیکم پر دسترس آتا ہو گا یہ باتین تھین گلرنگ

گھبرائی ہوئی آکے پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ رونے لگی کہا حضور کس زبان سے عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھولا مرأت جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پڑھکر مثل شعلۂ سرکش بھڑکی منھ سے دھوان نکلنے لگا غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جاؤ دیکھو ابھی انتظام کرتی ہون سب کو مشکین بندھوا کر بلواتی ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طیران فلک سیر جلد حاضر ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا تھا کہ چہکار سے اسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبلوا تنا اثر پیدا کر دو فریاد مین ٭ چاہیے منقار چٹکی لے دل صیاد مین ٭ حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین لگا تا ہی جلد جا اپنے کو صحراے حیرت مین پہونچا پہلوے صحراے حیرت مین کوہ فلک شکوہ ہی وہان پر کھڑے ہو کر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو سیر انام لینا کہ بلایا ہی یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے ہوش اڑگئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہی عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بہ شکل عجیب کریہ منظر خرس پیکر پشت پر چار ہزار جادوگرنیان ہزبر ہاے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد اپنے کو طلسم سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار حاکم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی ہی مگر لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اسکی مشکین باندھکر اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہوا ہالیان قلعہ کے آبادی کی تدبیر واجب ولازم ہی ملک ویران نہونے پاے سہمناک نے عرض کی لونڈی سمجھ کے اس کام کو کر گی یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ انجم حصار کے چلی لیکن ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فروکش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب کیا ہی لشکر مین چرچا ہی کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہ ہین وردیان تقسیم ہو چکین افسرون پر حکم قضا شیم صادر ہو چکا کہ کل صبحکو اٹھالہ بارگاہ کا لدیگا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو اگر نہو بچی صورت تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان

استادہ ہی اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین
سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشہ لشکر مین جاکر اُسکو زانہا عش
کا مارادہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اُسکی شکل بنکر تیار ہوئی
اس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین
کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن برا اور تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی
غازیان صف شکن تہور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر بصد کر و فر بیٹھے ہین مہتر شاپور
شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہی مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہی سموم جادو
ساتھ والیون مین ملکر سنہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہی کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات
رہے سے اثالہ بارگاہ کالدے بہیر وغیرہ روانہ ہوجاے ہم دن نکلتے نکلتے انشاءاللہ سوار ہونگے
عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد
ہی انور جادو ہمشیرہ مُراَت صاحب حیرت قتل ہوئی اسکا تدارک ہوگا یقین ہی کہ حیرت
جادو کو خبر پہونچے اور وہ خود قصد کرے تو عجب نہین اور اے شہریار آج ہمارے لشکر مین کوئی
آپ کی فکر مین آیا ہی دل کو یقین کامل ہی شام سے غلام کو یہی فکر ہی کہ آپ کے پاس سے جدا نہون
ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہی جسکو جس سے زیادہ محبت ہی اُسکو ایسے ایسے خیال
بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو سزا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہی غلام کو
ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی
حفاظت پُر ضرور ہی ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہی آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سنکر شاپور
بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہی کہ ساحری جمشید ہاتھ سے اس
سوذی فرزند عمرو کے بچائین کیا فہم و فراست ہی عقل سے کہتا ہی آپ کی فکر مین کوئی آیا ہی یہ نہین
جادوگرون مین ملی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے
ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اسوقت حاضر ہوسکا
مصروف انتظام ہی طلایہ وغیرہ مقرر کر رہا ہی آب و آذوقے کی فکر بوقت سفر کا ذکر سموم جادو
ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہی جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے ۲۰

نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علحدہ کر کے صورت بدلے ہوے بہ شکل ایک ساحرہ کے اندر
بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر لیٹ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپر کھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب
رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھاکر چہار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے
ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنہ خوابیدہ بیدار ہو یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر
چلی پردہ اُٹھاکر اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہی ایرج نوجوان کا بھی نعرۂ خواب بلند
پہلوے شاہزادے مین لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہو گئی سوچی
اسکو لینا واجب و لازم ہی اگر یہ قبضہ سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہی ملکہ مرأت
جادو ایک سحر مین اسکو دیوانہ کر دیگی تمام قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دیگی پس اسنے مقراض
جھولی سے نکالی ڈور الوح محفوظ کا کاٹا تختی کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کر کے
اس جوان کو بیکار کر دون پنجہ کمر مین دیکے لے اڑون لیکن ایرج نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہین
دیدۂ باطنی کھلے ہین اُسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن شمع انجمن عاشق خصال
حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لاتی ہین ایرج نے مسکراکر فرمایا ای شہنشاہ اقلیم
خوبی وای تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکاکر فرمایا تمھارے دیدار فرحت آثار
کا قلب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سر پر کون
کھڑا ہی ایرج نے گھبراکر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہی
کچھ سحر پڑھا چاہتی ہی پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہی نعرہ کر کے ایرج نے چاہا
اُٹھون سموم جادو نے سحر کیا ایرج اُٹھتے اُٹھتے گرے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلون
انجم نے نعرہ کیا گولہ سحر کا مارا ایرج کو چھوڑ کر یہ الگ ہوئی مگر بہ سبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر
نہ کی انجم نیمچہ کھینچکے اُٹھی کہ جا پڑون سموم جانتی ہی یہ شاہزادی مین کنیز یہ عقل مین بد تمیز اسکے
سحر کو کیونکر روکونگی لوح محفوظ نکالکر چمکادی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین سموم جادو سوچی کہ
اب میرا نکل جانا بہتر ہی لیٹی کہ نکل جاؤن یہ تو ملحوظ خاطر ناظرین ہی کہ انجم لوح محفوظ کو دیکھکر گری ایرج
مبتلاے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیر دل جو بہ شکل کنیز پڑا ہوا سو رہا تھا

اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہی انجم زمین پر گری پڑی ہی
لوح محفوظ اُسکے ہاتھ مین جاہتی ہی پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
اپنی جگہ سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اُس ملعونہ کے پڑے ارے کہکے
بلٹی شاپور نے جھٹکا مارا سموم خم ہوئی شاپور نے حباب مار دیا یہ ملعونہ لڑکھڑا کر گری نعرہ ہوا سنم شاپور
شیر دل لیٹ کے خنجر مارا سموم کے خنجر دو سار ہوا صداے گیر و دار بلند ہوئی ایرج کے حواس درست
ہوئے انجم ماہ رخسار اُٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہی آواز آئی کشتی مرا نام
سن سموم جادو و بود انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز ہی پہاڑ پر سے سختی اُٹھا کے بھاگی تھی مرنے سے اسکے اندھیرا
چھایا ہوا ہی شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہی اسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہی لشکر مین
بھی ہلڑ ہوا سردارون مین براے سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگامہ سنکر سب دوڑے قضاے کار ابھی تک
لوح محفوظ قبضۂ ایرج مین نہین آنے پائی شاپور چاہتا ہی تلاش کرون چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی
لکھے پر پا ہی اس وجہ سے نہین سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہی اُسی وقت سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت
جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے بر روے ہوا چمکی اُسکے بھی کان مین آواز آئی کہ کشتی
مرا نام سن سموم جادو و بود وہین سے نعرہ کرکے گری سحر کرتی ہوئی عین بارگاہ مین ایرج کے
اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر ہٹا لوح نہ اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے
پاس لوح محفوظ تو موجود نہین ہی سحر نے اُسکے بخوبی تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیان اسکی گر پڑین ایرج
کو قبضہ مین کر لیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوئے دیکھا اسنے
اپنے قبضہ مین کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان غیرون کے قبضہ مین
ہوگیا کلیجہ منھ کو آیا کئی کنیزون کو جھپٹ کے مارا اب تو سب سردار پہونچ گئے ایرج نوجوان قبضہ مین
سہمناک جادو کے آگئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہی شاپور نے کئی جادوگرنیان حلقہاے کمند سے
مارین دو چار کو حباب بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقۂ روغن نفط مارا جسپر قطرہ
پڑا اجل گیا کبھی خنگی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فطرتین کر رہا ہی جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح
ایرج نوجوان پر قبضہ نہین ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہین آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ
پا چکی ایرج بھی قبضہ مین چاہتی ہی لڑ بھڑ کر نکل جاؤن ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہی تمام جادوگرنیان

قلعہ انجم حصار کی آمادۂ مرگ مہیاے تھا چار جانب یہی لہر ہی کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کرلیا
لوح محفوظ اُس ملعونہ کے قبضہ مین ہی خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت
ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب مدد بھیجی ہی سہمناک جادو آتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
شاپور نے بُرا کام کیا سموم جادو کو مارا لیکن جلدی مین لوح محفوظ کو قبضہ مین نہ کرسکا اب سہمناک
جادو نے شاہزادے کو گرفتار کرلیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار جانبازی کر رہی ہی سہمناک جادو رہنے والی طلسم
ہوشربا کی یہ کسکو مانتی ہی انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہی یہان تو لڑائی کی یہ صورت ہی کہ سہمناک جادو
ایرج کو قبضہ مین کرکے لڑبھڑ کے کنارہ لشکر تک آپہونچی ہی چاہتی ہی کہ نکل جاؤن انجم ماہ رخسار جانبازی
مین مصروف ہی مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ کرکے خدمت مین مراُت جادو کی پہونچی عرض
کی حضور قتل ہوا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار گذرا سہمناک جادو کو فوراً برائے گرفتاری طلسم کشا
روانہ کیا یقین ہی وہ پہونچ گئی ہون ای ملکہ عالم اگر آپکو لڑائی فتح کرنا منظور ہو تو فوراً سوار ہو جیے مراُت
نے حکم دیا لشکر مین قرنا ہوا اُسی وقت لشکر تیار ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلی مراُت جادو و بادشاہ طلسم سکندری
فنون سحر مین طاق مشہور آفاق گولے ترنج نارنج ہاتھ مین لیے کل ساحر پشت پر ایک ایک سامری عہد جمشید
زمان اس شوکت وشان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہان سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہی
انجم کو زخمی کیا آگ برسادی صدہا کو قتل کرڈالا اب کوئی جادوگر مُنہ پر نہین چڑھتا صف سے آگے نہین
بڑھتا ایرج نوجوان کو ارابے پر سوار کرلیا لوح محفوظ رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ لی جب سحر کرتی ہی
کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر ٹکرا کے مر گئے اب لشکر ایرج مین ہنگامہ برپا ہی
سردارون کے پانون اکھڑ چلے انجم بھی زخمدار بیقرار ہی کہ یکایک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان سے آواز آئی
سنم ملکہ مراُت جادو و بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا مگر مقدمہ سحر و ساحری
کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہی ڈرتا ہی ایسا نہو کہ مین بھی گرفتار ہو جاؤن اب جو شاپور نے سر
اٹھاکر دیکھا مراُت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیر خواہ نے آقاے نامدار کے
نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مراُت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہی اب شاپور بدحواس
ہوا یقین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرتے شاید آقا کو چھوڑاتے گوہر مراد پاتے لیکن
اب غالب ہونا دشوار ہی لڑنا بھی بیکار ہی بلکہ چلکر انکے جد عالی تبار سے اطلاع کردو وہ مالک

اسم اعظم صاحب شوکت وحشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کرسکیگا مگر ای شاپور تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک ہم جائین صاحبقران کو یہان تک لائین گھر بھر مین خاتمہ ہی لوح محفوظ قبضہ سے جا چکی جسپر دار و مدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب ٹلنا بیکار ہی مین لڑ بھڑ کر جان دو اپنے کو ظاہر کرو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی زخمی ہو چکی ہی زمین پر گرا چاہتی ہی شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا اور کہا کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہین ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہا کیون ای ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کرین انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا ای برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار نے اپنی قدرت سے پہونچائی تھی اُسکا یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے آئی ہی نہایت زبردست ہی ای برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مراُت جادو بھی آپہونچی ہم ایسی لڑائی کا بار نہ اُٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ نہ پلٹونگی تم نکل جاؤ جاکر انکے قبلہ وکعبہ جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کرنا یا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع ای شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہی بلا یک شاپور نے دیکھا کہ اب فوج مراُت جادو بھی زمین مین اُترنے لگی اور انتہا کا بلوہ ہوا مراُت کا تخت ایک مقام پر ٹھہرا آواز دی او انجم ماہ رخسار نمکحرام تو نے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر مین عرض پرداز ہوتی خود شہنشاہ ذی شوکت تشریف لاتے ادہر کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانون کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر جاکر ایک دن مین سب کا خاتمہ کردُنگی یا اُن سب کو گرفتار کر کے خدمت مین آفتاب نامدار افراسیاب عالی وقار کے بھیجدُنگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہی کیسی نمکحرامی جو تجھ سے ہوسکے ہرگز قصور نہ کر ہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والاقدر کے نثار ہی ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا جواب دیا ملکہ مراُت جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی ای ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہون یہ کہتی ہوئی مراُت تخت سے کود ی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہی اور ایرج نوجوان کو اپنے قبضہ مین کر چکی مراُت جادو نے قصد کیا ہی کہ اپنی جراُت آئینہ کرے دو کلمہ ملکہ شیشہ مے نوش کے سنیئے یہ گرفتار محبس رنج و مصیبت

اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش باغ مین شنجر جادو کے قید ہی کنیز کو نامہ دیکر
خدمت مین ملکہ بران کے روانہ کیا جسدن سے یہ بیچاری قید تھی شنجر جادو یا تو بیجیا ملکہ سے بات
نہ کرسکتا تھا یا قصد کرتا ہی کہ مین اس محبوب جانی یار جادو وانی پر دست اندازی کرون چونکہ چند کنیزان
خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شنجر جادو جز کی بات نہین کہ سکتا تھا مگر صورت زیبا
دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہی ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سے ہین سر جھکائے بیٹھی رہی ہی
یکایک گلرنگ کنیز طلسم نور افشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے
مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے حیلہ سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ بران
شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار دربار دیکھا کنیزان شاہی کا غرو
وقار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے
چھین لینگے اور کیا عجب ہی کہ خود سوار ہوکر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہی
بڑے قیامت کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس شیر بیشۂ جرأت کے نام کے
عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑ چلے کوکب ممنون و مشکور ہی خدانخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک
موے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نور افشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نچھوڑینگے بی
مرأت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند
ہوئین ملکہ نے گھبرا کر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا قیامت ہی کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا
گلرنگ گئی ہانپتی کانپتی آئی عرض کی حضور ملکہ مرأت جادو آپ کی مادر خوش خو بڑے کر و فر
سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہی ہر وقت یہی ذکر ہی سنا ہی بادشاہ
ہوش ربا نے ابھی کچھ فوج براے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہی پس یہ بھی بحکم شہنشاہ مع لشکر روانہ
ہوئی ہین یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ شیشہ مے نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے
تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہوتی وہ ادھر کا
قصد کیون کرتے ابھی بی مرأت کو شکست دی زخمی ہوکر آئین اسیطرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے
لشکر مین چلے جاتے اس اقلیم مین کیون ٹھہرتے یہ تو خبر تمکو ملی کہ فرماتے تھے کہ اس بے نصیب کو مین
بے رہا کیے نہ پلٹونگا اسی وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی

اس ہنگامہ مین اپنے کو پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کار نمایان کیے اول سوزن کو مارا قید سے اُنکو چھڑایا انور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہی کیون ای گلرنگ کوئی جادوگرنی ہوش ربا سے آئی ہوگی اُدھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شنجرف جادو آپکی والدہ ماجدہ کارازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھ سے کہا کہ ملکہ کو راضی کردو ہم قید سے چھڑوادین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شی اس ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا منھ لگا دیجیے فوراً حال دل کہدے گا حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا ہی اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی ملے غنچۂ آرزو کھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش کرین اسوقت شہرہ ہو کہ ملکہ شیشہ مو نوش چونکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لاکر دی ملکہ نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اُس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُسکی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون کہ حرامزادے کے ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان مین ہان ملاتی جایئے مین سمجھ لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ تمکو اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اٹھی شنجرف جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ گل و ریحان مین مصروف گلرنگ نے آنکر سلام کیا شنجرف نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے کہا بیٹھ بھڑوے تجھے ہماری کیا قدر ہی تمنے ہمسے کچھ کہا تھا ہمنے اُسکی فکر کی شنجرف خوشی مین آکر جھومنے لگا کہا گلرنگ اگر اسکو راضی کردے تو تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا ہمنے راضی کرلیا لیکن آہوے وحشی ہی کمسن ناکتخدا نام سے مرد کے ناآشنا چلکر صحبت شراب و کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئینگے تم مردوے ہو راضی کرلینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیری سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سر بھی حاضر ہی شنجرف خوشی خوشی اٹھا گلرنگ نے کہا بھڑوے گدھے لباس تو عمدہ پہن لے چنبیلی کا تیل تو میسر ہوگا چراغ کا لیکر لگا لے ڈاڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کرلے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شنجرف جادو ان باتون سے پھولا نہین سماتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے

کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ کرو گلرنگ دوڑی ہوئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا گلرنگ
کیا کچھ پڑا پایا عرض کی حضور انبار رنگ جما یا دیکھیے پھر وہ ان بھن کے آتا ہی بحکم باغبان قضا و قدر آج
اس شنجبر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے ❁ باتین تھین کہ شنجبر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا
ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر گلرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہین تمھین ہمارے مزاج سے کیا
کام شنجبر نہال ہوگیا کہا ملکہ عالم مین تو تابعدار ہون پھر گلرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہین اپنی
جورو کے تابعدار ہوگئے اب گلرنگ نے باتون مین لیا چرچا شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام
جو شنجبر جادو نے پیے نشہ مین ہاہا ہی ہی کرنے لگا ملکہ شیشہ مے نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلرنگ
نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شنجبر جادو کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ
یہ تو پہلے بتلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوگی مرأت جادو تو کہتی ہین کہ قید مین مار ڈالونگی ابتر کون
حاکم ہی شنجبر جادو نشہ مین بول اٹھا ای گلرنگ اگر بی مرأت میرا کہنا نہ مانیگی بہت پچھتائیگی دم بھر
مین طلسم کو برباد کرا دونگا سلطنت کو غنیمت جانین مجھ سے بگڑنا مناسب نہین گلرنگ نے کہا میان
شنجبر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے مین ہین اب انکو قید سے چھڑا کے اپنے محل مین لیجاؤ گے خاص محل بناؤگے
شنجبر نے کہا ہی گلرنگ ملکہ عالم کو مین اپنی آنکھون کے پردے مین رکھونگا گلرنگ نے کہا تو بڑا گدھا
بیوقوف ہی آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دوگے شنجبر نے کہا مین صاف کہدونگا
دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی ای ملکہ مرأت اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے صاحبزادی آپ کی سیرے گھر
مین ہین آپکا داماد ہوا کل انتظام کرونگا یقین تو ہی کہ اس بات کو سنکر خوش ہوجائین اگر کچھ ناراض ہونگی
اسی وقت طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت ہی کہ طلسم فتح ہوجائے شنجبر نے
کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ شیشہ مے نوش بھی بول اٹھی کہا
وہ لوح کہان ہی اُسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلان رکھا ہی بجائے قفل جسمین مار سیاہ لپٹا ہی اُسمین لوح
طلسم اسکندری ہی کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحرون کے ہوش گم ہوتے ہین گلرنگ نے کہا پھر
اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شنجبر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ قفل مار سیاہ
ٹوٹے اندر اُسکے لوح طلسمی ہی کسکی مجال ہی جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے بی مرأت سے
لڑونگا مین خود طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا صاحب پھر تمسے کیا انکار ہی ملکہ کو اشارہ کیا گلرنگ نے

گوشہ مین جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سودۂ الماس شراب مین ملایا خوب اس شراب کو خراب کر کے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ مئ نوش کے دیا کہا او شجبر ملکۂ عالم اپنے ہاتھ سے جام مرحمت فرماتی ہین شجبر باغ باغ ہوگیا اُٹھ اُٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجبر اب تمکو اختیار رہی ہے تمھارا کام تمام کیا جسکی فکر مین تھے اُسکا آج انجام ہوگیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہوگی ٹانگ پھیلا کے سو رہنا نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیرخواہ نپاؤ گے ہماری قدر نہ کی تو بہت پچھتاؤ گے شجبر ہان ہین کرتے کرتے وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اُٹھا کہا ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹ رہا ہے دم نکلا جاتا ہے گلرنگ تو نہایت عقیل ہے اُسنے کہا ای شجبر ہمارا بھی یہی حال ہے دم گھبراتا ہے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے شجبر گھبرا کر اُٹھا اُٹھنے اُٹھنے تک ہوئی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گرنے لگے شجبر اوک رہا ہے ڈانک رہا ہے گلرنگ نے قریب آ کے ہاتھ تھاما کہا ای شجبر تو شیدا ہو شجبر نے کہا ای گلرنگ اب دم نکلا چاہتا ہے کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہکے اُٹھا ایک چمن مین جاکر منھ کے بل گرا ایڑیان رگڑنے لگا اسوقت گلرنگ نے دل کو مضبوط کر کے اسکے شکم مین ایک خنجر مارا شکم چاک شجبر کا قصہ پاک بیخ ظلم و بدعت کھدی شاخ البغض و حسد کٹی شجبر کبر و نخوت سے یہ شجبر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہوگیا نخل جلنے لگے بید کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سر زمین پر ٹپکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پر کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی آنکھ لڑانا بھولی شبنم پر اوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد کلیجہ مین درد گلاب عرق عرق دریاے خجالت مین غرق آندھی سیاہ اُٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی صداے مہیب آئی شیشہ مئ نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل از سیاہ ٹوٹا پڑا ہے کہا حضور جلدی یہان تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا ملکہ شیشہ مئ نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہے یا ستارۂ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ نے کہا ملکۂ عالم اُٹھائیے ظاہر اثابت ہوتا ہے کہ یہی لوح طلسم ہے ملکہ نے اس تختی کو اُٹھایا خوشی خوشی دامن مین لیا کہا ای گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر کیسے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چالیس

کنیزین اس مقام پر موجود تھین وہ ہمراہ ہوئین اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جسنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہو گیا ملکہ
اقرار دیتی ہوئی جاتی ہو کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ لشکر کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار
ساحران غدار ساتھ ہو لیے یہ بھی خبر اڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بغض وحسد قلم ہوا قلعہ
سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی اور ہمراہ ہوے رہبری کر گئے طرف قلعۂ انجم حصار کے چلے
اب ناظرین حال قلعہ انجم حصار سماعت فرمائین وہ وقت ہو کہ سہمناک جادو و مرأت بدخو نے
قیامتین برپا کر دین ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور چور قریب ہو کہ گرفتار ہو جائے شاپور
سائیس نحل کے کھڑا سر پیٹتا ہو کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہو عرض کرتا ہو ای رب
دو جہان وای خالق الانس وجان میرے آقا کو بچالے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم
ماہ رخسار زندگی سے ناامید اہالیان فوج بھاگے جاتے ہین شہر والے خاک اڑاتے ہین یکایک
آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین دیکھا پہلوے کوہ سے چودھوین رات کا چاند جسکی
تڑپ سے ضیاے نیر اعظم ماند سب حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر
پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مشغل ہیمہ خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرأت
جادو کو حیرانی دریاے آتش کی طغیانی اٹھا کر ایک گولہ مرأت جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے چھناکے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوگئے
چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین بھرائی ناریون کا ستارہ گردش مین آیا چاند نے خود
برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا بجیاؤن کو پیچ وتاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے عرصۂ
دراز تک اندھیرا رہا صدائین ہاہو کی بلند زمین متزلزل آسمان متحرک بعد عرصۂ دراز گردش زمین کو
سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہ تابان فلک حسن وجمال بدر درخشان آسمان جاہ وجلال نیر
برج جلالت آفتاب عالمتاب سحاب منزلت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال
پر سوار فوج جاہ وحشم ہمین ولیسار سطوت صولت دبدبہ جرۂ بے نظیر سے آشکار نامی ناہد القہر
وغضب تمام نعرہ کیا نعرۂ بران
مثال جوانمرد لشکر شکن
منم دختر کوکب ذی وقار
لقب گشت بران شمشیر زن
منم ذی حشم صف شکن ناہداس
سہمناک جادو و مرأت جادو
نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار

کا بازو دیکھا ماہ انجم کہتی ہی یا تو مجھپر غش طاری تھا یا کسی نے دستگیری کی قلب مین قوت آئی روح
کو راحت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرما رہی ہین ای انجم ایسی گھبرا ئین
ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے مسکرا کے فرمایا صاحب مین تمکو کیا جواب دون ماشاء اللہ
خوب لڑین کیا کتنا بڑا کام کیا لڑنے والون مین خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی یہی تو نوبت
تھی کہ حضور ہماری خبر لینگی ان بجیاؤن کے ہاتھ سے بچا لینگی عین وقت پر آئین سرفراز کیا آپکی
جرأت پر مردان عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف
کی ضرورت نہین ہی لڑائی مین مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران
کے سہمناک جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرأت جادو کے آئی کہا ای ملکہ عالم ای حاکم
طلسم اسکندری اب ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست سقر ریکیے دختر کوکب آ پہونچی سحر کا
اُسکے ہوش ربا مین شہرہ ہی نہنگ بحر جرأت نام ہی برائے اہیان سحر دام ہی کس زور شور سے اُسنے
دریائے خونروان کو سایا پل پر یزدان کو توڑا اس جوان سے شاید کسی طرح کا لگاؤ ہی کہ طلسم
نور افشان سے یہان تلک آنا ہمکو اپنی جرأت دکھانا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہی ایرج
کی قید کو چھپاؤ مین بڑھ کر دختر کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکلجاؤ مین بھی لڑ بھڑ کر
چلی آؤنگی یا اس نہنگ بحر جرأت کو دام مکر مین پھنساؤنگی لیکن حقیقت مین بلائے روزگار ہی
اسپر پنجہ قالیف ہونا دشوار ہی اب مرأت و سہمناک نے بڑھ کر صفین باندھین گرد ایرج
نوجوان کے کئی ہزار جادوگر سقر ریکیے سحر ہونے لگے بران شمشیر زن کے پہونچتے ہی اہالیان
انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقیبان فوج آوازین دے رہے ہین ای مردان
بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ سست جنگ باید کرد * کوشش تمام و ننگ باید کرد
مرنے والے آوازین دیتے تھے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے * زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی ہوائے گرم چل رہی ہی آتش
سحر چل رہی ہی ملکہ بران کے ہاتھ مین اختر مروارید جو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینون کو توڑ کے
نکلگیا اس ماہ تابان کا اختر لعبدگر و فر چل رہا ہی سہمناک و مرأت بھی اسی فکر مین ہین کہ کسی
تدبیر سے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرین کشان کشان سامنے افراسیاب کے لیجائین

برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہرچند کد و کوشش کرتی ہین کہ سہمناک کو گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہانتک رسائی ناممکن گرد شاہزادے کے ہزارون دشمن اژدران سحر ماران سیاہ ہیبت اپنی دکھارہے ہین تختے زمین کے تھراتے ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرأت جادو حیران کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچین مرأت جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھکر گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن بہ تعجیل تمام تخت ملکہ شیشہ مینوش اترا مرأت جادو نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شنجر جادو کہان ہی ملکہ شیشہ مینوش نے جواب دیا اے مادر مہربان شنجر ظلم و بدعت کو مین نے قتل کیا مین نے کہا او بیحیا میری مادر مہربان لڑنے گئی ہین یہ میرے دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمہ عظیم پہونچے مین زندہ ہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہی وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اُس نامرد کو قتل کیا اب آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتایئے اپنے ہاتھ سے مار ڈالون ملکہ میری بدنامی ہے لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہو گئی ہی کسکو گوارا ہو گا کہ ماں باپ پر صدمہ پہونچے ملکہ مرأت جادو نے جو یہ باتین ملکہ شیشہ مینوش کی سنین بست ہو گئی پکار کر کہا مین صدقے بیٹے بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اُٹھائے نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ برس درد کھائے موت کی لذت زبان پر ہی صدقے سے سامری کے جوان ہوئین تم نہ خیال رکھو تو کسکو خیال ہو گا بھلا ہی شفقت گا کسکو ملال ہو گا وہ دیکھو سامنے قیدی موجود ہی تمھین قتل اور خبر قتل کا اختیار ہی میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ مینوش بہت اچھا کہتی ہوئی تیغ کھینچے ہوے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے جاتی ہی جسوقت کہ شیشہ مینوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی سواری آئی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرأت جادو ہی مگر تعجب یہ ہی کہ جرم عشق ایرج نوجوان مین قید تھی یا اب آمادہ قتل ایرج نامدار ہی ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا اسمین بھی کچھ اسرار ہی یہ تو مجھ بی آگاہ ہین کہ اسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا

یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دبادو الا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ و جدل
ہی مصیبت طلسم کشا مین دل بیکل ہی شیشہ می نوش قتل کرنے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو
بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ می نوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحر ہین سہمناک کے مبتلا حیران
پریشان ارابے پر بیہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب سے
زیادہ گلرنگ مصروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ می نوش نے بڑھکر لوح طلسمی
نکالی گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرأت نے دور سے دیکھا کہ شیشہ می نوش یا تو قتل کرنے
کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشہ جرأت اپنے مقام سے اٹھا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صدا
شیرانی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان ٭ ملک ایرج آن آفتاب سنیر ٭ کہ صاحب اہتم وآفاق گیر ٭
ہنر پرور مان و نبرد آزما ٭ جری صف شکن شیر دشت وغا ٭ سنم فارس عرصہ کارزار ٭
گل گلشن قاسم نامدار ٭ نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہزبر بیشہ جرأت
آمادہ حرب وپیکار ہوا سب نے دیکھا لوح طلسمی گلے مین مثل ستارہ سحری چہرہ آفتاب عالمتاب بست بر دست
مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رشک عقاب ایرج لڑتے ہوے آگے بڑھے ملکہ شیشہ می نوش
مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج مرأت نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور شاہزادی
لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنا دی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا
نعرہ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و
کوکب شش جہت افروز جہانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آلسیمن نگاہین چار ہوئین سنان ہاے مژگان
دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کے اپنے
کو قریب ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچائین مگر لوہے کی دیوارین بنی ہوئی ہین ہر صف پر
تلوار چل رہی ہی ملکہ شیشہ می نوش کو جادوگرون نے چہار جانب سے گھیرا ہی مرأت جادو
کی آنکھون مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا سحر گاہی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت
نے لوح کیونکر پائی شیر جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہو گیا
کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ می نوش نے حوالہ کردی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا
ادہان ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن سے پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان

کے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر عین گرمی جنگ مین یہ اشعار عداوت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتش عشق تو بلبل ور دل پروانہ را — بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را
از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل — عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانہ را
دیدہ را از لخت دل گنجایش اشکے بماند — تا بکے لبریز خون دارم من این پیمانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن — کاش افشا کردۂ از راہ شفقت خانہ را

کبھی ایرج کی زبان سے یہ اشعار جاری ہوئے اشعار

زیادہ جبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھونکو
کہ میرے سینہ مین دم اے نگار تھوڑا ہی
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے
کہ اب نگاہ مین وزن شمار تھوڑا ہی

سحر کو غنچہ کھلا وہ بہر کو تھا سو کھلا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
پھپھولے سیکڑون قلب صنوبری مین پڑگئے
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی

کمال شوق ہو دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفہ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال بس اب کم ہی پوچھتے کیا ہو
وہ سرو دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کے وہ کاٹا ہی روز ہجر قبول

اسطرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن

مسکرائین ملکہ شیشہ مہ نوش کی جانب اشارہ کیا شیشہ مہ نوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے جاہ و جلال حسن و جمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جہان آرام حمت فرمائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران و ایرج نوجوان سے آپسمین اشارے کنایے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑسکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم ماہ خسیار سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر و افسونگری کے گل و کھلا دیے ایرج نوجوان جسم غول پر جاپڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کردیا سحر اُسکا باطل ہوگیا ضرب تیغ بید ریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو سہمی ہوئی لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی یہ اُسپر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہی اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا پھرتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان وفتر ساحران کو اُلٹ دیگا چہرے کسیکے لاکھون کٹھری ہوچکے تنخواہ بیباقی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہی اتنے ہی عرصہ مین ساحر

بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت و صولت کے زمین کانپی سہمناک خائف ہوکر
سوچی کہ مین نکل جاؤن جاکر ملکہ حیرت کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش ربا سے
زیادہ آج یہان کا طور دیکھا یا تو یہ مصیبت چشم زدن مین در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانون
کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی
اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھین سہمناک جادو پر نگاہ پڑی کہ اُسنے فوج
انجم ماہ رخسار کو ستھراو کر دیا ملکہ بران نعرہ کرکے جا پڑی کئی ہزار ساحر اُف کرکے پھونک
دیے سہمناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکراکر برق چمکائی سپر
اس ملعونہ کے پڑی ہر چند چاہا روکون نہو سکا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہونچین
چاہا کہ اس بیحیا کا سر کاٹ لون اُسنے گولہ اُٹھاکر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہمناک
جادو چرخ مار کر اڑی کہ نکل جاؤن شیشہ مُرنوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم
ماہ رخسار نے بھی آواز دی کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادۂ والاقدر نے
کمان کیانی دوش سے آتاری تین بھال کا تیر ترکش سے نکالا سیسر کمان کا گرکا عقاب تیر پر تولتا ہوا
چلا چونکہ سہمناک جادو پر تولتی ہوئی تھی تیر نے دوسرا ترکش تلاش کیا بڑے مقام پہ پڑا گدّی
کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ شیشہ مُرنوش نے بڑھ کر لوح جھولی
سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا
نام سن سہمناک جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم مرأت جادو
یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہی
اب چلکے اپنے قلعہ مین داخلہ کردن بڑے بڑے پہلوان بھی سپرے خراج گزار ہین ساحر بھی
بڑے بڑے مکار ہین کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سہار
بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی بھاگی تمام فوج سہمناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی
ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا کہ اب تیر اٹھہرنا مناسب نہین ہی دل
کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر
دور سے کچھ آنکھین اشارے کناے ہوئے ایرج کا ڈب سے اشارہ کرنا کہ آج کی شب رنجاؤ

ملکہ کا انگلی دانت کے نیچے دبانا کہ جسکے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہے دام محبت مین اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین تو دو دو چاہنے والے ساتھ مین جو مخل صحبت ہو اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہے پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے ملائیگا اس لڑائی کا ذکر جا کر ہم اپنے والد نامدار سے بھی کر دینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو فلک ہر دم درپے سرکشی ہے ہوش ربا مین بھی سامان لشکرکشی ہے وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہے وقت مین سر پھیرنا بُرا قصور ہے ایسے ایسے اشارے کر کے سنگ صبر دل پر رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین مراث جادو نے شکست کھائی طرف قلعہ طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہے اسی جوش وخروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہے اگر لشکر جمع کر لیگی مشکل پڑیگی اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین انکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح کی تدبیرین کریگی اُسکی سلطنت مٹتی ہے مراث جادو تخت اڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے مراث جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا عرض کی اے شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھڑتے چلتے لیکن سب ملازمان جانباز حضور کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا اب حضور کو اختیار ہے بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹنے کا بہت سامان لشکرکشی ہوگا آخر ایک صحرائے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت تکلف سے لشکر کو اتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان و شاہپور شیر دل و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے زخمیون کی زخمبندیان ہونے لگین اب یہی قصد ہے کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم سکندریہ کے کوچ کرین مراث جادو سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرأت کو اس حال مین چھوڑیے وقت پر حال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان دُرِّ بے بہائے صدف قلزم عیاری و نہنگ دریائے

زخار طراری ہنر بردشت جرائت رستم رزمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار یعنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ افراسیاب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوے پہونچنا تا بہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلا دے
بیتاب ہون درد سر مٹا دے
ساقی لانا شراب سرجوش
پھر آپہونچے ہین حضرت ہوش
لانا بنت العنب کو لانا
جتنی ہو شراب سب ہی لانا
دریا نوشون کا سامنا ہی
دو چار خمون کی اصل کیا ہی
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
دس پانچ برس اُدھر کی دینا
وہ مے جو ہو بیمثال سب مین
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جو سرخی روے یار کی دے
جو بو عرق بہار کی دے
جسکا مارا مرے تڑپ کے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام
وہ زہر کہ جسکا ہی دوا نام
جسکا اک نام ہی ادا است
جسکا دیوانہ ہی سدا است
ہر نشہ سرور جسکا وہ مے
متوالا ہی سور جسکا وہ مے
تابان ہی جو آفتاب کی طرح
دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
شیشہ ہی جسمین پری کا مسکن
جسمین پھول کا سپیدہ ہی گلشن
جسپر میری طبیعت آئی
جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو اسکو
کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آپہونچی جو دخت رز پری چہم
کیا مہر نے ذرہ پروری کی
آمد ہوئی بزم مین پری کی
وہ آئی کیا مُراد آئی
مطلب نکلا مراد آئی
بے منت خلق و خوف انجام
ملنے لگا لب سے لب لب جام
پھر تو تن تن کے یان تلک پی
خالی ہوے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ اپنا رنگ لایا
لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا

چہرہ سیاحان صحراے طلسمات تحریر و تقریر و فتاحان مرحلہ جات تسطیر دلپذیر منازل پر خار مضامین فرحت آئین کو یون طی کرتے ہین شعر سعدی برمن کہ صبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ٭ ای مجلسیان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند کمین برزہ درایان
خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
شور زغن و زاغ بلند است درین باغ
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج دانائے رمز بیان نو لیسندہ این قصہ دلستان سابق مین تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا برق کو زنبیل سے نکالکر سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو مین روانہ ہوے افراسیاب جادو نے نامہ بنام صندل جادو تحریر کر کے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوئے اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجاے خواجہ عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اُسکی روشنی سے نقب کو طی کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب بیدار ہو کر آگاہ ہو جائے ابھی آکر گرفتار کر لے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہی مگر معبود حقیقی سر پرست ہی ہمارا معین و مددگار بڑا زبردست ہی مصیبت مین وہی پروردگار مدد کریگا وہی اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو بدحواس چلا جاتا ہی ہر قدم پر پانون لڑکھڑاتا ہی اپنے معبود کا نام لے کر سنبھل جاتا ہی افتان خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بہ مشکل تمام نقب سے نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب ہین کہ طائر وہم و خیال کے پانون تھکتے ہین طی کنندگان منازل مصیبت کو سکتے ہین چند قدم رہبری کی بعی پلٹ کے دیکھا اُس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ ہنسے بڑا کیا اس نقب تنگ و تاریک مین اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل مین ڈالکر چلے آئے ہمتو ہر مقام پر بسر کر لیتے مگر اسد غازی کو کیون لانے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑتے جب نشان لوح دریافت ہوتا بلوا لیتے اب لیا پلٹ جاؤن ہاے کسکو جا کر روے سیاہ دکھاؤن سردار کہین گے عمرو کا جی چھوٹ گیا ساری شفقتین خاک مین ملا دینگے اس سوچ مین عمرو راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا گرمی صحرا مین شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہواے گرم چلنے لگی ہر جھونکے سے منہ پھنکا جاتا ہی نقیب گردباد دورباش کی صدائین دیتے ہین کہ ای آیند و روند کیون اپنی جان دیتا ہی اس صحرا سے گذرنا دشوار ہی یہ آتش بیکار ہی ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک ہین لیکن تباہ و برباد زیر افلاک ہین برباد کین ناموس و ننگ لباس خاکساری سے تنگ اس منزل جادۂ فنا

سے نہ بچ سکے آخر بیابان مرگ ہوے عمرو بوندلون کو دیکھکر گھبراتا ہی ہرچند کہ وہ انکی تعظیم کو اُٹھتے ہین
انکا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی موت کا سا سنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش رہروی مین مصروف
ہی مگر دل سے کہتا ہی اے عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا سکار غدار نیرنج باز شعبدہ ساز بھی
اُسنے ایک فقرہ کیا مجکو پہچانا مگر تساہل کیا حرامزادے نے ہمکو بھی راستہ بتلایا اب اس صحراے آفت خیز
مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہی موت لیکر آئی ہی دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہی خون گھٹ رہا ہی
کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہی ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت آفتاب
کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہی شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہی کسی مقام پر کھڑے
ہوکر نگاہ اُٹھائی یک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موج مارتا نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اُس مقام
پر پہونچا سواے خاک وہان کیا تھا موجۂ ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چقر کا کہین نشان
نہ تھا چھیل کا گمان نہین بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ
ہوئے کون پیاسے کو پانی پہونچائیگا سواے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درہ
کوہ تھا سختی اُٹھا کر اُس درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہوگئے ڈھیلے آنکھون
کے نکلے پڑتے ہین مردمان چشم پیاس کی شدت سے لڑتے ہین صحرا تپ رہا ہی ڈر ہی کہ ای عمرو بیہارنہ
جل کر گر پڑے خیر کسی قدر سایہ تو ہی اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا
دعا کر رہا ہی اشعار مصنف

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے
ہین جور فلک سے لب پہ نالے

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
دام غم و رنج مین پھنسا ہون
ای رب کریم تو بچا لے

ای مالک کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے سفر دے
زندان بلا مین مبتلا ہون

یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہی کہ تمام ہوش ربا مین مجکو سب پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی
تڑپ رہا ہی صحرا کی حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہی ہوش اُڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے
دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے پسینے گھبرایا ہوا دوڑا چلا آتا ہی پیاس مین زبان منہ سے نکل آئی ہی
تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب سے پاؤن مین آبلے منہ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف
پیک نگاہ دوڑاتا ہی کہین پانی کا نشان نہین پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جستجوے آب مین دوڑا

جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درہ کوہ کی جانب وہ ساحر بھی آتا ہی عمرو نے اپنے ہوش و حواس درست کیے اُٹھ کر ٹہلنے لگا اُس ساحر کو آواز دی ای بھائی جانے والے یہان آؤ اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہی ٹھہر جاؤ لون لگ جائیگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کے مرے انکے بھائی بند اٹھا لیگئے تم تو اپنی جان بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور ناچار اُس شخص کو دیکھا کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا ای برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہی دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے صحرا تپ رہا ہی اُسنے کہا ای برادر نوکری بری چیز ہی حکم حاکم سے مجبور ناچار خواجہ عمرو نے پوچھا بھائی کس لیے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب بیداد ہی جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا سامری جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا ای برادر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے ملازم ہین حوالی طلسم صندل کے عازم ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہی کیا وہان کوئی بڑا زبردست ساحر ہی اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہی ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر دروازہ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہی اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہی اُسنے جواب دیا ای برادر ایسا ظالم ہی کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے تمام حال لوح طلسمی دریافت کر لیا اب اُسی فکر مین گیا ہی شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہو جاے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہی کہ جلد نامہ پہونچاؤ کلنک جادو نے کہا جو پتے نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ دس پانچ کوس اور باقی ہی عمرو نے باتون مین گھلا ملا کے کلنک جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی پینا تھا کہ بناہ پانی مشکل ہوئی کلنک جادو گھبرایا جوش مین اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے کلنک جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت کلنک جادو کی بنکر تیار ہوے نشان تو دریافت کر چکے تھے نامہ سر سے باندھکر بشکل کلنک جست و خیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصہ کے

صحرا ہاے سبزہ زار و چشمہ ہاے آب خوشگوار جا بجا ملے کسی مقام پر درخت بار اثمار سے سر بسجود پایان کے اشجار نخل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت مین صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سرا کو باغبان ازل کی تعریف کا دقوف خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے بھالتے اس راہ قیامت خیز کو طی کر کے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہاے کلان آراستہ پہلوے قلعہ مین ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف سے صناعان چابکدست نے درست کیا ہی اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین مہ جبین گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مرواریدی پنجہ نگارین مین لیے ہوے خاموش صاف ثابت ہوتا ہی کہ اُس گوہر یکتاے حسن و جمال کی نگاہ مروارید ہاے طبق سے لڑی ہی جب نگاہ مہر و وفا سے موتیون کو دیکھتی ہی ایک بجلی چمک جاتی ہی چند مروارید شکست ہوتے ہین ایک ابر مرواریدی سر پر اس لعل بے بہاے بدخشان حسن و جمال کے سایہ افگن ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہی لڑیان موتیون کی از ابر تا بہ طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت گہرہاے نایاب سے شکست نہین ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہی کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر غائب ہو جاتے ہین وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہی اس کیفیت کو دیکھ کر دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہی قلعہ کا رنگ صندلی بہت وسیع قلعہ ہی بلندی تک دیوارون کی کمند وہم و خیال نہین پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہی اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی ہی صد دراز تک خواجہ عمرو حیران حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان آب صاف و شفاف سے معمور پھاٹک بند خواجہ عمرو متردد ہین کہ مین اس قلعہ مین کیونکر داخلہ کرون سواے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہین موجود ہی جسکو آواز دین اُسکی معرفت قلعہ مین جائین آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل کلنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی ای ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلنگ جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا یہ نامہ حاضر ہی پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچاؤ خواجہ عمرو نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہین ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن مین بے عدیل گوشۂ چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو

جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلانا نیچی نیچی نظرون سے مسکرانا عاشق کے قتل کا بیڑا اٹھانا شعر

جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے / ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا

دیگر

سرنگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگی / کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر حیا ٹپکیگی

اُسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہوکر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار مخفی

کوی عشق ست بناموس سلام است اینجا / صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا

طالب دانہ درین دام درافتاد مدام / دانہ کز خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھین نشیلی مثل جام گردش مین نگاہون کی چھریان قتل عاشق کی کوشش مین اُن نشیلی آنکھون پر خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اُٹھا اشعار

بادہ درکش کہ درین بزم گہ حادثہ خیز / ہرچہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا

زہر غم نوش کن و لب بہ شکایت مکشا / کہ شکایت ز الم شیوۂ عام است اینجا

موسیا لاف مزن طاقت دیدارت نیست / پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا

در پی مستی ہر شام خمار سحر است / مخفیا بزم فرخناک کدام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہے کہ ای ساکنان طلسم صندل ہم سرکش نہین ہین شہنشاہ ہوشربا نے بھیجا ہے کسی کی آواز نہین آتی وہ نازنین مہ جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہے خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہے بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

قتل عدو مین عذر نزاکت گران ہے اب / مجھ مین ستم اٹھانے کی طاقت کہان ہے اب

وحشت سے میرے سارے احبا چلے گئے / آتا ہے گر تو آؤ کہ خالی مکان ہے اب

سجدے پر سر قلم تو دعا پر زبان کٹی / گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا / لب پر ہمارے غلغلۂ الامان ہے اب

پیری مین وصل غیرت یوسف ہوا نصیب / بخت دغا مثال زلیخا جوان ہے اب

کہدین رقیب نے تری بے التفاتیان / ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب

رکھ لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے — تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا — جو بات دل مین ہے سو نظر سے عیان ہے اب
بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات — بیہودہ فکر جور و سر امتحان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا — ہوس ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی گلچینی گلشن جمال اُس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پھر پچھتے ہین کہ کیون یارو مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جاکر کہدون کہ اہلیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلاے روزگار ہی ابھی قلعہ مین آکر آگ لگادیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا بیٹا اور کسیطرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہی سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا یا آلہی اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی و کشمکش و پیچ مین عمرو کھڑا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہو کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہی دن بہت قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرا لیے رہے ہین دھوپ مائل بزردی سامنے صحراے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالاے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہر بار دمبدم مروارید بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل ابر نوبہار چیخ مارا زار رو رہا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی عمرو سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اُس جوان نے آتے آتے حکم دیا کہ واسطے قلعہ مین بارگاہ استادکرو کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استادکی وہ افسر صندلی پوشان پشت مرکب سے اُترکر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آیئے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے ہم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دیتے ہین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے

سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین ونگلہاے زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود ہین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر آکر بیٹھا سرداران تہمتن جوانان صف شکن ونگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ عمرو کو اُس جوان افسر نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوے جب کل سامان عیش و نشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوشرو خوش کلام نیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری و ای قطب فلک خنجر گذاری مین عرصۂ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو آکر قتل کرین مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی مگر آپ بہت بدنام ہین اور میرا نام شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام کا دل مین جوش ہے آپ براے خدا جان بچا کر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچائیے صندلان صندلی پوش نے جو اسطرح کہا عمرو ملٹ کے چہار جانب دیکھنے لگا گھبرا کر جواب دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار دوست نہین ہے یکہ و تنہا آیا ہون بس اب مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جاکر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجدینگے صندلان صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھ سے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین آپ کے درپے آزار نہین ہون مجھ سے نہ چھپایئے اس حوالی کی منتظم ملکہ گوہر جادو اس حقیر پر آپ کے عاشق ہے مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان زیر کیے اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجکو مہلت دو لشکر کشی کرکے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجکو یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنگ کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین جاکر ابھی قتل کرتی ہون جب اُسنے یہ قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ ای ملکہ جو شخص یکہ و تنہا آوے اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جاکے سمجھا کے دیتا ہون تو ای شہنشاہ اوج عیاری

مجکو دشمن بجانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے بچالونگا قلعہ طلسم صندل آہن
جانا بہت دشوار ہی آپ نے امتحان بہی کر لیا اتنی حضور نے آداز ین دین کسی نے بہی کچھ
جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا گو ہر جادو آکر
تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کرکے لیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل بلاے روزگار ساحرہ
غدار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اسطرح پر اس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو کو سمجھایا اب
کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا ای عمرو حقیقت مین یہ جوان رغا سکار نہین معلوم
ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان
دوران وای گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنگ جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل
نبکر آیا صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصۂ دراز سے زیارت کا
مشتاق ہون سواے سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا
صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو
اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہی براے تعظیم اُٹھا بڑے تکاعت سے خواجہ
عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے
تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے
جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا ای شہنشاہ
عیاران وای افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہی کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز ہون
سنا ہی مین نے کہ آجکل گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرد بے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان دلقدروح وروان قاسم عالیشان
ایسے نوجوان ان دونون شیرون کے سلکے ہین بڑے بڑے دونون شیرون نے
کارہاے نمایان کیے ہین تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین ملکن بعض ابھی تک ممکن
نہین ہو مین اُنکی تلاش ہی اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ کی آنکھون کا دہ معرکہ دیکھا ہوا
صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا ای شیر بیشہ جرأت وای یکہ تاز میدان شوکت اس حالات
جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر زلزلہ افشانی

سلیمان کا ختم ہو کس کس کا حال بیان کرون بارگاہ صاحبقران مین مجمع شیران صحبت دلیران جوانان پیلتن وسرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران معرکۂ شجاعت سرفروشان عرصۂ ہمت وسخاوت ایک ایک دانائے روزگار نامی گرامی سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی جانشین حمزۂ صاحبقران دارائے ہندلندھور بن سعدان قوت بازو زینت پہلو مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی وچاکر حیدر صف شکن وصفدر قالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ بازان وہ فخر ہندوستان یہ ہژبر بیشۂ عربستان یہ دونون جانشین صاحبقران ہین ای شیردل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا بہ شام وازشام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کردن اور آٹھ پہر یہی فکر کرون کہ اس حال خیریت مآل کو تمام کر دون تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار کے بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت سردارون کے اسکی شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پربل نہین آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول امیر حمزۂ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن مین سرداران شہر خوارزم سے بگڑی الجھی بادشاہ خوارزم شنکل بن شنکادہ یدست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا سترہ لاکھ فوج کا مالک جادۂ جرأت کا سالک اپنی تیغزنی پر گھمنڈ تھا سنترارنج کا قد وقامت دیو خصال مریخ مثال یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بارہ برس کے سن مین اُسکے شہر مین گھس گیا بارہ ہزار سے سترہ لاکھ فوج کو روکا بارگاہ مین اُسکی خون کا دریا بہادیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے شہر کو تسخیر کیا اُسکی جورو نارنج جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت وصولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم وطلسم نارنج اس شیر کے نام سے تھراتے ہین لہراسپ تیرانداز دہر بر خوارزمی وسہیل شیر شکار شاہباز کہ تاز مشرقی والبو الفرح فرنگی ولالان زنگی یہ اس صاحب شوکت کے سردار ہین نامی نامور ذی وقار ہین دوسرا شیر بیشۂ آقائے نامدار کا رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قوبیل ہندی ودوویل ہندی وقاتل کپتیان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان صاحب شوکت شان علمشاہ نوجوان ایک جرأت اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قوبیل ہندی ودوویل ہندی برائے مدد نوشیروان

آئے تھے ای جوان شیر دل یہ معرکہ لائق سماعت ہے کہ ہمارے آقائے نامدار و جملہ سرداران ذی وقار
تپ محرقہ مین مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے حواس درست نہ تھے مین نحیف و ضعیف کل امورات
کا منتظم تھا سب کو اس علالت مین لے کر بھاگا راہ مین قلعہ قضا و قدر ملا اُسمین لے کر سب سرداران
کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوا دیا مین کبھی بیمارون
کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپین درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون
کے علاج کا وقوف اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی اپنے بندے کو نہ دکھائے اُس ہنگامے
کو دیکھکر رستم کا قلب تھرّاتا کرور سوار و پیدل نے چار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان
تشنۂ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آتے ہین آپ ہی اکیلا اتنا
دل گردہ کہان کہ سب توپون کو فیر کرتا دو چار فیر کر کے خاموش ہو رہا ہوائی کو ہاتھ سے پھینک دیا
پروردگار پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ
دونون پہلوان مست ہاتھیون پر سوار خود ہائے آہنی بر سر زرہ موٹی کڑیون کی جسم نحس مین پھنسے
ہوئے سات سات سو من کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قد و قامت اسقدر بار لادے
ہوئے میدان کو طے کر کے قریب خندق کے پہونچے اہالیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اُڑی یہی جوان
شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ عرب نقاب دار یاقوت پوش بنا ہوا آکر پہونچا دونون نے گرز مارے
گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا ای صندلان صندلی پوش اسنے دونون جوانون کو مع ہاتھی اُٹھا لیا
سات قدم اُٹھا کر لے گیا خندق قلعۂ قضا و قدر مین مارا دونون بیچارے کشش ہاروت وار چاہ ضلالت
مین غرق ہوئے اتنا بڑا زور کرنے کے بعد اُنکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی
اسدن سے کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی لقب ہوا کپتان فرنگی بیٹا مرزوق شاہ بادشاہ
فرنگستان کا سات سو من کے تیغے سے بر روز مصاف کام لیتا تھا اُنکے نانا کے ملک پر چڑھ آیا قلعہ
پر قبضہ کر لیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر کپتان مین گھس گیا ساٹھ لاکھ پر
شبخون مارا فوج مین گھسکر کپتان کو للکارا اُسنے تیغے کا وار کیا اُسی کی تلوار چھینکر اُسی تیغہ سے اسکے
دو ٹکڑے کیے قاتل کپتان نام ہوا اس جرأت کا یہ انجام ہوا پھر ملک فرنگستان مین لڑائی پڑی
یہی شیر دل دربار مرزوق شاہ مین گھس پڑا چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین لڑا تخت سے اُسے اُٹھا لیا

واصل جہنم کیا سر فتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سپادہ اُسنے سات برس کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین مارا فرزند اسیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغ زن صف شکن ملک سنجان مین جاکر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان وہلوکش کو شکست دی بیٹی اُسکی گوہر ملک کو نکال لائے اُسکے لبطن سے شاہزادہ نور الدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان بدیع الزمان کا نور نظر نور الدہر والا شان پیدا ہوے ان دونون شیرون کی دھاک ہی اما دہمارے آقاے نامدار کا قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار اُنکا نور نظر نبیرۂ صاحبقران شہسوار عرصۂ یکتا زی اسد بن کرب غازی جو برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہی زمین ہوش ربا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب جرأت و جلالت مین نایاب ای صندلان صندلی پوش او نے جرات اس شیر دل کی یہ ہی کہ بارہ ہزار فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرأت کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے بڑے پہلتن تھراتے ہین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین ترّاتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے بڑے یل پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی دھاک ہی دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو پر چڑھائی کی ہی سن لینا انشاء اللہ لوح حاصل ہونے کی دیر ہی ٹوک کر افراسیاب جادو کو ماریگا یہ حالات جرأت فرزندان صاحبقران زبان سُنکر صندلان صندلی پوش بادۂ جرأت سے مست ہو گیا جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تمنے مبہوت کر دیا خانۂ دل کو سودا مین جنگ خونریزی سے بھر دیا جی چاہتا ہی طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کرکے اُنکو اپنا تاج سر بناؤن یا اُنکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون امورات جرأت کا ناظر ہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی ای صندلان صندلی پوش جو بات کہنا آغاز انجام سمجھ لینا تجھکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہی صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار ہون عرصۂ دراز سے گوہر جادو جو اس حوالی کی مالک ہی اُسکو مجھ سے نہایت محبت ہی مگر مجھکو فنون سپاہگری کا ذوق ہی جہان پہلوان سُنا گیا جاکر لڑا زیر کرکے لایا اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان

صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب سیر سرپرست ہین مجکو ان صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیازمند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہی دولت دنیا کیا چیز ہی جسکو اسکا غرور ہو وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تا بہ لشکر اسد نامدار لے چلین بیشک اُنسے امتحان کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب آیا لشکر کا اپنے بادشاہ کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے صندلان صندلی پوش اگر اسد غازی فوج لیکر آئے تو گاؤزمین بار نہ اُٹھا سکے آب و آذوقہ ممکن نہو لیکن کسی کی تکلیف اُس شیر کو گوارا نہین ہی یکہ و تنہا تمھارے مقابلے مین آئیگا خبردار شب کو طبل جنگی بجوانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئیگا بوقت سحر آمد سے اُس شیر کی طبقہ زمین کا تھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین سنکر حیران حیران ساتھ والون سے اشارے کر رہا ہی کہ کیون یارو سنتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار چپکے سے جواب دیتے ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہی یہ یہان سے جائیگا پھر واپس نہ آئیگا اسکو قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کر دیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجدینگی اس بادشاہ عالی جاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ سے ہرگز نہو سکیگا اگر آئیگا اسد نامدار کو مقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچا کر بیٹھ رہے اختیار بدست مختار سیر الکیا نقصان ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سُن چکے اور بخوبی آگاہ ہوے کہ دربار صاحبقران مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا عیار جانباز مصاحبون مین سرفراز ہمارا ذکر تو کریگا ہر سردار ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگرے پرداخت سب نے سر جھکالیا حضور کو اختیار ہی ہمسے پوچھنا بیکار ہی عرصہ دراز تک صندلان صندلی پوش خاطر و مدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا منگا کر پیش کین خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہی خواجہ عمرو نے سر جھکا کر کہا اے فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہکے کشتیان اُٹھا لین نذر زنبیل کرلین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو وسنجہ ٹیک کر اُٹھے صندلان سے کہا اے فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل بوقت سحر مع شاہزادہ اسد نامدار یہ

احقر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد نمازی سے اور تمسے سامنا ہوجائیگا صندلان خوش ہوگیا خواجہ عمرو رخصت ہوکر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ وعدہ کرچکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا وحشت ہوئی ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار یا تین بناکر چلا گیا اُسنے اس فطرت سے اپنی جان بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم بسر و چشم بجالانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد نمازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون کو صندلان کے تردد ہوا ایک سے ایک کہتا ہی یارو اگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہی یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو لے کر آیا ہمارا آقا زیر کریگا آج حوالی طلسم صندل مین ہمارے آقا کا مثل نہین ہی انسے کون مقابلہ کرسکتا ہی یہان یہ چرچے ہورہے ہین خواجہ عمرو اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر ہوجائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسۂ مومن

خانہ زاد غم و اندوہ ہمراز من است
از جفاے طالع من داد و بیداد من است
یاس و محرومی سرشت طبع ناشاد من است
آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من است

ہم کبھی تھے محو بت اور گاہ تھے شاہد پرست
عاشق بت تھے کبھی گہ محو معشوق الست
گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
نیست در عالم تمنائے کہ از قیدم نخست
ہر کجا بینی ہواے صید آزاد من است

آنکھ پھڑکے ہی کہ آتا ہی وہ زیب انجمن
جب نہین آتا تو کیا جلتا ہی جی کوتہ سخن
شوق کہتا ہی کرو آرائش بیت الحزن
ساختن ممنون دیدار و بحسرت سوختن
از تصرف ہاے حرمان خداداد من است

دیکھ لے ہمسا نہ دیکھا ہوئیگا الفت پرست
جی کبھی ایسا ہی لڑایا تو کاٹی پشت دست
ہین خموش اس جور پر ای ترک چشم نیم مست
حرف عاشق بے زبانے شکوۂ دل عاجز است
الحذر ہر گز آشنا بالب نشد داد من است

ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اُس سے بھی کم
جو کہین مین اپنی ہو سچ تو یہ ہی اسکا کرم

قتل گہ مین سرنگون خجلت زدہ بیٹھے ہین ہم
آن شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستم
شرم مے آید مرا آنکس کہ جلاد من ست

جو ہو خود ہر کام مین واماندہ و اصلاح جو
اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو
جاہی رونے کی ہی مومن شادگی تو دیکھ تو
کار دشواری نظیرے گریہ من آرد کہ او
شاد از تدبیرہای سست بنیاد من است

لیکن مہتر مہتران وبہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کرکے آئے درہ کوہ مین آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کرکے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار مین خواجہ عمرو جلوہ فرما ہین پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہی خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر قصر نیرنگ سے نقب مین اُترے اب یہان آکر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہی لڑوگے اسد نامدار نے کہا حضور ہوشربا مین نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمایئے کہ کیا کیفیت ہی خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہی شاہزادۂ صندلان صندلی پوش اُسکو اپنی جرأت کا بڑا دعوے ہی فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہی اس حوالی مین آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آیندہ جیسا ارشاد منیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کرین رستم و سہراب سے منھ نہ پھیرین دریائے آتش ہو تو کود پڑین خواجہ عمرو نے کہا آپ زیادہ باتین نہ بنایئے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہوچکا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ مین حاضر ہون لیکن ایک مرکب تو کہین سے لایئے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک مین گھوڑون کی تجارت نہین ہوتی اگر کہین ہین تو پیسے کے سو دپیسے مانگتے ہین اسد غازی نے کہا جو مزاج مین آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہین آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہوکر آئیگا پہلے یہی فکر ہوگی کہ مرکب اس سے کسی طرح سے لین پھر مقابلہ کرین خواجہ عمرو نے کہا آپ ایسے ہی ہین مجھے یہ خوف ہی کہ اُس جوان کے سامنے خائف وترسان ہونا بزرگون کی آبرو نہ ڈبونا مین گھوڑے کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگاکر ایک سائیس کی شکل بنے جاکر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو ہمین بھی نوکر رکھا دو باتین کرتے کرتے

ایک حباب مار کر بیہوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لو ای نور نظر پانچ ہزار کو یہ گھوڑا املاہی ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبارفتار اڑتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار جوانان شیردل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ شخص دبلا پتلا نا نتیا ہمراہ ایک جوان شیرصولت رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب وداب ہمراہ رکاب سطوت وصولت غاشیہ بردار مرکب کلائیان مارتا ہوا مثل غزال صحراوہ اشہب بادپا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی **نظم**

تراسمند ہی وہ تیزرو کہ وقت خرام　　نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہان مین نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ　　کہ اسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر
وہ پھرتیان ہین وہ چھل بل ہین رخش مین تیرے　　کہ حسن کبک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم　　کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو بار شعیر
جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود　　تو ہی تفنگ کا تیری دل عدو نخچیر
جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے　　طلب مین جان عدو کے روان قضا کا سفیر

عجب رعب ودبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر فوج جلال وحشم ہمراہ ہی **اشعار**

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ　　خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر　　جہان مسخر و عالم مطیع وخلق مطاع
فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر　　زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے　　تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سرزاس عالی وقار کو لے کر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلاگردان ہو رہا ہی رواروی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم واسفندیار کی اٹھ اٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ دے رہی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اٹھے **اشعار**

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر　　کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہی شہا تیرے مہیاے نثار
سیم سے زر تلک اس لعل سے لے تا گوہر

ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر

مشتری کہتے ہین جسکو وہ اُٹھا لایا چرخ
ٹوٹ کر جو تری شمسرن سے گرا تھا گوہر

صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر

حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ
عدل عالم مین ہی قلب مصفّا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم
موتیا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ہر شخص صفت مین اس شہسوار عالی مقدار کی مصروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھ کے مبہوت ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو براے استقبال بڑھو ایسے شیر صولت سہراب ہیبت آفتاب طلعت ہزبر بیشۂ جرأت بردۂ دنیا مین موجود ہین کہ پرائی عملداری مین یکہ و تنہا براے مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار جوان اُسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھ کر گھوڑے سے کود پڑا چاہا رکاب پر ہاتھ رکھون اسد نامدار خود خلق مجسم ہین صاحب جاہ و حشم ہین یہ تعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد نے گلے سے لگایا کہا اے برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل گلچینی گلشن جمال کرتے ہوے داخلۂ قلعہ صندلی رنگ مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی اے پہلوان دوران اے فخر سام و نریمان ہم تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی اے آفتاب عالمتاب آسمان جرأت و اے نیر تابان برج شوکت و لیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین ہر وانہ فرمائیے جو کچھ حصہ آتش باس ذرہ بمقدار کو میسر ہو تناول فرمائیے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ اے برادر بدون امتحان لطف صحبت نہو گا تمکو خیال ہو گا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجکو بھی تصور ہو گا پس لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا آیندہ جو راے عالی اسد غازی نے فرمایا ہمنے بانی نانا جان کے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران و جگر گوشگان ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی انہین سے کوئی شیر یہان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت و ہمت ذرہ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی

امتحان کا اشتیاق تمہاری ملاقات کا اشتیاق نانا جان نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب
یہ میدان کارزار ہی یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و پیکار ہی بعد امتحان جلسۂ عیش و سرور آراستہ و
پیراستہ ہوگا یہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ
ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آنکھین قدم اقدس پر ملون خاک پاے حضور
توتیاے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہی کیا مضائقہ حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس
عاشق زار کی بھی کیفیت کھلجائیگی اسد غازی نے ہنسکے فرمایا ای صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب
کا قاعدہ کلیہ ہی جب تمھارے حربہ سے پروردگار بچائیگا تب حربہ کرینگے پیشدستی غیر ممکن صندلان
کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہی کہ جامۂ جرأت براے مسلمانان قطع ہوا ہی خیر اب کھلجائیگا یہ سوچکر
نیزہ اٹھایا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر
نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا خواجہ عمرو ملاحظہ فرما رہے ہین ایک نخل
کے سایہ مین کھڑے ہوے تعریفین کر رہے ہین دو چار جوڑ توڑ جو صرف ہوے اب صندلان
کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا
ناز ہی جان دیے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہی شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ٭ تو گوئی کہ بودند دو نرّہ شیر ٭
ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا گانٹھا مرکب کو آڑا کر کہ مارا صاف نیزہ ہاتھ سے
صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے
پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ میرے ہاتھ سے
نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغہ برق مثال جب تڑپ کر
گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل
ہی اسپر نازانہ کیجیے گا غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حرکات
جرأت جو پسند آئی مین خیال مین ہی کہ تلوار نہ چلے جب تیغہ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دستانہ
مارا تیغہ ہٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی
پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا ای شہریار کہین قبضہ سے
مردان عالم کے تلوار نکلتی ہی اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا تمتو کہتے تھے

ہمسے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی سہے
کہ ہمارے تمھارے امتحان کا اقرار ہی صندلان صندل پوش نے شرما کر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا صندلان گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اُتر پڑے بارہ ہزار جوان ملازمان
صندلان بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ
مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین بیانے
کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑا کیا سلسلہ بندھا
ہوا ہی شیر ببر ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ
تیلے بنجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار سے لڑا شام کو روک کر
ٹھہرا کہا اے شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلکے آرام کیجیے جو کچھ ماحضر ہی تناول
فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہو گا اسد غازی نے کہا اے برادر اسطور مین عرصۂ دراز تک فیصلہ نہو گا
روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان
روشنی ممکن ہی یہ کہکے اپنے سردارون کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے
بہ نگاہ یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین جھاڑ سلیمانی
زنبیل سے نکالکر درختون مین لگا دیے بس اہالیان لشکر صندلان کے ہوش اُڑ گئے کہ اسقدر
سامان ایک شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہا کی خوشی
تھی مشعل ماہتاب چراغان و سیارگان روشن کر کے مصروف تماشاے جوانان شیر دل ہوا نہایت
لطف حاصل ہوا چار پہر رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرأت
اسد نامور کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا آپسمین قول ہی کہ یارو فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب
ہی حقیقت مین سرکوب افراسیاب ہی اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بعد
پیچ و تاب چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد
غازی کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹتا چلا جاتا ہی نو دس قدم اسد نامدار
کو صندلان صندلی پوش ریل کر لایا وہان پر آکر سکہ مارا پایان گھٹنا ماہ اوج صاحبقرانی کا جھکا غصہ
مین آکر لنگر مارا صندلان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر ایسے ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر

قصد کرنا تیغ سے اُکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ صندلان کی کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقۂ چشم سے نکل چلین تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک چست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا دونون مونڈھے صندلان کے تھامے شیرانہ ریل کرلے چلا ہر چند صندلان چاہتا ہی پیچھے ہٹون قدم گاڑ دون مگر وہ بُرا وقت ہی کہ زمین پانؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی خوف سے تھراتی ہی پچیس قدم اسد نامدار ریل کر لایا اب ہتکا مارا صندلان کے دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر بخیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر کی صد البلند کی پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپ نے سر سے بلند کیا سر عزت نیاز مند عرش اعلی پر پہونچا اب زمین مذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر لصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز دی صاحبو مین نے تو بدل و جان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام قبول کرے ورنہ اپنے اپنے فعل کا اختیار ہی سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جسوقت سے اس آفتاب آسمان اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرہ اسلام مین آئے ایک ایک سردار کو لاکر صندلان قدم پر اسد غازی کے گراتا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین صندلان صندلی پوش کو محبت اسد نامدار کا جوش ہی حکم دے رہا ہی بارگاہ استادہ کرو سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ابھی بارگاہین استادہ نہین ہونے پائی تھین بیچ مین ماہ اوج صاحبقرانی گرد تمام سرداران صف شکن جوانان تیغزن صندلان نے آکر دامن تھاما کہ حضور بارگاہ مین تشریف لے چلین آج یہ نیاز مند سر فراز ہوا اب مجکو اپنی جراءت پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا ہمنے تجکو سو واسطے بھیجا تھا عمرو تو آواز سُنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھین سب کی جھپک گئین بعد عرصۂ دراز دیکھا سب سردار مسلسل و مطوق گوہر جادو چار سو جادو گرنیون کو لیے کھڑی ہی صندلان پر خفا ہو رہی ہی کہتی ہی

تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہو گیا افراسیاب سے نہ ڈرا خیر جو گذرا جو گذرا اب توبہ کر طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین صندل جادو کے روانہ کرو تاکہ تم کو بچالونگی محبت سے اسکی ہاتھ اٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا ای گوہر جادو مین نے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجکو مجھ سے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا ای صندلان مین تیری عاشق صادق ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہی طلسم کشا کی دوستی مین خرابی ہی ملکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے نہین واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر دست انداز ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی ای صندلان تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے انتظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی مجھسا عاشق صادق دستیاب نہوگا یہ کہکے گوہر جادو روئی دامن صندلان کا تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی

اشعار

نہان راز محبت تمنے رکھا مثل جان برسون — عہینون دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسون
سناتا ہی جو مجھکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا — کہ سر پر خاک اڑائیگا مرے بعد آسمان برسون
دکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب انکے نالون سے — سنی ہی عندلیبون نے ہماری داستان برسون
رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار سٹ کر بھی — پھری ہی خاک میری صورت ریگ روان برسون
بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش — دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسون
سقیم کوچۂ جانان کبھی ہم بھی تھے ای بلبل — ہمارا بھی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون
کفن کی اس سے رکھے خاک اسید آپکا کشتہ — رہا دو گز زمین کے واسطے کج آسمان برسون
وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سننے آئے ہین — مری وحشت کی مجنون نے کہی ہی داستان برسون
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہی — رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
مرا قبضہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن سے — رہا ہی عہد وحشت مین نزولی پیکان برسون
سبک روحی نے رکھا خانہ بردوش ایک مدت تک — رہے یہ اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون
مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اڑائے ہین — جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون
مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی — غبار اپنا رہا ہی سد راہ کاروان برسون

قلق پاجاتا ہے نادار کا زخم اندمال اکثر | مگر بھرتا نہین ہے زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا ای گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہے مگر اب عشق مین آسد غازی کے سبب سے ہون اگر میرا پاس ہے اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار کیا آہنگرون کو بلا کر حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان پہناؤ سب کو سلسل مطوق کر کے لا کے ایک بارگاہ مین داخل کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہے صاحبو جا کر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین ملکہ صندل جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آگیا پھر میرا زور کچھ نہ چلیگا کنیزین قیدخانہ مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہے جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا وہ کیا قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار جب کنیزین آکر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو گھبرا جاتی ہے جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہو کر عرضی لکھی کہ ای ملکہ صندل جادو عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی شاہزادۂ صندلان معشوق بیر طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہے لیکن عمرو کی تلاش ہے جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھ کر ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب و کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہے کبھی در زندان پر آتی ہے نامہ کا انتظار کبھی اشکبار کہ دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو حضور کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا نہو کہ بجلی گرے خرمن حیات جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے مین ہرچند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین مانتا اس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

بگڑین گے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین	ہم انکی تھوڑی دنون اور چاہ دیکھتے ہین
گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہے	کبھی جو کوئی کبوتر سیاہ دیکھتے ہین
تمھاری آنکھون کے کشتے بڑے سبقر ہین	یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

فرا اُڑا لو زمانے کی سن نہ واعظ کی / کہین کریم بھی اب دل گناہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا / پھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین
رقیب چالین چلا کرتے ہین قیاست کی / جب اُنسے ہمسے بہت رسم و راہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوئے ہین جو ای شب فرقت / تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین
فقیر ہو کے جو بیٹھے ہین آپ کے در پر / وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین
امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم / اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
ملال کسکو ہوا ہی سنا ہین ہم یا وہ / خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین
نکالین گے کوئی راہ وصل کی لیکن / وہ آلین راہ پہ بس اتنی راہ دیکھتے ہین
عدم کا کوچ تو درپیش ہی قلق لیکن / نہ توشہ پاس نہ کچھ زادراہ دیکھتے ہین

اس حال پر ملال مین شب بسر کر رہی ہی کئی مرتبہ قید خانہ مین آئی یہ بھی اطلاع کی ای صندلان مین نامہ روانہ کر چکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہی دیکھ اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا مسلمان کا ساتھ چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر میرے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہی صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلکہ اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہی کہتا ہی ای شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہی اسد غازی فرماتے ہین ای برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش رُبا ہمارا دشمن ہی کس کس سے ہمین بچاؤ گے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہین یقین کامل ہی وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب و لازم ہی یہ جواب پاکر گوہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی و نہنگ دریاے جہانبانی دار پر کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ مسلسل تقریر ہی درد سر سٹانے کی تدبیر ہی کشان کشان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران شہور شعار لیکر میدان خونی مین حاضر ہوے دارین استادہ ہونے لگین جلادون نے شکنگین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہوا اسوقت ملکہ گوہر جادو روتی ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے

آئی کہا صرف مین نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سرداردن کا آنا لگا ہی قیام جادو وسقیم جادو کو ملکہ صندل جادو نے بھیجا نامہ مین بھی لکھدیا ہی کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرد خواجہ عمرو کی جستجو مین مصروف رہو اور ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قراردی ہی وہ پریزاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب بہ نگاہ حیرت اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہی وہی مروارید بے بہا کی لڑیان از طبق تا بابر مرواریدی بندھی ہوئی ہین حسن مین دمبدم ترقی نگاہ مین افسونگری اشارے کنائے چھریان کٹاریان اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار مین دیکھکر رونے لگا کہا آقا آپ کسی طور سے اپنے کو بچائیے اسد غازی نے کہا ای برادر کیون گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہین ہی تو ہمکو کون قتل کرسکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بہ جنبد زجاے ٭ نہ بردرگے تا نخواہد خداے اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کر واُسی سے فریاد کر واپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب خمسہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو چارسو تیری
رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دلمین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
یقین ہی اٹکے گی جان اپنی آکے گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
وہ ناتوان ہون جیسے بھول بار خاطر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
تری فراق مین برسون رہی ہی فکر وصال
کیا ہی زرد ہوا نیکے شش جہت مین خیال
بکھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چارسو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دلمین ہمارے بھی نور عرفان کی
اِن آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین وایمان کی
پڑھا ہی ہمنے بھی قران قسم ہی قران کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہونچکے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت
مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
سفیدی آنکھون کی دکھلا رہی ہی عالم صبح
شب فراق مین اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان
یہ حسن و عشق کے جلوے ہین دیکھ اے نادان
ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نورافشان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہی
فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہی
کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہی
جبھی سے ہی نہین حصہ مین آئی بو تیری

شہا ملیح ذکی تو ہی رستم سیدان
جو کند ذہن ہین کتنے ہین سنکے تیرا بیان
مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان

رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

ان اشعار دعائیہ کو سنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین ہلک
رہا ہی ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت
ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر کھڑی اشارہ ہوا جلاد نے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی
ای ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حورشمائل آفتاب جمال زور وجرائت مین یکتا ہی اسکے قتل کا
حکم سمجھ کے دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ
وتنہا مجبور وناچار ہی ہزار ہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی
جلد قتل کر جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا تیغۂ برق مثال چمکا کے برسر اسد نامدار آیا
اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر گاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پڑیا مین رنگی ہوئی تسمہ
مثل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پانؤن مین کھڑاؤن پہنے ہوئے ہاتھ مین تیتر کا پنجڑا
ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ہی معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا
جلاد نے ہاتھ تیغے کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی دیکھا جلاد کا سر کھپا پڑا ہی طلسم کشا
بہ اطمینان تمام بیٹھا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا کے اپنے سر مین مار لیا ملکہ گوہر
جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تخت نشین ہوا کہا دوسرے
جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو فقیر بنے
سامنے کھڑے ہوئے ہین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر
چھریان چل رہی ہین گو دیون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے
وہ شخص قتل ہو جاے ادھر جلاد نے تیغہ مارا اُدھر خواجہ عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سنگ
تراشیدہ وخراشیدہ گلۂ گوپھن مین دیا جلاد نے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر کھپا وہ پریزاد قلعہ سے
مسکرائی ایک سوتی ٹوما سمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمرو
کوان ہی کون ہی کہنے ہین پیلا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منہ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا
اڑ گیا ظاہر ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوئے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچے ہوئے لاؤ ملکہ
صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ قصد قتل طلسم کشا کرینگے وقت پر عمرو بھی گرفتار ہو کر آئیگا

یہی پریزاد جو علامت طلسم ہو گرفتار کر لیگی وہی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن اسیہ ضمری سلسل سطوف چلے آتے ہین اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر فلک درپے بدعت ہو جو تدبیر کرتے ہین اُلٹی ہو جاتی ہو اچھا کیا اختیار ہو وہ مالک و مختار ہو صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے سے اسید زیست منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای شیر بیشہ جرأت و شجاعت کیون اسقدر بیتاب ہو وہ مُسبب الاسباب ہو ملکہ گوہر جادو نے اسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمرو کو سوار کیا قیام جادو و سقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے لیجاؤ قتل اور بغیر قتل کا انکو اختیار ہو قیام جادو و سقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگرون نے تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپ تڑپ کر پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقاے نامدار سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال مین ہو کہ وہان جاکر اسد غازی و خواجہ عمرو دونون قتل ہو جائینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ہتکڑیون سے سر ٹکرا رہا ہو اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہین اشعار

آشیانہ نہ قفس مین نہ چمن یاد آیا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا	کرم پیر خرابات مجھے یاد آیا
نہ کہو فصل بہار آئی ہو بلبل نہ سنے	چپ رہو چپ رہو ہنگامۂ فریاد آیا
قطع اسید ہوئی رحم بھی آجانے کی	ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
در گہ یار مرادون کا محل ہو آتش	شاد مان یان سے گیا جب کوئی ناشاد آیا

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہو دیکھ رہا ہو کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو و سقیم جادو دونون لیکر بلند ہوے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جا کر رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہو اگر کسی عیاری سے وہان جاکر رہا بھی ہوے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا دشوار ہو اس خیال محال مین آنکھون سے آنسو جاری جیون جیون تخت بلند ہوتا ہو خواجہ عمرو دل کو رجوع کر رہا ہو پکار رہا ہو قطعہ

ہر چند نیم لائق بخشائش تو	اشا ہا ز کرم بر من درویش نگر بر من منگر بر کرم خویش نگر	ہر حال من خستہ و دلریش نگر اسد غازی کو بھی معشوقان

پریچہرہ کی یاد سب سے زیادہ مہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم و عا مین مصروف ہی کہ آسمان سے برق چمکی لیپٹین پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ ایک ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہوگئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل جبہ سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اکڑتا پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہی ہر نخل کیون وجد مین آیا ہی شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل مین اسوقت عجب طرح کے مذاق ہین

نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا

بات کرسکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو بہ شکن
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا

کیا ہوا ہی جو میرے دلکی طرح وہ چھپ رہا
حال چل کر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوہ ای پری
وہ ستارہ غیرت خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی سنہ ہوگیا مینوش کا

ہاتھ اٹھا کر دوست کرتے ہین دعائین راندن
تیرا آنا ہوگیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا

بشن خم ابلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف
غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پر جوش کا

سر اڑا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا

پھر سبو ابلے جھکے شیشے ہوے لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اسے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود مین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے . . . ے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زینتین
پیچ گیسو بنگیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکا تا ہی کیا ساقی مجھے
مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہونگے اسیر
بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم

خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا
مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اُٹھنے لگے صاف ظاہر ہوا کہ بونڈلے بھی کسی کے استقبال کو اُٹھے ہین جس تخت پر اسد و عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رُک گیا ہر چند کہ قیام جادو و مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اُسکے جھومنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقاے نامدار کو لے کر آگے نہ بڑھنا کنیز آنکی آپہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو و مقیم جادو اُلٹے پھر پڑے مگر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام و مقیم کے ہوش و حواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین مدت کے عاشق زار ہین نرگس شہلا کے بیمار ہین نظم

زمانہ مین کوئی الیسا نہ ہوگا
کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم
بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

جو تیرے حسن پر شیدا نہ ہوگا
اُٹھاتا ہی ندامت کسلیے تو
کوئی تمسا بھی بے پروا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کنار قبر مین مُردا نہ ہوگا
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی عصمت مآبی
یہ درد ای چارہ گر اچھا نہ ہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ اُس رستہ مین پھر رستا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت مین پہونچا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
نسیم اب اُنکی باتون پر نہ جاؤ

آگئے مین ملازمان قیام و مقیم لڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بہ قول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلہ پیچ و تاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہو گیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو و مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کا فردن کے قتل کی تدبیر بھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو

آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے یہان کے حال سے آگاہ نہ تھی کہ
مقدمۂ طلسم ہی ورنہ اُسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی و خواجہ عمرو کو
چھڑاؤن وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن
کھلا ابر مرواریدی مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا توڑنا
بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن و جمال بصد جاہ و جلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ
بہار تو تعلیم کردۂ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہی اسد غازی
کا رہا ہونا دشوار کد و کاوش محض بیکار گئی گلدستے پڑھ کر اُس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی
وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی ہنس ہنس کے سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور
نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر
پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر بدن سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان
جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پانون پھولے سحر فراموش
ہاتھ پانؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے کہ دوسری
جانب سے نعرہ ہوا سنم باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو سنبھالا چاہا کہ لے نکلون
اس پریزاد نے وہی لکہ ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید آسمین کوئی ساحر پر فن ہی اشارہ کیا
کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آئے یہ جوان شیر دل بھی مبہوت ہوا
سحر کرتے کرتے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق ماں
بیٹے دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد
نے ہنس ہنس کے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مرواریدی کے ٹکڑے ٹکڑے
اڑا دیے ابر کو توڑ کر جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کرون
اُسنے طبق کو گردش دی ایک مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی
قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنم ملکہ مجلس جادو
سب نے دیکھا مجلس جادو گرتا آب روان کا پہنے ہوے مرکب گلی پر سوار پنجہ گلی ہاتھ
مین آتے ہی نعرہ کر کے گری پنجۂ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر مجلس جادو

پر گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران مذکور بیکار ہو کر زمین پر گرین ہاتھ پانوٗن ٹوٹین خواجہ عمرو نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے ای پروردگار آج لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سبکو بچالے اسد نامدار بھی بیقرار ہو گیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھکر ترپ گیا علم و شان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلاے بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکار اٹھا پروردگاران سب کو بچالے بیتاب ہو کر ان سب کا دعا کرتا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط سما پر لہرایا ابر فور اُشق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اُس ابر تیرہ و تار سے ظاہر ہوا اب عکس ماہ کامل طبق مروارید ی پر پڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے اب سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ برّان شمشیر زن بصد سطوت و صولت لڑنے لگین سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران شمشیر زن نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اسکا عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ بران نے ابر مروارید ی کو توڑا طبق کے ٹکڑے اڑادیے اسوقت اُس پریزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب آکے ہاتھ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ اُس پریزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران کا زخمی ہوا اب تو یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پریزاد چاہتی ہے لپٹ جاؤن ملکہ بران شمشیر زن سحر کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہر دو نون مین ہنیچہ چل رہا ہے آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہے اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اُس پریزاد کے پڑا لپشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مریخ جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم پہر بھر کامل اندھیرا رہا سرداران نامی و گرامی ملکہ بہار و باغبان و بران وغیرہ لشکر قیام جادو و مقیم جادو پر آپڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ

اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوے ہنگامہ مین لوٹ شروع کردی ملکہ بہار لڑتے لڑتے قریب اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام ومقیم نے ہرچند چاہا ملکہ بہار و باغبان کو تا بہ طلسم کشا نہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیر زن کب کسی بچیا کے روکے سے رُکتی ہی گلدستہ چل رہا ہی اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کرلیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
پدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد غازی نے رہا ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان کے کود پڑے صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا اے آقاے نامدار اپنے کو ساحران غدار سے بچائیے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہی اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی نہنگانہ دریاے فوج ساحران مین ڈوبے ہوے لڑرہے ہین ملکہ بران نے قیامتین برپا کردین باغبان نے لڑبھڑ کے قیام ومقیم جادو کو گرفتار کرلیا ملکہ گوہر جادو لڑرہی ہی بہار نے کہا دیکھو مین اسکو تنکے چنوا کے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہی کہ میری عاشق صادق یار موافق ہی انتہا کی خدمتگزاری کرتی تھی مسلمان ہونا اُسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھ کر ملکہ بہار سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہی جہان تک ہوسکے اسکو گرفتار کرلو جملہ سرداروں نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ساتھ والون نے صداے الامان الامان بلند کی ملکہ بران شمشیر زن نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا صندلان نے اُٹھ کر سمجھایا کہا اے ملکہ عالم تمنے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران تہمتن وجان نثاران صف شکن کیا وقت پر آئے مریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس زور شور سے قتل کیا کیا کمال دکھایا لات و منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گوہر جادو

اسطور کو دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو
اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو
صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش و نشاط
مہیا ہوا سرداروں نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ
مین نے افراسیاب جادو سے حیرت نبکر حال لوح دریافت کیا تا بہ طلسم صندل پروردگار عالم
نے پہونچایا کیون ای ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہی عرض کی مین
حوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل
معدوم ہی یا ہو کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری ہملوگون نے رستہ اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جبوقت کوئی آپ کے دشمنون پر
سختی ہوگی فوراً اپنے کو پہونچا ئینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہی اُسی طرح اسد غازی کو برای
عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی
قبلہ وکعبہ نے بھی بعد آداب و تسلیمات عرض کیا ہی اول طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح طلسم صندل
کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ جات کی تدبیر ہوگی مگر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو
مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ بران لوح سے سب مشکل
آسان ہوتی ہی ملکہ بران نے جواب دیا جو قبلہ وکعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت
ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہم لوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہو ملکہ بہار و باغبان نے
بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو
اگلی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان و بہار و بران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس
ہو کر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحراے پر خار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہو کر جاتے
ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت
مین خواجہ عمرو کے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لے کر نکلجائیے
فکر حصول لوح مین مصروف ہو جیے مین جا کر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کرونگی جسوقت
آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپ کی خدمت مین

پہونچا ئینگے اب اس چاہ وحشم سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہوجاے مشقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہی ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہی کہ مشہور کیا کہ ملکہ صندل جادو کی موت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کردیگا اسُی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا ای نور نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تا بہ در بند مہر وماہ جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش رُبا کا پتا لگانا ہی ابھی براے لوح طلسم صندل یہ دردسر اس تنزل سخت وصعب مین پڑا چکر ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہین وغیرہ لدوا کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحراے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درۂ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ ای نور نظر وای شیر بیشہ جرأت وہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اُس درہ کوہ پر بیٹھ کر مصروف عبادت ہوے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بقصد خضوع وخشوع درۂ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوے انکو اس حال مین چھوڑدو وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان ملکہ بہار وباغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین خمسہ

خزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی
سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
ہواے دور مٹے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی
غریبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہی
دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلبند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف و عیسی
خجل ہین یہ وے سنور سے اُسکے حور و پری

اگر کوکب روشن‌ضمیر بادولت کے مقابلہ مین آئے نوک دم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر سحر پڑھنے لگا لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرایا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہا جانگزا اس باغ کی بہار ہی ایک ایک پھول آنکھین نکالیگا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا یہان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوز یہ کہکر افراسیاب جادو کو لے کر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضر ان سبز پوش صحرانشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیرزن و باغبان صف‌شکن و بہار رنگین عذارہ وغیرہ تخت پر چلی تھین صحراہاے خارستان ملے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پرخار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادۂ منزل آتشناک ہوائین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہی چہرے کمھلا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سر سبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
کہین جعفری اور شبو کہین
ہر اک رنگ مین اُسکی قدرت کے کھیل
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا
پڑا اُسپہ پیچش ہی تار تار
کھڑے اُسپہ پانی پئین قمریان
کھڑے خضر جیون آب حیوان پہ ہو

کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ نرگس کے گل بیشمار
شگوفے کی اور چنبے کی بو کہین
کسی جا پہ باہم انار و بہی
کہ مصداق ہی زلف محبوب کا
بنی ہی صفائی سے جوہر کی نہر
لب جو کی صورت لبون کے پرے
اگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ

کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کسی جا پہ سوسن کہین رائے بیل
کسی جا مقابل تھے سرو سہی
روش پٹریان صاف آئینہ دار
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
اُگا تھا لب جو ہر اک سرو بن
کرین جیسے قمری و فاختہ

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہراک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے
رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کرچکا ہون کہ جب مفصل اُسکو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش لوح روانہ ہوگیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دے کر روانہ کیا تھا اُسکو راہ مین عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بروقت روانہ کرنے کلنگ جادو کے اُسکے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر بنوا کر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی افتاد پڑے ہمکو فوراً معلوم ہو جائے جب افراسیاب جادو کو رقعۂ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا اور رقعۂ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برّان وغیرہ برائے مدد پہونچین مرتخ جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو حوالی طلسم صندل سے واپس ہوئے اور فلان راہ سے آتے ہین بہت جھلایا قبضہ بر ہاتھ ڈال کے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ برّان وغیرہ کی قضا دامنگیر ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرکے ملیٹے ہین اب ماہ دولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہرچند وزرا نے منع کیا اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب جادو نے کہا اس سر سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہی کہ نرگس کے روکے سے رُک جائے یہ وہی ہی جسنے دریائے خون روان کو خشک کیا پل پریزادان کو توڑا اسکے سبب سے ماہ دولت نے کیا کیا رنج و ملال نہین اُٹھائے مگر آج اُسکی قضا آئی ہی یون بیفکر چلی آتی ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہوگا ماہ دولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہوسکتی ہی اور عمرو جو فکر لوح مین گیا ہی سرسر اُسکی حماقت ہی مین نے سب کچھ اُس سے کہدیا شکر ہی سامری جمشید کا جو امر اصلی تھا وہ نہین

بیان کیا لوح کا ملنا دشوار ہی مگر ساربان زادہ بڑا مکار ہی طلسم صندل پر اُسکی قضا اُسکو
لیگئی ہی صندل جادو بھاری قوت بازو نامی و نامور اُسپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا
اکیلی لاکھون سے لڑسکتی ہی لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن ابتو مین جاکر بہار وغیرہ کی خدمت
اکرون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا دردسر کھونے کو کیا کم ہی
یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کرکے اُڑتا ہوا جستجو سے
بہار وغیرہ مین چلا عجائب وغرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب جھپکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ
راہ مین ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر بڑی جمائی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو نگل گیا یا ٹاپ ماردی
پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح
نخل ہاے تروتازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہی سبزہ صحرا کا پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ
طی کرکے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ مسلمان کدھر سے آئینگے
کہ یکایک ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہی یا تیری آنکھون مین
سرسون پھولی سبز بختی پھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہی بہ نگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرا ہد سے پر ملائے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف
ہین ایک نہر کلان جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور
دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر نحیف وضعیف بلند ریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر گردا گرد
چند کنیزان خوشرو جام وسبو لیے حاضر ہین وہ تخت زیر ابر چرخ مار رہا ہی اب جو بہ نگاہ
غور افراسیاب نے دیکھا اپنے استاد والانژاد خضران سبزپوش صحرانشین کو پہچانا
بڑھکر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارتا
ہوا دوڑا کہ اے نور نظر اے بادشاہ نامور مخزن جمشید و سامری اے زینت محفل فسونگری
اسوقت یکہ وتنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہورہے ہو کوئی ملازم نمکخوار
ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض
کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استاد کرائی افراسیاب
جادو کو بارگاہ مین لے کر آیا دنگل زرین پر جگہ دی تازنیان پریچہرہ کو اشارہ کیا جام مئ

گلنار لیکر فوراً حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو یکہ و تنہا آیا ماہدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا استاد حالات آپ نے سنے ہونگے لونڈیان غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے رہا ہو گیا ساربان زادے نے عیاری کر کے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ ملیچے ہوئے آتے ہین اُنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار کرون دختر کوکب برّان شمشیر زن بھی ہمراہ ہی سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہی اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجھکو خیال ہی کہ یہ سب روانِ طلسم ہوش رُبا ہین اگر ذرا بھی آگاہ ہو جائینگے دست اندازی انپر دشوار ہو گی اسی خیال مین آکر یہان ٹھہرا ہون اسی رستہ سے انکا گذر ہو گا خضران سبز پوش نے کہا ای افراسیاب جادو حقیقت مین جن سردارون کا تو نے نام لیا یعنی باغبان و بہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی ہی لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کر لین گے ای فرزند تو نے آج تک ماہدولت کو اطلاع نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہو گا استاد کلان فخر ظلمانی پہلو نشین سامری کہ جنکا پردۂ ظلمات سے طلسم باطن تک شغل نہین ہی ہاتھ سے اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم بڑا محترم و محتشم ہی اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سد باب اسم اعظم اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے ایسے جلیل القدر قتل ہوے کہ آبروے طلسم ہوش ربا باقی نہ رہی خضران صحرا نشین نے کہا ای نور نظر فخر ظلمانی کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد بنا کر اُسکو فخر دیا اُسنے جابجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا استاد ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اس غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب سحر یار کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا جفاے تبر اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ برّان شمشیر زن کو اپنے کمال پر بڑا دعوی ہی یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنساتا ہی جنکے تو نے نام لیے ان سب مین برّان صاحب لیاقت ہی لیکن ماہدولت کے سامنے کیا حقیقت ہی

اگر کوکب روشنضمیر بدولت کے مقابلہ مین آئے تو ک دم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحرائے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر سحر پڑھنے لگا لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرایا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہ جانگزا اس باغ کی بہار ہی ایک ایک پھول آنکھین نکالیگا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا یہان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوز یہ کہکر افراسیاب جادو کو لیکر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضران سبز پوش صحرانشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیرزن و باغبان صف شکن و بہار رنگین عذار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحراہائے خارستان ملے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پرخار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادۂ منزل آتشناک ہوائین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہی چہرے کمھلا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پربہار پر نگاہ پڑی سرسبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اشجار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
کہین جعفری اور شبو کہین
ہر اک رنگ مین اُسکی قدرت کے کھیل
سلسل وہ سنبل کا عالم جدا
پڑا اُسپہ پیچ ہر تار تار
کھڑے اُسپہ پانی ہین قمر قمرن
کھڑے خضر جیون آب حیوان پہ ہو

کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ نرگس کے گل بیشمار
شگوفے کی اور چنبے کی بو کہین
کسی جا پہ باہم انار و بہی
کہ مصداق ہر زلف محبوب کا
بنی ہین صفائی سے چوپڑ کی نہر
لب جو کی صورت لبون کے پرے
مگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ

کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کسی جا پہ سوسن کہین رائے بیل
کسی جا مقابل تھے سرو سہی
روش پٹریان صاف آئینہ دار
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
اُگا تھا لب جو ہر اک سرو یون
کرین جیسے قمری و فاختہ

کہین بگلے بیٹھے کہین اُڑتے سور | چمن مین کہین دوڑتے ہین چکور | لگے ہین ہراک جا جو پھولونکے ڈھیر
وہان مالنین ہین لگاتی چنگیر | چمن مین کوئی پھول چنتی پھرے | کوئی کوک کوئل کی سنتی پھرے
مصاحب کوئی اٹھنین کوئی خواص | مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص | ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ
جگت رنگ چالاک بیباک وہ

صدہا کنیزان زرین پوش بصد جوش وخروش اُس باغ جنت نظر مین پھر رہی ہین ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر چمن مین رشک شمس وقمر دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار گلپیرہن جواہر نگار کرسی پر بصد زیب وفرسمت گلشن بحیزان نگران گرد مصاحبان عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پُرفضا نظر آیا گھبرا کر کہا لو صاحبو بانی بناے باغ عالم نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچۂ آرزو کھلا چلو اِس باغ مین چل کر دم لین آب صاف وشفاف بھی موجود ہی سب طرحکا سامان عیش وعشرت مہیا ہی اُسکی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوے راہ دور و دراز کو طی کر کے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھون مین دم انتشار کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب مین کمسن بلاے روزگار ہی اُسنے سر جھکا لیا کہا اے ملکہ عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب اِدھر آئے تھے اِس باغ پُربہار کو نہ دیکھا تھا یا تو تعمیر ہی یا ہمارے آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بُران نے غصہ مین کہا اے چھوکری تو کیون بولتی ہی تجھے کیا دخل ہی ملکہ بہار اِس ملک کی واقفکار باغبان قدرت طلسم کے رازدار کیا ہمارے یہ سب لوگ دشمن ہین کہ ہمکو بلا مین پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہین ہی باغبان نے کہا اگر باغ نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتین یہان موجود ہین انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ لیتے چلین گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہین باغبان نے جو اسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا جب تخت اِن سبھون کا اُڑتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے براے تعظیم اُٹھی ملکہ بہار وملکہ بُران شمشیر زن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم آیئے تشریف لایئے کنیز کو سرفراز فرمایئے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق ہین یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے اِدھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہین پہچانتی ہین گل اندام میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت مین حاضر ہون مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا بارھون سردار

تحت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھ کر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا
جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش ونشاط مہیا ہوا استقبال کرکے سب کولے چلی
ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال
کرکے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ ہاے گل تیار کرو ملکہ بہار
کے واسطے بدھیان طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت تیار ہنین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی
ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ ہاے گل تیار ہین ایس سامان سے بڑی عظم وشان سے
نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کولے کر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کردین ملکہ بران و
بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہوکر عرض کی کہ جو کچھ ہیچ آتش اس کنیز کو میسر ہی حاضر کرون
باغبان نے کہا ای گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے
بنوا کر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ تو تعمیر ہی خاک یہان کی اکسیر پھولون
مین یہان کے ستارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہی کل شہنشاہ نے حکم دیا تھا ای
گل اندام بر سر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کرو حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین
خود بخود محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت
فیضدرجت مین جاؤن مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے مطیع اسلام
ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے سنا ملکہ بہار پھول گئی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک وتر
حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیئے جام پی کر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے
کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پر اُداسی چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی
باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا ہی باغبان کا رنگ
دگرگون ہی خدا خیر کرے مجلس جادو نے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ارس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ برّان نے اشارہ
کیا چھوکری سچ کہتی ہی ای باغبان یہان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو جو یہ آپس مین
اشارے کناے ہوے گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنانِ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
وای گرفتارانِ مجلس رنج وبلا اب اس باغ عبرت خیز سے نکلنا دشوار کد وکاوش بیکار

مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود؛ باغبان ایسا پختہ مغز بی برّان اتنی کامل بی مخمورہ وبہار ایسی زبردست یکایک یون پست ہون اقبال شہنشاہی دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین اب سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہی افراسیاب کا قول ہی مخمورہ وبہار میری منظور نظر ہین انکی ظلم و بدعت سے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب ہی کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے کنائے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے روپوش ہوا جلاد کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اُٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی طائر ہوش پران زلفین عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہی جو کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین وہ مضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پر کھنچین گے ایک کہتی ہی کہ ہمارے اُستاد خضران سبز پوش کا سحر ہی وہی جام پیے شیشۂ دل شراب عقل سے خالی ہوئے اب گویا نشہ کا اُتار ہی جام شراب مرگ کا خمار ہی ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی ہی کبھی مخمور سے اشارہ کیا ارے کمبخت سحر یاد کر کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا اشارہ ہی کہ اے بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھولی تمھاری حماقت پر بھولی یہ بجانتی تھی کہ تم یہان کے حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر اُسکا رگ وریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ کلام ابھی تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوئے ابرو پر بل کرتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبز پوش صحرا نشین چلّا کے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی تر و تازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہی کہ ملکہ بہار کو پھنسایا باغبان کو دیوانہ بنایا بی برّان سرکشی بھولین دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین بی مجلس کیسی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آئے تو تڑپ کے ہم پر آپڑین مگر کیا کر سکتی ہی افراسیاب جادو نے خضران سبز پوش صحرا نشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمورہ و بہار کو دیکھکر گھبرایا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اشعار

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب
ہمسے ہی کسلیے تجھے اے گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا؎
کب تک رہیگا اے بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اٹھاتے بڑے مزے
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر
کچھ بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
ناقہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون
دیکھ انکھ اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین

ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
پری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
مجھ سے بجا ہیے تجھے اے سیمتن حجاب
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و مخمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر قضا ہماری آچکی ہی کون بچانیوالا ہی اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کر سکتا ہی دیکھا تو نے خواجہ نے اسد نامدار کو گنبد نور سے کیونکر رہا کر لیا تو کیا کر سکا انشاءاللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے مرنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہی اسطرح کے کلمات سخت سردارون نے جواب دیے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہوے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا اے بہار و باغبان وای ملکہ بران تم سب میری گنہگار ہو مین اپنے طور پر قتل کرونگا تا بہ کوہ عقیق لڑتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو باغبان کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہی مکر کرکے ہمکو سحر بھلادیے اب کیا نازہ کرتا ہی اگر سحر یاد آجائے تو تجکو مزا چکھائین اب تیرے بس مین ہین جو ہو سکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہی انشاءاللہ بدلہ اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پر سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش ہوکر صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصۂ دراز کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سردار بصورتہاے غیر مکر بنگئے

اُڑ کر اُس بیجیا کے سر پر سایہ فگن ہوے۔ باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبز پوش نے افراسیاب سے کہا اب مین ان سب کو لیجا کر ایک صحراے ہولناک مین قتل کرونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہی توجا کر لشکر مہرخ کی فکر کریا اُن سب کو گرفتار کرلے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جاے افراسیاب نے کہا اُستاد جسطرح آپ نے ارشاد فرمایا اُسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جا کر ایک ساحر ایسا زبردست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے آپسمین اُستاد وشاگرد مین خوب صلاحین ہوئین خضران نے سرداران مذکور کو جو بشکل قمری وعندلیب خوشنوا و عقاب و طوطی زرین بال تھے اُسی ابر مین مخفی کر لیا زیبا برا ور ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر بیکس وبے پر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر روتا ہی خضران تو اسیطرح سیر شکار کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران مقیدان سحر و دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے عیش وعشرت مین مشغول غم دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہو کر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون دامانِ قاتل مین رہے

اُٹھائے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ
جو تمہارے مُنہ سے نکلے سب برے دلمین رہے

خاطر گُل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے

آنکھ کو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایک دم
نوکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظارِ عہد باطل مین رہے

کثرتِ تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دلمین رہے

خنجر قاتل کی ایذائین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آگر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی ہے اچھا آفرین ہمکو کہو
ہم خیالِ یار بنکر یار کے دل مین رہے

پھر بیجا بحث بے سود تقریرِ فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی نے بھی دکھلایا ہمین آخر فروغ
داغ ہو کر ہم کنارِ ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے — پانوٗن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر رسوا نے کی — اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کردیا — تا فراق روح و تن ہم فکر عاجل مین رہے
اُنکے گانے کے تھے ہم مشتاق بر سو نے نسیم — اسلیے شب بھر رقیبون کی بھی محفل مین رہے

افراسیاب جادو خضران سبز پوش سے رخصت ہوکر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا بیان ملکہ حیرت جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہی مگر ہر وقت یہی خیال ہی کہ ای حیرت جادو کچھ کیفیت خواجہ عمرو و اسد نہ معلوم ہوئی یقین ہی ساربان زادہ تا بہ طلسم صندل پہونچ گیا ہو یقین ہی نامہ ضرور آئے وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے برای مدد اسد نامدار و خواجہ عمرو گئے ہین کچھ احوال دریافت نہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر لیجیے چالاک بہ شکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرای حیرت جادو پر تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا گرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک چونکہ عاشق صادق ہی گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آکر اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمائیے افراسیاب نے کہا دریافت ہو جائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہی لشکر مین بہار جادو و باغبان و رعد و برق لامع و مخمور رہتی ہین مگر کیا انتظام ہی کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا بدولت نے جاکر انکو مروا ڈالا آنکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہرچند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ بتلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ای سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصور بلند و مرتفع تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے آئین

رہین اور دوست جفا سہین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش وخروش
مین سحر کریگا کہ ایک بچ کر نہ نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہوجائے افراسیاب نے کہا ای
سیلان جادو مابدولت سامنے آکر تمھاری جانبازی وبہادری ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر سیلان جادو
نے دونون پانؤن زمین پر مارے غرق ہوکر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک خبر
وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی ای ملکہ عالم ہوشیار ہوجاؤ لشکر افراسیاب
آتا ہی ملکہ مہرخ گھبرا کر اُٹھین جبتک باہر آئین لشکر مین تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اُٹھا
باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش وخروش دریا موج مارتا ہوا اچھلا آتا ہی صدہا خیمے بارگاہین ڈوبین
خیمے مثل حباب بہتے پھرتے ہین ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا مین کمی نہین دمبدم دریاے
قہار کی طغیانی ملکہ سرخ موے کاکلکشا و ملکہ بلال سحر افگن وخورشید زرین سحر ولرزان
وزلزلہ وغیرہ جانبازی مین مصروف ہین لیکن موجۂ دریا کم نہین ہوتا اُسوقت اہل اسلام مین صداے
فریاد بلند ہر کہ ومہ دردمند یہ جو سرداران زبردست ہین سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہین فوج والے
بیدست وپا ڈوبے جاتے ہین مالک بحر وبر کو پکار رہے ہین ناخداے عالم سے فریاد سیلان کنارے
پہ کھڑا ہوا ہی کبھی ملکہ مہرخ کو آواز دیتا ہی ای مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ لڑائی کو ملاحظہ فرما رہے
ہین چلو تمھاری خطا معاف کرادون تمھارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوئے سرکشی کرنے
والے کیا ہوئے اب تسا ہی مین خرابی ہی اب مین تامل نکرونگا اب کی سحر مین غرق دریاے فنا ہوجاؤگی
اُس سحر جانگداز سے مہلت نپاؤگی مہرخ نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہی افراسیاب کی کیا
لیاقت ہی جو ہمکو قتل کرسکے وہ جو راہ مین ہین اُنکا بھی پروردگار نگہبان ہی یہان بھی اُسی کا احسان ہی
ایسے جواب سنکر سیلان جادو جوش غضب مین سحر کرکے دریا کو زور دیتا ہی حقیقت مین ہزارہا بندگان
خدا ڈوبے کوئی چارہ نہین ہی اُسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس چہرہ اُداس اپنے بے نیاز کارساز سے
مصروف دعا سرداران خاص سے حکم ہی جہان تک ہوسکے غربا کو بچاؤ پھر کوئی زوال نہ آنے پائے
وہ جواب دیتے ہین ملکہ عالم ہمارا سحر جواب دیتا ہی ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار ہرگز
انبوہ جتنے دار و بھائی کا داغ بھائی نہ دیکھے بڑی مشکل ہی یہ صدمہ دل سے نہ اُٹھیگا دیکھین آج کیا آنیگا
ہوتا ہی افراسیاب کو بڑا غصہ ہی بہار وباغبان وغیرہ کو کسی آفت مین پھنسا کے آیا ہی بہت بلبلا

رہا ہی سیلان جادو ملعون زورون پر چڑھا ہی اطاعت کا خواہان ہی یہان جان جائے گی لیکن اب
حرف اطاعت کہا کیا منھ لیکے ہمیا کے سامنے جائین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہی لشکر مہرخ
مین عجب تلاطم ہوش سردارون کے گم موت کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر مہرخ اُس دریاے
پر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف
ہی کہ وہ لکۂ ابر گلنار قریب آیا لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے
دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین جذب ہو کر غائب ہوتا ہی کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اُنمین
پانی جا کر چھپتا ہی ابر گلنار کو دیکھکر دریاے قہار روپوش سیلان جادو کو سحر فراموش اتنی جو مہلت
لشکر اسلام نے پائی سحر کرتے ہوئے دوڑے سیلان جادو گھبرایا یہ کیا ماجرا ہی ابر کیسا آکر محیط ہوا
ابر سے شعلہ ہاے آتش کا تار بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ شعلے گرتے ہین دریا مین کمی ہی میرے سحر مین برہمی
ہو رہی ہی یکایک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بھتیجی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ اختر بن سہیلان
فیل زور شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا او سیلان
جادو بہتری اسمین ہی کہ اطاعت دین اسلام کر تو نے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا خون
تیری گردن پر ہی ملکہ اختر کو دیکھکر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہو ہم لوگ اراکین
طلسم ہوش رُبا صاحبان مہر و وفا جرأت و شوکت مین یکتا ہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی
گڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑ کچھ کمال دکھا سیلان جادو نے پڑھ کر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے
آتش گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھایا اب غصہ آیا ابروون
پر بل پڑا نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ سحر کیے گولے
سیلان پر برس پڑی نیمچہ چمکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ آخر ہی تیرے پھنسانے کو دام جوہر
شمشیر ہی سیلان جادو نے بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے نیمچہ ہلالی کا ہاتھ مارا
اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ سحر اختر چمک کے گرا خرمن حیات سیلان جادو یا ناری کو خاک مین
ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی ملپٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے
سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ مین خود اُٹھا اتنے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان
جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب

قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہو آپ ہی بھاگتی ہی افراسیاب اُسکو دفع کرکے پھر دوڑ پڑتا ہی اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہی زیور سے سحر کر رہی ہی یعنی بجلی اُتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری یہ بچیا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آکے تڑپتا ہی اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان و خیزان جاتی ہی لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا تلوار خنجر شعلہ ہائے آتش افراسیاب پر گرا اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا افراسیاب کے منہ سے بے اختیار نکلگیا کہ ای محفوظ جادو اِس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اُسنے مارا ہی ما بدولت کو صدمۂ عظیم پہونچایا جب ملکہ اختر پلٹی اُس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو توڑون دام سے اُس بچیا کے نکلجاؤن مگر اُسنے ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اُڑی غبار الم قلب پر چھایا اُس نیر سپہر حسن و جمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو برج قفس مین بند کرلیا اُس ماہ تابان و مہر درخشان کو بہ مصیبت مکر سے اُس بچیا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا ای محفوظ جادو اُستاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش ہین یہ قید جا کر اُنکے حوالے کردے وہ سمجھ کر قتل کرینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کو جا کر مطمئن کرون مہرخ وغیرہ نے سحر سیلان کے وہ صدمے اُٹھائے تھے کہ آبرو بچنا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان جادو کو مارا اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لے کر بارگاہ مین آئی ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ زخمہ وزی اِن سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین آیا یہ مژدۂ فرحت آثار سنایا تو ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین اُستاد کے روانہ کردیا حیرت بہت خوش ہوئی برائے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پروردہ مہد رعنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج و محن یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بیان کیے جاتے ہین اشعار

اپنی ہستی پر ہو کیون منفعل ہر بار درد	چاہتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کے واسطے	باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست	ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
صورتِ حرفِ غلط ہمیار ہجران کا ترے
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
صورت معشوق ہی اُسکی جدائی ناگوار
بے مصیبت دوستی لطفِ سخن ہوتا نہین
زخم دل چاکِ جگر سینہ سراسر داغدار
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین
ظلم ہی کیفیتِ حال مصیبت خیرہ عشق
ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون
کثرتِ تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
چاک کرتا ہی دمِ فریاد ہر گل پیرہن
کم نہین ہی زخم سے ایذا کلامِ تلخ کی
بات منہ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی

کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد
مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد
دل مین ہی میرے بہر شکل لذت پیکار درد
دوست رکھتا ہی نہایت زخمِ جسم زار درد
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
کیا کہے رکھتا ہی کیا کیا عاشقِ ناچار درد
مجھکو کیا معلوم ہی رکھتے ہین کیا ای یار درد
کیا عجب پیدا کرین دل مین مرے اشعار درد
آج کی شب میرے پہلو مین ہی بے دلدار درد
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوشِ آزار درد
کسقدر رکھتا ہی شورِ بلبلِ گلزار درد
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دلِ افگار درد

محفوظ جادو نے اُس عندلیب گلشن حسن وجمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوجہ ہوا سے اختر کی آنکھ کھُلی اپنے کو اُس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس مین بند کرکے لیچلا ہی ملکہ اختر فرماتی ہین نظم

ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر
ہچو اشک از دیدہ پر خون چکید
اور ثریا عقد گوہر بار تھی
روتا تھا با دیدہ ہاے خونفشان
صبح صادق نے کیا سینہ کو شق

روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر
چشم انجم سے گرے پڑتے تھے اشک
چشم پر خون اشک غم افشار تھی
اک تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم
خونِ دل پینے لگا اپنا شفق

قطرۂ شبنم کہ از گردون چکید
جیون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک
آستین رکھ منہ کے اوپر کہکشان
تسپہ آہ سرد بھرتی تھی نسیم
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار ہی

سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اُس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ عرض

کرنے لگا اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو باغ محبوبی اے ماہ آسمان حسن و جمال اے نیر تابان برج جاہ و جلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جاکر قتل کرو لیکن ٹوٹین وہ ہاتھ جو تمپر بہ بدعت اٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تمکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھین غلام اسواسطے اس مقام پر ٹھہر گیا میرے چمڑے کی جوتیان بنا کر پہنیے غلامی مین اپنی مجھکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم و حیا گوہر دریاے مہر و وفا پروردہ مہد ناز و نعم تاجدار اقلیم جاہ و حشم تھر تھر کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھُری چلی خرمن ہوش و حواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار رونی ضبط کرکے کہا او بحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت منہ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست انداز ہو عم نامدار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہمشیرہ میری ملکہ بران شمشیر زن برادر ریحان برابر صاحب چتر و افسر شیر بیشۂ قہر و غضب شاہزادۂ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے مہتر مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان و افسر عیاران بساط بلا و نبی آدم مولانا ے معظم و مکرم صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار کشندہ ساحران باج ستانندہ بدکیش کافران جسوقت سُنینگے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا در پے آبرو ہوا یقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پہ ہو گا ہوا بنکر جائینگے اُس بحیا کو دام تزویر مین پھنسائینگے زندہ نہ بچیگا عنایت سے پروردگار کے طلسم کشا نے بھی رہائی پائی برائے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین پس او بحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اسطرح جو ملکہ اختر نے بہ قہر و غضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تر دد منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب ناشایستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچایئے اور تو مجھ سے کیا ہو سکے ایک سحر مجکو آتا ہی عطر پر پڑھ کے آپ کو سونگھا دونگا اسکی بو دماغ تر و تازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی محبت ہو جائیگی اب ملکہ اختر گھبرائین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری اے بانی بناے شمس و قمر اے مالک بحر و بر اے رزاق مطلق و اے کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے بیقرار ہو کر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست اندازی کرون قفس

نکلا یون اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش مین آیا قفس مین سر ٹپکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی تمام صحرا انور وادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائر ون کے چہچے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر لے کر اُٹھا اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشنضمیر یعنے ملکہ اختر خوش تدبیر پر دست اندازہ ہونے کا اُس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیغ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرایا غصہ مین کف منھ مین بھر آیا محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی او بیحیا تیرا ابھی اتنا دل گردہ ہوا کہ ہم پر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولا اُلٹا پلٹا سینہ کی جانب کو اُسکے آتا ہی مثل شعلۂ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلادے گھبرا کے پکار اُٹھا مصرعہ دردی طبع تو بر من بلا شدی دہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کر سکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن محفوظ جادو و بود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو نے بڑھ کر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھینچا پوچھا ای نور نظر یہ کیا حال ہی اختر نے تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کوکب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران سبز پوش بھیجا ہی اُس بیحیا نے بُران وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو وہان جاتا ہون تم جاکر لشکر اسلام کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ ای عم نامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا سیلاب اپنی آبرو ڈبو چکا تھا مین وقت پر پہونچی جاتے ہی اُس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کرلیا شکر ہی کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپسمین صلاح کر کے ملکہ اختر نے اسباب سحر اپنی ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا

تلاش خضران مین چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر مہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرانشین کے بیان ہوتے مین نظم

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب ۔۔۔ جلد لا ساقی برنگ بادۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو ۔۔۔ فرقت دلدار مین ساقی پیین کیونکر شراب
ابر ہی اُسکا ہوا گل دے رہے مین گلبتن ۔۔۔ آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب
آزردہ کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی ۔۔۔ یہ تمنا ہی پیین قاتل تہ خنجر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر ۔۔۔ پی چکے محفل مین تیری او پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا ۔۔۔ غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مینوش کا ۔۔۔ ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدۂ دیرینہ کا کچھ پاس کرنا چاہیے ۔۔۔ آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بدل مہربانی چاہیے ۔۔۔ ساتھ غیرون کے تو ایجان پی چکا اکثر شراب
بھن گیا ہی لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب ۔۔۔ گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین ای نسیم ۔۔۔ ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

خضران قیدیان مستور کو لیے ہوئے ایک صحرائے پُر بہار مین پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان سہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو ساتھ ہین انکو حکم دیا کہ دارین استاد کرو جلادون کو بلاؤ کنیزون نے بڑھ کے دستک دی کئی جلاد صاحبان بیداد بلکہ ظلم و ستم کے استاد فوراً آکر حاضر ہوئے دارین استاد ہوئین اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئین مگر رنگ روشتغیر گل سے چہرے کمھلائے ہوئے سب سے زیادہ ملکہ بران بیقرار اشکبار تصویر ملک الموت آنکھون کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم و ملال شل گنہگارون کے اُس صحرائے ہول خیز مین اُستاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری مین بیٹھا ہی گرد چند کنیزین ایکسا ایک سے عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون ای بہار اطاعت از اسیاب قبول کرو ورنہ سبکو قتل کرونگا کوئی جواب نہین دیتا مہر سکوت لب پر حیران دشتسدر بران کی آنکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف ۔۔۔ نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ ۔۔۔ نہین ہی لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اُٹھائی ہی جسنے طپش جدائی کی — وہ کیا ہو میرے دلِ داغدار سے واقف
فروغ حسنِ شب و زلف اُسنے دیکھی ہی — یہ دل ہی گردشِ لیل و نہار سے واقف
خیالِ گریہ پسِ مرگ اسکو کیا ہو گا — جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی — نہین تھے ہم ستمِ انتظار سے واقف
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے — وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
خلش اُٹھائی نہ نوکِ مژہ کی اشکون نے — یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
ڈر و خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا — نہین ہو جذبِ دلِ بیقرار سے واقف
مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اِس چمن مین نسیم — کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سے واقف

خضران طرف بہار و مخمور کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ بہار شہنشاہ نے تمھارے مقدمہ مین ارشاد فرمایا ہی اگر تم توبہ کرو تو تمھاری خطا معاف کرادون ای مخمور افراسیاب کو ہجر تیرا ناگوار ہی مین وعدہ کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش رُبا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہی کوئی دخل نہ دیگا مین چلکر خطا معاف کرادون مخمور و بہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہی دین سامری پر ہم لعنت کرچکے تجکو اختیار ہی جو تجھسے ہوسکے کوتاہی نہ کر خدا سے ما بزرگ ست جلادون کو اُسنے اشارہ کیا کہ اول شاخ حیات بہار قلم کرآج ہی مخمور کا بھی نشہ اُتریگا ای باغبان تو وزیر اعظم ہی معشوقانِ شہنشاہ کو سمجھا ناحق جان دیتی ہین باغبان نے کہا او سبز قدم تو و مبدم اپنی ہی کہتا ہی جو تجھسے ہوسکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہین پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ بُران کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا بُران نے سر تسلیم خم کردیا باغبان نے بیقرار ہوکر دعا مانگی بہار و مخمور وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملکہ بران پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کسنے قتل کیا اسی حیرت مین تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نور افشان نیر تاباں برج فلک عز و شان صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر خضران بیخبر نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اِس جوان کا غصہ سے سُرخ ہاتھ چمکاتا ہوا برقین گراتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہوگیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کئی ہزار طائران

زمزمہ سرا آفتاب جادو پر آپڑے چاہتے تھے کہ منقارون سے زرہ جسم کو پارہ پارہ کرین پنجون سے بوٹیان نوچ ڈالین چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھیں شہنشاہ کوکب کی دیکھی ہین فوراً خنجر کمر سے نکالا طائرون کو دکھاکر زمین پر رکھدیا طائرون نے بارٗھ پر خنجر کے اپنے گلے رکھدیے ہزارون ذبح ہوگئے کنیزین خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگین اُنکو تو ایک ایک اشارہ مین آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیون اپنی اپنی جانین دیتی ہو چلو خدمت مین شہنشاہ نور افشان کے یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزین تسخیر ہوئین محبت کوکب کا دم بھرنے لگین خضران سے مُنھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دُھوپ پڑی کہ نخل مرجھائے جوانان چمن کے دم لبون پر آئے پھول کمھلائے غنچون کی زبانون مین کانٹے پڑے نرگس کی آنکھیں پتھرائین سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان مین لکنت سرو پر تیر غم و الم کے چلے شاخون نے سر پیٹا پتے چلے جوانان چمن کا بیکار شباب سبزہ بے خورد و خواب نظم

جلے سحر سے اُسکے سارے شجر	ہوا آتش گل سے گلشن سقر	خزان کا ہی مورد اُسی دنسے باغ
اُسی دنسے لالے کے ہی دلمین داغ	اُسیدن سے ہی خشک نرگس کا جام	اُسیدن سے بلبل کا نالہ ہی کام
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق	کہ ہوتا ہی بلبل کے غمسے قلق	غرض ایسے گلزار کو نامراد
فلک ہو گیا دیکھ کر شاد شاد	خضران گھبرایا کہ سحر آفتاب نے باغ کو خاک مین ملایا جب جل گیا	

خضران نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا ہوائین ٹھنڈی چلین چشمے موج مارنے لگے اب خضران نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کرون لیکن آفتاب کب اُسکا رنگ جمنے دیتا ہی جب ہاتھ ہلادیا ہوا چلتے چلتے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑگئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہی نخل خشک تر نہین ہوتے سبزہ اُس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش ہی ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہی لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھون مین سرسون پھولی ہر چند بینائی مین فرق آیا مگر ساون مین اندھا ہوا ہی تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہی اب تو تیغہ پکڑ کر خضران چمکا کہا ای آفتاب دم لینا دشوار کردونگا خانہ دل کو غم و الم سے بھردونگا یہ کہکر گئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر سحر پہ روک رہا ہی ہر سحر کا جواب دیتا ہی عرصہ دراز تک آپس مین ... تعرض ہولی مگر آفتاب جادو نے اپنا

سحر نہین کرتا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ ہاے سحر دکھائے دو ایک زخم بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا او ملعون اِس جانب دیکھ اب قلعی کھلجائیگی دعوے اسکندری بھولیگا اپنے نزدیک بڑا ارسطو فطرت ہی یہ سحر بانی حیرت ہی اِسکو آئینہ جمشیدی کہتے ہین یہ کہکر کمر سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خودبین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا مُنہ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پر بیٹھا مسکرا رہا ہی آئینہ خیال مین جوہر جمستان سحر کھلا ہوا ہی خضران نے چاہا مُنہ پھیرون اُس جوان تاجدار نے آئینہ سے صورت دکھادی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اسوقت اُس آئینہ جمشیدی سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری بڑے بڑے سحر کیے اِس امید پر کہ اپنی جان بچا لون بھاگ کر نکلجاؤن مگر ہوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا صدائین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نامم بُن خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب صحرا روشن ہوا ملکہ بہاران وغیرہ کو قید سے رہا کیا بہاران نے پوچھا ای عم نامدار آپ کو کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول راہ مین آپکی بہن ملکہ اختر کو چھوڑا یا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین مین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خودبین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر بڑے غصہ مین آگئی ہی آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے میرا ٹھہرنا اب مناسب نہین آئینہ جمشیدی دے کر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی فکر مین غرق دریاے حیرت ہونگے ملکہ بہار و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو اِن سب نے بہ تعجیل تمام تخت سحر تیار کیا طرف کلے لشکر اسلام کے چلے آفتاب جادو طرف قصر جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین نظم

باقی ہے شوق قاتل شمشیر زن ہنوز | ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل تھی عزت بے پردگی ہمین

کرتے ہیں چاک کنج لحد میں کفن ہنوز
ہوتی نہیں ہے کم مری ویرانہ دوستی
کھولے ہوئے ہیں زخم ہمارے دہن ہنوز
ہم سرد بھی ہوئے نفس سرد کھینچکر
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کے ہیں بدگمانیان
پہنے ہوئے ہی روح وہی پیرہن ہنوز
اُٹھینگے کیا سوال نکیرین کے لیے
اب تک وہی ہین ہمسے تری کج ادائیان
جاتا نہیں ہی سر سے خیال وطن ہنوز
بتحدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی
گرمی دکھا رہی ہی تری انجمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہین گرد اغہاے دل
نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ایجان اضطراب نکرات ہی ابھی
باقی ہی قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز
ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہی تری شوق دید مین
ای رشک گل وہی ہی ہوائے چمن ہنوز
ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی تنگی
باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید

کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت مین موجود ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہنم ملکہ اختر بن مہیلان فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا بڑا اُس بچیا کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت ہنو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے گرتے گرتے ہزارون کو قتل کیا تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ مہرخ سرداران زخمدار کو لے کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزارون ساحر قتل کیے اب اُس شاہزادی پر ہنگامہ ہی ملازمان حیرت نے چہار جانب سے گھیرا ہی افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا لو صاحبو غضب ہوا ہمارے سردار اب تک واپس نہین آئے ملکہ بران کی خبر دریافت نہین ہوئی بھتیجی پر کوکب کی یہ اُفتاد کیونکر دخل نہ دین یہ کہکر ملکہ مہرخ اُٹھین تخت پر سوار ہوئین نفیر بجی نقارے پر چوب پڑی علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ سرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ سرخ مو نے پریشان ہو کر کاکل کھولی خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دونو زن و شوہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن مین ہزارون کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے برہم کر موتیون کا مالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے بس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُسنے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی ای اختر نکل چل تاب ٹھہرنے کا

وقت نہین ہی افراسیاب جادو بڑھ کر سحر کیا چاہتا ہی طبقے زمین کے تھرا اُٹھینگے اُسکے سحر کا روکنا دشوار ہوگا اختر نے نمانا پھر جھپک کر جا پڑی ایکی مرتبہ سر حیرت کا زخمی ہوا تخت ٹوٹ گیا اب افراسیاب جادو کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیون تم سبھون کی شامتین آئی ہین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نہین معلوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھپک کر سنگریزے اُٹھائے آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے سرداران تہمتن وگردان صف شکن شریک ہوکر اُن سنگریزون کو دفع کرتے ہین افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منھ سے اُف نکلگیا شعلہ بھڑک کر اسپر گرا اعضا جلنے لگے جسم سے اُسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب نے بڑھ بڑھکے سحر کیے صفونکو درہم وبرہم کردیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر افراسیاب پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہوکر سرداران نامی نے چاہا نکلجاوین افراسیاب کب جانے دیتا ہی پیچھا کیے ہوے چلا آتا ہی سرداران اسلام کا یہ حال ہی کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہین کسی کے سحر نے آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے مین سب کے سحر دفع کردیتا ہی اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلجانا بھی دشوار ہوا ہر مقام پہ افراسیاب روکتا ہی ایک ایک سردار کو ٹوکتا ہی لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادۂ مرگ وہیاے قضا قدم نہین ہٹاتے لیکن مجبوری یہ ہی کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہین کرتا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب نے قہر وغضب مین آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوش ربا شکست ہوا اہلیان مجرۂ بلا قتل ہوے دائی امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہوگئین یہ جو صدا افراسیاب نے بقہر وغضب تمام دی زمین کانپی آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سردارون کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب طلسم باطن سے مدد طلب کرتا ہی یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن اُسپر تاثیر ہونا تمھارے سحر کی دشوار ہی تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنے اپنے سحر کیے شعلہ گرے آتش وغبارہاے سحر وشمشیرہاے بران وخنجرہاے خونفشان ونیزہ ہاے جان ستان وتیرہاے دلدوز وتبرہاے پرسوز افراسیاب پر گرے آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک مین ملادون تلوارون کا قصد تھا کہ دم بند کرین خنجر چاہتے تھے کہ گلوے افراسیاب کے لہو سے لین تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکلجائین نیزہ بل کرتا تھا کہ دل وجگر کو برباد دون تبر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اُڑا دون

یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب کے پڑی مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نغرہ کیا اُسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین نہایت حسین ایک تخت پر سوار جوڑا ترچھا بندھا ہوا تخت کو اُڑائے ہوے آتی ہی پکارتی ہی کہ ای شہنشاہ کنیز آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجیے قہر سامری سحر انگیز ارا کین طلسم ہوش رُبا کانپ رہے ہین ہرکس و ناکس کو ملال ہی جان اپنی آپ کے قدمون پہ نثار کرین یہی خیال ہی یہ کہکر اُس نازنین نے ایک گولہ فولادی ہاتھ مین افراسیاب کے دیا کہا لو شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے خوش ہو کر گولہ اُسکے ہاتھ سے لیا ملکہ سرخ مو وغیرہ نے جو یہ سحر کردیکھا نفیر سحر بجائی کر یار و نکل چلو دیکھو بلا نازل ہوا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا کہ باشندہ ای مسلمانان آج کیا مین تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گولہ پھینک مارا دناٹے کی آواز آئی کہ زمین تھرا ائی معلوم ہوا کہ کئی سو توپین ایک مرتبہ فیر ہو گیئن ہزارہا نخل گرے صدہا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اُڑے درندے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر	لرزنے لگے خوف سے دشت و در	فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو ہستی مین جنبش ہوئی	قیامت کا سامان عیان ہوگیا	رخ مہر گردون نہان ہوگیا
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا	صدا ہائے ہاہو کا بھی شور تھا	بعد عرصہ دراز ملکہ حیرت جادو

نے دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا جھوم رہا ہی اور ملکہ مہر رخ مع چار سو سردارون کے مثل مردون کے بیہوش پڑی ہین اور اہالیان لشکر دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کر رہے ہین بارگاہین سرنگون خیمے سنسان صفین اُجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت جادو کو پکارکر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کر لو ما بدولت جاکر جلاد طلسمی روانہ کرینگے وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کرینگے اور اُستاد خضران سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بہاران وغیرہ کو قتل کیا ہو گا اگر شاید اُسکی ضرورت ہو تو مین اُنکو بھی اُنھین کی خدمت مین بھیجدونگا اختیار ما بدولت کا دیکھا کہا کرتا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلامون کو مٹا دونگا کیا دشوار ہی سرداران گمیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا مین ہمسر ہی یہ فوج آپ کے دامن کی گرد ہی ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیر زادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کر لو افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب شکین پرند پر سوار ہو کر طرف باغ سیب کے روانہ

ہوا ملکہ حیرت جادو ان قیدیانِ بلا کو گرفتار کرکے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے
چلی ملکہ مہرُخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام
کیا ہوتا ہی حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا بہار وغیرہ
وہان گرفتار ہوئین سارہ بان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک
رسائی دشوار اُسکو وہان اہالیان طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال
ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سے مقابلہ کرسکے کنیزان حیرت جادو و ملکہ مہرُخ کو سمجھانے لگین کہ اب
سرکشی سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اِس گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے
تابعدار ہوا ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کردیگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت کیون اسقدر
غرور کرتی ہی سلطنت کے نام پر مرتی ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے
جسکی جہان قضا ہی مارا جائیگا چنگل شاہباز اجل سے کوئی مہلت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام
بچھایا ہی ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہی جسکی موت جس مقام پر ہی خاک کو خاک کھینچ لیتی ہی اجل کسی کو کب
مہلت دیتی ہی کس کس کا غم کرین کس کس یار و فادار کا الم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے
کیسی کیسی صورتین یان مٹ گئین
حسن و خوبی ساتھ اپنے لیگئے
حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ

آہ اب کس کس کی خاطر روئیے
کیسے کیسے لوگ یان سے اُٹھ گئے
لالہ سان اک داغ دلپر دیگئے
کیجیے آگے بس اب قطع کلام

ایسی کتنی صورتین یان مٹ گئین
خوبرو سارے جہان سے اُٹھ گئے
غم سے یارونکے ہی دل ایسا ہی داغ
دوستون کا غم نہو وے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے مادرزمان حیرت مین غریو بلند ہوا
ہر ایک نے کہا صاحبو حقیقت مین ملکہ مہرُخ نے کیا کلمات حسرت آیات فرمائے ہین کہ دل
بے چین ہوگیا کیسے کیسے گلعذاران خوبرو ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید خد
تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبانِ جاہ و جلال شاعران باکمال حسرت و یاس لیکر
پردۂ دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا ماہ حسن و جمال کامل نہوا دنیا مقام
عبرت ہی جائے عشرت نہین مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض انکے قتل پر کمر
کستے ہین حیرت نے حکم دیا سیدان خونی کی تیاری کرو مین ابھی ان سب کو دار پر کھینچونگی شہنشاہ ۱۸

مجھے اختیار دے گئے ہین جلاد طلسمی آنے سے کیا مراد ہی ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہی مسلمانون کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہین سب کے دل بھرے ہوئے ہین بعض انکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد آنے لگے شلنگے لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت شیران ابہت حاضر ہین حیرت نے حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سرزنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا ای مہرخ اب بھی کچھ نہین گیا قدم کو باد دولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ سمجھا ہم خوب سمجھ چکے ہین بس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلاد سر کاٹ لو جلاد تیغہ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمین قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت نے سنا نا جلادون کو اشارہ کیا جلاد نے بڑھ کر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا ای ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوتا ہی جو ہوس ہو فرمائیے اب تساہل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے موجود ہین حکم دیچکی ہین سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدمون کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر و غضب مین جواب دیا او بھیا بکار خود ہوشیار باش جلاد نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلاد نے دوڑ کر خنجر مارا پیشانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دور جا کر گرا کڑاکے کی آواز آئی لوگون نے آواز دی وہ مارا اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہی مہرخ بہ اطمینان بیٹھی ہی حیرت نے کہا کہ یہ جلاد کیا دیوانہ تھا جو اپنے سر پر خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد پرے سے نکلا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اٹھایا جلاد نے اشارہ کیا مین ہوان غلام آپ کا مہتر برق چالاک بن عمرو جھپٹ کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے نعرہ کیا اٹھتے اٹھتے گولہ مارا گئی ساحرون کے سر پھٹے جبتک ملکہ حیرت سنبھلین ملکہ مہرخ نے مہرخ مو۔ کا گلگشا و بلال سحر افگن کی زبانون سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی مین مصروف ہوئے اہالیان لشکر نے سنا کہ ہمارے سردارون نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن حیرت کا لشکر زیادہ ہی سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو حیرت سنبھلی ایک جانب سے مصور و صورت نگار و مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش و سرمایہ برفنا ازان

وابریق کوہ شگاف وگیسوکشا سے بن شہاب وغیرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے
طبقے زمین کے ہلا دیے اسکے ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھین آن سرداران نامی مین سے کوئی موجود
نہین اور سب پر شیرانہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کر لیا دریاے آتش سحر موج مار رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا جلکر خاک ہوئے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے
جواب دیے کسی مقام پر کمی نہین کی مزاج نے برہمی نہین کی حیرت غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑی کئی وار
مہرخ نے رد کے آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کر کے اسم سحر پڑھا ہاتھ نیچے کا مارا ملکہ مہرخ نے
سپر سحر کو اٹھایا تیغہ حیرت کا سپر سحر سے نہ رکا سپر کے دو ٹکڑے سر بھی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا
قریب تھا کہ بیہوش ہو کے گرے ملکہ ہلال سحر افگن وملکہ سرخ مو سے کالکاشا سحر کرتی ہوئین
قریب ملکہ مہرخ کے آئین شانہ تھام کے سنبھالا کئی ہزار ساحر اس مقام پر مارے گئے اہل اسلام
چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے لڑبھڑ کے نکلجائین مگر فوج حیرت نے گھیر لیا زبان ہلانا مشکل ہو رہا ہین
بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے فوج کے پانون اٹھنے لگے ہر چند کہ سردار کد و کوشش کرتے ہین
مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقیباے بلند آوازہ ترغیب دیتے ہین کہ ای سردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید
شعر ۔ ز جنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام وننگ باید کرد ۔ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فوج بے
قرار سرداروں کی کوشش بیکار ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ بیڑا ڈوبا چاہتا ہی بیحواس ہو گئی سرداروں کو
آواز دی یارو کہان ہٹے جاتے ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان ہٹا کر بیڑا دین کو قائم رکھا اگر بیڑا ڈوبا طلسم
ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہو گا خراج گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کر لینگے ذلت ورسوائی سے
قتل ہو گے تلوار کے منہ پر جا پڑو قدم نہ ہٹاؤ ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہی دم جرأت کا بھرتی ہی لیکن
حیرت کے سحر نے آگ لگا دی زمین تپ رہی ہی جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے
ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہی سر فروش مرنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر
نہین کرتا اسکو جواب دے رہی ہی بیقرار ہو کر تاج سر سے اتار دعا کی کہ پروردگارا اپنے بندونکو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا لے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کر لو
اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کر کے چلے قریب ہی کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جاے بیڑا چھٹ جاے کہ بحکم
باغبان قضا و قدر پیٹین میوون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین

سنبل نے زلف پرشکن کو آراستہ کیا نخل سرسبز و شاداب ہوے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا لکہ ابر گلنار رشک ہوا ملکہ بران شمشیر زن بصد صولت و شوکت طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو مرکب گلی پر بیٹری جمی ہوئی غنچہ گلی ہاتھ مین نیم ڈھیان گوندھی ہوئی کرتا آب روان کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جانب سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ ہوا خبردار اب آگے نہ بڑھنا سنو ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہالیان لشکر حیرت مبہوت ہو کر آپس مین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے سحر بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہی لمحہ بھر مین ہزار ون نے جانین دین کسی نے دیوانہ ہو کر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف صحرا کے بھاگا ملکہ بران نے اُترتے اُترتے کئی سو جادوگرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر دیکھا کہ بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعر ہاے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایسی پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت بخد کے جائین خیال معشوق مین ناپایداری عالم بھی نگاہ مین ہی اتنے ہی عرصہ مین ہزار ہا لاشے پھڑک رہے ہین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پُرملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سن لے یہ التماس مرادوستانہ ہی
گاہِ خمیدہ وہ یار ترا شامیانہ ہی
ای عندلیب جان چمن جسم ہے پہل
اکدم مین شل موج صبا تو روانہ ہی
رکتی نہین ہی باگ کسی شہسوار کی
کیا ہوگئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہی

ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہی
دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و اقربا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہی
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین
ہردم سمند عمر کو اک تازیانہ ہی
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے

کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہی
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست
ہی زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہی
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سنے
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہی

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ اے بران لڑ بھڑ کر جان دو یا حیرت جادو کو بڑھ کر مار و بے مارے اسکا انجام غیر ممکن پس زندگی بیکار ہی اُدھر سے لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی ملکہ مخمور آئی مین مخمور کی نگاہ بران پر پڑی دیکھا کہ اس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے

ہوئے ایک نخل کے سایہ مین وہ سرو باغ رعنائی سحر کر رہی ہی مخمور نے قریب آکر فرمایا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی حقیقت مین بڑے ہنگامے کی لڑائی ہی مگر ایسا متوحش مین نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بہار نے فرمایا اے مخمور شکر ہی پروردگار کا اطمینان سے بیٹھین گے تو حال کہینگے اسوقت حیرت نے ہزار ہا بندگان خدا کو مارا اسکی فکر کرو غم والم کے پابند ہین گردش فلکی سے آٹھو پہر دردمند ہین اے ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

تنہا نہ موج خندہ زند بر بقاے ما	چشمک حباب نیز بہ نشو و نماے ما	بستیم در بروے دو عالم سوے ما
جاے فرشتہ نیست بخلوت سراے ما	از کوچۂ فراغت دل کر تو نگذشت	آزادگی ما شدہ زنجیر پاے ما
آئینہ ایم و طعمۂ زنگار گشتہ ایم	تا زشت را ملول نہ سازد صفاے ما	سر پیش یار بر رہ حق بر زمین زبا کشود
یک خوشہ چین حسن تو ایم سزاے ما	مارا بدل امید رہائی خیال محض	دام از نگاہ بست قفس از قفاے ما

مخمور خود دلدادہ و فریفتہ ہی ان اشعار کے سننے کی کب تاب تھی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے وہ نون ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیان لگ گئین دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہی ملکہ بران تیغ کھینچکر طرف حیرت کے چلی ادھر سے حیرت اس خیال مین چلی کہ بہار سے مقابلہ کرون بہار نے دور سے گلدستہ مارا سامنے ملکہ حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے حیرت جھومی قریب تھا کہ اشعار بہار پڑھنا شروع کرے کہ ایک طائر نے سر پر آکر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہوگئی طائر کو دیکھکر ہوش اڑے حیرت نے جو اتنی مہلت پائی تیغ سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہو کر پیچھے ہٹی حیرت نے سایہ مین تیغ کے لیا بہار سمجھی چلی آتی ہی سحر کر رہی ہی حیرت اتنی مہلت نہین پاتی کہ بہار خاموش ہو تو مین سر کاٹ لون یا بیہوش کرون مگر بہار کو یقین کامل ہی کہ اب حیرت کے سامنے سے بچ کر نکلنا دشوار ہی بہار نے ناچار ہو کر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ نخل کی آڑ مین شاید نظر آئے اس باغی کے ہاتھ سے جان بچ جائے حیرت کب مانتی ہی چاہا سحر کرے تیغ ماروں کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ملکہ ہوشیار ہو جائیے حیرت نے دیکھا صرصر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہہ رہی ہی کہ اے ملکہ عالم باغیون کا بلوہ ہی اپنی جان بچائیے یہی کہ دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہین حیرت ملی منہ پھیرنا تھا کہ صرصر نقلی نے حلقہ ہاے کمند مارے ور نعرہ کیا نعرہ یہ تھا

بعیاری منم چیست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک	نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اول چالاک نامم	حلقے گلے مین حیرت کے پڑے جہاں تڑپون بکھاؤن چالاک نے	

حباب مارا حیرت بیہوش ہو کے گری نعرہ چالاک کی صدا سنکر بہار بڑھی کہ حیرت کو گرفتار کرون ایسا

تبلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون محل شہنشاہ پر دست انداز ہوتا
گود مین حیرت کو لیکر وہی تبلہ بلند ہوگیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور وبران
نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین
خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے
والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کئی کوس پر
جاکر ٹھہرے حیرت کو تبلے نے لیجاکر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر
پایا تبلے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ تبلہ بجاکر مجکو اٹھالایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے لشکر کے
دیکھنے کو چلی اسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دور آکر بارگاہین ٹوٹی پھوٹی استادکرائی ہین
انتظام ہورہا ہی بھاگے ہوے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست لشکر کو درست کیا بارگاہ
مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ جن قیدیون
کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر انکو رہا کر لیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان
مقام پر آکر بے سامانی مین اتر پڑی ہون مگر اِس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیزرو کو
وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی اُنھین کے ہاتھ مین دینا ساحر
نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے
زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا شتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو خلوت
مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہا حضور خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے
عبادت کرا کے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا فضل اپنا شریک حال کرے ہم لوگون نے رستے پیدا
کر لیے ہین دمبدم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچائینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے برق و دُرہ گاہ نے
بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا مگر
ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہی طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے
ورنہ مہر و ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین اُنکا بھی قتل دشوار ہی اب
ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران مسطور کو

رخصت نہ کرون ملکہ بران نے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام ای ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت کیجیے برادر
مین غریو گریہ وزاری بلند ہوا لیکن اسی وقت ملکہ بہار و باغبان عالی وقار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق
برق برق لامع و ملکہ بران و ملکہ مجلس جادو و ملکہ مہرخ وغیرہ مین سے رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے
سے لگایا فرمایا ای بہار جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی آٹھ پہر موت کا سامنا ہی اگر حیات مستعار
باقی ہی تو تم سب صاحبون سے ملینگے اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بغداد
گران یعنی مہتر قران براے دریافت حال خواجہ عمر و شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے
استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کردیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہی
ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہین وہ کہین باعث خرابی ہو مقدمہ طلسم صندل نہایت وسیع ہی اور اسباب
گونا گون ہی کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کرسکتا نہین معلوم کیا راز و نیاز ہی مہتر قران نے کہا ہم بھی
اپنے استاد کی تلاش مین ضرور جائینگے یہ کہا مہتر قران نے بھی باتمامے عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیے
چالاک کو بلا کر فرمایا ای نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمھارے قبلہ و کعبہ نہین ہین ہم بھی برائے
تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہماری کیا حقیقت کہ
ہم انتظام کرسکین خدمت گزاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے اسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران
طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب
غازی یہ سب صاحب جاتے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصہ جرأت و ہمت ہزبر
بیشہ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران اعنی شاہزادہ اسد نوجوان لشکر
پاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جرأت شتاب
کھنچے تیغ کلک جلالت شعار
تمارند سشرب جو سرشار ہو
کہ دو بیش ہی دم مستو کا جنگ
مین تیغ زبان کو علم کرچکا

کہ ملک مضامین پہ ہین فتح یاب
کمیت قلم ہی مرا گشت مین
یہ سب بیکدہ خون سے گلنار ہو
پلا جلد جام شراب کہن
کہ اس معرکہ مین قدم دھرچکا

ہوا لشکر جنگ کا اب خمار
چلے آج تلوار اس دشت مین
پلا ساغر بادہ لالہ رنگ
کہ رند مجبور سے بانکپن
صفین جم گئین لشکر نظم کی

وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
صبا سے کہا اب نہ آ دشت مین
جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پہ
کبھی جوش مین بحر پر خسار ہی
شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

الیست قلم نے طرارہ بھرا
فلک پر گیا ایسے ہی گشت مین
مرا کلک ہی نیزۂ جانستان
یہ دریاے مواج و قہار ہی
نہ کر یہا قیا اسقدر تیز یان

چھلاوہ بنا ہو ہوا ہو گیا
قمر طبع چالاک ہی اوج پہ
رقم سے نمایان ہین سر تیز یان
صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی
کہ ہون می پرستون مین خونریزیان

چہرۂ سیاحانِ دشت پر ہول مضامین و فتاحانِ مرحلہ جات طلسمات جلالت آگین بہ ملاحظۂ لوح
قرطاس بیضا اقتباس بہ مدد افواج نظم و نثر فتاحی طلسمات مین مصروف ہین اشعار مصنف

نویسندگانِ سخن پروران
سطور مرصع رقم کردہ اند
بہ تسطیر اوراق این داستان
مضامین رنگین بہم کردہ اند

جبکہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی درۂ کوہ
فلک شکوہ مین براے عبادت رب اکبر آ کر بیٹھا دعا مین مصروف ہوا خواجہ عمرو اگر الگ ٹھہرے دعا
کر رہے ہین کہ پروردگار اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بزرگان دین سے شرف حاصل ہو فتح
طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بہ تعجیل ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر اسد نامدار بخضوع
وخشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہی کہ پروردگار رحم اپنا شریک حال کر روتے روتے تمام رات
رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا اسد غازی ہی
کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدۂ باطنی کھلے ہین ارشاد فیض بنیاد ہوا کہ ای فتاح طلسم عجائب و غرائب
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کر وہ نشان لوح بتائیگا ہر مرحلہ جات پر بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد
نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو ہمراہ اسد سنکر درۂ کوہ مین تشریف لائے اسد نامور کو مصروف
وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان و درخشان ہی عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ
دیا فرمایا کہو ای نور نظر و ای پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ بادشاہ
سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل
کہان قید ہی اور کیا نام ہی اسکی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگون کا خالی از
لطف نہو گا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ فرما کر اسد کو درۂ کوہ مین ٹھہرایا خود عمرو صحرا مین آ کر زیر نخل
ٹھہرا مگر حیران کیونکر پتہ لگے کہ بادشاہ سابق کہان قید ہی عمرو تو اس فکر مین ہی لیکن افراسیاب کا

نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا اور یہ بھی اُسنے سُنا کہ خضران مارا گیا قہر وغضب مین آکر ایک
نامہ اشرار جادو کو تحریر کیا کہ ای اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نا بنیا پادشاہ سابق طلسم صندل کو
فوراً قتل کرنا سامری نامہ مین صاف تحریر ہی کہ جبتک اخضر جادو رہا ہوگا فتح طلسم صندل نا ممکن پس اسکا
قتل واجب ولازم ہی یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری اسد کو دامن
کوہ مین چھوڑ کر سایۂ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر پادشاہ سابق کو رہا کرون وہ پادشاہ سابق
کہان ہی ہماری نظرون سے نہان ہی یہ تو خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر
بنے ہوئے بیٹھے مین ہر خرم ترود ہتحیر دیکھا ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہی خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا ہی
دریافت کرین کہ یہ کون ہی یہ سوچ کر آواز دی ارے بھائی جانے والے اِدھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا
قدم آگے بڑھاؤگے کتے کی موت مارے جاؤگے اُس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اترا سمجھا
شاید آگے کچھ مقامِ خوف ہی جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہی کہان جاتا ہی تیرا کیا نام ہی
اُس ساحر نے کہا کہ ذرا زبان تو اپنی روکیے زبان کا شائستہ نہونا بڑے عیب کی بات ہی خواجہ عمرو نے
کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شائستگی کیا ایسون کے لیے جوتی پیزار لازم ہی جب تو وہ
جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیور پہ بل پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق ہمسے
بگڑتے ہو تم جاؤ ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہو جائیگی اور بچے یتیم
جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات
سخت کا ہم برا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام ونشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تمکو
سیدھی راہ بتا دین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر
ہوئے ہین بھائی ادھر ایک دفعہ مار پکڑ لگیا ہی آیندہ ورونہ کو لوٹ لیتا ہی صدہا بندگان سامری مارے گئے
اُس سے ہمنے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے اِدھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون
کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہی ملک اخضر پادشاہ
سابق طلسم صندل وہان قید ہی اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لیے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک
اخضر کا قتل منظور ہی عمرو یہ مژدۂ فرح افزا سنکر پھول گیا پتہ نشان بخوبی پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش
نہ کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے بچانا قزاقون سے بچ جاؤگے وہ ساحر سلام بندگی

کر کے سمت قصر آہن روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت آگر اسد نامور سے بیان کی کچھ چپکے سے اسد کے کان مین کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرعہ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست اس سرگوشی کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہوگا خواجہ عمر و اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہ ساحر فرستادۂ افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان شُتل بید کانپتا ہوا وہان پہونچا کہ اشتر جادو بارہ ہزار ساحرون سے اترا ہوا ہے ملک اخضر مسلسل و مطوق بال سر کے بڑھے ہوئے روشنی چشم ندارد بیٹھا ہوا ملول رہا ہے اپنے حال زار پہ روتا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ساحر نامۂ افراسیاب کا لیکر آیا ہے اشتر نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا مضمون مذکور تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہے کوئی بے اعتدالی اُس سے سرزد نہین ہوئی ہمراہیانِ اشتر کو بھی رنج و ملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پر بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے قدم بوسی اُس شیر بیشۂ جرأت کی نصیب نہوئی موت قریب ہے واے برما و گرفتاری ما حسرت و یاس لے کر پردۂ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی نظم

من لبساطِ عیش خود را برنہ چینم تاکجا | خندہ زن بر شادیِ من اہل ماتم تاکجا | خون دل تاکے خورد در سینہ اندوہ طرب
جان بفکر شادمانی طعمۂ غم تاکجا | اضیغم گہ چرخ زیر تیغ بنشاند مرا | از برائے منزلے سامان بگردم تاکجا
جز نمک پاشی بخاطر رہ نمیابد بہ مے | بر جراحتہاے تیغ عشق مرہم تاکجا | غافل از بد نامیم ہمنشین کہ ناموس ترا
اے برادر سوائیم واللّٰہ اعلم تاکجا | در فراقِ رفتگان با غم بسازم تاکے | در مقام فرحتِ چندے بگیرم تاکجا
از بیاض عمر سعی ہاے رنگین بگذشت | یک ورق گردانی ما نمرہ است آنہم تاکجا | از تلاش و سعی سود آنا کبس پیرانہ سر
حاصلہ در ہار دن با قامت خم تاکجا

خبر وحشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رو دیا اشتر جادو نے فوراً آواز استاد گرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والون نے کہا ہے مدت سے اِسی مقام پر فروکش تھے اِس بڈھے کی قید کے نگہبان اب قتل کر کے اپنے اپنے شہر مین جائینگے اِس آفت سے مہلت پائین گے قریب اخضر جادو کے آکر اشتر جادو نے کہا اے ملک اخضر تمھارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کر کے خدمت افراسیاب مین جا کر انعام لینگے سر تمھارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا اے اشتر کیا مجال ہے تیری جو تو مجکو قتل کر سکے بموجب بشارت بزرگان دین بلا غت آئین آج دن میری رہائی کا ہے پس اگر قتل بھی ہوے طائر ارواح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشتر نے کہا اے اخضر کیون بیہودہ بکتا ہے تو تو کبھی جینے سے کہ رہا ہے کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت و یاس قتل

ہوتے ہو اب کیون اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ نہ دیا لاچین کے خیر خواہ ہونے سے کچھ لطف اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہو اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو مالک اخضر نے سر جھکا یا جلاد تیغہ کھینچکے قریب آیا اشرار نے کو ٹھے کھلوائے یہی سب سے کہرہا ہے یہ مال ہم تم آپسمین تقسیم کرینگے مگر یہ نہین معلوم کیا سبب کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصۂ دراز سے قید ہے سلطنت طلسم صندل سے معزول کرکے اندھا کر دیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم کرنے کا آیا مالک اخضر بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہے دل سے کہرہا ہے دیکھون کیا ظہور ہو کیون الٰہی غدار نادیدہ دوستون کو غم دشمنون کو سرور ہو ابھی اشرار نے حکم اول نہین دیا کہ غل ہوا ارے افسر جلد اٹھو شہنشاہ آتے ہین سب نے سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جاہ و حشم کر و فر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو ایسی معشوقہ ماہ رخسار اڑا ہوا آتا ہے اشرار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو لے کر برائے استقبال آگے بڑھا جلادون نے اخضر سے کہا لو اے مالک اخضر نابینا شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپہونچے مالک اخضر نے جواب دیا آئیگا تو نمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اترا سلامی ہوئی وردیان بجین فوراً اشرار جادو نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بہ کبر و نخوت تخت پر بیٹھا اشرار نے عرض کی اسوقت حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے اشرار بد دولت تو نے نامہ روانہ کیا لیکن اوراق سامری مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل ہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ پلٹ کر اسی کے پڑیگا ایک آندھی سیاہ اٹھیگی اسمین سب سر ٹکرا کے مر گئے بد دولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگا وا ور القاب سامری پڑھا جاے تم سب جلد ہو کہ سامری جمشید تقدیر نہ کرنے پائین آج ذرا وہ بھی گھبرائین اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات و منات ذلیل ہین فوراً لا کر شراب کے مٹکے رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی لفظین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین ہنستی جاتی ہے سب سے زیادہ حیرت کام کر رہی ہے شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہین حیرت اسکی تاثیر ٹکے مین پہونچاتی ہے بارہ ہزار ساحر پر ورش پرا فراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہے اشارہ کرتی ہے کیون اے خیر خواہ اس قصر مین خزانہ بھی ہے ہمارا ارادہ ہے کہ بعد قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کرین اشرار نے کہا حضور اس قصر مین بڑا روپیہ ہے بڑی مدت کا خزانہ ہے حضور پرورش نفرمائینگی تو ہماری مشقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون بیمروت یہ تجکو خیال کبھی

نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار مر گیا ساتھ والون سے کہتا ہی لو بھائیو حیرت ہم پر مائل ہی اس خوشی مین
نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب بھی تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی لو صاحبو ایک ایک
جام ایک ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پیے گا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار نے کہا وہ
زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار اپنے آپ
سے باہر سب نے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کر اٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو و قریب اخضر نابینا کے آئی
کہا ای ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آ پہونچا منم عمرو بن امیہ ضمری اشرار جادو کو بیہوش کیا یہ سنکر
ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کہا حضور مجکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا تجکو آ کر رہا کریگا مین
حیران تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اسکا نکال کر غلام
کی آنکھون مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی
عمرو نے فوراً اشرار کو قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا انھون نے فوراً آگ روشن کی
دریا دلی دکھائی جگر اشرار کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر سے فرماتے
ہین ای بادشاہ طلسم صندل یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے
تھے جفا مین سہتے تھے تنخواہ وغیرہ کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت
ہی عمرو نے کہا ای برادر مین نے سب مکان مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے
ہوئے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینک دین وہ کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے
یہان تو روپیہ بحساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمہاری آنکھین روشن ہوئین ایسی باتین تو بناؤ گے تمنے کہین
چھپایا ہوگا اسد نے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہی حقیقت مین یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان بارہ
ہزار ساحر رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹا تمہاری ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لیا اسد نے کہا نہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان اخضر بھی مطیع
الاسلام ہوئے اخضر نے اسی قصر مین بڑی دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر لوح طلسم صندل کی خواہش ہی بزرگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جا کر
ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک

پہونچا یا شکر ہے کہ تمکو قید سے اُس بیحیا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہان ہی مالک اخضر نے دست بستہ عرض کی کہ مقام لوح گذارش کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہی لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام ڈھونڈھ کر لوح لیگا نہایت مشکل ہی اول ایک بات ارشاد فرمایئے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای اخضر یہ کیا تمنے کہا سامان قتل صندل جادو کیا چیز ہی ہر چیز کے واسطے طلسم مین لوح کافی وافی ہوتی ہی سواے لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو مالک اخضر نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جسکا قتل ناممکن صرف کتاب سامری مین اتنا مرقوم ہی جو کوئی قصد کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان کیا چیز ہی بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا ماہر تھا اسقدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین ہٹی طلسم ہوشربا مین مقرر رہوا خیر خواہان لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے میرے طلسم کی سلطنت دی مین اُس ملعونہ سے لڑا وہ تو میرا کچھ نہ کرسکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو خوب معلوم ہی کہ کوئی شی براے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی تھین اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام کا اختیار نہین ہی کہ باآسانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کرکے اپنی جان پر کھیلونگا دریاے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین پلکون سے جاروب کشی کرونگا دیدہ بازی لیل و نہار سے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجالاؤنگا جابجا میرے ملازم مقید ہین اُنکو جا کر رہا کرون سحر جو قبضہ سے گیا ہی اُسپر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر مین خواجہ اسد کی دعوت کی بوقت سحر بعد کروفر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے کہ ابھی خواجہ بھی ساتھ ہین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درۂ کوہ مین مالک اخضر نے اسد دعمرو کو پہونچا یا چند ساعت وہان ٹھہرا کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظ فرمایئے اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے قلعہ صندل پہلوے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع و سیع صناعان چابکدست نے تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا ایک میل آہنی اُسپر نصب ہی اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفل آہنی مین ایک قمری طوق اطاعت بگلو مصروف کوکو ہی اسد نے فرمایا ای برادر یہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی

ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے لوح طلسمی اُس قمری کے شکم مین رکھدی ہی آٹھ پہر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف کوکو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جائیگا اول آواز ہیہات و افسوس بلند کرتی ہی تین آوازین دے کر خاموش ہوجاتی ہی گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جانے والا پلٹ گیا معلوم ہوا راہگیر تھا اگر آنے والے نے آواز ہیہات و افسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھریگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پروازی کرکے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈال کر صدا اے کوکو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین منھ سے اُس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنیوالے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہوجاتا ہی صدہا بندگان خدا اُسی جستجو مین آئے جلکر خاک تھے اُن بیچارون کے پاک ہوئے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوے یہ نہ کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے ای شہریار سخن شنیدن گنج دولت بموجب مضمون رباعی سودا رباعی

گر پارسا کے سامنے مین رویا تو کیا
مژگان مین جو لخت دل پرویا تو کیا
یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم
اس شور زمین مین تخم بویا تو کیا

پھر نوع حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جاکر سحر تو تیار کرکے لاؤن اور کسی ترکیب سے اُس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہ اتنا جھگڑا مین نے اسواسطے بیان کیا کہ اگر حضور سیرے بعد درہ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا علاج ارسطو اور لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جسوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درہ کوہ سے انکو نہ نکلنے دیجیے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامور مع عمرو اگر درہ کوہ مین ٹھہرے جب ملک اخضر جاچکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جہاندیدہ آدمی بیکار باتون مین اُس پیر مرد زمین گیر کے مبتلا ہوتا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اسکے پاس ہی دستیاب ہوگی ملک اخضر کے آنے نہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایک ہفتہ تامل کرنا واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر تساہل ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہورہا مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلہ سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر

شاید اسکے شکم مین لوح ہی تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا کون فتح کریگا افراسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچ کر اسد غازی خاموش ہو رہا اُسی درۂ کوہ مین بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالان خوان قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے ہین خوف ہی کہ شعلۂ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ ور محبت زورون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوے شعار

پہونچی بدون سینہ سلاک کر جگر مین آگ
کمبخت کی لگی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنا یگا
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
کہتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ

اے رشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کرے گی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
اے چشم تر نہان ہی مگر اس گھر مین آگ
بلبل کی گرمیونسے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
وہی شعلہ ہاے حسن بنے پاے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرر بار کی مری
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
ہی نار سوز ہجر کو پھونکا ہی مین نے دل
بھر دی کہانکی عشق نے مشت پر مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھڑکے جب دم لبون پر آیا تب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اُٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا جبتک یہ وظائف سے مہلت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے یہ تو آگے دسکے کی خیر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتا ہی اے اسد کب تک اُس سرزمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاءاللہ ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی دامنہ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کریال کی پر پرزے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے بڑھا قمری نے تیوری بدلی کوکو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شی مین تاثیر

عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اسطرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہوکر قفس سے نکلی بلند ہوکر
اُس سرو سہی قد پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش
آنکھونمین جلن دل مین تڑپن لیکن جرأت کر کے کمان کیانی دوش سے اُتاری انگلیان کانپتے ہوے
ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا
قمری کے مُنھ سے شعلہ نکلا کہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادھر عمرو صحرا
مین خود بخود گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہی کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا نہو کہ ہوس مین
لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت
طلسم صندل ہٹ چکی ہی ساحران طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ یہ بدی پیش
آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمرو بھاگا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر ہے حیران مضطر چلا آتا ہی کہ اسد غازی
پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہی کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی
بوخطائی سے سہمے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پانوٗن مین رعشہ
آچکا ہی رنگ رو متغیر ستر و متحیر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے مجہول یہ کیا
ستم کیا اُس دوست صادق کے کہنے کو خلاف سمجھا اے اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد
نہ کر مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان کو کیا منھ دکھاؤنگا مطعون بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے
خواجہ عمرو کو دیکھا شرم وحجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا
کہ ہم مجبور و ناچار ہین اب ہاتھ دستگیری نکرینگے پانوٗن سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس
عمرو سمجھا اسد غازی مبتلاے بلا ہوے بھلا یہ قریب کب جاتے ہین دورہی سے غل مچانے لگے اری
او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمھاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ
انشاء اللہ اس شیردل کو ساتھ لے کر آؤنگا نانا جان تمھارے پوچھین گے تو اُنکو کیا جواب دونگا
اب عمرو دیکھ رہا ہی کہ قمری چرخ مارتی ہوئی قریب سر اسد تاسور آتی ہی یہ شمشاد باغ رعنائی پا بہ
گل ہو چکے ہین آنکھین پتھرا گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ
ہوے تلوار قبضہ سے نکلی سپر نے پشتی بانی کی عمرو نے اُس بیقراری مین کارساز مطلق مالک
برحق کو پکارا اے رحیم ستار العیوب دافع البلیات نظم

خداوندا شبم را روز گردان
درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
چو روز اندر جہان فیروز گردان
تو ای یاری دہ فریاد ہر کس
شبے دارم سیہ چون بخت امید
بفریادم رس ای فریاد خواہ رس

ای عیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچالے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ متوحش یہ نوبت بجان وہ کارد باستخوان یہان غم والم کا جوش اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کوکو کہکر اسد نامور کے سر پہ بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پروانا اڑا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر قریب اُس قمری کے پہونچا اسد نامور پر جو سایہ اُس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سرو سہی قد پا بگل ہو چکا تھا بلکہ چہرہ سے صاف یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اِس زور سے اُس قمری پر مارا کہ قمری بلند ہوئی گوکو بھولی صدائے افسوس و ہیہات دینے لگی پر اُسکے بہت سے ٹوٹ کر زمین پر گرے اب تو وہ قمری چاہتی ہی کہ جان بچا کر نکلجاؤن پنجۂ شہباز اجل سے رہائی دشوار دونون مین منقار اور پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو پرونسے مار مار کر اسقدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہی ایک مقام پر قمری نے پنجون سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینکدیے عمرو کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہی خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ تیر مارون اگر زخمی ہوکر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کرکے لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہی ہاتھ مین رعشہ آجاتا ہی ناچار سہم جاتا ہی قلب تھراتا ہی دعائین مصروف اسد غازی پابگل مضمحل منفعل دل دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین پانون تھام کر جھپٹا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب اُسپر گرا نہین معلوم کیا شی تھی اُسکو قبضے مین کیا لیکن مرنے سے قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اُٹھی صدائے گیرو دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرا ئین بعد عمرہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن طیران جادو بود تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک اخضر جادو اترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہی کوئی شی مثل ستارۂ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار غضب کیا ہمنے بر وقت رخصت کہا تھا تمنے سراسر اُسکے خلاف کیا شکر ہی کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچایا ورنہ

روسیاہ ہوتا جو ابی طلسم صندل مین تباہ ہوتا سر پٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا ای ملک اخضر تو نے بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا مین دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی خوشی اسد نامدار کو لیکر صحرای سبزہ زار مین آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ مین دی کہا حضور پڑھین اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظ فرمایا صاف تحریر تھا ای فتاح طلسم وای سیاح این عجائبات فتاح طلسم پر واجب و لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ درد سر ہے اسد نامور نے گھبرا کر کہا ای ملک اخضر جو تمنے کہا تھا وہی اسمین بھی مرقوم ہی لوح کے علاوہ کیا سامان قتل صندل جادو ممکن کرین لوح کے ملنے سے اور درد سر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمین بھید ہی اگر آپ فتاح طلسم صندل ہین آخر مین یہ راز کھلیگا لوح برای قتل صندل جادو کافی نہین ہی اس عرصہ مین اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہین خیمے اسباب ضروری لیکر حاضر ہوے بارگاہ استادہ ہوئی ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو یہان سے گیا نمکخواران شاہی جابجا قید تھے انکو جا کر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہین اسد غازی نے فرمایا کل مین انشاءاللہ برای طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پر فروکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر مین بہ عیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد غازی مسلح ہو کر آئے خواجہ کو سلام کرکے کہا غلام رخصت ہوتا ہی عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا ای نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی جرأت کو اسمین دخل نہین ہی دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظ کرنا اگر اسمین فرق ہوا جان پر بنے گی ہر کہ و مہ خرد و کلان ادنی و اعلی تمہارے نام کا دشمن ہی اگر خدانخواستہ گرفتار ہو کر سامنے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار مین رہینگے ملک اخضر نے کہا بسم اللہ آپ برای طلسم کشائی تشریف لیجائین ای شہنشاہ اوج عیاری دو مرحلے جب فتح ہو جائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمین اسی مقام پر انتظار کرنا واجب و لازم ہی اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف اپنے کو وہان پہونچائینگے اگر نہ پہونچا سکینگے مجبور و ناچار ہین اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادہ سفر ہوئے لوح کو ملاحظ کیا جو کچھ حکم نکلا اسکو خیال مین کیا سب سے بغلگیر ہو کر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے خمسہ بر غزل ناسخ

مثل بو نظرون سے ہر اک گل نہان ہو جائیگا	پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا

بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہوجائیگا — کاروان بادِ بہاری کاروان ہوجائیگا
ایک دن یہ باغ پامالِ خزان ہوجائیگا

کیا قمر بھی شرم کے مارے نہان ہوجائیگا — سامنے سے مہرِ تابان بھی روان ہوجائیگا
صبحدم صد چاک جیبِ انس و جان ہوجائیگا — چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہوجائیگا
چشمِ عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہوجائیگا

کچھ دنون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا — سیرِ نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
قبض ہر اک دولتِ دیدار سے پانے لگا — رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہِ خلق سنگِ آستان ہوجائیگا

مانگ تو اے ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب — ہی خدنگِ تیر مژگان غیرتِ تیرِ شہاب
عکسِ رخ سے ہی نقابِ روے انور ماہتاب — بالی کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہوجائیگا

قتل کرتے ہین جو یاد آجاتے ہین ایامِ وصل — تلخ اپنی زندگی کا ہی مزا بے جامِ وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نامِ وصل — یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغامِ وصل
دیکھنا پیغامبر معجز بیان ہوجائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا ہین اُسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہوجائیگا ہمزاد کا — اگر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہوجائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی — ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی — قہر لائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

کیا غضب اے ترک تیری چشم نے برپا کیا — یہ رولایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا — تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیشِ مژگان تیر خم ہوکر کمان ہوجائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغِ نگاہِ ناز ہی ۔ پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی
صاف ٹکڑے مرغ جان کا ہر پہ پروانہ ہی ۔ کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائے گا مجھے ۔ وہ بڑھیگا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے
پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے ۔ انقلابِ دہر تب اُس سے ملائیگا مجھے
پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گو نہین یہ شعر پُر مضمون کہا ۔ آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہی دل لگا
مان لے اباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا ۔ فکر کر موقوف ناصح جی نہین لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہو جائیگا

مغنی فغانے کہ آمد بجان ۔ با حوال جم یا بہ احوال کے
درین زیر پردۂ آسمان ۔ دیگر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ
درین پردہ آواز نالم چو نے ۔ سخن را اچنین آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمانِ سطوت و جلالت یکہ تاز میدانِ امارت صاحب تیغ و سپر اعنی شاہزادۂ اسد نامور لوح طلسم صندل ملاحظہ فرما کر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمتِ مشرق جانا مناسب ہی کوس دو کوس رستہ طے کیا تھا کہ صحرائے ریگستان مین پہونچے صحرائے ہول خیز وحشت انگیز جادۂ منزل نابود ریتی کا میدان سُنسان درختون کے پتے گر گئے شاخین جلی ہوئین حدت نیر اعظم سے صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہی اگر کوئی بندۂ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اُس چشمہ سے چشمہ اشت آب نہین ذرّے چمک رہے ہین تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہی کہ شاہزادہ قدم اُٹھاتا ہی پاؤن دھنسا جاتا ہی بہ مشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار رہے نہ مددگار ہے کوئی راہبر ہمراہ نہین نشان منزل سے آگاہ نہین منزل پُر خطر ہر مقام پر جان کا ضرر جیون جیون دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی رستہ چلنا دشوار ہر سمت پیک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منھ سے نکل آئی دور ایک جانب درخت دکھلائی دیے نخل سرسبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے اُسی جانب قدم اُٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیکرا نہایت بلند ہے۔ غازی اُس ٹیکرے پر آئے

دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جابجا بیٹھے ہین کسی مقام پہ قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین یاہو کے جوڑے چر رہے ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھایا ہی اُسپر ایک فقیر بے نوا بیراگی بغل مین شنجرفی پیراہن زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند چیلے برائے خدمت حاضر ہین حال حسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہین اسد غازی نے وہ مقام پاک و پاکیزہ خالی از غیر پایا قریب اُس درویش کے آئے اُس درویش جگر ریش نے جمال باکمال اسد غازی کو دیکھا سطوت و جلالت و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار مُنھ سے نکلگیا آیئے تشریف لائیے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ٭ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ٭ اسد غازی اُس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے نہایت خوش ہوئے اُس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بیمثال اسد نامدار پر نگاہ نہین ٹھہرتی حیران جمال و محو دیدار ہی دوڑکر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا جب تو اُس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارہ مراد اوج پہ ہی ای شہریار گیتی ستان ای ہزبر بیشہ عربستان نظم

ہی اشتہار تجھسے مرا ای فلک جناب
رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب

اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شور
نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب

ہی یہ جہان مین وہ در دولت تراکہ یان
ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب

قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سوے بحر
جاوے رگ رتی چرخ کو موج و رخوش آب

دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف
لاوے عجب نہین جو ہُما بیضہ حباب

روشن دلون کو گر ہو سجود در ترا
رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب

پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک روز
از دست محتسب کوئی تا پائے احتساب

ہر برت پرت کوہ کا یون اُڑ چلے کہ جیون
کھلجاے باد تند سے شیرازہ کتاب

کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور
سُنکر نہیب قہر کو تیرے گہ عتاب

سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو
تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو دیکھکر اسقدر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی

اسد نے فرمایا ای برادر تم اِس خلق مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر
ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھون کو اسد کے آنکھون سے لگایا خاکِ پا کو توتیاے چشم
بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح
طلسم صندل دستیاب ہوئی مالک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد
غازی نے فرمایا ای برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون اُس مرد درویش نے عرض کی
کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین ای شہریار جب طلسم ہوش رُبا مین غدر ہوا شاہنشاہ لاچین
گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جانین اپنی بچا کے بھاگے طلسم صندل پر صندل جادو نے قبضہ کیا
مالک اخضر کو گرفتار کر لیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اِس فکر مین ہوے کہ اپنے بادشاہ
کو قید سے چھڑائین یہ خبر دار دن نے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو
قتل کرے مین نے وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار
ہوا صندل نے اُس نوجوان کو نابینا کر دیا غلامان خیر خواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال مین
لے بھاگے اختر شناسان اعلی منزلت و کاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اِس راہ سے
ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی فخر سام و سہراب سرکوب
افراسیاب فتاحِ طلسم ہوش رُبا جرأت و شوکت مین یکتا اُس جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو
حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہی نعیم جادو پر ایک ایک دن شاق ہی حضور تشریف لیچلین
سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور ای شہریار ہمسے چھپانا بیکار ہی یہان سب حضور
کے خدمتگذار ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے مین آکر دیکھا
ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہی شخص دیگر بصد کرو فر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہی جیسے ہی
اسد نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا فہیم
جادو گرد پھرنے لگا اسد نے کہا ای فہیم جادو ای وزیر اعظم مالک اخضر لوح طلسم صندل
حاضر ہی اپنے فرزند کی آنکھون سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑ کر اُس
جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اُٹھو وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان
تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے

فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھون سے مس کی چند قطرات آب گندہ کے گرے آنکھین نعیم کی فوراً روشن ہوگئین فہیم گرد پھر انور نظر کی آنکھین روشن ہوئین روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم و فہیم کے اُسی تکیہ پر فرش معقول و سامان عیش و نشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد نامدار بیٹھے کہ یکایک نخل سے ایک طائر نے پھکارا مارا سر اُٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے آنکھ ملا کر آواز دی او ظالم تو نے غضب کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی تم دونون باپ بیٹون کی مدت سے تلاش تھی آج پتا ملا مین زاغ سر جادو ہون یہ کہکر تڑپ کر زمین پر گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ نے پر اُٹھا کر مارا دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی نصف گلے مین فہیم کے نصف گلے مین نعیم کے پڑی اُس ساحر نے دونون کو زنجیر مین گرفتار کیا روشن تکیہ دار پر کچھ اشارہ کر دیا وہ بیچارا غرق زمین ہوگیا اب زاغ سر جادو نے چاہا کہ تڑپ کے نکل جاؤن اسد نامدار کو تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے اُٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار رزم گہ روز جنگ	بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	اُس ساحر نے اسد پر ایک دو تھپڑ مارا اُنکے گلے مین لوح طلسمی موجود	

ہی سحر نے تاثیر نہ کی اُسنے چاہا اسد کی بھی گردن پکڑلون اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر بیچارا کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زاغ روسیاہ تڑپ کر گرا واصل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز آئی کُشتی مرا نام من زاغ سر جادو بود روشن تکیہ دار و فہیم و نعیم جادو نے بلاے بیرم سے نجات پائی ہاتھون کو اسد کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار اب طلسم کشائی مین جلدی کیجیے صندل جادو کو خبر ہوجائیگی یہ اُسکا ملازم تھا حضور مصروف طلسم کشائی ہون ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ ای فہیم جادو تم جا کر اپنے ساتھ والون کو رہا کرو مین بہت جلد اپنے کو مرحلہ جات پر پہونچاتا ہون یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھکر اُس تکیہ سے اُترے سامنے چشمہ آب تھا اسم حاشیہ لوح دم کیا چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا ہوئی یہ نہنگ بحر جرأت بامید مدد خداے عالم اُس کشتی پر سوار ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ لیکر براے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار اسد نامدار اُس کشتی پر بہاتے ہین ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کود کے چند قدم چلے تھے کہ چہار دیواری باغ

کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے آگے ایک ماہ رخسار نہایت حسین کمسن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے گرد کنیزان ماہرو پری پیکر خوشخو نظم

گردش وہ ران آنکھون کی بلا گردان ہی — ناز قربان ہی اُسپر تو تصدق انداز
جنبش لب بسخن آبروے چشمۂ خضر — دم عیسی کے لیے موج تبسم دمساز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہمپہ کھلے ہی عقدہ — ہوئیگی کوئی گرہ دہر کی یان محرم راز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جبتک تیری — کر نہ لے گوشۂ ابرو کے اشارے سے ساز
نگاہ نرگس نظر آوین گئے آہو گئے مرگ — انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — مہربانی کا تری جور فلک پا انداز

اُس مہ جبین نے بانداز عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھکر اسد نامدار بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال مین مصروف ہوے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار تشریف لائیے مین اپنا راز عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھکر اشتیاق ہی کہ اُس گلعذار سے دم بھر بیٹھکر باتین کرے نہ یہ کہ اُس نے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لائیے اسد نے بیقرار ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولت دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپسمین اشارے کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پر مدت سے عاشق ہی کوئی کہتی ہی کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو برلائی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہی کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرأت کو جانتی ہی دوسری نے جواب دیا اب حال سب پر کھل جائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہوگی خیال تو بھی بخوبی ماہر ہوگی اسد ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی نہرین آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزارہا چڑھے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ابر و رید بے بہا برس رہے ہین چمن ہاے طولانی نخلہاے لاثانی ہوا معتدل جوانان چمن کا نکھار فصل بہار کی بہار نظم

یہ جوش گل ہی چمن مین جگہ نہین ملتی — سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہی نسیم بہار
یہ فیض آب زر گل ریاض دہر مین ہی — طلائی ہوکے نکلتا ہی جنتری سے تار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسارون سے — صفا مین شاخ گل تر ہی صاف آئینہ دار

جسے تھی سرو سے الفت وہ اب ہی عاشق گل	جو توڑو بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
یہ عندلیب سے کہدے کوئی نبے ہدہد	سوار باد ہوئی بوے گل سلیمان وار
چمن مین گر کوئی بیدست و پا کوئے آوے	تو ہاتھ پانون ہون پیدا برنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہی مسیحا کی طرح سے اعجاز	چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار

اسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری مین آکر داخل ہوے مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعناے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ رو متغیر بیقرار ہو کر بول اُٹھی حضور مین تو مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت مین حاضر نہو سکی اب جو سرفراز فرمایا ہی شراب بھی نوش فرمائیے یہ کہکے جلدی سے جام لبریز کیا گھبرا کر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہین ہی مین تابعدار ہون شراب پینے نہ پینے کا آپکو اختیار ہی اِس عرصہ مین اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا مکر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے اُترا تاثیر تیزاب دکھائیگا تمام جسم پانی ہو کر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ مین دے گردش دیکر فوراً جام شراب اُسی کے سر پر پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دل پر پتھر رکھا خیال آیا یہ صورت دلفریب ہمارے لیے زہر قاتل ہی یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی او مست شراب جرأت او مبہوت میخانۂ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے اُڑ جاے قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑا معلوم ہوا بارود مین آگ کی چنگاری گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزون نے چاہا جان بچا کر نکل جائین دیدہ و دانستہ اپنے کو اس آگ مین نہ جلائین کہ یکایک جسم سے اُسکے شعلے نکلے کنیزون پر پڑے وہ بھی جلنے لگین باغ آتشبار ہوا ہر نخل سحر آتش ہر شاخ شعلہ سرکش پھول باغ کے چنگاریان بنگئے زلف سنبل دھواندھار فریاد کی پکار دو گھڑی اُس باغ مین صداے ہاہو بلند رہی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام تھا شمشاد جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار

سنے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہے ایک جانب ایک لاشہ ساحرہ کا پڑا ہے اسد نے جھکا سجدۂ شکر پروردگار
کیا سر حد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کریں کہ یکایک ایک طرف سے گرد اُڑی اُسمین
سے صدائے مہیب آئی کہ ہشیار باش او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کیونکر زندہ بچیگا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو غریو کرتا ہوا چوب دست گران سنگ آہنی کاندھے
پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست آہنی
کو چرخ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے پیترا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی پانی نکل آیا اُس
عفریت خونخوار نے آواز دی افسوس ایک لقمۂ لطیف تھا کہ ہوا ہوگیا اسد نے پہلو سے نکلکر
نعرہ کھینچا کسے مار کے پست کیا منم اسد شیر دل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد
سے لپٹ جائے اسد نے شاخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا
وہ بچکر بھاگا اسد نے پیچھا کیا تھوڑی دور جاکر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اُڑکر نکل جاؤں
اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو اسکا نام ہے مکاری و فریب اسکا کام ہے اگر زندہ
بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک
کر اسینے پر اُس ملعون ناپاک کے پشتا پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ عفریت چیخ کھاکر زمین پر گرا
لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام بن عفریت جادو بود اب روشنی ہوئی
اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہے بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے دیکھا ایک نخل
پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی نگاہ
ملتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو بگوشِ ہوش سُنا وہ طائر ہفت رنگ
اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہے اسد محو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز
طائر کے پیچھے کا مشتاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہے گریبان چاک کروں آنکھوں سے آنسو
جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی ترقی یکایک لوح گلے مین ملی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا
کہ ای طلسم کشا جلد ہوشیار ہو یہ صدائے سوز و گداز پر مائل ہونا اسد نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح
پڑھا پڑھتے ہی محویت دفع ہوئی کمان کا نہ سے اُتاری طائر چیخ مار کر بلند ہوا آواز ہیہات
ہیہات بلند کی پھر صدا دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب

آیا جھنگر تلوار کا وار کیا برس پڑا کئی ضربین لگائین اسد نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیکر چاہا لوح
کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسد نے ایکی مرتبہ تلوار کو تلوار
پر گا نٹھا اُلجھا وے مین سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیحیا نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے
ہوے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو
ہوے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے
لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہین اُسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہی لڑتے لڑتے
غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہی شمشیر زنی کرکے زنگیان روسیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر
دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے
قتل نہ کرنا اگر تُو نے قتل کیا وہ دو کا کھایا ایک کے ہزارون بنکر تیار ہون تو اُسوقت خیال کرکے دیکھو
کہ ایک زنگی سبکے بیچ مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی اُسکی پیشانی پہ خال سفید ہی اُسمین بڑا بھید ہی تاک کر اُس
خال پہ تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تو وہ جسم پر
پڑیگا جان بچنا دشوار ہوگی اسد نے بتعجیل تیر جوڑا لیکن آواز دی ای حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر
پہونچے دعا کرکے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار
گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصہ دراز آواز آئی
کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکانِ عالیشان بنا ہی پھاٹک
اُسکا بند قفلِ رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صداے فریادِ بندگان خدا کی آتی ہی زنجیر
کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا بندگانِ خدا بیجرم و بے خطا اس مکان
مین قید ہین اُنکا چھڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہی اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو
مصیبتِ قید مین مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اِس آفتاب عالمتاب آسمانِ صاحبقرانی کو دیکھا چہرے
خوشی سے اُنکے مثل ستارۂ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سبکو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب
جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوے اُس مکان مین مرکبہاے عربی و ترکی بیشمار مع ساز
یراق مرصع کار سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جوانون کو کل اشیا مع مرکبون کے تقسیم کیا ناگاہ
ایک قصر مین سے آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے گھبرا کر اُن جوانانِ صف شکن سے

پوچھا کیا اور بھی کوئی شخص یہان قید ہی یہ کیا بھید ہی سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالی وقار صاحب حسن و جمال گلگون شمال یہان قید ہی سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرون وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلامون نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً لپٹے آگے اُس مکان کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان حسین و رعنا زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہی اسد نے آنکر آواز دی اے اسیر زندان رنج و محن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہِ حسرت طرف شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے بیہوش ہوگیا بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوا اسد نامدار نے ہاتھ تھامکر اُٹھایا ضعف و نقاہت سے ڈگمگاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا سینے لاکر اُسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش و حواس درست ہوے اسد نے بارگاہ استاد کرائی پوچھا اے برادر تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو شوکت جادو کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین گرفتار ہون اسد نے کہا اے شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقائے نامدار کو رہا کیا لشکر لیے ہوے وہ بھی اُترے ہین شوکت جادو دیکھکر اسقدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے لپٹ کر عرض کی اے شہریار آپکو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامانِ قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے مسکراکر کہا اے برادر مین خود اس مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا لیکن یہ نہ بتایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اسکے فرزند نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ مین کیا سامان مہیا کرون مقدمۂ فتح طلسم مین لوح بڑی چیز ہی وہ میرے پاس موجود ہی اُسی کے حکم سے مرحلے فتح کیے بڑے بڑے ساحرانِ غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہی شوکت نے عرض کی کہ غلام رازِ اصلی سے تو ماہر نہین ہی فقط اتنا جانتا ہی زبان ستارہ شناسون کی سُنا کہ صندل جادو کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہِ طلسم صندل کیا ہی کہ جو صاحب راز و نیاز ساحری رگ و ریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہی وزیران و مشیران سلطنت سے اِسمین

صلاح کیجیے ورنہ وقت پہ نہایت مشکل ہوگی اول اسکی تدبیر واجب و لازم ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا شوکت خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت پر سے کود پڑا سر سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ زرنگار آراستہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین خواجہ کرسی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت بعہدہ سپہ سالاری مشیران سلطنت و مدبران اُبہت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ خبر پہونچی فہیم جادو وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہی اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی شوکت جادو استقبال کرکے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعد عرصہ دراز اپنے بادشاہ سے ملا نہایت خوشی ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ کرنیکا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش حسین کمسن بیباک چست و چالاک لباس فاخرہ زیب جسم کئے ناز و ادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانیکا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین گائی کہ تمام اہالیان محفل دل و جان سے خریدار ہوے فلک کو سکتہ شاہد نو عروس فلک نے چنگ مرصع اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش بر آواز مشتری جان و دل سے خریدار سوز و ساز گائن آگاہ ہی کہ اسمہ ناسور عاشق تن صف شکن افسر صحبت ہین یہ غزل عاشقانہ شروع کی

ناز و کرشمہ سے بتا بتا کے گانے لگی غزل مومن

زہر ٹپکے ہی نگاہ یار سے
عمر کے دن کٹ گئے تلوار سے
گر نہ کھیلین جان پر جی ہارین
ہی گران تر جان جسم زار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیان
جرم ثابت ہو گیا انکار سے

موت سوجھے نرگس بیمار سے
جا بجا نہرین ہین جاری بہتے اشک
عشق بازی سیکھیے اغیار سے
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
بوے خون آئی تری گفتار سے
چھڑکے ہی کان ملاحت سوفن کیا

قتل ہو کر ہم بچے آزار سے
پہونچے ہونگے دامن کہسار سے
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
لاوے اک جنگل مجھے بازار سے
عشق مین ناصح بھی ہیگا مدعی
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
ہاتھ باندھے ہی وہ بت زنار سے

غزل دیگر جناب سیّد محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

باہین گلے مین اُنکے شب وصل ڈالکے	لوٹا کیا مزے سے مزے مین وصال کے
ہم نکلے رات کوچہ سے اُس خوش جمال کے	ہاتھون سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے
مین بھی جُھکا کے سر ہون سر خاک بیٹھتا	تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے
نازک کلائی تیری ہی ایجان دُکھ نہ جائے	عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے
پہلو سے میرے بیٹھ کے جسدم وہ اُٹھ گیا	ہاتھون سے رہگیا مین کلیجہ سنبھال کے
ٹکڑے پڑے ہین شیشۂ دل کے یہ جابجا	رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
غیرون کو آپ پہلو مین اپنے بٹھاتے ہین	دیکھین حضور ہین یہی پہلو ملال کے
رہتا ہی دل مین درد لبون پر ہی آہ سرد	کہنا یہ نامہ بر جو وہ جویا ہون حال کے
کیسا لپٹ کے سوئے شب وصل ہمسے وہ	نیچے ہمارا گال رہا اُنکے گال کے
صحبت مین اُنکی جا کے جو مین بیٹھنے لگا	آیا کیے رقیب مگر وقت ٹال کے
رُسوا ہنون حضور مجھے اسکا خوف ہی	عاشق کا اپنے چار مین قصہ اُچھال کے
کم سن جو تھے دہل گئے فریاد سے مری	مین خود خجل ہون آہ کو لب سے نکال کے
جانون مین جب کہ میری طرح سے رقیب بھی	قدمون پہ تیرے رکھدین کلیجہ نکال کے
کر ڈالو آکے ذبح مجھے ایکبار تم	ہر روز کیون ڈراتے ہو خنجر نکال کے
دل مجھسے کیا سمجھ کے ہین اب مانگتے جواد	پہلو سے لیگئے تھے وہی تو نکال کے

عین گرمیِ صحبت مین بادشاہِ ملک اخضر ونعیم وفہیم جادو وزیر اعظم وشوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہو کر کسنے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری اب فرمایئے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے مین کچھ تقریر ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طور پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر وسپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہی ہمیشہ سے یہی سنتے ہین کہ جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم ہوش رُبا کرے سر اپنا ہتیلی پہ دھرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ تبلائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مرحلہ جات

فتح ہوئے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نعیم جادو و مینا ہوئے مالک
زندانِ خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوئے یہ سب خبر صندل جادو کو ضرور پہونچی ہوگی
سامانِ لشکر کشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ
کر سکے کون ایسا ساحر زبردست افسر ہی کسکو ایسا دو سر ہی کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ
کرے اسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہو کر کہا اے ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ
ہو صاحب عز و جاہ ہو جس شے کا پتا نشان بتا دو جستجو کرنا ہمارا کام ہی ملک اخضر نے عرض کی
جسقدر غلامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سنا براہِ خیر خواہی سب کچھ حضور کے
سامنے بیان کر دیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اب تو حضور کے ساتھ
ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہی اگر خدانخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ ہوا
ہم لوگ اس حوالی مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھ کر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہین جس
شے کے نام سے نہین واقف اُسکی جستجو مین قاصر ہین انہین باتون مین چار پہر گذر گئے صحبت جلسہ
برخاست ہوئی بوقت سحر اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی نے ارشاد فرمایا لشکر تیار ہو واسطے مقابلہ
صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فہمایش ملک اخضر کے جواب دیا اے نور نظر ابھی تامل
کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہی فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین
مقدمہ اُسی کا ابھی تک نام نہین آیا ہی یعنی تا بدر بند مہر و ماہ جانا ہی لوح طلسم ہوش رُبا کا پتا
لگانا ہی بیان اس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہی کہ ہر شخص کا یہی قول ہی کہ سامان
قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرحکا
سامان مہیا کریگا یہ باتین در پیش ہین ہر شخص کو پس و پیش ہین کہ کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے
بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہواے شکار ہوئی معشوقانِ گلعذار کی یاد
آئی طبیعت گھبرائی خیال مین آیا صحرا مین جا کر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی
یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جائین عمرو نے کہا اے نور
نظر مرحلجات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کافر تمھارے نام کا
دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل نہین قبول کرتا کہ تمکو شکار کی مہلت دین اسد نے عرض کی

کہ خدا آپکو سلامت رکھے سوائے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی کسکو خیال بند وبست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عرض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے بلا کر حکم دیا بیلیے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہین تمام کارگزاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بصد شوکت وحشم براے شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی مین طائران شکار ہی کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمود ہوا مہر شکار گر گردن ابلق لیل ونہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سحر سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سرسینہ سے لگا کر فرمایا ای نور نگاہ صاحبقران ای برہم زن لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونیکا قصد نکرنا عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ملک اخضر وفہیم جادو وشوکت جادو وغیرہ سرداران لشکر براے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا اخضر نے کئی مرتبہ یہی کہا کہ ای شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ صندل جادو حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛ یہ فرما کر سب سردارون کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والاتمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائین یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو مخمسہ مومن حسب حال

کہتے ہین سب کہ تم نہین بچنے کے شب تلک
دشوار ہی وصال مین ناکام جب تلک
نادان ہین یار انھین کوئی سمجھاے کب تلک
رہجاے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اس جفا شعار سے شرمندہ ہی سہا
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

کب بزم میں مین کام ہوس یاب ہوسکا ۔ کب مجھسے کچھ مخالفِ آداب ہوسکا
مین کیا کہ غیر بھی نہین ہمخواب ہوسکا ۔ تمکین حسن ہی کہ نہ بیتاب ہوسکا
خلوت مین بھی کوئی قلق بے ادب تلک

بس زہر دیدے مضطرب ای چارہ جو نہو ۔ گذرا مین ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
جز نیمجان کچھ نہین باقی ہی سو نہو ۔ آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اُسکی مت ہوائے دلِ بیہوش جس طرف ۔ کیا جانے تو کہ ہی نگہ لطف کس طرف
منھ پھیرتی ہی بزم مین ہمٹون مین جسطرف ۔ وہ چشم التفات کہان اب جو اسطرف
دیکھے کہ ہی دریغ نگاہ غضب تلک

نقد روانِ اشک کا ہی صرف روز و شب ۔ یاقوتِ لخت دل کا یہان خرچ ہی غضب
وہ مُژدہ بے بہا جسے رکھین عزیز سب ۔ ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بیطلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہین ہی عہد و وفا دشمنون سے یار ۔ کھویا تھا سے نہ مجھسے ستم کش کو زینہار
ہونا پڑیگا تا سر شتون سے شرمسار ۔ مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
اُمید سے اُٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نہ ل فریب ۔ ہم اُنکے رشک سے جو ہین اتنے خجل فریب
دونون طرف سے ہوتے ہین اب متصل فریب ۔ یان عجز سے ریا ہی نہ وان نازِ دل فریب
شکوہ بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھ چشم مین آیا لہو اُتر ۔ یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
کہتا تھا اِک رفیق کہ ہر بار دیکھکر ۔ ایسے ہی بیقرار رہی متصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہین چلتے شب تلک

نظم سعنی فغانے کہ آمد بجان ۔ درین زیر زیر پردہ آسمان ۔ درین پردہ آواز نالم چونے
باحوال جم یا باحوال کے ۔ شعر سخن سازے کہ سعنی ساز کردہ ؛ سخن را این چنین آغاز کردہ

جبکہ نبیرۂ شکار کنندۂ ہفت قلۂ قاف کشندۂ ہفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم بن مناف عبد یعنی ہزبر بیشۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل فتح کرکے واسطے شکار کے سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کردی ہی کہ ای نور نظر شب باش ہونے کا قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمھارے دشمن موجود ہین اسد نے عرض کی کہ غلام آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر سمند صبار فتار پر سوار ہو کر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے بہلیون نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ بازداردن نے رہا کیے شکار طائران ہوائی شروع ہوا بہلیے قراول کد و کاوش کر رہے ہین حصول لطف شکار مین کوشش کر رہے ہین مرکب صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جاکر طائر بلند پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پر فضا تیہو کا گرنا باز کندے تول کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے گھوڑا اپڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے سے کودے چمکار کے باز کو چھڑایا یہ بھی شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا اُسکی آنکھون پر ٹوپی چڑھائی دوسرا جرّہ چھوٹا اُسنے طاؤس کو شکار کیا اپنی اپنی کارگزاری جانورون کی تیاری بہلیے قراول دکھا رہے ہین بہلیے اسد کو بہلا رہے ہین کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ والون نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی تھی کہ خبردار صحرا مین شب باش ہونا اب مناسب ہو تو واپس ہو جیے اب ہوا مین گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا ایک آہو تلاش کرو شکار آہو کرلین تو فوراً گھر چلین ہمین شکار طائران ہوا سے لطف نہین ملتا ہر کارے دوڑے سامنے سے ایک گنوار جھپٹا ہوا آیا عرض کی کہ گُستیان یہان سے قریب ایک دھانون کا کھیت ہی وہان کئی آہو چرا مین مصروف ہین اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ چہار جانب سے کھیت کو گھیرو ساتھ آٹھ جوانان صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار شاہزادے کے ہمراہ ہوے کوس بھر سے ہٹکر گھوڑے چڑھائے دور سے اسد نامور نے دیکھا دس بارہ جانور کھیت مین مصروف چرا ہین مگر ایک آہو خوش چشم خوش سینگوٹیان مثل زلف محبوب ٹھوٹھنی مثل غنچۂ گل سفید لکیر مثل کہکشان فلک پشت پر ہرنیون پر مستی کرتا پھرتا ہی اسد نے کہا اور آہوون کا اور سب کو اختیار ہی اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ

جی چاہتا ہی زندہ گرفتار کرین براے نذر عقاب اوج عیاری لیچلین یہ کہکر لٹو بغل مین دبائے
سنا نہاے نیزہ کو آگے کرکے گھوڑے بڑھاے کڑاکے کی سم مرکب سے صدا بلند ہوئی آہوان
وحشی نے کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اُس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا اُڑالا اُسنے
پلٹ کر طرف اِس شیر صولت کے دیکھا نگاہ ملائی چشمانِ سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے
بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلائیان مارتا ہوا عقب مین آہوے وحشی کے چلا ساتھ
والے ٹھہر گئے مگر دیکھ رہے ہین گرد معلوم ہوتی ہی مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی دوپہر کا ل
ہرن نے رہروی کی سب ساتھ والے پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے
تعاقب مین چلا جاتا ہی دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو کا چوکڑی بھولا اسد نے
تیر مارا آہوے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکاربند
سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش
کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اِس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اُسکے
ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال
صحراے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درۂ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند پرواز
ماہ تابان براے شکار طائرانِ ثابت و سیارگانِ فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلاے شب
نے زلفِ عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہوکے بیٹھا یقین کامل ہوا کہ شبکو جانا یہان
سے ناممکن بوقتِ سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سوچکر
مرکب صحرا مین چھوڑ دیا دہانہ اُتار لیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے
ایک صحراے خوشگوار پر بہار جابجا نخل سرسبز و شاداب جھیلون کی آب و تاب قوّت نشو و نما
کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلون کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزار
فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھین کھولین ہین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہواے سرد
چل رہی ہی بیچ مین اُس صحراے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون
مین نخل مختصر گاندستے جابجا چنے ہین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سرسبز و شاداب عشق پیچان
کو پیچ و تاب جوانانِ چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کچھ ادائی پھولون سے ہر نخل

نہال خم شاخون کا رشکِ ہلال تھالے درختون کے سبد گل فروش طائران بہار کا جوش و خروش تھا

دکھا رہی ہی مسیحا کی طرح سے اعجاز
چمن مین قوتِ نشو و نماے فصل بہار

لگاے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
یقین ہی پھر وہ نکل آئے چشمِ نرگس وار

ہزار نکلین پر و بال سعیِ نامیہ سے
عجب نہین ہی جو مرغِ کباب ہو تیار

کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت
یقین ہی یدِ بیضا سے نکلے بلبلِ زار

جو اشرفی ہی گل اشرفی تو زر زرِ گل
بنے ہی رشکِ چمن ہر امیر کی سرکار

یہ سعیِ نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا
کہ قطرے شبنمِ تر کے ہین دانہاے انار

زبس ہی قوتِ نشو و نما عجب کیا ہی
کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخِ چنار

ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون
گرے زمین پہ اگر تخمِ اشکِ بلبلِ زار

ہوا کے فیض سے نبجائے یہ قدم کا درخت
اُڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار

ہر ایک شاخ گل افشان ہی پھلجھڑی کی طرح
ریاضِ دہر مین گلکرینہ ہی نسیم بہار

انار چھٹتے ہین جسطرح سے ہو شعلہ بلند
انار سے نکل آئے یونہین درخت انار

نگر ہی پرورشِ طفلِ ذرہ مدِ نظر
کہ آفتاب ہی پستان کرن ہی دودھ کی دھار

بنا ہر ایک درِ گوش بیضۂ بلبل
وہ کون ہی جو نہین عاشقِ گلِ رخسار

ہواسمین فائدہ جسکو ضرر ہوا روزون
چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار

ہی ایسی شرطِ رطوبت کہ کہتے ہین مزدور
ہم آپ آئینہ لیکر اُٹھا ئینگے دیوار

خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن
ہر رنگ غنچہ شگفتہ اسد کا تھا دل زار

شاہزادے نے بند قبا کھولدیے گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اُس صحراے جنت نشان کی مصروف ہوا دیکھا طرفہ صحراے پر فضا کے ترکین حبشنین ظاہر ہوئین خیمے بارگاہین جھلکڑ ون پر بار قریب اُس چبوترے کے آکر ٹھہرین بارگاہ کو بصد اہتمام بہ تکلف تمام استاد کیا فرش معقول بچھایا چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان آگر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی اب اسد نامدار کو اور زیادہ انتشار ہی دلسے کہتا ہی کہ کسی رئیسِ جلیل کی سیر کا مقام ہی

چند چوبدار سنیان قلماقیان بارگاہ مین حاضر ہین چند آپ ہمین صلاح کرکے چبوترے سے اُترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین وجمیل کمسن شوخ وشنگ مزاج مین جوانی کی امنگ کسی نے کہین جھولا ڈالا لہرے ساون کے اُڑنے لگے آوازہ دلکش آرہی ہی تانین پڑرہی ہین اسد گوش برآوازہ ہوا سنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے اشعار

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کرون گل — زیبا لیش سر کو ہی مرے داغ جنون گل
اُس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت — سو بار سنگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گل
سو ٹکڑے ہین ایڑی کے بزنگ گل صد برگ — کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل
ہی روشنی جائۂ دل سوز محبت — کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل
پیکان تو دلدوز ہی سوفار ہی باہر — اُس تیر سے ہی دل مین درون غنچہ برون گل

بعض نوجوانین چالاک بیباک شبکا تو وقت ہی دوپٹے باندھکر چشمون مین کو دین آپ ہمین چھپم چھاٹا ہو رہا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامدار اُن سبکی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہی آپ ہمین چہلین ہو رہی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہی اری غنچہ دہن جوابدے حضور کی آمد کا وقت قریب ہی اسباب عیش ونشاط آراستہ کردے وہ جواب دیتی ہی بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھریگی دار پر کھینچی جائیگی سرکشی کی سزا پائیگی شاہزادہ اسد نامدار اس ضلع جگت کی باتون کو سُنکر بیقرار ہوجاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہی دلسے کہتے ہین کہ اے اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحراے جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز وجلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہی ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز لگائی نظم

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا اے سایۂ حق — کیونکہ بے سایہ ترے ہو نہ جہان کور دق
کسکا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو — جو ترا امر ہی الحق جو کہے تو اصدق
ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ زور — کرتا میخانہ مین ہی شیشۂ مے بھی حق حق
گر کرے نشو ونمانا نیۂ فیض ترا — گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

تھا سون کہا خبردار او جلاد اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کرونگی سنکھیا کھاؤنگی کنوئین مین ڈوب مرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سنا مجھے سونڈی کا نگوڑا دشمن جانتا ہی
راز کی باتین مجھسے چھپاتے ہین کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہی اگر چور اُچکا جواری ہو بیبیان گھر کی
بیٹھنے والیان اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی
باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منھ مین کالک لگاؤنگی دیکھہ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون
اسنے سبطرح مجکو دبالیا کسی بات سے ہمکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ مسخرہ رند شرابخوار
ہے اسکو کسی کی ضرورت ہی کیا ہی ایک نگوڑا گڑریے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہی اسکو جنگل سے
اُٹھا لایا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھسے چھپکے وہان جاتا ہی وہ نگوڑا
زنان ہنتری خوب اُسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوشی خوشی آتا ہی ہمارے پہلو مین
راتون کو نگوڑا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑ کے سوتا ہی سو بوا اسکی ہمین پرواہ
نہین مان باپ کی بیٹیان ہین اور بات خواہ ہو یا نہونگاہ تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے
افراسیاب نے ہمارو نبیٹو نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑ کر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان
زعفران جادو اور کنیزین اُسکی موجود ہین رہا کرونگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب آیئے
مجھے ہاتھ نہ لگایئے جو بات چھپائی ہی ۔ ۔ ۔ صاف کہونگی تو مرچین لگینگی بس یہی بہتر ہی کہ مجکو دوانگل کا پرزا
طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے میکے مین اپنے مان باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ
مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی اے او نگوڑے موے کہ تجکو چھوڑ کے اور مرد و اکیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہی
بادشاہ طلسم ہوشربا جیتی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب
چھوڑ کر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی

یہ کہکے دلکو بہلاؤنگی نظم قسلق

خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آبلہ سانپ کے الو کا گھر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین بیٹھے ہین گویا بیتاب
شور شر سندۂ احسان سپر کیا ہوگا

ہجر مین رونے سے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ رکھ دوست سے تو
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ لڑکون سے بہلتا ہے کوئی

ایسے جھنجون سے فروسوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی صوفی کی
برق انداز بھلا ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین معرکۂ عشق مین منت کش داغ
غم غلط اشکون سے اے دیدۂ تر کیا ہوگا

طلسم ہوش ربا مین بیان کہان اب وہ شہریار مسند پر جاکر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اِس حیرت مین نیچے درخت کے کھڑا تھا کہ کنیزین شوخ و شنگ جوانی کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی ہین صحرا سبزہ زار مین مرکب کی طرح اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہی کوئی چھل بل دکھاکر بجلی کی طرح نظرون مین کوندتی ہی یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا بوا نرگس جلد آنکھین کھول دیکھ تو سامنے کوئی مرد وا کھڑا ہی لیکن چاند کا ٹکڑا ہی دوسری نے کہا اگر اِس صحرا مین کوئی مرد آیا تو ہمارے مالک کے حکم کے خلاف ہوا جب اِس صحرا مین آنیکی تیاری ہوئی ہم لوگون پر تاکید کی کہ اول جاکر چہار جانب دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین بوٹا بوٹا پتا پتا چھان لیتے ہین آج یہ نئی بات ہی ای سنبل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزاے معقول پائیگی اِس مقدمہ مین بڑی احتیاط ہی ہمیشہ سے حکم ملتا ہی کہ خبردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ جو آپسمین چرچا ہوا اوس پانچ جادوگرنیان اُس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا جلکر گرفتار کرو کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزاے معقول ملیگی ساری حقیقت کھلیگی آخر ایک ساحرہ بڑھی سامنے آکر آواز دی او شخص غضب کیا تونے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور پھولی آنکھون سے دیکھ رہا ہی تجھکو شرم و حجاب نہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین اسد کے پڑی ہی ساحرون نے بڑھکر سحر کیا اسد پر لوح محفوظ کے سبب سے تاثیر نہوا سحر کرنیوالے سمجھے کہ ہیرے سحر مین پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھاکر کھینچلین اسد نے جھلاکر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا اُس جادوگرنی کے مرتے ہی اُسکی ساتھ والیان دوڑ پڑین جادُن جادُن کرنے لگین کسی نے ماش کا دانہ پھینکا کسی نے ترنج مارا کسی نے گولہ اُچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے مگر جسم پر اسد غازی کے کسی شی نے تاثیر نہ کی غصہ مین شاہزادۂ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک چشم زدن مین بہت سی جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما تھے صداے ہا ہو جوان شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اُنپر تاثیر نہ کی یا تو شاہزادۂ اسد نامدار کو گھیرے ہوئے تھین اب روباہ صفت سامنے سے فرار کیا شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادۂ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر

جا پڑتے ہین جم کر لڑتے ہین غصہ بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا مین چند کنیزین بدحواس عالم یاس کا پنتی تھراتی سامنے اُس شہریار باوقار کے آئین چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اُس شیر بیشۂ جرأت نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا سحر کہ کنیزون نے عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ وای صاحب دولت وجاہ ای یوسفِ کنعانِ شوکت وای تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اِس صحرا ے بفضا مین حضور تشریف لاتے ہین حکم ہم سب پر صادر ہو چکا ہی کہ اِس صحرا ے سبزہ زار مین مرد یا عورت اغیار سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورتِ حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سرو قامت یہان آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا تھا محفل عیش منزل شاہنشاہی کو بہ نگاہِ غور دیکھ رہا تھا کنیزانِ شاہنشاہی مانع ہوئین اُسنے اصرار کیا آخر ہم لوگون نے سحر کیا اُس نوجوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئین وہ شیر دلیر ہمارے روکے سے نہین رکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن مین البتہ فرق ہی ماشاءاللہ حضور کا سن شریف زیادہ ہی اُس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا وہ شہریار اِن باتون کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور د کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

ان شاہنشاہ عالیوقار نے سر اُٹھا کر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ لگگئی چار آنکھین ہوئین پکار کر فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت وہمت ای یکہ تاز میدانِ جلالت اِن کنیزون نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہین انپر غصہ بیکار ہی اسد نامدار کی آنکھ جو اُس شہریار سے چار ہوئی رعب وداب سطوت وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کر سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اُتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اسقدر غصہ نہ فرمایئے نظم

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے | بیطور مجھے طور تمھارے نظر آئے
کب مرگ سے فرصت جو یہان نامہ بر آئے | کچھ اور رخبر جائیگی جب تک خبر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچہ سے کبھی ہم | کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر بلا سے | ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے — جب تاک کہ شب وصل کی شام وگر آئے
اغیار یقین بادۂ گلرنگ پلائیں ؞؞ — آنکھون مین لہو کیون نہ ہماری اُتر آئے
قاتل نہ رہے حاجتِ تکلیف دوبارا — سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اُتر آئے
کی سیر جو اِس زندگی چند نفس مین — دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر — دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رُعب و داب و جلالت دیکھکر اسقدر محجوب ہوا کہ آنکھ چار نہو سکی سر جھکا لیا ابتک آنکھین اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہین کچھ لباس مین تو البتہ فرق پایا دل خود بخود گھبرایا جوش محبت مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

در پردہ بہ ناز سزاوارِ تو باشد — کو دیدہ کہ او قابلِ دیدار تو باشد
یوسف چو بجز مہرہ ببازار بہ ارزد — آنکس نہ خرد ہر کہ خریدار تو باشد
در آئینۂ مہر بچشم ہمہ ذرات — پیداست کہ عکس مہ رخسار تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان — از من بہ ستان آنچہ کہ در کار تو باشد
بودن پئے آزار دل ما بتو آسان — غیر از نگہِ لطف کہ دشوار تو باشد
گوشش بشناسد بجہان این دو صدا را — آنکس کہ دلش محرم اسرار تو باشد
گربانگِ صلوٰۃ است و گر نالۂ ناقوس — این زمزمۂ مرغ گرفتار تو باشد
جان و دل و دین در تنِ زارم نہ عزیز است — چیز نیست کہ این ہم پئے ایثار تو باشد

اُس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ مین قدمبوس ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو محبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہین لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحبِ سطوت و صولت لیاقت جرأت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہوگئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے اسد نامدار بھی شرمائے ہوئے مگر وہ صاحبانِ عالیمقام اپنی جگہ سے اُٹھے

جام لبریز کرکے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی ای شہریار نوش فرمایئے یہان سب آپکے ہم مذہب وہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی واسم گرامی اپنا ارشاد فرمایئے اس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ زرد و متغیر سر جھکا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا بھی نام معلوم ہوجائیگا تم خاطر جمع رکھو نظم ای پیک راستان خبر یار ما بگو؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو؛ اول کیفیت مزاج زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم پیلتن علم شاہ نوجوان نورنگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو اہالیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے روتے ہچکی لگ گئی فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت پہلے اپنے حسب ونسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین ناسور ہی قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بار غم والم اُٹھائے اب تاب صبر وجبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج وراحت سب بیکار ہی بقول شاعر نظم

اثر نصیب کی برگشتگی کا سر مین ہی
نہ چین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی
خیالِ دوست نے آنکھون کو روشنی بخشی
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی
بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو
نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہی
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا
نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہی

اس سوز وگداز سے یہ اشعار اُن تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپکے کلام مین کیا تاثیر ہی ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب ونسب کی کیفیت حضور کو نہین معلوم قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا وہ شیر نظر کردہ بزرگان دین جلالت آئین صاحب جرأت ولیاقت سرکوب سکندر بن ہیکلان عاد مغرب اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین ای

شاہزادے آپنے تحقیق کیا سلسلہ ہی اسد نے کہا میرے والد نامدار ہین یہ سنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے
لپٹ کر اسقدر روے کہ قریب تھا غش آجاوے مصاحبون نے سنبھالا بعد عرصۂ دراز کلام کرنے کے
لایق ہوئے فرمایا ای فرزند مادر مہربان تمھاری کس خاندان سے ہین اسد نامدار نے بفصاحت جواب
دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر بلند صاحبقران زمان ہمشیرۂ شاہزادۂ
بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب و نسب
مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شاہنشاہِ قلعۂ تنگ بر و اجل نانا میرے صاحبقرانِ زمان
داماد نوشیروان اس حقیر کو شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہتے ہین عرصۂ دراز سے
طلسم ہوشربا مین داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور پر قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان
گرد لشکر شکن اس طلسم مین قید ہو کر آئے انکے رہا کرنیکو مین بھی آیا خواجہ عمرو نے عیاریان کرکے
ہمکو گنبد نور سے رہا کیا ای شہریار اب لوح کی تلاش مین سرگردان حیران و پریشان یہان تک
تقدیر نے پہونچایا لوح طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش
ہی آپ کے نیاز مند کو بڑا پس و پیش ہی ہر شخص یہی کہتا ہی سامانِ قتل صندل جادو مہیا کر دیہ امر
سمجھ مین نہین آتا سامانِ قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہی اُن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان
پروردگار مہیا کر دیگا مگر ای فرزند برائے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ
فیل ہندی و دویل ہندی و کشندۂ کپتیان فرنگی سر فتنۂ ملک فرنگستان نورِ نگاہ اسیر گیتی
ستان ہمارے سامنے بیان کرو انکے احوال خیریت مآل کے بہت مشتاق ہین اسد غازی نے
کہا آپ اپنا تو نام نامی بتائیے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیمائے دشت رنج
و محن بلائے مصیبت مین گرفتار نہ یار نہ غمگسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ
تمکو بھی سفت مین ملال ہوگا بات مین بات نکلا نور رستم کی کیفیت ظاہر کرو شل علم شاہ نوجوان
کے لشکر صاحبقران مین کوئی شیر دلیر نہین ہی تمھارے ہی والد نامدار و رستم عالیمقام سے معین لشکر
اسلام ہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا دارائے ہند لندھور بن سعدان عشق مہران فیل زور
مین مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیروان نے بہکا کے بادشاہِ لشکر اسلام سے فساد کرایا
اور اسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمرو ہاتھ سے ہومان بن ہام کے بسحر ملکہ مہلہل جادو ملک
ہی

دمشق مین قتل ہوے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اُسوقت مین سوائے رستم و
کرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹال سکتا سکندر بن ہیکاران عاد مغربی چونسٹھ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا
لشکر نوشیروان کرور سوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم ہزن عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد ولنگی
مین جبکہ ہر اک سے بگڑ گئی ٭ زنجیر اہل درد تھی وہ پانون پڑ گئی ٭ نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان
نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک و گرز خوردی مُردی میدان چرن کوہ مین شیرانہ
دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اُٹھا کر لیچلے کہ شل قویل ہندی وہ ویل
ہندی دریاے چرن کوہ مین مارین مگر اُسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد نامدار ملک دمشق
فتح کر کے تشریف لائے آنکھون سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور
بن سعدان کو مع فیل میمونہ و گرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہی جلد جا کر ہندی کو بچائیے ادھر
تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدھر لندھور نے لنگر مارا ای نور نظر علمشاہ کے گُردے پھٹ گئے گر کر
بیہوش ہوے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جا کر چھپا صاحبقران
لاش رُستم پر آئے اُسوقت ایک قیامت برپا تھی جوانی پر رستم کی نخل صحرا روتے تھے برگ کف افسوس
ملتے تھے دشمنون کو بھی قلق تھا ہر جہاور کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک
حال کیا بزرگان دین اُس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پہ رستم کے پھیرا
صحت پائی اب تو ماشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سُنکر دل مین اپنے اسد غازی
کہتا ہی کہ یہ اُس زمانہ کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہی کہ لشکر
اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کر کے اسد نے
جواب دیا ای شہریار پروردگار نے نسل مین رُستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہی اُنکے دو فرزند ایک
شاہزادہ عمرو بن رُستم کہ اُنکا سلسلہ پیدائش ملک فرنگستان مین ہوا الا گرد فرنگی کی دختر ملکہ سیمینہ
ماہ پیکر سے عشق ہوا اُسکے بطن سے عمرو بن رُستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک فرنگستان
کا لیا وہ شہریار بہت روئے کہا فرنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہی بڑی قیامت کی لڑائی پڑی
تھی کسی وقت انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتاؤ کہ اور بھی کوئی اولاد رستم کے ہی اسد نے کہا ای
شہریار عمرو بن رُستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ

قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادۂ ملک قاسم موسوم بہ خاور سیاہ صاحب عز وجاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم افراسیاب فتح کیا علمشاہ قید ہوگئے تھے اُنکو چھُڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سینجان و باختر لقب ہی قاسم کا نورِ نظر یعنے نبیرۂ رستم ایرج نوجوان اُسنے تو بہت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا کافرون سے معرکہ پڑا صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانے مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نور الدہر کی شجاعت سے مشہور ہی نور الدہر فرزندِ دلبند شاہزادۂ بدیع الزمان و نور نگاہ خاور سیاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرائت وشوکت ایرج و نور الدہر کا ذکر کرتا ہی اُن شہریار عالیمقدار کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نور الدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بخوبی یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن آوارۂ دشتِ رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرماکر تاج سر سے اُتار دست دعا بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے

اشعار

گدا تیرے در کا جو یا رب ہوا
برآئی مراد اُسکا مطلب ہوا
بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب
دعا کسکی تو نے نکی مستجاب
ہوا جو طلبگار قرب حضور
کیا اُسکو تو نے نہ رحمت سے دور
عنایت کرم لطف کیا بات ہی
کہ رزاقِ مطلق تری ذات ہی
برابر ترے کوئی دانا نہین
سوا تیرے کوئی توانا نہین
ترا حکم نافذ ہی پروردگار
قضا تیری پھرتی نہین زینہار
نہین دخل تغییر و تبدیل کا
جو کچھ لکھ گیا لکھ گیا لکھ گیا
عطا پاش اول مین آخر مین تو
خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو
ترے تابع حکم ہین خاص و عام
نہین کوئی دم مارنے کا مقام
جو گمراہ سارے زمانے کا ہی
جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی
برابر نظر دشمن و دوست پر
نہین منحصر مغز پر پوست پر
تو ہی سرانجام میرا نہین
خطا کے سوا کام میرا نہین
شکستہ سفینہ ہو گرداب مین
مین کشتی نشین عالم خواب مین
فلک تیغ آفت نکالے ہوے
مین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے
ٹھکانا مرا ہی کہان اے قدیر
مگر رحمتِ خاص ہو دستگیر

سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ
نہین کوئی بندے کا تیرے سوا

کوئی اور معبود ہی لا الٰہ
سوا تیرے ہی کون پروردگار

مین بندہ ہون تیرا مرا تو خدا
کرم کر کہ ہون تجھسے امیدوار

ای کریم کارساز و ای مالک بندہ نواز ای باغبان قضا و قدر ای حاکم بحر و بر اِس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گُل سرسبز و شاداب رہے جن شیرون کے تمنے نام لیے پروردگار اُنکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثلِ آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد اِن باتون کو سُنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جملے مجھسے سُنے خود بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معما میری سمجھ مین نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی بتایئے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اِس گنہگار پر بھی اُنہین کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوئی اُنھین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون اِن جملے حوالون کو مین نمانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ مجھپر ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری رائے کے خلاف ہوا سر اپنا قدمون پر نثار کرونگا نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی
ہمارے بعد تمھین اختیار باقی ہی
لحاظ بیجز ہی ہی اُٹھاؤ مین سر کیونکہ

بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی
مگر سمجھکے تازہ خریدار گرم جوش مجھے
بہت دنون سے نہین التفات ہوش مجھے

جلاد و پھینکدو چاہو زمین مین دفن کرو
بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش مجھے
یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرحکی صحبت ہی تمام مصاحبان والا مقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سُن رہے ہین یہ کسیکی مجال نہین کہ منھ سے بولے یا بات کا جواب دے سکے ہر ایک حیران ایک ایک سے آپسمین اشارے ہین یارو آج تو بڑے بڑے تیے کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سُنا تمنے کیسے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھور ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا ماشاء اللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اُسی باغ پُر بہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہین اُسی بیشہ کے شیر اُسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہون اُنکی قسم کھاتا ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر لونگا اُسوقت اُن تاجدار باوقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلوتہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا

رفقانے دیکھا کہ اُن شہریار نے بیقرار ہو کر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئے فرمایا ای اسد نامدار وای نبیرۂ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سُنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب ہون اسد نے کہا ای شہریار مین نے اپنے قبلہ وکعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سُنا کہ جس شب کو قباد شہریار کی شادی ہوئی دوسری شب کو گلیم گوش ملعون نے اُنکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فقیر ہوے تمام سردار گرفتار رنج و بلا رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج و ملال سے ملکہ مہرنگار نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے گلیم گوش نے سبکو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا ای نور نظر اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ جس شب کو شادی ہوئی وقت سحر برائے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ پڑی اپنے جمال بمثال کو دیکھکر آپ محو ہو گیا حال ناپائداری دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا آئی کہ یہ صورت ایکدن خاک مین ملجائیگی تنہائی قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ و جلال فوج و لشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال ہوگی تخت و تاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہی مین اسقدر بیقرار تھا رونے کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہہ سکتا تھا میرے رونے پر کل اہالیان دربار کو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا ای قبلہ وکعبہ مجھے ایکطرح آرام ہی لشکر عبرت نے گھیرا ہی موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون شربت بنایا جاوے اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سبکو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف کراؤن والد نامدار و برادران عالیوقار حیران ہو کر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہی تمھاری ان باتون سے میرا کلیجہ پھٹتا ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سبکو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام ہاتھ مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلہ وکعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی ہوئی ہو اسکو بدل معاف فرمایئے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میری قبلہ وکعبہ نے اپنا منھ پیٹ لیا فرمایا ای نور نظر کیا مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دنیا ے ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح

روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کمر تھام لی فرمایا ای بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نہ نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر مد نظر ہی یہ کیکے جام نوش کرو کہ ہمنے خطا معاف کی ای اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہی تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت شام تختِ شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہو گیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہی خبردار کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی بناکر ڈالدیا مجھکو اٹھا کر لے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرف سے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے ہلڑ ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی ماں کی آنکھوں کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیوں کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہی سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر اثر مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے — داغ بنکر مدتون دامانِ قاتل مین رہے
اُلٹے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ — جو تمھارے منھ سے نکلے سب مرے دلمین رہے
خاطرِ گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج — بے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے
اُنکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم — ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا — تا سحر ہم انتظارِ عہد باطل مین رہے
کثرتِ تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے — لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے
خنجر قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان — روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے — وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہمکو کہو — ہم خیالِ یار بنکر یار کے دل مین رہے
پھر بیجا حجت بے سود تقریر فضول — جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی ہی نے دکھاے ہمین آخر فروغ
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر رو ریانے کی
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کردیا

داغ ہو کر ہم کنارِ ماہ کامل مین رہے
پانون میرے مدتون قیدِ سلاسل مین رہے
زندگی جب تک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے
تا فراقِ روح و تن ہم فکر غافل مین رہے

ای نور نظر و ای پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہی ایرج و نور الدہر کو ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجائب جادو نہایت خاطر کرتی ہین مشل کنیزان ہتر آٹھپہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہی اکثر یہان آکر ٹھہرتی ہین یہ جو قباد شہریار نے فرمایا اسد نامدار ماسون جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ ماسون جان کہکے قدمون کو بوسہ دیتے تھے آخر دونون شہریار روتے روتے بیہوش ہوگئے مصاحبون نے بڑھکر گلاب کیوڑا منھ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو تشریف لاتی ہین ابتو اسد نہایت گستاخ ہین دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پر شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آکے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجائب جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لاے ہین ملکہ عجائب جادو گھبرا گئی ایک ایک سے پوچھنے لگی کہ یہانتک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر ادھر آگئے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہو رہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت فرماکے روتے ہین اور یہ شیر گیر اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہی کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دست انداز ہی یہ حال سنکر ملکہ عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی مجھکو چھوڑ کر چلے جائین ہوادار سے اُتری اسی سوچ مین سر جھکائے ہوے چلی آتی ہی اسد نے سوائی اٹھان کہکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردا

کہکے بلائین لین گلیسے لگا لیا قباد شہریار نے فرمایا ملکہ عالم ہم جو تمسے کرب غازی کا ذکر کیا کرتے تھے یہ اُنکے نور نظر اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوش رُبا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب سیقند ہین تمنے کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہینگے یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای بشیشہ جرأت و ای نہنگ دریاے ہمت اس حوالی مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی کہ اسطرح خواجہ مجھکو براے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا کیفیت گذری اسد نے کیفیتِ حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو یہانسے تا بہ دربندِ مہر و ماہ جانا ہی ملکہ عجائب نے کہا پہلے دردسر تو دفع کر دیہ بتاؤ کہ سامانِ قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا حضور تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از اولی نا اعلیٰ نے یہی پوچھا کہ سامانِ قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا یا نہین یہ کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہِ سابق طلسم صندل ملک اخضر کو رہا کیا نعیم جادو کی آنکھین بینا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اُس نے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا ہر چند کہ اُسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہوجاتا مگر اُس خیر خواہِ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ ای برادر تم سے زیادہ کون رازدار ہی کیا سامان مہیا کرین کچھ نہ بتلایا وزیر اُنکے فہیم جادو و نعیم جادو و درویش تکیہ دار ان سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے فرمایا ای شیر بشیۂ صاحبقرانی و ای تاجدارِ اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن ہوجایگا اگر علاوہ تمھارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر مین پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کُل سامان مہیا ہی انشاء اللہ یہانسے جاکر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرو ضرور غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبرو شاہزادہ اسد کے پیش کی کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دست گیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اِسی سے قتل ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد شہریار سے عرض کی ماموں جان مین نے

دولتِ کونین پائی کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا تمام حالات جرأت وشوکت اخلاق ومروت سخاوت وشجاعت رعب وجلالت آپکے بخوبی نیازمند کو معلوم ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین نہ رہا مدتون سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپ کے نورنظر جوہر شمشیر فتح وظفر شاہزادہ سعد والانژاد آکر حاکم ہوئے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اِس نیازمند کو سرفراز فرمائین تخت سلطنت حاضر ہے لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہوجائیگا چار سو سردارانِ ذیشان افراسیاب خانہ خراب کے عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبانِ جاہ وجلال ہین سحر وساحری مین طاق شجاعت و دلاوری مین شہرہ آفاق اُنکی سرپرستی فرمائیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہے سامنے بڑے نانا جان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدۂ دل روشن ہوجائینگے کیا خوشی ہوگی قباد شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہ یاس چہرہ زیبائے قبادِ شہریار کو دیکھا انکا ہون سے حسرتین ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار کے چلا جائے یہ سب شفقت ضایع ہو قباد شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جاکر ملکہ صندل سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہوجائیگا ہم بھی آکر انشاءاللہ تمھارے شریک ہونگے ان کلمات مین ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا ای اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی صورت ہوگی ہم بھی تمھاری خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری خدمت مین پہونچائینگے شب بھر تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم رہا بوقتِ سحر قباد شہریار پشت مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار کو خلعتِ فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار پیش کیے فرمایا ای نور نظر تم لشکر مین چلو ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر رخصت ہوا جب قباد شہریار وملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوئے یہ اُس بیشہ سے باہر نکلے تھے کہ ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوئے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر کو خبر پہونچی یہ بھی آکر حاضر ہوئے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا ای شہریار آپ صحرائے شکار سے کہان غایب ہوگئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے

کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہونچے اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کہ کیون ای نور نظر یہ خلعت کہانسے دستیاب ہوا اسد غازی نے فرمایا نانا جان جنکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت مین فقیر ہوکر بیٹھے تھے غفلت مین عقابین پر کھینچے گئے نو مہینے بُرج مین قید رہے وہ زندہ موجود ہین شب بھر ہم اُنھین کی خدمتمین حاضر تھے اُنکے جمال مہر تمثال کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے انگشتری براے قتل ملکہ صندل جادو مرحمت فرمائی عجب نادر شی ہاتھ آئی عمرو نے گھبراکر پوچھا بیٹا نام تو لو کیا تمسے اور قباد شہریار سے ملاقات ہوئی اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا مہتر گلیم گوش نے اُنکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکو ملکہ عجائب جادو اُٹھالائین وہ کوئی اور بشکل قباد شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر اُنھین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعہ عجائب ہی وہان تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز فرمانے کو کہا ہی مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سُنکر عمرو مارے خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تمنے غفلت کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہی ثانی صاحبقران ہی جری بہادر صف شکن بچپن سے شوقِ سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی شوکت وصولت ہر شخص پر ظاہر ہی دیکھنا صاحبقرانِ وعلمشاہ یہ سب صاحب اپنی آنکھین بچھائینگے قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر لیجائینگے ابھی واپس ہو قلعہ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا ہی اُسکے انتقال سے لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہرنگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہو کر بیٹھا کل لشکر منتشر ہو گیا ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدنی نے قید کیا فولادی قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سہے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام پر اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہی کہ تمسے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا براے خدا ابھی مجھکو لیچلو اسد گھبراکر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعۂ عجائب کی طرف چلے عمرو سب کے آگے سر برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد پر غصہ کہ ایسے مقام پر کوئی ساتھ چھوڑتا ہی اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا سو مانی جان نے انگوٹھی عنایت کی پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے افراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو کو انتہا کا اشتیاق ملازمانِ قباد شہریار سے تمام اہالیانِ لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و نعیم

ور وشن تکیہ دار کمیدان و دیگر سردار راہ کو طے کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا
دروازہ قلعہ کا کھلا ہی خندق مین خاک اُڑ رہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ
کرلے گیا عمرو دوڑکر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اُجاڑ مکانات آدمیون سے خالی پھاٹک
پر ایک کاغذ بخط جلی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت مین
خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہین جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ
عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصہ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری
مین میری لطف کامل ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگزاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو
تلاش نکیجیے گا ورنہ طلسم ہوش رُبا مین بھی رہنا دشوار ہوگا عمرو اِس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے
لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اُس
شہر مین شور گریۂ وزاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سبکو منع کیا کہ زیادہ اِس باتکو مشہور
نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہانسے پلٹے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ
ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار صندل جادو کوسب خبرین گذرین لشکر
گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملک اخضر نے حکم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسد بھی
مرکب پر سوار ہوئے لوح طلسمی گلے مین انگشتری عطیۂ ملکہ عجائب زیب انگشت ابھی بخوبی مسلح ہونے
پائے تھے کہ لکہائے ابر صندلی نمایان ہوئے سبنے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پر چار لاکھ
ساحران غدار ہزبرہائے آتشین پر سوار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے گھنٹ
اور ناقوس بجتے ہوئے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانون کو
گرفتار کرلو قتل کرو زندہ نچھوڑو ایک کو بھی جانے ندو اسد نے بسم اللہ کہکر مرکب بڑھایا تیغہ
برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا یا شیدای کفاران بیحیا دای نابکاران یکدفعہ نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ | شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران | یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آپسمین ملگئے خواجہ عمرو

ایک جانب کمند و حباب سے ساحرون کو قتل کر رہے ہین مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہی ملک اخضر

کے قریب آکر فرمایا رباعی | خاطر مین یہ کلفتین نہ لائین کب تک | صحرا صحرا یہ خاک اڑائین کب تک

ناچار جہاں سے ہم اُٹھ جائینگے | جور و ستم فلکِ اُٹھائیں کب تک | اخضر نے کہا اے شاہنشاہ اوج

عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ضرور مجھکو اِس بات کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس لشکر بہت ہی دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہی اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن ملکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو لڑتے دیکھا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا ملک اخضر نے للکارا و نمکحرام دیکھ پروردگار نے آنکھیں مرحمت فرمائیں اگر اِس شیر بیشۂ جرأت کی اطاعت کر خطا تیری معاف کراؤنگا کیوں اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی فتح طلسم ہوشربا کا زمانہ قریب آیا دیکھ اِنکے خدا نے اِنکو یہاں تک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملیگا سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے تو منھ پھیر لیا دل میں خیال ہی کہ مجھے کون قتل کرسکتا ہی افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہی کہ جہاں طائر وہم و خیال نہیں پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی دستیاب ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہی کہ جسپر سوائے افراسیاب کے کوئی دست انداز نہیں ہو سکتا اِس گھمنڈ پر صندل جادو آپڑی ہی خوب جانتی ہی کہ مجھپر کوئی دستِ انداز نہیں ہو سکتا لشکر بھی بیحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہی آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو منقلب کردیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جا پڑتا ہی صندل جادو تھرا کر ہٹ جاتی ہی اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ میں نہیں رہے مصیبتیں اُٹھائیں مگر اصلی جرأت ہی صندل سے منھ نہیں پھیرتا ہی صدہا سحر صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہی

آسمان سے آگ برستی ہی آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہی نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی | پہاڑوں کو سختی میں جنبش ہوئی

قیامت کا ساماں عیاں ہو گیا | رخ مہر گردوں نہاں ہو گیا

صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہی کہ ملک اخضر کو فتح کی امید نہیں تھوڑے ہی عرصہ میں صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہی کہ یہ جیسے غول جس صف پر تلوار آبدار تول کر مثل شیر نر جھپٹ کر جا پڑتے ہیں صفوں کو درہم و برہم کر دیتے ہیں اِس اثنا میں طرف سے صحرا کے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ صندلاں صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشوں کے ایک جانب ملکہ

گوہر جادو چار سو کنیزان زرین پوش لپشت پر اُسنے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑ گیا ہی بقرار ہو کر آ پہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار کھڑا ہوا فوج صندل بجیاب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہمراہیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریاے خون جاری صدہا علم کٹے ہوے پڑے ہین اسد نامدار تو صاحب لوح ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریاے فوج مین غوطے مار رہا ہی کبھی سحر سے صندل کے لکہ ہاے ابر سیاہ اُٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہی اُس اندھیرے سے جان بچانا محال ہی شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہی اُس تاریکی سے ملک اخضر بصد کر و فر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہی جان لڑا رہا ہی گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیرودار بلند دیکھا صندلان صندلی پوش کو منع کیا ای شیر بیشۂ شجاعت اِسوقت ملکہ صندل نے مہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ طلسم صندل ہی ساحرون کا اِسکے ساتھ جنگل ہی خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا ای ملکہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہرچند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادۂ صندلان صندلی پوش ہی سینہ سپر کرکے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھر کر ساتھوالیون سے کہا شعر

سنگ فلاخن فلک دون کے ہاتھ سے		افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہی
اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے	دیگر	خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہو وے
کسے دست جفاے چرخ سے امید ہنسنے کی	دیگر	جو ہوئے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندلی پوش کو سحر سے بچاتی جاتی ہی خوف ہی ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کرے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پڑا پراگندہ کردیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پاکر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اُس خود سر کا دھڑ سے گرا اجل نے دستگیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا یہ جوان اُسی آن بانسے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا نوک کر اُسی نوک جھونک سے مارا برچھا جگر مین اُتار صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھوالیون سے کہنے لگی کہ صاحبو بی گوہر نمک حرام کو دیکھو ہمنے تو سلطنت حوالی طلسم اِسکو دی یہ طلسم کشا

اسی شریک ہوئی اُسکو مع اُسکے دو ٹکڑے کر ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلانِ صندلی پوش
کے پلٹی یہ جوان اُسی طرحسے قتل کرتا چلا آتا ہی جو سامنے آتا ہی منھ کی کھاتا ہی صندل نے للکارا یہ جوان
پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑون صندل نے وہین سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان
پھٹا تمام لشکر بیکار ہوگیا ہرچند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین مرکب پابہ گل نقش قدم
بنگئے بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گئین سپرین پشت سے گرنے لگین تلوارین
قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے بڑھکر آواز دی اِن سبکے سر کاٹ لو خودسری کی سزا
دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے آپڑی چاہا سحر دفع کرون صندلان کو
کسی طرحسے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کررہی
ہی خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اِس مصیبت تازہ مین گرفتار
دیکھکر مغموم رہی ہی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی
کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھا رہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رُوگردان کمان
سہمی ہوئی تیر طائر پر بند نیزہ تھرا رہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم
حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ای آہ و نالۂ دل پروردۂ محن
او نیز بعد مرتبہ بیمار تر از من

دیگر

تبلا ہمین کہ تونے اثر اپنا کیا کیا
تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی

دیگر

بیمارم و غیر از دل من نیست طبیبم
فریادی ام از دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
دلکو یقین مرگ ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب نہ آؤ اپنی جان بچاؤ طلسم کشا
کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو
کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین نیچہ دیکر لے نکلون صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کیا
برق گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا لڑکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے
اختیار آواز دی ای شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچاسیئے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش نے
صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم اِن دونون کو قتل کرنے
چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم و برہم

کرتے ہوئے چلے مارا زمان صندل نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد رنگ نہ لُٹا بھرتا طرف ملکہ صندل
کے جاتا ہی علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار چھتر بغلین دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دیتا ہی
مفتون فیل پیکر نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا او طلسم کشا کہان جاتا ہی ہر چند کہ اسد کو ٹھہرنا گوارا
طرف صندل جادو کے جاتے ہین مگر اُس بیحیا نے جو بکبر و نخوت ٹوکا شاہزادہ پلٹ پڑا مفتون نے
اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی
ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آب انفعال مین نہایا
غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بیدریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنانے کی صدا بلند ہوئی
اُلجھا وے مین سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے
اُڑ گئے سپر کو کاٹکر خود کو کاٹا یا تو قبہ سر پر چمکی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق مثال نے بوسہ دیا علمدار کے
مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر علم ماتم گرا نشانِ کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مارکر قریب ملکہ صندل
کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہانپر تلوار چلی لاکھون
کا کھیت ہوا اخضر نے بھی اپنی جان لڑائی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہی مگر ملکہ
گوہر و صندلان پر بڑی بدعت ہورہی ہی دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی
قریب آپہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے
پائے کئی گولے سحر کرکے مارے اسد غازی پر تاثیر نہوئے صندل جادو کو وہی گمان ہی کہ لوح طلسمی
تجھکو قتل نہ کرسکیگی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے ترنج اچھالے
مگر اسد پر تاثیر نہوئے اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات دمنات
پر لعنت کر ملکہ اخضر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہی صندل نے
پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کرسکتا ہی قلعہ سے جاکر سر ٹکرا مین خدمت مین افراسیاب کے
چلی جاؤنگی وہانسے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آپڑی یہی اطمینان ہی
کہ طلسم کشا میرا کیا کرسکیگا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیونی قالب انسان مین سما گئی ہی اسد نامدار
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی یہ تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہی طرح طرح کے سحر کر رہی ہی جب

اسد غازی نے انگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگیری کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہان سے پائی ای ساحران طلسم صندل آگاہ ہوجاؤ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہوگئی یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے اُڑ کر نکلجاے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی یہ معلوم ہوا کہ تو وہ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو و ہر تن موے صندل جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس جہنمی کے جلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا سنگباری اور برف باری ہونے لگی بیر دن نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من صندل جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے جادو ہلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش کرتی جاتی ہی سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا ملکہ گوہر جادو یہان کی منتظم ہی حال سے بخوبی ماہر ہی یہانکی کل کیفیت ظاہر ہی ملک اخضر کو اسد غازی نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندلی پوش ایک جانب فہیم و نعیم و روشن تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اِس عظم و شان سے داخل قلعہ صندل ہوے دارالامارۂ شاہی مین پہونچے ملک اخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا فہیم جادو بعہدۂ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے مال طلسمی نکلنے لگا خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو سے پوچھا یہان سے دربند مہر و ماہ کتنی دور ہی ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا فاصلہ ہی مگر سرکار کو دربند مہر و ماہ سے کیا کام ہی خواجہ عمرو نے فرمایا ای گوہر جادو لوح طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو نے دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہی حیرت بنکر اُس سے دریافت کیا تم یہان کی رازدار ہو کچھ اِس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو ناحق کی تکلیف حضور نے اُٹھائی اسطرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا احوالی طلسم صندل سے جو گذرتا پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آئے نامہ دار افراسیاب کی شکل بنکر مجکو خبر ہوگئی جب تو مین صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جاکر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم الیسی شی اِس حوالی سے

جاتی اور ہمکو خبر ہوتی علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپ کے ساتھ ہی کوئی اُنکے مقابلہ کے لائق نہین آپ طلسم صندل پر جو غالب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قتل صندل بھی دستیاب ہوئی دربند مہر و ماہ پر فساد عظیم ہوگا اِن دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہی یہ سنکر عمرو بت گلگرایا کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ٹھہری اسد نامور نے اِس ذکر کو سنکر فرمایا نانا جان اِن امورات کا تردد بیکار پروردگار مالک و مختار ہی تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا نشان لوح بھی دستیاب ہوجائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہی کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا اٹھالا بارگاہ زربفتی کا طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ کیا جاے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھالا بارگاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لے کر طرف دربند مہر و ماہ کے چل نکلا بعد اُسکے ملک اخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جس مقام کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب تمھین تکلیف کرنا کیا ضرور ہی ملک اخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اِس سفر مین ہمراہ ہون جسوقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو بندگانِ عالی کو تسکین دل ہوا و ربع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیجاوین اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ احسن ہوجائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر و غیر ساحر اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہون فہیم جادو و نعیم جادو و ورشن تکیہ دار انتظام کرکے فرداً فرداً طرف دربند مہر و ماہ کے بکر فریدونی و بحشمت جمشیدی روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مرات جادو شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر کشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

پہونچ ساقی کہ اب دلکو نہین صبر	تری دوری مجھے اسوقت ہی جبر	لگی ہی کرنے آکر سوے گلشن
چراغ گل نسیم صبح روشن	تغافل کو نہ اب فرمائیو کام	لیا ہے کر بغل مین شیشہ و جام
تماشا ہی عجب گلشن مین موجود	چراغان صبح سے تا شام ہے دو	ستم ہی اب ہنو گر شیشہ و جام
عجب ہی لطف سے پھولی ہی شبنم	لگا دے منھ سے ساقی شیشہ مے	سفنی پھونک مے بہر خدانی

گر آپہونچا ہی وقت بادہ نوشی
ہوا ہی پنبہ کیا تیرے دہن کا
جو بولے محتسب منھ توڑ اُسکا
بہار اب جو کہے اُسپر عمل ہی
سنے ہی ساقیا ٹک آن کر یان
چمن ہی اندنون ہر شاخ اورنگ
زبس بادِ بہاری مین نشا ہی
جہان دیکھو توہی آلودہ خواب
اُٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بے حس
رہی ہی لیٹی یان سوسن کی دستار
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہی
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات
غرض اہل چمن ہین اِسقدر مست
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

نہین مطرب یہ ہنگام خموشی
ترا گانا وہ پی کر ساغر مل
جو مُلّا کچھ کہے سر پھوڑ اُسکا
کہے ہی دیکھکر ابر اس ہوا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
یہ مستی کو گھٹا کے ٹک نظر کر
پئے گلگشت جائین تو مزا ہی
کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
کہ آ کر وہ لبِ جو چومتی ہی
نسیم صبح تک اتنی ہی ماتی
کہ پہلے بولتے ہین مرغ یکدست

خروش و جوش مرغان چمن کا
کہ ہوئے سرمہ آواز بلبل
سخن اِسوقت اِسکا بے محل ہی
جواب مے کشان مین دون خدا کو
رکھے ہی دشت فندق بند کا رنگ
یہ آتی ہی پری دوش ہوا پر
گل مخمل پہ بیداری ہی نایاب
تو کف لائے ہین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتی ہی ہوکے سرشار
نشہ سے جھوم جھوم آئی ہی ہر شاخ
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
خیابان مین پھرے ہی لڑکھڑاتی
زبس کھینچے ہی بادِ تند جاروب

چہرہ محرران جادو نقریر و کاتبان ہنگامۂ دار و گیر

اِس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر** بیا ای خردمند فرخندہ پے ؛ کہ سازیم این جادۂ سحر طے ؛ سابق مین تحریر ہوا کہ نقدر دح روان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر لوح طلسمی پائی مرأت جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ مے نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کروفر سے بصد شوکت و حشم طرف قلعہ طلسم اسکندری کے روانہ ہوے مگر مرأت جادو وافتان وخیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر برائے استقبال حاضر ہوے وزیر اعظم اُسکا ظلمات جادوگر جو اِس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرأت کا عجب حال قلعی کھلگئی چہرہ اُداس رنج وغم پاس آئینہ عیش و عشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فوراً بارگاہ استادہ کرائی

ملکہ مرأت کو اُس بارگاہ مین داخل کیا پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرأت نے تمام کیفیت ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی بی صاحبزادی شیشۂ مے نوش شجر کو قلم کرکے لوح طلسمی لے بھاگین سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا ای ملکہ عالم اب کیا صلاح ہی میرے نزدیک شراکت طلسم کشا مین فلاح ہی مرأت جادو نے کہا ای ظلمات طلسم اسکندری پر قبضہ پانا بہت دشوار ہی بی شیشۂ مے نوش مست ہوکر چاہتی تھین دھگڑے کو لے کر بیٹھون کبھی یہ دن نصیب نہ ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کردونگی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا کیے انکی بھی تدبیر ہوجائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے کہ انور جادو آپ کی ملازم و سہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہوگئین وہ جوان لشکر کشی کرکے آتا ہی اسکی تدبیر واجب و لازم یہ براے مرأت جادو کو پسند آئی فوراً چٹھی تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ سر سے باندھا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسد کے تخت پر سوار تخت اُڑائے ہوے جاتا ہی اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند اپنے کوہ فلک شکوہ پر مع مصاحبان خاص و انیسان باختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنی افراسیاب جادو تخت اُڑائے ہوے جاتا ہی فیروز فیروزہ پوش اپنے مقام سے اُٹھی جاکر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اتفاق سے ادھر سے آنا ہوا کنیزون کو بھی سرفراز فرمایئے افراسیاب کی جمال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی حسین مہ جبین کمسن مالک تخت و تاج ذات سے ان حسینان مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھون مین حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب نظارۂ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے جو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھین مسکراکر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

در کشورے کہ ناز و ادا مے فروختند ‏— مشتاق جان بہ نرخ گیا مے فروختند
داریم شادگی کہ بہ بازار خود بتان ‏— دزدیدہ دل ز ما و بہا مے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر ما بدے ‏— ما را چرا بہ طالع ما مے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان ‏— او را کہ مے خرید کجا مے فروختند

ایمان بحشر مین نہ گرفتم کہ شاک در وست | این اہل اتقا بہ رضامے فروختند
از مفلسی ہبند ہنر بران سر فروش | اسپ ویراق روز وغامے فروختند
شد تشنہ تبسمت از تشنگی فنا ۰۰ | جائے کہ موجِ آبِ بقامے فروختند
از دست شان پریدہ بداست فتادہ اند | آنانکہ صید را بہ ہوامے فروختند
سودا از ان بلاد سعادت نشان منم | کانجا بجائے چُغد ہمامے فروختند

اِن اشعار کو سُنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا ای شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آکر اُترا فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ اِسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حاضر ہوتے تھے اُس روز تو عجب طرحکے معرکے پڑے تمام میلہ درہم وبرہم ہوا رئیس لُٹے اُمرا تباہ ہوے دوکاندار آج تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ سامری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجا ئین مال لُٹا نقد جان بچنا دشوار ہو گیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا ای فیروزہ فیروزہ پوش مابدولت نے تساہل فرمایا سار بان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اتبک مارا مارا پھرتا ہی لوح طلسمی مابدولت نے ایسے مقام پر بھیجدی کہ وہان طائر وہم وخیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ وہ کونسا مقام ہی افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بشکل حیرت مابدولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین تہا ئی عمرو بھی مارا مارا پھر یگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش رُبا نہ پائیگا مین نے اہلیان دربند کو نامے لکھے ہین سامانِ لشکر کشی کرونگا ابکی طلسم کشا کو پکڑکے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی ای شہنشاہ مین نے سُنا ہی جا بجا کُل ہوشربا پر یہ عذر ہوا اول طلسم آئینہ کو کوئی پروتا ہی حمزہ کا ایرج نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک بعد تاورج بن بدیع الزمان جا کر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پا گیا طلسم پر بخوبی دست انداز ہوا اور ایک اخبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہر افراسیابی جہانکا خداوند سکندر بن سامری تھا وہان کوئی جوان پہونچا اسکا قاسم نبیرہ حمزہ نام مرقوم تھا پھر طلسم جمشیدیہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخلہ کیا ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوئے بی مخمور بھی اُس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ لڑین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہو گیا اُسی طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد

غازی تباے خواجہ عمرو نے فکر کی اُن لوگون کو مطیع کیا تا یہ گنبد نور بہو بجا یہ سب حالات حضور کو معلوم
ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا ای فیروزہ سب حالات ما بدولت کو معلوم ہین پرچہ ہاے
اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین ما بدولت بھی کئی مقامات پر جا کر لڑے طلسم ہزار پیچ مین بڑے بڑے
معرکے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین اتنی مدت
سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور مرآت جادو
تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہی جلد خبر منگایئے اتنا مین نے سنا تھا کہ چھوکری ملکہ شیشہ نوش بیٹی
ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہی افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم ہونے پائی تھین کہ دیکھا
ایک جادوگر سیاہ فام کریہ منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہی جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے
ہوے دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پہچانا کہا ای
ظلمات کہان سے آتے ہو اُسنے عرضی ملکہ مرآت جادو کی نکالکر پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا
پڑھ کر بہت بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل
ہوئی افراسیاب جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین جا کر سب انتظام کرونگی
لوح طلسمی چھین لونگی طلسم کشا کی مشکین باندھ کر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا ای
فیروزہ صاف صاف مرقوم ہی کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کر دی ای
فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہی کہ فرزندان حمزہ سب صاحبان جرات ولیاقت مرجع شوکت وہمت ہین
لاکھون مین اکیلے لڑے خداوند لقا کو ملک باختر سے کھدیڑ کے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے
سے نہ آیا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ بھڑوے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ نگوڑا جھوٹ سچ بگھارا
کرتا ہی کسی طرح کا لقا کو اختیار نہین سامری جمشید اُنسے بہت اچھے ہین اُن خداوندون کی خاک مین
جادو مین تاثیر ہی اُنکی زبان پر آٹھ پہر تقدیر تقدیر ہی وہ نگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی
اولاد بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا ہی چھا جاتا ہی کہ بیٹھتا ہی بلکہ سنا ہی شیطان کا کہنا ہو جاتا ہی
قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے
کہا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی
کیا نکالتا ہی اور ای فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہی مگر تمھارا جانا

نہ کریگا ما بدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہین ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ جوان صف شکن تیغزن پہلوان یگانہ یکتائے زمانہ معلوم ہین ایسا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو ابھی جو انجم حصار پہ تلوار چلی ہیبت شمشیر سے اس جوان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی ملکہ بھاگ کر چلی آئین اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہو گئی ہی مرآت نے بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکین گے افراسیاب نے کہا مین ابھی تدبیر کرتا ہون ایسے شخص کو بھیجونگا کہ گردن مہرو توڑ کر مشکین باندھ لائے اسیر ایسے پچاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پہ اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہی فیروزۂ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گائن کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زانو بدل رہا ہی فیروزہ اپنے کو بچاتی ہی لیکن شعلۂ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہین منھ سے نکل رہی ہین دل سے کہتا ہی کہ کیا ہڈیان جل رہی ہین گائن نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوئے افراسیاب کا مچل رہی ہی سازملے ہوئے تانین پڑ رہی ہین

جب تیر نظر تا بہ جگر جائینگے لاکھون	دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھون
عیسیٰ سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا	اِک بات کے کہنے مین تو مر جائینگے لاکھون
وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتل سفاک	گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا	صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھون
بیڑا اک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین	تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھون

یہ جو غزل گائن نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پہ ہوائیان اُڑنے لگین افراسیاب نے منت کرکے کہا اے جانجہان آرام دل مشتاقان

نظم

بھولون تمھین وہ بشر نہین ہون	اتنا بھی بے خبر نہین ہون	اللہ رے فرط کاہش تن
ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون	دکھلائی نہ دون یہ غیر ممکن	کچھ آپ کی مین کمر نہین ہون
بے حال کیے بجائے دونگا	عاشق ہون نامہ بر نہین ہون	دیگا ہی عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین
ہوش برسون سے نہین مین کاتب اعمال مین	طوق ہی آغوش پھیلائے ہمارے واسطے	بڑھ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزان
کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھیے اس نگوڑے سے آج
میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین ڈرتی ہوئی قریب آئی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی
ہین ظلمات جادو وزیر مرأت کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی سفلہ مزاجی دیکھکر حیران
کہ یہ کیسا بادشاہ طلسم ہوشربا ہی مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ مزاجی ایسی چاہیے تھی جب
نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہونچے ہین کہ
اُسکے وصل سے انکار ہی سفلہ مزاجی ظاہر ہی اب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشۂ شراب سے
مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہاتھ تھام لون تخلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ
یکایک صحرا سے گرد اُٹھی آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
اور تعریف سامری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم مگر دور کابے گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے
جوان چورے تیغے حمائل سپرہاے فولادی پشت پر بیچ مین ایک جوان گنیڈے پر سوار آثار کبر و نخوت
چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی بانکپن زیر کوہ آکر گنیڈے سے کودا افراسیاب
کو سلام کیا فوج آکر بھی سلامی لی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور
کا نامہ پہونچا چند کس ساتھ تھے انھین کو ہمراہ لیکے چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی
درپیش ہی افراسیاب نے کہا اے طولاب روئین تن نبیرۂ حمزہ ایرج نوجوان طلسم اسکندری پر چڑھ
آیا ہی ملکہ اُمون نے بوح اُسکو حوالے کردی نہایت جوان زبردست ہی اے طولاب تمکو اسواسطے بلایا
کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھ کر ملکہ مرأت جادو کے حوالے کردو وہ اُسی کا گنہگار ہی
قتل اور غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ شیشہ مخمور نوش شراب محبت ایرج مین چور ہی اے طولاب
تساہل کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا کیجیے زیر کرکے یہان روانہ کرون کیجیے دبوچ کے مار ڈالون
افراسیاب نے اُسی وقت خلعت منگاکر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ
اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور مقدمہ جرأت کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہوگا چیر کے پھینک
دیگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین بھی الگ الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کرکے چلی آؤنگی افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا نشہ مین اُٹھ کھڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوشربا کے چل نکلا یہان طولاب

روئین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس ممکن کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا اے ملکہ عالم آپ کیون تکلیف فرمائیے غلام جا کے فیصلہ کرتا ہے فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آونگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر یہ تو سحر کر کے ایک جانب نکل گئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا علمہاے سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر ران دور کا بہ مرکب عزورین ہر ایک کافر بے ادب کے کہنے سے نقارہ بجا بڑے کروفر سے لشکر طولاب روئین تن چلا نظم

صدا اٹھی وہ نقارے کی خشمناک
صدائے دہل سے زمین ہل گئی

دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک
ہر اک پہلوتن مست و مغرور تھا

کسی سمت قرنائے جنگی بجی
شراب تکبر سے مخمور تھا

بڑے کروفر سے طولاب روئین تن برائے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کر کے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحراے سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اتری داخل بارگاہ ہوئی ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہر چند کہ صاحب تخت و تاج ہے مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر مزاج ایرج نوجوان بیرون بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین ایرج نوجوان ایک ایک کو بخلق و محبت و مروت مقامات پر بٹھلاتے جاتے ہین پلٹنین اس مقام پر اترین رسالے فلان مقام پر فروکش ہون کسی سپاہی کو تکلیف نہ پہونچے مگر ملکہ شیشہ می نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے انیسون جلیسون مصاحبان خاص کو اس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ می نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہے مقامات فوج کے اترنے کی تجویز کر و کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہے ملکہ نے فرمایا اے ملکہ انجم ماہ رخسار تمھارے بغیر صحبت مین دل گھبرایا اور کارگزار موجود ہین انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی حاضر ہوتی ہے یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ تیغہ دودیہ سکندری کے قبضہ پر ہاتھ کمر چست بندھی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف جی مین کہتی ہے اے انجم سپاہی انکا کیونکر نہ ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطرداری دلدہی مین مصروف ہر چند ملازمان جانباز عرض کر رہے ہین حضور جا کر آرام کرین غلام انتظام کرینگے ایرج نہین مانتے

ایک ایک کی مزاج پرسی کر رہے ہین انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا اے شہریار چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہین آپ کی تکلیف سب پر شاق ہے ہر خرد و کلان آپکی خدمتگزاری کا مشتاق ہے ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن دلفریب جسکو دیکھ کر دل ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر تمکین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ مرنوش کے ایرج نامدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہین کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہوگا یہان جو انجم کو تنہا پایا چاہ ذقن دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا دیکھا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین عکس اُسکا عارض انور پر جو پڑا ہے صاف ثابت ہے چشمہ خورشید مین مار سیہ لہرا رہے ہین مردم چشم اپنی آن بان دکھا رہے ہین ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین کرنے لگے وہان بارگاہ مین ملکہ شیشہ مرنوش بیٹھی ہین یکایک آسمان سے دناٹے کی آواز آئی کہ خود بخود زمین تھرائی نعرہ ہوا منم آہن خوار جادو واو ظالم تو نے غضب کیا ہزار ہا بندگان سامری جمشید قتل ہوئے اک نے دیکھا کہ ایک جادوگر قبہ بارگاہ توڑ کر نمایان ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ کی لینا لینا کہکر دوڑین گوے ترنج و نارنج اُس ہیجا پر لگائے اُسنے سب کے سحر دفع کر دیے ایک دہتڑ مارا سب کنیزین منھ کے بھل زمین پر گرین ایڑیان رگڑنے لگین ملکہ شیشہ مرنوش نے چاہا تخت سے اُٹھ کے بھاگون اُس سنگدل نے جہات ندی قریب تخت کے آکر سلسلہ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی گلے مین ملکہ شیشہ مرنوش کے پڑی سر انکا آہن خوار نے تھاما یہ پروردہ مہد ناز و نعم گرفتار زنجیر مصیبت و الم چیخ مار کے بیہوش ہوگئی وہ ہیجا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھ کر عرض کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑ لے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا یہ تو حیران کہ مین کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے چمکی آواز دی او ہیجا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رکا ایک گولہ انجم کو مارا اب اہالیان لشکر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہونے لگی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پر کیے اُس آفتاب آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ پنجہ کھینچکر للکار کر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق کے کڑکی لپٹ کے پنجہ مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا پنجہ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کر کے خرمن ہستی کو جلا دیا ہیجا بدمعاش کو خاک مین ملا دیا اِدھر آہن خوار مرا ملکہ شیشہ مرنوش پنجہ سے

اُسکے چھوٹین انجم ماہ رخسار نے ہاتھون ہاتھ اِس آفتاب حسن وجمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم مین مثل نہ تھا نہ صرف بلکہ اژدر گیسو کشا متعلم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدر آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوے کمر کسے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہین صورت کالی خال کو چہرۂ شب کہنا واجب ولازم شب فراقِ عاشقان بھی اُسکی سیاہی سے نادم بلاے بیردۂ ظلمات ہی ظلمات کی تاریکی بھی اِس تیرہ درون کے چہرے کے آگے مات ہی چنگاریان مُنھ سے نکلتی ہوئین صورت ہیبت ناک سفاک سحر وساحری مین چست وچالاک اِس جلدی مین آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مہ نوش کو گود مین لے کر زمین پر نہ اُسکی نعرہ کرکے ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے مین اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا ہزار ہا ساحر ترنج ونارنج لے کر دوڑے سحر کیے مگر اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جب کا سحر قریب آیا کبھی ہنس دیا وہ ہنسنا اُسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت ہوتا تھا فلاک اُسکی جفاکاری دیکھکر روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر گیسو مین ملکہ انجم وملکہ شیشہ مہ نوش دونون کو باندھ لیا ہزار ہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین سیکڑون جلگئے صدہا بیہوش ہوگئے گرے ایرج تیر وکمان لے کر دوڑے اُسنے آواز دی او طلسم کشا بی مہ نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمھاری بھی فکر کرونگی اب تو صاحب لوح ہو جبین کر لو صبح وشام مین تمھاری تدبیر ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکے نکلگئی لشکر مین غریو برپا ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرادیا شاپور شیردل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اُٹھایا کہا اے شہریار آپ اپنے کو اسقدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہوجائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ اسی مرحلہ کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہو سکی ملکہ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہی کہ آپ کی معشوقہ کو قتل کرسکے فورا لوح ملاحظہ فرمائیے طلسم کشائی مین [illegible] بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ مرآت جادو بھاگ کر گئی اُسنے حاکمان مرحلہ کو خبر کیا ہوگا ایرج نے اُسی وقت لشکر سے کنارہ کیا سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار وخبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے کا قصد نکرنا یہ فرماکر لشکر سے باہر آئے کنارے شہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم دائم سیارا این عجائبات اگرچہ پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی

کے جاناا اگر عرصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کرکے لیگئی فوراً اُسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرماکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا صحرا سے گرد اُڑی دیو مہیب پیدا ہوا ابرچیکا نام لے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑ کر جا پڑا وہ سامنے سے ایرج نوجوان کے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اُسکے تعاقب مین چلنے لگا ہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحب قران صاحب عظم وشان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرائے اندر درۂ کوہ کے جاکر اِس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرادیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ اُس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پہاڑ تھرا کر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا بہار سعد دم ہوا دیکھا سامنے صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مگر روے ملکہ شیشہ می نوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز وشاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائرانِ زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کردیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار و شیشہ می نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار یہ اشعار زبانسے نکلے غزل

اے کہ در چشم بہر صورت تو منظوری بیا — وے بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
ورنما قائم بخود بہتان مہجوری بیا — منکہ سید انجم ترا نوعے کہ مہجوری بیا
من بدل جورِ ترا بہتر ز مہر انگاشتم — گرچہ در ذیل ستم کیشان تو مشہوری بیا
نامۂ وصل ترا خط بر رخت آوردہ است — رفت ایام فراق و وقتِ مہجوری بیا
یک سر مو شوکتِ حسنت نخواہد کم شدن — من گدائے کاسئہ و ردستِ مغفوری بیا
منکہ از خود میروم ہرگز تو مے آئی برون — ای بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا
بے تو گردون روز سودا از شب مہجور ساخت — ای سراپا رشک نورِ شمع کافوری بیا

اِن اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اُٹھا کر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد — سینہ مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی

پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد
اُس لعل لب کے بوسے لیے ہمنے اسقدر
پھر اُس بغیر گل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
آخر ہمین سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوے تو کیا
سب اڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کچھ اُنسے عدو دو گھڑی کے بعد
پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کسطرح

پھر بیٹھنگے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد
کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد
گو دو گھڑی تک اُسنے ندیکھا ادھر تو کیا
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد مین دونون معشوقون کی آہ وزاری اُٹھی صحرا مین رواروی کرتے ہوے جاتے ہین مگر آنکھون کے نیچے تصویر خیالی ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش کی پھر رہی ہی اس پریشانی مین شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد مین اُن گلعذاران سہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ مین چلکر بسر کرین یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر متردد و متوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہی شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ ملکہ شیشہ می نوش پر کیا گذری تمنے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلدی آیئے مین نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ می نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہی وہ شاہزادی سحر بھی نہین جانتی عجب مصیبت مین ہی خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوے مقدمہ ناموس خبر وحشت اثر سنی ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باغ مین جلدی داخل ہوئے انجم عقب مین یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتار لیے اسمین مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اژدر گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو قیامتین برپا کریگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کرین کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا مین تو دیکھ لون بے اختیار ایرج کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤ گی انجم نے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ مین انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا شم اژدر گیسو کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین ایرج کی زبان بند ہاتھ پانؤن مین رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کہ مین ایرج کے چاہا تھا دو دن لے اُڑون کہ ایک مرتبہ آواز آئی ای اژدر گیسو کشا کیا کہنا تونے

طلسم کشا کو لیا خیر خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہین اژدر گیسو کشا نے یون جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرأت جادو نخل کلان سے سحر کر کے اُتری خرامان خرامان آتی ہی اژدر نے جھک کر سلام کیا نہال ہوگئی کہا ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مرأت جادو نے کہا تمام طلسم مین کھلبلی پڑی ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا ملکہ شیشہ مئ نوش و انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژدر نے عرض کی حضور دونون موجود ہین طلسم کشا بھی قبضہ مین آیا سب کو قتل کیجیے مرأت اژدر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات سب دیکھ رہے ہین جیسے ہی طائر نے چہکارا مارا یا تو اژدر گیسو کشا بخلق اور بعجز ملکہ مرأت سے باتین کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مئ نوش بھی بتا رہا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا طائر کو دیکھ کر ہوش اڑے طائر نے آواز دی ای اژدر افسوس کیا اہالیان طلسم کی عقل پر پتھر پڑے دوست دشمن کو نہین پہچانتی دیکھ تیرے پہلو مین کون کھڑا ہی عیار طرار طلسم کشا ہی اژدر بلٹی شاپور نے دیکھا کہنے والا سب کہ چکا اب گرفتار ہو جانا باقی ہی جو کچھ کرنا ہی کر گذر وجیسے ہی اژدر بلٹی شاپور نے کہا ملکہ وہ جاتا ہی سحر کرو یہ بلٹی شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے گردن مین پڑے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مارا یہ بیہوش ہوئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا اشکم پر پڑا اشکم چاک قصہ پاک ایرج اٹھے لوح طلسمی اٹھا کر گلے مین ڈالی باغ تمام آتش بہار ہوا نخل تمام جلنے لگے صداے مہیب بلند ہوئی دیوارین گرین قصر پامال ہوے غبار زرد اُٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر گیسو کشا بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیوارین خام بونی کے ڈھیر دروازہ اینٹ کے پیڑونکا گھنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوے اندر سے اُسکے رونے کی صدا آتی ہی شاپور نے بڑھ کے دروازہ کھولا دیکھا ملکہ شیشہ مئ نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک پر لوٹ رہی ہین جیسے ہی شاہزادہ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت مین سر سے پا تک بلائین لین کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش یہ اشعار آبدار ذوق پڑھنا شروع کیے

نظم

مزے جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
یقین ہی صبح قیامت کو بھی صبوحی کش

مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چن چنکے ہمکو توڑینگے
اُٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

غرض تھی کیا ترے تیرونکی آب پیکان سے
تو گل کبھی نہ تمناے رنگ و بو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم

تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے   سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے گر ذوق   تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے
ملکہ شیشہ می نوش کو بھی فرش خاک سے اٹھایا دیکھا یہ ہمین حیران پریشان مضطر بدحواس
ملکہ انجم ماہ رخسار تو ساحرہ زبردست ہی بادشاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ شیشہ می نوش سحر و ساحری سے
بالکل ناواقف پروردۂ مہد ناز و نعم اُسیر بہ مصیبت و الم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیر دل جلد اپنے
کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ می نوش کے واسطے محافہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جاکر غلام
محافہ لاتا ہی لیکن سامنے ملاحظہ فرمایئے ایک قصر ویران معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین
ایرج اُس قصر کے قریب آئے دیکھا اُسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانہ طلسمی ست غرض قفل
توڑ کر ایرج ناسور نے پھینکدیا اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانانِ شیر دل صاحبان شوکت و لیاقت اُس
زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج نوجوان کو جوانان مقیدان زندان مصیبت نے دیکھا زنجیرین
سنبھالکر اپنے مقام سے اُٹھے واسطے تسلیم کے خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے
روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی کے باقی ہین اِس راہ سے اِس ساحرہ نے قافلے
کا نکلنا بند کر دیا ہم لوگ بخطا قید ہوے سالہا سال گذرے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج
نوجوان کا دل بیقرار ہوگیا بہ تعجیل اول اُن سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اُس قصر مین اسباب ضروری
بھی بیحساب تھا سب سردارون نے نکالا ایک بارگاہ زربفتی برآمد ہوئی اُسی وقت وہ بارگاہ فلک
اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ کرایا
قریب زندان خانۂ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ می نوش
تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدۂ وزارت دلگل سپہ سالاری پر لقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان شاپور شیر دل براے انتظام حاضر لیکن مرآت جادو بعد روانہ کرنے عرضی طرف
افراسیاب کے تخت پر بیٹھی ہی لیکن کچھ کہ رہی ہی دیکھیے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر و مشیر
عرض کر رہے ہین کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائینگے کہ گاوِ زمین بار
نہ سنبھال سکیگی یا کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھکر بیجائیگا آگے اِنکی
کیا حقیقت ہی یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبراتے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم طلسم کشا مرحلہ جات شکست
کرکے قریب زندان خانۂ طلسمی پہونچگیا ہی قیدیان زندانِ مصیبت کو رہا کر لیا اپنی آنکھوں سے غلام

دیکھکر آئے ملازم آپکے شیشہ مرنوش و ملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب صحبت عیش آراستہ ہی انجم منتظم لشکر طلسم کشا ہین مرأت جادو یہ سُنکر گھبرائی اور لاشے بھی ساحران مرحلہ کے آکر پہونچے ایک ہرکارے نے یہ بھی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہی اب مرأت جادو کو تردد ہوا کستی ہی طلسم کشا کو کون جواب دیسکے گا آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا اُنسے کہا صاحبو جو عرضی مین نے خدمت شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین روانہ کی تھی وہان سے کچھ جواب نہین آیا مین سب سردارون کو اپنے لیکر ہوش ربا مین جاؤنگی مصاحبین سب گھبرا گئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے سد راہ ہوگا جانے نہ دیگا بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ سب نیک و بد سے آگاہ کرینگی طلسم ہوش ربا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین ہوتی تھین کہ ظلمات جادو مرأت کا وزیر آکر پہونچا مرأت نے پوچھا ای ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب روئین تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہی حقیقت مین نہایت پہلوان زبردست ہی علاوہ زبردستی کے تیغ و تبر و نیزہ اُسپر تاثیر نہ کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش بھی سُنکے بہت بیقرار ہوئین خود آنے کو تھین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہی کہ وہ بھی کسی کو واسطے خبر کے روانہ کرین مرأت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُٹھی حکم دیا کہ لشکر تیار رہو اٹالہ بارگاہ کا لدا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہی کہ اپنے تئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تھا کہ دیکھا مرأت جادو مع تین لاکھ ساحران خرس پیکر آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر کو اُتارا ساحران قلعہ انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانۂ طلسمی سے رہا کیا انتظام لشکر مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی طولاب روئین تن مع لاکھ سوار کے گینڈے پر سوار مغرور دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے آکر پہونچا مرأت جادو برائے استقبال خود نکل آئی طولاب روئین تن فوراً گینڈے سے کودا مرأت جادو کو دست بستہ مؤدب ہوکر سلام کیا مرأت جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب روئین تن آگے بڑھ کر مقابلہ لشکر ایرج نوجوان مین اُترا مرأت جادو نے بہت کچھ سامان عیش و نشاط واسطے اس مغرور خرس پیکر کے بھیجا بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان روئین تن زرین پوش یعنی آفتاب تابان بجوش

نہیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت وسیارگان کو ہمراہ لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہوکر ورزش کرنے مین مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرأت جادو تخت پر مٹھی ہی مگر نہایت پریشان خیال ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرآت نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبرین لیکر خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا وثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل سرخ تا بدچو روشن چراغ
نگین سعادت بنامم تو باد
ہمہ کار عالم بکامم تو باد

ای شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے ایرج نوجوان نے حکم دیا ای ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین مشہور ہوا کل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ ہوشربا نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کر رہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دین کہین سنان نیزہ کو درست کیا چار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی نقیب فوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر جوانو جوانمرد ہوشیار ہو؛ سلاحون سے اپنے خبردار ہو؛ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صداے اذان بلند ہوئی اِس صدائے فرح افزا سے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجہ پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغہ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر غرور
یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر
ترک روز آخر باین زرین سپر

ایرج نوجوان بصد شوکت وشان پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے ملکہ شیشۂ می نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار انتظام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اِس جاہ وحشم سے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرأت جادو آگے

آگے طولاب روئین تن اوپچی بیٹا ہوا تخت پر ملکہ مرأت جادو گئی لاکھ ساحران غدار حربہ ہاے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرأت ناز کرتے ہوئے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے مرادیہ ہی کہ یارو گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی عیش و راحت دنیا کا بیکار ہی صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی روسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوے کم ظرف آباد ہوے نظم

اک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر ۔ مثل ماہ نو پڑے پھرتے ہین عالی ہمتان
کیا کرون اِسکی طبیعت کے تلون کو مین نقل ۔ کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اُسکی بیان
آن مین اوج حسب کو پہونچے مجہول النسب ۔ خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان
تا کجا کہیے غرض اِس سفلہ پرور کا مزاج ۔ اِک وتیرے پر نہین گاہے چنین گاہے چنان
دور مین اِس روسیہ کے اب بجز بخل و حسد ۔ دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام و نشان
بورہیے پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ ۔ دشمنی معشوق و عاشق مین ہی اتنی درمیان

اِن اشعار عبرت آمیز سے اُن نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیاے ناپایدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش و فرحت چندروزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہی کہ یارو زندگی بحر جہان مین حباب کے مثال ہی ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہی صفون پر سناٹا آگیا قلب مردان عالم کا تھرا گیا طولاب روئین تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے مرأت جادو کے آکر کو دپڑا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مرأت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اِس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہی دیو کو قتل مسلمانان کی کوشش ہی طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری دکھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اُٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی ای فرقہ خداپرستان وای زبروستان وای خیرہ سران جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکے مابدولت سے مقابلہ کرے شعر گران ہر کہ را بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من ست ٭ طولاب روئین تن نے جو مبارز طلبی کی شیر بیشۂ ہماجقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ

ملا نشان سیہ ہے ہوئے جنگ کا نشان ملا شقہ ہائے علمہائے زرنگاری کھلگئے بہت سے پہلوان گھوڑون سے کود ے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھدیا مراد یہ ہی کہ میدان کارزار مین ہم جائین ایرج نوجوان نے فرمایا اے شناوران دریائے محبت وای غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہی کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہان ہوتا ہی وہی جاتا ہی علاوہ ازین عرصہ دراز گذار ہمکو لشکر سے جدا ہوئے چاہتا ہون کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جاکر بزرگون کی قدمبوسی کرون وہان بھی مقابلۂ عظیم پڑا ہی لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہی اُسکے ساتھ بڑے بڑے پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے یہ فرماکر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشئہ می نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ ہوئے حجاب سے ملکہ نے سر جھکالیا لیکن سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچا یاجی مین کہتی تھی اے شیشہ می نوش لیاقت اِس گھرانے پر ختم ہی کیا عزت افزائی فرماتے ہین اور اِس کوہ پیکر کو دیکھکر دل بھی کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپ کا نگہبان ہی مناسب تو یہ تھا کہ اور ملازم جاکر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرمائین مقابلہ مین اِس غول صحرائی کے نہ جائین ایرج نے کہا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ ملکہ نے سر جھکایا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا کرہ بن اشقر نے کنوتیان بدلین یقین ہوا کہ آقا رن چڑھے دہانے کو چبایا دُم سے چنور کرتا ہوا مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہی کیا باد صبا مین کہ دم سیر جہان — یترے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال

یون وہ دو چار قدم خاک اُڑا کر رہجائے — اور پہونچ جائے کہین سے کہین وہ مثل خیال

ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری — ہی اُڑان اُسمین ملک کی تو لشبر کی ہی خصال

جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اُسکا — عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہی اک حال

زیب تن اُسکے جو مہندی کا ہی ہر گل تصویر — پھرتا کاوے مین ہی وہ صورت فانوس خیال

اس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہی یہ ڈر — مزرعۂ سیر فلک ہو نہ مبادا پامال

طولاب رو مین تن اِس دلیر صف شکن کی آمد دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا امر اشجاد و کنتیر

سوار کہہ رہی ہی کہ صاحبزادی کو تخت سلطنت ملا دھگڑے نے بادشاہ کیا بھلا اب انکے برابر کون ہی جب
گھوڑا طرارہ بھر کر ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا خنگل خورشید شال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ
ہوگئی حسن وجمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشۂ می نوش کی بڑی دور پہونچی بڑی
جوہر شناس ہی حقیقت مین شوہر اُسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر
چہرۂ رشک ماہ سیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین تھرتھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان
ایرج نوجوان قریب طولاب روئین تن پہونچنے لگا ورچلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم
مرکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا ای نوجوان اپنی جوانی
پر رحم کر مین رہنے والا طلسم ہوشربا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہی کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر
تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرا دونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ
میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش
دیتا ہوا سینۂ بے کینۂ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپڑ امارا نیزہ ہاتھ سے طولاب روئین تن
کے نکل گیا نیزہ پھر آب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر و غضب مین آکر گرز
پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے چاپڑا ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی ای
پروردگار عالم شعر ہین کہ چہرہ ام از برگ گل نازک بود ؛ پناہ گرز ندارم پناہ تو دارم ؛ یا قاضی الحاجات
مدد ے گرز آکر گرز پر پڑا آتش گرد بلند ہوا طولاب روئین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی
زوم و پست کردم شعر کجا پہلوانان گردن کشان ؛ اگر خاک جوئی نیابی نشان ؛ شاپور شیر دل
نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ پڑا اگر دمین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون
کے قائم ہین سر سے تا ناخن با پسینہ ہاتھ پانون مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج
نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا ای شہریار حریف لاف و گزاف کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا
بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی او بیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم روک
یہ کہکر گرز مارا اُس روسیاہ نے گرز کو گرز پر روکا غبار بلند ہوا طولاب روئین تن اُسمین
چھپ گیا مرات جادو نے غبار کو اشارہ کیا جا کر دیکھ تو طولاب پر کیا گذری غبار دل

گرد مین گیا جا کر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنا بزمین آنکھین بند دل
دردمند غیار نے غل مچایا چنیا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُسنے آنکھ کھولی غیار نے پوچھا ای پہلوان
دوران کیا گذری گھبرا کر طولاب نے کہا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو
بڑھائے غیار نے کہا حضور گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین کود ا تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج
کے گھوڑے کو پی کردن ایرج کی جو نگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوے آتا ہی گھوڑے سے کود پڑے
طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی نکہ چلی طولاب روئین
تن دنگ ہو رہا ہی ایرج نوجوان تعلیم کردہ ہتھ رستم ان ہی لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب افراسیاب
کوہ فیروزہ سے چلا گیا یہ خیال آیا کہ بہن مرأت جادو یہ آجکل مصیبتین ہین ہر چند
شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر لینا ضرور ہی واضح رہے ناظرین ہو کہ حاکم دربند وساحرہ
خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پر سوار ہو کے طرف طلسم اسکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ
ایرج نوجوان وطولاب روئین تن کشتی لڑ رہے ہین مرأت جادو تماشا دیکھنے مین مصروف اِدھر
تخت پر ملکہ شیشہ می نوش دعا مین مشغول انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہی کہ اگر کوئی ایرج
نوجوان پر سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کرون فیروزہ نے جو شیشہ می نوش کو تخت پر دیکھا
کہ ان کے مقابلہ مین تخت پہ بیٹھی ہی جل گئی تاب صبر نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کر کے لشکر طلسم کشا پر
جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا
چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کر کے لڑنے لگی بنت کے ایرج نوجوان نے جو دیکھا لشکر
مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دھوین نے لشکر کو گھیر لیا شاہزادے نے روئین تن
سے ہاتھ اُٹھایا بے اختیار منھ سے نکلگیا کہ او بے حیا تامل کر مین اپنے لشکر کی خبر لون یہ کہکے ایرج نوجوان
نے چھٹا طولاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او نبیرۂ حمزہ کہان جاتا ہی ہاتھ جو اس روئین تن نے
مارا ایرج کا ڈورا ٹوٹا لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کے آئی کشتی مین بہ عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
اُسکے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین پلٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھینون اس بیحیا نے پکار کر آواز دی
ای ملکہ مرأت مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچیے ایرج نے تو اسکے گریبان
مین ہاتھ ڈالا اُسنے نعرہ کر کے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرأت جادو

کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا جھپٹ کے گری لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی لشکر والونکو
آواز دی ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو یہان ایرج نے غصہ مین گریبان طولاب کا تھا بنا ہکا مارا سر اُسکا
زمین سے آشنا ہوا ابقہر و غضب دونون مونڈھے تھام کے لے دوڑا بارھوین قدم پر پہونچکر کوُلے
پر لاد کر مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا گرا کندہ زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ شناخت مین پروردگار
کے کیا کہتا ہی اُسنے کلمہ کچھ سخت کہا ایرج نے ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبایا ایک پانون
کو دونون ہاتھون سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرأت جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب
کو چیر کر پھینک دیا لوح طلسمی تو اُسکے پاس آگئی ہی چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج
دُگھراکر زمین پر گرا مرأت نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھا لو کنیزین بلوہ کر کے
چلین دوسرے ملکہ انجم نے یہ قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہی کلیجہ
پھٹ گیا کنیزون پر آگ ہی برسنے لگی کئی کنیزون کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کر دن کہتی
جاتی ہی ای شہریار غضب ہوا لوح آپ کے قبضے سے نکلگئی پاس مرأت کے پہونچی مین آپ کو گھوڑے
پر سوار کر دون آپ نکل جائیے جو ہم پر گذریگی سمجھ لینگے ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہین دیتے
مرأت جادو و ملکہ انجم ماہ رخسار پر آ پڑی للکارا او نمکحرام کیا کرتی ہی انجم نے پلٹ کر مرأت پر گولہ مارا
آبسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ شیشہ مے نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی
انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہی کبھی چیختی پیٹی اہالیان لشکر کو ترغیب جنگ کرتی ہوئی طرف
فیروزہ کے جاتی ہی جن جادوگرون کے قبضے مین ملکہ شیشہ مے نوش کو کر دیا ہی انپر کئی مرتبہ گری
ملکہ شیشہ مے نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہی ملکہ شیشہ مے نوش پر بلوہ ہوتا ہی جب
شیشہ مے نوش کی طرف جاتی ہی ایرج کو ساحر گھیرتے ہین اس آمد و رفت مین انجم انتہا کی تھکی ہوئی
سر سے خون جاری فیروزہ سے مقابلہ کے لائق نہین ایسے اُسنے دو چار سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوگئی
ہزارون بیہوش ہو کر گرے یہ قیامت شاپور نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہی آقا کے قبضے سے لوح
نکلگئی خیال مین آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کرونگا لوح پر قبضہ کرونگا
یہ سوچ کر عین گرمی جنگ مین قصد ہوا کہ نکلے مرأت جادو کی نگاہ پڑگئی آواز دی خبردار تیغ نجانے
پائے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے پہونچے ہین چہار طرف سے شاپور پر گولے پڑے گھر گیا

نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر مہتر شاپور کو پکڑ لیا اِدھر ایرج بھی سحر سے مرأت کے مرکب سے گرے سلحرون نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے کو اُٹھا لیا شاپور و ایرج کو ایک اڑابے پر ڈالا اب خالی ملکہ انجم ماہ رخسار باقی ہی یہ لڑ رہی ہی کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہی کبھی مرأت کی جانب جھپٹ پڑتی ہی کبھی اُن جادوگرنیون کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین جاہتی ہی شاہزادے کو رہا کرون کبھی یہ خیال مین آیا ہی کہ شاپور کو چھڑا دُن بھاگ کر نکلجاؤن یہ فرزند عمرو ہی رات کو آکر عیاری کریگا بیشک لوح پر بھی قبضہ کر سکتا ہی لیکن وہ ہنگامہ ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا لڑنا بھی مشکل نکلنا بھی دشوار آخر اب کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگی

اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز وقت مدد ہی اے انجم افسوس اشعار

اللہ غمِ بتان مین یک چند
ہاروت کو چاہ مین پھنسایا
حاصل نہوا سوا ندامت
دریا مری چشم سے بہایا
ہر حلقۂ دام آرزو نے
کیا کیا ہمین خاک پر لٹایا
ہم بزمی ماہوشن نے کاہے
گر شوق نے گرد کو پھرایا
کرتے رہے شکر بخت بیدار
سیب خاد برین کھلایا
اُٹھا کوئی نازنین صنم گر
پر سر کو نہ پاؤن سے اُٹھایا
آیا نہ کبھی خیال حج کا
گر اُسنے نماز مین ہنسایا
واعظ کی کہی نہ کوئی مانی

بے فائدہ جان کو کھپایا
سمجھا نہ کہ ہی راہِ خطرناک
کس نجم کو خاکِ مین مارایا
گرداب میرے ڈبونے کو تھا
طوقِ لعنت مجھے پنھایا
گہ ساقیِ سرخ لب کے غم نے
جون بدر سحر تلک جگایا
تھا شور فدا کی جاے لبیک
ساتھ اپنے صنم نے گر سلایا
یہ بے خبری کہ بعد جسکے
سوگند دروغ کھا بٹھایا
گُل پیرہنون کی آرزو نے
تلوا سو بار اگر گھُمایا
افسوس شکست صوم کیسو
کتنا ہی عذاب سے ڈرایا

یہ عشق وہ بد بلا ہی جس نے
دین و دل و عقل کو لٹایا
کی گریہ نے کتنی آب باری
جو قطرہ کہ خاک پہ گرایا
دل گرمیِ شوقِ شعلہ رو نے
خونابۂ دل و جگر پلایا
بتخانے کو رشک کعبہ سمجھے
اُس دشمنِ دین نے گر بلایا
بوسہ جو دیا فتن کا گویا
تھے واجب و فرض اسے بھلایا
کتنی ہی قضا ہوئین نمازین
اکثر خزو پرنیان بیچھایا
نیت ہی تھی توڑ دینگے گویا
یہ شکر کہ اُسنے ساتھ کھایا
ہر چند کہ قول ناصحون کا

کچھ تلخ نہ تھا دلے نہ بھایا
اللہ رے گناہ بیحد
اُسنے تو کچھ آسرا بندھایا

توڑا نہ وفا کے سلسلے کو
وہ ہین کہ شمار کو تھکایا

توبہ ہی پہ زور آزمایا
ہر عام خطاب یا عبادی

انجم ماہ رخسار دعا مین مصروف ہی ساتھ والے صدہا گرفتار ہوئے ہزارہا مارے گئے ایرج و شاپور قبضہ مین ملازمان مرأت جادو کے فیروزہ کے سحر سے بر فیروزی اُٹھ رہے ہین چشم زدن مین اُسنے ہزارون کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ می نوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس زندگی سے یاس انجم ماہ رخسار کو دعائین دے رہی ہی کنیزون کو ترغیب دے رہی ہی کہ ملکہ انجم کا ساتھ دو اُنکا دوہائی دینا کہ واری ہمارا سحر فیروزہ تک نہین پہونچتا حضور ہم مجبور و ناچار ہین جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے لڑ بھڑ کر مر جائینگے یہان تو یہ رنگ ہی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج و شاپور قید ہو چکے ہین انجم ماہ رخسار زخمدار شیشہ می نوش تخت پر بیکار ہاتھ پانوئن بحس و حرکت قریب ہی کہ انجم بھی گرفتار ہو

دو کلمۂ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہین

کوکب قصر جمشیدی مین دلکل زرین پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بران شمشیر زن و زیر اعظم دستور معظم خورشید روشن رائے تمام مشیران سلطنت و زیران ابہت اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ بران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اس لڑائی کا حال تو حضور پر واضح و لائح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جا کر خضران سبز پوش کو ٹوک کے مارا یقین ہی اسد نامدار و خواجہ عمرو تا بہ طلسم صندل پہونچے ہون بہار و باغبان وغیرہ اُنکے تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے سر بران کا سینہ سے لگایا فرمایا ای نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی اُفتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ بران شمشیر زن فوراً اسباب سحر سے درست ہو کر سوار ہوئین شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ہمراہ ہی جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین انیسون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ مین آکر بیٹھین شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین برائے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو اُسکو تیاری کا حکم دیا جائے اتنا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے آنسو پاک کیے بلائین لین کہا کیون حضور نصیب اعدا

مزاج خیر تو ہی فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی شگوفہ نے عرض کی واری دل کو بہلایئے گائنون کو طلب کرون گانا سنیئے آپ کے دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان کی خبر آپ کو بخوبی دریافت ہی مین خبر لائی آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی نیر اقبال اُنکا اوج پر ہی یقین ہی طلسم اسکندری کو فتح کیا ہو یہ سُنکر بران کی آنکھو نسے اشک حسرت جاری ہوے کہا شگوفہ تمھارے دل کو اِن باتون کی کیا خبر ہی خیال تو کرو دم بھر مین فلک کجرفتار گردون غدار گردش دکھاتا ہی صاف دل یہ خبر دے رہا ہی کہ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہی ای مونس وہمدم خیال تو کرو خدا اُنکی جان بچائے صد ہا دشمن ہزارہا رہزن مزاج کی اُنکے یہ کیفیت ہی کہ سیدھے سپاہی ہین جو جس نے کہدیا اُسپر کاربند ہین ہزارون دھوکے اُٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہی اُسوقت دشمنون پر کوئی آفت ہی یا کوئی صدمۂ عظیم ایسا پہونچا ہی کہ جو باعث خرابی ہوا ہی شگوفہ نے عرض کی نہین واری کسکی مجال ہی کہ اُنپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہی کہ کسی آفت مین مبتلا ہین کانون مین صدائے ہا ہو آرہی ہی آنکھون کے اشارے ہین کہ گلچینیِ گلشن جمال کرین اُس سرو قد کو دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہی انجام بد ہی فلک کو ستانے مین عاشق و معشوق کے کد ہی ایسا نہو کہ گھڑی دو گھڑی کی عیش و راحت کے بدلے جان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے ای مونس وہمدم ہماری یہ کیفیت ہی اشعار

تا کارمن دل شدہ باسلسلہ اُفتاد	در بادیۂ قیس عجب زلزلہ اُفتاد	خار رہ تفتیدہ ام و تشنہ لب برق
چشم طلبم کے بہ نمی آبلہ اُفتاد	درعشق تو کثرت کہ بخواری نہ گرفتم	رسوائی ما از نظر غلغلہ اُفتاد
از وسعت ظرفِ دلِ عشاق سپر ...[illegible]	عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ اُفتاد	درویں دو دل و صبر و خرد تفرقہ بود داد
عشق تو پلنگ است میان گلہ اُفتاد	ہر راہ تو رہ روے کہ کبوی تو قدم زد	از آتش عبرت بدلم آبلہ اُفتاد
ہر عضو من از من بجیا تفرقہ گیرد	وقتیکہ میان من و تو فاصلہ اُفتاد	گر دو سخن پیر خرابات نہ گردیم
امروز بگوشم سخن از مسئلہ اُفتاد	سودا ز حرم تا بہ نجف رفتم و دیدیم	دُر در کفِ پایم عوض آبلہ اُفتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ بران شمشیرزن روئی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن ملکہ کو صبر نہین آتا شگوفہ ٹہلانے صحن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی فرمایا کہ ای شگوفہ عوض مین عارض دلدار کے پھول پر نگاہ ڈالو دیکھو آنکھ نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی

اب نہ اشارے ہین نہ کنائے ہین وہ نگاہین ویدہ یار سے رسم وراہ نہین بی سوسن نے منھ چھپا لیا زبان بند خود پسند کیونکر اس سے حال اُس لالہ عذار کا پوچھین یہ مغرور کب صاف صاف بتائیگی ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اس مقام پر کیا کرے مجھے تو ایسے باغ کے نام سے بیر ہی افسوس یہان بھی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تم نے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کیے دیتے ہین رحمت خوردہ ہی
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہی
منزل الفت مین رکھین گر قدم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی

دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی
جسطرح جی چاہے رکھین میرا دل
رستم و سہراب کا کیا گروہ ہی

تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہی
کون سنتا ہی تمھاری ای نسیم

ملکہ بران تو اس حال پر ملال مین شگوفہ سمجھا رہی ہی کہ واری وہان سب طرح خیر و عافیت ہوگی کبھی کہتی ہی ایک ساحر سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ کہتی ہی ای شگوفہ یہ بات میرے دل پر نہین جمتی اسوقت جی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کرون جنگل مین اکیلی کہین نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے راہ بیابان بخدا نہ بتلائینگے صحن باغ مین ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا ہوا ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر بادشاہ خوش تدبیر اُڑا ہوا ہوا پر چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکین پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سُنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب فوراً زمین پر اُتر آیا کہا ای نور نظر بعد تمھارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرأت مین جو گیا تصویر نقد روح قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دیکھی دلکو میرے اُس شاہزادے سے محبت ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پروردہ ہی انکو ٹھہیر اُس شیر کا خیال ہی تصویر اُس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمھارے سنا تھا کہ داخل طلسم اسکندری ہین وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوے اہالیان طلسم اسکندری پست ہوے مین نے جاکر مرأت واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آئینہ ہی یہی باعث معائنہ ہوا عجب حال زار مین اُس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی پاس دشمنون کے پہونچی لشکر پر

تباہی ہی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے ای نور نظر دل نے نمانا ایسا نہو کہ مرأت جادو دشمنون کو قتل کرڈالے ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اُسنے لشکر مین کھلبلی ڈالدی ہی بادشاہ اُنکے لشکر کی ملکہ شیشہ مہ نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین پتھرا گیئن بس میرا جانا واجب و لازم ہی ای نور نظر مین بر سر طلسم اسکندری جاتا ہون اُس نور نگاہ صاحبقران کو بچاتا ہون بران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین بدن میرے جائے نہین ٹہر یگا فیروز فیروزہ پوش ناظم ہوش ربا بڑے زور شور سے گئی ہی اور سحر کرتی ہی اُسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو قید کرلیا پھر اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگیا تو قید کرکے طلسم ہوش رُبا مین لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادۂ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو صاحبقران اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کہ کیون کوکب تم نے ملک ساحران مین ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا جواب دونگا ابھی چندروز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ اگر جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لیگئے لوح طلسم نورافشان بچائی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف لاتے جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی اگر لڑا تھا ہر نوع میرا جانا واجب و لازم ہی یہ کہکر لب نے دستک دی ایک مرکب بادرفتار اُڑتا ہوا سامنے آیا سامنے ملکہ بران کے کوکب روشن ضمیر اس مرکب پر سوار ہوا ہرچند ملکہ بران نے کہا مگر کوکب نے ساتھ لیجانا بران کا گوارا نہ کیا مرکب اُڑکر روانہ ہوگیا بعد جانے کوکب کے بران نے کہا کیون شگوفہ ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ ہوئی جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن اُنکے کس رنج و ملال مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار نہ آئیگا ہرچند کہ والد نامدار تشریف لیگئے اُنکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت ہی مین اُنسے بہتر کیا حفاظت کرونگی ای شگوفہ یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بڑی محبت ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تو نے کیسے بیقرار ہوکر والد نامدار تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کیواسطے بیقرار ہوتا ہی میرا جانا بھی واجبات سے ہی مین الگ سے جاکر تماشاے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والد نامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بران نے کہا اب جانے مین کچھ برائی نہین کہدونگی حضور کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی ای شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہی کہ ایک

نظر جا کر شاہزادے کو دیکھا اون دل بیقرار ہے کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے آنکھین مین جلن ہے یاد زلف عنبرین مین الجھن ہے اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو ۔ یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
دیکھین غم درونہ پہ کب تک نظر نہو ۔ سیر اشکگان سینہ ترا چاک در نہو
اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو ۔ ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون ۔ گر وہم جان نثاری پیغامبر نہو
معشوق و مے سے زاہد مفلس کو باک ہے ۔ قطع تعلقات کس امید پر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا ۔ جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر ۔ ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ ۔ مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا ہے تجھکو گرمی بازار عشق کا ۔ اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق ۔ ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
حزن و ملال مین ہے دل آزردگی کا وہم ۔ کیسی بری بنے جو گلہ بے اثر نہو
ہے آرزو سے مرگ کی بے التفاتیان ۔ جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے ۔ طول امل سے قصہ مرا مختصر نہو
ہین جان نثار کہیے تو مر جائین ہم ابھی ۔ یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجیے شوق سے پھر بزم خاص مین ۔ اتنا تو ہو کہ خاک مری دربدر نہو
مومن ہوا رقیب خدا اے صنم پرست ۔ ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور کیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین برائے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جا کر دیکھ آئیے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش ربا مین پہونچ چکی ہے ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہمناک جادوگنی جا کر مری شاید میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی اب بھی اگر اسکو خبر معلوم ہوجائیگی تو ضرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کر کے

ملکہ بران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہوکر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئیمین لیکن کوکب روشنضمیر بہ تعجیل تمام برائے مدد ایرج نوجوان جاتے ہین افراسیاب جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ مین شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص وانیسان باخلاص صحبت آرا تھی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہین شمیم سحر سے بلند ہوئی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور بالا بالا تشریف لیے جائینگے کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہوگیا کہا ای شمیم ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہوا سے اُتر آیا شمیم نے تخت آراستہ کیا اُسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار ورقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ پھولا ہوا بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی خبر ملی تھی کہ نبیرہ حمزہ نے شاید لوح طلسمی بھی پائی اب مرحلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال نہین دریافت ہوا ارادہ ہی باغ سیب سے جاکر ایک ساحر معتبر کو روانہ کرون باغیون کا حال دریافت کرکے سزائے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر مین ہی افراسیاب نے کہا ای شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ کرتا ہی حیرت کی صورت پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہی یقین ہی صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان مہر رخ وبہار کی بھی تدبیر ہورہی ہی جسدن قصد کرونگا اُسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے اُنکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب نے جسدن سے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہوگئی اول تدبیر طلسم نورافشان مناسب ہی مین خود جاکر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت ولیاقت ظاہر کر رہا ہی کہ دیکھا آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی اُسمین چشمک زنی بڑے زور شور سے کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست جاتا ہی افراسیاب نے ایک سنگریزہ اُٹھا کے طرف اُس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہی وہ سنگریزہ جاکر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر

مرکب بادرفتار پہ سوار تاج زرین برسر قبائے قلمکار زیب جسم انور سلاح حرب وضرب سے آراستہ زرین
چھپا ہوا جاتا ہی کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بحیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہی
بے سبب روکتا ہی افراسیاب تیغہ پکڑ کر اٹھا اٹھتے اٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہ ہائے آتش نے چہار جانب
سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی جا ہا اُڑ کر نکلجاؤن
اُسوقت اِس سے نہ اُلجھون لیکن افراسیاب جادو کب مانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُٹھی جوش
وخروش مین کوکب کو آتے دیکھا جا پڑا آپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلوارین
گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ ثابت ہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ ناری کھڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اول شمیم
جادو نے کھڑے ہو کر دو چار سحر کیے کوکب روشنضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا
آئی دماغ مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی مثل بو غائب ہو جاؤگی ہوا اُڑ ایجائیگی لیکن کب
مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب
کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان
شمیم جھوم کر پکار اٹھین ہنم ملازم شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہین سے بہن کو قتل کیا مان نے بیٹی
کو مارا چند نے ملکہ بی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی اُن سبھون کا آپسمین لڑ بھڑ کے کام تمام
ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پر چلا کوکب نے بھی نیمچہ برق مثال کھینچا آپسمین دو گھڑی
تلوار چلی پردازمین نئے شعبدے پیدا ہوئے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر
نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہو گئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے
ہوئے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا
سر ٹکرا کر مر گئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پر برج
آتشین گرا اُسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلہ جوالہ بنکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے
آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوئین
کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ
شیر فرزانہ فقط جی دار ہے ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر و ساحری مین کوکب سے
زیادہ فوج لشکر مین بحساب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ

لیا کہ آج جان دینگے تیغہ برق شال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروسی مرگ دکھلائی دیا آستینین چاک کرکے بازو کا بگہ دکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے مزہ لڑائی کا نہ ملا جی چاہتا ہی دل کھول کے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی بگہ بازو کا دکھلایا دونون بموجب قاعدۂ قدیم بیہوش ہوے افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش کوکب کو سوار زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پہ سناٹا ہوے انسان نہین آتی عجب فلک نے انقلاب دکھلایا کوکب براے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ دریپش ہوا وہان وقت اختتام ہی ملازمان مرات نے ایرج وشاپور کو گرفتار کر لیا ہی فیروزہ فیروزہ پوش بصد جوش وخروش سحر کرنے مین مصروف یہان سواے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہی جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے لڑی کبھی مرات پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرات سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص ریح مین آپڑین ہزار ہا کا کھیت ہوا ملکہ شیشہ می نوش تخت پر گرد کنیزان ناسور وہ سب ملکہ ماکہ کو بچاتی ہین مگر شور گریہ وزاری بلند اہالیان لشکر ایرج در وسند پڑا لوٹ رہا ہی ہزارہا بھاگ کر نکل گئے ہزار ہا آمادۂ مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت مآل اپنے اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہو گیا پکار اٹھے شعر شاہا کریمی ورحیمی وغفور دست ماگیر کہ درماندۂ وبے بال و پریم ❊ ایرج کی بیقراری ملکہ شیشہ می نوش کی اشکباری قریب ہی کہ انجم ماہ رخسار بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پہ لکہ ابر کلنار بصد وقار ظاہر ہوا اس ابر سے برق کی چشمک زنی قریب آکر ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن سمجھی ہوئین کہ والد نامدار نے جا کر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین دور سے تماشا دیکھکے چلی آؤنگی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر تباہ ہے بلا دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش نے آگ لگا دی ہی مرات جادو کا سحر سب پہ آئینہ ہی اب ملکہ بران گھبرا گئین کہ نہین معلوم والد نامدار پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادوگرنیون مین مجبور و ناچار دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قلب بھرا گیا وہین سے نعرہ کیا او مرات جادو نعرۂ بران شمشیر زن نظم

صنم دختر کوکب ذی وقار | صنم صف شکن ذی حشم نامدار
لقب گشت بران شمشیر زن | شال ہوا زد بت شکن

مرات جادو کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین فیروزہ کی رنگت زرد ہاتھ پانون سرد بران نے گرتے گرتے سحر کیا سب سے پیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب

اب برائے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہ او دختر کوکب اب حوصلہ تیرا بڑھگیا آج سوت لیکہ آئی ہی کہان بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت ہی کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر پڑھ پڑھکے کیے بران دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ نبکر چمکین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضو سے اُسنے صدہا کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا سمجھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑجائینگے طائر ملکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ سمجھی وہی حال بران کا بھی ہوا ہوگا نیمچہ کھینچکے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے نیمچۂ ہلالی نیام انتقام سے نکالا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چکی تھی وار کیا بران نے سپر پہ وار کو رد کیا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار ہمارا بھی رد کو سمجھ نہ پھیرو آنکھین لڑی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرأت مین فرق نہ آئے یہ کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ نیمچۂ ہلالی کا مارا فیروزہ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیمچۂ ہلالی کب رُکتا ہی قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہوکر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج ندارد اب ملکہ بران طرف مرأت جادو کے چلین مرأت نے جو بران کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب ایرج و شاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے فرمایا ای برادر رو دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی ای برادر دل چاہتا ہی اُٹھکر پلکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھاؤن اِس محبوب جانی یار جادو دانی کے آنے کو دیکھو کیا کار نمایان کیا ہم ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھون کا مژگان سے کام لیتے ہین
ہوے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
قدم سب آنکے وقتِ خرام لیتے ہین

شب وصال کے روز فراق مین کیا کیا — نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد — تو پھر وہ دم بھی نہین زیر دام لیتے ہین
جھکائے ہی سر تسلیم ماہ نو پھر وہ — غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال — جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
ہم اُنکے زور کے قائل نہین ہین وہ شہ روز — جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہی اُنکا — وہ ہول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین
ہمارے ہاتھ سے ای ذوق وقت مے نوشی — ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر مسکرائین شاپور کو اشارہ کیا نگوڑے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہدے کہ چونچ اپنی بند رکھین ایسا نہو کہ اِن باتون سے کوئی آگاہ ہوجائے تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ مرات پر جا پڑون بیچ مین فوجین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرات کی ایک کنیز غبار جادو ہی مین اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اُسنے اشارے سے غبار کو قریب بُلایا کہا ہم بھی خاکسار ہین مجبور و ناچار ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہی وہ لیلو ہم اب کاہیکو رہائی پائینگے چیز ہمارا تحفہ تمھارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمھاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا میرے قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کے چند انگوٹھیان سونے کی نگ اُنپر یاقوت احمر کے جڑے ہوے بی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی ایسی بہت ہین یہ کہکے پھر کمر مین ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا لو بی غبار اسکو کھولو دیکھو اِسکے اندر کیا نعمت ہی غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایک دفعہ انگوٹھیان پا چکی ہی ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہوگئی جلدی سے کھولی بیہوشی اُڑکر دماغ پر پڑی لہرا کے گری شاپور نے خنجر مارا غبار مر کر گری خاک اُڑی شاپور کود کر بھاگا ایرج نوجوان اِس حرکت پر شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا مرات کھڑی ہوئی ملکہ بران پر سحر کر رہی ہی قریب آ کہ ایرج تمھارا شاپور چھپا جو کیا معرکہ ہو دیکھا ۔ اسنے سے غبار

جادو دوڑی ہوئی آئی ہی مرأت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہی عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی کوئی اُسکے سمنہ پر چڑھ نہین سکتا ہزارہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی سحر سے اُسکے زمین تھراتی ہی امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکالیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون مرأت جادو جانتی ہی کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ کی سب طرح ہم سے صاف ہی صاحب انصاف ہی لوح نکالکر کہا ای غبار جادو وای ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہی دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہی سحر کرنے کا اُسکے اختر مروارید بڑے بڑونکی آبرو ستاتا ہی ای حضور مین نے سُنا ہی کہ اُسنے دریاے خون روان خشک کیا پل بریدان توڑا شہنشاہ ہوشربا سے کچھ نہوسکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جھوٹ کے
چھوٹے تو ٹھیتے ہی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے
یہ قید مار ڈالیگی دم گھونٹ گھونٹ کے
کیونکر حباب ہوسکے دریاے بیکران
دریا سے جبتلک نہ ملے لوٹ لوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہی ہزار تدبیرون سے خاک مین ملا دونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائینگی دیکھیے وہ غول کے غول اُسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین بی فیروزہ پوش بھی سمنہ نہین چڑھتی مقابلہ کو نہین بڑھتی مشہور ہی کہ حاکم دربند ہین لیکن مغرور خود پسند مرأت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی مرأت جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا ای واری یہ غبار جادو کہان سے آئی ابھی ابھی عیار نے دم دے کے اُسکو خاک مین ملا یا یہ بھی کوئی مکار غدار ہی اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہی اس نگوڑے مونڈی کاٹے کو پکڑ لیجے سزاے کامل دیجیے مرأت نے چاہا لوح ندون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی مرأت ارے لیکے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہی سمند جادو گھوڑے پر سوار عہدہ داری مین رسالہ دار مرأت کا ہی گھوڑا بڑھا کر دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کود اچاہا سحر کر کے شاپور کو پکڑون شاپور نے لوح چمکا دی ارے کہکے اُسنے سمنہ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تواضع کیا شکم کو توڑ کر پار گذرا سمند جادو نے گویا سکندری

کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا سمند پر شہسوار اجل نے سواری گانٹھی خوب پٹری جمی اساری بدلگامی بھولے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بھونری نے اپنی تاثیر دکھائی یا شاید شب کور و کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ آ وازائی کشتی مرا نام من سمند جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اُس اندھیرے مین شاپور جست وخیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہر یار یہ لوح حاضر ہی لیجیے دوڑ کے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی قید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا یا شیدا ای کفاران بیحیا وای نابکاران پُردغا نعرۂ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم وآفاق گیر
ہزبر دمان و ہزبر دازہا
جری صف شکن شیر دشت وغا
سنم فارس عرصہ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار

قبضۂ تیغہ دو دمہ سکندری پر ہاتھ ڈالا صفین درہم وبرہم ہوئین نگاہ اُٹھا کر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرأت وشوکت لڑتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ پڑا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پہ کھڑی سحر کر رہی ہی فوج فرار پہ قرار کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑایا ہی مگر فیروزہ پیچھا نہین چھوڑتی ہی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اُسکے دفع کیے مسکرا کر فرماتی ہین رباعی

ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک
جبتک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک
دنیا ہی بُری بلا ارے کیسا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا
ای فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طے کرو گی تھک کر

اول منزل تک نہ پہونچو گی پیل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایک دفعہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تمکو گھیرا ہی یہ کہکہ ملکہ بران نے پنجہ نیام انتقام سے پھر کھینچا اُدھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ پوش نے بڑھکر چاہا کہ مقابلہ کرون چارسو جادوگرنیان خیر خواہ نمکخوار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چکی تھی بیہوش ہو گئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لے بھاگین طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئین بران شمشیر زن نے چاہا کہ پیچھا کرون بچانے دن جمال بمثال ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ نہنگانہ بلنگانہ دریاے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی زبان تیر وکلہ عمود سے صداے تحسین وآفرین بلند ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزمرا د

میدید ومیگفت آفرین صد آفرین :: علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہوگئے ہین نشان غم والم یہ ہی کہ بال بھی
سر کے کھولدیے ہین نقارے سر پٹینے لگے جھانجھ غم وغصہ کی جھابجھہ مین کف افسوس مل رہے ہین خنجرون
کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون سے دم پر بنی سنان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہی
افسران لشکر بدحواس عالم یاس حیران وپریشان شل چوب نیزہ لرزان وترسان ایک جانب سے
نعرۂ ابرج کی صدا بلند ہی ایک سمت سے ملکہ بران شمشیر زن شل شیر غضبناک اخز مردار ید ہاتھ مین
جوہر جرأت بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اب مین لڑ بھڑ کے نکل جاؤن کہ فیروزہ
فیروزہ پوش زخمی ہوکر طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوگئی مرأت جادو چونکہ بادشاہ طلسم ہی
اُسپر سب حال آئینہ ہی تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین اہالیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے
ہین ومبادم جماؤ بڑھتا جاتا ہی ایسے خیال سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا نہو بعد
میرے چلے جانے کے یہ ساحران غدار دام سحر بچھائین یا مکر وحیلہ کرکے لوح چھین لین یہ تو
سیدھے سپاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران
سحر کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار ہی جو اسطرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم
ہوا کہ شاپور شیر دل قریب ملکہ کے آیا جھک کے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام نہ دیا منھ پھیر کر فرمایا
ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہی کہ رنڈیان بلاتے ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور
شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہوا ور رنڈیان بلانا
کیا چیز ہی جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرأت کا سب کو عزیز ہی آنے والے خود چلے
آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا محبت مین تمھارے آقا
کی جان دینے پر آمادہ ہین بی شیشہ می نوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے
کسی کی کیا حقیقت ہی شاپور نے کہا حضور انہی اپنی لیاقت ہی لیکن اشارے مین شاپور نے
ملکہ سے کہا برائے خدا شاہزادے نے کہا ہی جانیکا قصد نہ کرنا انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا
شریک کیا چاہتا ہی لڑائی فتح ہونے کے بعد جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام
آباد کرنا ہی دو شبانہ یہان تشریف رکھیے شاپور نے جرأت کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق
نے ایسے صدمات شب فراق اُٹھائے ہین کہ نام شب سنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک

روان ہوے ماہ تابان پرستارے عیان ہوے مُنھ پھیر کر آنکھون سے آنسو پاک کر کے فرمایا اے
شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایک بڑا خیال ہے کہ والد نامدار مجھسے پیشتر چلے تھے
مین تا عرصہ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن آخر اسی بات کو دل ترددِ
منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہے اگر والد نامدار لڑائی مین مصروف ہین الگ
سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلائینگے یہان اگر قیامت برپا دیکھی کہ انکو قید بھی کر لیا فیروزہ
نے اپنا رنگ جمایا ہے خدا کا شکر ہے کہ صبح ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہے شاپور ملکہ سے باتین کر رہا
تھا کہ سامنے سے لڑتی ہوئی مرآت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے کہ ہے
سب ساحر نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار
کر لین ملکہ نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا اختر مروارید اُس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا
پنجۂ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا غصہ مین ابرو ہلے تیغے چلے ساحر اشارون سے ابروے خمدار
کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے تیغہ کھینچکر خود گلے پر رکھ لیا ابر فوج مین بجلی تڑپنے لگی
صد ہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپرین ملکہ اٹھین گھنگھور گھٹا چھا گئی
ساون بھادون کی بدلی یاد آگئی لیکن مرآت جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہے
کہ بارو جان دیگر دختر کوکب کو گرفتار کر لو بدلے مین اسکے سپرین زر و جواہر سے بھر لو چہار
جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب
آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر بڑھا
کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا
کوئی سمہکر چلا یا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہے جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جوہر جرأت دکھائی
لیکن منھ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بیدم ہوا گرفتار دام رنج و الم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادہ
ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو بلوہ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا
وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

بلک ایرج آن آفتاب منیر | که صاحبقرانم و آفاق گیر | سر بردمان و نبرد آزما
جری بت شکن شیر دشت دغا | منم فارس عرصۂ کارزار | گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اِس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے اکثر صفون کو درہم وبرہم کیا بلوۂ ساحرانِ غدار کا کم کیا مرأت جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستمانہ کرتے دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرأت مین بے مثل وبے نظیر ہی فصاحت وبلاغت مین جادو وتقریر سحر جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لائے دولت دنیا سے بے نیاز کرونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھردونگی اور نگ پلیتن ایک پہلوان عفریت مثال دیوخصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش جرأت مین قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا مرأت نے جوزر وجواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھاکے سامنے مرأت کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جاکے نبیرۂ حمزہ کو ٹھوکون کان پکڑکر سامنے حضور کے لاؤن مرأت نے اشارہ کیا ای جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اُس سے دوچند کرونگی اور نگ گینڈے کو بڑھاکر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اِس مقام پر سحر سے ساحرون کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرأت نے ساحرون کو اشارہ کیا اور نگ پلیتن کی مدد کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا دو ہٹو ہٹو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا نگاہ ملکہ بران شمشیر زن کی پڑی ایک فیل مست کو مقابلہ مین اُس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب ہوگئی لڑتی ہوتی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اِس لڑائی مین زخم بھی بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادۂ ایرج کے جاری ہوے

اشعار

جب اِس چمن مین چھوڑکے ہم آشیان چلے ۔۔۔ اِک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے
کیا لیلیا تھا ہم نے الجھتا جو کوئی خار ۔۔۔ جون گل ہم اُسکے باغ سے دامن فشان چلے
ہر بات مین ہی ایسی کتربیونت اُسکو یاد ۔۔۔ مقراض کی زبان سے ہی جسکی زبان چلے
غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر ۔۔۔ کر خوف ایسے تیر سے جو بےکمان چلے
جانے کو اپنے گھر سے کیے تھا تو اور ہم ۔۔۔ دنیا سے تیرے جوڑکے ہاتھ ای میان چلے
سینہ مفارقت سے ہو رفتگان کے داغ ۔۔۔ آتش فشان رہے ہی کہ جب کاروان چلے
راہِ عدم بھی زور ہی سودا کہ جسکے بیچ ۔۔۔ جسطرح پیر جاے ہی وہین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاپور شیر دل قریب تھا اسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہوکر پڑھے نظم

عافیت را نیست چون اندیشۂ درمان ما
داغ رسوائی سنہ بیہودہ غم بر جان ما

در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش
زآتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان
نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما

کے گیاہ خرمی روید کہ در ہنگام کشت
ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما

مشکلے کردی ز ما اسلام در محشر قبول
گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمان ما

کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت
بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما

ریختم مخفی زبس خون آبدیدہ در چمن
امتیازے نیست در خسار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریاں بھر گیئں لیکن فوج ساحران کا اسقدر ریلا ہی کہ سانس لینا دشوار ہی ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکاتے ہوئے لڑائی مین مصروف تھے کہ اورنگ نے آتے ہی تیغہ کا وار کیا وہ سوسن کا تیغہ بڑے قد کا جوان بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائین مانگنے لگی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقرانی کو بچا ئے سر اٹھا کے دیکھا اور تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پہ گانٹھا جھنجھناٹے کی صدا بلند ہوئی وار کو اسکے تلوار پر روک لیا الجھاوے سے ہاتھ لگا لکر خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا سے کہتا ہی ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکرین کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونون ٹاپین مستک پر گیند کے رکھدین ایرج نے نعرہ کرکے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کا ٹکر کاسۂ سر کو تراشا ذرا سا فرق ہوا اس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اٹھا ای شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرات عضب مین سحر کرکے قریب انجم کے آئی غنچۂ سحر مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرات نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے بیقرار ہوکر آواز دی ای شہریار لونڈی نثار ہوتی ہی ایرج کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا او مرات خبردار اگر ایک موے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرونگا مرات نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا

کئی گولے مارے کچھ نہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرأت کے دلپر غبار غم والم چھایا سپر سحر کو گھبرا کر اٹھایا یہ طلسم کشا جرأت مین یکتا موج طلسمی گلے مین سب سحر اُسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرأت نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے کود کر اسکو پکڑ لون مرأت جادو تڑپ کر بلند ہوئی آواز دی ای ساحران غدار و ای شیران نابکار چلے آؤ مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جماؤ کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑونگی ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پر آئینہ ہوا کہ مرأت نے شکست فاش کھائی جنگ سے ہاتھ اٹھایا فرار پر قرار کیا آگے مرأت عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر مگر خستہ زخمدار گھربار چھوٹا لیکن قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرأت کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو رہ گئے وہ امان کے طالب ہوئے چادرین ہلائین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ می نوش کے عقب مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صدای فریاد فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرأت جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان جائیگی غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جاویگا ایرج نوجوان رُکے قریب ملکہ بُران کے آئے اشارہ کیا ای ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لختے خون کے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلودہ زرہ وغیرہ کو پاک کرکے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہی ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک بارگاہ الگ بطور تخلیہ استادہ کرواسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہی کہ آج دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسۂ فرحت وعیش مہیا کرنا واجب ولازم ہی فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا اُنھون نے الگ جاکر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی اِدھر ملکہ شیشہ می نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو یہان کے رہنے بخوبی ماہر ہین ہر طرح کے حال ظاہر ہین شیر وزیر حاضر ہوے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمائیے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ رہے ہین ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لمحہ بھر ٹھہرو فرحت تازہ سرو

بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو بعدہ تشریف لیجانے کا اختیار ہی عاشق جانیاز مجبور و ناچار ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دو دن کہ سیاح بیابان خضر اجہرگشتی افروز چرخ نیلی پہ سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز کار عشق بازان ؛ شب آمد راز دار عشق بازان ؛ فوجین اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین اُس مقام پر سناٹا آفتاب و مہتاب اکیجا ایرج نوجوان نے دامن ملکہ برلن کا تھا مکر فرمایا ای ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پاکو توتیاے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جلسۂ تخلیۂ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا کجرفتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہی تن بدن مین — گویا کہ مشک نافے صد ہا ہین پیرہن مین
شہر تتار مین ہون یا سرحد ختن مین — الجھا ہی دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اُگتی ہی جاے سبزہ کنگھی سر چمن مین

اک آگ سی لگیگی رندون کے تن بدن مین — اُتریگا نشہ مے کا جوش غم و محن مین
ہوگی پیاس غالب ساقی کے انجمن مین — لٹکینگے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین

صحرا مین اسکو وحشت اُسکو جنون وطن مین — معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
دونون غرض ہین یکسان الفت کی انجمن مین — شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہی تیرا ہر ایک پر برابر — دیتا ہی بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر
قائل ہین ہم تو اِس جا اللہ رے مقدر — حاصل کیا ہی تیرے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازو سے برہمن مین

دلکو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے — پھیلایا جال اُلٹا تقریر مین گلون سے

چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے
آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در ہین سارے یا چرخ پر ہین تارے
شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر تو قدرت کے کر نظارے
ایک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہی برپا
نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اِس بزم کا تماشا
دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین

فرقت مین سیج ہی اپنا آنکھون پہ کیا رجا را
اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھینگے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا
میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیور بھی ہین بلا کے
مردم پسے ہوے ہین چشمان سُرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اِس غمزہ و ادا کے
چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے
تعلیم ہونے آیا فتنہ فریب فن مین

دیوانہ وار باتین خاک اُنکی مجھکو بھائین
وحشت کی چال مجھکو کیون دور سے چلائین
جنگل مین کیون ہین پھرتے کوچے مین تیرے آئین
چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین
چیتے ہین کیا تکلف کیا شاخ ہی ہرن مین

لے نقد دل ہزارون سَودا شوق سے کھا کر
لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہیکو بیٹھ گھر مین بیکار کیون حیا کر
بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کُھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلپر یہ رعب چھایا
پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا
آنکھونکے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خالِ سیہ ہی طرار اِس سارقی کے فن مین

ہردم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی
کیا اے عزیز تجھکو بتلاؤن کیا سبب ہی
ساماں جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی
اترا ہوا ہی یوسف جہالسرات تن مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی
کیا بات در حقیقت ان منکسر دلون کی
لذت ہی بسملون کی فرحت ہی محفلون کی
معمورہ حلاوت وادی ہی واصلون کی
شکر بھرے ہوے ہی مور و مگس دہن مین

پہلے تو لعل لب سے غصے جتائے اُسنے
شرماکے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اُسنے
الغین کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بنائے اُسنے
بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھائے اُسنے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہی طبع عالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی
دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاؤ بالی
صحرا کو بھی بنایا بغض و حسد سے خالی
سا کھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

قتل عدو کی تجھے گر منظور ہو تو آتش
دنیا مین بیتیگی کا دستور ہو تو آتش
فکر مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
کوئی نہین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ ابھو را دست غسال و گورکن مین

گلعذاران سہی قد و ماہ رخساران خورشید خد اس جلسہ مہجوران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصاحب دیدہ کو بصد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سوائے شاپور کے کسکی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہر چند کہ مقام تنہانہ کوئی در انداز نہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر بد حواس جان کا خوف ہزار ہا طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر سر دو متحیر شاپور نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم براے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تر دو منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک سے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے تھے منھ کھولکے

رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا ای شہریار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث خرابی کا ہی ایسا نہو والدنا مادر مرات واقعہ مین دیکھ لین تمام کیفیت آئینہ ہو جائیگی پھر زمین تھرائیگی آسمان سے آواز الامان آئے گی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا بزرگون سے ملال کریگا ایرج نے کہا ای ملکہ عالم تمنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمھارے ملال کے خیال سے خاموش ہو رہے ورنہ طلسم نور افشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین اگر درہم و برہم نہ کردین تو نام اپنا غلام صاحبقران نہ رکھین مجبور ہین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بہ عنایت رب اکبر جا کر نہ فتح کرین تو تلوار باندھنا چھوڑ دین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر فرمایا ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پر احسان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین ہوئین شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہی سوانگ بہت ان باتون کو جانے دیجیے گھڑی دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کج رفتار گردون غدار ہر وقت در پے آزار ہی سلطنت و فقیری دونون بیکار ہی پس جو ساعت عیش سے گذر جاے انسان اُسکو غنیمت جانے نہین معلوم صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمھاری خوشی اب انکو کیا ضرورت ہی دو دو معشوقین ہمراہ لشکر ظفر اثر دونون شاہزادیان بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش گلعذار بی انجم آج ایسی لڑین طبقے زمین کے ہلا دیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ خراب نے نہ مانا دوڑی آئی اس آنے کا یہ مزہ اُٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمے دل سے نہ اُٹھینگے کچھ کھا کر مر جائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین ہمین زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے آنے سے روح بیچین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلا دے قبر سے دھوان نکلے یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہو کر سر قدمون پر رکھدیا کہا ای ملکہ عالم

ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو	فریاد بے لحاظ سے ترکِ ادب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر	یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
اے دل ستمگرون کی محبت سے درگذر	وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہو

جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن
جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو

مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجھے پسند
سیرادہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو

ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رُخ کا زلف سے
ایسا بھی کوئی دن ہی کہ جسدن کی شب نہو

اچھی نہین ہی یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ
کچھ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہو

یہ بھی دستور ہی کہ اگر معشوق عذر کرتا ہی عاشق کے واسطے فوز عظیم ہی یہ بھی ایک رسم قدیم ہی بے اختیار ملکہ بران نے فرمایا اے شہریار مثل آپ کے ہم بھی مجبور و ناچار ہین ظاہر مین صاحب اختیار ہین والدنامدار کمک پہ چلے تھے کہ ہم طلسم اسکندریہ پر برائے مدد شاہزادہ والا قدر جاتے ہین نہین معلوم بیچ مین کسی ملک مین ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روکا لمحہ لمحہ یہی خیال ہی کہ ایسا نہو ہماری حضوری مین وہ آجائین ابھی تو قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہی کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والدنامدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرائت و توقیر انکا لقب کوکب روشنضمیر مشرق مین بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہین انکے کمال کا حال سُنکر ستارہ شناسون کے قلب تھراتے ہین نہین معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردون غدار نے ہمکو اس دام عشق مصیبت خیز و آفت انگیز مین پھنسایا اس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہی کیونکہ جان بچائین گلشن محبت مین بالکل بے بال و پر نظم

ہمیشہ تنکے چنے مین نے ہین وہ بلبل ہون
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا

ہمیشہ آفت صرصر ہمین پہ آیا کی
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہان بسر کرین آپ کو اپنی جرائت کا خیال ہمین اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون مخفی

گرو جانان غم عشقت برگ و ریشۂ ما
برق عشقت بجہد از شرر تیشۂ ما

ہر کجا بزم طرب ناک شود گرم بود
اشک ما بادۂ ما دیدۂ ما شیشۂ ما

بے ستون را اثر نالۂ ما بگداز د
شعلۂ طور بود برق دم تیشۂ ما

ما کجا و دل شاد و اثر نشۂ کجا
خون شود بادہ ز غم ذکر جگر شیشۂ ما

ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصد شکار
شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما

فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن
وائے گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما

مخفیا دل بجفا دہ کہ نیاید ہرگز	بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما

اِن اشعار آبدار کو سنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہوگئے رو دیا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق نہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ اُنکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکل جائے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جائے آب نصیحت سے اِس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچ کر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بران کے گرد پھرا اور عرض کی اے گرفتاران دام مصیبت واے مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھکر اِس خیر خواہ کو سکتا ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمایئے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اِس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقاے نامدار کو بھی پلایئے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہی کمر سے گذرا جاتی ہی ملکہ نے جام ہاتھ مین لیا گا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکراکر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اُٹھاکر پی لے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھائے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمالی لہرانے لگی پروانہ بھی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور آپسمین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہاے فرقت اِس قصۂ طول و طویل کا تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکارا ہی

دو کلمہ داستان اِس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرأت جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرأت جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقہوریہ کے چلی مقہور بن قہار مقہوریہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرأت کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا گئی مرتبہ لکھا اے ملکہ عالم غلام حاضر ہوکر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین آکر لشکر نمکحرامون کا درہم و برہم کر دونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرأت نے کبھی اُسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران گرشاسپ جہان ملکہ مرأت جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعہ طلسمی ملکہ عالم سے چھٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا

زخمی ہوکر آئی ہین اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہین یہ سُنکر مقہور گھبراگیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا گھبراکر اُٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرأت جادو شکست خوردہ زخمدار صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوے مقہور نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا پوچھا ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا ای خیرخواہ دولت خداوند لقا نے اُلٹی تقدیر کی لوح طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ مے نوش مار آستین گرگ بغل بن گئی خراج گزارون نے سرکشی کی باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت بہم پہونچی کہ چتر وعلم قبضہ سے نکل گیا تاج وتخت دوسرے کے قبضہ مین ہوا دختر کوکب واسطے مدد طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہوکر نکل گئی ہمارے بھی آخر پیر اُٹھے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقہور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زروجواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزاران عقیل وفہیم وزیر وندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لائینگے یہ کہکر مقہور نے ملکہ مرأت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا اپنے دارالامارۂ شاہی مین لاکر پہونچایا گرد بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اُتروایا زخم و زیان کرائین سامان عیش ونشاط مہیا کیا لیکن مقہور نے دیکھا مرأت جادو بہت بیقرار ہی کہتی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو جاکر قتل کرونگی مقہور ہر مرتبہ جاکر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی تدبیر سے لوح چھین لونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا جب رات زیادہ آئی مقہور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو ناچ شروع ہو ملکہ مرأت نے کہا ای خیرخواہ دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم والم سے بھرا ہی خداوند لات ومنات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی یکایک ہمارے مٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنپر ہماری ہی ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے انکو ہم پر غالب کرایا ہم لوگ ساحر ہین علوم فسون وشعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پر ہی یہ سحر کو بالکل معیوب جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیرساحرون نے ساحرون پر فوق پایا ایسے کلمات حسرت وحیرت جو ردرد کہ مرأت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا ای ملکہ عالم ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دلدوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جاکر لڑبھڑ کر مرجائین نمک حلالون مین نام

کر جائیں مرأت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایسا نوجوان جس شیر کا نام ہی صف شکنی صفدری اُسکا کام ہی
مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن ہم لوگون پر اسوجہ سے فتحیاب
ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشۂ مے نوش نے جوش محبت مین اُس جوان کے لوح طلسمی لیجا کر حوالے کر دی
اب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اُس سے لیجاے پھر اُسکی کیا حقیقت
ہی جتنے نمکحرام اُسکے ساتھ ہین اس گھر کے تابعدار ترچھی نگاہ مابدولت کی اُنکے واسطے خنجر خونریز ہی
چھری سحر کی اُنکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور
نے بقہر و غضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج و نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے
پیکان تیر اشیاے بے نظیر درست کر کے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ و تنہا اُس اندھیری رات مین
بارگاہ سے نکلا مرأت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی اے قوت بازو اے زینت پہلو اے وزیر اعظم اے دستور معظم
تم یکہ و تنہا جاتے ہو میرے قلب پر صدمۂ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اُسکے سامنے بہرام
فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعۂ مقہوریہ تا قلعۂ
اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار بیس بیس ہزار مسلح مکمل آمادۂ مرگ و مہیاے قضا حاضر رہین
عنایت سے لات و منات کی غلام آپ کا خالی نہ پلٹے گا لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اُسکے ملازمان
سرفروش ضرور پیچھا کرینگے خبر سنتے ہی آپ اپنے کو پہونچائیے گا یا لوح لیکر چلونگا یا طلسم کشا پر بھی
قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا نمکخوار آپ کا بالکل بیوقوف ہی مرأت جادو
نے کہا مین شب بھر بیدار رہونگی مقہور روسیاہ فوراً روانہ ہوا مرأت نے جابجا ساحران خدار
مقرر کیے ہر ایک پر تاکید کر دی کہ جسوقت کوئی کام کر کے ہمارا قوت بازو و جانباز سرفروش لشکر سے
دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرأت جادو و اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک
و چست دار الامارہ پر ٹہل رہی ہی ہرکارون کو روانہ کر دیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جا بلشکر دشمن
مین جاؤ صدہا ساحر بعہدۂ جاسوسی صورتین تبدیل کر کے روانہ ہوے مرأت جادو کرسی پر آکے
بیٹھی مقہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرأت کی چھوڑا اُسکو
حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرتا وہ دست بستہ خدمت
مرأت مین حاضر ہی حسرت و یاس کی باتین کر رہی ہی چونکہ شکست کھا کے آئی ہی ٹھنڈی سانسین

بھر رہی ہی مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہی ملک صیقل آئینہ دار جو مدت مدید
عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہی کئی دن گذرے بیقرار ہو کے نگہبانون کو للکارتا تھا نام خدا ے
نادیدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب
ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت نبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سُنکر مرأت جادو
نے غصہ مین کہا اُس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اُسکو طلسم کشا
کے پاس پہونچا دون طائر روح کو اُسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کر دون اُسکو ابھی طلسم کشا کا حال
معلوم ہی سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہی کہتا تھا اب یہ سب مُلک
قبضۂ یزدان پرستان مین آئینگے ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی
ٹھوکرین کھائینگی گز و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری
ہی بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکے مین حاضر رہینگے مرأت جادو
غصہ سے کانپنے لگی کہا اُس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار استادہ ہو جلادان خرس طینت
تیغہا ے برہنہ لیکر آئین سامنے مرأت کے یہی سامان مُہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے
مین پہونچا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین
بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جا کر دروازہ قید
خانے کو کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم والم دفع ہوا جو کچھ کہ
بشارت ہوئی تھی اُسی کا ظہور ہی اب قلب کو میرے سرور ہی مسرور نے پکار کر آواز دی
اے صیقل تجھکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب اُلٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہی اُس
شاہزادۂ صاف باطن نے جواب دیا او مسرور مقہور یہ بھی بزرگان دین کہہ گئے تیرے بھی آنے
کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل مژدہ باد وقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایرج نوجوان لڑتا
بھڑتا تا بہ قلعۂ اسکندریہ پہونچا ہزارہا ساحر واصل جہنم ہوے اب وقت عیش و سرور قریب
آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہین کہ تونے دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا
مسرور جادو یہ سُنکر مثل ابر کے گڑگڑایا سر زنجیر کو پکڑ کر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا لیچلا سامنے
مرأت جادو کے پہونچا جیسے ہی صیقل نے اس نمکحرام کو دیکھا پکار کر آواز دی او ملعون دیکھ

حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی مرأت جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجھپر بھی حال طلسم کشا
آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تھا میرے سامنے تو کہ سزاے کامل دون صیقل نے کہا
او نمکحرام کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور دکوتاہی نہ کریں عرصۂ دراز سے مطیع احکام پروردگار
ہوا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار ہوا شکر ہی کہ مژدۂ فرحت افزا سنا کہ آقاے نامدار مولاے
قدرشناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلہ جات فتح ہوے نمکحرامون کو سزا ملی وہ جو
نمکحرام کا ان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اُسنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا کیا تونے ہمارے
بزرگون کو نظر دیا ملک و مال پہ قبضہ کرلیا انشاء اللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نمکحرامون
سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پہ قادر نہین ہی یقین کامل ہی مین
طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اُس شہریار کا ساتھ دون لڑتا بھڑتا تا بطلسم ہوش ربا
پہونچون فتاح طلسم ہوش رُبا اسد نامدار نظر کردہ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے
مشرف ہونگے ہمارا آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاچین جادو و بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی
حاصل ہوگی خیر خواہان دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات جرأت آیات شاہزادہ صیقل
آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرأت جادو کے ہوش اُڑ گئے وزرا اُمرا مرأت کی صورت دیکھنے
لگے مرأت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہی یہ تو بڑا ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا نجومی
یا پنڈت نے ایسی باتین بنائی ہونگی خوشامد مین اُسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہی شاید
کبھی چھوٹیگا کچھ دیگا پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دوا کچھ سنا دیے لگا ہیاے
دیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصۂ دراز سے قید خانے مین ہون صورت
آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پروردہ مہد ناز و نعم او ملعونہ ہمپر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ
قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل ہین بزرگان دین ہمارے کفیل ہین تیری خطا
معاف کردین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمکحرام ہمارے شفقت پہ نازان کرین اگر
اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرأت جادو نے اشارہ کیا جلاد
جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا غل مچا ہوا غوغا جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے
آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا باشد طعنہ بر صیاد چیست

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہو گیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بارٹھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جانا میرا کام نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمایئے کل اہالیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا یار و یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بجبر قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی تا دمہ مقہور ریہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادۂ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی مرأت نے حکم دیا چاہتی ہی اہالیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اشکباری لیکن اب حال اس بدمآل مقہور بن قہار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیحیا پر پرواز پیدا کر کے بنابر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اول آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد خیمے بارگاہین استادہ کٹورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوئے دوکاندار بیع و شری پر تلے ہوئے یہ بیحیا بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اس شخص نے اشارہ کر دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی استادہ ہی اسمین اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقہور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والا قدر کے چلا یہان دونون شیدائے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے ہوئے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوئے تھے اسکو خالی کر رہے ہین مہتر شاپور شیر دل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی چنگ مرصع ہاتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

گل چھڑی پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
دن کو مہمان قضا رات کو مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انھین ای صیاد
تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر
میہمان چمنستان ہوئے مہمان قفس

پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

بوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین
پائون پھیلائے ہوئے سوتے ہین مرغان قفس

مژدۂ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے
آنکھ کھولے ہوئے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد — جی کو بہلائین یونہین کاش اسیران قفس
خوابگاہِ ستم افزا ہی گرفتار دن کی — یارب آباد رہے گوشہ ویران قفس
فصل گل آتے ہی مرغانِ چمن ہین دلشاد — کہدو صیاد سے تیار ہو سامانِ قفس
مخلصی نخچۂ الفت سے بہت مشکل ہی — چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامانِ قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا — یاد آنے لگی وہ صحبت یارانِ قفس
نیند آجاے اجل کی مرے افسانے سے — تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبانِ قفس
چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد — تنگ آنا ہی اٹھانا ہمین احسان قفس
مخلصی پا کے فراموش کیا مجھکو آہ — یاد آیا نہ احبا کو مین مہمانِ قفس
چھوٹ کے ہم مسکن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے — مدتون دل مین رہی حسرت ہجرانِ قفس
نہ پڑی آنکھ تری اور طرف ای صیاد — کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس
اشک خونی کے ہین قطرے مرے ہمصورت گل — دیکھ صیاد ذرا لطفِ گلستانِ قفس
ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش — کیا غضب ہی نہ بر آیا کوئی ارمان قفس
ہیبتِ نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی — چرخ چکر مین ہو دیکھے جو مری شانِ قفس
رنج عشرت سے نہین کم جو ہون لحباب نسیم — مغتنم جان تو یہ صحبتِ یارانِ قفس

کبھی گانے گاتے اٹھکر باہر جاتا ہی یہ دونون عاشق تن گرفتاران دام رنج ومحن ان اشعار کے مضامین حسرت آئین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایرج نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کرنا کبھی سمجھاتا کہ ای ملکۂ عالم ای گل گلزار خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی ای سرو نوخاستہ گلشن فرحت ای نہال باغ دلکشاے محبت ای باعث صبر دلِ تردد منزل ای مونس تنہائی وای باعث صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سُننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہی اب ہجر ناگوار ہی دل مثل سیماب بیقرار ہی اب یہین تشریف رکھو ہمکو کب روشنضمیر کو جواب دینگے لڑبھڑ کر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا زندگی ہی ذرا گردن حمایل کریگا خرابی در پیش ہی مدت سے اسکا پس وپیش ہی بران نے جواب دیا ای شہریار میرے سینے مین ہزار ہا طرح کی خرابی ہی صحبت شہنشاہ مین ہزار ہا در انداز ہین بڑے

بڑے عمار ہین ربط وضبط کا کام ہی صبر و جبر مین نام ہی آپ نبیرۂ صاحبقران صاحب عظم و شان جری بہادر صف شکن تیغ زن سطوت صولت رعب و بدبۂ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپ کے خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہین آپ کو اسکا خیال واجب و لازم ہی یہ عاشق و معشوق تو آپس مین یہ باتین کر رہے ہین مگر مقہور بن قہار نقب سحر دیتا ہوا گوشۂ بارگاہ ایرج مین آکر بہرہ نقب کا توڑا الملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین لیکین لوح طلسمی ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہی مقہور گھبرایا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچ رہا ہی کہ ای مقہور کیا کرون شیر بیشۂ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہون جرائت مین یکتا صاحب لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جا کر کیا منھ دکھاؤنگا وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون بارگاہ ایک نخل کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا در بارگاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی یکایک مہتر شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقہور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہی صاحب راز و نیاز خدمتگزاری مین سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کرون شاپور در بیخانہ پر پہونچا وہان سے گلابی لیکر چلا تھا کہ مقہور کی نگاہ پڑی اس بیچارے نے وہین سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقہور قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ سحر سے صورت شاپور بنکر تیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا طائر ہوش پران حیران پریشان ایرج نوجوان نے جو متردد دیکھا پوچھا کیون برادر خیر تو ہی اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے آئین مین کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی مرغ سحری صدا دے رہا ہی شمع ہاے مومی و کافوری پر زردی آچلی ہی رخ شمع مائل بزردی ہی پروانے لگن مین جلے ہوے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچۂ عشق مین عاشق و معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا فرش مین جا بجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی تیوری چڑھائی پردۂ ہوا سے

اڑ کر دروازے پر گرتا ہی عاشق ومعشوق پر جو صدمہ ہونے کو ہی سر بیٹک رہا ہی ایرج کو ساتھ لیے ہوے مقہور کنارے آیا گھبرا کر کہا ای شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے مرأت جادو کے پلٹ کر آئے ہین اُسنے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہم نے منگالی ابھی ابھی غلام نے یہ خبر وحشت اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا ای برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے پلٹا سواے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اُتار لیے غلام دیکھے تو ایرج نے بہ محبت شاپور ریح کو گلے سے اُتارا کہا دیکھو بھائی تم سے ہمین کیا انکار ہی شاپور نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا ایرج بیہوش ہو کر گرے اس بیحیا مقہور نے بہ تعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کہ لے نکلون یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہی

شعر: دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ؛ از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر ؛

زلف معشوق پر اگر بل پڑا عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہو گی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبرا کر اُٹھین کئی مرتبہ شاپور کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین اُسوقت پہونچین کہ دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش وخروش ایرج نوجوان کو اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی خبردار کون ہی اِدھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار رات بھر بیٹھی ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادہ والا قدر ہی کل فوج کی افسر ہی یہ بھی دوڑی آواز پر بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی اُدھر سے ملکہ انجم دوڑی راہ مین انجم نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہو کر پکارا حضور بڑا غضب ہوا کچھ فتور برپا ہو گیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یہ لکھ انجم نے شاپور پر باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی ہلڑ ہوا مقہور سمجھا طلسم کشا کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم لیجاؤن پھر اِنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کر کے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ڈرا رنگ رو متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا

پلک جھپکی غش آنے لگا قلب تھرایا ارے کہکر ملکہ پیچھے ہٹی اتنے عرصہ مین مقہور قندیل فلک ہوا مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کرکے پکارا اُٹھا منم مقہور بن قہار شعلہ زن با شیدا ای مسلمانان مین لوح طلسمی لیچلا اب سر پٹیا کرو طلسم کشا کو مابدولت نے نہ لیا جب جا ہینگے پکڑ لیجائینگے یہ جو سُنا ساحران غدار تعاقب مین مقہور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادۂ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا بڑے عقلمند ہو خالی سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکہ لوح حوالے کی ایرج نے گھبرا کر کہا مین نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید اُنھین کی شکل نبکر کوئی جادوگر آیا لوح مانگی مین نے دیدی اُسکے بعد مین بیہوش ہوگیا مجھے احوال نہین معلوم کیا معرکہ گذرا ملکہ بران نے کہا مین جاتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جا کر جما ہوا ہی وہین سے یہ مقہور جادو آیا دم دیکر لوح لیگیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہوگی ہر ایک تدبیر بیکار ہوگی افسوس صد ہزار افسوس شعر من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال :: کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال :: دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہا تم طرف طلسم نور افشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تا بہ قلعہ مقہوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا لڑ بھڑ کر جان دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہو سکتا ہی کہ تمھارے دشمن جان وہین ہم جا کر طلسم نور افشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا اسقدر دردمند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن چرخ مار کر بشکل عقاب آسمان مین ڈوبین اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہوگیا انجم ماہ رخسار نے نفیر سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا ای شاپور غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس مکار غدار کے تشریف لے گئی ہین جلد مرکب تیار کرو ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑ جاے مین مُنھ دکھانے کے کام کا نہ رہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال مین قلب پر چھُریان چلا کین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بُران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے سے ایرج کو دیکھا شرما کے منھ پھیر لیا لشکر غم والم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا

مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشہ می نوش نے شاپور کو قریب بلایا کہا کیون بھیا شرط وفاداری یہی ہی کہ اسوقت شہریار نے ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت پر لات ماری مان کے گھر کو برباد کیا اُسکا بہت جلد ہمکو بدلہ ملا آج ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُسنے بات نکرینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمونسے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہی اشعار مرزا نسیم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہمپہ احسان ہی ۔ الٰہی اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہی
مقام سیر ہی کنج لحد بھی یا وگلرو سے ۔ جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہی
بڑھی لو اور جالا کی چھپے جو پانون مین کانٹے ۔ کہ پائے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہی
یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بھی محتاج نالے کی ۔ ہلا سکتے نہین پا کو یہانتک تنگ زندان ہی
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہو ۔ کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہی
ہمہ الطاف اسیری ماتم صیاد ہی اے دل ۔ کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہی
بہار سبزہ تو دیکھتے ہین جوش گریہ سے ۔ دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہی
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے ۔ یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہی
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اُٹھتے ہین ۔ صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہی
بہا کر خون پہنینگے کفن گلہائے لالہ کا ۔ کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہی
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین ۔ بہ شکل گل ہر ایک زخم بدن شادی سے خندان ہی
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اُس کا ۔ نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشہ می نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکہ عالم تمھین کچھ احوال بھی معلوم ہی کہ آقائے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقہور بن قہار نامے آیا دم دیکر لوح طلسمی لیگیا قیامت برپا کی ملکہ بران شمشیر زن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو تیار کر رہی ہین یہ سنکر ملکہ شیشہ می نوش کا نشہ اُتر گیا ہوش و حواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا شاپور یہ تو بڑا غضب ہوا اب کیا ہوگا خدا انکی جان بچائے ہی مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی مین آگ لگے تمام دنیا اس شہریار کی دشمن ہو گئی بھیا تم جا کر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب

آپ آنکا پیچھا نہ کرینگے جادوگر بھی سب سرپٹ کر بیٹھ رہینگے شہریار نے مرحلات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ
سے واصل جہنم ہوے اُنکے عزیز اقارب فکر مین ہین آٹھ پہر اسی ذکر مین ہین شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ
کلام کرنے کا محل نہین ہی یہ تمھارے کہنے کی بات ہی کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائین عنایت سے پرورگار
کی طلسم فتح کر چکے مان تمھاری ملکہ مرأت جبتک زندہ ہین کد و کاوش کرینگی اپنی جان بچانے کی کوشش
کرینگی اسکا ڈر کیا جو منظور خدا یہ البتہ بڑا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکلجانا یا تو مرأت کو خوف تھا
کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اب لشکر کشی کرینگی سرکشی سے باز نہ آئینگی اگر آج ملکہ بران موجود نہ ہوتین تو وہ
ساحر اُنکو بھی لیجاتا تھا اب جا کر بارگاہ مین بیٹھیے جو لازم اِس مقام پر ہین اُنکا انتظام کیجیے پریشانی
کو خاطر اقدس مین جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرأت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا نقد روح
روان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان لشت گرہ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران
نامی رفیقان گرامی گھیرے ہوے بہ یلغر آتے ہین ملکہ شیشۂ می نوش نے جو شاہزادے کو
اسطور سے آتے ہوے دیکھا روتی ہوئی بڑھین باگ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہریار برلے خدا
اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر آپ کے نام کے دشمن ہین قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے بلکہ
اگر حکم ہو تو مین لکھ بھیجون کہ ای مادر نامہربان مین نے آپ کی سفارش کر کے قلعہ طلسمی چھوڑ وادیا
اپنے قلعہ مین آکر بسے آپ کا نام لکھدونگی کہ اُنسے دشمنی نہ کرو یا تو ایرج نوجوان نہایت غصے مین تھے
اِن باتون پر ملکہ شیشۂ می نوش کے بے اختیار ہنس پڑے کہا صاحب کیا تم نے لڑکون کا کھیل
سمجھا ہی کہ ہین قلعہ چھوڑ دون اطمینان ہو جاے ہم سفر کر کے چلے جائین وہ ہمارا پیچھا نہ کرے
جو اُس سے ہوسکیگا کریگی کیا وہ باز رہیگی انشاء اللہ اگر گھسکر قلعہ مین نہ مارا تو نام اپنا شاہزادۂ
ایرج نوجوان نہ پایا یا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہی بموجب مصرعہ ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی
رواست :: یہ کہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشۂ می نوش گھبرائی کنیزون کو آواز دی صاحبو
تم لوگ کیا چانون چانون کر رہی ہو میرا آج سہاگ خاک مین ملتا ہی قلعہ مقہور پر جانے کی
تیاری ہی جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا رنگ روے شیشۂ
می نوش اُڑا ہوا گرد کنیزون نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہاے زرنگاری کے پھر پھرے
کھُلے لشکر مین تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار آنکھون

مین آنسو بھرے ہوے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب مین صدہا جادوگرنیان اس شوکت
سے ملکہ انجم آتی ہین ملکہ شیشۂ می نوش کو تخت پر دیکھکر انجم نے سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا
اشک حسرت چشم حق بین سے ٹپکائے عرض کی ای حضور آپ کیون تکلیف فرماتی ہین فلک نے گردش
دکھائی لوح طلسمی مقہور بن قہار لیگیا ملا زمان شاہنشاہی کو داغ دیگیا ملکہ بران شمشیرزن دختر
بلند اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پہلے گئی ہین
اب ہوسکتا ہی کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بہتر
نہین ہی جو چلا ہی آمادۂ مرگ وجہیا ے قضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی
قبضہ سے جاچکی اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی شیشۂ می نوش نے گھبراکر کہا بوا تمکو
غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس نہین ہی ای ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جاکر چھپ جائین
مرات جادو تلاش نہ کریگی میری جان کی دشمن ہی لوح طلسمی مین نے لاکر دی شجر جادو کو مارا ورنہ
لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار ہی اسوقت جو دست طلسم کشا کا ہی آمادۂ حرب
وپیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پاگئے اور لوح طلسمی لیلی تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان
دینے کا بند دست ہی یہ کہکہ انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اُڑایا جو ساحر غیر ساحر جس مقام پر تھا
عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشۂ می نوش بصد جوش وخروش لشکر کو تیار
کراکے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اُٹھایا قلب تھرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال
کریگا یہ لڑائی بھی فتح ہوگی شیشۂ می نوش کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے
یون امید نہین ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان
ان کلمات کو سنکر روتی تھین کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن
مارے جائین دوست فتح پائین یہان تو اِس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہوریہ کے جاتا ہی
لیکن گذارش کرچکا ہون کہ مرات جادو نے غصے مین آکر صیقل آئینہ دار کو بلاکر زیر تیغ بٹھایا
ہی قلعہ مقہوریہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو مرات جادو نے اب بڑے
ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادہ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک ومال پر قبضہ کرلیا اب آج غصے مین

اُس شیر بیشۂ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور نہ چلا اُس بیچارے قیدی پر غصہ اُتارتی ہین اتفاقات قضا و قدر مقہور اس قلعہ کا حاکم کاشانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنی ایک دختر حسین مہ جبین نیاک منظر حور پیکر پریوش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس و جلیل اُسکے سودائے زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار ہوئے دام مصیبت مین گرفتار ہوئے مگر اُس مغرور حسن و جمال نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا جواب صاف دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہی شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ٭ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ٭ کسی نے جوش محبت مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس رشک شیرین نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہی سحر مین طاق شہرۂ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی نڑپتی ہوئی گھر مین آئی کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزدن نے دلدہی کر کے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہی آپ کو کس شی کی کمی ہی مزاج مین کیون برہمی ہی جب ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیر زادی ملکہ شمع رخسار کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان و مال سے حاضر ہی کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون مگر اپنی زبان سے فرمائیے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین نمک حلالی ہمارا کام ہی ملازمان خیر خواہ کا اسی مین نام ہی چمن آرا نے جب اسطرح کے کلمات تسکین آیات کہے شمع رخسار نے چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای خیر خواہ فلان قید خانے مین وہ جوان کون ہی جو طوق و زنجیر مین قید ہی کس صیاد جلاد کا صید ہی وہ یوسف کنعان دلبری کس گلستان کا پھول ہی کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہی کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے منھ پیٹ لیا کہا ای ملکہ عالم اس جوان کی حسرت و یاس پر زمین روتی ہی آسمان اشک حسرت بہاتا ہی طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال دولت و حشم بندۂ درگاہ فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل باذل فہیم لئیق رعیت

پروردعدالت گستر شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو
خاک مین ملا دیا بانی مرأت جادو آنکی مدار المہام تھین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر
دونون صاحبون نے آپسمین میل کیا اِس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا
اسکو گرفتار کر لیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوئے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہی آخر قتل سے درگزرے
اس یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار اُس جوان کا نام ہی اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرۂ آفاق
ملکہ شمع رخسار نے جب یہ حال سنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ
دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھ پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس
تنہائی باعث صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل
نہ گھبرایئے کوئی سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹیگا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ
ختم ہوا چاہتا ہی ایسی ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے
مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی اسی رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ
وزیرزادی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ مرأت جادو قلعہ طلسمی
سے شکست کھا کے آئین آپ کے والد نامدار کو لشکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل
نوجوان نے آج کچھ قید خانہ مین خواب دیکھا تھا خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو بُرا
کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خداے نادیدہ کی تعریف کر رہا ہی یہ خبر ملکہ مرأت نے سُنی
سامنے بلوایا وہ شیر بیشۂ سلطنت وریاست مرأت جادو سے کب دبتا ہی برابر کی گفتگو ہوئی
اب اِسوقت مرأت کا ارادہ ہی کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین
اُس شیر کے کد و کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہو رہی ہی یہ سنکر ملکہ شمع رخسار
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی تک
امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہاے یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے
صبر نہو سکا دربار سے ٹل آئی شمع رخسار کہتی ہوئی اُٹھی ای وزیرزادی جلد کوئی تدبیر بتلا
یہ تجکو خوب ثابت ہو گیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی مرأت کو نام خداے نادیدہ سنکر

نفرت ہوئی ای چمن آرا مین خدای نادیده سے عہد کرتی ہون اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت
ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک رسائی ہو مین دل وجان سے
اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا دل کہتا ہی بھڑوے پونے
دو سو حد ایسے کتنے درجن ہوے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو خدائی مین جھگڑا پڑا
مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بڑے اُنکو شرف حصول ہین کہتے ہین ہمارا اکیلا
خدا ہی بے مثل و یکتا ہی مین نے تو خدای نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا تبلا اب مین کیا کرون دل کہتا ہی
کہ جا کر بی مرأت سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر والد نامدار آ گئے
فرمائینگے تو نے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی کہ یہان سے
چلیے اور بی مرأت سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو آپنے برلے
کار ضروری بھیجا ہی اُنکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین بہر دو بہر تو ٹلے جب آپ کے
والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قید خانے سے نکال
لائینگے اس لڑائی مین جان لڑائینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہوگئی تھی وہ جوان
ابھی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی ڈرا رہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان ایک
تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر ہلکی ہاتھ طرف آسمان
کے اُٹھا دیے عرض کی ای کریم کارساز و ای بے نیاز مین جا کر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے اُس
جلاد کے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزین چھپی ہوئی مین جادوگرنیان اُنکو ساتھ لیا سمجھا کر
سب سے کہ دیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین اسوقت
اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا
فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی ای ملکہ عالم حضور
کا نمک کھایا ہی عزت و آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور
کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے
ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو بعد پروردگار کے تمھارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ وقت ہی کہ مرأت جادو براے قتل شاہزادہ

صیقل آئینہ دار د و حکم دیکھی ہی چاہتی ہی کہ تسیرا حکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع
انیسون جلیسون کے آکر پہونچی ملکہ مرأت کو سلام کیا مرأت کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی
بصورت آئینہ حیران شل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پہ بیٹھی اُسکا گرفتار رنج و مصیبت پر
نگاہ پڑی زنجیرین ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرأت سے
عرض کی حضور اِس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی
ہین مرأت نے کہا اے نور نظر یہ ساحرون کے خدا کو بُرا کہتا ہی ایک دین جد و آبا سے پھر گیا
علاوہ اِسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کہ افعی راکشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان
نیست علاوہ اِسکے مذہب جد و آبا کو بُرا کہتا ہی پونے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک
خدائے نادیدہ کو اچھا کہا یہ سنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا
ضبط نہو سکا آخر جواب دیا کہ اے ملکہ عالم اب تک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین تھین یہان والد نامدار
کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگزاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے انکے
بزرگون کا ملک و مال لے لیا انکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو اُنھون نے بُرا کہا
آپ نے تکرار کی اُنکو بھی ضد ہوئی اُنکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ از دست از جان
بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ
طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد
نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اتنے زبان نہ لڑائیے کیا
ضرور ہی جو اصل مقدمات ہین اُدھر رجوع فرمائیے طلسم کشائی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال
بچائیے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سُنکر مرأت جادو نے
کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی کل کی بات ہی روکر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کرکے بات
کرتی ہی باپ تیرا گو دین لیکر آتا تھا تو حکم مین مابدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو
چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے اب کی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ
ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سرفروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے
آگاہ کرتے ہین کمسنی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رب اکبر نے ابتدا سب کے واسطے

اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین ادل طفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر کھل کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا یہی نشو ونما واسطے انسان کے بھی قرار داد ہی عدالت حاکم مانع بیداد ہی مرأت نے جلاد کو اشارہ کیا جلد صیقل کا سر کاٹ لے بونڑیا کو بکنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی حضور یہ امر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھتا ہی کہ چہرہ سرخ آمادہ مرگ مہیائے قضا چہرہ اُداس عالم یاس کبھی مرأت سے منت کرتی ہی کبھی ابروے خمدار پر بل پڑ جاتے ہین کبھی عاشق ومعشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے اہالیان دربار روتے ہین غریو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرأت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئی اب تم دخل نہ دو صبر کرو عاشق کا سوگ رکھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے ہمکو یاد کرنا روح کو شاد کرنا ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی ہی حسرت و یاس لیکر یہ دۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم والم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات بہ مرأت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہوکر کرسی سے اُٹھی طرف صیقل کے چلی مرأت نے آواز دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آونگی شمع رخسار سمجھی کہ اب بگڑ چکی مرأت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا لڑ ہوا ملکہ شمع رخسار نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرأت بھی اپنے مقام سے اُٹھی تمام شہر مرأت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولہ مارا زمین تھرائی گئی سو جادوگر بر کر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مرأت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرلو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے ساحرون نے

بلوہ کیا ترنج و نارنج ماش کے دانے چلے لیکن صیقل آئینہ دار ہنگامہ پلنگانہ لڑائی مین مصروف ہی چشم
زدن مین مرأت نے دیکھا کئی سو ساحر مرکر گرے خون کے دریا بہ گیے مرأت نے بڑھکر سحر کیا گولا اٹھاکر
مارا کسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر انگلی سے اشارہ کیا گولے کے ٹکڑے
ہوے اُنمین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا چھناکیت نے ہاتھ مارا سر
زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی لیکن
جاہ وجلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی میرے واسطے اُسنے زخم کھایا بیتاب
ہوکے صیقل جھپٹکر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمہارا یہ
احسان ہمپر تا بروز حشر رہیگا لیکن ہم مرنیکو لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا
کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جدید مشتاق قدمبوسی ہوکر
رہرو راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین رہگیا
شمع رخسار نے جواب دیا ای شہریار غیرت نہین تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑون مین جان
بچاکر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا بھی مجھکو اچھا نہ جانے گا سمجھیگا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑکر
چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گر جائینگے آج تمھارے سامنے
جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق ہی حوصلے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان
کلمات حسرت آیات پر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر
سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کہ او بجیاؤ اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان
عالم سے آنکھ چار کرو ہمپر وار کرو تو لطف سحر کرنیکا ملے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل
نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہائے
ہین مرأت جادو نے دیکھا کہ صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرأت کے ساتھ فوج
زیادہ ہی چہار جانب سے ان عاشق و معشوق کو گھیر لیا نیزے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل
نے بھی کئی زخم کھاے قریب تھا زمین پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہریار
ہوشیار ہو جیے ان نامردون سے اپنے کو بچایئے کنیزین میری سب قتل ہوئی ہین جان نثاری
کو حاضر ہون مجبور ناچار قاصر ہون فوج لشکر نہین رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی

تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تابستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما — محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما
چندان بیاد گلشن وصلت گریستم — کامد بآب دیدہ برون برق آہ ما
مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست — کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما
ای گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب — خرم ز آب دیدہ نہ گردد گیاہ ما
مقصود قدسیان ز سوال و جواب چیست — مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما

صیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہی اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہی سینہ سپر کر دیتا ہی جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار سرتبۂ ہلاکت سے بچالے اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہی یہ شاہزادی سہ جبین مفت مین اپنی جان دیتی ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی تیرے بندۂ حدید پر شاق ہی یہ بندہ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہی ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی نظم

ہر زخم مرا اور گلستان ہی برابر
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہی برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو سیر کہ تجھ پاس
جانے مین ترے آگے دل و جان ہی برابر

ہر خرمن گل گنج شہیدان ہی برابر
فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین
جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر
دریا میری آنکھونسے یہ بہتا ہی لہو کا
لخت دل گل برگ بداماں ہی برابر
سنتا ہی نہین بات مری تو جو سنے بھی

کہتے ہین جسے شرم سو گلشن کی ہی وہ رہ
جو رخنہ ہی سو چاک گریبان ہی برابر
سو زدل عشاق تماشا ہو جو تجھکو
مژگانسے مرے پنجۂ مرجان ہی برابر
حیران ہون ترے سامنے کسطرح مین ٹھہرون
وہ بات پھر اور طائر پران ہی برابر

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
کیا وقت مصیبت و بلا ہی
عالم مین نہین شریک تیرا

ای مالک کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے سفر دے
یان موت کا اب تو سامنا ہی
معبود یہ وقت بے کسی ہی

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے
ای خالق بے نیاز دیکھا
الفت مرے دل مین ایسی ہی

ای دافع البلیات سامع الدعوات تونے پیدا کیا ہی پھر کس سے عرض کرون ان بیحیاؤن نے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسپر بھی اطمینان نہوا عدم بلوغ مین تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا آزار پہونچایا اب بے خطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہی

یہی کریمی تیری عادت ہی صیقل نے جو بالکل دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر بیٹھ رہی ہی مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروانہ بنی ہی قوت جواب دیچکی خون نکلنے سے نقاہت کا زور آئینۂ رخسار پر حیرانی دریاے غم والم طغیانی پر دونون عاشق و معشوق اس بلا مین مبتلا مگر صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت و عیش کا وا ہوا چاہتا ہی یکایک آسمان پر مقہور آگرگر کا لوح کو لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بدحواس جاتا ہی میرے تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیر زن ضرور آئیگی اُس سے مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب نامدار ہی خود صف شکن بران شمشیر زن وہ کب رکتی ہی خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچونگا ان لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گولہ ترنج و نارنج چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمراہیان طلسم کشا یہان پہونچ گئے اُنکے دل کو لگی تھی بیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمر بندی ہوگئی ہی مرات جادو سحر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب لڑ رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہی بقدرت پروردگار بیٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گرکر بیہوش ہوگئی ہی مقہور نے وہین سے نعرہ کیا اے صیقل خبردار کس دراندار نے تجھے قید سے رہا کردیا یہ کہکر کڑک کر زمین پر گرا مرات سے کچھ نہ پوچھا صیقل پر سحر کرتا ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن باش او بچیا کہان جاتا ہی لوح لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جلکر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقہور اور زیادہ گھبرایا بران نے آتے ہی طبقہ زمین کے ہلادیے یکایک دروازے پر قلعے کے بلند ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری صف شکن شیر دشت وغا

کہ صاحبقرانیم وآفاق گیر
منم فارس عرصۂ کارزار

ہنر بردمان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

اُنکے ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج بیشمار سرکوب زن مین تلوار چلنے لگی مقہور گھبرا گیا کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار انتہا کی زخمی لباس خون آلو(د)

موت کے آثار چہرے پر موجود دیکھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی
کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی یہ صیقل کیونکر قید سے رہا
ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا بہر و محبت اُٹھا رہا ہی سحر بران سے بارگاہ
مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹیا منہ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر
طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کوکب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار
نے جو یہ حال سنا کہ طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا والد نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا
روح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلائے آسمانی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جب
تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سنکر شمع رخسار
گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جائیگا
ساحرون پہ کیونکر فتح پائیگا ای شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس
پہونچا دو یہ سوچ کر کہا بابا جان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنیکا ارادہ
کیا کچھ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے رہائی پائی یہی فساد ہی مین لڑی بی مرأت کو مین نے منع کیا
مجھکو زخمی کیا بُرا بھلا کہنے لگین یہ سنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون
مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ
دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی جھپکائی مقہور نے کہا بیٹیا
سامنے ہمارے نہ لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی
ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل
کے پہونچی کہا ای شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہوا بڑی کوشش سے لوح ملی مگر اب واللہ آگاہ
ہونگے بیڑا ہمیں پار کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل
آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا بخیر خواہ آیا لوح طلسمی لا کر پہونچائی یہ سنتے ہی صیقل نے چاہا
اُڑتا پھرتا شمع رخسار کو لیے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی ای شمع رخسار تیری
ہی تو روشنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان گئی اُدھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے مجھپر سحر کیے
علامات سحر مقہور دفع کر کے آواز دی او مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھگڑے

کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی منھ دیکھکر رہجاؤ گے مشقت کا یہ پھل پاؤ گے
مقہور نے منھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہوگئی ع داے
برما دگرفتاری ما پکس مشقت سے لوح لایا گیسو بریدہ دم دیکر لیگئی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار
صیقل کے پاس کھڑی باتین کر رہی ہی وہین سے للکارا او بدسرشت لا لوح مجھکو دیدے صیقل
سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرأت کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروازہ
سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت
افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصۂ جلالت صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان دریاے
خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے
شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادہ والا قدر کو دیکھا
بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک
غلام تازہ بھی مشرف باسلام ہوا نمکخواران شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادے
کے گلے مین پہنائیے انجم نے جو نام لوح سنا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا سوچی کہ اے انجم اب نیر اقبال
اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل و شمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح
ہاتھ پر رکھکر بیٹھی کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ ارے شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو
نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی یا تو
شاہزادہ ایرج حرب سحر سے ساحران کے نوبت بجان و کارد باستخوان حیران و پریشان تھا یا جسم
مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے
ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پر لیلیا انجم بھی سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ بران
نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کر و فر تابان و درخشان ہی مقہور بھاگ کر
قریب مرأت کے آیا مرأت نے کہا اے مقہور پہلے تم نے ہمین پر سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا
مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سُنتا ہون آپ نے فساد
برپا کیا مرأت جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین
پھاندتی ہی جو نہ لگا کے نکل گئی صیقل نوجوان پر مرتی تھی مین نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا مجھسے

اڑنے پڑا آمادہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اُسی نے دھگڑے کو قید سے رہا کیا تمکو دم دیکر لوح لیگئی اب جان بچاؤ اہالیان طلسم اسکندریہ کا ستارہ گردش مین آیا قلعہ طلسمی سے بھاگ کر یہان آئی کہ چین پاؤنگی یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار بگڑ گئی اب دیکھین یہ آگ کیونکر بجھے یہ سنکر مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے دیکھا طلسم کشا ہنگامہ پلنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہی ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی ہین دونون لشکر آپسمین ملے ہوئے سحر ہو رہے ہین مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے نظم

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
چمکنے لگی برق شمشیر کی
ہر اک جا پہ لاشون کا ستھراؤ تھا
صدا آئی پیہم پہ تیر کی

مقہور نے چاہا جا کر اپنی بیٹی کو گرفتار کرے سرکشی کا بدلہ لے شمع رخسار نے پیچھے ہٹی مقہور نے گولہ مارا شانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا جا کر سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او بیحیا دست خود را نگہدار کہ باہم رسیدیم یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور تیغہ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا لوح نے سحر کو دفع کیا نعرہ کیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ مرکب نے دونون ٹاپین ستک پر گینڈے کی رکھدین ایرج نے ہاتھ مارا صدائے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے گرد اسپر کا اٹھا دیا برق تیغ نے اسپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود پر گری اُسکو بھی قلم کیا سع گینڈے چار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود مرنے سے مقہور کے مرأت گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے ایسا قوت باز و مارا گیا میرا گھر ملکہ شیشہ می نوش نے برباد کیا قلعہ سقہور یہ شمع رخسار نے مٹایا اب کوئی فتح کی صورت نہین معلوم ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرین وہان سے فوج جنگی لیکر آئین یہ سوچ کر اُسی اندھیرے مین پر پرواز پیدا کرکے اُڑی ساتھ والون پر نعرہ کیا کہ صاحبو نکل آؤ زیر دامن صحرا پناہ لینگے بقول سعدی نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ دس بیس دن مین پھر لشکر جمع کرکے آئینگے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرأت جادو بلند ہوئی سحر

کرتی ہوئی چلی گئی ہزار ساحرون کو جلادیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سحر و ساحری مین طاق شہرہ
آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرأت جادو
پھر نکلی جاتی ہی فساد برپا کریگی عملداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا
یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی
کہ ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کرکے بلند ہوئی آواز دی او مرأت کہان جاتی ہی مرأت
نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا
خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اُسکے
اندر بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا
کہ ملکہ بران شمشیر زن کو اس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور پر پرواز ناممکن تھے سر پیٹ رہا تھا
اُس ابر سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑ کر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
ستارے سے آواز آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی نیمچہ کھینچکر
مرأت پر جا پڑی قریب آکر نیمچہ مارا مرأت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرأت نے
جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھا دیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو
حیرت چہرہ اور اس عالم یاس بہوت لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرأت نیمچہ کھینچکر بڑھی
کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو داغ دون زمین پر سے یہ معرکہ ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام
لیا ہر طرف غریو بلند ہوا او یار و ملکہ بران شمشیر زن سحر مین مرأت کے مبتلا ہوئین شیشہ مے نوش
نے گریبان پھاڑ ڈالا یا ربا یا مستغیثا کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہوکر
قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی تورنگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بچر کمان مین
پیوست کیا زاغ کمان چلا یا مرغ خیال سہا عقاب تیر نے پر کھولے مرأت نے چاہا تھا کہ بران کو
نیمچہ مارے تیر دل دوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر ا بجاے خون جسم سے شعلہ
ہاے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی
بیرون سے مرأت سے بہت کچھ غل مچا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ
مرأت جادو بادشاہ اسکندریہ بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم

ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدۂ شکریۂ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین رئیسان شہر شیران ریاست لرزان ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقہوریہ ہین ہمکو لیچل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرائیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا بسبب شرم و حجاب کے خدمت مین ملکہ شیشہ می نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمائیے ملکہ نے فرمایا مشہور کردو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہی طلسم کشا کا قلب مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہی ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سرداروں کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا ہزارہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر و جواہر نثار کرتے ہوے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشہ می نوش دلگل شوکت پر شاہزادۂ والاقدر شاپور شیر دل نگس برائی مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر براے ملکہ بران شمشیر زن بچھی ملکہ شیشہ می نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا عہدہ سلطنت و ریاست ہی تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہی شیشہ می نوش نے آنکھین اپنی فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش و نشاط مہیا کرنے مین مشغول ہین سعادتمین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور و روشن ہی بوے زلف معنبر رشک سنبل پیچان ہے وہ مقام گلشن ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہی نظارۂ جمال سے تسکین دل ہی کلاہ فخر کو عرش اعلی تک پہونچایا ہی وہ بلقیس وش بہاو مین ہی اُنھون نے مرتبہ سلیمانی پایا ہی آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ و تاب مین لانے والی عارض انور پہ بل کر رہی ہین بوے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ آ کے کسی کی شب ہجران زلفین — کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین

کر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین — لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین

دیکھو گر تا وم رفتار الجھکر نہ کہین — پانؤن تک آتی ہین اے فتنۂ دوران زلفین

چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب — یوسف دل کے لیے ہوگئین زندان زلفین
دل چرایا نہین باور نہ کرون مین جب بھی — آئین عارض پہ اٹھانیکو جو قرآن زلفین
پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار اُلجھے — کبھی عاشق سے رہین دست و گریبان زلفین
تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُنپر — ہوئی ہین صورت اختر شرر افشان زلفین
سب حسینون کا ہی اُس شوخ حسین مین جلوہ — تپلیان آنکھون مین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرتا ہی پریشان پس مرگ — کھولیے آکے سر گور غریبان زلفین
ہاے رے صبح شب وصل کا عالم تیرا — دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو ون کسکو نہ دون سخت پریشان ہون جلال — ایک دل کی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ بران شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زخمہ وزیان کرکے سامنے شاہزادہ کے لایا عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین متین باعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادہ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاہ سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہی مرأت مکارہ نے انکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کرلیا آپ کے آتے آتے یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہوریہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ می نوش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوشربا کا بخوبی معلوم ہی آئینہ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اُسکے جادہ حقیقت سے بھٹکا دے گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریاے نیل پر پہونچا دونگا یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان مالا مال مسرت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہوکر فرمایا ای صیقل نوجوان ای شیر بیشہ طلسم اسکندری ای ماہ آسمان افسونگری ہم تمھارے بہت ممنون و مشکور ہونگے ہوشربا مین جانے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلاے فراق ہین بچپن سے ہمارا انکا ساتھ رہا اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار سے

اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ بران شمشیر زن سر جھکائے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہین کہ برادر انکے سامنے ہوشربا کا ذکر نہ کرو اُس سفر عظیم کی فکر نہ کرو آئندہ قباحت ہی دشمنون کے واسطے مصیبت ہی اگر افراسیاب جادو آگاہ ہوجاوے دشمنون کو اُنکے گرفتار کرے کسکی لیاقت ہی کہ اسیر دست انداز ہوسکے صیقل اس اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدمون کو ایرج کے بوسہ دیکہ کل کیفیت رستے کی ظاہر کی انشاء اللہ ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سختی راہ کی ظاہر ہوجائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل آئینہ دار ٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتین کررہے ہین رئیسان شہر حاضر ہوے ہین کہ یکایک ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کوہ عقیق سے تلاش کرتے ہوے نکلے تھے در دولت پر حاضر ہین نام اپنے یہ بتاتے ہین نیلم زنگی و فیلم زنگی و غضنفر صیاد عوجان دریاباری و سام بن عوجان و سیعاد عاد رشک و راز گردن یہ نام سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہوگئے ارشاد فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال کرکے لائے صیقل نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے کے سامنے اُن پہلوانون کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان واثق کو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوے ایک ایک کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور کو ساحرہ لے نکلی ہم نے آپسمین صلاح کی کہ چلکر اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو تلاش کرین شکر ہی کہ مشقت ہماری ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج نوجوان نے کہا اے پہلوانان رستم خصال و اے شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب برائے ملاقات اسد نامدار چلینگے راہبر دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ خاص ہوشربا مین چلکر وہ تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جائے اب یہ سرآمد جوانان سپہ یہ باتین جرأت کی ہونے لگین صیقل کو ایرج نے پہلو مین بٹھالا اُس شیر دل نے رہبری کے نام سے عہدۂ مصاحبت پایا ناگاہ سیاح جہانگرد یعنی آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طے کرکے سرائے مغرب مین جاکر فروکش ہوا ثابت و سیارگان نے محفل عیش و نشاط رنگین بصد تمکین ہمراہ ماہ تابان آراستہ کی شاہد نوعروس نے چنگ عشرت بجایا مشتری فلک بانرہ کرشمہ اُٹھ

محفل فرحت منزل مین مصروف رقص وسرود ہوئی یہان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش ونشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیرزن کے واسطے بارگاہ فلک اشتباہ الگ استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے ہرچند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی تمام امورات سلطنت طلسم نورافشان کا انتظام میری ذات پر موقوف ہی ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اُٹھکر تنہائی مین آئے شاپور ہمراہ ملکہ بران غرق زمین ہوکر آئین ایرج نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج کی شب اور تشریف نہیجایئے ملکہ بران بے اختیار زار زار روئین فرمایا ای شوریدۂ دشت محبت وای آشفتۂ وادی مودت زیادہ جوش وخروش کو کام نہ فرمایئے اس عشق مین اپنی جان کو بچایئے ایسا نہو کوئی وراندازنہ والد نامدار کو خبر پہونچائے مجھکو آپکو دونونکو زندگی دشوار ہوجائے انہی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

خاشاک شہر دم ہمہ اسباب جہان را	با خس نبود دوستی آتش نفسان را	اہل نظر انند کہ چون شعلہ فانوس
ببیند بیک پردہ نہان راز عیان را	زخم دل کس بخیۂ مرہم نپذیرد	باید کہ باندیشہ کشتی تیغ زبان را
شایان جرس قافلہ ریگ روان نیست	کے نالہ گلوگیر شود مرد دلان را	ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پہ رکھا ہوت

کا مزہ چکھا مگر براے خدا اپنی جان بچایئے مقام راز ونیاز ہی ہونٹھ نہ ہلایئے ایسا نہو کچھ خرابی درپیش ہو زیادہ پس وپیش ہوا ابھی تک اس نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچے ہین دردسر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مریخ جادو وصاحب علاست کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والد نامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ براے مدد آیا ہم سب کو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلہ جات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہوکر وہان کی خبر لینگے اس ذکر سے مراد یہ ہی کہ ابھی طلسم کشائی ہوشربا کی بھی ناقص ہی اگر خدانخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہوگیا لشکر خواجہ عمرو کا جمنا ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہوجاویگا یہ کہکر بران نے سر جھکا لیا چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک عارض انور پر گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر مژہ سے ہو رہی ہی ہرچند ایرج نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی

ہچکی لگی ہوئی ہی ناامیدی وصل مین قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چشم گریان کا حال پر ملال ہی ان حالات
مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا دونون کی
حسرت پر شاپور پچھاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق
عاشق خصال مین حمائل کردیے بموجب مضمون شعر وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ٭ کہ جس طرح
ساون سے بھادون ملے ٭ دونون عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہوگئے شاپور شیر دل
نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے
صحرائی چوکنے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیر دل خائف
ہوا کہ ایسا نہو ان دونون مین سے ایک کا دم نکلجاے کیا جوش و خروش ہی صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ اب انسے صبر نہوسکیگا یہ مقدمہ طشت از بام افتادہ ہوجائیگا انجام اسکا برا ہی آنسو دونون کے
پاک کیے لاکر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے
اگر یہی حال ہی زندگی محال ہی جامع المتفرقین اپنا فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہی عاشقان
مہجور کو روے شب وصل دکھاتا ہی ہر غم کے واسطے انتہا ہی بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر
روز وصلت سمجھا کر ان باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین ہوئی اب دفتر حکایت
و شکایت کھلے ہر چند شاپور عرض کرتا ہی کہ ای ملکہ عالم رات کم ہی مزاج زلف شب وصل
برہم ہی لیکن دونون دلون پر محبت کے جوش مین شراب الفت سے مدہوش ہین تھوڑے
ہی عرصہ مین شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان
فق ہوا صداے موذن سنکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صداے الفراق و الوداع
بلند عاشق و معشوق دونون دردمند پروانون نے جاکر اپنی جان دی شمع محفل بھی بستی ہوگئی
اسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے دو چار شعر بھیروین کے گائے دونون کے دل بھر آئے
شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیر زن نے اپنے دوپٹہ سے آنسو ایرج کے پاک
کیے فرمایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد اسی طرح تڑپو گے پھڑکو گے ہمکو بھی آرام نہ آئیگا
اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہی اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی بن پڑیگی ہم بخوبی سمجھائے
دیتے ہین بدون ہماری صلاح کے ہوشربا مین آنیکا قصد نہ کیجیے گا ہوش ربا ہوش ربا ہی

ایک ایک ساحر وہان یکتا ہی جب دریاے نیل پر لشکر کشی ہوگی اُسوقت ہم کسی طرح آپ کو اطلاع دینگے
ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا یکایک اتنے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہی ایرج نوجوان کو بخوبی
سمجھا کر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی بمشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو ٹالا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نورافشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ رو ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر
فلک کو بھی چکر ہی طریقہ ظلم وستم بھول گیا طائران صحرا زمزمہ سرائی بھول گئے نخل پا بہ گل تھے سرو
انکی مصیبت پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایرے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران
نے صبر کا سنگ دل پر رکھا مست مے محبت بجبر و قہر اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نورافشان
کے چلین ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ می نوش و انجم ماہ رخسار
و شمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوے
ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر صیقل ہم چاہتے ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوشربا مین پہونچا دو عرض
کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار کی یہ نیازمند اس رسم و راہ سے بخوبی
ماہر ہی لیکن اس زمانے مین ناظمان و ربندہ ہوش ربا سامان لشکر کشی کر رہے ہین لشکر ہر رخ دہکا
پر چڑھائی ہی ہر مقام پر ہمکو آپ کو روکینگے خراج گزاران افراسیاب ٹوکینگے جابجا لڑائی ہوگی
بڑی سختیون سے تا بہ ہوش ربا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا اے برادر خیال محال کو دل
مین جگہ نہ دو لشکر تیار کرو یہ فرما کر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد نامدار کے تحریر کی خلاصہ مضمون
اُس عرضی کا یہ تھا کہ اے قبلہ و کعبہ بعد آداب و تسلیمات جد عالی تبار سے عرض کیجیے گا کہ اقبال
سے حضور کے آکر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا رہبر ہوا
اُسکو ساتھ لیکر طرف سرحد طلسم ہوشربا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعاے خیر سے غلام
کو اپنے فراموش نہ فرمائیے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا
یہان ایرج نوجوان نے ملکہ شیشہ می نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر
انجم ماہ رخسار مقدمۃ الجیش سمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا
اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کر کے بصد کروفر جاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے

ہوئے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ماہ آسمان جلالت و ریاست بہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو بر وقت پہونچنا سرداران خوشخو کا براے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقی مے گلرنگ کا جام
رخ ساقی خوشی سے لالہ گون ہی
معطر ہی زبس خاک گلستان
سراپا سرو مین قد کے لچک ہی
برودت یان تلک ہی کر تو باور
رکھے تو اس ہوا مین مجھکو معذور
تو آجلدی کہ اب مجھکو نہین تاب
بھرے اخضر کے چشمے سے وہ پانی
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
لبون پہ ہی فغان اور دل پہ ہی داغ
قسم ہی تجھکو اپنے زلف ور و کی
مرے دل کے جراحت کی قسم ہی
تجھے ہی اپنی بدمستی کی سوگند
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہی
قسم ہی نالۂ نے کی تجھے یار
قسم ہی میری آہ بے اثر کی
تجھے سوگند بسمل کی طپش کی
مری بے اختیاری کی قسم ہی

صبا لائی ہی گلشن مین یہ پیغام
زبس کھینچے ہی باد تند جاروب
صبا سیار پہ ہی عنبر افشان
نہوا اسوقت تو مجھو یاس ہی قہر
کہ اوڑھی سنگ نے تختے پہ چادر
نہ آنا یان ترا میری قضا ہی
قدح کر دے لبالب یکے وہ آب
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے
ہوا ہی آن مین کچھ اور سے اور
روا مت رکھ تو میری تشنہ کامی
قسم ہی تجھکو گل کے رنگ و بو کی
تجھے جھوٹی قسم پینے کی سوگند
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند
قسم ہی نشۂ مے کی تجھے یار
قسم ہی میری فریاد و فغان کی
تجھے سوگند اس دل کے خلش کی
تجھے ان سارے قسمون کی قسم ہی

گر آمد آمد فصل جنون ہی
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
بری زعفون مین سنبل کے مہک ہی
ہوا کیا دیکھ ٹک آکر سر نہر
ارے زاہد یہ ہی انصاف سے دور
مرا جینا اگر تیری رضا ہی
کہ جسکے آگے آب زندگانی
چلین صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
نہ پھر بلبل ہی نے گل ہی نہ یہ باغ
قسم تجھکو بہ مولانائے جامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہی
کہ تُو نے دم بدم اسپنے کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہی
مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہی تجھکو میری چشم تر کی
قسم ہی عندلیب بوستان کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہی
پہونچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہی

مجھے دیوے اگر تو بادۂ ناب
گھر سے پر ہو سب کا دامن گوش

کرین مجلس مین تیرا شکر احباب
اگر دو چار دے تو ساغر مل

کرون اس تشنگی مین اسکو مین نوش
قصص تجھسے کہون رنگین تر از گل

چہرہ سیاحانِ دشت معانی وسافرانِ منازلِ سخندانی جادۂ رسم وراہ داستانِ شوکتِ بیان کو یون طی کرتے ہین شعر بیا ای خرد سندِ فرخندہ پے ؛ کہ سازیم این جادۂ سحر طی ؛ جبکہ فارس میدانِ شجاعت یکہ تازِ عرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن شناورِ محیط طلسم کشائی نہنگ بحرِ زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی ومہترِ مہتران وبہترِ بہتران دسر ہنگ سرہنگان بسباط بلاد نبی آدم مولانائے معظم ومکرم دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی ونامدار خواجہ عمرو ذیوقار طلسم صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہر وماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر ونعیم جادو وفہیم جادو ودیگر سردارانِ نامدار حاضر خدمت فیضدرجت ہوئے ایک ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر بصد کر وفر بجاہ وحشم بتمام وشوکت مالا کلام طرف دربند مہر وماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھے جس مقام پر جا کر لشکر اترا وہان کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آ کر حاضر ہوئے سامانِ دعوت مہیا کیا بسبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین دم بدم لشکر بڑھتا جاتا ہی خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاء اللہ اب دربند مہر وماہ پر پہونچینگے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہ مرحلہ جات جائینگے افراسیاب سے مقابلے پڑینگے اب ناظمان دربند لڑینگے اخضر عرض کرتا ہی ای شہریار نام حقیر سنکر سب بھاگینگے غلام آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہی یقین کامل ہی غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت آستانِ عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاء اللہ مرحلہ جات کی فتاحی کی جلد صورت پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقہ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون ای ملک اخضر تمنے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سنی تھی جب صرصر نے جا کر اسد غازی پر عیاری کی لوح لا کر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک نرگادہ پیدا ہوا دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے

افراسیاب نے اُسکے منہ مین لوح ڈالدی تھی جب مین نے حیرت کی صورت بنکر ضد کی لوح کیفیت لوح پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہر و ماہ پر مین نے لوح کو بھیجا مہر و ماہ جادو کے پاس لوح ہی اُس نشان پر عنایت سے پروردگار کے مین آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم صندل بھی فتح ہوا اور سیان مین ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا ناممکن ہی وہ بھی انگوٹھی ملی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اُسکو بھی قتل کیا اب تو یار و منزل مقصد قریب ہی اخضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی ای شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم اِن حالات کی وقفیت جسقدر کنیز کو ہی کسی کو اِس مقدمہ مین دخل نہین آپ جب حوالی طلسم مین تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہوگئی مین نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا مراد اس بیان سے یہ ہی کہ مجھکو خبر ہوگئی اگر کوئی شخص حقیر بھی اِس جانب سے جاتا لونڈی کو خبر ضرور ہوتی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی خدا آپ کی مشقت کا انجام بخیر کرے دربند مہر و ماہ پر لوح نہین ہی آیندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح دربند مہر و ماہ پر ملجاے عنایت پروردگار ورنہ ہم نہین عرض کرسکتے ان باتون کو سُنکر عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین خیرخواہان دولت کے قلب تھراتے ہین لیکن لکھا ہی کہ بعد از قطع منازل و طی مراحل قریب دربند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر اسد نامدار کا گذرا ہوا مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان جو دربند مہر و ماہ کی حاکم ہین خبرین سنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہین اپنی بھی استاد کرائین لشکر چار لاکھ ساحران غدار کا آکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونون بہنین حسن مین یکتا سحر و ساحری مین انکا شہرہ اپنے سامنے کسی کو سوجود نہین جانتی ہین سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے دوبارہ پھر گرد اُڑی فہیم جادو و فہیم جادو وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی ملازمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

یلا نوجوانو بڑھے جائیو
دو جانب سے باگین لیے جائیو
ترقی ہو اقبال کی دمبدم
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

سب دیکھنے لگے دامن گرد شگافتہ ہوا لشکر پری جمال خورشید

مثال شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب بادرفتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سروری و سالاری جبین مبین سے ساطع و لامع فتح و ظفر جلوہ کنان نظم

ورنہ و قطرے سے ای بحر سخا کے ممتاز
زندگی بخش مسیحا کا ہی لاشک اعجاز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہمیہ کھلے ہی عقدہ ناز
انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
کیا بیان اسکی عدالت کا زبانی پاؤن
رعب گنجشک سے پرواز کرے صورت باز

اگر ترا دست کرم ابر سے ہو کی ناساز
تذرِ ہنگامہ وا ایک جہان کا دل و دین
ہو وئیگی یہ گرہ دہر کی ان محرم راز
کمینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
سحر ہی صولتِ عدل اسکے نہین کہ عجاز

یہ مسلم ہی کہ دمہ یہ کرا آفاق کے بیچ
ناز کیوقت گریبان دو عالم ہی نیاز
نگاہ نرگس نظر دین گئے آہو گئے اُکی
مہربانی کا تری جور فلک پا انداز
باز و گنجشک کی کھنچین جو مصور تصویر

اس رعب و سطوت و تہور و شجاعت و لیاقت کو دیکھکر اہالیان دربند مہر و ماہ دنگ ہوگئے ایک ایک کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ تخت پر ملک اخضر جہان دیدہ کار آزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ پروانۂ جمال طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگروہ خنجر گذاران باج ستانندۂ ریش ساحران بانی بناے آرائین قصور مکاران خنجر گزاران عالم کے افسر خواجہ عمرو نامور مع چالیس ہزار پیک بچون کے جست و خیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین طبل بر داخلہ کے چوب پڑی بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ بہیر تو کئی مہینہ ہین آکر پہونچیگی چھکڑون کا تانتا لگا ہوا ہی صدا تک تک کی بلند ہی ٹٹو تا پر چلے آتے ہین بازی بنجارہ غلے لدے ہوئے آواز زنگ آرہی ہی منتظم بازارون کے مرکبہاے بادرفتار پر سوار بصد جاہ و وقار آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف انکی ذات پر کارگزاری موقوف مہر و ماہ جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہوگئین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین اپنی آکر تخت پر متمکن ہوئین وزرا امرا سے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تم نے سطوت و لیاقت طلسم کشا کو دیکھا طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئی مشیران سلطنت نے عرض کی کہ ملکۂ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرأت مین فخر رستم و زال اہالیان طلسم ہوشربا بدنام نمکحرام نالائق بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح

بلیغ عقیل فہیم دانائے روزگار عمرو عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہین ہر شے کا وہ نشان تبلاتے ہین دیکھیے کسقدر سرداران طلسم صندل شریک ہین ایک کو درد سر نہوا چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح نہوتا نہین معلوم سامان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہر و ماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہین طلسم کشا کی ہم پر کیون لشکر کشی ہوئی باعث سرکشی کیا ہی کسی نے کچھ نشان تبلایا ہی نہین معلوم طلسم کشا کیا سمجھا ہی یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہی ہر عقیل و فہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہی چیونٹی کی جب قضا آتی ہی تب پر پیدا کرتی ہی دم پہ دانہ کا بھرتی ہی ع صید را چون اجل آید بسے صیاد گرفت خیال یہ پڑا ہی کہ طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال و اسباب لوٹ لینگے سب باغیون کی مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہر و ماہ جادو نے جوانان شیران سلطنت وزیران اُبہت و افسران لشکر و ساحران نامور کو دیکھا کہ آمادۂ حرب و پیکار ہین سب بہادر نامدار ہین دورِ جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی نشے مین آکر حکم دیا نقارۂ رزمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ ہی کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہر و ماہ جادو مین حاضر تھے خبرین لیکے چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سریر جہانبانی پر ملک اخضر و نگل شوکت بر اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور ایکا ایک ہرکارے آکر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
اے فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہی کہ لشکر معرکہ آرائے نبرد ہون آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرین باقی خیر و عافیت ہی یہ سنکر اسد نامور نے ملک اخضر کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارۂ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بزن طبل را آنچنان طبل زن کہ در ہیبت زہیبت کفن بد
دہل زن دہل زن بہ تحسین او بہ بین دین او دین او دین او

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر ساحران مہر و ماہ سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہی دیکھین کون صاحب تاج و سلطنت ہی کسکی تقدیر مین ذلت ہی بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس ہوگئے کتنے توانگر ہوگئے ؛ خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہوگئے ۔ اشعار دیگر

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق ۔ کہ تو اُکھڑ کے ادھر سے ہوا اُدھر پیوست
گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری ۔ کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہی نہ شادی ہست
کہا یہ اُسنے کہ قید حیات مین انسان ۔ کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہو ست الست
اُٹھائے ہاتھ جہان سے دلے ہو کیا امکان ۔ کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست
چُھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی ۔ تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست
رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید مین برسون ۔ کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
اگر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلیٰ پر ۔ کہا یہ شوق نے ہو ہمتِ بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُسکو ۔ تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی ۔ کہ نفس سرکش دشمن ہی اُسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہی تو ہی وہ شرع کا پابند ۔ پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتون مین گر ہی مست
نہین ہی دام خلائق سے مطلق آزادی ۔ مجال کیا کہ نکل جائے کوئی کرکے جست
کہا ہی خوب کسی نے یہ شعر برجستہ ۔ گیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست
گرکرد قطع تعلق کدام شد آزاد ۔ پرندہ زہما با خدا گرفتار ست

مراد یہ تھی کہ دنیا مقام عبرت ہی عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہی لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار مصروف ہوئے غیر ساحر سپرون کو درست کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی تیرون کو زہر سے آبداری دیجاتی ہی نعرہ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی لشکر مہر و ماہ مین سحر و ساحری کا انتظام یہ دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخلہ کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف ہین علم شعبدہ مین خوب انکو وقوف ہین ہمراہیان

طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے
کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے بہت شیر ہوئے اُن روباہ صفتون کو مارکر
دلیر ہوے یہان سے بچکے کہان جائینگے پہلی لڑائی مین شکست پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال
ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید طلسم کشا ایکطرف شہنشاہ کے
چلینگے انعام اکرام ملینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے ہین دم نامردی
کا بھر رہے حیلے حوالے کی تلاش ہی کیا کہکر افسر سے فرصت لین اپنے اہل و عیال مین پہونچین
اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا سیکڑون لڑائیون سے بھاگے
باعزت اپنے گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہی لوگ بھگوڑا کہینگے زنخدار ہی کی مصیبت تو نہ سہینگے منھ
پر ہمارے کوئی کہہ نہین سکتا مرد سپاہی مشہور ہین آمد کی تو ہم ایسے آتے ہین بڑے بڑے گھبرا
جاتے ہین آخر براتے ہوئے اُٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا سیان افسر صاحب ہمارے ہی
جورو علیل ہی ہمکو فرصت دیجیے ابھی گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب فرصت
نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین لڑو نام بزرگون کا روشن کرو اُنھون نے جواب دیا
حضور ہمین اب آپ کے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نہ کرینگے ابھی چلے جائینگے یہ کہتے
ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا پرتل کے ٹٹو پہ اسباب لادا ٹخ ٹخ کرتے ہوئے چلے راہ
مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی جان کہان چلے جواب دیا بھئی مرزا تم نے سنا آج بُری خبر ہوگئی
رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پاگئے ہین ہم سے کہتے ہین رنڈی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتین کب سننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچاکر
چلے آئینگے یہ کہتے ہوے گھوڑے کو بڑھاکر نکل گئے صدہا تو ایسے حیلے حوالے کرکے نکلے بعض بیٹھے
بیٹھے رونے لگے غش کھاکے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا
بڑی مشکل سے آنکھ کھولی ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی
ڈولی منگواکر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچادو درد گردہ اُٹھا ہی اسی عارضہ مین دادا پردادا مرے
لوگون نے گھبراکر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے کہا گٹھری لقچی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے
تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بندھوا لیا لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے

تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ سمجھا کہان لاوگے لائے
ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے ٹل جاؤ نہین قرابین مار دونگا دھوان
تک پیٹ مین اتر جائیگا کہار بیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا لات اعلی
منات سعلی اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہوکر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا انکا کہاری کا
نہ دیا اسکو بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے
کہ رات کو بھٹک کر نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ براتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب
ایک گانون کے پہونچا دس پانچ پاسی کنارے گانون کے بیکے وکے کی خیر منانے کو آپہونچے
تھے انھون نے آدمی کی آواز سنی پکارا کون آتا ہے اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین
فتح دھرم خان پاسیون نے کمٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا میان ہتھیار کپڑے رکھدو جب تو شیخ
جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہے پاسیون نے عرقی بندھوا دی
اب شیخ جی سوچے سوائے لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے پلٹے کہارون نے
کہا وہی مسخرہ ننگا لُچّا چلا آتا ہے پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ٹھہرا ہمین غصہ آیا
کہ جا کر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت
دیکھو نامرد تو یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت ولیاقت ہین آمادۂ مرگ
وھیاے قضا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہے ای نور نظر نمک سرکاری کھایا ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر
تلوارین منھ پر کھانا شعر بیاہ لے جاؤ عروس موت کو، دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بر دسپاہی کی یہی آبرو ہے تیغ بیدریغ معشوق خوبرو زینت
پہلو ہے سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس بجو بیز؛ مخنث با مخنث ہیز با ہیز، چار
پہر رات اسی ہنگامے مین گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف ہلڑ تھا سحر ہوگئی شہنشاہ
پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت وسیارگان فرار برقرار کیا شہنشاہ زرین پوش نے
بصد جوش وخروش فوج شعاع وضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین تیغۂ مہر کو حمایل
کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہو کر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین کے
سمت کارزار چلے یہان دردولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا جمگھٹا و جلوخانہ مین آگر

ٹھہرتے جاتے ہین یکایک پردۂ اٹھا بیشۂ بارگاہ سے شیر حجازی اسد بن کرب غازی برآمد ہوا سرداران نامی برائے تسلیم خم ہوئے شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر ہوا ہمراہ رکاب ہو لیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر جادو بصد آبرو و بہلوے تخت مین ایک جانب فہیم و نعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ مرنے پر آمادہ پشت پر ساحر و غیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اس نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر و ماہ جادو شروع ہوئی دونون بہنین تخت پہ سوار تاج شہریاری بر سر اسباب سحر جھولیون مین بھرا ہوا گرد بڑے بڑے جادوگر بصورت مہیب و بہ شکل عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے پھریرون پر تصویرین لات و منات کی ترسول ہاتھ مین صداے یا سامری و جمشید بلند سغرور خوشامد پسند اس طرح دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبون کو اشارہ ہوا نقیباے بلند آواز بصد سوز و گداز میدان کارزار مین پہونچے سرود چھیڑے آوازین لگائین نظم

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہی		بہ ہوش باش کہ عالم رداردی پر ہی
تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی	دیگر	عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای ذوق	دیگر	بیکسی گور پر برستی ہی

نقیبون نے وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے مردان عالم کو سنائے آگئے نقشہ ناپائداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش و راحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین کے براے مقابلہ میدان کارزار مین نکلین کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک کرگدن سوار پچاس ابنچ کا قد و قامت دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا چوڑا تیغہ شل تختۂ دکان عطار کمر مین ابرو و ن پر بل غرور و تکبر چہرے سے ظاہر نیزہ تاڑ کا درخت صاف ثابت ہوتا ہی تاڑ کے درخت مین

سنان و بنان درست کی ہی سپر فولادی فراخ دامن سیاہ رو کی پشت پہ گرداب دریاے نیل سے مثال آنکھین غصے سے لال لال قوی تن قوی من جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکراکر کہا بہن تمنے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہی یہ کہکر ساحرون کو حکم دیا جلد جاکر استقبال کرو ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہی ساحران نامی گئے شاہور فیل پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کودا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پہ رکھا پوچھا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا مشتاق ہوا یہ بھی غلام نے سُنا کہ طلسم کشا آپ سے برسر پرخاش ہی جنگ کی تلاش ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعوے ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہی جوانان شیر دل کو للکارا ہی غلام کو خواہش ہی کہ جاکر طلسم کشا کو ٹوکے مشکین باندھ کے خدمت مین حاضر کرے مگر حضور یہ انتظام کرین کہ جانبین سے سحر نہونے پاے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلائے مطلب دلی ہاتھ آئے اگر شائد جنگ مغلوبہ ہو آئمین بھی حضور شراکت نہ کرین صرف تماشا دیکھین مین نے فرزندان حمزہ کے بڑے بڑے اوصاف سنے ہین بڑے بڑے ملکون پر جاکر یہ لوگ لڑے بہادر پہلوان زیر کیے بس ایسے جوان کو زیر کرکے خدمت مین لاؤن شرف جرأت حاصل کرون حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہر و ماہ کے ایسے نمکخوار تھے جنھون نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا بس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کرچکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہر چند ملکہ مہر و ماہ جادو نے روکا شاہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈۂ مست زیر ران سلح شوری دکھانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ و گھڑی کا لی ہلایا خوب پسینہ آیا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین جب خوب عرق عرق ہوچکا گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از ہیج ہیل تا بہ موزہ عرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را در آہن گرفت ؛ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؛ پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی

ہو مجھ سے اگر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلۂ شوکت و جرأت و لیاقت ہوگا سحر
ساحری موقوف دل چاہتا ہی مردان عالم فنون سپاہگری دیکھین تحسین و آفرین کرین بہ پکار کہتا تھا
کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا صندلان صندل پوش گھوڑے
سے کود اقدموں سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت مین اس حوالی مین اسکی جرأت
کے شہرے ہین بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہی کہ اس سے جا کر مقابلہ کرے
اسد نامدار نے فرمایا اے برادر مین اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہون تمکو بخوبی پہچانتا ہون جانباز سرفروش
راسخ الاعتقاد فن سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق لیکن میرا وہ نام لے کر پکارتا ہی اس عبد ذلیل
رب جلیل کو للکارتا ہی آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کرین کہ سامنے تمام عالم کے جرأت مین
فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندل
پوش نے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گوہر جادو
ملک اخضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی
ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار مین آیا ہی اپنے کو جرأت و زور و طاقت مین
یکتا جانتا ہی اسنے مہر و ماہ جادو سے اجازت لی ہی کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اسکے
خلاف نہ کیجیے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندل پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود
رہیگا اسکے ساٹھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس پیکر کا بار اٹھا لینگے سب نے سر جھکا لیا اسد
نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعاے فتح و ظفر پڑھی
میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ پشت مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا شعر

چو شیرے کہ گیرد بر آہو کمین ؞ بجست از زمین در آمد بہ زین

دیگر

ترا سمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام ؞ کہین زمانے مین ممکن نہین ہی اسکا نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ ؞ اور اسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر

اس مرکب بادرفتار کو یہ شیر اڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شتا ہو رفیل پیکر کے پہونچا گرد اسپر کا
تھام کر دوڑا آپس مین لگا ور زن ہوئے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گینڈا اسکا پیچھے

ہٹا جمالِ جہان آرائے اسد نامدار پر نگاہ پڑی سطوت وصولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام
کے اٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ
زیبائے اسد نامدار گھبرا کر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلہ کے بلایا
ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو
شاہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا در بند مہر وماہ پر لشکر کشی کی کیا ما بدولت کا نام
آپ نے نہ سنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے ما بدولت
کے پہلوان تھراتے ہین شیران دشتِ نبرد کو غش آجاتے ہین مگر ای نوجوان مجھے تیرے حال پر
رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہر وماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کرینگی
مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیر دل گزو سکہ تیرے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار
نے مسکرا کر فرمایا مہربانی تمھاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملتِ بیضا اختیار
کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو مقرر کرین افتخار اللہ جب بیشۂ شیران یعنی بارگاہ
سلیمان مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا ای جوان سوال
دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری لے کر آئی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر میری جرأت
ولیاقت کو دیکھنا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضرب سے پروردگار
بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شاہور مثل ابر کے گرگڑایا گینڈے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل
سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان وکاکل معشوقان تاک
کر سینۂ بے کینہ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون
جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گینڈا اشارے پر کام کر رہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا
سنان ہائے نیزہ مثل ستارون کے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت وآفرین کی صدائین آتی ہین
دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکلگیا
چہرے پر اس جوان کے ہوائیان اڑنے لگین نیزہ پھر آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ ڈالا اصاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدر مہیب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی ای جوان یہ تیغ
بیدریغ ہی برسونکا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہی خبردار خبردار کہکے گینڈے کو بڑھایا اسد نامدار

نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا لگا یا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو تھا کر اسد نامور نے نعرہ کیا ای بہادر شعر تو ضرب بے زوی ضرب من نوش کن ۞ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۞ خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اٹھا دیا لیکن تیغہ چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہونچا شاہور نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور میں جاتا تھا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کفر کی آتے ہوئے دیکھی تیغۂ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار رم کردہ رزم جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران | شہنشاہ نام آور و کامران

ادھر سے شاہزادہ صندلان صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر جا پڑا دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت کے ملگئے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ ۞ قیامت ز گیتی شد انگیختہ ۞ لشکر ساحران جانبین کے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دونوں لشکر آپس میں مل گئے دریائے خون بہ رہے ہیں شاہور کو بھی پہلوانوں نے اٹھایا زخم سر اس خود سر کا باندھا دوبارہ پھر وہ گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا پرے درہم و برہم کیے نشانہائے فوج قلم کیے دریائے خون جاری ہے طبل و نقارے بج رہے ہیں کس خوبی سے یہ شیر جنگ میں مصروف ہے اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا وقوف ہے جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ میں پھر اسد نامدار سے مقابلہ کروں جرأت اپنی دکھاؤں بیچ میں پہلوان آجاتے ہیں دونوں کو بچاتے ہیں خواجہ عمرو ایک بلندی سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اٹھا دیے ۞ سب فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانا چاہتے تھے کہ دامن پناہ لیں سامنے سے ان شیران دشت نبرد کے ہٹ جائیں لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی تا گرد بلند فوج شاہور دمندوں قلیل باقی تھا کہ شاہور نے اسد نامور سے بھی مقابلہ ہوا اسد نامدار نے للکارا

شاہور بھی جا پڑا ایچ ہین اکثر پہلوان آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب
بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی ای جوان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین
پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا گھائے زخم جسم کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرأت مین
سرو نوخاستہ باغ جرأت و عندلیب بوستان جلالت ایک رنگ سے لڑائی مین مصروف ہی
شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم مزاج اسد زیادہ برہم یہ نہنگ بحر صاحبقرانی
دریائے فوج مین ڈوب کر اژدہائے خونخوار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چکی ہی
کئی کوس تک لڑتے بھڑتے آئے اب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہای
خون پردۂ چشم مین جبتک سپر اُٹھائین تیغہ شاہور چل گیا زخم سر اسد غازی چوپارہ ہو گیا انتہا
کی جی داری کر کے جواب ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پڑا اُسکے سردار ٹوٹ پڑے بہت سے
اِس مقام پر مارے گئے مگر اپنے سردار کو لے نکلے مازندان اسد قتل کرتے ہوئے چلے یہ فتحیاب
ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرأت سے لڑ رہا ہی فوج دشمن
کو تہ و بالا کر دیا ہی ناگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف کاشانۂ
مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردانِ عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ
حمائل گردن مرکب کیے غش آگیا مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب
سے نکلا مگر بے زبان جدھر منہ اُٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی
کو فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سردارون کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آ کر پہونچے عمرو نے پوچھا
ای صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمھارا اسد نامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سُنی تلاش کرنا شروع
کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کٹا ہوا پایا کہین قرولی کمر کی دستیاب ہوئی نشان
قطرات خون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا نمداری مین نکال لیگیا عمرو نے صندلان سے
کہا ای برادر ربط و ضبط کو کام فرمانا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی
مین برائے تلاش جاتا ہون یہان چہار جانب عملداری مہرو ماہ جادو کی ہی جس جگہ مرکب ۱۲

لیکے پہونچیگا وہ بھی قصد کریگا کہ گرفتار کرکے پاس مہر و ماہ کے حاضر کردون پس اس امر کا چھپانا واجب و لازم ہی بخوبی صندلان کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی کو چلا لیکن صندلان نے ہرچند چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سُنا بیتاب ہوگیا کلیجہ تھام لیا ہاے آقاے نامدار کی صدا بلند ہوئی ملک اخضر پلٹ کر داخل بارگاہ ہوا ہی اُدھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آکر ٹھہرین ملک اخضر و ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین با اطمینان نہین بیٹھنے پائے ہین کہ صدائے واویلا کان مین آئی اخضر نے گھبرا کر کہا ای یارو خیر تو ہی چند کس نے بڑھکر عرض کی ای شہریار ہمارے آقاے نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا سنا ہو کہ ملازم اسکو زخمدار ی مین لے بھاگے شاہزادہ صندلان سرداران زخمی اُٹھوا رہا ہی خواجہ عمرو براے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کرگئے ہین کہ اسد غازی کا غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے مُنھ پیٹ لیا تاج سر سے دیمارا کہا صاحبو سیر دربار بیان کرتے ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو براے تلاش اسد نامدار روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش برآواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا جاتا ہی جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو و اُسی وقت چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جستجوے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر و ماہ جادو کے لشکر اسلام مین حاضر تھے یہ خبر سنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچے عرض کی ای ملکہ عالم سنا ہو کہ تو شاید ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اُسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا کسی جانب اُسکو نکال لیگیا ملازمان اسد روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین ملک اخضر نے ہرکارے براے تلاش چہار جانب بھیجدیے خود بھی گوش برآواز ہی ملکہ گوہر جادو منتظم طلایہ اسی فکر مین ہی کہ اپنے آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً براے تلاش جائین مہر و ماہ جادو نے اُسی وقت چند فرمان مہر خاص تحریر کرائے خلاصہ مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہوکر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین مابدولت کی روانہ کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے خراج گذارون کے روانہ کردیے سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جاکر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ

جو اِس باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہوجائیگا مہر و ماہ یہ فکر کرکے مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا رہوار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے برروے زمین گرا مگر بیہوش مدہوش قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہر و ماہ کا باغ اسی صحرا مین ہی صبح کو قریب حوض کرسی پر آکے جلوہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے بہ سبب کم سنی کے پانی سے کھیل رہی ہی پانی کی آبرو بڑھاتی ہی ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سُرخ حوض مین پیدا ہوئی ایک تار بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب یاقوت رنگ کو اُٹھایا سونگھا بوے خون آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ جو جھیل ہی حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہی نئی صورت ہی بوے خون آتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گیئن دور سے دیکھا ایک ماہ تابان مہر درخشان کنارے جھیل کے بیہوش مدہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئین سامنے ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سوسن سے بولا نہین جاتا شمشاد سیدھی مزاج نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن دیا سمن کو حیرت کا جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اُٹھی سنبل کو دو کوڑے مارے کہا سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی مگر اب سوسن نے خوف سے زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو قتل کرکے قریب نہر کے ڈالدیا ہی حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرما کر اسمقدمۂ خاص کو تحقیق کرینگے سزاے معقول دینگے جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب و لازم ہی اگر بہ کشتن رہ و زاول یہ کہتی ہوئی ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری مر دے کے

پاس جانا مناسب نہین ہو نہین معلوم حسب ونسب کیا ہو کہان کا رہنے والا ہو اتنا تو دور سے ثابت
ہوتا ہو صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہو نہین معلوم جادو ون مین کیونکر پھنس گیا یہ بھی ظاہر ہو کہ
تلوار چلی ہال نہین ہو یا پوشاک جسم پر آراستہ ہو بلکہ جواہر بے انتہا ہو ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون
باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ستارۂ سحری پڑا ہوا چمک
رہا ہو ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے قریب آئی اب بخوبی
نگاہ جمال بمثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت وشان خوبصورت صاحب
سطوت ولیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن وجمال نخل حدیقۂ جاہ وجلال سر زخمی لختے خون
کے جسم انور پر جمے ہوے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ پر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش
کا حیرت سے مُنہ کھلا ہوا تیر اپنی خطا کاری پر سہمے ہوے مرکب صبادم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہو جب
اپنے آقا کا خیال آتا ہو پھر تڑپ کے شبہہ بھرتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہو کبھی گرد پھرتا ہو ملکہ جمال اُس یوسف
کنعان جرأت کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت واسیر حلقۂ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم
والم کی طغیانی اُس جوش وخروش مین گھبرا کر کہا اری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہو یا نہین
غنچہ دہن نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اُٹھ کر
لپٹ جاے تو مین کیا کرون ملکہ نے جھلا کر جواب دیا اُو شقتل اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نجاتا تلوون
کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر
نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا آمد وشد نفس کی جو پائی خوشی ہوکر آواز دی یہ جوان زندہ ہو
مجھکو اس وجہ سے زیادہ خوشی ہوئی اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت
کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی
کسی پر دست ظلم نہ اُٹھائیگا کنیزین دوڑ کر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین
ملکہ نے آگے بڑھکے سر اُٹھایا جب تو کنیزین دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا
لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر اعضا سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلوون
پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا پایہ پر پلنگ کے ہاتھ رکھدیا

گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو ابھی تک تو خیر ہی یہ جوان
صحیح و سالم ہی آیندہ زخم دوزی ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کاریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پائے جب اپنے عزیزون مین جائے تو ہماری عنایت و مرحمت
کا ذکر اپنی زبان پر لائے عمر بھر ممنون و مشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہی تم لوگ بدکار نہین معلوم
کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو لیجا کر آب و
کاہ سے سیراب کرو جوان کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا چھپر کھٹ پر لٹاؤ کنیزون
نے کہا واری فوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپر کھٹ پر لٹانا مناسب نہین ہی
ملکہ نے غصے مین جواب دیا اری بدبختو سامری جمشید تمکو غارت کرین کیسے تمھارے چھپر کے ہین
بیچارے مسافر کے بیٹھنے سے کیا پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا
کیا نقصان ہی حضور کا سر سیمان پر احسان ہی جب چھپر کھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے
ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے کوئی ٹانکا بہ سختی لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اسکے ہاتھ
مین بھونکدی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا کیون حرامزادی اب تجھکو برا یا درد بھی معلوم ہوا
غیر کے جسم مین سوئی گھیٹر دی کچھ صدمہ ہوا اب کیون سسکیاں لیتی ہی وہ آنکھون مین آنسو
بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگائے پٹیان چڑھا دین رومال ہاتھ مین
لیکر مگس پرانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن دل سے کہتی ہی ای
شمیم یہ کون جوان ہی اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا بس آسمان کا چاند ہی کس باغ
کا پھول ہی کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھائے ملال نہ دیا کیا جرات
ہی اس خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ چلدار دوڑی ہوئی آئی
عرض کی در دولت پر نامہ دار بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہی ملکہ مہرو ماہ جادو نے ایک اپنے
غلام خاص کو روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت
عرض کرون یہ سنکر ملکہ شمیم اٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار
کو بلاؤ وہ نامہ دار سامنے ملکہ شمیم کے اٹھکر بعد آداب و تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ
نے اسکو کھولا مضمون تحریر یہ ہی کہ اے خراجگزار ان ما بدولت خبردار اس صورت کے جوان نے

شکست کھائی زخمی ہو کر نکل گیا جس مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام واکرام پائیگا اور اگر شاید کسی نے اپنے گھر مین جگہ دی مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے تصویر دیکھی اب صاف ثابت ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے بیچ قصر مین ہے صاف اسی کا ذکر ہے سر جھکا جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم گذارش شہنشاہی کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے دشمنون کو گھر مین جگہ دین جستجو مین مصروف ہین اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت دیکر نامہ دار کو رخصت کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری مین آئی سراپا دیکھنے لگی فال خط مین وضع مین سر مو فرق نہ پایا کنیزین پوچھ رہی ہین حضور اُس کاغذ مین ملکہ مہر و ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ کچھ جواب نہین دیتی یکایک اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ فرش ملوکانہ سے پیراستہ پہلو مین کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر بصد کر و فر جلوہ فرما ہے دہن تنگ کو غنچہ گل سے کیا مثال وہ ان اُنہین پہ شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہے سراسر عقل کا قصور ہے چشم غزال سے کیا مثال وہ ان وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ مین دلربائی یہی شعر صادق آتا ہے شعر مثال چشم تو آمد محالش * کہ چشم دگر باشد محالش غزل

گرا برو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
دیتا ہے کون عاشق دلگیر کا جواب
دانا وہ ہے مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہے مجھکو دیدہ زنجیر کا جواب
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
لکھا نہین ہے آتش دلگیر کا جواب

مژگان تیز مین ہے بھرے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئنہ کا منہ ہوا سیاہ
آتا ہے اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل مشق وکم کو ہمارے خیال مین
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
اے انتظار یار یہ نہین آنکھ دار ہے
لکھنا محال ہے خط تقدیر کا جواب
اچھے ہین مجھکو شعر کچھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادہ والا قدر کے آہ نکل گئی اُس

گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پیلا ہو اسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن وجمال سے غش آگیا ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزون سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جاکر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبا سے اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اُسنے کام

تخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ عرش علی پر پہونچایا ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اسکو اپنے گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری آفتاب لب بام ہی اس خیال مین تھی کہ اسد نامدار اٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ مین پاس سے اٹھجاؤن اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ ای مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو اپنے چھوڑ کر آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرما کر جواب دیا صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج کرے مین نے زخم دوزی کردی کنیزون سے اٹھوا کر باغ مین لائی تمھاری غربت مسافرت پر رحم آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی اسم گرامی فرمایئے یہ مقابلہ کس مقام پہ ہوا کس سے تلوار چلی صاف صاف فرمایئے مجھسے نہ چھپایئے مفصل معلوم ہو تو اسکی کچھ تدبیر کیجاے اسد نامدار نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی طلسم ہوشربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے ہین رئیس و امیر سب بخوبی جانتے ہین نام اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصہ یکتا غازی اسد بن کرب غازی ہی ملکہ شمیم نے سنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سنا ملکہ مہر و ماہ جادو نے فرمان جاری کیے ہین خراج گزارون پر حکم ہی کہ جسکے یہان زخمی ہو کر پہونچے فوراً گرفتار کر کے روانہ کرین جو شخص تامل کریگا سزا پائیگا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آئندہ مخفی رہنا دشوار ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی اگر ملکہ مہر و ماہ افراسیاب کو لکھ بھیجین تو وہ اپنے کمال علم سے وہین بیٹھے بیٹھے بتلا دیگا کہ طلسم کشا فلان مکان مین موجود ہی اگر مزاج مین شہنشاہ کے آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگائے پس آپ کو مین کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پہ ہاتھ ڈالا کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان دل تمھارے لیے ضرور بیقرار ہوگا آنکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے گر زبان سے اف نہ کرے وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مالک سے آمادۂ حرب و پیکار ہو ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین گرفتار مجلس رنج و بلا ہین جان دنیا مشغول ہی خیر اس حیلے سے تم سے بھی ملاقات ہوئی لو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اٹھے ملکہ شمیم گھبرائی

نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کر دی اسد
نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین
مین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین مین اسکے ذکر مین حقیقت مین یہان رہنا بہتر نہین
انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پائینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا بلوائینگے شمیم رونے لگی
کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمائیے زخم صحیح ہو لین آپ
کو اختیار ہی اسد نے فرمایا ای ملکہ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھونگا
بھلا کہین مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہو سکتے شمیم نے کہا مین تو چھپاؤنگی عین زخمداری مین
نہ جانے دونگی پہر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لا کر اسباب
عیش و نشاط مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت
دین اسلام قبول کرو تب تمھارے یہان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہی
ہونے دو سو خداوند کیسے چند کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے
بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دور جام بخوف گردش انجام چلنے
لگا ماہ و مہر ایک بیچ مین دو گوہر بے بہا ایک برج مین کنیزان ماہرو سامنے صدائے ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند ہی گر دم بدم اسد نامدار یہی فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ
نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو
بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہی کہ جان کو قدم اقدس پر نثار کرون یا تمھارا ساتھ دون جانا
تمھارا مجھپر بہت شاق ہو گا بموجب مضمون شعر

گئے تم ادھر اور رہے ہم غمین ہی	کھوئی دم جیسے تو دم واپسین ہی	گر محبت ہی زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری سے پہلے مرگ ہی ہونا عذاب کا	اب برسون ہو پھر وصل ہو گا کیا ہم نصیب	کم ہو گا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب
ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب	لکھا یا کرین نصیب کی یہ ستم نصیب	بستر مین لاکھ لطف و کرم تجھسے ستم
اپنے نہ ہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب	سو بار جو قلم ہو زبان شمع کی قلم	اک حرف ہو نہ شکل زبان قلم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھیر	اے خوش نصیب تجھکو بلا دے حرم نصیب	جاتے ہین کوئے یار مین آئین جو ہو سو ہو
اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب		

اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے رو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا

اے ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحر و غیر ساحر سب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ
پہونچے ملکہ نے کہا اے شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہے صحبت آراستہ کی
اسمین بھی انتشار ہے کوئی در انداز فساد نہ برپا کرے ہمین دونون طرح مشکل ہے اسد نے کہا
نہین تم ہمارے لشکر ہی مین چلو ملک اخضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے
خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہان تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزار
ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے سر جھکا کر
اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلپیرہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا تھا پلٹا کہ جا کر مہر و ماہ
جادو سے اطلاع کردن فوج لیکر آؤن اس باغی کو گرفتار کرکے لیجاؤن پی شمیم کا کوئی نشان بھی
نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض
کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلپیرہن کے دیکھا ہے بی شمیم بڑے راز و نیاز سے
باتین کر رہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے مین کانپنے
لگین نیمچہ ٹیک کر اٹھین لشکر مین کمربندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہو کے چلین
عقب مین فرداً فرداً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک اخضر
کے پہونچے جاتے ہی عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نہال
حدیقۂ جرأت موجود ہے مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبرا کر ملک اخضر اُٹھا سب
سے پہلے شاہزادہ صندلان صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اٹھتے اٹھتے کنیزون
کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ہزبر دشت
طراری و نہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر
اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اُتر کر ٹہل رہے ہین کہ طرف سے دربند مہر و ماہ کے گرد غلیظ
بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گرز و تیغ ناریخ ہاتھ مین دوڑے ہوئے
ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جادوگر کی صورت
بنکر تیار ہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو انھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہے
ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہے حکم ہے ملکہ مہر و ماہ کا

چہار جانب سے جا کر باغ کو گھیر و ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکل جائے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے
ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہو جاویگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر
عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کر چلکر اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہو جائے
اُسی کے سر سہرا ہی اس برات کا وہی دولھا ہی اگر خدا نخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار
ہو جاویگی یہ سوچ کر عمرو بھاگا قریب اُس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پر ہزار دو ہزار ساحر
شُل رہے ہین عمرو کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوا
گوٹے دار پگڑی سر پر جنی ہوئی چپکن زیب جسم انور چاندی کی چھڑی کمر مین اُسپر مہر افراسیاب جادو پکارتے
ہوئے دروازے پر آئے کہتے ہوئے یارو حکم ہی شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا
انعام بیحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا
ہی بی شمیم نے دامن پناہ دیا دھکڑے کو لیا پہلو مین بیٹھین ہم ہرچند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین
عمرو نے کہا بھائیو تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم گلپیرہن کے ملازم ہو سب نے کہا اصل مین
افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگذاری سے اُنکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بھائیو شاباش
بڑے خیرخواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیرخواہی لکھونگا اندر جا کر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون
جھوٹی خبر سے افراسیاب خفا ہوتا ہی سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بڑبڑاتا ہوا
اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار
مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک مہجبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گرد اگرد چار سو
مصاحبان خوش رو صحبت عیش و نشاط آراستہ دیکھکر عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ
بھی کیا خوش نصیب ہین جہان پہونچے ایک ماہ رخسار برائے خدمتگذاری حاضر ہی مگر جو بلا نازل
ہونے کو ہی اُسکی خبر نہین ہی یہ سوچتا ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون
شخص ہی جو بلا تکلف ہمارے ناموس مین چلا آتا ہی ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار
کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی ہی مجھے نہین پہچانتی ہو دم بھر مین اب
فوج آتی ہی سب کی مشکین باندھی جائینگی اور اسد اُٹھو وہان سے ہاتھ باندھنے مین ہرکارون کا
جمعدار ہون خطا معاف کرا دونگا بھلا اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہی غصے مین

جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جاکر افراسیاب کو اطلاع کرو وہ بچا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال معلوم ہوا جاتا ہی وہی افراسیاب ہی جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا ہمکو کچھ رشوت دلوا دو تمھاری خبر چھپوا دین اور شمیم تو تمھین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دے شمیم کا پہننے لگی چاہا کپڑے اُتار دے یہ دن اسد نے خنجر کا کہا ملکہ کیون مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا آواز دی او طلسم کشا کیون شامتین آئی ہین ساری طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے باین آنکھ کا تل دکھایا اسد نے اپنے پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی معشوق خوبرو ملی پہلو مین لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہر و ماہ جادو کو خبر پہونچ گئی لشکر لیکر وہ سب آتی ہین ای ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہی کہ یا تو انکو نکلوا یا مخفی کروا دو انکی دونون کی جان بچا دیہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا ای ملکہ عالم یہ ہمارے پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے ہین بجا ہی شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری و ای قطب فلک خنجر گذاری مین لائق مقابلہ مہر و ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند مہر و ماہ رات دن انکے قبضہ مین دنکو رات بنائین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرین لائق سلطنت صاحب شوکت و لیاقت ہین انکی خراج گذار مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے مین آمادہ مرگ و مہیائے قضا حاضر ہون اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ [illegible] جان دونگی انکار مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای نور نظر سچ کہتی ہی یہ قبیل تمام یہان سے نکل جاؤ اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچاؤ اسد نے آنکھون مین آنسو بھرکر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپ کے گردن تابی نہین کرسکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم مین جب چھوٹونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک الخضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی خدائے غفور ہی وہ مالک مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موئے جسم کم کر سکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوچہ جرأت سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوشربا مین آیا سوائے خالق بے نیاز کے کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب طرح کا سامان ممکن ہوا یہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر چمکی ابر فوج ساحران درہم و برہم ہوگا ایک کو

ایک کا غم ہوگا بھاگتے نظر آئینگے ساحران مکار مین منھ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار نے مرکب تیار کیا قبضہ پہ ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پرسوار ہو آمادہ حرب وپیکار ہو عمرو نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا اے اسد نامدار اے نور نگاہ صاحبقران عالیوقار جہالت کرنا بہتر نہین ہے اسوقت ہٹ جاؤ آیندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری در بند مہر وماہ فتح نہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھرکر کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھایئے خداے ما بزرگ ست ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین کانپنے لگی ہاے ابر سرخ وسفید نمایان ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے چمکے دیکھا عمرو نے مہر وماہ جادو طاؤسان زرین بال پرسوار بہ قہر وغضب تمام دونون بد انجام آگے آگے پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار باز وبط پرسوار ہر بر ہاے آتشین اژدرہاے شعلہ بار زبانہاے شعلہ ہاے آتشین بھڑکتے ہوئے لگے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو گلیم اوڑھ کر کنارے ہوا اسد نے خانۂ زین کو مشعل خانۂ آفتاب روشن کیا تیغ برق مثال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	من آنم سرکوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار
نظر کردۂ شیر پروردگار	تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا شمیم گل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے	

آگاہ نہین کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے ہین کسقدر بات کا پاس ہے موت کا مزہ چکھتے ہین اٹھا کر جھولی باءین ہاتھ پر ڈالی بارہ سو کنیزین تیار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر وماہ جادو پر یہ بھی جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منھ کھولا قصد کیا سحر پڑھے اسد نے تاک کر تیر مارا حلق پر اُس ناکام کے پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا وہ ساحر مرا تاریکی چھائی زمین بارغ تھرائی اُس تاریکی مین اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز سے کسی کو تیغہ برق شال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈال دیا مہر وماہ جادو سحر کر رہی ہین شمیم کو للکارتی ہین اے شمیم تیری کیون شامت آئی ہے دماغ مین بوے کبر ونخوت بھری ہے ما بدولت سے مقابلہ کرتی ہے جان کو نہین ڈرتی ہے رومال سے ہاتھ باندھکے قدمون کو بوسہ دے طلسم کشا کی مشکین باندھلے افراسیاب تجھسے راضی ہوگا خلعت واکرام وجاگیر ملیگا حکومت ملک حاصل ہوگی تاجدارون مین شامل ہوگی شمیم جوش عشق اسد تیغ زن مین جواب دیتی ہے لاکھ جان ایک ناخن پاے اسد نامدار پر قربان ہے مین مطیع مذہب اسلام ہوچکی لات ومنات پر لعنت کی

یہ سنکر مہر و ماہ جادو کو غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بےادبی عشق طلسم کشا مین ایسی مبہوت ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال نہ آیا حق نمک کو بھی بھلا دیا دیکھ تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم دکھاتی ہون یہ کہکر دونون بہنین طاؤسان زرین بال سے اُتر ین سحر کرنے لگین ایک دو ہتر طرف اسد غازی کے دیکھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا اُس ناری نے غضب کیا میرے آتشخو شعلہ مزاج کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر روئی کا گالا نکالا اُسپر قطرے خون کے ڈالے دریا دلی دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے اسد نامدار نے رہائی پائی آگ بالکل ٹھنڈی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہر و ماہ نے جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادوگر کی گرز مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا یہ بھی بیچاری لڑکھڑا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا رہروی سے بیکار اسد مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منہ کے بھل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے جلنے لگی کسی نے اپنی تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھر لی بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت تھی چشم زدن مین سب کو مبتلاے سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی ای ساحران نامی ای نمکخواران افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور و ناچار ہین اب انکی مشکین باندھ لو دم نہ لینے دو بسکے مرتبہ اعلیٰ ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے منہ چڑھی دیکھو سبکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روے شمیم متغیر ستر و متحیر اسد غازی نے جو یہ حال پر ملال اُس مہ جبین کا دیکھا یہ تو بہادر جری غازی مجاہد ہین راکع و ساجد ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اُسکی بیکسی و بےبسی دیکھکر بےقرار ہوا اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم ای حکیم مطلق ای کارساز برحق اس آفت ناگہانی سے بچالے اس نو مسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کرین تو نے پیدا کیا خاک کے پتلے کو گویا کیا چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوئے اراکین کو وہ ہاے تسکین زمین پنہا ہوئے نظم

کیونکر نہو تیری آس تو نے	افلاک کو بے ستون بنایا	اس دام سے مجھکو تو چھڑا دے

داؤد نے جسمین ہی پھنسایا	وہ عشق دے جسکا نام اسلام	وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
مجھکو بھی بچائے جیسے تونے	یوسف کو ہی چاہ سے بچایا	وہ رفعتِ حال دے کہ جس نے
منصور کو دار پر چڑھایا	اُسکا مرے دل پہ ایک پرتو	جس شعلے نے طور کو جلایا
مومن کہے کس سے حال آخر	ہے کون ترے سوا خدایا	بیقرار ہوکر اسد غازی نے تہ

دل سے دعا کی باب اجابت وا تھا در قبول پر دعا نے جا کر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو و خوشنخو خوشرو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے آکر پہونچی اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلائے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہ ہائے آتش پیچ مین دو ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے گرتے گوہر نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کھینچ مارا دانے ٹوٹے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے ابر مرداریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا صنم اخضر جادو و ساحر خوشنخو وزیرہ ملکہ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزار ہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دو تین حملے ایسے کیے طبقے زمین کے ہلا دیے نظم

وہ نعرے اسد کے بوقتِ دغا	کہ باشیدائی کا فران بجیا	صنم شیر صولت یل ذی وقار
صنم صفدر و صف شکن نامدار	صنم رہبر و جادۂ صفدری	کہ باطل کنم مذہب سامری
من آنیم سرکوب افراسیاب	نظر کردۂ شاہ عالیجناب	چو تیغ علی برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میانِ مصاف	عمرو بھی بہ مردی و قہر و عتاب	لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا	یہم مکر کا دمبدم جوش تھا	کبھی حقۂ نفط دن سے چلا
لگی آگ منہ ناریون کا جلا	کبھی جوش مین آکے مار لعاب	گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
کبھی نیمچہ کھینچکر جا پڑا	بقہر و غضب کافرونسے لڑا	لڑائی مین مصروف بے خوف و بیم

وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم — لیکن مہر و ماہ جادو بھی بلائے روزگار ہین علم سحر و ساحری مین نامی ہو نامدار ہین دو چار حملے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر برمین ماش کے دانے اُس بدمعاش نے پھینک مارے ہزارون غلطی ساحرون کا کھیت ہوا

جنس مرگ کی طغیانی جابری کی گرانی یہ دونون بجیا یکار غدار جو فروش وگندم نما دانہ نہ دو دشمنان رب صمد اس طور سے اڑین سحر ہاے کامل صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اُٹھ گئے اخضر زخمدار گوہر بارش کی بوچھار گوہر کو آبرو بچانا مشکل ہوئی زخمی ہو کر بہت بیدل ہوئی قریب ہی کہ اسد وغیرہ سب گرفتار ہو جائین عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ مین سے نکلجاؤن جان بچاؤن شب کو اگر عیاری کرونگا بن پڑے گا تو اسد غازی کو چھوڑاؤنگا مہر جادو نے دور سے دیکھا ساربان زادہ ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا لڑ رہا ہی اب بھاگا چاہتا ہی جھپٹی کہ جا کر عمرو کو گرفتار کرون صندلان صندلی پوش بھی لڑائی مین تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑون ماہ جادو نے چمک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پا بہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہو کر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہی کہ تلوار کھینچون ہاتھ دستگیری نہین کرتا پیر مین ثابت قدمی کجا قلب قلب ہو گیا لشکر مین تباہی صفون مین بربادی کیسے مجبور و ناچار ہوئے ساحر سحر کرتا بھوے سردار گرفتار ہونے لگے اسوقت اہل اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت مین مبتلا دیکھا بڑھ بڑھکے لڑی زخم کھانے لڑکھڑا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب ظلم و بدعت نے طلوع کیا صداے یاربا یا مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہو کر سب پکارنے لگے اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچاے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظ آمین کہی کہ آسمان سے بہشتی پھولون کی آئین ہواے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچہ چٹاک کر گل ہوئے برہم گیسوے سنبل ہوئے سب سر اُٹھا کر دیکھنے لگے نظم دلپذیر بہاریہ در صفت آمد لشکر بہار جادو وگلعذار خوشخو

پھر شجر سر سبز ہین کہتے ہین آتی ہی بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مستان جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گریان
چارہ ون کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی پتے سرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوہ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین
کلفت و رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپکے خود پردے مین کرتی ہو ظاہر صورتین	آپ پنہان ہو مگر جلوے دکھاتی ہو بہار

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یکایک صحراے خارستان سنگین خزان پر بہار ہوا کیون ہواے سرد کی یہ شدومد ہو کس گلعذار غنچہ دہن کی آمد ہو کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خوب روظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین رنگینی بات بات مین گرتے گرتے گلدستہ مار نعرہ کیا سنبھلو ملکہ بہار جادو کئی ہزار ہمراہیان مہر و ماہ جھوٹے جمال بے مثال بہار پر نگاہین ڈالین ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے	دھاگون مین آگیا بت زنار دار کے
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ	تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
مانند گرد باد لپیٹین گے ہم تجھے	آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے
نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم	جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہو خلیل	پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

دیگر

نہ پوچھو کس لیے آنسو ہین ڈبڈبائے ہوئے	کسی جگہ سے ہم آتے ہین چوٹ کھاے ہوئے
نے گا داغ جگر ایک دن چراغ مراد	یتیم ہم اپنے خدا سے ہین لو لگائے ہوئے
اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت رہے	خدا کیواسطے جاتے ہین ہوش اڑے ہوئے
ذرا یہ قافلے سے کہدو ہم بھی آتے ہین	بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے
کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کے وقت	کہ خاک ڈالو نہ اپنے یہ ہین نہائے ہوئے

کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا کوئی ہائے بہار کہکے بڑھا لشکر مہر و ماہ تہ و بالا لشکر مسلمانان مین ہلڑ ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر و ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بیچیا واصل جہنم ہوئے مہر و ماہ بھی سنبھلین باران سحر برساکے ان دیوانون کو ہوش مین لائین مگر وہ بہار ہی ایک جانب ہوشیار ہوئے دوسری صف کے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر و ماہ گھبرا گئین کس کس کا سحر اتارین کس کس کی

جان بچا یئن حیران و مضطر لیکن در بند مہر و ماہ کی ناظم ہین ملک افسونگری کی حاکم ہین دو بہنین ایک نے
سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری
نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اُڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلۂ جوالہ دوسری آتش
کا پرکالا ایک کے سحر سے آندھی اُٹھی دوسری کے سحر سے گرد اُڑی ایک خضر کو روکتی ہی ایک بہار کو
بڑھکر ٹوکتی ہی دونون نے آپسمین صلاح کی بہار تعلیم کردہ افراسیاب ہی رنگ ساحری مین انتخاب
ہی اسکو دھوکھا دیکر لڑو چہار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہر نے بڑھکر للکارا ای بہار ادھر آؤ آفتاب
سے آنکھ ملاؤ ہم پہ سحر کرو غزیا پہ نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چمک
کر پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پہ گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے
دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار زخمدار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا نہو زخمون مین
درد پیدا ہو دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا خون رکا لڑائی مین مصروف ہوئی مگر ایسی رحبین کا زخمی
ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون مین ہوا بھری زبان مین لکنت آئی مہر و ماہ جادو نے
زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جما یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران مین
ظاہر ہوا کانون پہ ہاتھ رکھکر چیخ ماری ہم رعد جادو کئی سو ساحر لڑکھڑا کر گرے ناک سے قطرے
خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا ہم برق جادو وہان تو بیٹے کی آواز کی
مشتاق رہتی ہی کئی سو کے سر اُڑا دیے آڑی ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے
اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ ہوا ہم ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا ہم صاحب
سطوت و شوکت باغبان قدرت یہ بھی آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا مالا اب رعد کی گرج
برق کی چمک برق لامع کی کڑک بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیندان سب نے جو سحر
کیے لڑے انتہا کے سحر کے پڑے لشکر مہر و ماہ جادو پسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تپ رہی ہی
پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل
رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر و ماہ جادو وہ بلاے روزگار ہین سبکو جواب دیتی ہین
مگر باغبان قدرت بصد صولت و شوکت رکاب سعادت انتساب اسد پر ہاتھ رکھے ہوئے لڑتا ہوا
جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہی اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھر دیا

مہر وماہ کے لشکر کو بھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بند وبست اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی
تین پہر برابر لڑائی رہی مگر مہر وماہ جادو نے قدم نہین ہٹائے لشکر ساحران کو بچاتی ہین آپ بڑھ بڑھکے
لڑ رہی ہین نقیبون کو اشارہ کیا ہی نقباے بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہین
صدائین دیتے ہین ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھکے
لڑو زخم کھاکے سرخرو ہو بزرگون کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر
نام رستم بھی مٹا دو آج ہی وہ معرکا پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا دنیا مقام
عبرت ہی نہ جاے عشرت رستم و زال سام و نریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے
خاک مین مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی اُنکا ذکر بھی نہین کرتا کسی نے جاکر قبر پہ فاتحہ تک بھی
پڑھا لیکن نام جرأت اُنکا باقی ہی محفلون مین ذکر ہوتے ہین مردان عالم اُنکا حال سنکر روتے ہین اُنکے
نام مٹاؤ اپنا رنگ جرأت جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کرین نام سنکر فریاد کرین یہ آوازین عبرت خیز وحشت
انگیز سنکر جوانون کو جوش عبرت ہوا بڑھ بڑھکے لڑے جابنین کے لاکھون مارے گئے لاشے زمین مین
تڑپ رہے ہین بھائی کی بھائی کو خبر نہین جان سے مایوس دریاے فوج مین نہنگانہ شناوری کر رہے
ہین پہر دن پچھلا باقی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے آفتاب زرد زمین گرد برد اسد
نامدار کی کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہی گلہاے زخم کل جسم پر کھلے ہوئے بدھیان زخمون کی پڑی ہوئین
عمرو گلیم اوڑھے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی گلیم اتار کے خود بھی جا پڑتا ہی ساحرون سے
بہ طریقہ عیاری لڑتا ہی لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہر وماہ دشوار ہی ایسا ایک خرابکار افراسیاب
بلاے روزگار ہی دل گھبراتا ہی کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا نہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کرین
تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کرون ان سرداران نامی سے مہر وماہ جادو نہین دبتین ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی
اسد نامدار کو لیکر زنبیل مین چھپاؤن لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا صاحب غیرت
کی خرابی ہی اسکو یہ ننگ قبول نہوگا حقیقت میں ای عمرو عجب طلسم وسیع مین آکر پھنسے جسکا فتح ہونا
دشوار ہوا ہوش رُبا ابھی کہان جزئیات پر یہ فساد ہین کیونکہ لوح طلسم ہوش رُبا ملیگی کسطرح کلی آرزو کی
کھلیگی اسی سوچ مین عمرو گوشہ صحرا مین مکرر رو رہا ہی تہِ دل سے دعا مانگتا ہی کہ اسم با قوی آسمان سے
ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب کہ گرشتی ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہاران تیغ شمشیر زن

طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار آکر پہونچی آتے ہی ستھراؤ کر دیا تاریون پر برس
پڑی لشکر مین آگ لگا دی برق لامع بھی کڑکی رعد نے ہزارون کو مارا بہار کا گلدستہ چلا باغبان
اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہوا کھین کے حال کا ناظر ہی یہی خوف تھا افسر لشکر سپاہ فتادہ نہ پڑے
جہانتک ہوسکے انکو بچائے لیکن بہاران شمشیر زن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت
مین شاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہی کہ جا کر اُسکو مارون کئی مرتبہ سامنا ہوا
ہزارہا ساحر بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بہاران کو للکارا او دختر کوکب
تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوش ربا پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی اہالیان طلسم نور افشان
ساحران ہوشربا پر غالب نہین آئے ان چند باغیون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب
رخ کیا بس ملکہ بہاران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادو بدخو کیسا
ہوش ربا مرنے والے کہین رکتے ہین لاکھ و کرور سب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا
موت کا مزہ چکھا مرنے سے کیا ڈرے ہو جان ڈر و ہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا
ماہ جادو بگڑی ملکہ بہاران پر سحر کیا گولا مارا ملکہ بہاران نے اُسکو کاٹا تو اُس مین سے برقین چمکین
ملکہ بہاران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا برقہائے سحر کو مٹایا اُس سحر
کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے ہوش اُڑ گئے پسینے پسینے ہو گئی اُس سحر کا دفع ہونا ناممکن
تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کارو سحر پھینک ماری بہت سے ماش کے دانے پھینکے ملکہ بہاران
نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سرخ ہوا اُس گوہر بے بہائے دریائے جرأت نے اختر مروارید
ماہ جادو پر پھینک مارا ہر چند ماہ جادو نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مروارید ہی تحفۂ کال
طلسم نور افشان کب رکتا ہی سینہ پر پہنچا ماہ جادو کے سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا ماہ جادو لڑکھڑا کر
گری ملکہ بہاران شمشیر زن مطیع مذہب اسلام ہی جرأت و شوکت مین بڑا نام ہی ماہ جادو کو مارا اب
یقین کامل ہوا صاحب معجزۂ شق القمر کی کنیز ہی یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہی لاشہ ماہ جادو
کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن ملکہ ماہ جادو بود
افسوس مردیم جہان ما دیدیم و بمطلب خود نرسیدیم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت
بازو کا مرنا ہوش پراگندہ قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا رنگت زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ

پر گرد سر پیٹتی ہوئی دوڑی پکاری ادبران غضب کیا بازو میرا توڑ ڈالا فلک درہند مہر و ماہ کا چاند غروب ہوا ہر افسر محجوب ہوا بران نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو و بہمن کی بُری محبت ہی مین تجھکو اسکے پاس پہونچا دون پردۂ ہجر اٹھا دون مہر جادو و خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب اب کیا تجھکو زندہ چھوڑ دونگی یہ کہکے بہت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر جنسے اختر کے مٹ گئے اختر مروارید سے اس گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کو پیچ و تاب چہرہ پر قہر و عتاب آئینۂ رخسار پر گرد و غبار آمادۂ حرب و پیکار اختر مروارید کو چرخ دیا جھپٹ کر مارا عین پیشانی پر مہر جادو کے پڑا جو پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا لہرا کر زمین پر گری دھوان بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے پتے کف افسوس ملتے تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر نخلستان سے اُڑے صدائین ہیہات دیتے تھے بعد عرصۂ دراز صحرا مین روشنی ہوئی آواز بطور مذکور آئی مہر و ماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا مشیران سلطنت رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی سب سرداروں نے ملکہ بران شمشیر زن کی بہت تعریف کی اب طرف دربند مہر و ماہ کے جماؤ کر کے چلے نوبت نقارے بجتے ہوئے زر و جواہر نثار ہوتا ہوا بڑی شوکت و شان سے طرف دربند مہر و ماہ کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہی عمرو کو بڑی خوشی ہی کہ اب لوح طلسمی ملیگی دربند مہر و ماہ کا خود اپنی زبان سے بتا دیا تھا وزیران سلطنت سے پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یارو شہنشاہ طلسم ہوشربا نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر و ماہ جادو کے رکھنے کی تھی آپ لوگون کو کچھ خبر ہی جو لوح طلسمی کا پتا بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک طلسم ہوشربا ملیگی وزیر اسیر جواب دیتے ہین ای شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم ہی جو کوئی ایسا جواب دیتا ہی عمرو کے ہوش اڑ جاتے ہین دوسرے سے پوچھتا ہی بھائی تم بتاؤ وہ بھی ایسا ہی جواب دیتا ہی عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے آیا کہا ای ملکہ عالم تم نے سنا لوح کا نشان نہین ملتا برائے خدا اسکی جستجو کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے یہان تک پہونچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا مر کے پڑے دربند مہر و ماہ مین بھی آئے یہان بھی لاکھون کا کھیت ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہار آگے بڑھی رئیسان شہر سے ملاقات کی ہر ایک سے پوچھا کیفیت

بہ کیفیت کہ صاحبو لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤدیہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ بہنگ خونخوار پر مقابلہ بھی بڑا شاہزادے نے یکہ وتنہا جا کر اُس مکار کو مارا اور دوچار مقابلے اُس مقام پر ایسے ہوئے کہ اُسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشدزادے مصور جادو و صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے یہ نقشہ کیا اسقدر کوڑے مارے میان بی بی پر کوڑا کیا یقین ہی اب تک کھال نرجمی ہوگی اُسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرا لائی خواجہ عمرو بہ صورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اُسنے اپنی زبان سے کہا کہ مین نے لوح دربند مہروماہ پر روانہ کی ہی اُسی شمار پر خواجہ عمرو اسد نامدار کو ہمراہ لیکر بر سر طلسم صندل پہونچے عنایت سے خدا کی اُسے فتح کیا اگر یہ خبر مفصل نہ ملتی کسکو دردسر تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب دربند مہروماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو بھی مفتوح کرایا مہروماہ اپنے غرور مین قتل ہوئین سواے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ وسزاوار نہین ہی بس بھائیو طلسم کشا کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکۂ عالم قسم ہی دین جدید کی ہمین بالکل نہین معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہین آئی یا اگر آئی ہوگی خزانہ شہنشاہی سے نشان ملیگا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہین حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہین یہ باتین کرتے ہوئے بصد عظم وشان فرحان وشادان داخل قلعہ مہروماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دل شاد مقام زرریز زمین حسن خیز عمارتین پختہ بازار کھلے ہوئے دوکاندار بیع وشری پر تلے ہوئے جوہری بچے حسین سرخ سبز زرد کپاسی پگڑیان سرون پر گوری گوری صورتین مٹی کی مورتین سونیکے بالے اُسمین مروارید بے بہا دہ بالے کانون پر چڑھے ہوئے نام اُنکے یاقوت جوہری ولالہ بنالال بعض کا نام معلچند نفاست پسند لباس ہاے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی وبیش قیمت کے انبار بھی کھالے کھلے ہوئے خرید وفروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے لڑرہے ہین کبھی دوکاندار سے دوانی مانگتے ہین زبان کے جوہری رگ وریشے مین فراست بھری ہوئی گاہک کو راضی کرین اپنا دامن مدعا بھرین بالاے دوکان کمرے عمدہ اُسپر نازنینان سرجبین سرجبینیان مہر تمکین معشوقان عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگھڑیون مین لگاوٹ کمرون کی سجاوٹ کرسیون پر جلوہ فرما سازندے حاضر زونٹے سارنگی کے بلند سب ساز آپسمین ساز کیے ہوئے سریلی آوازین کرون

پر مجرے ہو رہے ہین عاشق تنون کا مجمع تصویرہاے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری کے دیکھنے کے مشتاق ہلڑ ہی کہ آمد طلسم کشا ہی جو حسن وجمال مین یکتا ہی زیردوکان کنجڑنون کی دوکانین کنجڑین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دولائیان بانکوپنین صفائیان نارنگیون کی بیچنے والی کوبون سے رغبت گوری سانولی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن کرے ناریستان دسیب ذقن کسی پر اشارہ او سو رکھو نارنگی چکھو ہم سے محبت کم رکھو کہین صدا ہی گنڈیریان پونڈے کی بازار مین ہنگامہ اہالیان شہر دو راستہ جمع سڑکین چھڑکی جاتی ہین سقے آبرودار وردیان زیب جسم نیک ساس پیروان احکام خضر والیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی آمد لشکر طلسم کشا ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہوے مصرعہ بڑھے عمر ودولت قدم بقدم انکے بعد شتر سوار سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی و مراتب آگے آگے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب صبا رفتار پر سوار دبدبہ وشوکت ولیاقت وسطوت چہرہ سے اس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پہلو مین شمشیر ہلالی سپر رشک گردۂ آفتاب اس سپر فولادی کو دیکھکر شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ ہاتھ مین سنان شل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھریرہ کھلا ہوا اس شان وشوکت سے وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد وبرق ایک جانب برق لامع ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بصد ادب تخت پر ملک اخضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جمال اسد صف شکن جاہ وحشم سواری کا دیکھکے اہالیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے تخلق ومروت ایک ایک غریب وامیر کو جواب سلام دیتے ہوئے اس شان وشوکت سے سواری گذری اہالیان شہر نے دعا دی ای پروردگار اس افسر والاحشم کو بجاہ وجلال وباقبال اس شہر کی حکومت کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان دولت آباد وشاد رہین دل پہ ہمارے انکی محبت کے سکے پڑے ہین زر وجواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی کردیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ وسفید سے بھر دیا رئیسان شہر شاہزادے کو لیے ہوئے داخل دارالامارۂ شاہی ہوئے ملک اخضر

بصد کر و فر سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار دنگل زرین پر کرسی جواہر نگار برائے خواجہ عمرو نامدار
اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش کو معطل
کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز
دی ای رئیسان دربند مہر و ماہ ای سرداران عالیجاہ تم سب صاحبون سے خواہش ہی طلسم کشا کو
انتہا کی کاہش ہی حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو
در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے اسباب نفیس گٹھریان پشمینے
کی ایک ایک رومال دوشالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعانِ چابکدست نے بنایا
اسباب نقرئی طلائی یاقوت موتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہ ہائے شمشیر بے نظیر
اشیائے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دار نے نکالکر انبار کر دیے اسباب معقول سے قصر بھر دیے
ہر چند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام
کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست
سے باہر ہو یا غلام اُسکے راز سے نا ماہر ہو عمرو نے کہا ای خازن مخزن ملک مہر و ماہ ای معتبر عالیجاہ
لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت تو لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے
کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیائے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای تاجدار ممالک خنجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف
حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش ربا کا نام
نہین سُنا نہ ہماری شاہزادیان مہر و ماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب نے اسطرح کے
مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام یہان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے
عمرو کے بیان کی اب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے
جیسے طلسم صندل پر جا کر سر فروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر
عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند مہر و ماہ پہونچینگے
یہان بھی اگر گوہر مراد نہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش
ہو جائے آہ کا نعرہ کر کے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار و باغبان ویران اپنے مقام سے اٹھے

تسکین دینے لگے کہا خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہین آپ اسقدر گھبراتے ہین خضر راہبر منزل مقصد پر پہونچائیگا انشاء اللہ تعالے گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف کتابون مین لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوشربا کا فتاح ہی عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب کا قاتل بہادر کامل عمر طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرائینگے اہالیان لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن مین افراسیاب زمین و آسمان ہلا دیگا آپ کو مناسب ہی بہ تدبیر معقول بہ صلاح شائستہ اس مقدمات مین کلام کیجیے ایک رائے قرار پا وے اُسپر کاربند ہو جیے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن مین یہ بار رو ہوگی چونکہ باغبان قدرت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانائے روزگار وزیر اعظم افراسیاب ناہنجار ہی اس طریقہ سے اُسنے خواجہ کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن مین آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد نوجوان صاحب شوکت و شان گھبرا جائے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب نکل جائے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک مین ساحرون کا جنگل ہی مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہی جسطرح بنے اسد کو قتل کرون یہ سرکردہ لشکر ہی خدانخواستہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑے اسی کے نام فتاحی نکلی ہی اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب یہان سے تا کوہ عقیق افتین برپا کر دیگا میدان لاشون سے بھر دیگا اس شیر دل کے نام سے خوف غالب ہی ایسے ایسے امورات دل مین سوچے عمرو کرسی پر آکر بیٹھا کہا اے باغبان و اے حاضرین دربار مجھے لوح کا افسوس نہین ہی اسوقت اپنے آقائے نامدار کو یاد کیا وہ میرا محسن کا معشوق ہی میرا آقائے نامدار قدرشناس فلک اساس اُسکی جدائی شاق ہی دیدۂ دل نظارۂ جمال کا مشتاق ہی اس خیال نے پریشان کیا آئینہ تصویر مین صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیوض نامتناہی اگر افراسیاب لوح کو بالائے آسمان لیجائیگا مثل دعائے مظلومان یا بصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچاؤنگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین اس تحفہ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا لوح کو لاؤنگا کچھ اسکا تردد نہین ہی افراسیاب نے باتون مین مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف کہا کہ لوح کو دربند مہر و ماہ پر بھیجدیا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہی کہ گوہر مراد دستیاب

ہو اب سب صاحبون کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکر کشی کرین باغبان نے کہا ایک بات ہمکو تبلایئے ہم گم کردگان وادی حیرت ہین آوارۂ دشت غربت ہین آپ لوگون کے یہان کا کیا طریقہ ہی جب کوئی شی گم ہوجاتی ہی اور اُسکا پتا نہین ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہین اسکا حال مفصل فرمایئے تو ہم کچھ عرض کرین عمرو نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت وحشم ہمارا مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست اندازی ہوتی ہی اور پتہ نہین ملتا اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع وخشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اُس مطیع کی بزرگ رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو مقدمہ طلسمات مین مکتوب ملے اگر بشارت ہی صحیح وصادق ہی اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آجتک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے سراسر خلاف کیا اب اُسکے کاربند ہوجیے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم لوگ طرف لشکر کے چلین اسد نامدار مصروف عبادت ہون یہی مدعاے دلی بخضوع وخشوع اپنے خلاق بے نیاز سے عرض کرین کہ اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے کہان رکھی کسکے پاس ہی لفظاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین اُن مدعا گوہر مراد سے بھرین امید واثق ہی کہ مقدمۂ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہان بھی لشکر بزرگ جمع ہوگیا اخضر ایسا شاہ ہمراہ ہی جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رازدار ہین ہم اس اقلیم مین بیکار رہین کبھی اسطرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہی سب خیر خواہان دولت ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملیگا بخیر وخوبی پہونچا دینگے یہ راے باغبان قدرت کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہی کہ ثابت ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی لشکر مین سواے ملکہ مہرخ کے کون ایسا سردار ہی کہ بار لشکر افراسیاب اُٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دباؤ ڈالا ہو خدا نخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو پڑاؤ چھوٹ جاے پھر اُس مقام پر لشکر کا لانا بارگاہون کا استادہ کرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل ہی

حیرت جادو انتظام مین کامل ہی اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض کی حضور آپ طلسم کشا سے مطمئن رہین غلام کسی حال مین دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہان تشریف لیجائینگے مع لشکر ہمراہ جاؤنگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا یہی صلاح قرار پائی کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوجائین اپنے کو بہ تعجیل لشکر ملکہ مہرخ مین پہونچائین ای ملک اخضر تم براے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کردیو دعا مین مصروف ہون دل وجان سے شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہی پروردگار انجام بخیر کرے مقام لوح دستیاب ہو یہ براے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ مندرجہ حالات خیریت سمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل وجان قبول کیا ملکہ بہار نے ایک تخت سحر تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے لیک نامہ مندرج بخبر خیر وخوبی طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرو وانشاء اللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ راے سبکو پسند آئی بہار نے اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل وقتل مہر وماہ جادو وتدبیر حصول لوح اسمین مندرج کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان راستے سے حاضر خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ نہ دیجیے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اس نامہ دار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار ورعد وبرق وبرق لامع وملکہ بران شمشیر زن وباغبان قدرت وخواجہ عمرو بن امیہ نامدار تخت سحر پر سوار ہوکر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ ایک عبادت خانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب وطاہر بخورات سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بہ خواہش حصول لوح مصروف عبادت ہوتے ہین انشاء اللہ اس داستان شوکت بیان کو یہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب داستان حیرت بیان ہی جسوقت ناظرین ملاحظہ فرمادینگے خط وافر اٹھا دینگے

دوکلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ولشکر لقا روانہ کرنا افراسیاب کا بہمن جادو کو براے مدد زمرد شاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی ہے سعی رائگان ہی خم بھر دے کہ چشم خونفشان ہی
لبریز ہوا ہی کاسۂ عمر کیا دور بلا بے ناگمان ہی
جام مئے عشق سے چھکا ہون یہ زہر کشندہ نوش جان ہی
اکبارگی آگئی خموشی بدمستی شوق سرگران ہی
اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم کیا لغزش با زمان زمان ہی
بس پردہ نشین نے تیز دیکھا اس جوش پہ راز دل نہان ہی
یون غور سے بند گو کی باتین سننے کا مرے سبب عیان ہی
یعنی دے جان گر کرون مین جس بات مین جان کا زیان ہی
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو کب حرف یہ لائق بیان ہی
ای ہمدم جان نواز مجھسے کیا دل کی کہون مین دل کہان ہی

ان شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ مجھے چلا گیا دل ہی اُس سے زیادہ بیوفا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز ٭ افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جان تمھین مبارک یعنے نہین میرے کام کا دل ٭
کیون دعوے دلربائی اتنا مائل ادھر آپ ہی ہوا دل ٭
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ انصاف سے دیکھنا مرا دل
اُس چشم نے کردیا خراب آخر تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پہ بن آئی ٭ اللہ مگر آگیا ہی کیا دل
گھونٹے ہی کوئی گلے کو ہر دم کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
ای محرم راز کیا کہون مین بس آفت جان سے لگا دل
ای مونس غمگسار ہر دم ٭ کیا پوچھے ہی کیونکہ لیگیا دل

ان شوخ چنان ربود از من

اگوئی کہ دلم نبود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار ومجاہدان تہور شعار و دلاوران صف شکن و سرفروشان شمشیر زن
حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بصد عظم وشان یون تحریر فرماتے ہین نظم

نویسندگان سخن پروران | بہ تسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند
سطور مرصع رقم کردہ اند | زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ

سلیمانی مین جلوہ فرماہین تمام غازیان دیندار ومجاہدان تہور شعار وپہلوانان عالی وقار وفرزندان نامدار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی ہر ہر پر جواہر بن عمرو عہدۂ افسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجر گذار ومکاران نامدار تختہاے زرین پر شاہ فرماتے ہین عرصۂ دراز ہوا کہ لقانے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران زمان نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ای مہتر دالا گہرای نور نگاہ خواجہ عمرو کیا سبب ہی کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے فی الحال نہین آیا اسکو مفصل دریافت کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقانے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب لیکر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمائیے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح پاجاے پھر طلسم ہوش ربا نہ بچیگا اب تو غلام نے بہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے برامد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالاے قیطول پہونچائیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر بہمن پہ کوئی افتاد پڑے یا غرور کرے قدرت اسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیضدرجت ہوکر ایک چشم زدن مین مسلمانونکو غارت کردیگا قدرت کو بالاے قیطول خود پہونچادیگا شیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت خوش ہوا صبح وشام مین بہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ بہمن جادو عیش پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصۂ دراز مین پہونچیگا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرأت پر ناز ہی اسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین اگر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو انکو زیر و زبر کریگا میرا بھی عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی

کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آئینگے تب طبل جنگی بجیگا یہ سنکر صاحبقران خاموش ہوے
راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بصد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان
نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی
صاحبقران زمان کو عرصۂ دراز گذرا مہلت لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا ہوائے شکار ہوئی حکم
ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام
حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا ای یار وفادار ای مونس و غمگسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و
آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اُس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا
فرمایا رتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل
ہوئی لقا ایسا مغرور چھپتا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبرین مو سے کوہی ایسا دیو خصال
مقابلے مین نہین آتا ہی حیلے حوالے مین ہیجا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار
عمرو نامدار کے دل بیقرار ہی جذبۂ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا
پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین
لیکن مجبور و ناچار عندلیب پر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین دربند
طلسم حائل ہین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگرچہ ہیجا شکست کھاکر بھاگے اُس حوالی مین
جاے مین بھی تعاقب کرون دربندون پر لڑائی پڑے جان لڑاؤن جسطرح بنے سرحد ہوشربا مین
چلون لیکن امر بیست مشکل کار بیست دشوار دیکھین کسدن فلک پردہ ہجر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے
یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے
واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن نیچہ قابض نہین ہوتا ورنہ
وہ ضرور آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا ای برادر بجان برابر براے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو
دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جسوقت حضور محلات
معلی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلیگا یہ
سنکر بادشاہ جمجاہ نے عرض کی ای جد عالی تبار میری کیا مجال کہ راے اقدس مین دخل دون
لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سب باطل پرست دشمن ہر منزل پر رہزن موجود ہین ایسا نہو ذات

حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سردارون کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف نہ لیجائیے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضروری ہی انتظام نہ کرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ای شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا آپکو سلامت رکھے بات آپ نے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر مقام پر ساتھ ہی اُسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتہ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور ہوگا پس فکر بیکار بندہ مجبور و ناچار ہی پیدا کرنیوالا مالک و مختار اب مین زبان سے کہہ چکا بموجب ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل گھبراتا ہی خدانخواستہ آجکل عمرو کسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جا کر میرے دوست کی خبر لائے قلب ناصبور اطمینان پائے واللہ اسقدر مجھکو عمرو کی یاد ہی کہ راتین اختر شماری مین دن بیقراری مین گذرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت اُسکی یاد ہی قلب مائل فریاد ہی نظم

غم زایام جوانی یادگارے ماندہ است	نشۂ ہی شد بر دل لیکن خمارے ماندہ است
حسن جائے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن	نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است
مغتنم دان در قفس مرغ دلم را چند روز	ورنہ بربالش زچندین دام تارے ماندہ است
آہوئے چشمش بہ پہلو دار داز دنبالہ پُر	آنکہ زخمی نیست از دست شکارے ماندہ است
ذرہ ہم از عشق تا در دل بود غافل مباش	شعلہ روزی میکشد سر گر شرارے ماندہ است
عشق او نگذاشت ای ناصح بمن ہیچ اختیار	اختیارم گریۂ بے اختیارے ماندہ است
رحم کن بہر خدا بر غربت سوداکہ او	در دیارت دور از خویش و تبارے ماندہ است

بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمرو بیقرار ہو کر روئے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای آقائے نامدار ای قدردان ذیوقار بھائی چالاک بن عمرو بصد کروفر لڑتے ہوئے ہوشربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال ہی کیا جاہ و جلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ ایسا سخت جان تھا قتل نہ کر سکے مگر منزل مقصد پر پہونچے اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین والد نامدار کے پہونچائے اگر بن پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم ہو حضور کے جان نثار کرون راہ دور و دراز ہی ساحران دربند کو اپنی حفاظت پر ناز ہی ایسا ویسا ساحر بھی نہین جا سکتا غیر ساحر کی

کیا حقیقت ہی مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہو گا ضرور اپنے کو پہونچا ؤنگا گلبا د عراقی و مہتر سمک بلطاقی و مہتر ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و سیارہ بن عمرو و مہتر شعبان خنجر گذار وغیرہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر بصد کر و فر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے ای شہر یار بسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے بزرگ کے نائب کے ساتھ ہوش رُبا مین جائین خدا چاہے تو آفتین برپا کر دین تختۂ افراسیاب اُلٹ دین صاحبقران زمان نے دیکھا محبت مین عمرو کے سب بیقرار ہین صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت فرمایا ای عیاران لشکر اسلام و ای طراران نیک انجام بخدا مین تمکو ایسا ہی جانتا ہون بخوبی سب صاحبون کے مرتبے کو پہچانتا ہون لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دون ایسے خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کرون انشاء اللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلینگے تم سب صاحب لڑتے بھڑتے عیاریان کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھون نے سر جھکا لیے خون جگر پیکر رہگئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہ سکے صاحبقران زمان نے جا کر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی مین شکار کر کے خیمۂ مغرب مین داخل ہوا ماہ بر براہ تابان براے سیر صحراے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا منور و روشن کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اُٹھائی عروس سحر نے صورت پُر نور دکھائی صاحبقران زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بصد عظم و شان مع اسباب شکار در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کر کے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو لیکر دیوانہ بن فندس حاضر ہوا صاحبقران نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا براے شکار سمت دشت پُر بہار روانہ ہوے ستارۂ سحری چمکا پہلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری چھوٹے نظم

وہ تھے باز و شاہین چنگل کُش
کریں طائر وہم کو بھی شکار
وہ کتون کی تھین جوڑیاں لاجواب

و بلنے لگے طائران ہوا
طرارے بھرے وہ کہ با کر و فر
دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب

وہ سب تیز رو تیز پر برد بار
لرزنے لگے دشت کے جانور
طائران ہوائی شکار ہوئے الہی

بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ مین خود بدولت و اقبال شکار مین مصروف ہین اُستادان سخنور نے فرمایا ہی پہر دن رہے تک صاحبقران نے اُس دشت مین شکار کیا ایک مقام پر ایک صحراے سبزہ زار ملا بہرام نے عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہی ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استاد کرین ملازمان شاہنشاہی اُترین صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحراے سبز و شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلین موج مارتی

ہین طائرانِ صحرا بزبانِ بے زبانی تعریف ایزدِ سنان مین مصروف طاؤس جابجا رقصان صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک کوڑیالہ کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی ہی نہرون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی گل خودرو کی زیبائی صحرا پاک و شفاف کانٹون سے وہ دشت پُر فضا بالکل صاف جوانانِ چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کا جوانانِ چمن سے آنکھین لڑانا غنچون کا مسکرانا پھول پھولے ہوے جامہ مین نہین سماتے فاختہ قلندر مشرب وبوق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی بر سر سرو صدا ہے کو کو لفظ کو کو سے ثابت ہی چمن پیرا ہے ازل کی جستجو ہی اسی وجہ سے زبان پر لفظ کو کو جاری ہی بہ ظاہر یہ خوشنو طوق اطاعت بہ گلو اُسی گل کی جویا ہی فن عشق مین یکتا ہی بلبل نواسنج پہلوے گل مین بیرنج پھولی ہوئی بیٹھی ہی صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی مطلع مصنف وجد مین پڑھ رہی ہی مطلع

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری — چٹک گیا کہین غنچہ جو آئی بو تیری
آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین — شاخہاے گل لٹاتی ہین زرِ گل باغ مین

کس منہ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشناے گل — بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل
دیکھا طلسم اِس چمن روزگار کا — بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجاے گل
آنکھون سے دیکھ لو ستمِ روزگار کو — کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجراے گل
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن — ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعاے گل
ای عندلیب کیا نفسِ چند کی بہار — دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہاے ہاے گل
ٹھہرا اگر قدم بھی تو آغوش باغ مین — افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقاے گل
فصل بہار و وقتِ خزان دونون ساتھ ہین — وہ ابتداے گل ہی تو یہ انتہاے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین — راحت کہان اُٹھا نہ سکے ہم جفاے گل
ارباب ضبط کے نہین کھلتے لبِ سوال — اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذاے گل
ای رنج ہجر یار کہین ڈھونڈھلے مکان — رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہواے گل
اِس ضبط عندلیب کے قربان جائیے — لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہاے گل

صاحبقران کو سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اُسی مقام پر فروکش ہوے خیمے استادہ

ہوگئے دربارگاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اُسپر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گردین خاقان چین پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار مسلح و مکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر نار صفت رب اکبر آغاز فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اُسکی قدرت آشکار ہی ستار و غفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان کرسکے بہرام گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان معجز بیان سے گلریزی کر رہے ہین وم اُسکی صنعت کا بھر رہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت پر ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج زرین سر پر اسباب سحر ذات پر آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساٹھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکب ہاے سحر پر سوار بارگاہ مین اتر رہا ہے آتش فشان پر لدی ہوئین اس زور و شور سے وہ بجیا بھی آکر اُسی مقام پر اُترا صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کہان جاتا ہی کہان سے آیا ہی جو میدان اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا فراسیاب خانہ خراب نے بہمن جادو کو برائے مدد لقا روانہ کیا تھا اِسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھو تو اس صحرا مین کون اُترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن مین واپس آئے عرض کی ای شہریار بہمن جادو فرستادہ افراسیاب بدخو برائے مقابلہ لشکر حضور جاتا ہی صحراے سبزہ زار دیکھکر اُتر پڑا صاحبقران نے فرمایا ای بہرام رات ہی کو یہان سے کوچ کرنا مناسب ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجوا کر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہی شب ہی کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا صاحبقران یہ باتین بہرام سے کر رہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین اکھڑین بعد جائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جاکر اپنے لشکر مین پڑھین منتظمان لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک ساحر سامنے

آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام دریافت کرنا چاہتا ہی
صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جاکر کہدو عبد ذلیل رب جلیل صاحبقران داماد نوشیروان سرکوب زمرد
شاہ باختری برہم زن لشکر کافران غازی مجاہد برائے شکار اِس صحرائے سبزہ زار مین آئے ہین یہ سنکر
وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے بہمن جادو کے آیا مگر لرزان ترسان رنگ رو
متغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا
مگر یہ رعب و دبدبہ صولت و شوکت نگاہ سے نہین گذری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوش رُبا مین
گیا ہی طلسم کو درہم و برہم کردیا ہی یہ وہی شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہوچکا ہرکارہ آکے خبر لیگیا چہرے
سے اُنکے ظاہر ہی کہ آپ کے آنے سے کچھ اُنکو تردد نہین ہوا باطمینان مجھسے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا
کہ میرا سرکوب زمرد شاہ باختری لقب ہی لقا بے ادب ہی دم یکتائی کا بھرتا ہی خدا بنکر بیٹھا ہی حضور
مین نے خوف سے جواب نہین دیا یہ سنکر بہمن جادو قہقہہ مار کر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند تعالی ہی
اِس جوان کو میرے شکار کیواسطے بھیجا ہی مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین
سوائے سر کے کیا پیشکش کرونگا اب اِس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤن لڑائی
کا خاتمہ ہوا جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہی سب بھاگ جائینگے فتح نصیب ہوئی غنچہ
مراد کھلیگا سرکار خداوندی سے طرۂ پیغمبری ملیگا شیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچاؤنگا
یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک ساحر جائے اُس سرکش کو کشان کشان
ہمارے سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا بہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا
حقیقت ہی کہ سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا ای
برادر یہ کام میرا ہی مین ابھی جاتا ہون اِس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہی قدرت
سے لڑتا ہی ساری سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا قفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن
جادو بصد قہر و غضب کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اُٹھکر بارگاہ مین آیا
کہا لو صاحبو اِسی منزل پر جادۂ مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ
بد مست شراب خواری مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رفقا خوشامدی درست بجا کہ رہے
ہین مگر صاحبقران اِسی طرح در بارگاہ پر بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی

حضور بہمن کا بھائی تہمتن کرگدن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہی مگر ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی اسباب سحر ہاتھ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا جسطرح سے آتا ہی آنے دو لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو بصد کبر و نخوت آگر گینڈے سے اتراپل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بیحیا بدلیاقت نے سلام بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو دیکھکر حیران ہوا دل مین اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے غرور مین کہا یا صاحبقران چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ بہمن سپہ سالار لشکر افراسیاب صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہین بہتر اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھیے بھائی صاحب سے چلکر عذر تقصیرات کیجیے رحم دل ہین شاید آپ کے خون سے درگذرین ہرچند کہ آپ بڑے خطاوار ہین خداوند لقا سے مصروف حرب و پیکار ہین لیکن بھائی صاحب کو سرکار شاہنشاہی مین سب طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ مہملات سنکر فرمایا ای تہمتن جادو آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو شل اللسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے تم ہمارے لشکر مین آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہی کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بسہولیت جواب دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا ای جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہی جلد اُٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا ای پہلوان زمان ای گرشاسپ دوران یہ کیا موقع ہی کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر ہمکو بہ مردی زیر کرنا اُسوقت مین تمکو اختیار باقی ہی خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی تم ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای حمزۂ عرب بس اب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا بھائی میرا سامری عہد جمشید زمان ہم پہلوان ہین اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائین مین بہ آبرو تمکو لیجاؤنگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن پکڑے صاحبقران نے الٹا ہاتھ مارا چہرہ غصے سے سُرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریاے سحر کا جوش ہو پہنچہ کمر مین دیکر لیجاؤن

جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت پڑھا سحر سہمتن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہو کر امیر پر زمین مین گرے اب تو سہمتن نے تیغہ سحر کھینچا کہا او حمزہ مین سمجھ گیا تو نے بھی دو چار منتر کسی گرو سے سیکھے مین لیکن یہ تیغہ سحر ہی لاکھون کو اس سے قتل کر دن اس خونخوار کا سینہ صاف و پاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغہ سحر کا برسر صاحبقران لگایا امیر نے غصے مین باطل سحر پڑھکر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقران نے جھٹکا مارا تلوار چھین کے پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا جسم دھڑ سے زمین پر گرا تڑپکر جہنم واصل ہوا شجر سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا وا دزین عجب آئین اندھیرا ہو گیا صد البلند ہوئی کشتی مرا نام مین سہمتن جادو بود صاحبقران نے غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل مین لٹکاؤ لاشہ کھینچکر بیرون لشکر فریلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران غصے مین بارگاہ مین آکر بیٹھے بہمن جادو اپنی بارگاہ مین تھا کہ رہا ہی بھائی صاحب حمزہ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان مین مرنے کی آواز آئی گھبراکر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہی ساحر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا لاشہ سہمتن کا پڑا ہوا ہی روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزہ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحب بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج مین رحم تھا سحر نہ کیا ہو گا جرأت کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہی اسوجہ سے وہ شیر مار گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا سر ندارد گھبراکر ساحرون سے کہا ہمین کیا سر ہی سر اسر اُسنے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل مین لٹکایا لیکن اب جلدی ارتھی بناؤ سر پھاڑنا معطل رہا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب مین جلاؤنگا تب سر کو دفن کراؤنگا کٹھے برہمن دوڑے پوتھیان لیے ہوے جاپ کرتے ہوے آپس مین اشارے کنایون کے لیے ہم پتھر ڈھلکاتے ہین ایسے دو چار روز مرین سال مال خیر سے گئے روز موہن بھوگ کھائین تونند پر ہاتھ پھیرین بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنون سے کہا دلوتا اب جاؤ کریا کرم موقوف رہا کل حمزہ عرب کو مار کے مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا شام کو جب ساحر روز ہوم خانہ مغرب مین جاکر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ فرما ہوا بہمن نے حکم دیا لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوٹ پڑی ہر کارون نے یہ خبر وحشت اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا لعنایت رب اکبر ہمارے

یہان بھی طبل جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہی مین بادشاہ جمجاہ سے واسطے ایک شب کے لشکر
آیا تھا اب یہ مقدمہ جنگ ہی جو دن صرف ہون کیا اختیار ہی بہ سبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے
ساتھ نہین آیا ایک عرضی خدمت شاہنشاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی
حقیقت مین بادشاہ نامدار و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہی امیر
نے کہا جو مرضی رب اکبر مصرع ہر چہ رود بر سر ما آنچہ پسندی رواست ٭ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا
امیر بے سامان یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اُسپر چوب
پڑی ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہمراہیان بھمن بڑے بڑے ساحران خوک پیکر خرس طینت
میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت بوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف
کلوا بھیرون نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی ہین کوئی لونا چماری کو پکارتا ہی
خیمون سے دھوئین اُٹھ رہے ہین بنگالی ڈھرو بجا رہے ہین بھجن سامری جمشید کے گا رہے ہین
ہر ایک ساحر کا یہی قول ہی کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیجائینگے
قدرت سب کی عمرین بڑھائیگے یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل
وفادار تیر و کمان ہاتھ مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہی حفاظت کر رہا ہی بہرام طلایہ پر آیا چار سو
جوان ساتھ صداے حاضر باش و ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہی اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہی البتہ
نہو بھائی اُسکا شبخون مارے شب تیرہ و تار مین لڑے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے
کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہی خیمون سے اُن بھیادن کے دود غلیظ بلند کمر بندیان ہو رہی
ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد
شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش چرخ نیلی مع فوج ظفر موج ضیاء و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب
شوکت و حشم تخت برج نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان نماز عصر سے فراغت کرکے باہر تشریف
لائے پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام و مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار سحر خوان پشت پر کچھ پہلے
قراول سیر شکار آمادہ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان کارزار مین پہونچے
اُدھر سے آمد آمد لشکر ساحران بھمن جادو تخت پر ساٹھ ہزار الیان لشکر سحر کی سواریون پر سوار
اژدرہاے آتش فشان قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوئے کاٹھی اُنپر کسی ہوئی اسمین اسباب سحر ایک

ایک ملعون یہی چاہتا ہی کہ مین جاکر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑلون دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کرگیٹ کرکا کہنے لگے نظم

کرگیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے ہو وہ کام کرنا

دل مردون کا بھر غبار بھر کا
رستم ہے نہ اب ہی سام باقی

ہان ناموری وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہی نام باقی

وماسہ جادو کہان ہی ساحر شمشش کیا ہوا سامری جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہی ہر صاحب اختیار بے اختیار ہی سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوے چشم زدن مین قصے پاک ہوے نام سرکشی رہگیا نشان قبر بھی نہین ملتا یون بہادری ہی کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین اور نام ساحران گذشتہ کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹادین اسطرح کے کلمات عبرت آمیز وحشت خیز کہے کہ مردان عالم جھومنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب لیرآمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے بڑھا بل کرتا ہوا اسلئے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو مجھ سے لیجیے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون بہمن بالا بالا نہ جائیگا جاکر سماوضہ لیتا ہون ان سرکشون کو شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا اے ماران تو کیون تکلیف کرتا ہی مابدولت خود جائینگے لشکر دشمن پر آگ برسادینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض کی کہ غلامان جانباز موجود ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہی غلام کو شب کو چین نہین پڑا تڑپ تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار میدان کارزار مین آیا آواز دی اے فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مابدولت سے مقابلہ کرے مگر قاتل بہمن کا خواہان ہون حمزہ سرکش میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحرساز شعبدہ باز سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہی ایسے کلمات مہملات بہت سے بکے گولے اُچھالے آگ برسائی لگا ابر بنانے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات مہملات سنے صف سے مرکب کو نکالا بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس ہیچیا کو جاکر زباندازی کی سزا دیگا صاحبقران نے فرمایا اے برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول ساحری

علاوہ ازین سیرانام لیتا ہی مین جاکر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار
رہیگا صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرماکر گھوڑے پر
گوشہ کیا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین ٹھیکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران
جادو لاف وگزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اُسنے آتش کے دانے پھینکے دے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران
نے ترسول مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر سحر اُسنے
چہرے کی پناہ کی تیغۂ عقرب مثل برق تڑپ کر گرا اخسر مین ہستی کو بچایا کسے جلا کر خاک کیا
ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام سن ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ
کیا او بہمن بر فن اور کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرأت دکھا بہمن گھبرا گیا
پسینہ آگیا نہنگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اژدر سحر بڑھایا بہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین
اُسکے ہاتھ ڈالا اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا چونگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی
کہ پہر دن رہے تک لشکر بہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرداً فرداً اُنکے ہاتھ سے صاحبقران
کے واصل جہنم ہوے صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر وغضب
تلوار مین وصیا نہین آیا جرأت سطوت شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلو
نشین ہاتھ مین تیغۂ برق تاب ابروے خمدار بل رہے ہین ساتھ تلوار کے یہ بھی دو نیچے چل رہے
ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران بہمن ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے اشتے
زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی او بہمن ساتھ والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین
نہین آتا اب تو بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی دہ رفیق میرے مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر
پردۂ دنیا مین نہو گا کتے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا بعض واقفکار
صاحبقران کے رازدار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی ای شہنشاہ سلامت عرض حال مین
گوش کن ؎ اگر خوش نہ آید فراموش کن ہمنے سنا ہی کہ حمزۂ عرب مالک اسم اعظم آلہی ہی سحر اسپر
تاثیر نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کر کے آئے مگر ہاتھ سے حمزہ کے

مارے گئے بعض نے اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے
لیکن مراد یہ ہی کہ حضور طبل بازگشت بجوا کر پلٹین کوئی ایسا سحر تیار کرین جس سے اسم اعظم
فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئیے گا یہ سنکر بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کہکے پلٹا
کہ یا صاحبقران اب تو جائیے کل سر میدان آپ سے سمجھ لونگا شکست دونگا لشکر ساتھ
لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران کو بیچ مین لیا زر نثار کرتے
ہوئے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہو قریب اپنی بارگاہ کے آیا گھوڑے سے
کود اہالیان لشکر اُسکے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش در بارگاہ پر کھڑا ہوا اپنے ہمراہی
ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کچھ مجھکو بن نہین پڑتا اسم اعظم بند کر سکتا ہون ایک ہفتے کی مہلت
ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل
صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا بیشک جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ پکڑا آئیگا سب
کہتے ہین حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر ٹل چلیے پھر
دو چار مہینے کے بعد آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہی مقام غیرت ہی جائے غیرت ہی کہ مین سامنے
سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب کو جاکر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا
حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب
کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون کس بلا مین پھنسا ہون نہ روے رفتن نہ راہ
ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار ہون جاتے ہین بدنامی ہی ساتھ افراسیاب
کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی ششدر و پیچ سردارون کا بیچ اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا
سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوئے نمایان ہوئے لیکن اُنپر تعویذین
سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان پورکابے گھوڑون
پر سوار خودہائے آہنی سرون پر زرہ سوئی کڑیون کی جسم نحس مین بیچ مین ایک جوان بلند بالا
کرگدن مست پر سوار صورت خونخوار چوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی پشت پر مثل دیو آنکھین نشے
مین اُبلی ہوئین سیاہ رو بدمست کوہ بالائے کوہ ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا کہی سو جوڑی نر گاؤ کی لگی
ہوئی پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتا ہی صحرائے سبز دزار دیکھکر لشکر کا بارگاہ آتا ہوا

وہ مغرور بھی گینڈے سے اُترا تیغہ قبضہ مین تولنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ مین اُترے ہوے
ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان
کا شاطر یہان آیا حال بہمن جادو دریافت کر گیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی
جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہی براے مدد خداوند لقا جاتا ہی سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو
فرستادۂ افراسیاب ناہنجار بمقابلہ حمزۂ نامدار فوج کش ہی حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہی جسکے فرزندون
نے ممالک کوہستان مین شمشیر زنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا طرف
لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن براے استقبال بڑھا دونون سگ و خوک آلیس مین بغلگیر ہوے
بہمن نے سامنے سمندر کے دریادلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا اے پہلوان دوران رستم زمان
حمزۂ عرب نہنگ بحر جرأت ہی نہایت صاحب شوکت ہی مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون
چالیس ساحر میرے حمزہ نے سرمیدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر
سمندر جوش مین آیا کہا اے برادر کیا قدرت نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہماری
بارگاہ مین چلو ما بدولت بصد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیچلینگے خداوند کا دشمن
بزرگ ہی یہ حقیر بیشہ جرأت کا گرگ ہی میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ
سب کا سردار ہی بدلا لینا اسی سے سزاوار ہی تمکو ساحر جانکر لڑ پڑا ما بدولت کا نام سنکر تھراتیگا رومال
سے ہاتھ باندھ کر چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر
و غیر ساحر ملکر اُترے بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران
زمان کو پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اُترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا
صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام
نے براے خیر خواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہی حضور براے شکار تشریف لائے
صرف چار ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے
برابر کا مقابلہ پڑے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہی سواے اپنے مالک کے کبھی
کسی سے مدد طلب نہین کی انشاء اللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنوین جھانکتا
پھریگا مدد سے بانی بناے بحر دہر کے سارا جوش و خروش بھول جائیگا انشاء اللہ وہ تلوار چلیگی آب تیغ کی

طغیانی ہو گی کشتی حیات کو ہیان طوفانی ہو گی سر شل اولون کے برسینگے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بہ ساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا حباب شناور محیط فلک اخضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کر کے داخل گرداب مغرب ہوا سنگ ماہ تابان نے دریادلی دکھائی ماہیان سیارگان کا جوش وخروش ظاہر ہوا دریاے نورلصید سر و رموج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل جنگی بجے بوقت سحر جہازان مسلمانون کا دریاے قہر وغضب مین ڈبودونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ رزمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری مین لبسر ہوئی نقیبون نے لشکر دن کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سو لبسو گشتہ خروشان

که دنیا نے ثبات و بیقرار است | جوانان دل قوی دارید امشب | که فردا روز گار کارزار است

سمندر کوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریاے آہن مین غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے بہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا سمندر کرگدن مست پر سوار ہوا دریاے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہان صاحبقران نے نماز سحر بجماعت حاصل کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع وخشوع عرض کر رہے ہین ای رب بے نیاز نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب	تو آوردی از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید	جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بیرروے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نہ گوئی بیار	زمین ناورد تا نگوئی بیار	جہان را بدین خوبی آراستی
برون زانکہ یاری گری خواستی	زگرمی و سردی واز خشک و تر	سرشتی باندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار	کہ بزان نیارد خرد در شمار	توئی گوہر آماے چار آخشیج
مسلسل کن گوہران در فرتیج	چو شد حجت برخدائی درست	خرد داد بر تو گواہی نخست

ای رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبۂ اعلی مرحمت فرمایا فرد غازیان دیندار مین نام لکھا گیا ہر مقام پر حفاظت کی نہنگان دریاے نبرد کے سامنے آبرو لی آج اس لشکر کو بیان سے بچانا روزِ سیاہ شد دکھانا بخضوع وخشوع اپنے پیدا کرنیوالے سے راز دل کہا کہ مقبل وفادار حاضر ہوا

دیکھا صاحبقران درود و وظائف میں مصروف ہیں دست لبستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار میں پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہیں برآمد ہونے کا حضور کے سبب کو انتظار ہے لشکر کوہیان و ساحران آمادۂ حرب و پیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود خباب ہو دسے سر کو زینت بخشی سرفراز ہوئے زرہ داؤدی زیب جسم انور فرمائی تیغہ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل و سپر گرشاسپ نوجوان و گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان سے وہ آفتاب عالمتاب برج خیمہ سے طالع ہوا بہرام مع چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا برائے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد کو لیکر سامنے آیا صاحبقران بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین کا کھولا اس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کر کے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر کوہیان مثل مور و ملخ کے آ رہا ہے آواز سم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہے نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین درزمان گرجتے ہوئے

نظم

برآمد صدائے لشکر بے قیاس
زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
آمد فوج کوہیان سے زلزلہ

آشکار گرد اسقدر اُڑی ہے کہ روئے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران درین پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ ایک ایک جوان فیل پیکر بے خطر ادھر لشکر قلیل اُدھر فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گھنیڈا چمکاتا ہوا آگر ٹھہرا فوجیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئیں صفیں مثل صف مژگان آراستہ ہوئیں سقون نے بڑھکر آبپاشی کی تبرداروں نے ہموار کی جو نخل حائل نظر تھے اُنکو کاٹ کر پھینک دیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا نشیب و فراز عالم کا ایک رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اُٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر با توقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوئے لیکن پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ایک ایک شیر دل جرأت و شوکت میں یکتا سرفروشی اُنکا کھیل قیغون پر ہاتھ مرکب اسپ باد رفتار پر سوار اتنے بڑے لشکر کا سامنا چہرون سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریائے جرأت کا نہنگ غرق دریائے آہن شعر

چنان مرد خود را در آہن گرفت * کہ فرگان او شکل سوزن گرفت * سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا یارو حقیقت مین سلمان کیا دلیر ہین ہمیشہ سر فروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آئے ماہ دولت کو خیال تھا ارات کو سلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر اشارہ ہوا جابین سے نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین لپیٹے پیچ پگڑی کے سر پر بندھے ہوئے خوش آواز ہمہ جان کرشمہ و ناز سرود چھیڑے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز شرون مین بھیرون کے پڑھنا شروع کیے

اشعار

کھودی خزان نے رونق گلزار ہائے ہائے   پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہائے ہائے
پھرتے تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب   نعش اُسکی جائیگی سر بازار ہائے ہائے
سرو فتادہ قامت محشر خرام ہی   کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہائے ہائے
بیخواب مہ جبین کی مرے آنکھ بند گئی   کیا سو گئے ہین طالع بیدار ہائے ہائے
ہی کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہو گیا   سر پھوڑو اپنا ای در و دیوار ہائے ہائے
اب پوچھے مجھ سے عاشق بیکس کی بات کون   اُسمین نہین ہی طاقت گفتار ہائے ہائے
ای چرخ یار کش تجھے پاس وفا نہین   مین اور رنج و محنت و آزار ہائے ہائے
اس مہروش کی مرگ نے خفاش کر دیا   ہی اضطراب مانع دیدار ہائے ہائے
نظارہ ہی محرک ماتم ہزار حیف   ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو نقیبون نے پڑھے اہل دردکی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر کوہی نے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا ای پہلوان زمان رستم دوران آج ماہ دولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایئے ہرچند کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے لڑوا دونگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہرچند کہ وہ صاحب شوکت و حشم ہر کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی

نے کہا ای بھائی نامدار اس فوج مین ہون سمندر نام ہی لڑائی کی موج مین ہون قہر و غضب سیراقہرات و سنات ہی اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہی تم کھڑے ہوکر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے اجازت لی بہمن ڈرا ہوا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھوکر اکر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ رو کی آندھی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار مین پہونچا عرصۂ دراز تک نیزہ ہلایا جوش و خروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی عرق گرلایا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ماہ دولت کے مقابلے مین آئیے کل ساحرون کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانین انکو فنون سپاہگری مین کیا دخل ہی اب مردان عالم سے سامنا پڑا ماہ دولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہین ہوا جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا جانتا ہی مجھسے بڑا کوئی نہین ہی بہت بلبلایا کلمات سخت و سست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیوزاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا کہ برادر اب اسکے کلمات لاف و گزاف سننے کی تاب نہین باقی ہی اس بھیانے بڑی گستاخی کی ہی بہرام نے سر جھکا لیا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے مقبل بھی دعائین دینے لگا چار ہزار جوانون مین غریو بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال ہی سب نے بڑھکر دعاے جان درازی دی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیوزاد کو بڑھایا اسقدر ایسا مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل پال کے بالون کی چوٹیان گندھی ہوئی زلف حور سے مثال آنکھین غصے مین لال دہانہ چباتا ہوا دم سے چنور کرتا ہی اس تیزی سے چلا شکم زمین سے ملا جاتا ہی

نظم

دوندگی مین بے نظیر
خوشخرامی زآب نازک تر
دستۂ بید و دستۂ سنبل گویا
شبدیز نکہ بھول گیا وہ ڈھنگ چال کا

وہ جہ مرکب جو برق باد ہے
تیزگامے ز برق چابک تر
غل طائرون مین ہی کہ عجب ہوا رہی
ہر ناک کہکشان کی دانہ لال کا

طرفہ دیوانہ و پریزادے
نرمی گوشت و نرمی کا گل
تخت ہوا پر تاج سلیمان سوار کر
اب سمندر کوہی کی نگاہ جبال

جہان آرائے صاحبقران پر پڑی حیران جمال محو دیدار رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر جرات و شوکت ہمراہ رکاب سعادت انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا لیکن گردہ سپر کا اٹھاکر آگے بڑھا آئسین نگاہ رہی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم

مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے
امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب
دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہے ای سمندر کوہی اگر بشنید ستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی
بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا سینۂ بے کینہ
صاحبقران کا تاکا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا لیکن لاف و
گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا ستر ہوین طعن مین نیزہ سمندر کوہی کا نکلا سمندر
بے آبرو ہوا مثل ابر گڑگڑایا آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریا ہے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے
نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہے مردان عالم کا کھیل ہے لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہے یعنی تیغہ بیدریغ کھینچتا ہون دم بھر مین فیصلہ ہے یہ کہکر تیغہ برق تاب نیام
انتقام سے کھینچا تڑپ کر جا پڑا بقہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گرد اسپر کا
سر پر کھینچا مگر جیون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہے جانتے ہین لپٹ پڑون تلوار چھین لون
کمربند مین ہاتھ ڈالکر اٹھا دون لیکن قضاے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دونون پانون
اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا جھرپ
مین خود سر الٹھ سے گرا سر برہنہ پر اُس خود سر کی تلوار بڑی قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے
ہون لیکن بجرأت اپنے کو سنبھالا دستانہ مارا تیغہ جھٹا کر نکل گیا لیکن دو انگل کا زخم سر پر آیا
قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھاکر شیر ببر ا قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آواز
دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی جو مین چلینگی سر کو
بچا بدحواس نہو یہ فرما کر بڑھی جانی گھوڑا تڑپ کر بڑھا دونون ما مین ہستک پر گینڈے کے رکھدین
نعرۂ تکبیر کرکے امیر نے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال ہاتھ امیر با توقیر ایسے شیر کا پڑا اس سیاہ رو نے
سپر کو اٹھایا گلہاے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغۂ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر پر
اسکے زخم آیا سمندر نے او چھا زخم کھایا دستانہ مارا لیکن تیغہ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر
گینڈے کی گردن پر گرا گردن اسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا
دنبالہ زمین مین در آیا خاک اڑی اہالیان فوج سمندر نے جانا جہاز عمر ہمارے آقا کا غرق

دریائے فنا ہوا گھبرا کر دوڑ پڑے صاحبقران نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہے تیغہ ہلالی کھینچکر نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف	منم سرکن لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہم بحضرت از تیغم غازی شدہ	ہمہ قاف زکفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد لقاف
ہمہ شہر اسلام آباد شد	کہ صاحبقران در جہان شاد شد	ادھر سے لشکر سمندر کوہی

آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرد بن خاقان چین بڑھے شعر منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین * چار ہزار جوان جان نثار سر فروش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے
سمندر کوہی پکارتا ہے ارے یارو ہیں لائق مقابلہ ہون برائے سواری گینڈا لاؤ ملازمون نے دوسرا
گینڈا حاضر کیا سمندر کوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے لگا لیکن
صاحبقران جس غول پر آکر گرے تاک کر افسرون کو مار ا لڑتے ہوے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون
کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ مین چار ہزار جا بجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری
چہرہ گلنار آمادہ حرب و پیکار ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جاکر گھرا لیکن لڑ رہا ہے صاحبقران
جھپٹ کر جا کر بہرام کو بچاتے ہین جرات و شوکت دکھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی و دست راست مین تیغہ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و
عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یہانتک تو خیر تھی لیکن
بہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بجا کبھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل
اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منھ جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا
لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا
غضب ہوا ساحر بھی آپڑے ان بیحیاؤن سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوے فوج
ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن بہمن بھاگتا پھرتا ہے
قریب صاحبقران نہین آتا ہے جانتا ہے یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسیر پنجہ قابض ہونا دشوار
اسیر سحر کرتا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین بہمن نے زمین کو لادیا سحر کرکے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام
پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدا ہے کہ کون ن قلمہ تھراتے ہین صاحبقران اس حال ۱۱۰

پُرملال کو دیکھکر گھبرائے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین لیکن مجمع انکا کم نہین
ہوتا کوہیون نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار ہوا اُسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہوکر دست دعا طرف
آسمان کے اُٹھا دیے آمد ورفت مین زخم بھی کھائے ہین چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین
درد کہ افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گرد بن خاقان ہمین جلالت آئین مفت مین قتل ہوتا ہے
پکار اُٹھے ای معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچا یہ تیری راہ مین بدل وجان مصروف جہاد ہین
مبتلائے ظلم وبیداد ہین انپر رحم کر ظلم وعدت کفار سے بچالے دریائے مصیبت سے نکال ساحل
مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر؎ تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار نہ ہو تجھسے مایوس امیدوار
صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی
گرد عظیم تتق گرد نے روے آفتاب کو چھپا دیا سامنے اُسکے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے چالیس
علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھریرون پر تعریف الٰہی مرقوم اُنکے تخت پر ایک نقابدار بادلہ پوش
تاجدار صاحب جاہ ووقار مرکب باد رفتار کوتل شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار
جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب سم سے سم ملے ہوے برے جمے
ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقابدار تاجدار نے جو یہ ہنگامۂ قیامت خیز دیکھا
شاطر سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہے کون کون جنگ کا طالب ہے کون مغلوب ہے کون غالب
ہے شاطر مثل عقاب تیز پر جھپٹا مثل برق نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار بہادر سے عرض
کی ای شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے برائے شکار صحرا مین آئے تھے
سمندر کوہی وبہمن جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہے سحر سے لشکر معرض زوال
مین ہے آفتاب آسمان عزلتبان جلال مین ہے لیکن زخمدار مضطر وبیقرار کیا عجب ہے کہ خدانخواستہ
دشمن اُنکے قتل ہوجائین جنگ عظیم واقع ہے یہ کیفیت سنکر نقابدار تاجدار نے سپر وشمشیر
پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا ای شیران دشت نبرد
تمنے سنا صاحبقران زمان گھر گئے ہین وقت جانبازی وسرفروشی ہے عقب مین نقابدار کے
اہالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے قریب آکر بصد کر وفر نعرۂ شیرانہ کیا باشید ای کفاران
بیحیاو ای نابکاران پُر دغا کب تکو زندہ چھوڑتا ہون ہم نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت وحشم

سرگروہ مردان عالم یہ فرما کر نقابدار مے بیچہ کھینچا چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلاہی وار کیا ہزار کو داخل دار البوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا
بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی چشم زدن مین مارے پلٹ کر صاحبقران نے جو
دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش برائے مدد آیا اُسنے دریائے خون بہادیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار
کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر نقابدار پر یہ بیجیا سحر کرے مفت
مین یہ بہادر مارا جاے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے قریب بہمن کے پہونچے
نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر اسم اعظم پڑھ رہے
ہین سحر دفع کر دیتے ہین جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغۂ سحر کا ہاتھ لگایا امیر
نے تیغۂ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس ناہنجار کا خالی گیا امیر نے ہاتھ
مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب تھا
دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہی اڑا ہوا جاتا ہی بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر تین بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس خطاکار کو مارا بہمن سنبھالیکن تیر دلدوز سینۂ پر سوز
پر اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑکر پار گذرا مردہ ہو کر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا تڑپا اندھیرا
ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام سن بہمن جادو بود ساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم
ہوا گھبرا گئے آکر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوشربا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان
تلوار چل رہی ہی نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی مقبل و بہرام
کی جان بچی مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہی خون جسم مین جوش مار رہا ہی ہر مرتبہ
چاہتے ہین کہ اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب و نسب پوچھون مگر جب
صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آ جاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہی کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا
اے ہنر بردشت جرأت وای نہنگ بحر شوکت و لیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق
ہین نقابدار دور سے عرض کرتا ہی غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوئین
کیا روز سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل اہل

اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا سمندر کوہی نے للکارا او نقابدار مفلوک تیرے سبب سے بہمن جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لون اس حال مین اک بچیا ناپو پرست نے لپشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار کے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار گذرا نقابدار نے ہکہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بہ مشکل دستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون روے زیبا پرست سے زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہر حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہے نقابدار نقاب سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منھ سے نکل گیا کہ غلام آپ سے رخصت ہوتا ہے اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ صدا کان مین صاحبقران کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو نوبت بجان و کارد بہ استخوان پا یا بیچین ہوگئے وہین سے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے مین آ پہونچا

سم زلزلۂ قاف سلیمان ثانی نعرۂ صاحبقران مصنفہ قیصر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک گرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک گرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
صدائے نعرۂ صاحبقرانی سے

گنبدہ سمندر کا بھڑ کا تھرا کر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب باد رفتار ہوا سے آگے روانہ عکس کاکل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو امیر نے لپشت پر لیا سینہ سپر کردیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریاے جراُت جوش مین آیا وہی تیغ خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن ملازمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہے سو دو سو سوار قریب آئے نقابدار کو گود مین لیا گھوڑے سے اُتار کر ہوادار پر سوار کیا نقابدار بادلہ پوش بیہوش ہوگیا ہمراہیان نقابدار لڑتے بھڑتے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران بھی انتہا کے زخمی ہو چکے ہین لیکن بقوت صاحبقرانی بڑھ کو بچا کر کلائی پر ہاتھ دیدیا جھٹکا

اور تلوار چھین کر پھینک دی دست خود پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈال دیا نعرہ کر کے زور کیا سمندر کوہی کو قاش زمین سے اُکھیڑا چاہا زمین پر بار دن سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہی سرکشی بیکار جان بچاؤ پکار اُٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان ہے عرض کی تا زندہ ام بندہ ام غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھ دیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل مین کینہ کر کے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے مین نے صاحبقران جہان کی دل و جان سے اطاعت کی سب سردار خدمت مین حاضر ہوے مگر اس جنگ مغلوبہ مین پچاس ہزار کوہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا اہل اسلام صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوے بہرام و مقبل بھی انتہا کے زخمی ہین سمندر کوہی بہ مکاری چقماق ہاتھ مین اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے چلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کوہی ہوے مقام صدر پر آکر بیٹھے بہرام و مقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی کے سر مین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سرداران کی زخم دوزی ہو چکی تب صاحبقران نے اپنے سر مین ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین بہت کے صاحبقران زخمی ہوے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقی بچے حاضر ہوے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ و شنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر * دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم جسکی نگاہ اس طرار فرار پر پڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی تھی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی تھی اہل محفل کو جو متوجہ پایا غزل عاشقانہ آغاز کی

غزل

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو گر آستین زلف سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دست موسی جسمین انگشت آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جوہر کش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو
ہو شیر اسے سو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
۱۱۰ وہ کھینچون آہ کہ خورشید بھی پنہان زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو
تم وہ وہ زخم دل پر سیر کرتے ہو دکھلانے کو
پر ترش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے عش عش ہو
دل تحمل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو
لبیک وا فغان ناقوس و جرس با خندہ قلقل نالہ نے
دل کھینچے ہین ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو
بن تیرے گھر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کمان ہوجائے دستہ نرگس ترکش ہو
مانند نمکدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہی خاک کوے قاتل نے
ہان دفن کو ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو
اس بحر مین کیا برجستہ غزل ای ذوق یہ تونے لکھی ہی
ہان وزن کو جیسے سنگر نشادان سوح خلیل و اخفش ہو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی لیکن سمندر بے م اسی فکر مین ہی کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی کرون بھیا نے مکاری سے کنارہ نہ کیا شاطر سے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہی لب پر مہر سکوت ہی شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آغشتہ بدارو بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریادل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمائیے سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچائیے صاحبقران صاف باطن اس بھیا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد و قدح جام پی گئے اس بھیا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا ای سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا

باش او حمزہ تونے بہمن جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب کہان جایگا غصہ مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوے پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان نہنگان دریاے جرأت کو مطوق کرو آہنگرون نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا مین قیدی مجلس فلک چارم یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے برآمد ہوا ستارہ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کرو ان سبکو خدمت مین خداوند لقا کی لیچلونگا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی کوہیون نے کمر بندی کی سمندر گینڈے پر سوار ہوا ان قیدیان مبتلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہی نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار کو آے خود شکار ہوے جو منظور پروردگار ہو کیا چارہ ہی بہرام کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے مقبل بیقرار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کوہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ روبرو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہی بیان نکرنا بلکہ مین خود اسطرح کہونگا کہ حمزہ مجھکو شکارگاہ مین ملا الفنون سپاہ گری مین اسپر غالب آیا سرکار قدرت سے سبکو انعام ملینگے عمر ہماری تمھاری بڑھا دینگے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت ہو سامنے قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوے سمندر کوہی جاتا ہی صاحبقران زمان پر دن بھر دھوپ پڑتی ہی رنگ رو متغیر زخمہاے کاری سر پر ہی گرمی سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر بار مقبل سے کہتا ہی اے سرخیل وفاداران اگر قید ہماری سامنے لقا کے پہونچی بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کوہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوے سب دشمن ہین ہمارے واسطے رہزن ہین فلک نے عجب طور سے گردش کی ستانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بعد اضطرار پڑھے رباعی

ہی عہد شباب زندگانی کا مزا ... پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا ... باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا

دیگر

ای حلقۂ زلف دام داری ہی عبث ... ای ناز و ادا کمین ہماری ہی عبث
یان دل سے قرار جاچکا ہی کب کا ... ای شوخی یار بیقراری ہی عبث

دیگر

گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ ... صہبائے طرب حرام کیا دور ہی یہ
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب ... بیجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ

چار منزلین سمندر نے اس جوش و خروش مین طے کین جو تھے روز پہر دن پچھلا باقی ہی کہ سمندر ایک صحرائے پر فضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قیدخانہ مین بھیجدیا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار سکار بیٹھا ملبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبر مین ہوے کو ہی بہت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑرہا ہی شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین ماہ بدولت انکو قیطولات پر پہونچا ئینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ رواروی مین آتے ہین سمندر کو ہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے تھے اسطرف آگئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا گینڈے سے کودا دونون آپسمین بغلگیر ہوے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر نے کہا ای رستم زمان ماہ بدولت طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزۂ عرب شکار کھیل رہا تھا میرے اسکے مقابلہ پڑا مین پہر کی کشتی میرے اسکے پڑی اسکا قوت باز و زینت پہلو بہرام گرد مین خاقان چین اسکو بھی اٹھالیا اب سبکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے جاتا ہون یہ سنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ شمشیر خشمناک ہی تمام عالم مین اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا

اگر تمنے بہ مردی اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا مین بھی اُسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام
سنا ہی یہ مرتبہ تمھاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین
تم کہتے ہو مین نے تین پہر کی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی چلکر دیکھہ لو بارگاہ مین تشریف رکھو
مین خود جاکر اسکو قید خانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ
کے آکر بیٹھا سمندر کوہی قید خانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کو ہیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی
سرگروہ پہلوانان عالم یکہ تاز میدان شجاعت صاحب شوکت و لیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہی تمکو
اُسکے سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تمسے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم
اقبال کرنا قدرت کے سامنے چلکر تمکو رہا کردونگا ورنہ درصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران
نے مسکراکر فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہو گے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی
خوشی آکر پاس ممتاز کوہی کے بیٹھا مونچھون پر تاؤ دیکر نے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون
مگر ای برادر وہ بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اُسکی آبرو ہماری دریا دلی پر موقوف ہی کوئی
کلمہ سخت اُسکو نہ کہنا چونکہ قید مین ہی کمتر ہو رہا ہی پوچھ کے رخصت کردینا ممتاز کوہی نے
کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان کا بڑا نام سنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے
مجھے تعجب ہی سمندر کہ رہا ہی کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ تھرا گیا
آخر مین نے اُکھیڑ مارا چارون شانے چت گرا مشکین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے
پچاس ہزار کوہی میرے مارے گئے ایک نقابدار مدد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑالے مین نے
اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منہ چھپاکر بھاگا ایسا حجاب ہوا کہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی
ہنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا ممتاز نے دیکھا
آفتاب آسمان عربستان ماہ اوج شوکت و شان مسلسل و مطوق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا
پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ما و ابر کسے باد کہ بداند دلشناسد کہ خدا
یکی ہست و دین پیغمبر برحق کوہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی تمھارا
اسمین کیا نقصان ہی اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہوئے
ممتاز کوہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہو آپ کو ہمارے بھائی سمندر کوہی نے زیر کیا صاحبقران ۲۰

نے فرمایا ای ممتاز کوہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا ای بہادر اگر زیر ہوتے ہتکڑیان بیڑیان کاہیکو پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمایئے اپنے خدا کی قسم تو کھایئے باتون مین مجکو نہ بہلایئے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہی جب تو سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قید خانہ مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر اُسکے خلاف ہوگا فوراً قتل کرونگا پہلے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہی جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او مکار مردانِ عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہی قتل سے مردانِ عالم کو ڈراتا ہی سمندر تیغہ پکڑ کے اٹھا ممتاز ہان ہان کرتا ہی کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر بانوقیر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان برق جنون من ہست	گرمی بازار عشق از تف خون من ہست
بر سر دار فنا خانہ غوغای من	پاک ندارم ز دار چوب ستون من ہست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من ہست

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا امیر نے غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر لپٹ پڑا امیر نے بقہر وغضب تمام گردن پر ہاتھ رکھکے ہکہ مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکادی ممتاز منع کرتا ہی کہ باصاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا ای برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی ٹھہر جاؤ مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون تیسرا پیچ سمندر کوہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران دونون مونڈھے تھام کرلے دوڑے ہرچند سمندر چاہتا ہی کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے ہکہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے سمندر نے چاہا لنگر اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ زانو دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پاؤن اڑا کر دھر اڑاؤن فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مثل طاؤس آتشباری چکر کھانے لگا زمین پر مارا چاہا پٹ گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے چت کو دکر امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا ای سمندر حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی سمندر

نے کہا او حمزہ اب مین بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصّہ مین اُٹھے جسطرح شیر گھسیانی پر
آتا ہی ایک پانون دونون ہاتھ سے تھاما چیر کر اس بجیا کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر
تلوارین پکڑ کے اُٹھے جب تو ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامرد و خبردار اگر حمزہ پر دست درازی
کی قیامت برپا کرونگا لاش اس نامرد کی اُٹھوا لو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا
ملازمان سمندر لاشہ سمندر لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہو گیا کہا ای شہریار آئیے
شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست * مقبل و بہرام
کی بھی اپنے قید کاٹی صاحبقران کے لیے دنگل زرین منگوایا مقام صدر پر لاکر بٹھایا ساتھ والون
کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش
آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا
ای برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان
فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر
شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کونین حاصل
کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے
اس نامرد کے ظلم سے دس پانچ روز توقف فرمائیے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا
ای برادر مجکو عرصۂ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار
کو تردد ہو گا پس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جاے یا مین آپ کی اطاعت کرون
یا حضور میرا ساتھ دین استادان سخنور نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کوہی نے دوسرے
دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر با توقیر نے ممتاز کوہی کو زیر
کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اہالیان
لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمائیے دو دن کے
واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر و چشم مین
تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر
کوہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادوگر

اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بھیجا آکر اسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا بیہوشی پلا کر مجکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانۂ مہلت مین ہم تمہارے قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال بیمثال ہو چکا تھا کہا مین بندہ بے زر ہون دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہ نہ موڑونگا بہر نوع ممتاز کوہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کوہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے کہ ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے ہین مثلث بر غزل مولانا عرفی شیرازی مصرع سوم بطور مثلث حسب حال

لذت فراست در دل شہا گریستن — خوش در خور ست حسرت طوبی گریستن
پنہان ملول بودن و پیدا گریستن

مت بحجاب روزنہ یون جھانک چار سو — ای دیدہ شرم دار کہ مقتول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے — من خود کنم کہ گریہ بحالم کنی ولے
نی زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار — گر کام دل بہ گریہ میسر شود ز دست
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون دیکھ کر لب گل و شبنم ای ہزار — بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا نبود با گریستن

بیصرفہ ہاے روتے ہین کس بد تون سے خون — عمرم بہ گریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
عمرے بتازہ بایدم و دا گریستن

ای شیخ سیر بندہ و خلد برین پرست — گاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
تا کے ز شوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھون تباہ حال ہین مین اشکبار ایک — ہر کس کہ ہست گریہ بحالش روا لیک

نتوان بہ عالمے تن تنہا گریستن

مومن یہ کہدے جاکے کہ ہوگیا ہے دل اشتیاق | عرفی زگریہ دست نداری کہ در فراق

در وقت زدل ہمی بصدا لا گریستن

جبکہ بہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوش ربا میں پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہی کہ نام اُسکا قلعہ شعلہ بار ہی وہانکا حاکم ذاظم ہی طرف سے افراسیاب جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبردی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی تمنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی اُنھون نے کہا حضور شاہنشاہ بہمن کو افراسیاب نے براے مدد خداوند لقار دانہ کیا تھا ایک صحرا مین جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان براے شکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے نام بہمن جو سفاک شعلہ بار نے سنا بے اختیار ہوکر سر دھنا کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہی ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست ہی ساتھ والون نے کہا نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت وشان مالک اسم اعظم خداے نادیدہ ہی گرم وسرد عالم چشیدہ ہی بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے ملک ومامہ وششمش کیسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ ہوش ربا مین نہ لیجاؤ ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بناؤ صندل کی لکڑیان منگاؤ مرگھٹ پر چلکے جلاؤ مین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجھکو صورت میرے بھائی کی قاتل کی پہچنوا دو اسم اعظم بند کرکے اگر آتش قہر وغضب مین نہ پھونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسی وقت اُس ناری کو اسنے جلا یا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کر لیا اڑتا ہوا جاتا ہی یہان صاحبقران زمان ممتاز لشکر کو ہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوے بہت جلدی ہی کہ اپنے بہ تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی ایسا نہو کہ کوئی فتنہ برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب

یہان سے کوہ عقیق پانچ منزل ہی کل سے انشاء اللہ دو منزلہ کرینگے جلد سرکار کو پہونچا دینگے
وہان لشکر مین بادشاہ اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران
تہمتن گھبرائے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا
غلام بہت گھبراتے ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن
عمرو کو بلا کر حکم دیا جلد جا کر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف
نہ لانا مقام تردد و انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمایئے جمال جہان آرا مشتاقان
باوفا کو دکھلایئے جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا لیکن اسیر
اُسی منزل پر فروکش ہین ممتاز کوہی نے سیر لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے
حضور نے راستہ فراموش کیا ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا
لشکر مین نہونا مقام تردد ہی پہردن پچھلا باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ ونگل زرین پر جلوہ فرما
ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے بازار مین آراستہ کٹورا کھنک رہا ہی لشکر مین
چہل پہل امیر کو شراکت ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا یہ کیفیت تمام اس نیک
انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے
سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی
اُس ابر سے نوبت ونقارے کی آواز آتی ہی زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک
ساحر غدار بلاے روزگار تاج سر پر انگلیان چمکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران
خرس طینت میمون خصلت ہزبرہاے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوے اسی صحراے
ہول خیز مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اترا یہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران
کی چلا تھا اُترتے ہی اس لشکر پر نگاہ کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ ہین اُن سب نے عرض کی
دیکھیے قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ وحشم سے اُترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو ملازمان
ممتاز کوہی نے خبر دی کہ ای شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار براے مقابلہ سرکار
دولت مدار آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اُسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ
مجبور و ناچار ہی فتح وظفر عطا کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دیگا یہ فرما کر صاحبقران بارگاہ مین

تشریف لائے لیکن کوہی نو مسلم آمد ساحران دیکھکر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزار ہا نکل گئے چلے ہونے لگے بعض نے کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پانون بیکار مجبور و ناچار کیا کرینگے کچھ زور نہ چلیگا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سوارون مین اسم ہی اور کہین جاکر پیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین معاش سے مطمئن ہین چار بیگھے کا ایک باغ ہی دس بیگھے کا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ گلمین ڈالینگے مزدوری کرکے پوت ادا کرینگے اناج بچیگا اسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے ہین کیا مشکل ہی مفت مین حمزۂ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جان دینا ہمسے نہو سکیگا اگر اسیطرح لڑتے مرتے پچاس برس کیونکر بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دلپر اثر کر گیا بونے جوتنے مین بڑا مزہ ہی دن بھر مزدوری کی شام کو ٹانگ پھیلا کر سوئے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جاکر اپنے پیر کی درگاہ مین چڑھادینگے بڑا ثواب ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیسا عذاب ہوگا لشکر کوہیان مین ہنگامہ پڑ گیا ہزارہا چلے گئے چند کس مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی او نور نظر نام بڑی چیز ہی لڑائی سے منہ پھیرنے والا بدتمیز ہی جسکا نمک کھایا جہان اسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہائینگے لڑ بھڑ کر مرجائینگے جو بہادر دیکھیگا آفرین کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سور تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ کیفیت تھی لیکن سفاک نے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزۂ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا اس سردار کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا اسکے خون کے معاوضہ مین تا کوہ عقیق گلزار سلیمانی خون کا دریا بہادونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سن لینا اس قوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹادونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ جواسیسان لشکر ممتاز کوہی حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی

نظم

که تا سبزه روئیده باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
همه کار عالم بکام تو باد
نگین سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوادیا کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہنشاہی سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہی حقیقت مین ملعون آگ کا پتلہ ہی امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ

جلیگا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بہ عنایت ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
معین و مددگار ہی یہان بھی نقارۂ زری پر چوب پڑی ممتاز کو ہی نے عرض کی ہزار ہا نامرد جان
کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز تردد و انتشار کو
دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دینا ہو وہ میرا ساتھ
دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت سحر سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح
ہوا اُنکا گھر ہی بلا تکلف چلے آئین مین اُنکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست سُن
لینا تمکو اختیار ہی ممتاز کو ہی ان باتون پر صاحبقران کی وجد کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض
کی حضور جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر
مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دو پہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا
اس بیحیا نے ایک مانش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور ہی کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند
کرنیکی تدبیر کرون اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اُس پتلے کے نصب کر رہا ہی آنکھون کو باقی
رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقۂ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر ہوم کا بنایا اُسکو
شیشے مین اُتارا منہ شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا
ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے کرگدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان
چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان لیث اشقر پر سوار ہوے ممتاز کو ہی ساتھ ہی
اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھرنے والے جان نثار سرفروش
بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ باز
شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہی باطمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین
آیا سلح شوری دکھلائی گولے آسمان پر پھینکے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے
اہالیان لشکر ممتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین
کہتے ہین کہ دیکھیں اس بیحیا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین ادھر سفاک آتش باز نے گینڈے
کو روکا دستک دیتا جاتا ہی نام ساحری و جمشید کا لیتا جاتا ہی بیخوف و خطر پکار کر آواز دی کہ یا زلزلۂ
قاف ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئیے فنون سپاہ گری دکھلائیے ہمین کا خون جوش مار رہا ہی

اُسکے معاوضہ مین قیامت برپا کرونگا خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہی فوراً اشقر دیوزاد کو برے سے نکالا ہر چند ممتاز نے عرض کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریاے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس پر نثار کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز واقعی تم ایسے ہی شیر ہو مگر سمجھو تو کہ یہ ساحر مکار ہی اسکے سامنے تم جاکر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اُٹھاکر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و شان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کرون نیچہ ہاے نعل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کرون

طرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو شب دیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا	دیگر	یون وہ اڑجاے کہ جیسے سر آتش زیبق ہر باگ کہکشان کی دیاشہ ہلال کا

اس عظم و شان سے صاحبقران زمان مرکب باد رفتار کو اُڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ باز پیچھے ہٹایا ساحری کیطرف صحرا کے گولہ مار اسپ نے دیکھا کڑا کے کی عُم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک جوان سیاہ رو کریہ منظر خوک پیکر دور کالے گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیر خواہ حمزۂ عرب کو ٹوک لے مدتون تیری خدمت کی تھی وقت خیر خواہی ہی دشمن کے لیے تباہی ہی وہ بھیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیسری طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا روک کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ عقرب کا لگایا اُس خود سر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھا دیا اسمین کچھ سر تھا تیغہ عقرب سلیمانی اُسکے سر پر پڑا سراسر گلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب گذری صندوق سینہ پر جاکر رکی قفس جسم خاکی وا ہوا لڑکھڑا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارتے لگا رنگ روے صاحبقران یکایک متغیر ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اُس طائر ہفت رنگ کو آواز دی

ساتھ چرخ گرد سر اسیر لگا چکا تھا آواز آئینے مالک کی سنکر زمزمہ سرا ہوا شیشہ مین گنڈے باندھکر
اژدر بڑا اسفاک شعلہ بار نے وہین شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یارو
اسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کرو مسلمانون کو گھیر کر مار لو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا
حقیقت مین طائر کو دیکھکر رنگ ردے صاحبقران اڑ گیا چہرے پر اُداسی چھائی ہی ہاتھ پانؤن مین
رعشہ پسینے پسینے ہونٹھون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا اے شہریار خیر تو ہے امیر نے فرمایا حقیقت
مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین
صاحبقران کے پاس نایاب ہین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب
صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن
مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہے اس ساحر کا عقاب
نام تھا اُسنے کہا مین حمزہ کو مارونگا سحر کرکے گرفتار کرونگا لکھا ہے کہ اُسوقت بزرگان دین نے آکر
صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب جادو کو مار العبد از ان
عقاب و قارن دیوبند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہے کہ جب صاحبقران ملک کبروتیہ پر
پہونچے بختیار شاہ کبروتی کو مسلمان کیا اُسنے عین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک فرزند
میرا نوجوان صاحب شوکت شان حسین و خوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان مین جاکر قید
ہو گیا ہے اُسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ
دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا ہر نوع
صاحبقران اعظم صاحب شوکت و حشم راز دار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت
یہ ہے کہ ساحر سحر کرکے زبان پر قبضہ کرتا ہے زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان
سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہے تحفۂ دیگر کامل و اکمل حرز ہیکل مصنف نے اسکے
ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران و اُم الجبال [illegible]
کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در بند فرعونیہ پر جب شہنشار جادو سے مقابلہ پڑا انکو
امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے
آپ کی سخاوت کا شہرہ سنا ہے ظاہر ہے کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے

جس پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو
عطا فرمائیے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہی طبیبون نے بتایا ہی کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آئے
پانی مین دھوکر وہ آب ناباب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پائے پس راہ خدا
مین وہ تحفۂ کامل واکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمائیے مین بوقت سحر لاکر حاضر کردونگا راہ خدا کا نام
سنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اُس دردیش مکار کو دی اُسنے آواز
دی او حمزہ منم دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہناز جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب
مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تمکو قتل کریگا اسمقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران
بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کرب غازی جاکر طلسم عجائب کو فتح کرتے ہین تب حرز ہیکل
دستیاب ہوتی ہی مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہی کہ سفاک شعلہ بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہی
حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہی اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ رو متغیر زبان
مین لکنت جب ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے سغلوبہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی
کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر و حیران تیغۂ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا ہاتھ
دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی نے دامن دولت چھوڑا جراُت نے مُنھ موڑا اس حال
پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کوہی وغیرہ جی داری کرکے جا پڑے ساحرون سے بہ
جراُت و شوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی عالم دربند طلسم ہوش ربا فن سحر و ساحری مین
یکتا ہی کوہیون کو کب مانتا ہی غیر ساحل اگر فیل مست ہو اُسکو پشہ سے بھی کم جانتا ہی ایک گولہ
اُٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لکہ ہاے ابر کڑکے دھوان بلند ہوا ممتاز کوہی و بہرام
گرد بن خاقان چین و مقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن و پہلوانان ہیلتن کے اس دھوین سے
نابینا ہو گئے بیقرار ہو کر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو بیکس و بے بس
کرکے گرفتار کر لیا اب صاحبقران زمان یکہ و تنہا رہ گئے اسم اعظم بند دل دردمند لیکن لڑائی
مین مصروف اس حال مین بھی کوئی اس شیر کے منھ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین
بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بار نے جو دور سے
دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جراُت مین وہی شرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر بڑھتے ہین

نہنگانہ تلوار کھینچکر جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ نخل مین آتے ہین اسنے پکار کر آواز دی او نامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے بیرون نے مجکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز ہیکل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرأت کم مزاج برہم اسپر بھی کس شان و شوکت جرأت و ہمت سے لڑ رہا ہی بلوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کر لو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھ کر جیسے قصد ہوا ایک مرتبہ چہار جانب سے جا پڑین اسوقت امیر با توقیر کو اک عالم یاس چہرہ اور اس باوجود صبر و جبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز یاد یاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی
جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی

رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر
کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی

انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو
زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہو گا وہی طوق آج جو گردن مین ہی

خاطر صافی مین تیرے کس طرحسے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی

بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین
سیر لالشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی

خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر
میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی

گل ہوا جب غنچۂ شرم نو عروسی پھر کہان
شاہد رو پوش ہی جب تک کہ پیراہن مین ہی

ملگئی یہ خاک کسکے حسرت پا بوس مین
اک بگولا سا مرے گرد رم توسن مین ہی

باغ ہستی کی ہوا سے سرد پھر کیا ای نسیم
ہو گا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایک دن اسپر خزان آنا بھی ضرور ہی باغبان قضا و قدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ
معلوم ہو گیا ہین لیل و نہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیر خوار ہی دہن بھی کھلنے نپایا باغبان بدبخت صرصر غم نے اُس غنچہ کو گرا دیا گویا طفل شیر خوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شاد ہونے پائی بوقت سحر گلچین نے دست درازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردۂ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ

جوانی سے حاصل ہو گیا اب پھل پر دست درازی ہوگی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا
مثل اسکے کہ انسان ضعیف ہوا ہاتھ پانوٗن بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا
اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے انجام یہی ہے مصرع حسرت شاہ و گدا زیر
زمین یکسان ست ۔ آخر دو گز کفن و گوشۂ قبر دنیا کا یہ مآل ہے مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور
ہے اس امر کا خیال آیا قلب تھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے
جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن تک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے
نہ اُٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی قبر نا ممکن ہوا افسوس کہ یاران باوفا نے مٹی نہ دی
ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل مرحمت
فرمائے جا دراہ خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یکہ و تنہا و ہم حسرت و یاس
مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت
لطف عیش و عشرت فوت یکایک من جانب اللہ قلب مضطر نے فردہ دیا کہ اے غریق دریاے
مصیبت و اے گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید
کہ ہراسان نشود ۔ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخدائے
کشتی دو جہان کا بیڑا پار کرے گا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ فردہ سنا یاس و ملال
خود بخود دفع ہو گیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان
کے سر اُٹھایا عرض کی اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی
ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تو نے میرا ناز اُٹھایا مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا تو شیروان
ایسا بادشاہ عالیجاہ ہیبت شمشیر سے اس گنہگار کی تھرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسرے
عالم کفر مین دبکر مرا لقاے بے لقا دعوی خدائی پر مغرور شیشۂ دماغ بھیا کا شراب کبر و نخوت
سے معمور فوجین بے انتہا سرداران خرس طینت متکبر نے درد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے
شکست دلوائی اس قطرۂ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون
یقین کامل ہے تو ذلت میری جائز نرکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہے
کہ تیری صفت کرو ن نظم

خداوند گیہان و گردان سپہر	فروزندۂ ماہ و ناہید و مہر	

صاحبقرانی ملین سطرح کے حضو امتحان لین آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رب جلیل
القاے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہوجائیگا تمام
غدر مٹا دیگا اب حضور ضعیف بھی ہوے انتظام ملک گیری وجہاد راہ خدا جوانان صف شکن کا
کام ہی حقیر کا از پردۂ دنیا تابہ قاف جرأت مین نام ہر ان کلمات کو سنکر رنگ روے صاحبقران اعظم
سرخ ہوگیا زلفین خلیلی پیچ وتاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا ای
نقابدار تو نے جو آکر میری مدد کی ایک ساحر مفلوک کو مارا یا اس طلسم کو فتح کیا تھا اسپر یہ ناز اس ناچیز
نے نو سات برس کے سن مین حشام بن علقمۂ خیبری کو مارا کہ جسکا نوے ارنج کا قد وقامت تھا
بارہ برس کے سن مین مہم ہندوستان کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیر وزبر
کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا دیو راہ دار وسمندون ہزار دست ودیو عفریت
اور جنگ آہن شاخ وشش انگشت مردار خوار وطمطراق گراز دندان کو مار کر لقب قاف ثانی
سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا مین آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم
عالم برّ وبحر کو کہ کرور سوار پیدل بیشمار ہمراہ تھے شکست فاش دی کل ممالک پر اُسکے قبضہ کیا
بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بادشاہ جابر وقاہر
سنیب شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس مغرور کا گرد برد ہوا اہالیان سنجان سے
مقابلہ پڑا گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش بیغمبر زمردشاہ باختری کہ سات سو ملک کا
حاکم ہی سالہا سال اُس سے لڑا بدیع الزمان وقاسم میرے نور نظر ایسے ایسے ملک سنجان
مین لڑے کہ گنجاب خواب مین بڑا تا تھا نام سے بدیع الزمان وقاسم نوجوان کے تھراتا
تھا عنایت پروردگار سے جنگ ہفت صف سر ہوئی گنجاب بھاگا مین لڑتا بھڑتا تا بہ باختر
پہونچا زمردشاہ باختری دعوے خدائی کرچکا تھا زیر قیطول لقا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار
کی چھاؤنی تھی تیس برس ملک باختر مین لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اُسکے قبضے
مین کیے ممالک فرعونیہ وہزار شکل چرخ گردان بصد عظم وشان بعنایت رب دوجہان فتح کیے
اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم برپا ہی سلیمان عنبرین موے کو ہی اس عبد ذلیل
سے لڑ رہا ہی میرا نواسا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کریب غازی داخل طلسم ہوش ربا ہی

سپہر اعیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک ساحران مین لڑ رہا ہی قیامتین برپا کر رہا ہی
اگر بہرام فلک سے ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا گوشہ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس
لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک ہیدولتہ مین کہا تھا وہی اب بھی کلام ہی کیفیت
وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائیے گا بانہاے صاحبقرانی نپائیے گا ساٹھ
برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت ہود زرہ حضرت
داؤد پنجہ سہراب پیل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان مرکب اشقر دیوزاد نیزہ
حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائے ہین ان اشیا کو یہ حقیر لیے
لڑے پھر ے کیونکر دے دیگا ای بہادر دانتون پسینہ آجائیگا میدان کارزار تھرائیگا اسطور سے
جو صاحبقران نے فرمایا نقابدار تھرایا سر کو جھکا لیا مگر پھر دست بستہ عرض کی کہ ای شاہنشاہ
گیتی ستان مین چاہتا ہون حضور سے مجھسے مقابلہ نہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور و طاقت
کا ناز ہو اُس سے مجکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہاے
صاحبقرانی عطا ہون اس زمانے مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وایرج نوجوان کی
دھاک ہی آن دونون صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی
دونون جوانان صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی
اٹھا لون تب شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجھکو اپنے
قوت بازو پر ناز ہی بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیسا کسی سردار کی کیا حقیقت
ہی مین خود اسوقت موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے
فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر نقابدار دنگ
ہو گیا عیار سے اشارہ کیا دیکھ اس ضعیفی مین یہ رعب وداب ہی آنکھون مین صاف شیر کے
پنجے جلوہ گر ہین فی الحقیقت سردار لشکر فتح و ظفر ہین دوڑ کر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا
حضور گستاخی معاف فرمائیے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا
جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہو گی اب تو غلام نے آپ کو مہمان کیا ہی
شرف خدمتگزاری حاصل ہوا ہی انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند امورات ایسے درپیش ہین

کہ نیاز سند کو پس و پیش ہی بعد فراغ امور ضروری کو ہستیق پر آؤنگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران
کو بہ منت بٹھایا خاطر و مدارات مین مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہین نقابدار زرین پوش مصروف
خدمتگزاری جام مئے ارغوانی گردش مین صداے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند پریزادان حور طلعت سامنے
گا رہی ہین آواز مین سُریلی بتانے مین کال و ہمن تھامے ہوے صاحبقران کا لفظ لفظ بتا رہی ہین نقابدار
نے سرداردن کو بھی اشارہ کر دیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش مین صاحبقران اعظم کے فرق نہ پڑے
ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار طرار خنجر گزار جواہر بن عمرو نام
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نام جواہر بن عمرو سُنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اُسکو بلا لو معلوم
ہوتا ہی کہ بادشاہ جمجاہ نے پریشان ہو کر ہماری خبر کیواسطے جانشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن
عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر
دنگ ہو گیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی دی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ ٭ بہ چشم دشمنانت خار بادا ٭ بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا گر دپھرا
عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہین کچھ پہلوانان کوہی عزیزداران سلیمان
عنبرین مو بقصد جستجو آمادۂ حرب و پیکار ہین کیا عجب ہی کہ طبل جنگی بجا ہو بختیارک مکار غدار ہر وقت در پئے
آزار ہی ساحرون کی طرف سے طلسم ہوش ربا کے آمد فوجون کی شد و مد حضور کو اسقدر کیون عرصہ ہوا
صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلکر بادشاہ جمجاہ کو خبر دو انشاء اللہ مین بھی
لشکر تیار کر کے آتا ہون جواہر اسیوقت دعاے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران
طرف نقابدار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے امتحان ہو جائے
حوصلہ دلون مین نہ باقی رہے نقابدار اُٹھکر صاحبقران سے بہ محبت لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان داے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ بانہاے صاحبقرانی کا خواہان ہی لیکن ابھی
بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہین کہ جنکا انتظام ذات پر حقیر کے موقوف ہی یہ نیاز مند ابھی
ملک گیری مین مصروف ہی انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہو کر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور لڑونگا
صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپسے حاضر ہین ہمین البتہ امتحان مین قاصر ہین نقابدار نے عرض کی
الیسا نہ ارشاد ہو نیاز مند شہر سندہ ہوتا ہی حضور کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف

سرفراز ہی مردان عالم کو حضور کی جرأت وشوکت پر ناز ہی اب زیادہ محجوب نہ فرمائیے ہرنوع نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر اُسی شوکت وشان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیوزادون نے چہار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہاے سرخ وسفید کے پھرہرے کھلے نقارہ ہاے رزمی پر چوب پڑی سیر وشکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام ومقبل وممتاز کوہی شوکت وجلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین اس نقابدار عالی مقدار نے کل اسباب شوکت وجلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت وشان سے نقابدار نبکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشہ جرأت نے سامان عظم وشان صاحبقرانی مہیا کیا ہی حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہی دریاے شرافت کا بے بہادر ہی بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچائے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی لشکر تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اُسوقت ممتاز کوہی نے سامان سفر آراستہ کیا یہ کیفیت تمام و بہ خیر وعافیت مالاکلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑو وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان شجاعت گوہر آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہی
ہو موج شراب تیغ تقریر
عیّاری خواجہ سبک رو
دے جام شراب عیش انجام
مینائے قلم ہی پر سرجوش
سرخی شروع شام دکھلا

پیری مین شباب کی ہوس ہی
مصروف دعا ہی وہ خردمند
لکھنے مین قلم کو ہی تک ودو
رندون کو ہی اشتیاق باقی
کردے مے سرخوشی سے مدہوش
دکان کی آبرو بڑھادے

حال اسد وعمرو ہی تحریر
ہی قصر امان کا آج دربند
ای ساقی مہرخ و گل اندام
کر مہر قمر یہ اب تو ساقی
ساقی رخ لالہ فام دکھلا
کنڈی در توبہ کی چڑھادے

مے مہر ہو غرب جام بنجائے
اس طرح یہ آفتاب بیٹھے
دیکھے مرغ کباب اندھیرا
بنجائے بط شراب شب پر
دن ڈھلگیا آفتاب ڈوبا
محرم مین چھپا کسی کا جوبن
مدفون ہوا ظرف مہ زمین مین
بلبل کو بنایا دام نے صید
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
گھنگھی سرخی سے آسمان ہی
سیندور کا ہی گمان جبین پر
دو وقت بہار مل رہے ہین
آنکھین ہوئین شبرون کی پر نور
کرنون کا ستارہ ہو گیا ماند
دامن پھٹنے لگا کتان کا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
نکلے ہین تماش بین پی سیر
اس فکر مین دام ہین بچھائے
آنکھین کمرون پہ سینکتے ہین
سرمہ سے نگاہ لڑ رہی ہی
لوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
غازہ گالون کو چومتا ہی
پیمانہ چراغ شام بنجائے
ہو دیدۂ رند مست گردون
لے سیخ کی شاخ پر بسیرا
ساغر مین بھرے شراب انگور
دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا
خم مین پنہان ہوا افلاطون
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
پردے مین عروس شام نکھری
آنکھون مین بسی شبیہ لیلا
جھاڑی مار سیہ نے کیچل
پھولی ہی شفق کہ زعفران ہی
تشبیہ ہی اور ہاتھ آئی؛
غنچے تارون کے کھل رہے ہین
ہر گھر مین ہوے چراغ روشن
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
طائر لینے لگے بسیرا
خار کف پا نکالتے ہین
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
ہر ایک کو ہی انتظار شب کا
دنبالہ پر آنکھ پڑ رہی ہی
گمرون پہ ڈُٹا ڈ ہو رہے ہین
شانہ بالون کو چومتا ہی
میخوار ہین شراب بیٹھے؛
پھولے شفق شراب گلگون
جوبن ہو جو دختر عنب پر
پائے قمر آفتاب کا نور؛
افعی سیہ نگل گیا من
شیشے مین بھری شراب گلگون
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
چہرے پہ جہان کے زلف بکھری
دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
گل ہو گئی آسمان کی مشعل
ہان پان کا شک لب حسین پر
پھیلا کوئی پنجۂ حنائی
فارغ ہوے کام کر کے مزدور
جگنو نے دکھائے داغ روشن
ٹوٹا زخم جنون کا ٹانکا؛
ڈالا ہی مسافرون نے ڈیرا
حالت ہوئی نور روز کی غیر
ڈورے مطلب کے ڈالتے ہین
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین
مسی پہ لگا ہی دانت سبکا؛
پسکی پڑتی ہی رال لب پر
جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین
بوسہ لیتا ہی پان لب کا

محرم کو نہین لحاظ ادب کا
گردن کے جھلک رہے ہین جگنو
سب ہین ناز و ادا کے بسمین
تیکھی چتون سے کرتے ہین وار
ظاہر مین ظہور بیوفائی
حوضون مین کنول کے پھول سمٹے
غل بانگ اذان مچارہی ہی
پھول اُٹھے نہال شمع مین پھول
ٹھنڈھا ہوا کبک باغ کا دل
قمری غم سرو سے ہی بیتاب
گننے لگے جنگلون مین تارے
ذرون کو ہی پیش ہجر کی راہ
گورے بنگال گارہے ہین
ہین طائر باغ نغمہ پرداز
شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

افشان ہاتھون کو چومتی ہے
محرم مین چمک رہے ہین جگنو
جوبن پہ نگاہ مین دارتے ہین
نیچی نظرون سے ہوتے ہین بیباک
روشن کیے گھر قمر کے ضوف
زنبور سیہ کنول سے لپٹے
پڑھتے ہین نماز شام دیندار
سند صیا مین ہوئے ہنود مشغول
ہل ہل کے نہال اونگھتے ہین
سرخاب سے چھوٹتا ہی سرخاب
پروانے مراد پارہے ہین
ماہی ہی زمین ست و ماہ
کب تک یہ اُفق سخن سرائی
ہی شور کسی جگہ کہین ساز

مہندی ہاتھون کو چومتی ہے
ہوتی ہین لگاوٹون کی رسمین
عشاق پہ سین مارتے ہین
باطن مین قبول آشنائی
لیٹے ہین پلنگ پر بچھونے
مسجد مین بہار چھارہی ہی
روزے کرتے ہین لوگ افطار
پھولون سے جدا ہوے عنادل
خوشبو پھولون کی سونگھتے ہین
بے مہری نازنین کے مارے
شمعون سے لگن لگا رہے ہین
تانین مطرب اُڑا رہے ہین
خاموش زیادہ رات آئی
کیفیت داستان رقم ہو

چہرہ فتاحان مرحلہ جات طلسم فصاحت وطے کنندگان جادۂ منازل رموز بلاغت صحراے ہوش رُبا مین یون سرگرم قطع منازل وطے مراحل ہین شعر مصنف بیا ای خردمند فرخندہ پی * کہ سازیم این جادۂ سحر طی * ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہی کہ فاتح طلسم ہوش رُبا جرأت و شجاعت مین یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند مہر و ماہ براے حصول مطلب و دستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہی اے بانی بناے لوح و قلم و اے حاکم و ناظم ملک ہستی و عدم و اسطہ بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش رُبا کہان ہی جبکہ تین پہر کامل شاہزادہ ثریا باب اجابت وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ عین عالم خواب مین دیکھا کہ دریاے آسمان وا ہوے ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار

قریب شاہزادے کے آیا اسد نے اُٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے مشرف ہوا حضرت نے پوچھا ای غازی وای مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار ہی عرض کی تلاش لوح طلسم ہوش ربا مین حیران ہون پاے جستجو کوتاہ لب پر نالۂ و آہ ہزارہا بندگان خدا مبتلاے مصیبت گرفتار رنج و محنت مین اگر لوح طلسم دستیاب ہوئی افراسیاب بدکردار ایک کو زندہ نچھوڑیگا امیدوار ہون مقام و نشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بفرحت وانبساط ارشاد فرمایا ای نور نظر وای مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہوکر طرف مشرق کے جانا درہ کوہ مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہی نام اُسکا پیر عبادت گزار ہی اُسکی خدمت مین جانا وہ بخوبی مقام و نشان لوح طلسم ہوش ربا تعلیم کریگا بموجب ہدایت درویش جگر ریش کاربند ہونا یقین ہی کہ انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہی ستارۂ سحری چمک چکا ہی فوراً اُٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا ملک اخضر و شاہزادۂ صندلان صندلی پوش و ملکہ گوہر جادو سرداران طلسم کشا شب بھر بیدار رہے اب جو صداے تکبیر عبادت خانے سے آئی سمجھے شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہی گوہر مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کرکے سب عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھکر سلام پھیرا کنشتے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بہ شکل ماہ عالم افروز درخشان ہی چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور مبشر بہ بشارت ہوئے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معمور ہی مذہب حق کی بزرگی کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہی اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف لائے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین براے تلاش جاؤنگا یہ فرماکر سجادے سے اُٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے کمر ہمت چست باندھی سردارون نے کہا ہم بھی ہمراہ چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہی کہ یکایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار مہتر ضرغام شیر دل ورود دولت پر حاضر ہی نام ضرغام سنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد

ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ضرغام نیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہو کے رویا اسد نامدار نے سر اُس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر مقام خوشی کا ہی تمنے ہمکو بخیر و عافیت دیکھا بڑی سرگردانی اُٹھائی طلسم صندل پر پہنچنے کی امید نہ تھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا یہان آکر مہر و ماہ جادو کو قتل کیا اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہوے مگر تم یہانتک کیونکر پہونچے عرض کی کہ مین اور مہتر قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو رہبر کامل نے بعد خرابی بسیار یہانتک پہونچایا نشان منزل مقصود بتایا شکر ہی آکر مشرف ہوا اب حضور کے ہمراہ چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگانِ دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سردارون سے فرمایا کہ ہمارے واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا رہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلہ جات طلسمی توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین اسد بارگاہ سے نکلا اشقر مرکب پر سوار ہو کے سمت صحراے ہول خیز وحشت انگیز براے تلاش پیر عبادت گذار چلا ضرغام شیر دل شاہزادے سے سو دو سو قدم الگ رغہ ہاے نخلستان مین چھپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر پیرا ہمراہ رہنا ثابت نہوبلکہ بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحراے طلسم ہوش ربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے کے پاس تحفۂ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل تردد منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جرأت سے تلوار کھینچینگے ساحرون کے آگے جرأت و شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ راے سبکو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہریار مین بھی چلون اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی میرے ساتھ دینے کا ارادہ نہ کرے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمائش اس بزرگوار والا تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اُترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید

بوریاے بیریا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھسا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہا ہی جیسے ہی شاہزادہ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا ای دُرِ دریاے سیادت و نجابت وای اختر آسمان سطوت و صولت ہژبر بیشۂ شجاعت وای نہنگ بحر جلالت خوش آمدی و صفا آوردی شعر مصنف گر بہ سر و چشم من بیائی ۞ بر قلب منم کہ کیمیائی دیگر گر بر سر و چشم من نشینی ۞ نازت بکشم کہ نازنینی ۞ ای شاہزادۂ عالی وقار ہمتو مدت دراز سے تمھارے مشتاق تھے حضرت بزرگوار نے ہمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردۂ بزرگان دین جوان خوش آئین تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح سمجھا دینا آیندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہونا ہی وہ ہوگا کہاں عرصہ کیا اسد نے چاہا جھک کر لون قدمبوس ہون اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلی ہی تمھارے بزرگون کی ذات سے نام یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر شہر و دیار سے صداے تکبیر کان مین آئی یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ما حضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا ای اسد نامدار یہان سے کوس بھر پر صحرا مین ایک نخل چنار ہی بوقت سحر اُسکے عقب مین جاکر مخفی ہو نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سامنے چشمۂ آب صاف و شفاف ہی بروقت طلوع نیر اعظم ایک نرگاو گوشۂ صحرا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین منھ کھولے ہوے قریب چشمہ پہونچیگا جب وہ قصد کرے کہ پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بتعجیل تمام اک تیر مارنا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرے سرکش سہم جاے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گر کر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب اُسکے پہونچانا جلد اُسکو قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوش ربا برآمد ہوگی ایک صندوقچی ہی اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوگی آیندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہی بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن ای شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر رہے کہ یہ حوالی طلسم ہوش ربا ہی بہر طریقہ یہان کا ہوش ربا ہی جا بجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی بصورت دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہی آیندہ جو کاتب قدرت نے کلک قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آئی ہی نقاش ازل کی تحریر مین حکیمان

دوربین کو حیرانی ہی عرصہ دراز تک شاہزادہ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان مہمان رکھا بعد فراغ نماز ہزبر بیشۂ خضر العینی مہر جہان پیما برائے شکار داخل صحرائے فلک نیلی حصار ہوا اسد غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے رخصت ہوا صحرا کو طے کر کے عقب نخل چنار مخفی ہوا چشمہ آب نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اُسمین جوش مار رہا ہی ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک نرگاو قوی جسیم پیدا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوئے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہی صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو مین بیتاب شاید کئی دن سے بے آب ہی اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان کیانی کو دوش سے اُتارا تین بھال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا پٹھے پر اُسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام سن گاو آتش بار جادو بیہودہ نرگاو تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ تڑپا قریب نرگاو کے پہونچا تیغہ بیدریغ کھینچکر ہاتھ مارا سر اُسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان تھا برآمد ہوا دیکھا ایک صندوقچی اُسمین سے نکلی اسد نے خوش ہو کر اُٹھائی دُور سے ضرغام شیر دل بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقائے نامدار نے نرگاو کو مارا ہی اور کوئی شی اُسکے شکم سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا ای شہریار مبارک ہو کیا شی پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد نے پکار کر کہا ای ضرغام درویش روشن ضمیر نے جو نشان ہمکو بتلایا تھا وہ ٹھیک ہی اس صندوقچی سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہی ابھی صندوقچی کھولی نہین ہاتھ مین ہی فلک کجرفتار تو ہر وقت درپے آزار ہی شادی و غم توام ہر مقام پر ہجوم غم و الم اگر لمحہ بھر کوئی ہنسا سالہا سال رویا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہی مجموعہ پریشانی کا — نقد ہستی ہی ازل سے گرو دام قضا
عارضی شی ہی نہین یان کی کسی شی کو ثبات — ہی فنا عین بقا اور بقا عین فنا
جانتے ہین جنھین آرام دل راحت و جان — سبھی بیگانے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
یان کے باشندے ہین سب اپنے غرض کے بندے — بات بگڑے پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
ہی بہار چمن دہر خزان کے مانند — نہ گل و لالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا
کیا ہوا جام جم و فریدون ہی کہان — اُڑ گیا تخت سلیمان لب دوش ہوا

چار دن چاہو سو یہان کر لو کہ انجام ہی خاک — لحد تار ہی آرام گہ شاہ و گدا
یاور و مونس و غمخوار جہان کوئی نہین — نہ تو ہی قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا
نہ جہان کوئی گزندون سے بچانے والا — نہ جہان خاک کوئی تن سے چھڑانے والا
نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری — نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضاے صحرا
شب تنہائی و تاریکی و زندان تنگ — یاس و امید سے چھوٹینگے نہ تار و جزا
الحذر الحذر اے داور یوم المحشر — تجھ سوا کوئی نہین ہی ہوس مضطر کا
بار غم سر پہ ہی پشتارۂ عصیان بر دوش — حشر مین توشۂ رہ زاد سفر جرم و خطا
کوئی دنیا مین نہین دوسرا مجھسا مایوس — واے بر حال من خستہ دل افسوس افسوس

دنیا مین کسیطرح راحت نہین جستجوے کامل کرکے صورت گوہر مراد دلبھی سمجھنے بھی نہ پاے کہ یہ کیا رنگ بر گردش فلکی سے دل بتنگ ہی چشم زدن مین کیا رنگ دکھاتا ہی اسد غازی اچھی طرح شاد ہونے پاے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہی اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہی ایک ہاتھ مین کنجی ہی چاہتے ہین کہ راز سربستہ کو کھولین یکایک صحرا سے صدا آئی اے شیر بیشۂ صاحبقران واے صاحب عظم و شان ذرا تامل فرمایئے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپکو جو کچھ تعلیم کیا ہی ایک نکتہ اُسمین باقی رہگیا ہی وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہدایت صحیح نہ کریگی اسد نامدار نے سر اُٹھاکر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادۂ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوئے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہی ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہی عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سوچکر اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے نرگاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہی اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا وہی اب بھی آتا ہی کچھ تعلیم فرماتے گا ضرغام نے پھر آواز دی بہت بجا ارشاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اُسکے ہاتھ مین دیجیے گا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہین پہچانتے ہو ہرچند ضرغام چیخا بیٹا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا اے شہریار لوح طلسمی مبارک ہو

صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اسکو کھولون لوح طلسمی آپکو دون ورنہ قاعدے
کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی وکلید بہ خوشنودی ہاتھ مین
اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اثنا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور آپکا عیار ہمکو مکار
و غدار بناتا ہے اسکو منع کیجیے یہ کلمات جہلات لائق ہمارے سننے کے نہین ہین اسد غازی
نے غصے مین منہ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پر پرواز پیدا
کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہے یہ تو ایک ساحر سیہ فام ہے اب اسنے زمین
سے بلند ہوکر نعرہ کیا بانغ او طلسم کشا مین مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش ربا اُس پیر
عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا مجکو خبر ہو گئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو
نے مجکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو مارا جائیگا یہ
موتی ٹوٹ جائیگا فوراً سمجھ جانا کہ گاؤ آتش بار قتل ہوا سواے اس پیر عبادت گزار کے
کوئی رازدان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھ لون
آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سنکر اسد نامدار سن ہو گیا قریب تھا کہ طائر روح
قفس جسم سے نکلجاے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہو چکا تھا اسپر بھی اسد نے از
رہ قہر و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان
ہو مکار بدکردار اس اثنا مین بلند ہوکر ٹھہر گیا آواز دیتا ہے کیون اے طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوشربا
کا کیسا خیرخواہ ہون کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت
مین شہنشاہ افراسیاب کے لیجاونگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا
ڈپٹنا نعرۂ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز
ظاہر ہے ایسی باتین کرکے مکار نابکار سوچا کہ مین اسد کو بھی گرفتار کرلون اب انکے پاس
کیا نسخہ باقی ہے لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ ملعون پھر پلٹا کہا اے
طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہو جاے اب ضرغام
گھبرا گیا کہا اے شہریار لِلّٰہ اپنے کو بچائیے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اُسکے نزدیک کیا مشکل ہے
ایک ماش کا دانہ کافی ہو جائیگا اسد نے کہا اے ضرغام بخدا یہ مجکو گرفتار کرلیجاے بالکہ اگر قتل

کرے تو مین بہت شاد ہون بند غم والم سے آزاد ہون ہاے خواجہ عمرو کیا کہین گے کہ ایسے نادان تھے لوح حاصل کرکے کھو دی مکار چاہتا ہی کہ اسد و ضرغام پر سحر کرون کہ یکایک آسمان سے بصورت عقاب اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہوا پر ٹھہراتا ہی اسد و ضرغام زمین پر بیقرار و اشکبار و مین سے نعرہ کیا باش او بیحیا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پر سحر نہ کرنا مکار نے جو ملک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کرکے بشکل طاؤس بنا اخضر سے آکر لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونون کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار کر آواز دی ای اخضر یہ سیہ بخت مکر کرکے لوح لیچلا ہی جانے نپائے اخضر سحر کر رہا ہی مگر مکار بھی بلاے روزگار ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چمکادون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر دم نہین لینے دیتا اسکو بھی خوف ہی کہ اگر یہ بیحیا لوح چمکا دیگا مین بیکار ہوجاؤنگا سحر نہ کرسکونگا اسوجہ سے پر آپسمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب فسونگری کا نیا انداز کبھی اخضر جادو غالب آیا کبھی مکار بدکردار نے اپنے کو سحر کرکے بچایا پر نوچکر پھینکدیے قضاے کار ایک مقام پر مکار بدکردار نے سحر کرکے منہ سے برق چمکائی اخضر کے سر پر پڑی برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم والم دل پر چھایا سر زخمی ہوا بس اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ بیحیا مجھپر غالب آیا سر جان نثار کا زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اُٹھاکر تیر مارئیے مین بزور سحر اسپر دباؤ ڈالتا ہون اسد یہ سنکر ہوش مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش سے اُتارا بہ تعجیل تمام تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہی انسان کی نگہبانی خود موت ہی جب نگہبان قصد کرے کون بچا سکیگا جو وقت خالق اکبر نے مقرر فرمایا ہی بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے وقت پر کام کا انجام ہوتا ہی بڑے بڑے حکمایان اشراقین جنہون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کرکے دکھائے بعض نے دعوے خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد بانی بناے ظلم و فساد اسقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بہار پیراے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سیار گلشن بہشت ہون باغ مین داخلہ کرون عین در باغ پر

ملک الموت نے آکر رو کا کہا او شداد وقت دعوی خدائی گذر چکا واسطے چندون کے سلطنت کی خداے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس رک جا ایک قدم شداد کا اندر ایک باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اُٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اُسوقت سوچا کہ ہاے مین نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا اے قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرون ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خداے برحق ہی جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک کا جھپکنا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرارداد ہین اسکا ٹلنا ناممکن لبس آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو میت دلون خدائی کر چکا اُسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم پیوند خاک ہوے

نظم

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی		نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی	
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے		صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے	

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہی کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسد نے تیر کمان مین جوڑا سیر کمان کا کڑکا عقاب تیر پر کھولکر چلا انھون نے طاؤس کو نا کا تھا مکار صداے سیر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر بشکل عقاب سامنے تھا اُسی کے سینۂ بے کینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صداے ہیہات بلند کی عوض کی غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا مکار تو بلند ہو کر آسمان مین ڈوبا قہقہا مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین پر گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا کہ خودکشی کرون اپنے خنجر مار لون اخضر نے بیقرار ہو کر کہا اے شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا بانی بناے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آنی تھی کیا عذر ہی بندہ مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا اے ضرغام چلکر دیکھین پیر عبادت گزار پر کیا گذری درۂ کوہ مین آئے دیکھا مکار جادو اس مرد پیر کو قتل کر گیا لاشہ تڑپ کر سرد ہوا ہی ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے ملکر

غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرہانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب اکبر ای عبادت گزار گوشۂ قبر مین جاکر کیا گذری نکیرین کو کیا جواب دیا انجام کیا ہوا ہا

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری … کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس … کس سے پوچھین کہ مَیّتہ کیا کیا گذری

عرصہ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد پیر کی اسد غازی روئے

ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب در بند عمر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہوکر رو یا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جاکر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہو ہائے رسوائی لوح طلسم کو یون ہاتھ سے کھویا اخضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہالیان فوج اُسکے ہمکو کیا کہینگے یہ طلسم کشا ہو یا مرد دیوانہ ہو اسکی رفاقت بیکار اپنے خیر خواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون ہمارا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہو کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائین ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے اخضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اُسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کرکے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہو کہ تم لشکر مہرخ مین جاؤ خواجہ عمرو ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوکر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بداقبال مارا گیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا مین اسی کوہ و دشت مین مارا مارا پھرونگا یا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گرکر ڈوب جاؤنگا جو چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہو مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس لڑا گوہر مراد نہ پایا ماموں جان کو قید سے نہ چھوڑایا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بداقبال اور بدنصیب کا زندہ رہنا بیکار ہو جو مجھکو دیکھیگا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہوگی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کر گئی اب کوئی مطلب ہمارا پورا نہوگا

بموجب مضمون نظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت … کرد وہ اہم کارے بنادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم و بے در کوے دوست … چون گذر کردم عنان اختیار از دست رفت
انچہ ابرو یم از دنیا ہمین داغ ست و بس … گر جفاے چون تو یارے ہیچ یار از دست رفت

قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا	جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود پاے قاصدان	چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت
یار شوق وصل در اثناے رہ خواہیم مرد	طاقت از پا میرود صبر و قرار از دست رفت
ہو حبب خاموشی سودا چہ میپرسی کہ من	داشتم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہو اور تا بہ قلعہ ذوالامان جہان پہونچو مادر مہربان سے کہنا حق شیر اُس غلام کو بحل کیجیے تشنہ وگرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے سر ٹکرا کر تمام ہوا آپ کے حکم کو نہ بجا لا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا بسبب حجاب کے حضور کو روے سیاہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجاے تو کہنا کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہی کہ ہمسے طلسم ہوش ربا فتح نہوا حسرت و یاس لیکر یہ دنیا کو چھوڑا لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو جہانتک ہوسکے فتح طلسم ہوش ربا مین کوشش کرنا اے ضرغام یہ تو یقین کامل ہی کہ ہماری خبر مرگ سنکر ناناجان و صاحبقران زمان نورالدہر بدیع الزمان ایرج نوجوان وغیرہ سب صاحب تشریف لائینگے طلسم ہوش ربا کو مٹائینگے ہر مقام پر پہلے ہونگے لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی ناگوار ہی جان دینا بیکار ہی بعد رنج کے راحت ہی وہ رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاءاللہ تا بمنزل مقصود پہونچ جائیگا گوہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور کا گمان بیجا ہی بھلا ہوسکتا ہی کہ حضور تو سر ٹکرا کر جاندین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو منہ دکھاؤن والدہ نامدار مجھے روسیاہ سے فرمائینگے او بدنصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری آبرو ہوگی اہل دنیا کیا کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا منہ نہ دیکھو دربار مین میرے واسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلین غلام ساتھ ہی زیر قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کیا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہو کر ضرغام کو بھی اسد نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر صرخ مین جانیکا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو ملکہ صرخ وغیرہ کو منہ دکھائینگے فرحان و شادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت ہمارا

مقام وحشی بد اقبال وہ دیوانہ نام سردار عیار دونون روتے ہوے قبر پر سے پیر عبادت گذار کی اُٹھے گریبان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت تحریر ہوگا دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہی

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو دنازہ اُس ملکہ بہار خوشخو کے سنیے خمسہ

چون شکوہ ام بد شنم آن دل شکن کند — او در جواب کار دل خویشتن کند
غیرت چہا بجان من خستہ تن کند — کو بخت آنکہ یار شکایت زمن کند
چندانکہ مدعی نتواند سخن کند

یون ہی تری وفا سے دل زار نا امید — جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
ایسا یہ نا امید ہوا ہر یار نا امید — گردد ہزار بار گرفتار نا امید
گر شکوۂ دلم ز تو بیان شکن کند

یارانہ بتان پہ بھلا اعتبار کیا؛ — یا تو کسی کو دخل نہ تھا وان مرے سوا
یا اسقدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا — گر بہم سہ گرانی او نیست غیر را
سنعم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہاے قتل کیا مجھکو یا نصیب — دکھلائی پھر خدا نے یہ بزم اجل قریب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب — آن ظالمم کجاست کہ از پہلوے رقیب
قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو — اب عین وصل ہی تو نہین تاب گفتگو
اک جوشش گریہ بس ہی ترے ہاتھ آبرو — او میکند سوال و مرا در جواب او
از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند میکش خونی دل ایک جا — جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
مومن بھی کیا ہی شوخ ہی کس طعن سے کہا — میلے ہزار حیف کہ آن مو پرست را
ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ وتاب داخل باغ سیب ہوا دربار جمع ہوا رئیس و امیر حاضر ہین
اُسوقت سرمایہ برف انداز نے پوچھا کہ اے شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف
طلسم صندل کے لے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین
کچھ فتور پڑا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے خراج گذار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین
مین یکہ و تنہا ایک سر ہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہی کر جاکر بادشاہ
نیلم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر زبردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے درہم
ہے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اُڑتا ہوا چلا کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایۂ نخلستان مین ٹہلنے
لگا یہ سوچ رہا ہی کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہی کہ لشکر مہرخ مین
عمر و اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا
شاید کوئی فتور پڑا ساربان زادہ ارسطو فطرت بلاے روزگار ہی جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہی
مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر کو دیکھا اڑا ہوا آتا ہی افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہی
یہ سوچکر آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
کو دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بہ سطوت و صولت ٹہل رہا ہی ساحر کے ہوش اُڑ گئے
افراسیاب سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ
جائے لیکن بمشکل اپنے کو روکا دل کو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتلا تو
کہان جاتا ہی اور کہان سے آتا ہی جادوگر حیلے و حوالے کرنے لگا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر
و غضب دیکھا کہا کہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا اب اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے
بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ دربند مہر و ماہ سے آتا ہون افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا
دربند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہی نام اسد کا سنکے بیان کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب
نے غصے مین چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ بیچارہ بجرم و خطا جلکر
خاک ہوا اب افراسیاب نے اسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اسمین طرف سے ملکہ بہار وغیرہ کے
مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خداے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند مہر و ماہ پر بڑی عنایت

کی لڑائی پڑی ہملوگ وقت پر پہونچے مہر و ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار برے تلاش لوح تشریف
لیگئے ہین ہملوگ فلان راہ سے آتے ہین انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچکر مرحلہ جات کی جانب سفر ہوگا جب تک
طلسم کشا بھی لوح لیکر آجاوینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین
پر دے مارا ریش فش کو نوچنے لگا کہتا ہی کہ ای افراسیاب صندل جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل
کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہر و ماہ جادو کو مسلمانون نے مار لیا لیکن جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا
جائیگا پہلے چلکر ان باغیون کی خبر لو راستے مین چلکر مار لو لشکر مہرخ تک جانے ندو یہ سوچکر ایک جانب
بقہر و غضب تمام چلا تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہونٹون پر آہ سرد دل مین
درد ادھر سے تو افراسیاب جاتا ہی لیکن ملکہ اختر بن سہیلان قبل زور شمشیر زن بعد جانے
ملکہ بران کے باغ نگارین مین گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ طرف دربند مہر و ماہ کے
گئی ہین ابھی تک واپس نہ آئین نہین معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم مین جانا ہزار طرح کا خیال ہی
تمام اہالیان طلسم ہوش ربا دشمن افراسیاب رہزن بڑا کار نمایان کیا پل پر یزدان توڑا دریاے
خون رواں کو خشک کرکے کل ہوش ربا کی آبرو ستائی ہمیشہ افراسیاب و ملکہ حیرت جادو اسی
فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بران شمشیر زن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی انکی حفاظت کرے
شر دشمنون سے بچائے ہین انکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون وزیر زادیون نے
کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوائیے اختر نے کہا نامہ دار اسطرف نہ جاسکیگا ملازمان
افراسیاب روک لینگے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب
وقت ہو عمل فرمائیے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر تلاش مین ملکہ بران و بہار کے چلی سختی تو تقدیر
مین لکھی ہی اسی پہاڑ کی جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب کھڑا ٹہل رہا ہی افراسیاب
کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر ایک ستارہ چمکا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر
طاؤس زرین بال پر سوار بصد کر و فر اڑی ہوئی آتی ہی اختر کو دیکھکر افراسیاب جل گیا سوچا یہ
بھی ذہن سے اتر کر لیٹی ہی اٹھے پھرا اختر گردش مین رہتی ہی جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی
اس سنگدل نے آواز دی ای اختر کہان جاتی ہی لیکر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا

ہوا ہوش اڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا اثنا تو زبان سے نکلا کہ اے افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے قابل نہین ہین ہمارے عمر نامدار کو کب روشنضمیر تیرے ہم نبرد ہین ہمارا تیرا کیا مقابلہ جو رد کو بلا کر ہمسے لڑوا دیکھ تو کیا حال کرتے ہین نانی دادی کے بھروسے پر لڑتا ہے اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا خدا ہمارے خواجہ عمر و اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لینگے افراسیاب نے جو عمر و اسد کا نام سنا آتش قہر و غضب مین بھنا ملکہ اختر کیطرف چلا کہ گرفتار کر لون اختر سمجھی کہ اس سے جان بچانا دشوار ہے مجبور و ناچار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے شعلہ ہائے آتش برقین تلوارین چھریان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے سے بھاگی افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کر کے اس کل سحر کو سُلا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر کا یہ حال ہے ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہے آپ ہی بھاگتی جاتی ہے افراسیاب تعقب نہین چھوڑتا اسنے تمام جسم کا زیور اتار کر پھینک مارا افراسیاب جو بچاتا ہوا چلا آتا ہے اختر کو عالم یاس چہرہ اُداس یقین ہو گیا ہے کہ اسکے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہے اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن لڑتی بھڑتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرنے مین اتار اتار کر پھینک مارا تین کوس پر آ کر تھمی افراسیاب نے ایسا سحر کیا کہ رہروی سے بھی معذور ہوئی گھبرا کر بالائے نخل بھری موتیون کا مالا گلے سے اُتارا افراسیاب پر پھینک مارا دانے ٹوٹے افراسیاب کو شعلہ ہائے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکل جاؤن افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو سُلا رہا ہے کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو اڑا ہوا چلا آتا ہے اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہے واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محمل نشین تھا کہ باغ کا ملکہ محمل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اسطرف نکل آیا یہ زن و شوہر ناظمان دربند افراسیاب ہین سحر و ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب نے جو لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی اے لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا تین کوس سے مجھسے لڑتی چلی آتی ہے لاہوت نے قریب پہونچکر دام سحر اختر پر مارا بیچارے نے جال کسیا اختر اس دام مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑ دون اس فریب پر بھی بیچاری نے سر دم نہ کی ٹپیا کھول کر خاک قبر جمشید اُڑا دی اختر بیہوش ہو گئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن

وبکرہ نفس ہین کیا افراسیاب قریب آیا لاہوت جلو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت کہان سے آتے ہین اختر بداختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا ای خیرخواہ دولت ای صاحب سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس ساربان زادے نے مجھکو حیران کیا ہی اُسکو بیان نہین کرسکتا ملکہ حیرت نیکر مجھسے نشان لوح پوچھا اسد کو لیکر تا بطلسم صندل پہونچا وہان بھی نکلوام شہریاب ہوے طلسم شکست قتل صندل کا بندوبست ہوا مہرو ماہ کو فتح کرلیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہی ملکہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق و بران شمشیرزن وغیرہ یہ چند سرداران نامی تمہاری سرحد کی جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا اُسکو تو غصے مین جلا دیا نامے مین یہ تمام حالات تحریر ہین اسی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہی کہ یہ بھی وہین سے لڑ بھڑ کر آئی ہی اب تم اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سحر پاس ملکہ زلیور محمل نشین کے روانہ کردینا اور یہ بھی اطلاع دو کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمہارے باغ کی طرف سے بہار و باغبان و بران وغیرہ آئینگے عقل و فطرت سے اُنکو باغمین بلاکر قیدکرو مین اس مقام پر آکر اُن سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای لاہوت یہ بڑا غضب ہوا یقین کامل ہی کہ اسد بن کرب غازی لوح پاگیا اسی سرحد مین لوح رکھی تھی نکلوامون نے بتلادیا ہوگا اب وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر اُسے تو مہلت پاؤن اُسکی بھی تدبیر کرونگا سزا دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان وغیرہ کو کسی طرح لیفے سے باغ مین بلالینا باغ اُسکا سحر بند ہی بُو سے پھولون کی باغی سست ہوجائینگے سحر کرنیکی مہلت نہ پائینگے اگر کہین آگاہ ہوگئے تو سب ساحران زبردست ہین آفت ڈھائینگے لڑ بھڑ کر نکل جائینگے لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین میری زوجہ بھی ساحرہ معقول ہی کل باغ اسی کے قبضے مین ہی ہر گل و بوٹہ سطیع مرتبہ اُسکا ہمچشمون مین رفیع جوانان چمن خدمتگزار ہمہ تن اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر پھنسے طائران زمزمہ سرا عندلیبان خوش نوا انہیں ٹھونگین مارلین ہر گل واسطے دشمن کے خار ہر شاخ نخل کھنچی ہوئی تلوار سوچ ہو بھر و دشمن کمند ہر سرو نیزہ بلند پتے خنجر آبدار ہر طفل غنچہ ہوشیار اسکے بزرگون کے وقت سے وہ باغ آراستہ و پیراستہ ہی جسپر اشارہ کردے اگر ساحری و جمشید عہد ہو دیوانہ سر ٹکرا کر مرے دام شمیم گلہاے باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر یہی سامان کرو ما بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب

ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو قفس اُس طائر کو گرفتار کا لیے ہوے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر
گرد اس قصر کے اُترے ہوے ہین باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہے اپنے قصر پر آکر کتھرا سردارون
سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو یارو ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار
کر کے لایا ہون آج باغ مین ہماری زوجہ کے ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہے کہ ملکہ بہار
وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا مشکل ہے سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین جہان کہین مسلمانون
کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب اگر شہنشاہ کو منع کرون سمجھین بغاوت کرتا ہے اب تو مین قید
اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کردیا کہ ای
ملکۂ عالم وای مونس و ہمدم قید ملکہ اختر تمھارے پاس پہونچتی ہے اسکو باحتیاط رکھنا ہوشیار ہو تمھارے
باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلہ سے اُنکو باغ مین بلانا بعد
چند ساعت کے شاہنشاہ آئینگے مین بھی وقت پر پہونچونگا اُن سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر
تدبیر مین گرفتاری سرداران مذکور کے غفلت نہ کرنا باعث بدنامی ہوگا نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا
سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوئین نے گھیر لیا وہی دھوان قفس کو لیکر بلند
ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زور دیا یہان ملکہ زیور محمل نشین باغ مین جلوہ فرما گرد چارسو
کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار مجمع نازنینان گلعذار
باغ حسن پر بہار نلچ گانا ہو رہا ہے صبا بھی نشۂ بادۂ محبت گلزار خان مین لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے شجر سے
سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ و سرور یکایک
سب نے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا بر سر باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر
مخفی ہوے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک قفس آہنی قفس مین ایک ماہ رخسار دھوئین نے
قفس کو لاکر سامنے ملکہ زیور کے اُتارا ملکہ زیور نے سحر کرکے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا
ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہے گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ
کے ٹھہری کہ ہے آج اس باغ مین بہار و باغبان کا خون بہیگا برق لامع و برق درعد دریائے
خون مین غرق ہین سگے بی بران شمشیر زن پر چھری پھر گئی شراب و کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو
کیا مشکل ہے اگر بہار وغیرہ میرے دام نذر دیرین نہ پھنسین گرفتار کر لینا کیا بات ہے اگر سمجھ گئین

قیامت کی لڑائی پڑیگی بہار و باغبان و یران و برق لامع و رعد و برق کے نام تحریر ہین ایک ایک ان مین ساحر بے نظیر ہی دیکھیے آج کیا ہوتا ہی لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن ہی ساحران زبردست سے مقابلہ پڑیگا سامری و جمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکۂ زیور نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوا دین تاج زرین سر پر رکھا دریاے جواہر مین غوطہ مار لباس پرتکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو جابجا مقرر کیا خود انتظار آمد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش برآواز چشم براہ انتظار کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و یران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

بہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد ضرغام شیر دل اس صحراے وحشتناک مین سرگردان ہین لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمرو بعد فتح دربند مہرو ماہ کے اسد نامدار سے رخصت ہوکر بصد کر و فر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین ہی کہ اس داستان حیرت آگین کو جب ملاحظہ فرمائین اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے مضامین موزون بقدر یہ عیاری خواجہ عمرو و مہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت آگین کو تصنیف کرکے خود وجد ہوا ہر چند کتاب ختم جلد ہفتم انشاء اللہ بشرط حیات ایسی ایسی عیاریان و سحرہاے پرتکلف بطریقہ داستان سرائی بصد رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے اول کو یقین کامل ہی کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان کج مج زبان کو بھی خیال رہتا ہی کہ سامع و خوانندہ طول مثنوی بوجہ طول ملول ہو ناظرین ملاحظہ فرمائین خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہی افتخار کے قابل
بجا ہی کیون نہ کہین اس وبار کے قابل
زمین کی جز جن ہین کب اس نگار کے قابل
نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ چاند ہی سپر دوش یار کے قابل

کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل
غضب ہی مال جہان ہونگار کے قابل
وہ دانت اور در آبدار کے قابل
نہین ہی تحفہ کوئی میرے یار کے قابل

یہ ایک روح فقط ہی نثار کے قابل

رہا جو پردے مین تا عمر رہ گیا پردا
ذرا سے جلوے مین غش کھا کے گر پڑے موسیٰ
جہان یہ شکل ہو مجھپر مقام طعن ہی کیا
اُسے تو پیر فلک نے کبھی نہین دیکھا

کہ اُسکی آنکھ نہین دیدیار کے قابل

ہمیشہ دور رہا آسیاے گردون کا
برنگ دانہ ہوا گردشون سے تن میرا
نہ پوچھو حال کہون سرگذشت مین کیا کیا
تمھارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا

کہ ہڈیان نہین اب فشار کے قابل

جنون زلف سے وحشی ہون چشم فتان کا
عمل جہا نہین سبب ہی سزاے انسان کا
مقام غور ہی انصاف عدل و انسان کا
خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا

گناہگار تھا سمجھا وہ دار کے قابل

یہ آرزو ہی کہ لپٹین رکاب توسن سے
مثال خار اُلجھ جائین دور دامن سے
یہی سوال ہی ہر ایک دوست دشمن سے
یہ کوئی جا کے کہے یار صید افگن سے

کہ مرغ دل ہی ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہی قاف سے تا قاف
عوض مصیبت و غم کے ضرور ہین الطاف
کمال حیف ہی اسپر اگر نہ ہو تم صاف
اُٹھائین کیسی جفائین ذرا کرو انصاف

کہ اب ہی عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب تھے کہ اجل آئی تیرے کوچے مین
ہماری خاک ہمین لائی تیرے کوچے مین
خدا نے قبر تو بنوائی تیرے کوچے مین
ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے مین

زمین ڈھونڈھتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہی رحیم و کریم سے میری
نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ مین اپنی
جہان مین تو رہے سرسبز اے گل خوبی
چمن مین حسن کے تیرے خزان نہ آئے کبھی

کہ ہین یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزار دن ہمنے اُٹھائے فراق کے صدمے
فشار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے

دعا کریم سے کرتے ہین گور کے نیچے　　الٰہی آنکھ بچانا ہما کے پنجے سے
یہ استخوان ہین سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہین ہین کہ مرنے سے اپنے جی مین ڈرین　　جو قصد قتل ہو انکا تو سب سے پہلے مرین
یہ آرزو ہی کہ دونون لہو سے ہاتھ بھرین　　ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین
حنا ہی یہ کف دست نگار کے قابل

بیان خاک کرین منھ سے ہم جفاے صنم　　امل کار کو دی جان تک براے صنم
یہی دعا ہی شب و روز ای خداے صنم　　ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پاے صنم
کہ اور سنگ نہین اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہی وہ عزت گلشن　　فراق یار مین بھاتی ہی کسکو سیر چمن
نہ کچھ ہی مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن　　ہمارا داغ ہی سینہ مین رات دن روشن
چراغ ہی یہ شب انتظار کے قابل

نہین جو شوق ہی گانے کا ای گل خوبی　　عجیب امر خداساز ہی یہ تقدیری
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی　　کھینگے کھل سکے نہ ہم بھی یہ بات پردے کی
ہمارا تار نفس ہی ستار کے قابل

نہین ہی کوئی زمانے مین برق اب ہمسر　　عطا کیے ہین خدا نے تمام فضل و ہنر
یہ انکسار سے کہتے ہین اس فصاحت پر　　غزل کے کہنے مین مغرور ہو نہ ای حیدر
نہین ہی شاعرون مین تو شمار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا　　عنان سخن شد ز چنگم رہا　　دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان بکو آمدم　　نشستم دوم بار دیگر کہ حوت　　بفرمان حی الذی لایموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین والا تمکین کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو سرداران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سحر بہار پر سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا ای ملکہ بہار گلعذار و ای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہی کہ لوح طلسمی جس حوالی مین افراسیاب نے رکھی ہی نشان وقت خلوت راز و نیاز مین بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا

کہ لوح طلسمی مین نے پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجدی ہے سبب نشان مطابق ہوے طلسم صندلی
پر سرگردانی راہ مین حیرانی پریشانی حاصل ہوئی ورنہ مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار بھی اسد
عالیمقدار کو جانباز و سرفروش ہے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار
معقول و ندیم ملکہ گوہر جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی
جلدی کی دو چار روز اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح ملجاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار
رہا دل بیقرار رہا قلب خلقی تو یہان رہجا اسد نامدار کے ساتھ ہے ہر چند کہ مین نے بچپن سے
تعلیم کیا ہے ہم سردار و ہم عیار ہے لیکن بادۂ جرأت سے سرشار ہے ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت
دشوار ہے دل اوسکی صحت و عافیت کا خواستگار ہے اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہوا
لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری ضرورت پڑے بہار نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری
فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہے ابتو وہ بخضوع و خشوع مصروف عبادت ہونگے غیب سے بشارت
ہو گی اوسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائینگے اخضر السیا واقفکار موجود ہے اب پلٹنا بہتر نہین ہے
ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہے کہ ناموس
طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر مین موجود ہین اگر خدانخواستہ اونپر کوئی افتاد پڑی
ہم آقا کو کیا منھ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہے ساحر پر فن ہے خدانخواستہ
خیال کرے کہ مہ جبین و لالان خون قبا کو پکڑ لون مہ جبین تو اسکی دختر ہے لالان خون قبا
باغ خوبی کی گل تر ہے حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہے یہ بھی ہملوگ سن چکے ہین کہ اکثر اسکی
خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا عمرو نے
جواب دیا بخدا میرا دل عبث گھبراتا ہے آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہے دل آگاہ خبر دیتا ہے بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہے اگر خدا نے فضل کیا
لوح پا چکے مصروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہمکو نامہ پہونچیگا کہ لشکر لیکر آؤ جسطرح اپنے ملک
داؤدیہ سے خبر دی تھی ہملوگون نے آکر لشکر نہنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی
وقت پر پہونچینگے یہ باتین کرتے ہوے سب سردار آتے ہین یکایک لپٹین پھولون کی آئین ہوا
سرد چلی سبھون نے بند قبا کھولدیے سر اوٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ

پر بہار قطع دار پھولوں سے معمور جابجا تعمیر قصور بے قصور چمن ہاے طولانی گلشن بے خزاں نخل سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب باآب و تاب کل نخل سبز پوش صیاد و گلچین خاموش جابجا طائران خوش نوا طاؤسان مست ادا قمریان طوق گویان لفظ کوکو تا یاب عندلیب پہلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول سنگار مین دبکے ہوے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصنف در وزبان مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہو خوش ہر بلبل باغ مین | شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین

شاخون نے براے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صد زبان نے دھڑی مسی کی جمائی دھرا دھڑی لوٹ رہی ہو زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بیلا البیلا پن دکھاتا ہو جوانان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہو نظم

واہ وا کیا معتدل ہو باغ عالم کی ہوا | مثل نبض صاحب صحت ہو ہر موج ہوا
بھرتی ہو کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار | بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا
ہر گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر | شاخ بشکستہ کو ہو ہر ایک قطرہ مومیا
ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق | لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما
ہوگیا زائل مزاج دہر سے یا تنک جنون | بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا
ہوتا ہو لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو | برگ مین ہر برگ کے سرخی ہو جیون برگ حنا
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین | زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہو کہربا
ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہو تولید خون | چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہو بجا

اس باغ مین جوشش بہار ہر گل نام خزان سے بیزار نظم | زمین گل آسمان گل بحر و بر گل
نماندہ در جہان گوئی مگر گل | عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا | گل لالہ عقیق زرد کا تھا

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ ہو جسکی تعمیر سے وفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فرما گرد ناز نینان خوشتر و کمسن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل براے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھاکر دعاے جان درازی دی عرض کی

ای ملکہ بہار کنیز کو پہچانا ہمیشہ خدمت مین رہی ہو عرصۂ دراز سے تکلیف جدائی سہی زلیور محمل نشین
میرا نام ہو ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی ہو ناکام ہو آیئے باغ مین تشریف لایئے مین نے مفصل خبر
سنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے رہا کر لیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطیع الاسلام
ہو چلی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اُسکو
لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہو چند ساعت توقف فرمایئے سیر گل و لالہ مین
مصروف ہو جیے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ اے قوت بازوے افراسیاب شکر ہو بہار
میرا باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجھکو ثابت ہو کہ اب
طلسم ہوشربا نہ بچیگا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہو جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا
ورنہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا یہ کلمات مکرر بات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست صادق ہو کہا ای
باغبان چند ساعت باغ مین ملکہ زلیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت و خوشامد کرتی ہو ساحرہ زبردست
رکن طلسم ہوشربا سحر و ساحری مین بیمثل و یکتا ہو اور تو سب نے کہا بسم اللہ چلیے مگر خواجہ عمرو نے
کہا ای بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہو بالا بالا نکل چلو اسکے باغ مین نہ ٹھہرو ظاہر مین باغ
پر بہار ہو باطن مین دل کھٹکتا ہو کہ ہمارے تمہارے واسطے خار ہو ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین
اگر اُسکو خواہش ہوگی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہو اگر تمکو خواہش شراکت ہو
لشکر اسد نامدار خانۂ بے تکلف ہو جس امیر و فقیر کا دل چاہے تشریف لائے سرفراز فرمائے
ہم سب صاحب براے خدمتگزاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے
منہ سے بے اختیار نکلا کہ ای خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھیگی ہمارا کیا کر سکتی ہو
وہ اختر مروارید چلیے جان بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپکر جواب دیا ای شہنشاہ اوج
عیاری ایسی تڑپون کر کون خرمن ہستی دشمن کو جلا دون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہا دون
رعد نے کہا وہ چیخ مارون کان کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی آنکھین چیر ڈالون
عمرو نے کہا یارو تم سبکے دماغ مین غرور بھرا ہو شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسو گے جان بچانا
مشکل ہوگی عمرو کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو
ہنسی مین اڑا دیا زلیور دست لبستہ سامنے کھڑی ہو کہتی ہو ای ملکۂ عالم تشریف لایئے سرفراز

کنیز بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار ہی عمرو نے ہر چند منع کیا کسی نے نمانا علاوہ ازین محمل زیور نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون مین سبکے چربی چھاگئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت کی بات نہ سنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب دیوار باغ تخت پہونچا اُسوقت بھی عمرو نے کہا ای بہار برائے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکرو فطرت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمھارا ابھی دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوے لیکن سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند محبس رنج و مصیبت سرحد باغ مین اُتر کر تخت سے کودے جیسے ہی اُن سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا جمشید دشمنان افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کر چکا ہون یہ باغ اُسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی ہر ایک بوٹا پتا افسونگری سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن نیزۂ جانستان ہر ایک پتّا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہر ایک پھول شعلۂ جوالہ بلائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے پھولون نے باغبان کی ذلت پر قہقہے اُڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان عیان ہوا حباب آنکھین نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنۂ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا دام موج صبا سے یہ صدا اٹھی خوب دام تزویر مین پھنسا ابر ان لڑکھڑائی حیا ہا اختر مروارید نکالون جوڑے تک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار دردمند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑ گئی گرجا بھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش اسم سحر نہ پڑھ سکے لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے زیور محمل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان شہنشاہ کو گرفتار کرو بڑے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پھنسے کنیزون نے بڑھکر ہر ایک کی زبان مین سوزن دیا زیور محمل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوشربا ہین بران شمشیر آفتاب طلسم نورافشان الیاس سفو سوزن کو یہ لوگ نماہین سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میرا پُر از نیرنگ شعبدہ نہ ہوتا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہاے نار آتشین سب کے دہن پر چڑھا لے

آپ آکر مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا تا خواجہ کا یاد آیا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ محمل زیور نشین کے آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہر اور زیادہ قلق ہوا شرما کر سر جھکا لیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون ای ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی کی رہروان جادۂ طلسم ہوش ربا کی رہزنی کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ و شعبدہ دنیا مین کون اُس سے مقابلہ کرسکتا ہی یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جسنے سلطنت لاچین کو مثالہ ہوش ربا پر بزور بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبرو مٹائی قہقہہ سے یہ تخت کو مارا اُن سحر کون مین زمین تھرانی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس کیا کرسکتے ہو اب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی خلاف سحر بالکل فراموش ہوا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی فلک کجرفتار نے بلاے سبرم مین مبتلا کیا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم نور افشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا ای بُران قضا کھینچکر اس باغ مین لائی اسطرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت کا باغ ہی تماشے سے اسکے دل پہ داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادۂ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دارا ہیر ہی اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچا ئینگے اسد نامدار کی شراکت کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شیر صاحب ارادہ ہی طلسم ہوش ربا مین آنے پر آمادہ ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مخفی نظم

من ماہی آن بحر کہ آبش ہمہ خون ست — لب تشنۂ جامی کہ شرابش ہمہ خون ست
ہر کس بزدرہ بسوے دشت محبت — کلفش ہمہ زہر است و شرابش ہمہ خون ست
ای خضر تو در چشمۂ حیوان کہ اسیران — نوشند از ان چشمہ کہ آبش ہمہ خون است
ہر بوالہوسے را نرسد لاف محبت — با شبنم آن گل کہ گلابش ہمہ خون ست

بس ریختہ خون دل مخفی کہ ز بیداد — ہر جا کہ رود پا بہ رکابش ہمہ خون است

یہ اشعار مصیبت آثار خاص ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہین ای رحیم کارساز آج بدبخت افراسیاب سے بچا اور روز سیاہ نہ دکھانا بہار کے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اُڑا ہوا اپنی حماقت پر شرمندہ دل مین محجوب شرمسار محزون بیقرار جان آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب تجھپر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبروریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ تا آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو مردہ ہمارا اُٹھاکر لیجاے اس باغ مین آکر مجھ خار صحراے مصیبت کو زندہ نپاے باغبان سر دو دل مین خیال کرکے ای باغبان سبحان اللہ بہار الملقب وزیر باتدبیر ہری کیا بُری تقدیر ہی کیا کب لین عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہو گئے یہ پھوٹی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر مین بے تکلف چلے آنا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال مین نہ آیا بُرا دھوکا اُٹھایا مضمون مصرعہ صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود * مصیبتین ہوش رُبا مین ہمنے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان مین یہ اشعار یاد آے نظم

کیا جانے کسکی خاک ہی رکھ ہوش نقش پا — یون رکھ قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر — حیران رہے ہین صورت خاموش نقش پا
کسکی سنے ہین خاک نشینان راہ عشق — گوش اپنے کر ہین اتنے کہ جیون گوش نقش پا
وحشت ہی کبر اہل جہان سے یہ اب مجھے — افتادگی نہ ہووے فراموش نقش پا
کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ وان — پڑتا ہی پا مین آبلہ از جوش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد — چھوٹے قدم کو اُسکے نہ آغوش نقش پا
افتادگان تک آن کے کیا لین گے راہرو — جز خاک کچھ نہین ہی در آغوش نقش پا
ای شوخ ہرزہ گردی نے تیری ہر ایک جا — خون جگر کیا ہی مرا نوش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث دے ہی جی کہ وان — کب ہی قبول خاطر پاپوش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل بگوے دوست — خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے بہار جادو نے سنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق

آتے ہین مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار پڑھے اشعار

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سرگرم نالہ ان دنون مین بھی ہون عندلیب
مت آشیان چمن مین مرے متصل بنا

جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا

جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا

لب زندگی مین کب ملے اس لب سے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مت کرکے گل بنا

اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہمسے دل بنا

سن سنکے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا انیا مین بیٹھکے بان متصل بنا

باغبان قدرت حسرت بر بہار کی زار زار رو یا جی مین کہتا ہی حقیقت مین افسوس بہار کا شباب ہماری تو شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس کمبخت بدنصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے مقام پر موت آئی اے بانی بنائے گلشن عالم اے واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچالے لیکن زیور محل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ اے شہنشاہ لاہوت جادو اے رازدار خوشخو قید بختے ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس مین اس ماہ خوبی کو پایا ہمسے بھی یہان بڑا کار نمایان ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت یعنی باغبان قدرت و سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق و صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن ان سب کو ہمنے گرفتار کر لیا دام سحر مین پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش ربا عاجز ہے مگر صحبت کی تاثیر تو تدبیر تو وہ مراد بر آتا بہ سری غرق ہوا امیدان خونی کی تیاری کر رہے ہین جلادان خرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہر کمین وہ جلد آئین اگر ان سب کو قتل کرین لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت ہین آج روز قیامت ہے بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہے مین سمجھا رہی ہون وہ ظالم نہین مانتی کہتی ہے اپنی جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہوگا سابق مین ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانیکا دلی داغ ہے جب بہار صنو باغ مین سناٹا ہے ہر سرو چمن مثل آہ رنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ مبتلائے محبس رنج والم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے مالا دولت سے ملادے دولت دنیا سے نہال کر دونگا لہذا آپ جلد آئین ہم آپ ملکہ بہار کو سمجھائین اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلے افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش ربا کر دوے تھوڑے لکھنے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہین آج انکے دل کو لگی ہے مشہور ہے کہ طلسم کشا کو

در بند مہر و ماہ کی لوح طلسمی بعض کا یہ قول ہی کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوش ربا ششدر و حیران ہین آج ہمارے باغ مین سحر کہ عظیم ہی خدا ہماری آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محمل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہنا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو ہنسے پکڑ لیا باغ کے سحر مین بہار دباغبان کو دھوکا دیا پر ان شمشیر زن بھی جال مین پھنسی ہین برق لامع تڑپ رہی ہین بدون آپ کے تشریف لائے قتل مین افراسیاب کو تامل ہو گا لہٰذا آپ کے سمجھانے سے میرے باغ مین ان گلعذارون کا خون نہ بہائین یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لے کر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین

خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظرون سے ہر اک گل نہان ہو جائیگا — پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا — کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

کیا قمر ہی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا — سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہو جائیگا — چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

کچھ دنون سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا — بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا — رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

مانگ تو ای ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب — ہی خدنگ موے مژگان غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب روے انور ماہتاب — بالے کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرتے ہین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل — تلخ اپنی زندگی کا ہی مزہ بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل — یار جب مجھ جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل

دیکھنا پیغام بر سبز بیان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا   پیچھے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اُٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا   گر یہ نہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا

اُس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

جلوہ افگن ہو رہا ہی آج اُس گل کا جو عکس   بو مین بھی خوشبو سوا ہی آج اس گل کا جو عکس
دیکھو باطن مین رسا ہی آج اُس گل کا جو عکس   اب جو مین پڑ گیا ہی آج اُس گل کا جو عکس

باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

دنگ رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے   باغ مین پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
معجزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے   جان پائیگا چمن ای گل تری گلگشت سے

ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت رُوے آتشناک کی   ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی   تھرلائیگی شرارت روے آتشناک کی

شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم ای ترک تیری چشم نے برپا کیا   یہ رلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا   تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا

جنبش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے   صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پرواز ہی
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی   کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی

ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذاد کھائیگا مجھے   پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھیگا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے   انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے

پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہین یہ شعر پر مضمون لکھا   مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا

آج پتا اُنکو چۂ دلدار مین ہی دل لگا | فکر کر موقوف ناسخ دل نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہو جائیگا

افراسیاب خانہ خراب ملکہ اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے بلُما اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محل نشین کر رکی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین الیسا نہو دم دیکر زیور کا گہنا اتروا لے لوٹ مار کے چل دے اُسکو کون پہچانیگا صرصر کو ڈھونڈھ کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہی صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی ہی عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہی گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہی یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے اُسکو لاؤ پتلہ مثل شعلہ جوالہ آسمان پر چمکا صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر مسلمانان کی خبر لاؤ صرصر شمشیر زن کو یہ تو یقین کامل ہی کہ لشکر مین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہی مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہی وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا ضرغام نے بھی اپنے کو پہونچایا ہوگا یہ عیاران طرار جس اقلیم مین جائینگے قیامتین برپا کرینگے وہان کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہی کہ آسمان سے پتلہ جھپٹ کر گرا صرصر کو اُٹھا کے لے چلا لشکر حیرت جادو مین غُل ہوا صرصر کو ایک پتلہ اُٹھا لیگیا حیرت جادو نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھلجائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش مین ہین خود جستجو کر رہے ہین مشہور ہی طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تا بہ دربند مہر و ماہ لے پہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوے غافل تھے ہوشیار ہوے ای یاقوت زمرد کسی ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا ساحرون کو ناچار مجبور کیا یاقوت زمرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور سرکار سے روانہ کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملیگی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک شکوہ ٹھہرا ہوا ہی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر بدعت مسلمانان سے کلیجہ خون ہوگیا دم لینا مجکو مشکل ہوا مین نے ناسہ دار بہار وغیرہ کو گرفتار کیا صاف اسمین لکھا تھا کہ دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف لیکن

کامل ہی کہ اسد نے لوح پائی ہو گی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محمل نشین کو نامہ لکھا ہی کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجتا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محمل نشین بہت چست وچالاک ہی اُسنے بیشک گرفتار کرلیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے ساتھ ہو ایسا نہو زیور کو دم دے کر نکلجاے اُسکو کون پہچان سکتا ہی بڑے بڑے عیارون کو اُسکی چالاکی پر سکتا ہی اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محمل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ مکر ہو یا سلربان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا اے شہنشاہ فلکوہ عمرو میرے سامنے کیا عیاری کرسکتا ہی جب کبھی سامنا ہوتا ہی باتین بنا کے روتا ہی یہ بھی ایک ہوشیاری ہی اپنے تئین عاشق مشہور کردیا اگر ہمنے گرفتار کیا تو کہیگا مین بستہ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ ہم پر چلگیا ناز کرتا ہی کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار کیا مین خوب سوے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر آج چلکر پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے کیا عیاری کرسکتا ہی جس صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر بٹھایا لیکر طرف باغ زیور محمل نشین کے چلا یہان زیور محمل نشین اسی انتظار مین ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن مکار زیور برائے تعظیم اُٹھی پایۂ تخت پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جونگاہ اُٹھائی دیکھا بہار وغیرہ مسلسل بیٹھی ہین رنگ رو سبکے متغیر بہ عتاب خطاب کیا اے باغبان یہ دن یاد نہ تھا اب اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر روئینگے مجکو ذرا ترس نہ آئیگا تم سب نے ملکر اسد نامدار کو تابہ دربند قہر وماہ پہونچایا لوح دلوا کے آپ بیٹھے ہو مابدولت تو آمادۂ مرگ ومہیاے قضا ہین جب اسد کے پاس لوح موجود ہو گی بیشک مجکو مشکل پڑیگی لیکن تم سب کو تو قتل کرون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین یاران ہمدم کے تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر بیقرار موت کا سامنا ایسا ظالم موجود ہی سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند قہر وماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے جو یہ شکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل بتلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا اے زیور

محمل نشین حقیقت میں اور تو سب حال میں نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہر و ماہ جادو کے پاس ہے ایسے مقام پر رکھی ہے کہ طائر وہم و خیال نہیں پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہے کہ اُسکے شکم میں لوح رکھی ہے اور اسیر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اُسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو ضرور خبر ہو جائیگی زیور محمل نشین نے کہا پس اے شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پا گیا افراسیاب جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سرداران مقید وہین سے لڑ بھڑ کے چلے ہیں ہمارے ہان اور بھی انکے ساتھ نہین آیا یقین ہے ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاری کر رہا ہوگا زیور نے کہا اے شہنشاہ یہ گمان بمقدمہ حصول لوح کامل و اکمل نہین ہے صد ہا طرح کے شکوک ہین ایک رائے کنیز عرض کرے اُسکو کیجیے ابھی احوال کھلجاے گا ایک پتلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے یہ حکم دے کر روانہ کیجیے کہ اسد نامور جہان ملے اسکو گرفتار کر لا یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہان پتلہ حضور کے سحر کا پہونچیگا اگر طلسم کشا صاحب لوح ہے تو پتلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا اگر لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی اے پسر زیور محمل نشین کہکے آفرین کی کہا اے زیور محمل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھب گئی اسی وقت افراسیاب نے دانائی کر کے ماش کا آٹا منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا اے پتلۂ سامری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا اور جو کوئی اُسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار پناہ نہ دینا پتلہ یہان سے پھر پرواز پیدا کر کے چلا تلاش مین اسد نامدار کے دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب وہ کلمہ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت ذہن پر مہر سکوت مثل تصویر تصویر خاموش دریاے مصیبت کا جوش ضرغام شیردل و ہمدم سمجھاتا ہے اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا ہوگا لوح طلسمی ملے گی فتح طلسم آپ کرینگے کل رازداران طلسم ہوش ربا کا قول ہے کہ آپ فاتح طلسم ہین لیکن یہ طلسم ہوش ربا ہے ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش ربا ہے افراسیاب کے ملازم سحر و ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تقریر و تقدیر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس دھوم سے چھوڑا لیا

اسد نامدار نے فرمایا ای ضرغام اب لوح ملنا ناممکن ہے اسی صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مرے
یہ اشعار آبدار ہمارے مصیبت حال پر صادق آتے ہین اشعار

پاتے ہین مہربانی کو بدتر ستم سے ہم　　باز آئے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
فیض جنون سے ایسے ہوے ہین زخود غلط　　شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کرے گا وار　　چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیون محو لب ہوے　　ہستی مین آئے کسلیے ملک عدم سے ہم
بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی　　دم مین تمھارے آ گئے قول و قسم سے ہم
پاتے ہین ذرہ ذرہ مین اس مہر کا فروغ　　ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
جادو بیان ہین قہر و غضب کے ہین چاہیے　　اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین　　تسخیر کرکے پریون کو نقش درم سے ہم
پامالون کا ہے پایۂ افتادگی بلند　　سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
درد وفا سے ہوتی ہے چشم وفا کمال　　راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے　　خوش ہوکے ایکدن ہنو لے قید غم سے ہم
دل کو ہمارے الفت مژگان یار ہے　　رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
جبتک نہ دیجیے بوسۂ تریاق خال لب　　جانبر نہون گے گیسوے افعی کے سم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ　　جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
عشق بیان یار نے مارا ہے بے گناہ　　نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق　　پائین گے خلد الفت شداد ام سے ہم

ضرغام شیردل ان اشعار مصیبت خیز کو سنکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ کے کلمات پر تاثیر ہین یہ کلمات براے تودۂ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب اُلٹ جائیگا آپکے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان ہے عرض کرتا ہون اگر پتھر پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھا سکا نوشیروان نامے مین تحریر ہے سلسلۂ تقریر جب صاحبقران زمان نے بعد قتل عفریت ملکہ آسمان پری شہپال بن شہرخ سے شادی کی ملکہ

عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھین قصد تھا کہ پردۂ دنیا پر پہنچائین آپکے نانا جان ثابت قدم
کوے محبت صاحب شوکت و لیاقت جب پردۂ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہر نگار آجاتا تھا
ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف مین چھوڑ دادیتی تھین یہ ایسے شیر تھے کہ ان مقامات
کو فتح کرتے تھے ملک در ملک دیوان قاف مطیع کیے چھتیس پردہ ہاے قاف فتح ہوے اٹھارہ برس
اسی بلا مین مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح مایوس نہین ہوے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی
کہ خدا کی مدد سے پردۂ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اٹھاؤنگا اسی طرح لڑتے بھڑتے ہوے
آئے آپ چندے صبر مین اسقدر گھبرائے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتین
کرتے ہوے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سر چشمہ پر ٹھہرے ضرغام نے
چھاگل نکالی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہے اگر پانی پیئین گے
تشنہ کامان کوے محبت طعنے دینگے یاد ناموس نے پریشان کیا ہے کاشکے افراسیاب تک پہونچتے وہ قید کرتا
خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین دلالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام
نے کہا حضور پانی نوش فرمایئے زبردستی چھاگل ہاتھ مین دی دو چار گھونٹ پیے کسیقدر سیراب ہوے
ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اٹھین رہگراے جادۂ مصیبت ہون کہ پتلہ فرستادۂ افراسیاب
پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین اسد نامدار کے دیا ایک
ہاتھ سے ضرغام کو اٹھا لیا لے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہوا
شراب پی رہا ہے زیور محمل نشین مصروف خدمتگزاری قیدیان بلا سامنے پتلے کے آنے کا انتظار کہ
آسمان پر برق چمکی دیکھا پتلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوے آتا ہے باغ مین ہنگامہ ہوا افراسیاب
مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ دیکھیے آپ کی کنیز کی راے سالم ٹھہری
افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف و گزاف کرنے لگا نشے مین بلبلا اٹھا سنو شہنشاہ طلسم ہوش ربا
کیون اے ملکہ زیور محمل نشین اقبال کو مابدولت کے دیکھا مین نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی
جہان طائر وہم و خیال کبھی نہین پہونچ سکتا گا و آتشبار جادو کے پاس تک کون پہونچتا مکار جادو
میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہے وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہان تک بیغیر ساحر کیونکر پہونچتا
اقبال نے مابدولت کے یاوری کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محمل نشین اپنے شوہر کو جلد بلاؤ

میدان خونی کی تیاری ہو آج لڑائی کا خاتمہ ہوا ایک دن مایہ دولت نے کمر باندھی کل انتظام
کر لیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا تیلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو
کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ اسد غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین
طوق لعلون پر خاردار لکو سینہ پر شکنجے پشت پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا
بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادان
کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کرونگا خون کے دریا بہادونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہی
بہار کو سمجھا کے الگ کرلے میری اس ظالم پر جان جاتی ہی اگر اسپر کوئی افتاد ہوئی برسون رنج
رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا ہی مجھے کسی کا پاس نہین ہی سیر طلسم ہوش ربا
بجا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگون کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے
بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش ربا کا فتاح ہی عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہی اب
کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین مین نے خاتمہ کر دیا سبکے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیون
کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبو دو اختر شناسون کا ستارہ خود گردش مین کہا بیہودہ حکم لگا یا ای زیور محمل نشین
تمھارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع دی
گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہین معلوم افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کرو
زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد
آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین
مین نشے مین بلبلا رہا ہی سامان قتل سرداران مذکور کی تدبیر ہی صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب
جادو کے حاضر ہی عجب مقام دلچسپ ہی ناظرین ملاحظہ فرماکر یقین ہی اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد
کرینگے ایسے مقامات رنگین و فصاحت آئین طلسم ہوش ربا مین بہت کم واقع ہوے ہین تحریر سے
اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہی بدلگامیان کر رہا ہی جاہتا ہی میدان صفحہ قرطاس مین
بگٹٹ ہر یان کرون راتون سے نکل جاؤن ایسے توسن تیز رفتار پر کوڑے کی کیا احتیاج ہی اشارہ بھی کرنا
بہانہ ہی موج ہوا تازیانہ ہی سبزہ مضامین کو پامال کریگا میٹھی لپوئی مین ضرا سرپٹ کا دکھائیگا گرم مزاج ہی
مثل پارہ کے اڑ جائیگا اب تیزی اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمائیے برائے چند ساعت متوجہ ہو جایئے

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب نغدہ گران نظر کردہ بزرگان صف شکن جرار جہتر قران عالی وقار نظم مسدس میں

اے ستمگر کمان تا کے بیداد | سر بابال عاشق ناشاد
قول دینا عدو کو حسب مراد | مرگیا تیرے ہاتھ سے فرہاد
فکر جور و سر جفا کب تک
بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجانے دے دل آزاری | چھوڑ دے خودسری و خونخواری
دیکھ اچھی نہیں ستمگاری | نہ پڑے صبر نالہ و زاری
کہیں تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہیں آنکھوں کو یون نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہین | دور گردون پہ اختیار نہین
عشرت دیرپائدار نہین | چرخ کو ایک دم قرار نہین
ہو نجائے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہے بیوفا نہ رہے | چہرہ گلرنگ باصفا نہ رہے
شوخی نازش و ادا نہ رہے | لب شیرین مین کچھ مزا نہ رہے
شور اٹھے نہ خوشخرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ مار سپید سا ہو جائے | کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے | خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے
آپ ہو کے عوض پریشان ہو
روئے آئینہ دار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہ ہو | تیر مژگان جگر کے پار نہ ہو

خنجر غمزہ زخم یار نہو
کوئی دنیا مین جان نثار نہو

اک قلق طبع نازنین پہ رہے
بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلف آجائے ماہ کامل مین
غنچہ ہو گلرخون کی محفل مین
داغ رخ لالہ کے مقابل مین
شل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوۂ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح ناز اٹھائے کون
ہی فسون ایک دم مین آئے ہون
پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہو اور انگبین لب پر
مکھیان بھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے
دل ربا یا نہ گفتگو نہ رہے
تندی و نازکی کی خو نہ رہے
یہ قیامت ہے اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
بیٹھے اٹھتے اک قیامت ہو
آپ کو دمبدم ملامت ہو
پھر ملے تجھ سے کس کی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا سیری
یہ مصیبت سے بلا سیری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین
یہ نہین ہی تو بس نہ ہونگا مین
اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
جو کہا ہی سو کر رہونگا مین

جلے کیون سوسن آتش غم مین
جائے ایسی دفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار بتلاش اسد عالی وقار روانہ ہوے تھے چونکہ زبانی برق کے سنا کہ خواجہ عمرو افراسیاب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران بتلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحراے ہولناک وحشت خیز مصیبت انگیز طی کیے لیکن جادۂ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر رہروی کی شب کو کسی مقام پر پڑرہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ ای مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے تھے اُسنے ہمارا ساتھ چھوڑا ابتک وہ پہونچگیا ہوگا کوئی کار نمایان کریگا بارگاہ مین اگر پہونچھونگا تو پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا بھی ہی اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت تباہ ہی ایک درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمندہاے شعاع وقطورۂ ضیا بر ذات پر آراستہ کرکے صحراے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و دشت ہوا مہتر قران نے اُٹھکر نماز پڑھی بخضوع وخشوع دعا کی ای رہبر عالم راہ گم کردگان ای خضر جادۂ بدنصیبان منزل مقصود پر پہونچا دے زیباے اسد دکھلا دو ہفتے کامل اس بیابان مصیبت مین گذرے آب ودانہ کو ترس گئے ای رزاق مطلق وای کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی دعا کو قبول کر شاگردان خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے بچالے استاد والانژاد سے ملادے عرصۂ دراز تک مہتر قران رو رو یاد دعا کرکے اُٹھا اسباب عیاری ذات پر آراستہ کیا لغدہ ہاتھ مین لیا درۂ کوہ سے نکلا ہمراے منزل سخت وصعب ہوا تھوڑی دیر چلا تھا نیر اعظم کسیقدر بلند ہوا صحرا کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج دریاے ریگ روان نے جوش مارا ہوا سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل رہروی جلنے لگی جھونکے ہواے گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نار کا عالم تھا یا نظیر وادی جہنم تھا ریت کے پہاڑ درخت جھاڑ جھنکھاڑ تپے کف افسوس ملکر گر گئے شاخین جلی ہوئین انسان وحیوان کا نشان کہان مرغ دل مثل ماہی بے آب طپان طائر نگاہ خسخانۂ مژگان سے نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار پتلیان پھرانے لگین دشت مین وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے زبان منھ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ حدت دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکلجاؤن مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی صحرا دیکھکر شعلہ مزاجی معشوقون کی بھولا کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحراے خونخوار کا

مین بھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہی پلک نگاہ کو دوڑاتا ہی کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھون مین نشان تری کا نہ رہا تری کہان نشان ابتری عیان اب اگر کسی نخل تک پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہی پھر بھر کامل مہتر قران نے اُس دشت مین رہروی کی صورت امن وامان کی نہ دیکھی اب یقین کامل ہوا ہی قران قضا لے کر اس کرۂ نار مین آئی کنارہ دشت کا نا ممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اُٹھتا پانون مین آبلے پڑ گئے وہ بھی حال پر قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط صحرا مین ٹھہر کر چہار سمت نگاہ اُٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند ساحر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل مختصر سر سبز وشاداب شاخین جھومتی پتے سبز اُس نخل کی سرسبزی وشادابی جو دیکھی آنکھون مین طراوت آگئی اُسی جانب دوڑا اس خیال مین زیر سایہ نخل جا کر ٹھہرون یقین ہی پانی بھی ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہی یا نشان خضر ناسور ہی جیسا ہوا جاتا ہی اُتنی ہی دور کا جانا مشکل ہوگیا گرا فتان وخیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین بند قبا کھول دیے ابھی سایۂ نخل مین نہین پہونچا مگر سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی سم قاتل ہی طائرون نے سر اُٹھا کر مہتر قران کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران کو یہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین مگر نہین بتاتے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایۂ نخل راحت ملیگی یہ نہ خیال آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہی سایہ اسکا مقام صعوبت ومحن ہی شاخین نیزۂ جانستان تیے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنیوالے لیکن مہتر قران ایسا بد حواس تھا طائرون کی آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کرکے زیر سایۂ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پر تولے نخل سے اُڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہو جاؤ مہتر قران عیار مکار غدار سایہ مین ہمارے نخل کے آیا ہی لینا پکڑنا جانے نپاوے یہ صدائین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطان ہوکر بصورت انسان بنے یہ جو قباحت مہتر قران نے دیکھی ہوش اُڑ گئے سعذہ ٹیک کر جست کی سایۂ نخل

بیس قدم پر جا کر گرا دیکھا جس قدر طائر تھے سب ساحران غدار ہیں حربہ ہائے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے لیکن نام لے کر پکارتے جاتے ہیں یہی چلاتے ہیں مہتر قران جاتا ہی جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس لاہوت جادو کے لیجاؤ رفع رہے ناظرین ہو لاہوت جادو شوہر زلیور محمل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہی اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگروں کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایہ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار کر لینگے پیر سے نفر تک کسی مکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہی مثل باد صرصر بھاگا ہوا اس دشت وحشتناک میں اتنی جلدی جست کرتا ہی ساحروں کو پلک جھپکانا مشکل ہوئی چاہتے ہیں کہ یہ جوان ذرا رکے سحر کر کے گرفتار کریں لیکن مہتر قران اس زور شور میں جاتا ہی اسوقت طائر وہم و خیال بھی مہتر قران کا ساتھ نہیں دے سکتا پانون کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پانون زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ میں لغدہ کھینچا ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہی چہار جانب نگاہ اٹھاتا ہی کہ کوئی کنوان یا غار ملے تو اسمیں اپنے کو گرادون کیونکر جان بچاؤن ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں لینا لینا کہکر غل مچاتے ہیں استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست و خیز کرتا ہوا آیا کوئی درہ کوہ یا غار نہ پایا یہ بخوبی خیال ہی کہ ذرا ٹھہرا اور مارا گیا یہ سب اشیائے سحر پھینکینگے ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے بذلت و رسوائی مشکیں باندھ کے لیجائینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو میں کوس بھر پر جا کر دیکھا بیچ صحرا میں ایک کنوان ہی دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا اسکے اندر گری ہوئیں صورت وحشت آشکار لیکن مہتر قران بیقرار تھا کچھ یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوئیں میں گرا دیا جب پانون زمین پر جمے جانتے تھے سیراب ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنوان بھی اندھا ملا نہ پایا پانی مشکل ہوئی جادوگروں نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان کنوئیں میں کود پڑا غل مچاتے ہوئے دوڑے یارو اس جوان نے غضب کیا کنوئیں میں پھاندا یہ نہ سمجھا یہ دہن اژدر ہی لیکن یارو ایک کام کرو ڈولون میں مٹی بھر کر کنوئیں کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جو مہتر قران نے سنی لیقین مرگ ہوا اگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جائے یہ سوچکر مہتر قران نے لغدہ ہاتھ میں لیا پہلوے چاہ میں لغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے میں چھپا جادوگروں نے ٹوکرے مٹی کے اس کنوئیں میں ڈالنا شروع کیے مہتر قران سمجھے تھے کول میں چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر چلے جائینگے نکل کے میں بھی

بھاگونگا جب ٹوکرے دصماد صم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی مین تڑپ کے مرون تاریکی
بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندھی اندھ نقب دی جب بغدہ مار الطبقہ ٹوٹا ایک قدم
اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو کہین تو نکلینگے مہتر قران عالیجاہ مثل مار سیاہ اندھ
ہی اندھ زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہی لیکن نفس در قفس پیچیدہ بدحواس کبیدہ جان سے بیزار مضطر و
بیقرار یقین نہین ہی کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہی ہم اندر زمین کے مرے جیتے جی قبر
نصیب ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا نوحہ زندہ در گور لیکن ای مہتر قران مین غلام ابوتراب
خاکساری کا دم بھرتا ہون یقین ہی میرے آقا مدد کرین قفس خاک سے نکالین خاک چھانونگا اندھی
اندھ نقب دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھ صاحب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر
بغدہ مار الطبقہ زمین کا کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین اٹا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون
کے ٹپک رہے ہین آڑے ترچھے نقب دیے لگاتا ہی مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل رجوع
کر کے کہتا ہی ای قران کیا خوف ہی جس مالک نے طبقہ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے
نجات دیگا ہمت نہ ہار و بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی اپنی عقل سے دریافت کیا کہ سو دو سو
قدم کنوین سے نکل آیا خیر نقب دینا عیارون کا کام ہی اس خاکساری مین نام ہی لیکن حال لاہوت
جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی سابق مین تحریر ہوا ہی کہ اسنے قیدا خمر کو پاس اپنی زوجہ کے
روانہ کیا گرد قصر ساحر اترے ہین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار دبیران
وغیرہ سے مقابلہ اگر ان لوگون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آئین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار
کو مشکل پڑے گی یہ سبب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے معرکے پڑتے
ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین
کر رہا ہی ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پرکالے
ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار ہونگے آپ جلد جائین جا کر دام مکر بچھائین
ان طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی
نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہی کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا اسوقت تک افراسیاب
جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے بہار و باغبان

رعد وبرق وبرق لامع وبران کو گرفتار کر لیا دام رنگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو خوش ہوگیا
کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اُتر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جاکر بہار کو
سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بغاوت کو راہ پر لاؤن بعد تھوڑے عرصہ کے دوسرا نامہ پہونچا اُسمین
مرقوم تھا اسد غازی و ضرغام شیر دل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کر لیا مبارک ہو لوح طلسمی
طلسم کشا نے نہین پائی آپ کے آنے پر سبکا قتل موقوف ہے افراسیاب جادو سامان قتل ساحران
مین مصروف ہے یہ مضمون دیکھکر رنگ لاہوت جادو کا اُڑ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب
ہوا طلسم کشا بھی گرفتار ہوگیا کیا ستم ہے قلب پر ہجوم غم والم ہے شہنشاہ کا یہ ارادہ ہے کہ میری زوجہ کے
باغ مین سب کو قتل کرین صاف صاف مرقوم ہے باغ مین طلسم کشا کی دھوم ہے سامری جمشید نے
سامری نامہ مین لکھا ہے جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد ہوگی رعایا دلشاد ہوگی
وہان صرف میرے جانے کا انتظار ہے میدان خونی کی تیاری ہوچکی ملکہ زیور محمل نشین نے لکھا ہے صاحب
کسی طرح اگر شہنشاہ کو باز رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیان کو سرحد باغ سیب مین
لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی اُٹھ گئی
سب نے کہا بہت بجا ہے ستارہ شناسان طلسم نے بھی حکم لگایا کہ قتل طلسم کشا ناممکن جس سرزمین پر
انکا خون بہیگا خاک اُڑ جائیگی وہ آبادی مثل صحرا سر صرف زوال مین رہیگی جب ساحرون نے بھی یہ
کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا دروازہ بند کرکے یکہ و تنہا سوچنے لگا ای لاہوت جادو
کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہوگی شہنشاہ میرا کہنا نہ مانینگے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون
کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک ومال
چھین لیا افسوس نہ روے رفتن نہ راے ماندن قصر دل تردد منزل حسرت و یاس کا مسکن اب
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہے یکایک
دروازے پر غُل ہوا لاہوت جادو باہر نکل آیا دیکھا نگہبان صحراے پرآشوب خوش خوش حاضر
ہوے عرض کی ای بہار پیراے باغ افسونگری ای گل رعناے حدیقۂ ساحری حقیقت مین آپ نے
جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے ظہور کرامت ساحری ہوا مہتر قران سرگروہ عیاران لشکر
اسلام آوارہ ہوکر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران آیا ہے لوگ اسکے عقب مین

دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل باد صرصر جاتا تھا ہونٹھ ہلانا ہلکو مشکل ہوا تین کوس پر جا کر وہ جوان بخوف آبرو کنوئین مین پھاند پڑا ہے کنوئین کو پاٹ دیا اُس عیار طرار کو خاک مین ملایا یقین ہی کہ ہڈی تک نہ ملیگی ہزار ہا سن بنی سے کنوئین کو پاٹا رشتۂ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت جادو بظاہر مین خوش ہوا باطن مین خنجر غم و الم سینہ پر چل گیا اُسی طرح قصر مین آ کے دروازہ بند کر کے بیٹھا نہایت انتشار دل سے کہتا ہی جس بات کا مجکو خوف تھا وہی ہوا میری سرحد مین اثنا بڑا عیار مارا گیا بڑی خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہوگا لاہوت جادو اس سوچ مین سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر قران نامدار بغضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا آ کر اسی کمرے مین پہونچا لیکن ہوش و حواس پراگندہ ابھی تک دو دم نقب دے کر آیا لاہوت جادو سرنگون بیٹھا ہی کہ مہتر قران نے بندہ طبقہ پڑا طبقہ ٹوٹا لاہوت جادو نے گھبرا کے دیکھا زمین خود بخود تھرائی ایک جوان پتلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کر کے نکلا لاہوت جادو گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہ یہ کیا سحر کہ ہی مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بدحواس عالم یاس حواس خمسہ پراگندہ شش و پنج جان جانے کا رنج نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی مین پہونچا ایک ساحر تاجدار سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا یا ساحری کہ کے اُٹھا قصد ہوا کہ سحر کرون لیکن ہوش نادرست نئی بات جوان سیہ فام گرد کا پتلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین اسم سحر پڑھا اور کہ کے اُٹھا تھا لیکن خوف سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پرانے مکان مین نکلے اب یہ سحر کر کے پکڑ لیگا بیشدستی کر و شیوۂ جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرہ شیرانہ کیا حلقہ ہائے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر مین پڑے لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوے گرد وغیرہ کو جسم سے پاک کیا لاہوت کی زبان مین سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اُسی کی کرسی پر جلوہ فرما ہوے لخلخہ ہاتھ مین لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھُلی عجب حال پر ملال مین اپنے کو پایا ایک جوان صاحب شوکت و لیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہو گیا کہ یہ کون جوان ہی زمین سے نکلتے ہی مجکو پکڑ لیا کس بلا مین مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیون گھبراتا ہی منم مہتر قران صاحب بغداد گران شاگرد رشید مہتر مہتران نظر کردۂ بزرگان صحرائے ہول غیر مین پہونچا ساحرون نے مجکو گھیرا لیکن حاکم زمین و زمان میرا معین و مددگار تھا کنوئین مین

بھاند اعنایت سے پروردگار کے نقب دیتا ہوا اس قصر مین پہونچا نکلنے نکلتے قصور نہ کیا تجھ ایسے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو اور ہونا ہو گا ہو گا بموجب مضمون اشعار

در دم ز دوا کے تو فزون شد شدہ باشد — آن ہم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد
عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت دلم را — این شیشہ اگر بو قلمون شد شدہ باشد
در عاشقی از مرگ چہ پردہ کہ بے دل — جان ہم اگر از چشم برون شد شدہ باشد
آن ساقی بے درد من اندیشہ نہ دارد — گل در نظرم ساغر خون شد شدہ باشد
ہرگز بر امید نہ چیدیم ازین باغ — از بار ثمر شاخ نگون شد شدہ باشد
گاہے بدل از سحر نشد رام خیالش — در شیشہ پری گر بہ فسون شد شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ — گفتا اگرت خبط و جنون شد شدہ باشد
کے داشتہ بودیم از نیہا طمع خام — گو کاسہ نہ چرخ نگون شد شدہ باشد
گس موجب قتل من ز ان شوخ چو پرسید — گفتا جرم نیست کہ خون شد شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را — دیوانہ از شہر برون شد شدہ باشد

ای ساحر نابکار سامری جمشید پر لعنت کر پروردگار وحدہ لاشریک بانی بناے زمین و زمان خالق دو جہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے برائے سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہے اُسکی وحدانیت مین فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہے دنیا ناپائدار جب آنکھ بند ہو گی حال کھل جائیگا اُسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس پھر کیا ہاتھ آئیگا سامری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہین برائے معتقدان وحدانیت وارباب بہشت ہے دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوش ربا مین آئے عنایت سے پروردگار کے بائیس لاکھ کا لشکر سترہ سو سرداران نامور اراکین طلسم ہوش ربا زبردست رازدار بے نظیر یکتا مطیع رب اکبر ہوے کیسے کیسے سرکش سر ہوئے حاکم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی مین مصروف احکام امر و نہی آلہی کا وقوف اگر گلے پر اُسکے خنجر پھرے جادۂ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اُسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہے یہ سب حالات جو مہتر فرملن عالی وقار نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر

مین زبان کھولی حالات سکرات و قبر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہوگیا حیران ہے کہ ایسی شخص کے مقدمہ مین نگہبانان صحراے پر آشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اُسکے خدا نے اسکو یہانتک پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب آیا بیشک اسکا مذہب برحق ہے خداے نادیدہ خالق مطلق ہے صیقل تقریر مہتر قران سے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا استارہ کیا اے قران سوزن زبان سے نکال لے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان پکڑ یہ نہ سمجھا کہ ساحر ہے اگر بگڑ جاے گا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا اے نظر کردۂ بزرگان اسوقت تونے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا اُسکو تقریر دلپذیر سے اٹھا دیا نمونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر نثار لیکن حال تو سنو بانی بناے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہے قلب اُسکی غربت پر روتا ہے میری زوجہ کے باغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحرا سے جاکر بیٹا افراسیاب کا اسد ضرغام کو بھی اُٹھا لایا صرف اب میرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہے کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر مہتر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا اے لاہوت جادو براے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران نامی کرو لاہوت نے کہا میرے کرنے سے کچھ نہین ہوسکتا خود افراسیاب موجود ہے یہ بھی تمکو آگاہ کرتا ہون صرصر شمشیرزن عیارہ بھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہے اُسکے سامنے اُنکا جانا دشوار مین مجبور و ناچار پھر کیا ہوسکتا ہے یہ حالات مصیبت آیات سنکر مہتر قران کے ہوش اڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے لگے خیال مجبوری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

نظم

بناکامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید
عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید

لبے کردم فگا پوے نبردم رہ بہ مقصودے
بہ گرداب محبت او فتادم تا چہ پیش آید

خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر
متاع دل درین سودا نہادم تا چہ پیش آید

شدم مجنون و سرگردان ز بخت واژگون آخر
درین وادی بحال نامرادم تا چہ پیش آید

نہ شد گر تازہ کام من بجام عافیت مخفی
بجام غم چو لب برلب نہادم تا چہ پیش آید

تم اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رویا کہا ای لاہوت جادو خوشخو تم تازہ مطیع اسلام ہو برائے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تا بہ افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلین گے اپنی جان پر کھیلینگے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل ہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑے گا افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھینگے دل مین حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہی یا مار ڈالنا یا مرنا اسی مین نام ہی تامل کر نیوالے کا بد انجام ہی لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری صلاح یہ ہی کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو مین تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکلا تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال لے چلون ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہی ان ساحران ہمراہی کو مطیع کرون اگر نہ مانین گے لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا ہر طرح تمکو تا بہ لشکر مہرخ پہونچاؤنگا سامنے افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہو سکے گا وہ طلسم بند ہی حربہ تمھارا اُسپر تاثیر نہ کریگا خود گرفتار ہو جاؤ گے باغ سے نکلنا دشوار ہو گا مین تمام عالم مین بدنام ہو جاؤنگا صاحبقران کہین گے لاہوت جادو مکار تھا ظاہر مین مطیع ہوا باطن مین مہتر قران کو لیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی گمان ہو گا مین اپنے ساتھ تمکو وہان نہ لیجاؤنگا تمکو لے کے نکل سکتا ہون مہتر قران نے کہا ای برادر مین تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف رہبری کرو مجکو تا بہ باغ ملکہ زیور محمل نشین پہونچا دو جو مجھ سے بن پڑیگا اُسوقت کر گذرونگا ای لاہوت مین ملازم قدیم صاحبقران ہون خواجہ عمرو کا غلام وہ میری آبرو بڑھاتے ہین لفظ جان بخش فرماتے ہین مین انکو کیا صورت دکھاؤنگا آبروریزی سے خونریزی بہتر مرد کو سبطرح مشکل ہی یہ حقیر سرفروش کامل ہی ایک بات میرے ذہن مین آتی ہی اگر صرف افراسیاب ہوتا مین صورت بدل کر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شمشیر زن موجود ہی آنکھ ملتے ہی پہچان لے گی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بہ صورت اصلی چلنا مناسب ہی گمان غالب ہی اسی طور مین کچھ بن پڑے گا ای لاہوت جادو انشاءاللہ دیکھنا افراسیاب سے چلکر کیسی باتین کرتے ہین اگر دام کلام مین اُسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران محبس مصیبت کو نہ رہا کیا ننگ و خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمھارے کلام سے ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہین ہوے بہار وغیرہ کے ساتھ تھے لیکن جست و خیز کر کے نکلگے وہ خالی نہ بیٹھینگے ضرور کسی رنگ مین تشریف لائینگے جو کچھ ہو گا آنکھون سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ یہ عیار مہتر قران میرے

پاس آیا مجھ سے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور جھوٹھ سچ کو آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جانا جو ہمسے بن پڑیگا اسطور سے کلام کرین گے لاہوت جادو رونے لگا کہا اے مہتر قران تم نظر کردہ بزرگان دین ہو مین تمھارا قاتل ٹھہرون کیونکر میرا قلب قبول کرے صرصر عیار بھی دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے انتہا کا بدگمان ہے نہین معلوم کیا کر بیٹھے برا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار وغیرہ بھی گرفتار ہین اسکو غنیمت ہوگا کہ عیار طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون کو قتل کرون پھر میرے کیے وہان کیا ہوسکیگا اگر سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت ہے وہ یکہ تاز میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری اگر ایک گولہ ترنج مارا اسکا انجام کیا سوا موت کے کیا چارہ ای مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی جان نہ دو مہتر قران نے کہا بس اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے آخر مجبور و ناچار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران لباس عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ بغدہ ہاتھ مین سپر فولادی لپشت پر کمر مین خنجر بعبد کرو فر تخت اڑاتے ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو سامری پرست نشۂ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہے ای زیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا لاہوت جادو ابتک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوئی ہے زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے ہین صرصر پہلو مین افراسیاب جادو کی بیٹھی کہ رہی ہے آج کیا باعث ہے اسد نامدار عرصہ دراز سے قید ہے کوئی عیار انکے چھوڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نرہے تھے اسد غازی نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب کہتا ہے یہان آنا دشوار ہے مابدولت کے سامنے آئے آتش قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران نامدار بہ صورت اصلی ساتھ لاہوت جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن ای شہنشاہ آج اس کالیے کی بات نہ ہم نے اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو بہ صورت اصلی آیا ہے نہین معلوم لاہوت جادو کو کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے نہین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زیور محمل نشین بھی

گھبرا گئی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہی صرصر نے کہا مہتر قران صاحب لبغدۂ گران اسی کا لقب ہی واسطے ساحرون کے ملک الموت اسکا نام ہوا نہین بچتا قریب پہونچا اور لبغدہ مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہی دیکھیے کس تکلف سے آتا ہی اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے گا تم تک یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب و زیور کو آمادۂ قتل قران کر رہی ہی افراسیاب کہتا ہی مجھ تک تو آنے دے دام اجل مین یہ سب پھنستے ہین آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہی کہ دیکھون یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہی کیا فریب بنا کے لایا ہی یہان صحبت مین افراسیاب جادو کے کھسر پھسر ہو رہی تھی صرصر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی کنیزین برائے تعظیم اٹھین لاہوت جادو نے تخت زمین پر اتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بہ طور اسلام سلام کیا افراسیاب جادو بیقرار تھا ضبط نہو سکا کہا ای مہتر قران کہان چلے ای لاہوت تمکو یہ سیان لبغدے باز کہان ملے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا تا بہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت مین چلون یہ شخص اسی طرح بہ صورت اصلی میرے پاس آیا مجھ سے کہا ای قوت بازوے افراسیاب مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون کئی دن سے حیران و سرگردان قصد ہی تا بہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا پہونچون راز دل عرض کردن ذریعہ ڈھونڈھتا تھا تم سامنا شہنشاہ کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو ہمین عرض کرنا ہی عرض کر لینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب حضور مکر و غیر مکر کو سمجھ لین خواہ قتل کرین خواہ بخشین لاہوت کا قلب الٹ گیا ہی بموجب تعلیم قران اتنا بھی بمشکل کہا یہ کہکے ونگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتے ہوے سامنے افراسیاب کے آئے کہا ای شہنشاہ عالیمقام ای مرجع انام ای صاحب سطوت و صولت ای ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ کوئی آپ کا دشمن نہین اب بھی اگر پاؤن تو قتل کرون مرد سپاہی جو دل مین آیا وہ صاف صاف عرض کر رہا ہون آپ خوب آگاہ ہین کہ مین جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہون آپ کے ہزارون جادوگر مارے یہ لبغدہ جو میرے ہاتھ مین ہی اتنے ساحران طلسم ہوش ربا کا خون پیا لیکن عمرو نے مجھکو کلمہاے سخت و سست کہے بی بی مہ جبین نے میری قدر نہ کی بی بی صرصر کو سلطنت کا غرور ہی ہمارے واسطے چوکی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو گذرا اسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہی کہ مجھکو صحبت عمرو سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مثل شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہین جسکے ہاتھ مین ہونگے کام کرینگے

بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ و گدا سے ملتی ہین ؎ دونون باگین یہ تیغ کستی ہین، آرزو یہ ہی
کہ آپ کی نوکری کرین سر سیدان عمرو چالاک سے سمجھ لین لیکن حضور قدر دانی فرمائین ہمارے
مذہب کا نام نہ لین سپاہی جان کر قدر کرین دیو سے لڑوا لین اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل
کرین گردن ازمو بار یک جسکا نمک کھائینگے اُسی پر جان نثار کرینگے عمرو و مہرخ نے ہمین ذلیل کیا اور
حضور ہمنے آتے آتے یہ دیکھا کہ بی صرصر ہوا باندھتی ہین لیکن ہم اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین
ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار و غدار آتا ہی یہ تو ہماری ہم پیشہ ہی ہم ملازم سرکار دولتمدار ہونگے ان ایسی
شغلون کو کون پوچھے گا دریافت تو کیجیے اُنھون نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل
کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرۂ نمکخواران مین شریک کیجیے
ابھی آپ کے سامنے طلسم کشا کو قتل کرین ان سب کے خون سے ہاتھ بھرین یا جواب صاف
دیجیے خانہ آباد دولت زیادہ جھوٹھ بولنے کی عادت نہین اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت
نہ جمے تو کیا عجب ہی جسدن سے اس طلسم مین آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہوتے آپ کب
مار ڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑون بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظم و شان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی
شوکت و لیاقت قائم ہی اب بعد چندے سماعت فرمائیے گا کوئی نام بھی حمزہ عرب کا نہ لیگا کبھی مہرخ
ٹھوکرین کھاتی پھرینگی حضور خاموش ہون جو دل تردد منزل مین آئے اُسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت
و بلاغت سے مہتر قران نے اسمضمون کو بیان کیا باتون مین کبھی رویا کبھی ہنسا کبھی بغدہ اُٹھاکر
کہا ای افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر مارین نمونۂ سپاہگری دکھائین جان دینا
ہمارے نزدیک کیا مشکل ہی ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل مین ایک
مزا آگیا رونے پر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا ای مہتر قران اگر اصل مین تمھارا یہی ارادہ ہی قلب
کی صفائی سے مجھ سے ملوگے وہ مرتبہ کردونگا کہ تاجداران جلیل کو تمھارے مرتبہ پر رشک ہوویگا
لیکن صاف کہون دل کو تردد ہی آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے یہ کیفیت
بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے
ہمارا دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا ہمسے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہی اسی مثل کو ایک صاحب مضحکہ نے بڑے لطف سے نظم کیا ہی حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین۔

نظم

پوچھا صاحبقران نے جادو سے ۔ آگے تیرے یہ نارسی کیا ہے

ہنسکے بولی کہ دیکھ لو صاحب ۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح
حسن وجمال مین نثر کو نظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتون مین
افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہی کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہی ای شہنشاہ
سراسر مکر باتون مین اسکے مکاری بھری ہوئی ہی آپ دھوکا کھاتے ہین دشمن بزرگ قبضے مین آیا
تامل نہ کیجیے شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ آپ اسکی
باتون پر ہنستے ہین صریح دام مکر مین پھنستے ہین مہتر قران ان اشارون کو سمجھ کے تنتے ہوے
سامنے افراسیاب کے آتے ہین کہتے ہین ای شہنشاہ جو آپ کے دل مین آئے وہ کیجیے اس
شنقل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک عز و
شرف کے ماہ خوب دل مین سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی یہ صورت بدل آتا
یہ منہ دیکھتی رہجاتین مین عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچون عیار بچون کو مجھپر چھوڑ دیجیے
حقیقت مین پانچون بڑی بانخ ہین حضور اگر باتون مین ان پانچون کو نہ بیہوش کرون سزا دیجیے سر
کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی کھٹکتا ہی کبھی باتون پر مہتر قران کی دل وجان سے متوجہ
ہوکر کہتا ہی ای مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہین ای
شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان مرحمت ہو لشکر ملکہ حیرت
مین جاؤن خواجہ عمرو کو تلاش کر کے قتل کرون شعلے آگ کے کلیجہ مین بھڑک رہے ہین جی چاہتا ہی
اپنی جان دین چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کرین کہ ساربان زادے کے کلیجے پر گھاؤ پڑے
یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائین باتون
مین مہتر قران نے اتنا اثر رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتین ہنس ہنس کے کر رہا ہی
لیکن مہتر قران حیران و مضطر شش و پنج مین ششدر کہ اب کیا تدبیر کرون شراب کا چرچا سامنے
صرصر کے نہین ہو سکتا پھر کون صورت ہی کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کرون ہرچند کہ مین نے
باتون مین گھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی دیر ہوگئی کیا کم
کرون صرصر ایسی ورا انداز بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہی طعن و تشنیع باتون مین کر رہی ہی کبھی کہتی ہی

ای قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہین بی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے منہ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا مین اپنی جان سے بیزار ہون بیشک اسد غازی کو چھوڑے آیا ہون شہنشاہ کو دھوکا دیتا ہون تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی ایسے فقرے دے کر ہمنے ہزارون کو مارا ہی ان باتون پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہی اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہین جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے اب تو ہمنے انکو نوکر رکھا عمرو سے انکو لڑاوینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہی ناظرین ملاحظہ کرین اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہی

نظم

چل ای اشہب کلک صحرا نورد
طرارون سے دشمن کو کر گرد برد
دکھادے مجھے آج طراریان
لکھون جوش مین آکے عیاریان
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
تراشندۂ ریش جادوگران
عجب وقت ہی سخت ای ہمنشین
قران غم مین بیتاب وانددگین
سر بزم صرصر کی چالاکیان
دکھاتی ہی باتون مین بیباکیان
جو اس بزم دلکش مین پہونچے عمرو
کرامات کی بات ہی ای قمر
قمر طبع روشن ہی افلاک پر
دکھانے لگا کلک اپنا ہنر
سر بزم ساقی سے چشمک ہوئی
بے چشم بیباک عینک ہوئی
کہا ہنسکے ساقی نے ای بادہ خوار
بخورشید جام مے خوشگوار
ہراک فکر کو دل سے اب دور کر
کہ مشتاق ہین ہمکو مسرور کر
سُنا قصۂ خواجۂ ذی حشم
اسد ہی گرفتار رنج و الم
لکھ اب داستان ہدایت نشان
کرے بلبل طبع گلریزیان

غزل

تمھاری رات کی شرم وحجاب کی باتین
کسی سے کہیے تو سمجھے وہ خواب کی باتین
وہ پیر ہون کہ سنون شیخ وشباب کی باتین
مگر نہ ترک ہون مجھ سے شباب کی باتین
جگہ تو پہلوے دلبر مین مل گئی ای دل
ٹھہر اب اچھی ہمنشین اضطراب کی باتین
کلیم سمجھے نہ کچھ سنکے لن ترانی ملول
کہ تھین یہ کس صنم لاجواب کی باتین
ہم اور خط نہ لکھین اسکو حضرت ناصح
غرض ہین لکھنے کے قابل خضاب کی باتین
خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر
خراب کرتی ہین خانہ خراب کی باتین
بگڑ کے بولتے ہین ہین تمھارے لاکھ بناؤ
ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتین
یہ طرفہ پیچ ہی تقدیر کا کہ وصل مین بھی
تمام شب تھین اُدھر پیچ وتاب کی باتین

اشارے یون رہین باہم کہ کچھ نہ سمجھے غیر — مرے تمھارے سوال و جواب کی باتین
ہمیشہ کرتے ہین ذکر عذاب ہی واعظ — سنادے پیر مغان کچھ ثواب کی باتین
ابھی تو بوسے دیے جاؤ گننے سے کیا کام — کہ ہو رہین گی کبھی پھر حساب کی باتین
فراق دوست ہوئی فرقت جوانی بھی — کہ ہم ہین اور وہ عہد شباب کی باتین
جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی — ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتین
یہ کہہ رہی ہے کہ بے پردہ یار کو دیکھین — سنو مری نگہ بے حجاب کی باتین
خبر کو خود مجھے قاصد کی بھیجتا ہی کہین — جلال اور سنو اضطراب کی باتین

چہرہ نغمہ سنجان شاخسار حدیقۂ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری مثل عندلیبان خوشنوا غنچۂ انجمن سامعین مین یون نغمہ سرا ہین کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقۂ خنجر گذاری رنگین بیان یعنی مہتر قران سامنے افراسیاب کے رنگ جما رہا ہی باتین بنا رہا ہی کبھی صرصر کو چھیڑ رہا ہی کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہی کبھی عرض پیرا ہی کہ ای شہنشاہ زمرۂ ملازمان مین یہ حقیر داخل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھون اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ پر بخوبی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ ہمارے شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہی کہ حضور مجکو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین مین جا کر اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤن سر سیدان عمرو و چالاک کو ٹوکون وقت پر آپ بھی تشریف لائین میری جانبازی ملاحظہ فرمائین لیکن ان سب کے قتل مین اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہی لیکن دل دھڑک رہا ہی زمزمہ سرائی پر مہتر قران کی زیور وغیرہ خاموش السیمین انشلے ہو رہے ہین کہ کیا خوش تقریر ہی فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی لیکایک دیوار باغ سے آواز آئی ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا اعلی مراتب رہین چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیر خواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پرنور کی زیارت سے دیدۂ دل روشن ہوے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنوارون کی گاڑھے کی مرزائی مارکین کی دھوتی ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوے تلوار چمڑے کے نیام کی سپر کہنہ بے پھول ندارد ایک پھل وہ بھی مرچھایا ہوا سوئی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھٹا ہوا اسمین چند تیر شکستہ چادرے سے کمر باندھے ہوے بجاے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جوتہ چمڑے کا

تیل مین ڈوبا ہوا گرد مین اٹا ہوا کر بڑی ڈاڑھی موچھین بڑی بڑی ہونٹھون پر لٹکی ہوئین جھم سے باغ مین کودا اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ سبنے دیکھا کہ آنکھین بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی اور کیا بدولت سے تیرا کیا کام ہی عرض کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درۂ کوہ مین رہتا ہون بکلے دو کے کی خیر سناتا ہون قزاقی پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوئین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپ کی دیا سے مین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہات مین اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار مارے مدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت مین حاضر ہون بہت دنون قزاقی کر چکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کر کے حضور مجکو ملازم کرین سنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادے کا پتہ بتائیے یا سامنے بلائیے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے جناب سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا باگھ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرار فرار چہرے سے مکاری غداری آشکار مہتر قران نامدار اُسکی باتین سنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چبا چبا کے باتین کر رہا ہی سب عیارون کو بُرا کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم صاحب قہر و خشم اپنے سایہ سے رم کرتا ہی قدم نہین جمتا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر نے مہتر قران سے کہا کہ ای صاحب بعدۂ گران اس گنوار مکار کو جواب دو بڑے لاف و گزاف کرتا ہی بجائے کمند موٹے سے سوت کا رسہ کاندھے پر ڈالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی تھان کا تھان یہ نگوڑا عیاری کیا جانے تانا تمھاری کمر بنوالا یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کر گا چھوڑ تماشے کو جاے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین گوشمالی کرون دونون کان اُکھیڑ ڈالون کان ہو جائین امکان کیا جو ہمسے لڑ سکے اک چانکی کا ہاتھ مار دون ناک اُڑ جائے ٹانکے تک روتا ہوا جاے صرصر و قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی دانت نکالکر عرض کرتا ہی

سرہنگ

گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا اے سرہنگ کوہی تم عمرو سے امتحان کے خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تمکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین وہان طبل جنگ بجے عمرو کو یا اُسکے فرزند چالاک کو للکارو حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کروگے بہت سا انعام ملیگا ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلکہ شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہمارا آکر ملازم ہوا ہی یہان سے تابہ کوہ عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرأت شوکت لیاقت عیاری خنجر گزاری اُنکی ذات پر موقوف ہی حقیقت مین اے سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیردل کے ہاتھ سے قتل ہوے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملا تا یا انکے سامنے واسطے عیاری کے آتا اسی جوان خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی تنگ ہوکر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے کہا حسبکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ سامنے موجود ہی مہتر قران کو سرہنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوستیان ایسون سے تو مین ہل جتوا تا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون اُنکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ آپ کے پہلو مین بیٹھی ہی تیریا معلوم ہوتی ہی ہمرے گانون مین بی گتان تیریا اسکی نوچی اسی صورت کی ہی ایک عمروے کر بیٹے اُسکا سر ڈھانکا دس من غلہ دیا ایک بیگھہ دو بسوہ زمین معافی مین مین نے اسکو دیدی کہ بوٹے جوتے کھائے پڑی رہے یہ بیچاری کیا ہین جب تو صرصر گالیان دینے لگی نگوڑے گنوار تیری شامتین آئی ہین تیری گھروالی تیریا ہوگی گتان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کوہی باتون پر صرصر کے بہت ہنسے کہا تمھاری گالیان کھانیکے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو تمھری بات کا جواب نہ دینگے یہ حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کب تاب ہی مرد سپاہی گرم مزاج مردان عالم کے سر کا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک بغدہ اللہ اسید ھا مارونگا سر گوہ کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کرے گا مسافرون کو سنکھیا دے کر مارا ہوگا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ اے شہنشاہ حضور کے سامنے میرے اسکے دو دو چوٹین ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون پر سرہنگ کوہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ چلے میان کو لوہے کی کھائی یا دو ہنوگی چوٹون کے نام سن لیے

ہونگے اکرا فی کا ہاتھ مارو نگا آنتین ڈھیر ہو جائینگی ہین گو ہار لڑنیوالا پھلیت بنیت کشتی گیر عیاری
مین بے نظیر میان نے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی دو چار انجھر مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت بیوقت
جانور بنکے نکلجاؤن ہر طرح حریف کو مارون مہتر قران نے کہا ای شہنشاہ ایک بات کا اس سے
اقرار لیجیے میرے اسکے تلوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو نے کہا ای مہتر قران کیا مجال
میرے سامنے سحر کر سکتا ہی اسکا لاف وگزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون
لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو لڑنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہون یہ مکار چوٹ مارے
اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کو ہی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا ہی فن سحر و ساحری بابدولت
کا غلام ایک اشارے مین برق چمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا سرہنگ نے کہا نہین صاحب
مین اپر سحر نہ کرونگا لیکن ای افراسیاب اپر اگر غالب آؤن سرکار سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا
اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگیگا وہ دونگا عیارون کا افسر کرونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا
کہا کیون قران اس سے لڑوگے مہتر قران نے کہا حضور یہ کیا ہی مسخرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی
چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا مہتر قران کے زور شور سے افراسیاب
بخوبی آگاہ ہی اپنی بات کا بھی خیال کہ ایک گنوار نے آکر لاف وگزاف کیا اگر یہ ذلیل نہوا بہت
بلبلائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور دلا ہوت مشتاق کہ رہے ہین کہ ای شہنشاہ
اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے اپنا عوض لیجیے قران نے کہا
ای شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندہ باختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ لڑی ہی سرہنگ کو ہی تلوار کھینچکر پیترے بدلنے لگا کہا میان
حبشی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہی یہ اچھلنا کودنا کیسا یہ کہکر مہتر قران
نے بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے چمک کر مہتر قران پر وار کیا مہتر قران نے بغدے
پر گانٹھا سرہنگ برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کر دیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین
کبھی وار سرہنگ کا روکتا ہی اب احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا ای شہنشاہ
حقیقت مین یہ نگوڑا گنوار بلاے روزگار ہی مہتر قران ہی ایسا ہی کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ہی
افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرکے آتا صرصر نے کہا

ای شہنشاہ بیشک مہتر قران کو بڑی مشکل پڑی ہی دونون کی نگاہ لڑی ہی کسی کی نگاہ نہین جھپکتی خوب دونون مین چھوٹ کی چوٹین چل رہی ہین مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہی حقیقت مین مہتر قران کو جان کی پڑی ہی جی مین کہتا ہی بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا کس جھگڑے مین پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند کے حلقے مارے گردن و کمر مین حلقے آئے لیکن مہتر قران نے سبک ہو کر جست کی حلقۂ کمند سرہنگ سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا گنج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اُچھل پڑا کہا مہتر قران خوب بچے قران کی جان پر بنی ہی افراسیاب کو سلام تو کیا اسیطرح حلقہ ہاے کمند مہتر قران نے مارے سرہنگ بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونون کی تعریف کرتا ہی قران و سرہنگ پسینے پسینے غضب کی کارزار ہی حقیقت مین سرہنگ کو ہی بڑا ہوشیار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا ہی افراسیاب کو بڑا خیال ہی کہ آج ہی مین نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی مین بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی بدنامی ہوگی صرصر شمشیرزن کہتی ہی حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے مین افراسیاب جادو ایسا مصروف ہی کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونون کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہی تمام اہالیان محفل مبہوت لب پر مہر سکوت لا ہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے مین پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام کہینگے مکر سے مسلمان ہوا اتنے بڑے عیار کو قتل کرا یا ای پروردگار مہتر قران کو بچانا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تحریر و تقریر مین رنگ شعبدہ دکھایا ہی پھر بپھر کا مل مہتر قران سے اور سرہنگ کو ہی سے تلوار چلی کسی نے چوٹ نہین کھائی دونون چھوڑ کر لڑ رہے ہین اب مہتر قران لبغدہ

پھر بپھر کے سنبھلا لبغدہ تھا مگر نعرہ کیا او گنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران — سمریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری — بمیدان اژدر آتش فشانم — منم مہتر قران شمشیر زبانم

اب افراسیاب نے دیکھا مہتر قران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹین مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مہتر قران کا لبغدہ پڑا سرہنگ کا سر اڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہی پیچھے ہٹا جاتا ہی مہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ اُدھر عالم یاس کبھی لوٹ ماری کبھی چوٹ بچانے کو جست کی اب وار نہین کرسکتا مہتر قران نے لبغدے کے نیچے رکھ لیا نہنگا نہ بانکا نہ چھپایا

ہوا ہر مرتبہ سایہ مین بغدے کے لیتا ہی جب چوٹ پڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بغدہ
مہتر قران کا پڑا دنا ٹے کی آواز آئی گاؤ زمین تھرائی مگر سرہنگ کوہی نے اپنے کو
بچایا افراسیاب و لاہوت و ملکہ زلیور و ملکہ صرصر سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ مہتر
قران سرہنگ کو دباتا ہوا لیے جاتا ہی جو تین مہتر قران کی وہ چھوٹ کی چلین کہ سرہنگ کا
جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھلانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ مین باغ کے ایک قصر عالیشان ہی
پردے اسمین پڑے ہوئے عرصہ دراز سے وہ قصر صاف نہین ہوا کچھ ٹوٹے ہوئے
پلنگ کچھ پیڑے دھنیان اسطرح کے اشیا اس قصر مین بھرے ہوے ہین سرہنگ
دبتا ہوا اُن پردون تک آیا قران نے چھپانہ چھوڑا بغدے کے سایہ مین لیا سرہنگ کو
یقین ہوا ابکی مرتبہ اگر بغدہ پڑا سر اُڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچنا دشوار
گھبرا کر کہا گا مہتر قران نے کہا او نامرد کہان جاتا ہی شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب
نے بھی آواز دی ای مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہی جانے نپائے اپنا قوت بازو قرار
دونگا میری بات رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد مین کہتی ہی ای شہنشاہ مہتر قران
نے کیا کام کیا اب نگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین اب نہین
کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہی کہتا ہی ای شہنشاہ
آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہین اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان
زیر و زبر ہین رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی سہراب یل کو کیا لیاقت ہی افراسیاب
کہتا ہی ای لاہوت جادو سچ کہتے ہو مین بھی ایسی قدردانی کرونگا وہ من مدعا در بے بہا سے
بھرونگا سرہنگ کوہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین جست کر کے
پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب
نے کہا ڈھونڈھو مین بھی آیا ای مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا مین
نہایت خوش ہون تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زلیور خوشنود ہو کر
قریب مہتر قران کے آئے مہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑ کر پھینک دیا سب نے
دیکھا اس قصر مین تمام یہ اشیا بھرے ہوئے ہین کہ چارپائیان شکستہ لکڑیان بیکار اگر قصد

کیا جاے کہ ان سب کو اُٹھائین دس پانچ مزدور ہون دو پہر مین سب اُٹھے افراسیاب جادو
نے کہا ای قران تلاش کرو قران نے دو چار لبغدے اُن پٹروینر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی
قران نے کہا حضور اسمین چھپا ہی مین ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو اُسنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہی
وہی فن اُسکا کام آیا بڑی فطرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھین جرأت مین غلام کمی
نہ کریگا یہ کہکر پٹرون کو کھڑکھڑایا افراسیاب وغیرہ پیرون قصر سے دیکھ رہے ہین یکایک ایک
بلاو بڑا سا اُن پٹرون کے بیچ مین سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کوہی سحر
کرکے گربہ مسکین بنا پکار کر آواز دی ای قران لینا بقول سعدی گربہ کشتن بروز اول مگر وہ بلاو
مہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے باغ مین بھاگا مہتر قران نے نعرہ کیا او گنوار کہان بھاگ کے
جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا تعاقب نہ چھوڑتا ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب وہ بلاو جدھر
بھاگ کر جاتا ہی مہتر قران لبغدہ ٹیک کر اُسکے برابر پہونچتا ہی وہ جست کرکے درخت پر چڑھتا ہی
مہتر قران نے دوڑ کر لبغدہ مارا نخل قلم ہو کے گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہی مہتر قران کو
انتہا کا غصہ کف منھ سے جاری ابروے خمدار پر بل تعاقب مین بلاؤ کے چھل بل یون گھیرا ڈالا ہی
کہ سارے باغ مین بلاو بھاگتا پھرتا ہی مہتر قران پیچھا نہین چھوڑتے پسینے پسینے لیکن یہی صدا ہی
اے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاو بنگیا جوانون کے نزدیک کتے بلی کا مارنا کیا
مشکل ہی اپنے تو بڑا جاہل ہی دو دُرتے دوڑتے جب مہتر قران ناچار ہوئے بلاؤ نے جست کی مہتر
قران برابر پہونچا قصد کیا لبغدے کا ہاتھ ماردن بلاو دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا جیجے
جماکے دیوار پر چڑھنے لگا بلاو نے منڈیر تھامی چاہتا ہی دیوار کو فراسے قران جست کرکے طپند
ہوا لبغدہ ملا بلاؤ کا سر قلم ہوا دھم سے لاشہ بلاو کا زمین پر گرا مہتر قران نے جھوم کے نعرہ
کیا منم صاحب لبغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑ کر قران کے ہاتھ
چوم لیے لاہوت جادو تصدق ہوا صرصر بھی تعریفین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین مین
تڑپا سرد ہو گیا صورت تبدیل نہوئی شل جادوگر کے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب
جادو نے کہا ای قران یہ کیا سحر کہ ہوا یہ اصلی بلاؤ تھا اگر سرہنگ کوہی سحر کرکے بلاو بنا ہوتا
دستور ہی بعد مرنے کے سحر اُتر جاتا ہی سینے تو ہزارہا جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی

ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے یہ بلاو ان لکڑیون مین رہتا تھا آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن اتنا بڑا بلاو ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا عمر نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے جست وخیز کا خاتمہ کیا کس زور شور سے بالاے دیوار پہونچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کر رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر عبرت کا جوش سب اسی مقام پر قریب بلاو کی لاش کے کھڑے ہین ہر خرد و کلان کو حیرت اسی حال حسرت مآل پر عبرت یکایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا افراسیاب وغیرہ نے حیران ہو کر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہے کسی نے ہزارون قسم کے عطر مجموعہ کے کھول دیے یا پھولون مین روز عید ہے غنچے مسکرائے عجب وقت سعید ہے عروسان بہار بناو کر رہی ہین آنکھین نرگس کی لگاو کر رہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سرو اکڑنے لگے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جوش فصل گل ہے چہچہہ زن بلبل ہے نرگس آنکھین پھاڑ کے دیکھتی ہے کون آتا ہے شگفتہ تختۂ لالہ زار ہے بہار مین بہار ہے بموجب مضمون

اشعار آبدار نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہے اسے ایدوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہے بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہے گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہے گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہے عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہے دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہے چھینٹون سے لہو کے بار بار
اور بڑھا دیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان
دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہو باقی ہے کسکو احتیاج
دیکھتی ہے بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جایئے اے دل ہجوم باغ کے
کم نہین ہے جلوۂ رخسار سے تن کی بہار

ہان اٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

کٹتے ہو تو بھی نہین چھپا کہ دیکھا تھا انھین
تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

مشل پیراہن ہوئی ہے زیور وحشت کی قدر | کم گریبان سے نہین ہے طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہے جب سینہ مین آگ | گرد ہو جاتی ہے اک شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم | دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہے کیون صاحبو کیا پھولون کے تھلے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا تو جرأت مہتر قران کی تعریف تھی اس حیرت مین سب تھے کہ سر سنگ کو ہی کہان گیا یہ بلا کدھر سے آیا اب خوشبوے عطر آگین نے ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہے یہ خوشبوے مشک و عنبر کہان سے آئی زیور عرض کرتی ہے ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ مین نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا خداوندون کے نام لیجیے سامری جمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم مین کیا کیا گل کھلائے اس گلشن مین رنگ تازہ نظر آنے مہتر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی صاحبو آج ظہور قدرت سامری و جمشید ہے اس بوے خوش مین کیا بھید ہے یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشہ گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے مقام مشرق پر آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے ضیا باری شروع ہے یا نور روشنی معلوم ہوتی تھی یا صداے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب او مغرور و متکبر اب قوم بنی جان سے گری الجھائی سنو شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی بر سر قباے مرصع کار در بر چہرہ آفتاب عالمتاب پر رعب و داب ریش سیاہ عنبر آگین آنکھین دیدہ غزال کو آنکھین دکھانے والین چہرے سے قہر و غضب آشکار ابروے خمدار کو جنبش تیغہ ہلالی زیب کمر پھولون کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جسکے قبضے پر لعل و گوہر آراستہ مالا ہاے مروارید بے بہا زیب گلو اُنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھون مین آنسو چہرہ فرط قہر و غضب سے گلنار ایک تختی یاقوت احمر کی اُسپر حروف الماس کے ترشے ہوئے ضو سے اُسکی پلک جھپکتی ہے وہ جوان خوش رو دریاے جواہر مین غوطہ زن جبین نورآگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا اے قہار و اے جبار کہکر نعرہ کیا کیون افراسیاب اس پیر ملازم کو تو نے کیون مارا ہم لوگ قوم جنات اکثر بلا و یا بصورت ماران سیاہ پردہ دنیا مین آتے ہین دیر اُسنے

کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اسکو مارا چالیس لاکھ خبات اُسکے خون کے دعویدار ہین آمادۂ حرب و پیکار ہین تلوارین کھنچ گیئین یہ نام آتشی ہین طبقۂ زمین ہوش ربا کو سب نے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا ہی قصد کرتے ہین بروے ہوا لیجا کر کسی دریاے قلزم ہین پھینکدین مابدولت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھے یکایک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر خبات کی چڑھائی ہی افراسیاب سخت ڈر سے لڑائی ہی سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نچھوڑین گے یہ آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جن کو ما راجنکو دنیا والے دیکھہ نہین سکتے بندگان خاکی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی مابدولت کو یہ خیال ہوا جب یہ اُٹھاکر طبقۂ طلسم ہوش ربا کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بیخطا ہلاک ہو جائینگے خبات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے ہین سچ بتلا کہ قاتل اُسکا کون ہی ہمین بتلادے ہم گرفتار کرلینگے ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے ساحرون کو بڑے غرور ہین اسی واسطے یہ تختی واقع سحر گلے مین پہن لی اگر تجکو اپنے سحر پر ناز ہی جہان تک ہوسکے سحر کر پانی برسا اور ہی شعلۂ آتش بھڑکا اگر زبان ہلانے دون مجکو بادشاہ خبات نہ کہنا اور اپنے حمایتی کو بلا سب ملکر بہم سحر کرین دیکھے تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہادینگے اپنے مقتول کے خون کا معاوضہ لینگے اس قہر و غضب سے شاہ خبات نے افراسیاب جادو سے کہا ہاتھ پاؤن مین افراسیاب کے رعشہ آگیا صحترقران الیاشیر دل گھبراگیا افراسیاب کے پیچھے چھپا لعنده خون آلودہ زمین مین پھینکدیا لیکن افراسیاب نے ضبط کرکے کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اُسکا یہان نہین ہی فوج کو منع کیجیے طبقۂ زمین کا نہ اُٹھائین لکھہ در لکھہ انسان ہلاک ہوجائینگے حضور خود بادشاہ عادل ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب نہین ہی افراسیاب بہلا کر شہنشاہ خبات کو قریب اپنے تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی نہوگا کیا مجال ہماری جو آپ سے سرکشی کرین جب اسطرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما

ہوے

ہوے فرمایا یہ باتین کیون کرتا ہی پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق ہین افراسیاب
نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کرون زہے نصیب کہ آپ نے مجکو
سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ خبات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہی تلوار باندھے
بیٹھی ہی صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہی او عورت کچھ منہ سے بول بلاو نے ہمارے
کسی کا کھانا کھالیا کوئی ظرف توڑ ڈالا او کم ظرف جواب نہین دیتی صرصر کانپنے لگی جواب
نہ دے سکی غش آنے لگا پاجامے مین چھل چھل موت دیا گھبرا کے سر جھکالیا بڑی مشکل مین
اتنا جواب دیا ای شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہین معلوم
مین تو ابھی آئی ہون میرے سامنے یہ بلاو نہین مارا گیا شہنشاہ خبات نے کہا جھوٹ
کہتی ہی تو یہان موجود تھی بلکہ شاید تو نے ترغیب دی قاتل اسی حلیہ مین موجود ہی ہمارے
دماغ مین بو آتی ہی تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دس ہزار کوس کی خبر بھی
منگا دین تمام دنیا کو درہم برہم کر کے دکھا دین خدا نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان
خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ افراسیاب سحر نہین کرتا ہم بھی ایک
شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کسپر جاتا ہی پھر کیا تدبیر کرتے ہین سحر کرنے والے کا خود بیر بہار
ڈالے جس پر گھمنڈ ہی وہی ٹانگین چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہی کہ خبات سے آنکھین ملائین اگر
نگاہ ڈال دین پھک جائین یہ فرما کر طرف مہتر قران کے متوجہ ہوئے فرمایا کیون رے تو کون
ہی تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان جادوگرون مین کا نہین ہی یہ بھی ثابت ہوا مابدولت کو
کہ تو مرد مسلمان ہی حمزہ عرب کا ملازم ہی یہان کیون آیا مہتر قران کا رنگ روا اڑ گیا ہاتھ باندھکر
کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا مین کوچہ سحر و ساحری سے نا بلد ہون اتفاق سے یہان چلا آیا
مین نے قتل ہوتے اس بلاو کو نہین دیکھا شاہ خبات نے کہا تیری باتون سے بوے کذب
آتی ہی تو قتل مین ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبرا کر طرف افراسیاب کے
دیکھا کہا شہنشاہ مجھے بچائیے افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہی مین
قاتل کو ڈھونڈھ دونگا چند ساعت توقف فرمائیے یہ بھی مجکو یقین ہی از خردان خطا و از بزرگان
عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجیے کس کی مجال ہی کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج مجکو

بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا مین چاہتا ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرون
خدمتگزاری مین مصروف ہون اپنے بادشاہون مین بیٹھکر فخر کرونگا شاہ خبات سے مین
مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام رہیگی بموجب مضمون مصرع ع شاہان
چہ عجب گر بنوازند گدارا ؛ جب افراسیاب نے اسطرح خوشامد کی غصہ شاہ خبات کا کم
ہوا ہنس پڑے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے
بھائی کا لین گے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کرین اگر کسی نے یہ بے ادبی کی نادان قیقف
تھا جانور سمجھکر مارا زیور محمل نشین اپنے ساتھ والیون سے کہرہی ہے کیون بوا گلشن اس گوشہ
مین چمن کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہے کنیزون نے کہا جب ہم کبھی رات کو اسطرف
آئے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے ٹہلتے تھے مدت سے یہان جنات کا گذر ہے ہمکو
کیا خبر ہے لیکن مین انکے صدقے جاؤن آجتک کسی کو ستایا نہین شمشاد نے کہا بوا ایکدن
مین نے بھی یہان پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی مین نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت
جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو کھیلیان چڑھاؤنگی گلزار نے کہا ایسے جو مراد مانگو ملتی ہے کلی آرزو کی
کھلتی ہے اب یہان ایک طاق بنا دینگے اگر روشن کریگے تو بان دینگے ایک نے کہا مردوا میرا
بہت بدمزاجی کرتا ہے اولاد نہین ہوتی عورتین طعنہ تشنیع کرتی ہین بانجھ نکھوتی شیطان کی لنگوٹی ہین
تو یہی مراد مانگون گی نوین مہینے لڑکا ہو پھولون کی چادر چڑھاؤن گاتی بجاتی ہوئی میان کی قبر پر
آؤن ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہین جو کچھ کہنا ہو کہہ لو زیور نے کہا بوا آنکھ
تو ملانا دشوار ہے بات کون کرسکے پیر دن سے کوئی بات کرتا ہے یہ روشن ضمیر ہین چہرے کا رعب دو اب
تو دیکھو آفتاب عالمتاب لباس سب تاباب دنیا مین ایسے گوہر بے بہا کسنے دیکھے ہین برابر بیضہ مرغ
کے ایک ایک موتی ہے زیور نے کہا اری شغلو تم کیا جانو مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہے کہ بردہ قاف
مین سنگ کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہے بوا کتابین پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار
آنکھین ہوتی ہین اب میرے باغ مین ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی مین بھی اولاد کی دعا
مانگونگی عورتون مین تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے اب کلام خوشامد سے شاہ خبات کو ٹھنڈا
کیا ہاتھ باندھے کہرہا ہے اب حضور قاتل کا ذکر نہ کرین معاف فرمائین شہنشاہ خبات مہتر قران پر

نگاہ غضب ڈال رہے ہین قران کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ پسینے پسینے اتنا منہ سے نکلا حضور ہمارے آقاے نامدار سواے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ سے شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیاے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہے دختر شاہ پریان براے انسان ضعیف البنیان شہپال ایک زمیندار گانؤن کا تھا اُس قریہ مین حمزہ گیا پردۂ قاف کی کیا سیر کر سکتا تھا اگر نام پوچھون حمزہ نہ بتا سکے اُسی گانؤن کے تحفہ آتے ہونگے اشیاے نادرہ پردۂ قاف انسان کو کب میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہے ہم خود حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھیے گا پہچان لیگا پردۂ قاف کی خاک یہان کے مشک و عنبر سے بہتر اُن شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر یہ فرماکر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا اس عطر کو سونگھہ دیکھہ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرماکر دی ڈیولی مہتر قران کو دی قران نے تسلیم کرکے دی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی لپٹین آنے لگین دماغ جان سب کے معطر و معنبر ہوئے افراسیاب نے بہ نگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھہ ہرچند کہ تو ساحر ہے تجکو ہمین کیا لیاقت لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین تیرا بُرا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے خزانے مین موجود ہین خوشبو سے اس عطر کی بوے کبر و نخوت دماغ سے نکل جائیگی طبیعت فرحت پائیگی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی سالہا سال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب مین رکھین زلو نے کہا کیون حضور لونڈیان محروم رہین گوشۂ باغ مین جو آپ کے عزیز کی قبر ہے رات کو سفید کپڑے پہنکر وہ پھرتے ہین مین ہمیشہ پھولون کی چادر چڑھاؤنگی پلکون سے جاروب کشی کرونگی اس تحفہ نایاب سے محروم نفر ملتے شاہ جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم

نہ ہو بہت خوش ہوگی تمھارا شوہر بہت خوش نیت ہی جی مین کہتا ہی ای لاہوت جادو میرا
سلطان ہونا اب روشن ہوگیا ایسا نہوا افراسیاب کے سامنے کہ بیٹھین غضب ہوجاے انکے
سامنے تو کیا کہہ سکیگا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہا حضور پر سب
حال روشن ہی زبان سے فرمانا کیا ضرور ہی تدبیرون کو عطر مرحمت فرمایئے زوجہ میری ہر وقت
باغ مین رہتی ہی قہر کی خدمتگزار رہیگی ایک مقبرہ بنوا دونگا منیت وغیرہ نیت کا کیا ذکر شاہ جنات
نے شیشی عطر کی ہاتھ مین افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو
نگاہ سے گذرا تھا سب کے پہلے مہتر قران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب و لازم
ہی اتفاقات قضا و قدر سے اُسی طلسم ہوش ربا مین بڑے کسی ساحر کو مہتر قران نے قتل کیا لشکر
مہرخ پر شکست ہو چکی تھی جب وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ
کی مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اُس جلسہ مین موجود
مین خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے یہان جوش نشے مین چالاک بلبلایا کہا
ای ملکہ عالم قبلہ و کعبہ کا نام ہوگیا جیسے مثل مشہور ہی اونچی دوکان پھیکا پکوان صاحبقران
بر سر عقابین مقید تھے نخشک حرامزادے نے تارون سے دانت صاحبقران کے بندھوائے
کہ اب دوانہ حلق سے نہ اُتر سکے قبلہ و کعبہ روز عیاری کر کے بر سر عقابین پہونچتے تھے چاہتے
تھے کھانا کھلاوُن صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ و کعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن مین عیاری
کر کے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی ہدہد لے مین نے تار کاٹ کے
صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ و کعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلا کے نکل گیا جب صاحبقران
قید سے چھوٹے اور مین بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام مین آیا مین نے وہ رقعہ روبروے صاحبقران
پیش کیا امیر نے فرمایا ای چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی ہدہد نہ لو مین خاموش ہو رہا اس
ہوش ربا مین جس دن سے آیا کیسی کیسی عیاریان کین زمین ہوش ربا ہلا دی مثل ہمارا کون ہی چنانچہ
کہ مہتر قران نہایت صاحب ربط و ضبط ہین کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہین نکلتا لیکن
اُسدن نشے مین بول اُٹھے ای چالاک جو استاد کرتے ہین وہی عیاریان ہم سے بھی ہوتی ہین کیا ہم
کسی بات مین پایہ کمی کا رکھتے ہین امتحان ہو تو احوال کھلے یہ باتین خواجہ عمرو نے جلو خانے سے

سنین چالاک کی بات کا تو رنج نہین ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہی اسیطرح بکا کرتا ہی مگر سنگ کلام مہتر قران سے دل پر چوٹ بڑی خیال رہا کہ اس کا بے کو کسی مقام پر حیف پٹ کرونگا پس بیطے عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی سنکا ڈھلا چرخ آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوئے جس جس نے عطر سونگھا لڑکھڑایا اور گرا تمام اہل محفل بر لب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین وعرش اسوقت عمرو نے جوش مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہان گیر عالم کا عیار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی انھین شہنشاہ خبات کو سر پر دیکھا اٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای شہنشاہ خبات مین نے آپ کے بھائی کو قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کالے سنم ہر بر دشت طراری دہنگ بحر عیاری سر کوب ساحران نظر کردہ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا ہم نبرد ہی دیکھ اب تک رنگ رو تیرا خوف سے زرد ہی مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہی سبحان اللہ کیا بات ہی میرے کہنے کو معاف فرمایئے اُس دن نشے مین منہ سے نکل گیا اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمایئے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول ہر سنک کو ہی نظر آئے آنکھ سے عیار پہچانا جاتا ہی حضور خوش چشم نظر آئے اسصورت کی جودت ظاہر ہی ماشاء اللہ شیر کی نگاہ آنکھین رشک دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہین مین کیونکر پہچانتا مین کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا صرصر اتنی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی افراسیاب کے جی چھوٹے اتنا بڑا اسنا حرز بردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو نے کہا ای مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہی ناظرین وجد کرین گے دیکھ آنکھین شیشے کی

چڑھائین اصلی آنکھین چھپائین یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھین اُتارین جعفر قران وجد مین
آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہے لیکن
اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے البا ہنوا افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو
کرچکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا اے لاہوت قدمون
کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرسنگ کو ہی بنکر آئے مجھ سے لڑے بخدا
مین نے نہین پہچانا بلا وز نبیل سے نکال کر چھوڑا گیا سوزونی تھی مشہور ہر بلی و مار سیاہ کے بھیس
مین جنات پردۂ دنیا مین آتے ہین لیعد قتل گر شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے
مین خدمت مین رہا لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادو گرد خواجہ پھرا عمرو نے
کہا اے لاہوت جادو جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہے لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر
میری زوجہ سے متعلق ہے جب تک وہ سحر نہ اتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار
کرتا ہون آپ صفت پروردگار بیان کریگا اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر
ہوشیار ہوا ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت
نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو وجعفر قران
سامنے نیچہ پکڑے کھڑے ہین لاہوت جادو نے کہا اے زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو
نے کس دھوم سے عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش
کیا اطاعت دین اسلام قبول کرو خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ
بیان کیے تردید مذہب سامری وجمشید نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان
ہوکر کہا اے خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی مین بھی مطیع ہوئی دل وجان نام پر آپکے نثار ہے لیکن
جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی
بران شمشیر زن نے کہا اے زیور ہمکو سحر نہین یاد آیا زیور نے کہا جبتک اس باغ سے نہ نکلیے گا
سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور کو اسپر سوار کیا جعفر قران و لاہوت جادو
کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو مہلت پائی صرصر اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ بیہوش
پڑی ہے دل بھر بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھا پسینہ جو آیا صرصر بیدار

ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین پنجہ تھام کر اُٹھی کہا نگوڑے بوالہوس تیری شناستین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ ڈالدیجے ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل پھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب نہین کٹتین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سر کاٹ لے بار اُتر جاے اب صبر و جبر دشوار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نظم

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل
بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
نکل نہ جاے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
نہ راستگار بھی ہی وہ بلا کہ جاے گہر
پروے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
اُڑے گا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ مزار
رہا اگر یونہین گرم طپش مزار مین دل
برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست بڑا
جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل
نہو تین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
لگے ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل
یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل
اُٹھا تو لاے مجھے میرے ہمنشین ای ذوق
رہیگا میرے عوض میر اکوے یار مین دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر جلاکی پنجہ کھینچکر برس پڑی لیکن کھتی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت کی عیاری آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہی مین بھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم ترچھی نگاہون کی برچھیان چل رہی ہین ابروے خمدار خنجر بران آنکھین چھریان کٹاریان پنجہ کا وار کر رہی ہین کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے اُڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہوکے آواز دی ای خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آئیے تخت پر سوار ہو جیے آپکو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن آپ کے

عشق و محبت نے مارا یا تو خواجہ جوش عشق مین صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ پکار کر کہا جیسے کوئی سوتے سوتے ہوش مین آتا ہی خواجہ عمرو گھبرا کے جست کر کے بھاگے کہا ای زیور خدا کے لیے مجھے بھی تخت پر سوار کر لے عمرو تو جست کر کے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا نگوڑے کہان جاتا ہی بی زیور تمنے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے بہ تعجیل تخت اڑایا لیکن صرصر نے جھپٹ کے جناب دافع وارد بیہوشی منھ پر افراسیاب جادو کے مارا کہا شہنشاہ جلد اٹھیے قیدی سب رہا ہو گئے زیور و لاہوت نمکحرام لیے جاتے ہین افراسیاب کی جو آنکھ کھلی اٹھتے اٹھتے یہی پکارا ای شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر سونگھایا صرصر بیٹی چیخی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اڑائے ہوئے جاتی ہی اب جو افراسیاب نے سر اٹھایا دیکھا زیور و لاہوت سب کو تخت پر سوار کر چلے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہان میرے قیدیون کو لیے جاتی ہی زیور نے کہا لو خواجہ غضب ہوا بہار وغیرہ ابھی تک بیکار ہین آگے بڑھ کے سب کا سحر اتارتی ہین تنہا کیا کرون سوچی تھی یہان سے نکل جاؤنگی یہ باغ سحر بند کسی وقت کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ کے مٹائے جان نہین بچتی ایک ایک گل بوٹہ یہان کا شعلۂ آتش ہی قصرہاے عالی بزرگون نے بناے عجائب و غرائب سحر سے معمور کر دیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہون جان بچاتی ہون یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کر کے اڑون ان سب کو پکڑ لون لیکن زیور نے ایک گولہ اٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا گولے کو خون سے رنگین کیا یا سامری کہکے پھینک مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہاے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے افراسیاب پر گرے کل باغ کا اس خار صحراے سحر و افسونگری پر ہجوم تھا زمین مین غار پڑ گئے آگ برہی شاخین نیکر گرین قمریان کوکو بھولین آگ اُبلنے لگی نخل ہزار با بیخ سے اُکھڑ کر افراسیاب پر گرے اگر افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا نہوتا جان بچنا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے تیچے چھپایا اُن بلاؤن مین پھنسا کہ جان بچانا دشوار ہوا لیکن یا سامری کہکے نعرہ کیا تڑپا پھڑکا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ پارہ تاج پرزے پرزے صرصر صدمے سے بیہوش ہو گئی افراسیاب کو زیادہ ہی مشکل ہی

الیاس نہو صرصر کا کام تمام ہو ہزارون حربے سحر کے اُٹھائے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پر دوا پیدا کرکے اٹھایا ساحری کیلئے جو نعرہ کیا چند پتلے پیدا ہوئے اُنھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کہکے افراسیاب کو بچانے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس مشکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہر چند افراسیاب کو پتلون نے بچایا لیکن تمام جسم غربال شکستہ و مضطر خاک اُڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زیور محمل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر اُتار اب یہ سب سردار الشوکت و سطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین ؛

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لائے خدا ہی اس بت ظالم کو راہ پر
چھائی ہوئی ہے اثری روے آہ پر

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدون کو مُزد عبادت کی چشمداشت
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ
نازان نہو جیو زن دنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے
طاؤس و کبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہانِ نقد ہوش ہین وہ وقت عرض حال
جرمانہ اُٹھتے ہوتا ہے یان داد خواہ پر

کب دھوپ مین ہے پنجہ رنگین کی رخ پہ آڑ
سورج مکھی لگی ہوئی ہے روے ماہ پر

صید افگنی مین ایک ہے تو دور چشم بد
صدقے ہے مرغ دل ترے تیر نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ پر

سمجھا کہ کیچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

دیکھا ہجوم خط جو زنخدان پہ یار کے
سمجھا سیاہ زنگ فروکش ہے چاہ پر

خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا
ہندو نہا رہا ہے دم صبح چاہ پر

ہمت خدا کی دین ہی جا ہے وہ دے جسے
دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
لازم ہی اپنے عیب و ہنر مین کرے تمیز
اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرین
کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے
ای خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون
داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہی دل
آتا ہی اپنے سامنے اپنا کیا ہوا
تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے انس
صحبت تو ہو حسینون پہ وہ بھی مرض قلق

موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر
جائے بشر نہ دوستون کی واہ واہ پر
ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر
پڑتی نہین ہی ڈالنے سے خاک ماہ پر
لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر
درہم چڑھے ہوے ہین یہ سب کی نگاہ پر
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر
منہ پر پڑے اُلٹ کے اگر تھوکو ماہ پر
سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر
ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خورد و کلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح روان لشکر بجستجوے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام و قران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیارون کا یہی کام ہی خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جاکر بیٹھ رہے لیکن مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نے ابتک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کینو بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بشکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہوئین فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو اتنا صرف سنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سردار آتے ہین ایک ایک ساحری زبان جمشید عہد انکے سحر کو کون روکے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پاشکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت وغیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس سرو حدیقۂ خوبی کو دیکھ آتے ہمارا تڑپنا بھی گناہ کار بقول شاعر نظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے دشت گم شدگی مین مجھے اثر
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اس مرغ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہ گیا
مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر

ساقی لبالب شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر

خود اُڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر
اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیر اسیر
پر ہی نشان داغ سے دور اور شکستہ پر

اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ
کو سون ہر وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہوکر رو رہی تھین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ و کعبہ فرما گئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جاے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباو ڈالے قیامتین برپا کر دے مہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا ای مہتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کھاجاتا ہی خبر آنکی لینا واجب و لازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحراے صعوبت بدل حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہو کر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم غربت یارب وہ مددگار ہے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہی کد اگر کوئی قتل کرنیکا قصد بھی کریگا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچاینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جاکر اُنکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اس شیر بیشۂ جرأت پر کچھ افتاد پڑی ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کریگا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا یکہ و تنہا کوہ عقیق یہان سے بعد مشرقین کیونکر دل چھین نہو کون اُنکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون انکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک نے باسباب عیاری ذات پر آراستہ کیے جانسوز و برق کو بلایا کہا بھائیو مین براے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پائے برق نے کہا انشاءاللہ جہانتک ہوسکیگا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسی وقت روانہ ہوا برق براے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی جا ہے ہی عرصہ دراز سے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر صورت

فتح و ظفر ہوتی نامہ وار تو آیا ایسے قبلہ و کعبہ نادان نہ تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہو جاتے فوراً تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لیکر آتے دل سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا سوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہی خدا خیر کرے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے دس علم نشان دس ہزار سوار کا پھریرون پر تعریف لات و منات مرقوم ایک ساحر غدار تاجدار تخت زرین پر سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ مین حربہ ہاے سحر لیے ہوے پشت پر دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری سے ماہر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اژدران آتش فشان کی پشت پر وہ بادشاہ صحراے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام پر اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحرون نے کمر کھولی بارگاہین خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہی ساحر بڑے بڑے زبردست ہین کیونکر حال مفصل دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا خیال مین گذرا صبار فتار بنکر چلون سب حال کھلجائیگا یہین اسکی گردن لو آگے نہ بڑھنے دو نہین معلوم وہان جاکر کیا فتنہ برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر سے خالی ہی یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکال کر صبار فتار کیصورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے نکلا لشکر کیطرف سے منہ پھیر کے طرف صحرا کے چلا صبار فتار کو سب خوب پہچانتے ہین دو چار نے کہا دیکھو ملکہ صبار فتار جاتی ہین کمیدان نے جو دور سے دیکھا صبار فتار طرار فرار تنیچہ کمر مین لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان ہین کو دستی ہین آنکھین قتل عاشق پر کمر کستی ہین کمیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی اے ملکہ صبار فتار اے شاہد ماہ رخسار کہان جاتی ہو یہان تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہین نہین معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر پہونچی یا نہین پہونچی چالاک فوراً پلٹ پڑا یہی تو مطلب دلی تھا مسکرا کر کہا کمیدان صاحب مزاج تو اچھا ہی تمنے ہمکو پہچانا تم چاہ زمرد کے میلے مین آئے تھے بڑے بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارتے ہو کبھی ٹوٹے ہاتھون سے نامہ بھی نہ لکھا کمیدان مر گیا ان باتون سے بے خنجر ذبح ہوا سمجھا یہ مجھپر مرتی ہین استقبال کو بڑھے چاہا ہاتھ تھام لین چالاک نے ہاتھ بڑھا کر ہٹے پکڑ لیے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی مین ایسے نالائق سے بات نہین کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کمیدان گال سہلا کے رہ گیا چالاک نے کہا

جا لنگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلینگے کہ میدان خوشی خوشی در
سرخیل جادو سے خبر کی اُسنے حکم دیا بلالو چالاک بصورت صبار فتار اندر آیا سرخیل جادو
کو سلام کیا تنکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لاتے ہو کیا قصد ہے
سرخیل نے کہا نامہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہے مین
برائے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج قلیل ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت تو ہے
جاتے ہی منظور ہے کہ سب سردارون کو گرفتار کر کے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا
بہت مناسب ہے آپکے تو بڑے اشتیاق ہین ملکہ عالم تو روز آپکا ذکر کرتی ہین سرخیل یہ سنکر
بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبار فتار سچ کہو چالاک نے مسکرا کے سر جھکا لیا کہا میان سرخیل میری
جوتی جانے مین گھر گھر پوچھتی پھرتی ہون مجھ سے ایسی باتین نہ پوچھیے یہ کہکے جو شرما کے سر جھکا لیا
سرخیل مر گیا سوچا یہ مجکو چاہتی ہے کہا آؤ ملکہ بیٹھو صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے کہا نوج
مین تمھارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھو نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین کھائے جاتا ہے مین
نوج آئی ہوتی اب تو مجھے اور باتون کا ڈر پیدا ہوا دیکھو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم
میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کے دیکھ سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زور سے
چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ رکھنے والے کے ہاتھ کٹین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو مسلمانون
کے ہاتھ آجائے ہیہات کوئی مرے کوئی دستگیری نہ کرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے
سینہ پر نیل پڑ گیا اسطرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہے ایسی معشوقہ
طرحدار طرار فرار صاحب اختیار کسے ملتی ہے اے سرخیل تیرا اقبال ہے آج رات کو مزے اڑا اور زبردستی
ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھتی ہون دیکھون تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو
کہا جاؤگے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا
تمتو میرے گلے کا ہار بنگئے سرخیل ان باتون پر بیتاب نقرات پر پھڑکا جاتا ہے باتون باتون مین
چھیڑتا ہے چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھ سے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون
صلواتین سناؤنگی سب سردار باتون پر صبار فتار کے دنگ ہو گئے اپنے افسر کو اشارے
کرتے ہین حضور آپ بڑے خوش نصیب ہین کیا رنڈی مزیدار لی ہے معشوق عاشق خصال خورشید جمال

معشوقون مین سرفراز شعبدہ باز خوشخو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل موچھون پرتاو پھیر رہا ہی کہتا ہی ہنسے جب شکار کیا ایسا ہی طائر پھنسایا میان یہ تو مال کھلائیگی افراسیاب کا گھر کاٹیگی زنانے محلات مین جاتی ہی صندوقچے جواہرات کے اُٹھا لائیگی سردار کہتے ہین بہت بجا ارشاد ہوا کیمیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل بہوت بیٹھا ہی جب شام ہونے لگی چالاک اُٹھا کہا لو صاحب جاتے ہین اب رات ہوا چاہتی ہی رات کو کہین رہنا اچھا نہین ہزار باتون کا ڈر ہی تم ایسے پاجیون کے خیمے مین ہم نہ رہینگے دن ہی کو ٹوٹے پڑتے ہو رات کو مجھپر حملہ کر بیٹھو تو مین کیا کرون سو یا موا برابر ہوتا ہی سرخیل نے کہا نہین بی بی بیٹھو ہم تمھارے لیئے الگ بارگاہ استادہ کرا دین تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی صبار فتار نے کہا قسم کھاؤ تو مین ٹھہرون سرخیل نے کہا ملکہ لات و منات کی قسم تمسے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو نگوڑا کتنا چالاک ہی منھ مین ہنکار کھکر قسم کھاتا ہی رنڈیون کو مان بہن بناتا ہی ایسون کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے مکار غدار اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجھکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ہان ہان کہکے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا بس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے سرخیل نے کہا ملکہ چلو تخلیہ مین تم سے کچھ باتین کرینگے حال مسلمانان کا پوچھینگے صبار فتار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھون کیا کہتے ہو میان سرخیل مین ڈرتی نہین تم ڈاڑھی موچھون والے ہو لیکن مین تمکو کچھ بھی نہین سمجھتی ہون اور طرح سے ہاتھ لگاؤ تو مارے نیمچون کے ہاتھ پیر کاٹ کے ڈالدون سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو ایک دو جام شراب پیو صبار فتار نے کہا دیکھ تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا مین جانتی ہون نگوڑے مردوے ہاتھ پکڑنے پہونچا پکڑتے ہین ہتھ پھیری کر لیتے ہین مین تیرے بھرّون مین نہ آؤنگی سرخیل پران باتون کی چھریان چل رہی ہین آخر باتین کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا لو شہنشاہ جو تمھاری خوشی اور یہ اشعار پڑھے

نظم

کرے ہی شرع کا پاس نمک حرام شراب — حرام ہی نہین لیکن نمک حرام شراب
یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید — شروع دیکھ کے کیجے مہ صیام شراب
عوض ہی نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر — دوام بکتی ہی اس میکدے مین دام شراب

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بد ون رد و قدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر مار زہر مار
سرخیل پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ کلیجے مین شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تماش بینی کا یہی انجام
ہی یہ جام زہر تھا کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا
چالاک نے نعرہ کیا پنجہ پکڑ کے جھپٹا قصد ہوا سر کاٹ لون پھر سوچا دس ہزار ساحران غدار
گرد اترے ہین بعد مرنے کے اسکے ہنگامہ ہو گا صدائے گیرو بگیر بلند ہو گی سب بھیا زندہ نجانے
دینگے یہ سوچکر رکا پھر خیال مین آیا ای چالاک کیون رکتا ہی اندھیرے مین نکلجانا تیرا کوئی کیا کر سکے گا
خوف کیسا قبلہ و کعبہ کا قول ہی جب دشمن قبضے مین آئے اسکا چھوڑنا کیسا جو ہونا ہی وہ ہوگا پنجہ
میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون یکایک زمین تھرائی دھوان نکلا چالاک ارے کہکے پیچھے ہٹا
پانون ایک ایک سوسن کا ہو گیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دو تھپڑ زمین
پر مارا چالاک بشکل صبار فتار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی ستم ملکہ سہیل جادو غضب کیا
تھا میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہان ہان کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم مین ہون عیار بچی شہنشاہ
کی ملکہ صبار فتار کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی گر پڑے مین نے پنجہ کھینچا
کہ اپنا گلا کاٹ لون اس کہنے پر سہیل رکی مگر سحر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی
زوجہ کو قریب پایا صبار فتار کے پانون زمین تھامے ہی سہیل نے کہا صاحب یہ کیا معرکہ
ہوا تمھارا ہرجائی پن نہین جاتا مین نے اسی واسطے سحر تیار کر رکھا تھا کہ جب تم پر کوئی مصیبت ہو
مجکو خبر ہو جائے باغ مین بیٹھی تھی پیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے ایک عیار قتل کیا چاہتا ہی
مثل برق تڑپ کر پہونچی یہان صبار فتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیون زبردستی کسیکی آبرو
لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجبور رہا کیجیے مین اب کبھی آپ کے لشکر مین
نہ آؤنگی ہلڑ جو ہوا مصاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی
نہ رہا کیجیے گا عیاران اسلام اسیطرح صورتین بدلکر آتے ہین ہزارون ساحر اسی دھوکے مین
مارا گیا گرم پانی سے منہ دھولا ئیے اگر اصل مین صبار فتار ہی یہ صورت قائم رہیگی ورنہ روغن
اڑجائیگا چالاک چیخیا ہی پیٹا ہی دیکھو ملکہ سہیل مجھپر کوئی پانی نڈالے میرا دھرم ناس نہ کرے مین اپنی جان
دیدونگی لیکن کون سنتا ہی ایک جادوگر نے بڑھکر گرم پانی سے منہ دھلادیا رنگ روغن عیاری کا

اُڑ گیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا ظاہر ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمرو ہی اب تو مشکین باندھین سہیل سُننے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ ہوا ساربان زادے کا چھوکرا قتل کر چکا تھا ہی ہو میرا راج سہاگ لٹ جاتا سامری جمشید نے اپنا فضل ستم ایک حال کیا اب رونا کیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے قضا ہی ابتو مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا سامری جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون اب کشان کشان چالاک کو لے کر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل سنکر سب جادوگر دوڑے آکے دیکھا زن و شوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر ذلیل مشکین بندھی ہوئین ہوش سب کے اُڑ گئے کہ یارو اچھی طرح اُترنے نہین پائے عیار ہو نکلا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوئے تھے سردارون سے کہ رہے ہین کہ پہلے صورت دیکھکر مین مائل ہوا تھا پونے دو سو خداوندون نے بچا لیا ایسی کمبخت نے صورت زیبا بنائی تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہر کوئی کیونکر پہچانتے لیکن زوجۂ شہنشاہ نے بڑا کام کیا خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن جمشیر برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہو کے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے کہان گئے اس صحرا مین آکے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گولے ترنج نارنج لیے کھڑے ہین زن و شوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا کہ اسوقت اے برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہو گئے اُستاد کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آکے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ مُہر سے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بنا کے بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آچکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا حکم دیا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او سرخیل خبردار کیا کرتا ہی سنم اشرار جادو فرستادۂ شہنشاہ ہوش رُبا اگر ایک موے حسیم عیار کا کم ہو گیا ایک زندہ نہ بچے گا سرخیل و سہیل نے پلٹ کے دیکھا

ایک ساحر غدار بلائے روزگار دریائے اشقیائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے فرمان شہنشاہ ہاتھ
مین غصہ بات بات مین بشکل برق جہندہ ہئو ہئو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد منھ
کے بھل زمین پر گرا نامہ پڑھکر ہاتھ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت شہنشاہ کو تو نے
بیچین کیا ما بدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا رستہ پانچ منٹ مین طی کرنا پڑا کیا
تو نے شہنشاہ کو مجبور ناچار سمجھا وہ یہ تین روپیہ کے پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار
کرتے ہی آمادہ قتل ہوا دیکھ تو ہمین کیا ترقیم فرماتے ہین اسطرح برق فرنگی نے کلام کیا زن و شوہر
گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھ لیا بوسہ دیا سرنامہ پر مہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا
لکھا تھا ای سرخیل و سہیل ما بدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا ہو واسطے
اپنے معتبر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجدو خبردار تامل نہ کرنا خداوند فرماتا
ہین جو انکو قتل کریگا اسکی قوم کو برباد کردینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن و شوہر دونون
کانپ گئے کہا ای اشرار جادو ہمین کیا عذر ہی لیجائیے اشرار نے کہا اپنا سحر اتارو ہم اپنا سحر قائم
کرین سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل بڑھی کہ مین سحر اتارون قضائے کار صبا رفتار کمند انداز
اڑتی ہوئی آئی تھی اُسنے جو دور سے لشکر ساحران دیکھا بلا تکلف چلی آئی اُسنے دیکھا میان برق
فرنگی ایک جادوگر بنے کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہی وہین سے صبا رفتار نے آواز دی
ای سرخیل خبردار چالاک کو رہا نہ کرنا یہ جو جادوگر ہی شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی ہارے
اسکو بھی لینا برق جو پلٹا صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آتی ہی سہیل رک گئی لیکن سرخیل سے
برق نے کہا لے دوسرا عیار بشکل صبا رفتار آ پہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے
مکار کا کلیجہ تو دیکھ سرخیل نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا صبا رفتار منھ کے بھل زمین مین گری
سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو کہتا ہی
یہ عیار لشکر اسلام ہی او سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہین پچھتائیگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نہ پاوے
تجکو مارنے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبرا کر صبا رفتار نے
کہا ای سرخیل ارے کمبخت مین عورت ہون یہ مجکو عیار بتلاتا ہی اپنی زوجہ سے کہ میرے قریب آئے پائجامہ
اتار کر دیکھ لے مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ سنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملکہ سنو تو

مین تمسے مفصل حال کہون ابھی سمجھ جاؤ گی سہیل طرف اشرار نقلی کے بڑھی سر جھکایا کہا سیان اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دے کے کوکھ پر سہیل کے خنجر مارا سہیل لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر مین چالاک مبتلا تھا مرتے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سر خیل بدحواس ادھر سے تو آواز آئی نعرۂ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گذار | منم یک لیکن گران بر ہزار

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم جست و چالاک | بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم | خلیفہ اولم چالاک نامم

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہی چلتے چلتے صبار فتار کے بھی ایک دھول ماردی کہا کیون خلیفائن پھر کبھی عیاری کرنے آؤ گی مگر تم بیچاری جوتیان کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا ذراسی ناک کاٹ لیتا تمکو کان ہو جاتے بہت ہلکان کرتی ہو مگر بیغیرت کی ناک کیٹی اور سوا ہاتھ بڑھ جاوی گی صبار فتار نے غل مچایا ارے لینا نگوڑا مجھے دھولین مارتا ہی سر خیل مرنے سے جورو کے بدحواس ہو گیا سر پیٹنے لگا چیختا ہی ہای ہی میری جورو کو مار ڈالا اب کون میرے ناز اٹھائیگا پہلو مین سلائیگا مثل ان کے مہربان تھی مکھیان جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے مین قوت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پر ہاتھ رکھیگا گھر میرا برباد ہوا ای بی بی کچھ جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا تمھاری وضع داری کو یاد کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر ظاہر نہوا میری دلدہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر مین چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جلے فراق نہ سہتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کھلی ہوئی بات ہی اورون سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین بیٹھکر کہتی تھین میرا شوہر بڑا تماش بین ہی جب کسی غیر کو بلایا مجھسے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام سردار دوڑے نعلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا عیار تو نکل گئے صبار فتار کو قید سے رہا کیا سر خیل نے کہا ای

صبار فتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورد کے خون کے بدلے مین اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہر چند صبار فتار نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین ویسا بجالانا سرخیل جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سہیل جادو کا جلوایا خود ہی جورد کا سر پھاڑا داڑھی سوچھین منڈوائین کہا صاحبو سوائے میرے کربلا کرم کون کرے روتا ہوا الٹا اُلٹیتا اژدر پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بالقہر وغضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبار فتار بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق وچالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے جب لشکر سرخیل لے کر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جاکر آگاہ کرین لیکن بد حواس چالاک سے برق فرنگی نے کہا ای مہتر والا گہر بڑا غضب ہوا سردار باغبان وبہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین یہ ملعون جاکر گریگا کون اسکے بار کو سنبھالیگا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ برق وچالاک پہونچے بعد دعا وثنا کے عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو فوج ساحران لے کر آتا ہی زوجہ اسکی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئی بیچارا کو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اُٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرائین کہ ابر تیرہ وتار سامنے سے اُٹھا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی تڑپ شل دل کافران سیاہ ابر ہیبت ناک اس ابر مین سے آواز آئی باشید ای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہنکے ابر برسایا خود جوش مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جیسے قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبار فتار نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اسکی برق وچالاک نے ملکر قتل کیا اُسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملگئے حیرت جادو گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے ہزارہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو نے شمیمہ لقب زن کو حکم دیا کہ جاکر سرخیل جادو کو پھیر لاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب یہان پتا نہین ہلتا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ آؤ ہم تمھارے نام پر انتظام سے طبل جنگی بجوائینگے شمیمہ لقب زن دبتی اُٹھتی بھٹتی اسوقت قریب لشکر اسلام

پہونچی کہ اب مہرخ بھی سنبھلی تو ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ سرخ مو ے کاکل کشاد ملکہ ہلال نستعلیق
وغیرہ تخت ملکہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے لڑ رہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان
و برق لامع و رعد و برق یہ سردار برا ے مدد اسد نامدار گئے ہین چالاک نے اور ساحرون
کو انکی صورت بنا کر دربار مین بٹھلایا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا وہ بیچارے لونڈی غلام
بشکل باغبان و بہار کیا لڑ سکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے موافق اپنی حقیقت
کے سحر کرنے لگے دور سے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولہ مارا وہ کنیز کیا روک
سکتی تھی گولہ سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ملازم باغبان بشکل باغبان لڑنے لگے وہ
ہاتھ سے سرخیل کے مارے گئے جیب مر کر گرے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان تھین معلوم
ہوا بہار و باغبان لشکر مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام
بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی
غلامون کو انکی صورت بنا یا تھا وہ سب اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن
آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کر دی اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہوجاویگی
فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہے یہ سنکر حیرت جادو سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور
جادو و ملکہ صورت نگار و مانی و بہزاد و قلمکش و ملکہ یاقوت و زمرد تمام سرداران حیرت سوار
ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بہ کروفر چلی یہان ملکہ مہرخ نے لڑ بھڑ کر لڑائی کو سنبھالا
سرخیل جادو پر جا پڑی آپسمین سحر ہو رہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو
بارہ لاکھ ساحرون سے آکر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین
نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا لشکر مسلمانان تہ و بالا لاکھون
ساحر مارا گیا نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر | لرزنے لگے خوف سے وحوش و طیور | فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی | قیامت کا سامان عیان ہوگیا | رخ مہر گردون عیان ہوگیا
صدا ہاے ہاہو سے یہ شور تھا | عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا | کسی پر گری برق خارا شگاف

ہوے صف شکن ایک حملہ مین صاف
کہین رعد گرجا زمین شق ہوئی
درختون سے اڑنے لگے جانور
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم
یہی وقت ہی کوشش جنگ کا

کہین بارش ابر کا شور تھا
کہین برق خالف چمک کر گری
نقیبون نے بڑھ بڑھ کے للکر کہے
یقین ہی کہ جانو نہ کھیلو گے تم

کہین آتش سحر کا زور تھا
صفون مین تلاطم ہوا سر بسر
جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے
کدھر ہین جوانان جنگ آزما

یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی ہر شی کے واسطے زوال ہی

نظم

دیکھو ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہی
گنج کوئی مار سے خالی نہین
دامن گل خار سے خالی نہین
لگ گیا ہی ساتھ اسکے بھی کلفت
چاند کو کیسا دیا حق نے شرف

یارو نام کرو بزرگون کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر مرد میدان کارزار سے قدم نہ ہٹے منہ پر تلوارین کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو

فرد

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

دیگر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

خمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی سے
یہ دو مصرعے لکھے اسجا پہ مضمون خیالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
تا یہ سب کہین کہ کچھ دست سکندر مین نہین

دیگر

ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے
سب کمال اکروز آخر خاک مین ملجائینگے

دیگر

کل پانون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

ای جوانان شیر دل وقت جانبازی و سر فروشی ہی دشمن کو ہٹاؤ وسنان ہاے نیزے سے سینے ملاؤ دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبون نے اسطرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو گئے سراپا کے ہوش مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب وپیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلادی یہ جو اسپر ثابت ہو گیا کہ بہار وغیرہ رکن لشکر اسلام نہین ہین

چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ
کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بہ صورت بہار بنایا
اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزارہا سرو قد پامال
ہوئے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسی بہار و باغبان ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین اگر
قضا آئی ہی کون بچائیگا ورنہ تو کیا کرسکتی ہی حیرت جادو مہرخ پر جاپڑی سحر کیا برق چمک کر
مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہوکر سرخ مو
نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا سرخ مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما
ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار رد کے اٹھا کر
ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا شانہ قوت بازو
مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار
کرلون دلارام وزیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب
سرداران خدا بیقرار اشکبار کے پاؤن اٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہی
فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہی مصور نے ہزارون کو مارا صورت
نگار کا سحر چل رہا ہی ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جل رہا ہی زمین تپ رہی ہی آگ برس رہی ہی شور ہائی ہی
فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش
ہوئی نکل جانیکی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کوے محبت رہروان
منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہی ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا سمنبوقان
طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہوگا حیرت نام
مہ جبین کی دشمن چاہتی ہی مہ جبین کو پاؤن تو قتل کردن اسی کی ذات کا سارا فساد ہی اگر صحرائے
حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے خیالات جو
اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر مر جائین لیکن ناموس طلسم کشا کو
بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہی اسقدر گولے مارے ہزارون کو جلادیا صدہا
کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہی ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اٹھائے

زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل مسلمانان سے
منہ نہ موڑونگا حیرت کہتی ہی شاباش مرحبا افراسیاب تیرا بڑا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ
تیری شادی کردینگے بڑی دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادوان باتون پر ملکہ حیرت کی
بھول گیا چاک چاک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام
صف ماتم لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کا رکنا دشوار دستور ہر ایک کے ساتھ دس بھاگ گئے
ہین ملکہ مہرخ بنہایت کاردان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگ گئین
پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجیے اب جان
بچنا دشوار ہی ہر خرد و کلان مجبور و ناچار ہر دو ہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب
کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم ہر حال مین معین و مددگار ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اتار محتاج
بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بے بسی
مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہو کے جو دعا کی سب نمازی سر فروش بیقراری کا جوش فوراً تیر
دعا بدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد
و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو و مہتر قران ناسور و ملکہ بران شمشیرزن و ملکہ زیور
محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوشخو تخت سحر پر سوار بعید کرو فر نمایان ہوے
لشکر مین غل ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یارو غضب ہوا
لشکر معرض زوال مین ہی آج حیرت جادو جلال مین ہی ہان ہتیار آن لینا لاہوت جادو نے
تخت زمین پر اتارا سب سے پہلے ملکہ بہار گلعذار بڑھی جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سے سرو چلی
ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول
کھلے ایک طرف باغبان قدرت آگے گرا گیند پھولون کا مارا برق لامع اڑی ترچھی گرنے لگی رعد
نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا لڑکھڑا کے گرے کان کے پردے پھٹے ہان رعد کی برق گرگر
کے گری سیکڑون کے سر اڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا گولہ مارا
سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصہ مین کڑا کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا
سیکڑون ملازمان حیرت جادو لڑکھڑا کے نفس در قفس پیچیدہ رنجیدہ کبیدہ مہتر قران نے

بڑھ کر نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا جادوگر بنکر لشکر مین گھس پڑا مُردون کی کمرین ٹٹولنے لگا جسکی کمر مین کچھ پایا خیر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا کپڑے اسکے اُتار لیے ایک لات ماری آواز دی اودنی عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا او ننگ خاندان تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے منہ نہ موڑونگا برق وچالاک وجانسوز یا تو الگ کھڑے رو رہے تھے حقہ ہاے آتشبازی لیکر یہ بھی گھسے خوب آتشبازیان و رغین سیکڑون کو جلا دیا ضرغام شیر دل نے جنگی بان داغدیا دو حملون مین لشکر حیرت جادو تہ وبالا پیچھے ہٹا مسلمانون نے اپنے پڑاو پر قبضہ لیا اسد شیر دل کب بادرفتار پر سوار ہوا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ اسد مصنف

اسد صف شکن شاہ عالیجناب / من آنیم سرکوب افراسیاب
یل پیلتن نامور نامدار / نظر کردۂ شیر پروردگار
چو تیغ یلی برکشم از غلاف / تزلزل فتد در میان مصاف

خورشید زرین سحر وشکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر وساحری سے بچانے لگے اسد نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا چہرہ گلنار پد تھیان پھولون کی گلے مین چھپکا سہتیے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستے مارتی ہوئی آتی ہے نگاہین جو لشیلی ڈالین سیکڑون جادوگرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادۂ سحر سے مست یہ اشعار عبرت آثار سودا پڑھ رہے ہین نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش وپس چلے / دنیا عجب سرا ہے جہان آئے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے / ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ / جمعیت دلی یہ ترے پھول ہنس چلے
بہرے سخن کو مین بہ سروچشم ناصحا / مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوٹے شک / سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمین رہا / ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے سر سے یہ سودا گذر چکا / کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار اچھلا کر جا پڑی آلسین سحر ہونے لگے بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی ایک طائر

پیدا ہوا وجہ بادشاہ طلسم ہی اُس جانور نے آکر سر پر سایہ کیا حیرت کے ہوش و حواس درست سحر و ساحری مین چست ہو کر پنجہ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی پنجہ سحر مارا بہار نے پھولون کی سپر اٹھائی لیکن سحر سے حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا بہار جادو پیچھے ہٹی صدہا کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہی ذرا مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہی دونون عارض غصے سے سرخ کف منھ مین بھرا ہوا اس قہر و غضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان لوٹا سا قد گاتی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار گلزار حسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سمتین سیمبر عارض رشک قمر مار گیسو پیچ و تاب مین آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے جھپٹی ہوئی بہار پر جاتی ہی لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار ہٹتی ہوئی جاتی ہی حیرت قتل کیا چاہتی ہی اکثر ساحرون نے بڑھ کر حیرت پر سحر کیے اُن حربون کو حیرت نے نمانا قریب ایک نخل کے بہار پہونچی لڑکھڑائی شاخ نخل تھام کر رکی حیرت نے چاہا پنجہ مارون پہلو سے آواز آئی ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے حیرت نے پلٹ کر اپنی وزیرزادی زمرد جادو کو دیکھا بدحواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آ گئے وہ دیکھیے تخت آتا ہی حیرت جادو پلٹی منھ کا پھیرنا کہ آواز آئی باش او حیرت کہان جاتی ہی ہشم در بے بہاے صدف قلزم عیاری نہنگ دریاے زخاری صف شکن و صفدر خواجہ عمرو نامور یہ کہکر چودہ حلقے کمند کے مارے گردن و کمر مین حیرت کے پڑی ارے کہ کے پلٹی حباب بیہوشی پڑے دھم سے گری بہار نے پلٹ کے دیکھا حیرت جادو گر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کے بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز دی اے بہار یہ جانے نپاوے بہار سح چند سر و از جھپٹی کہ حیرت کو گرفتار کر لون زمین شق ہوئی پتلہ فولادی پیدا ہوا حیرت جادو کی کمر مین پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہر چند ساحرون نے روکا پتلہ نہ رکا حیرت کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزارون کو قتل کیا مصور جورو کا ہاتھ تھام کے بھاگا صاحب نکل جاؤ جان بچا کے ٹل چلو اُسکے بھاگتے ہی سب ساحر بھاگے سر خیل جادو نے پلٹ کے دیکھا پڑاؤ حیرت جادو کا لٹ رہا ہی بارگاہین جل گئین سر خیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی جورو کے غم مین مبہوت تیغہ

خون آلود ہاتھ مین ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہی ہرچند اسنے غل مچایا کون سنتا ہی کہ سامنے سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی ساحرون کو سامنے بران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برساکے ٹھنڈا کیا بران نے وہین سے للکارا او بجیا کیا کرتا ہی تین روپیہ کے پیادون پر امتحان سحر عزت نہین آتی ہی سرخیل ملکہ بران پر جا پڑا ترنج نکال کے مارا ساحر زبردست ہی ملکہ بران نے ترنج کاٹا اسمین سے ہزارہا شعلہ ہاے آتش نکلے اس ماہ آسمان خوبی کو شعلہ ہاے سرکش نے گھیرا مگر بران مثل برق جہندہ باران سحر برساتی ہوئی شعلہ ہاے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر دریاے حسن و جمال نے اختر مروارید نکالا للکارا او نامرد آنکھ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغہ کھینچ کر جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اختر مروارید کھینچ مارا ہرچند سحر کیا رو کا اختر کب رکتا ہی سینہ پر اس بداختر کے پڑا البتہ کو توڑ کر پار گزرا سرخیل لڑکھڑا کر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین سرخیل جادو لیوا ابتو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسرون کے نہ اٹھا سکے اہل اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگا دی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھاگے ہوون کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہی سب سردار بفتح و ظفر لصعبد کرو فر لڑائی کو فتح کر کے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین لاہوت جادو و ملکہ زلیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سردارون سے ملوایا زن و شوہر نے پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مہرخ نے تمام کیفیت پوچھی اسد غازی نے شرماکے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل و دربند مہر و ماہ و حالات ملکہ زلیور محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل سرہنگ کوہی و مقابلۂ مہتر قران بیان کیا اور پھر بلا و چھوڑنا و بشکل شہنشاہ جنات آنا ظاہر کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زلیور محمل نشین و لاہوت جادو نے کہا ای سرداران نامی یہ عیاری نہین کرامات تھی برق و چالاک نے کان پکڑے قدمون کو خواجہ عمرو کے بوسے دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپ کی ذات پر ختم ہی مہتر قران شرم سے سر جھکائے ہوے

عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اٹھاؤ اسقدر نہ شرماؤ تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس ہی کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھ لیا مہتر قران نے کہا استاد توبہ کرتا ہون کبھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن ازمو باریک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سرداروں کو خلعت ملے مگر بمقدمۂ لوح مخمور و بہار نے کہا اب افراسیاب لوح کو ایسے مقام پر رکھیگا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکیگا مگر سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت حجاب ہی کہ لوح کا پانا اسکا ر جادو کا دم دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمھلا آقا محجوب ہوتا ہی اٹھکر عمرو نے اسد غازی کو گلے سے لگایا آنسو پونچھے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر کیون ملول و حزین ہوا انشاء اللہ اگر میری حیات باقی ہی لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر مین سب مصروف ہین مکار اسکا ملازم نمکحرام تھا دم دے کر لوح لیگیا مین جستجو مین مصروف ہوتا ہون ای فرزند نہ گھبراؤ سرداروں نے بھی تسکین مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور ہملوگ جان و مال سے موجود ہین ستارہ شناسان طلسم ہوش ربا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی مگر حضور طلسم وسیع ہی اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تردد منزل کو سرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا حلیۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لے کر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل معشوقوں مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوئے اہالیان لشکر اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے انکو اس حال مین چھوڑیئے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہین نظم

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب — بڑھ کر ہی اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امیدوار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا — اب کون لے گیا مرے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر — دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہی کوئی لحظہ بیٹھکر — تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دلکا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو — لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم — سیماب سے فزون ہی مرے دلکا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہی دیکھ پھر — لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا قسیم — جاتا نہین ہی آج مرے دل کا اضطراب

افراسیاب جادو افتان وخیزان صرصر کو زیر شکم چھپا کر سحر کرتا ہوا بڑے زور وشور سے اس مصیبت سے نکلا گمر گریان ونالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پر ندارد اس حال زار سے باغ سیب مین پہونچا صرصر شمشیر زن صدمۂ تموج ہوا سے بیہوش ہو گئی ہر کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد وغبار مین اٹے ہوئے کپڑے پھٹے ہوئے پیٹتی ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد وغبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہو گیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا تلوے سہلائے بڑی دیر مین افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو آج غضب ہو گیا ساربان زادہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو کو تسخیر کر کے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑ لیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان کرامات تھی جب وہ شاہ خبات نبکر آیا لگوڑے نے دبا دُو ڈالا مین نے تو پائجامے مین چھل چھل موت دیا دیکھ تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہی مین بیچاری کیا ہون رنگ روئے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ تو بتا خواجہ عمرو نے آنکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا ای شہنشاہ مین نہین بتا سکتی لگوڑے کی جگنو سی آنکھین آج تو دیدۂ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا افراسیاب کہتا ہی یارو یہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی پتلہ سحر کا گرفتار نہ کر سکتا یہ ظاہر ہی کہ تابہ کاد آتشبار پہونچا ایک مرد بیر راز دار تھا اُسنے بتلایا ہو گا تابہ چشمۂ آب پہونچایا ہو گا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلجائیگا آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین مین ابھی خبر لے کر آتی ہون عمرو وہران وغیرہ اب لشکر مین پہونچے ہونگے زیور و لاہوت نے بڑی نمکحرامی کی ارے صاحبو شہنشاہ پر باغ گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم بند نہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل و اکمل تھے کہ نکل آئے افراسیاب نے کہا ای صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان مین بھی ذکر

ہو رہا ہو گا صرصر نے قصد کیا یا نہانے عیاری آراستہ کرکے روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے سر اٹھا کر دیکھا تپلہ طلسمی حیرت جادو کو گود مین لیے ہوے حلقے کمند کے حیرت کے گلے مین
شکا ڈھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیان کھلی ہوئین یہ حال پر ملال
دیکھکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے کہا لو صاحبو زوجہ نے میری بڑی سخت مصیبت اٹھائی اگر غلامان
سامری نگہبان نہوتے کون یہان تک پہونچا تا جلد اٹھ کر حیرت کو گود مین لیا تپلے سے پوچھا اے
ملکہ کو کس حال مین پایا اسنے دست بستہ عرض کی میدان کارزار مین مین نے دیکھا بی بی بیہوش پڑی
ہین بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلین تھین غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا تپلہ تو چلا گیا اب جو دیکھا مرشدزادے مصور جادو جوڑ کا ہاتھ تھامے ہوے
جھنجھے پیٹتے چلے آتے ہین وزیرزادیان باحال خراب اشکبار بیتاب سر سے پا تلک زخمی آکر پہونچین
افراسیاب نے مرشدزادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا مین تو اپنی مصیبت مین تھا ابھی مطمئن
نہین ہونے پایا تم سبھون کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہون جلد حال بیان کرو کنیزین ملکہ حیرت
کو لپٹ گئین حلقے کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہاے کمند تا باستخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل
مین حیرت کو ہوش آیا افراسیاب کو اس حال زار مین دیکھا اٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھولدیے کہا
ای شہنشاہ مین تو بلا مین مبتلا ہون تمھارا یہ کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے
کہا مابدولت تو بیان کرینگے تم پر کیا مصیبت پڑی حیرت جادو نے کہا تمھارے خراج گذار تاجدار
سخن ناشنو بھڑوے جانین نہ پہچانین لڑائی مین آپہونچے انکے ساتھ مین بھی خراب ہوتی ہون عمر جبل
صاحب واسطے مدد کے آئے تھے نگوڑے عیار تو اسی فکر مین پھرا کرتے ہین چالاک نے جاکر عیاری کی
بھڑوا برق فرنگی پہونچا دونون نے ملکر اسکی جورو کو مارا وہ اپنی جورو امان کے غصہ مین آپڑے
نگوڑا نامردا بیان کرتا تھا میری جورو مثل مادر مہربان تھی جب مین نے خبر سنی کہلا بھیجا پلٹ آؤ وہ
بیجا کب آتا ہی شمیمہ نے مجکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین مین بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی
قیامت برپا ہوئی ساربان زادہ مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا عین گرمی جنگ مین عمرو
نے مجکو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے
کہا ای یارو دیکھو کیا مشکل ہے اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر مین پہونچا یہ سب سردار طلسم صندل

در بند قہر و ماہ کو فتح کرکے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہوا ہی پھول مرجھائے ہوئے پتے زرد ہوگئے صاف ظاہر ہی کہ گلشن حیات گاؤ آتشبار پر خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز و شاداب رہتا جب گاؤ آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا عمرو نہایت ہوشیار ہی بڑا مکار و غدار ہی لوح لیکر اُسنے زنبیل مین رکھ لی ہوگی اب یہان سے رہا ہوکر گئے ہین ساربان زادہ لوح نکالیگا طلسم کشا سے وقت طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤدیہ پر لوح دستیاب ہوئی تھی فوراً ساربان زادہ طلسم کشا کو لے دوڑا مرحلہ نہنگ آتش خوار پر پہونچ گئے نہنگ نے ہزارہا مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دریادلی بیکار ہوئی آخر اُسکی آبرو ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا اکثی شبانہ روز اس مرحلہ پر لڑا بہار وغیرہ پہونچین شریک طلسم کشا ہوئین یہ سبب لوح کوئی کچھ نہ کرسکا مرحلے پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا نمک حرام رازداران طلسم اسد غازی کے ساتھ ہین ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر بھی کہتی ہی حضور نے بجا ارشاد فرمایا ساربان زادہ اکی عیاری مین کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران کو بھی چت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا خواجہ عمرو نے اسکا بدلہ لیا حضور جلد تدبیر کرین فوجین راہ مین جاکر اُترین طلسم کشا بڑھنے نہ پاوے جنگ سحر شروع ہو جاوے کنیز عیاری کریگی لوح لائیگی سرماد ابرلیق وزیر اعظم دستور معظم وزیر شمشیر صاحبان تدبیر عرض کرتے ہین حضور یہ بات ہمارے خیال مین نہین آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس رہتی لوح دستیاب ہوتی سوائے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نہ رکھتا گاؤ آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو صحرا صحرا پھرتا ہی اُسکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب نے کہا گاؤ آتشبار تو ضرور مارا گیا اُسکے ہاتھ کا بنایا ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے جھونکا خزان کا آیا یہ سنکر سرماد ابرلیق بھی گھبرائے کہا ای شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لمحہ بھر نہ رکیگا اب طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغ زن لاکھون مین یکہ و تنہا لڑتا ہی جنگ سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھون مین گھس پڑیگا وہ تلوار چلیگی کہ خون کے دریا بہ جائینگے ہزارہا لاشے زمین پر گرینگے شیر سے کون مقابلہ کرسکیگا ایسی ایسی باتین جو وزیرون مشیرون نے کین افراسیاب جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی کہکے روتی ہی ہائے اب

طلسم ہوش ربا نہ بچے گا میرے شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا ہاے رونا یہ ہی کہ میرے شہنشاہ
کے مزاج مین غصہ ہی جب ٹوکے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی انکو عادت سحر کرنیکی نہین
کیونکر راج سہاگ قائم رہیگا دیکھون سامری جمشید کیا دکھاتے ہین ای شہنشاہ جسدن سے یہ پھوڑا
لقا ہمارے اقلیم مین آیا تباہی کا سامنا ہوا ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہی ہمارے حال پر زمین ہوش ربا
روتی ہی سب پریشان اور حیران مضطر و ششدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال مین لوح
کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہی وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے دیکھا سکار جادو خوشی خوشی دریاے خون مین نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی
ای دوست صادق ای محب واثق پہلے لوح کا حال کہو ای برادر تمنے سنا ہوگا گاو آتشبار مارا گیا
تمنے آخر کیا کیا سکار جادو نے کہا ای شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا ہزارون
سے لڑا افراسیاب شل گل کے شگفتہ ہوگیا سکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے
پر سرخی آگئی سکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کرو کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا ہمیشہ خیال
تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہی حضور نے اسکو رازدار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال
بتایا طلسم کشا نے جاکر گاو آتشبار کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاو آتشبار مارا گیا مجکو یقین
کامل ہوا کہ اسی پیر زمین گیر نے بتایا ہوگا اول جاکے مین نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا
کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال ہوگیا مین نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے
زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اُسکی لڑ بھڑ کر نکلا ہزارون کو قتل کیا جلدی مین طلسم کشا پر
دست انداز نہوسکا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا
حقیقت ہی یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا سنو شہنشاہ طلسم ہوش ربا اُسیوقت
نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہوے نذرین افراسیاب کو گذرنے لگین افراسیاب
نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت سکار جادو کو مرحمت ہوا ساقی
بچے حاضر ہوے صداے بسیار کباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سنکر دوڑے جام ارغوانی گردش مین آیا
سب پھولے بیٹھے ہین افراسیاب کسی سے آنکھ نہین ملاتا سو چھون پر تاؤ پھیر رہا ہی حیرت جادو کہتی ہی
اب جاکر سب کو قتل کرونگی مہرخ و بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہان

جا پہنچیگے طائفون نے دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہ جبین خوش الحان سُریلی آوازین ناز و کرشمہ سے معمور حسن مین رشک حور بوٹہ سے قد تبانے مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ایک مہ پارہ نے بڑھکر دامن افراسیاب جادو کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

انس فروغِ چند ساعت پر نہو مغرور شمع
صبح کو ہو جائیگی رزقِ دہانِ مور شمع

آب بھر لیتی ہی اپنے اشک سے ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آج کی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنا پاسبانِ گور شمع

بے نیازی ہی بہ شکل دیدۂ اعمیٰ مجھے
کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس انگمن ہین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

داد ری قسمت حصول دید غیرون کے لیے
آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام موذی کے لیے
ہوتی ہی اے دل وبالِ خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن
کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تنِ محرور شمع

آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت سو سے غشی ہی صاحبانِ بزم کو
مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہائے طور شمع

وائے قسمت بے بضاعت سے حذر رکھتے ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بے گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج
اہل جنت کے لیے ہوگا جمالِ حور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا ہان اسمین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسی کی جو ہوا ایسا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تنِ محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات
آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع

مجھسے وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے
اسطرف مجبور ہین ہون اسطرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اُسمین سوز ظاہری
کہتے ہین اٹھ آکے صدقے ہو کھلے بند نقاب
بسکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہی
بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسے میرا دل
یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
واے غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
بے زبانی سے ہی جیب سر کاٹکر پچھتاؤ گے
آپ کے رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر
التماس آرزو کرتے تمھارے سامنے
ہٹ گیا منھ سے تمھارے گر دوپٹہ ای صنم
کب ہین محتاج ضیاے غیر عاشق ای نسیم

لائیگی ایسا کہان سے سینۂ محرور شمع
ایک ہی جلوے مین اپنے ہوگئی بے نور شمع
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع
دو بلائین ساتھ ہین ہو کسطرح مشہور شمع
صبح ہی رخصت ہی اسکو ہوچکی بے نور شمع
دیکھ ہم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہی دور شمع
بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع
اب نظر آنے لگی شل چراغ دور شمع
ہان مگر ہی خلقت خاموش سے مجبور شمع
پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع
داغ تن تابندہ مین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین افراسیاب طرف سردارون کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ اب لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اگر ملکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار و سردار اُسکے دشمن ہو جائینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا ہے کو بچیگی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کرکے اُسکو مارا گاؤ آتشباز کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سر جھکایا عرصۂ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچۂ مراد کھلا نخل فکر سرسبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اُٹھایا کہا یارو جو راے مین مابدولت کی آئیگا وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سرما سے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرما نے قلم اٹھایا افراسیاب نے لکھوایا ای خیرخواہ دولت ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر مین تم سے ملاقات کی ضرورت ہی بفور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھواکر نامہ ملفوف کیا سرنامہ پر مہر کی ساحرہ تیزرو کو دیا کہا دربند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ فیروزہ سے کہنا معرفت خان سیکہ یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے

جلد روانہ کرو ساحر گیا جاکر یہ نامہ ملکہ فیروزہ حاکم دربند فیروزہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر
سُنکر دنگ ہوگئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو نے نامہ لیکر جو
طریقہ ہی اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل راز و نیاز دریاے نیل کے انشاء اللہ وقت پر تحریر
ہونگے دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپسمین صلاح کررہے ہین کہ زمہریر جادو کی کیون طلب
ہی شہنشاہ طلسم کا اسمین کیا مطلب ہی فیروزہ نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا سامری جمشید
خیر کرین زمانہ کا انقلاب ہی آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہی طلسم کشا جابجا خوب لڑا واسطے
اِن کے معرکہ پڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے
مین کی اب نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ ہمارے بھائی صاحب زمہریر کو طلب کیا یہ باتین تھین
کہ زمہریر جادو دیو خصال عفریت مثال دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے مغرور و متکبر پاس
فیروزہ کے آکر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود براے استقبال زمہریر اُٹھے لاکر مقام صدر پر جگہ
دی کہا ای برادر جاؤ تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہی نامہ تمھاری طلب
مین آیا ہی زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا ای برادر جاے تامل نہین ہی حکم شہنشاہ مین کیا
عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب
کے روانہ ہوا یہان افراسیاب نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہی صرف ملکہ
حیرت و چند وزرا و امرا حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہی وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی
اپنے قبضہ مین ہی خاموش بیٹھا ہی حیرت نے پوچھا آخر ای شہنشاہ مقدسہ لوح مین کیا منظور ہی لشکر
کشتی بر سر چرخ ضرور ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان
لشکر کشی ہوگا مقدسہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تمپر ظاہر ہو جائیگا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو مثل
دیو سیہ رو آکر پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ
حاکم کوہ نیلم شہنشاہ نیلم و حاکم توسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ
و دخان سیہ رو و زمہریر جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاچین تھے انھین سب
نمک حرامون نے ملکر افراسیاب کو بادشاہ کیا سلطنت لاچین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب
اِن سبھون کی خاطر کرتا ہی علاوہ ازین ساحران زبردست ہین رازداران طلسم ہوش ربا مکاری مین

ہمیشہ دیکھتا اور اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی ایک شرف حاصل ہوا اے ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو خاص دریاے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہی اسی وجہ سے نامہ بھی اُسکے پاس بہ مشکل پہونچا اگر وخان سیہ رو نہ بلاتا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا ہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے راز مناسب نہین ہی ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کو آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چکین اگر ابتدا سے تحریر کرتا حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل طلسم ہوش ربا و حالات لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاء اللہ داب بھی موقع وقت باکران حالات سے مفصلاً و مشروحاً آگاہ کرونگا کہ جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہو جاوے ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہی قلب اس حقیر کا تھراتا ہی بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرمائے وہ پردۂ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا داستان ہاے لطیف و عیار یہاے ظریف جابجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسۂ رئیسان عالی مقام مین اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش ربا کی محرر ہر چہار جلد نے بھی تحریر فرمایا ہی کہ ٹونا ٹل پر یزادان کا و عشق ایرج نوجوان از ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ بہت سی داستانین اصل ہوش ربا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین مین نے تحریر کین یہ داستانہاے تمکین فصاحت آئین تصنیف کرکے ہوش ربا کو ہوش ربا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ سے نہ نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام بلکہ خاص و عام حقیقت سے حقیر کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل و عیال و وجہ معاش نے مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر دست انداز ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سر فراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی اسقدر رکھتا ہی صاحبان تصنیف اتنے بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چہرہ ہاے نثر اپنی ذات

سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال میں موافق حدیث نثر ہائے طولانی حالات معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دوجہان و دیگر فضائل و مناقب موافق حقیقت خود نظم و نثر میں درج کیے بالائے منبر مجالس ہائے جلس میں اتفاق ہوتا ہی بلکہ جب سے نثر شروع کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہی مجبور ہوں کہ اس فن خاص داستان سرائی میں رئیسان عظام طلب فرماتے ہیں ترک مناسب نجانکر بہ مجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش ربا کا کسی طرح منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیر ہی نے لکھا تو راز و نیاز طلسم ہوش ربا بہ تصریح تحریر کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جو رائے میں آئیگا اسطرح تحریر فرمائیگا اتنا البتہ ہوش میں تحریر کیا ملاحظہ سے ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شناء ان نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری تحریر کی کیا ضرورت ہی نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا
عنان سخن شد ز دستم رہا
دگر بار در گفتگو آمدم

بدیدار نیکان نکو آمدم
بشست آورم بار دیگر کہ جوت
بفرمان حی الذی لایموت

دریائے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش ربا اسکی یہ کیفیت ہوئی لیکن مقام شکر ہی کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفہ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہی آبرو بڑھائینگے افراسیاب جادو نے زمہریر جادو کی تعظیم کی پہلو میں بٹھایا زمہریر جادو نے بعد قدمبوسی تخت عرض کی ای شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ بھیجا مناسب نہ تھا کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال حیرت ہی لوح طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہی اخبار ہائے مختلف سُنے مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا کے شریک ہوئے غلام کو عبرت ہی حضور کو اب تک غفلت ہی افراسیاب کو زمہریر جادو سے چھپانا منظور ہی ہنسکر جواب دیا ای زمہریر جادو لوح تک کسکی رسائی ہی سوائے میرے کوئی حال لوح کا نہین جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش ربا کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش ربا نہ دستیاب ہوگی حال مفصل تم سے کہونگا تم سب صاحب میرے قوت بازو و زینت پہلو ہو تمسے کیا پردہ ہی یہ چند لونڈیان غلام جو بگڑ گئے جسدن مزاج مین آئیگا تسخیر کر لونگا صرف کوکب روشن ضمیر سے فساد عظیم ہی اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام مین ایسا دباؤ پڑیگا وہ خود ہاتھ باندھکر خدمت بابرکت مین آئیگا

اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت نورافشان چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا آپ تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا خود دل تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوا ای زمہریر صحبت یاران ہمدم غنیمت ہی آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ دیکھو آلسپین باتین کرین کل صبح کو تمکو رخصت کر دیگا اپنے مقام قدیم پر جا کر رہنا تمھاری ذات سے آبروے دریاے نیل ہی وہ دریاے قہار زخار تمھارا کفیل ہی اسطرح کی باتین کر کے افراسیاب نے جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب نے باتون مین زمہریر جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور ہی جب دو پہر سے شب تجاوز کر چکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی ملا کر زمہریر جادو کو پلا دی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنیکا قصد ہی مجبور تھا چال انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زمہریر جادو کو جام دیا کہا لو برادر یہ جام محبت ہی زمہریر جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای شہنشاہ جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین خود بخود استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین ٹہلو گل و غنچے کی سیر کرو زمہریر جادو گھبرا کر اٹھا اٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زمہریر جادو کو گود مین اٹھا لیا ایک کمرے مین لے گیا دروازہ بند کر لیا اب حیرت و عمر و سرما و ابرلق حیران ہین کہ یہ کیا سامان ہین لیکن افراسیاب جادو کہہ گیا کہ کوئی قریب ما بدولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آلسپین اشارے کرتی ہین یہ شہنشاہ نے کیا کیا زمہریر بے پیر کو قتل کرینگے بیہوشی پلا کے بیہوش کیا حیرت نے منع کیا اس مقدمہ مین کلام نہ کرو مقدمہ راز و نیاز ہی زمہریر ساحران معز زمین سر فراز ہی قتل نہ کرینگے نہین معلوم کیا منظور ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی دو پہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف نہوا کہ کیا کیا بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زمہریر ہنستے ہوئے کمرے سے نکلے افراسیاب نے خلعت فاخرہ سے زمہریر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا ای برادر ساعری و جمشید کے تمکو سپرد کیا بہ آبرو جا کر دریاے نیل مین رہو بدولت طلب ما بدولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ تمکو منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زمہریر جادو اٹھا افراسیاب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا در بند دخانیہ پر آیا وخان سیہ رو و فیروزہ فیروزہ پوش نے بمحبت پوچھا ای برادر افراسیاب جادو نے

کیون بلایا تھا زمہریر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہوا شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر دیکر رخصت کیا مگر اے برادر جب سے مین سوکے اُٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہی ثابت ہوتا ہی کہ زور و قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ و ریشہ مین بھر دیا ہی جب چلتا ہون زمین تھراتی ہی جسم میں گرانی معلوم ہوتی ہی آئینہ قلب پر حیرانی ہی دخان سیہ رو نے گھبراکر کہا جب سے مین تمھارے پہلو مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت کا جوش ہی سحر و ساحری فراموش ہی زمہریر جادو گھبرا کے اُٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہی دل چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑون کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا بڑے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ سب حال اُنسے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زمہریر جادو گھبراکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم ساحری محل مین بیٹھا ہی پہلو مین اسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار دوسری جانب مواج کا بیٹا لطمہ صدگوش دریانوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران بہت بڑے بڑے سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا کیا دربار افراسیاب سے کم ہی بڑا صاحب شوکت و حشم ہی بڑھکر مروہے نے عرض کی آپ کے برادر بجان برابر زمہریر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے مواج کو حکم دیا استقبال کرکے بھائی صاحب کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زمہریر کو لے کر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زمہریر پر نگاہ پڑی دیکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نیلم سے بغلگیر ہوا لیکن آنکھین ابلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرہ سے ظاہر نیلم نے گھبراکر کہا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہی صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھین سرخ ابلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے چال مین چھل بل زمہریر جادو نے کہا اے برادر شب کو مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبحکو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہی جی چاہتا ہی کسی سے لڑون اگر لاکھون ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریادلی کا جوش و خروش ہی بیہوشی کا ہوش ہی بھائی دخان نے کہا تمھارے سایہ مین سحر بھول گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبراکر جواب دیا اے بھائی مجھے بھی سحر فراموش ہی یہ کہکے زمہریر جادو کے سایہ سے ہٹ گیا دور جاکر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر یاد

آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا ای بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہی اب تو دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غریو بلند ہوا براے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادوگرون کو کھیل ہوگیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہی ای نیلم کوئی تدبیر بتاؤ یہ افراسیاب نے میرے ساتھ کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہی تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے ساربان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچوگے اُسنے جاکر سیماب جادو کا پتہ لگایا گنبد نور مین پہچانا اُس ظالم سے جان بچانا دشوار ہی ای بھائی تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جاکر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہی دریاے نیل مین سات ہمزادون کے سر جو چرخ مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا اُسمین سر ہی جب براے امتحان طلسم کشا بر سر دریاے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پر ہاتھ پڑیگا لکھا ہی دوسرا دریا خون کا قریب دریاے نیل بہیگا اسقدر کشت وخون ہوگا کہ اتنے بڑے طلسم ہوش ربا مین سناٹا پڑ جائیگا اور تمسے کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہی راز ونیاز طلسم ہوش ربا مجھکو سب معلوم ہی یہ بھی لکھا تھا نقصان کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کریگا کیونکر جان بچائینگے کہان چھپینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہونگے طلسم کشا پر حال ذرہ ذرہ روشن ہو جائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤ گے بس بہتر یہی ہی کہ سیدھے طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بدحواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ مل سکونگا شادی غمی سب ترک ہوئی نیلم نے کہا کوئی مرجاے تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہی ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب نے برا کیا بدون آگاہی یہ حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوشربا قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہی اُسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہی بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق نہین ہی حسب ونسب لکھا ہی اب نکمے امون کی

خرابی ہی چین کر چلے وقت مصیبت آیا لشکر غم والم نے گھیرا سامری جمشید بچائینگے یارو آٹھ پہر
پوجا پاٹ کرو پنڈتوں سے کہو ساعتیں نیک نکالیں جاپ کیا کریں شوالے بنواؤ پنڈتوں کو
سرفراز کرو کشتے برہمنوں کو ہمارے اقلیم سے نکال دو یہ سنگدل آٹھ پہر ٹھیٹر ڈھلکایا کرتے ہیں کہ
کوئی اُٹھا مارے ہاتھی گھوڑا اٹھالے ان حرامزادوں کا ہمارے اقلیم میں رہنا بہتر نہیں ہی اور میں بھی اب
سامان لشکرکشی کرونگا ای برادر زہر یہ میں خود تمھاری ملاقات کو آؤنگا تمھاری آمد و رفت معطل ہی ان
باتوں کو سنکر زہر یہ جادو کا رنگ رو متغیر ہی حیران حیران سُن رہا ہی سن ہو گیا آخر شہنشاہ نیلم
سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ میں بھی کسی در بند پر نہ ٹھیرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ
پکڑ کے طلسم کشا کے حوالے کردیں سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہوں زہر یہ جادو نے کہا نہیں بھائی
میں کہیں نہیں ٹھہرونگا قعر دریاے نیل میں جاکر چھپونگا سب سے رخصت ہو کے زہر یہ جادو
طرف دریاے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جاکر قعر دریاے نیل میں چھپے گا ذکر اسکا بر وقت لشکرکشی دریاے
نیل تحریر ہوگا لیکن افراسیاب خانہ خراب بعد جانے زہر یہ جادو کے بیٹھکر موچھوں پر تاؤ دینے
لگا تاج کو کج کیا کہا ای وزیران مملکت وای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہی کہ میں نے لوح طلسمی کو
کیا کیا شب کو ما بدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کر کے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بر سر دریاے
قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہے گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہی کبھی کسی
جہاز کا وہاں گذر نہیں ہوتا سکندر بہ مدد ارسطو اس مقام تک پہونچا تھا برج بنوا کر اسپر پیل نصب
کیا اُسپر ایک پنجہ آراستہ کردیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش میں رہتا ہی مراد یہ ہی کہ جہاز والے دور سے دیکھیں
اس جانب نہ جائیں اس مقام پر میں نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر
ٹکراے کون ایسا دریا دل ہی کہ وہاں پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے پہلے جستجو میں اپنی آبرو تو بچائے
اب ایکدن میں ان مسلمانوں کو شاد دونگا ملکہ حیرت سامان لشکرکشی کرو مقابلہ مسلمانان میں
جاکر اُترو میں کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا ہوں وہ آکر مقابلہ کرے گا سب کی مشکیں باندھکر
لے آئیگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو میں نے شاد و یا دریاے قلزم میں پھینک دیا ساربان زادے
کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تا بہ حد سکندری جائے خوب غوطے کھلائے مبتلاے محیط بلا ہو
مقام لوح اپنی زبان سے بتلاتے ہیں دریا دلی دکھاتے ہیں دیکھیں بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر

جستجوے لوح کرتی ہین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار براے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہ مین مصروف ہین عیش و نشاط مین کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور و شور سے آتا ہی سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لالہ ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایہ تخت پہ ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین افسون و نیرنج بات بات مین حیرت آکر اتری لشکر فرو کش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جا کر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ساحرون سے ذکر کر رہی ہی لو صاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک مین ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر دریا کرین حد سکندری تک جائین غوطے خود مقرر ہون غوطے لگائین ٹکڑے لوح کے نکالین فتاحی طلسم کرین برق یہ خبر وحشت اثر سنکر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ روے اسد متغیر ہوگیا بہار کو بھی انتشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہی وہ بیشتر بھی کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہین ہی آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی ہی خوب یقین کامل ہی کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس تقریر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرے طبل جنگی بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ لقا بدار زرین پوش سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلے ہین اور روانہ ہونا مغرور آتشبار جادو کا براے مدد زمردشاہ باختری و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین بسیاق نامہ افق لکھنوی

آنکھ اٹھی مرے مرشد مستان کھول
چھینٹا منھ پر شراب کا دے
شیشہ سے شراب ناب نکلے

بیدار ہو دیدۂ دکان کھول
سجدے کو جھکے سر خم مل
اس شرق سے آفتاب نکلے

قسمت مری سوتی ہی جگا دے
ہو بانگ اذان صداے قلقل
چلو مین شراب تر بھرون مین

گلگون کف دست کو کرون مین
منجن کو ہی مے کا درد کافی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سر خاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل شرر ہوا چمک کے
وہ بانگ اذان بنا ہی شب کو
تارے تھے جو دیدۂ فلک کے
ہی بہر وضوے گل وہ پانی
گل لحن طیور سنکے سن ہی
انگلی کیطرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین درون کی آنکھین

دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شانون کو صبا بلا رہی ہی
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیروین کی دھن ہی
پنہان ہوے اوس چاٹ کر بار
اندھی ہوئین شب پرونکی آنکھین
جوگی جل سین کر کے اٹھے

مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہی انتظار مسواک
صہباے سبو سے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
سر نے رہ التفات کاٹی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو
وہ نبگئے سر دباغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کیطرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذرون کا ہوا نصیب بیدار
سوئے ہوے رات بھر کے اٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی — فرقت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی
اُس شعلے نے لپٹ کے سر اپنا جلا دیا — وحشت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی
نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار — پھر چشم ناز یار بجز شمع وا نہ تھی
تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ — مین وہ ہون ایک جسکی ترے دلمین جا نہ تھی
دل سے کمر کے ہونے کا مٹتا خیال کیا — نقصان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی
اے شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا — دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی
خجلت سے ہو گیا ہی مس سرخ زرد رو — کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی

کیا جانے کیون ڈرا گیا اپنا دل سیاہ
سایہ تو اپنا سمجھا ہی پر ہی یہ میری روح
پھرنے لگی نگاہ بھی یون ہین قضا کی شکل
ایسا ہی مجھپہ دوست نہیں سے اشک گر پڑے
نرگس نے دیدے پھاڑ کے تمسے لڑائی آنکھ
باد بہار ہجر مین بھبر کا گئی سوا
ہر موے جسم شعلہ ہی آندھی سے عشق کے
اس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی
دل کی نہ لو بجھائی نہ سکھلائی چشم تر
ای مہروش کبھی نہ کیا بھولکر بھی رحم
دونون طرح رکھا ہین غفلت مین عشق نے
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین
صحبت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہی پھر
صحبت ہی روز حشر تک ای عشق اب ہمین
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا
ای گل در آئے سنگ مین کانٹا محال ہی
مارا تھا تیر تاک کے پرلے اڑی ہوا
دنیاے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہی
صید آپ آیا دل کی کشش سے شکار کو
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے

زلف رساے یار تھی کالی بلا نہ تھی
ای جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی
آنکھ اپنی شکر ہی سوے ناز و ادا نہ تھی
سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی
نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی
ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی
سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی
باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی
تم مین تمھارے حسن کیصورت وفا نہ تھی
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
یہ ای طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آتے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
مجھ زار کی جگہ ترے دل مین بجا نہ تھی
اُس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیوفا نہ تھی
ہمکو فنا ہوئی مگر اُسکو فنا نہ تھی
مژگان کی لیس مدنگہ کا نشان نہ تھی
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان- ساحران علوم فسون سازی و نیرنگ سازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین تحریر و تقریر کے بیٹھکر یون مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شعر مصنف

سخن پیرائے این شیرین حکایت		جنین تحریر ساز د کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب مین مصروف عیش و نشاط ہوا نازنینان
سہ جبین ہوا جام وسبو گردش مین آیا فتح جنگ عمرو وغیرہ کی کوشش مین تھا کہ آسمان پر برق
چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ مین دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کے تحریر
ہوا بندۂ خاطی او مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہین ڈرتا قدرت
کو تیرے اقلیم مین آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اتبک برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا
خاک مین ملا دونگا نقش طلسم ہوشربا مٹا دونگا جس ساحر کو سمجھتا ہی غرور کرتا ہی قدرت اُسکو
غارت کر دیتے ہین قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی اب اگر خود برائے قدمبوسی نہ آئیگا
ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھکر کانپ گیا کہا صاحبو
غضب ہی ساری خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ قدرت ناراض ہین مابدولت کو بڑے اغماض ہین
اگر تنہا جائین لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کرین گا وزمین بار لشکر مابدولت نہ سنبھال سکے
آب و آذوقہ راہ مین ممکن ہو لیکن آخر کسی وقت جاؤنگا چشم زدن مین کل مسلمانون کو مٹاؤنگا یہ کہکر
مشیرون کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ برائے مدد خداوند لقا جائے مسلمانون کو
قتل کرکے قدرت کو بالائے قیطول پہونچائے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت بیٹھے بیٹھے تقدیر
کر دیتے ہین نہ کچھ سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین مگر یارو جو کوئی جائے خیال رکھے دربار قدرت مین جاکر
غرور نہ کرے مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب مین آکر اٹھا کہا اے
شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر جائیگا ہر چند کہ نام مغرور ہی یہ بزرگون کی عقل کا قصور ہی کیون ایسا
نام رکھا غلام کے دل مین کبر و نخوت کی جگہ نہین منکسر مزاج خاکسارون کے سر کا تاج اگر کوئی
غلام کو ہزار گالیان بھی دے تو کبھی نہین بولتا شہنشاہ نہ گھبرائین غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام اُنکو پکڑکر
قدرت کو بالائے قیطول پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتون کا خیال
رکھنا ایک تو عیارون سے بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ نامور ایک ایک بلائے روزگار
مکار غدار دوسرے صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو
اُنسے بچانا جبتک تدبیر بند کرکے اسم اعظم کی ہو مقابلہ مین حمزۂ عرب کے نجانا بلکہ جہانتک ہو سکے

سب سے پیشتر اسم اعظم حمزہ نامور بند کرنا تب طبل جنگی بجوانا عرض کی عیارون کی کیا حقیقت ہی اسم
اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا اسی ہفتہ مین قدرت کو بالاے قیطول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے نافیر سحر
بجائی بارہ ہزار ساحران غدار کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان
صاحبقران زمان بصد عظم وشان نقابدار زرین پوش سے رخصت ہو کر مع لشکر کوہیان طرف
لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ عقیق باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوے
گر نہایت تعجیل کہ ایک شب سے زیادہ کسی مقام پر نہ رہون لشکر مین پہونچون بارگاہ استادہ ہوئی
ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت
مین مصروف یکایک سامنے سے صداے گریہ وزاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ
پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل
سے اشارہ کیا ان سبکو ہمارے سامنے لاؤ کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جا کر اس جوان سے کہا
ای شخص چل تجکو صاحبقران بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسر سامنے صاحبقران کے آیا
قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ فریاد از دست قزاقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا مجکو
آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب و خواجہ بہلول پردہ قاف مین جو آپ کے ہم سفر ہے بقدر
آپ نے انکو جواہرات دیا کہ ہر شہر و دیار مین تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین انکا
گماشتہ ہون سہیل بازرگان نام اس دشت پر خطر سے گذرا سرہنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ
لیا غلام لڑے سب زخمی ہوے ہم سب کو گرفتار کر کے قزاق لے گئے تھے آج بمشکل چھوڑا یہ سنکر
صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم واسطے خدمتگاری کے مقرر کیے
فرمایا انشاء اللہ بوقت سحر جا کر اس دزد مکار سے سمجھا تو نام اپنا صاحبقران زمان بنایا یہ تو خاص
مال اسنے ہمارا لوٹا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر آراستہ
کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے یکہ و تنہا طرف سرہنگ قزاق کے چلے سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سرہنگ قزاق بہت زبردست ہو فوج بھی بحساب ہی بڑے
بڑے شاہان جلیل کے اسنے خزانے لوٹے رستہ اسطرف کا تباہ کر دیا صاحبقران نے فرمایا مین
کسیکو ساتھ نہ لونگا یکہ و تنہا جا کر اسکو سزا دونگا مزاج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین سہر

جھکا کر خاموش ہوئے صاحبقران طرف صحرا کے چلے یہان سرہنگ قزاق سرکوہ پر بیٹھا ہی
گرد تمام قزاق جنگل کی جانب سبکی نگاہ آیند و روند کی فکر لوٹ لینے کا ذکر ایک نے دیکھا ایک
جوان دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مرکب مثل زیران سلاح بے نظیر خود الماس نگار سر پر
زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا ای افسر لو اک سونے کی چڑیا آئی
ہی چلو شکار کرین سرہنگ نے سر اٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہی ایک نے کہا
بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین آنکھون کا ہی سرہنگ نے کہا ہمین منظور ہی پہلے ہماری نگاہ پڑی ایک
نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھک کے
کمان دوش سے اتارونگا سپر اتیر تدبیر تودۂ آرزو پر تا سری غرق ہوتا ہی ایک نے کہا مین اس جوان
کا دل دکھاؤنگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے کہا یارو یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہی جرأت مین
بے عدیل ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی ظاہر مین بڑا صف شکن ہی ایک قزاق بل کرتا ہوا اٹھا
نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اترا صاحبقران حیران چہار جانب دیکھتے
ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہی اتنے تک بچیا آنکھون سے نہان ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی میان
سپاہی صاحب جانیوالے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار
نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی بالاے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی جمال
کی تعریف کرتا ہی کوئی جواہر کو تاک سا ہی صاحبقران نے فرمایا ای جوان کیا ہی کیون روکا اسنے
کہا بس گھوڑے پر سے اترو ہتھیار کھولکر رکھدو سیدھے اپنی جان بچاکر چلے جاؤ صاحبقران نے
مسکرا کر فرمایا ہماری خطا کیا ہتھیار دینے کا کیا باعث اسنے کہا ای جوان یہ بیشہ شیران ہی دیکھ پہاڑ
پر مجمع قزاقان ہی کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر
رحم آیا صاحبقران نے فرمایا بھئی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے ہو ہم تو بے لڑے بھڑے
نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سرہنگ سے
پکار کر کہا ای افسر یہ جوان طالب جنگ وجدل ہی کہتا ہی ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہی حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اٹھا لون سرہنگ نے کہا بہتر یہ بیدیدہ جوان مثل شعلہ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا اینٹھتا
بناتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر

گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا
قزاقون نے پہاڑ سے طعن کی غصے مین اُسنے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا اسیر نے باڑھ
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طپانچہ بقہر وغضب مارا سر اُس خودسر کا چنبر گردن سے اڑگیا لاشہ
دھڑ سے زمین پر گرا اب تو سرہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شل فیل مست چنگھاڑتا ہوا
کر گدن پر سوار ہوا پہاڑ سے اُترا لیکن پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا
تم لوگ دخل نہ دو میرے قوت بازو کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم
سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال زار پر روئین مجکو رحم نہ آئے گیند اچھکا کر سامنے
صاحبقران کے آیا آتے ہی لنگاور زن ہوا تین قدم مرکب صاحبقران سات قدم گیند اُسکا ہٹا
ٹھون پر گیندڑے کے جار ہا بمشکل تمام اپنے کو روکا تلوار کھینچکر جا پڑا اسب قزاق تماشا دیکھ
رہے ہین سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہے دو تین وار رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران
نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ لپٹ پڑا اسی طرح لپٹے ہوئے زمین پر آئے
کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے پھر پھر کا مل
کشتی ہوئی صاحبقران زمان نے قہر وغضب مین نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر ریکہ مارا دونون گھٹنے سرہنگ کے آشنا بزمین ہوئے
قصد ہوا لنگر قائم کرون صاحبقران لنگر کب قایم ہونے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا
او سرہنگ حال اور شناختن پروردگار چہ میگوئی سرہنگ حیران کہا ای جوان نام نامی سے
اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا ای سرہنگ قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان دانا و نوشیروان
سرکوب زہرہ شناہ باختری نام نامی صاحبقران سنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی ای شہریار تابندہ ام
بندہ ام دل مین سوچا ای سرہنگ اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دام تزویر مین
اسکو پھنساؤ کر سے قدمون پر گر پڑا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران
بھی فرداً فرداً آپہونچے صاحبقران نے فرمایا ای سرہنگ تو نے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا
جلد حوالے کر عرض کی آنکھون سے خدمتگزاری کرونگا بالاے کوہ تشریف لیچلیے دعوت قبول کیجیے

ممتاز کوہی نے ہرچند کہا اے شہریار یہ قوم کا قزاق ہے حضور سے دبا اتفاق ہے مال تاجرون کا لے گیا اب طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا اسی وقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے سرہنگ بمکاری صاحبقران کو مع جملہ سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین ظاہر ہوا صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کو ہی کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام اہالیان شہر براے زیارت جمال انور جمع ہونے گلی کوچے معمور ہو گئے لیکن سرہنگ قزاق ایک گوہر بے بہا کاشانہ عفت مین رکھتا ہے خوش رو خوش خو سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نام نامی ملکہ صنوبر قد ایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہوکر قلعہ مین لاتے ہین سب لوگ براے تماشا جاتے ہین صنوبر قد اکڑتی ہوئی اٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام بازار مین جماؤ ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چماق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری مین مصروف تمام قزاق پرے جماے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالاے دوش ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فر و شوکت چہرے سے عیان فخر رستم و سام و نریمان جمال اقدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے صاحبقران سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوے نگاہون کی چھریان قلب پر پڑین سنبھل نہ سکی سلطان عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھا کے گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ اٹھا لیا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بجز محبت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہے دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران مین لال چہرہ مائل بزردی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہے کنیزون سے ہرچند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو زیر کیا اب نہین معلوم مال و منال کی کیا تدبیر ہو ہمکو اسی بات کا غم ہے اسوقت زیادہ کلام نہ کرو بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے یہان کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا یہین چھوڑ دینگے یہ خبر مفصل

جاکر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے
اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ
فروکش ہوا اتفاق سے بہرام گردین خاقان چین رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت و
شان یہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کوہی و مقبل وفادار و دیگر چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین
سرہنگ کو فکر ہوئی کہ اس سرکش کو گرفتار کرون سزاے معقول دون فوراً محفل عیش و نشاط
آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوئے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اسوقت
اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کرکے سامنے آیا عرض کی اس
جام کو نوش فرمایئے غلام کی آبرو بڑھایئے صاحبقران صاف باطن اُسکے مسلمان ہونیسے مطمئن مسکرا کر
جام نوش فرمایا کہا اے بہادر بیٹھو تکلیف نہ کرو کہا نہین اے شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بعرش پہونچاؤن
زیبندہ و سزاوار ہے آپ ایسا بہادر نامی و نامدار صاحب جاہ و وقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر
نہ یہ حقیر اپنے مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب اسنے پلٹ کر وہی شراب
سرداران صاحبقران کو پلائی چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اٹھے لڑکھڑا کے گرے
مع ساتھ والون کے بیہوش ہوئے سرہنگ نے نعرہ کیا آہنگرون کو بلایا صاحبقران کو مسلسل
و مطوق کیا قیدخانہ مین بھیجدیا قصد ہوا کہ جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کرون لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد
مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین برلے خبر آئی تھی کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے
پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہے سیر و گل و لالہ سے دل بیزار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
دل سے باتین کر رہی تھی کہ اے صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید اعظم داماد نوشیروان
صاحب جاہ و حشم جنکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان کی اُنکے
عقد مین آئین سنتی ہون ایک عقد پردۂ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے ایک اپنی دختر
ملکہ آسمان پری فخر زہرہ و مشتری شرف اپنا جانکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین
محل مین پڑی ہونگی بس میری رسائی کیونکر ہوا اے دل خانہ خراب کیون پیچ و تاب ہے لیکن افسوس
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر و تحمل دشوار بیقراری
کو کہان قرار آتش عشق شعلہ در گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی

عرض کی حضور غم والم کو دل سے دور کرین سامان عیش و سرور کرین آپ کے باپ جہاندیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ مکر سے سلمان ہوے تھے بیہوشی پلاکر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے مین بھجدیا اب
تیاری ہی کہ وہان فوج کو اُنکے جاکر تباہ کرین مال اسباب لوٹ لین کمر بندی ہو رہی ہی یہ خبر وحشت اثر مثل
تیر دلدوز جگر پرسوز پر پڑا قلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہی عرض کی حضور
میرے سامنے گرفتار کیا حضور کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہی اسی مین قید کیا سو جوانان صف شکن
برائے نگاہبانی قرار پائے اپنے کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمایئے کمر بندی لشکر مین ہو رہی ہی جاکر
بر سر لشکر حمزہ قیامتین برپا کرینگے لڑائی کا تماشا چلکر ملاحظہ فرمایئے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے
نکل جاے ضبط کر کے مع چند کنیزین قصر پر چلی دل سے کہتی ہی ای فلک کجرفتار وای گردون ناپائدار یہ
کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیر دل جلیل ورئیس یون گرفتار پنجہ تقدیر ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ملکہ
تو گھبرا کر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گردن خاقان چین انتظام لشکر مین مصروف ہی ایک ہرکارے نے
آکر خبر پہونچائی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان صاحبقران قلعہ مین جاکر قید ہو گئے
سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی ملاکر پکڑ لیا یہ سنکر بہرام غصے مین کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا
سردارون نے پوچھا کیا قصد ہی کہا یارو قصد کیا ابھی جاکر جان دونگا قلعہ مین دریاے خون بہاؤنگا
ایسا نہو یہ چور دزد مکار صاحبقران نامدار کو قتل کر ڈالے لوگون نے عرض کی غلام ساتھ ہین
ہمارا آقا ممتاز کو ہی بھی جاکر قید ہوا اسی وقت لشکر مین قرناے جنگ ہوئی چشم زدن مین لشکر تیار ہوا
بہرام پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملحوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہی حسب فیت
بہرام بلوہ کر کے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھل گئے شیران دشت نبرد
صفین جماکر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی یہان سرہنگ قزاق تدبیر کر رہے
تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہین ہی رات ہوئے تو شبخون مارون یکایک ہرکارے
دوڑتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سردارون کو آپ قلعہ مین لائے
لیکن سردار جلیل بہرام گردن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر مین رہگیا
اُسنے جو خبر پائی کہ آقا کو ہمارے گرفتار کر لیا مرنے پر کمر باندھکر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہی صدا
نوبت نقارے کی آرہی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہی سرہنگ نے گھبرا کر کہا

حقیقت مین یہ خیال نہ رہا مین سمجھا سب سرداروں کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام گرد لشکر مین رہگیا جلد خندق پرآب کرو دروازہ قلعہ کا بند ہو تو مین مارو یہ کہتا ہوا بالاے قلعہ آیا پل تختہ اٹھالیا دروازہ قلعہ کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ کر دوربین ہاتھ مین لیکر دیکھا تیغ گرد بلند آگے بہرام لشت پر کوہیان نیکنام جب فوج زد پر پہونچی سرہنگ نے ہوائی داغی یہی نشان تھا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اگلنے لگین زمین کانپی آسمان شعلہ بار نے آگ برسادی فوج اسلام جمی ہوئی آتی تھی کئی ہزار اڑ گئے فوج کے پانون اکھڑے دور جاکر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کوئی گولہ قضا کا پڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا گولہ اندازون نے ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا دیکھا فوج اسلام دور جاکر ٹھہری سرہنگ نے حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقون نے غل مچایا وہ مارا مسلمانون کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ معرکہ دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اہالیان فوج سے فرمایا آپلوگ تامل فرمائین جب مین قلعہ کا پھاٹک جاکر توڑون اسوقت تم سب صاحب آجانا اس پیر زمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہے اہالیان فوج تھمے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی اے قزاقان بچیا آکر سزا دیتا ہون یہ کہکر طرف قلعہ کے چلا قزاقون کے ہوش اڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہے توپ کے منھ پر آتا ہے سرہنگ قزاق نے کہا گولے مارو کوئی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپین فیر ہوئین گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنجک کی بجلی چمکی دھوئین کا آسمان نکر تیار ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو جھپٹ کرتا ہوا گرز ہاتھ مین کبھی لشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولون سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوہ ایڑن پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائین پر دور جاکر دم لیا پھر وہان سے جھپٹا گھوڑے پر کوڑا کیا گولون سے بچکر نہنگانہ پلنگانہ برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

منم گرد بہرام خاقان چین — کہ از ہیبت من بلرزد زمین
غلام اسد عرب ذوالفقار — یل صف شکن نامور نامدار

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو در قلعہ سے آواز نعرہ کی آتی ہے اب جو ہاتھ کو روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد برلب خندق ٹہل رہا ہے

وقصد ہی خندق فراؤن پھاٹک جاکر توڑ دن اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا تا بہ قلعہ پہونچگیا
توپ بند ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے جدا
ساتھ لیے سرہنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش وحواس پراگندہ کہا یارو اب
کیا کرون اور ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے کنیزین پشت پر جرأت
بہرام گرد دیکھکر کہتی ہین کیون صاحبو عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین اسکا خدا
نادیدہ اسکو بچاے دیکھو کس جرأت سے لڑ بھڑ کے قلعہ لیا تا بہ خندق پہونچگیا سب جانباز
چلے آتے ہین تلوارین کھنچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین وہ جرأت کے بھرے ہین ہمدا
ہین باشیدا ی قزاقان پھاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل آؤ آقاے نامدار اب بھی خطا معاف
کر دینگے اس مکر وعذر کا بدلہ نہ لینگے صنوبر قد کہتی ہے کیون صاحبو اب جو صاحبقران جیتین گے
قلعہ لوٹینگے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری
مین درج فرمایئے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا بہادر بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اٹھائینگے
مجکو دیکھکر شرما جائینگے انیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہے حضور کی مسلسل تقریر ہے دیکھتے ہی
عاشق ہونگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلینگے دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار تاجدار
وملکہ گمرد یا یا تو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا وملکہ رابعہ زرلفت اطلس پوش وغیرہ یہ سب
شاہزادیان حسن وجمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران ہین صاحبان اولاد
بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے
استقبال کو آئینگی باعزاز واکرام محل مین لیجائینگی اسطرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحبو تمہارے منہ مین گھی شکر خدا نادیدہ اپنا فضل شامل حال کرے
تم سبھون کے مرتبے بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کرکے سر جھکا لونگی
تم سلیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پاے اب مین تم سب صاحبون سے صاف
کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم وملال ہے مین جمال
باکمال دیکھکر مائل ہوئی اب تک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تمسے بیان کرتی ہون جسوقت سے
جمال جہان آراے صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند

سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا کمبخت چاہنے والے کی بڑی خرابی ہی جبتلک وہ آرام مین تھے یہ خیال مین تھا ہم ان تک کیونکر پہونچین گے جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر پائی کہ انکو قید کر لیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کرون مین بھی ہتکڑیان بیڑیان پہنکر قید خانے مین اُنکے پاس جا بیٹھون ثابت ہوا ہی کہ اسکو ہمسے محبت ہی لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے نہو سکا کہ ایسے وقت مین جاکر ساتھ دیتی لیکن شکر ہی اُنکا سردار نامدار بلوہ کر کے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا وار تو اُن کے روکر چکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہی لیکن ای لالہ عذار اتنے عرصہ مین کلیجہ خون ہوگیا نوبت بہ جنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندائے عشق
یا ہم اگر ترشح آب ہوائے عشق
خواہی بہ صبر خو کن و خواہی باب چشیم
فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم
تلخی و درد و محنت بے منتہائے عشق

بلبل ہزار نالہ لبباز و نوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ بعضم طبیب چیست
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
مجنون از ان بدیدن لیلی ز ہوش رفت
بر سر ملازم است مرا تا خدائے عشق

نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بر دمد
درمان درد دانہ کند جز دوائے عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
کاید صدائے درد ز بانگ درائے عشق
یاران چو بزم بادہ و ہنگام عافیت

لالہ عذار وزیرزادی نے عرض کی واری دل نے بڑے مقام پر رسائی کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہین آسمان خوبی کی کامل بدر ہین آپ ملک حسن خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نو خاستہ حدیقہ ہمت و جرات آپ چرخ حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پہ قران السعدین ہوگا ایک برج قصر مین اجتماع نیرین ہوگا حقیقت مین آپکو نہایت پسند فرمائینگے مجھے ہی شمع جمال کو پروانہ بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حور شمائل غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیمبر لئیق فنون سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق اُنکے عقد مین نہ آئی ہوگی لالہ عذار وزیرزادی نے جو اسطرح حسن و جمال ملکہ کی تعریفین کین شرما کے سر جھکا لیا کہا خدا وہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے اب کنیزین سب آگاہ ہوئین کہ ملکہ صاحبقران زمان پر عاشق ہوئی ہین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے کہا ہوا بہت برا کیا کسی نے کہا ہوا ہی باپ کے قتل کی طالب ہین دین بزرگون کا چھوڑ دینگی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا ہوا ہم دوا کرینگی

عشق و عاشقی کی اسکے شہرون مین پکارہی ہے جتنی شاہزادیان حسین جمیل ہین لئیق قرار پائین وہ سب
انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا
مین شہرہ تھا وہ اُنکے پوتے شاہزادہ خاور سیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑکے
نکل گئین انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغ زن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان
پیدا ہوا جسکی ہیبت شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اُسکی جرأت و شوکت کے
ذکر آتے ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز اُنکے فرزند دلبند بدیع الزمان گرد لشکر
شکن کے قبضے مین آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی
جسکے بطن انور سے نور الدہر والا قدر الیاس آفتاب طلعت ساطع و لامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لیاقت
مین بے نظیر زور و قوت مین ہمہ دان ہمہ گیر کس کسکا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف اُنکے خاندان پر
تمام ہوا جرأت و شوکت کا لمکون مین نام ہوا کنیزون مین تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد جھکی ہوئی
دیکھ رہی ہے کہ بہرام گرد بن خاقان چین قریب خندق قلعہ پہونچا اہالیان فوج نوبت نقارے
بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اسوقت سرہنگ قزاق گھبرایا شیرون وزیرون کی جانب
متوجہ ہوا کہا بار داب کیا کرون یہ شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو فرا یا چاہتا ہے اب
قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہے شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا
فوج کو تباہ کرکے قید حمزہ عرب کی ابکہ بخدمت خداوندی مین جاؤنگا طرہ پیغمبری پاؤنگا اب
جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہے عقاب تیر پر نام بد طینت بد انجام بول اُٹھا اے افسر
ایک تدبیر ہے ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر کرونگا یہی ایک سردار نامدار
لشکر حمزہ مین باقی ہے عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا ادر سبھون کو مارنا کیا دشوار ہے لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ
کو قید خانہ سے بلائیے زیر تیغ بٹھاؤ بیٹھے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤگے
اپنے آقا کو زندہ نپاؤگے ہم ابھی قتل کر ڈالینگے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے اسوقت
پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جائینگے شب کو مین عیاری
کرونگا بہرام گرد کو باندھ کر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر ناظرین
رہے ملکہ صنوبر قد فریفتہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہے بہرام گرد نے

قصد کیا خندق کے پار جاؤن سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو مسلسل و مطوق بالائے قلعہ لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بٹھایا پکار کر آواز دی ای بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد نے سر اٹھا کر دیکھا اپنے آقائے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا ای بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہین اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے تمھارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجین گے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمھارے افسر کو رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤگے صاحبقران زمان کو زندہ نپاؤگے یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیر اگرز ہاتھ سے پٹک دیا پکار کر کہا ای سرہنگ برائے خدا ہم ابھی واپس جاتے ہین ہمارے آقائے نامدار مولائے قدرشناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ ای پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرینگے لیکن صاحبقران غصے مین کانپنے زنجیرین ہلانے لگے فرمایا ای بہرام والا مقام ای بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہانتک آیا اپنی مشقت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادون سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی ای شہریار کاشکے نابینا ہوتا اس مصیبت مین آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا دیا دعوت کے پردے مین عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہین دیکھا جاتا ای سرہنگ برائے خدا صاحبقران کو قید خانے مین بھیجدے سرہنگ نے آواز دی ای بہرام جب تم پڑاؤ پر پہونچ لوگے تب قید خانہ مین صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے مین بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے مین بھیجے گئے طائر روح قفس جسم خاکی مین تڑپا روتی ہوئی قصر سے اتری بے اختیار ہو کر رونے لگی بیقراری نے سر اٹھایا دریائے اشک نے جوش مارا انھون نے چاہا گریبان چاک کرین خاک سنہ پر ملین **نظم**

دل طپان شوق ہمکناری سے	خفقان ضبط بیقراری سے	ایک جان اور غم کا وہ انبوہ
ایسی نازک پہ شدت اندوہ	تنگی وحشت افزا تھی	طپش دل قیامت آرا تھی
خار خار غم آشکارا ہوا	مثل دل جامہ پارہ پارہ ہوا	کیا نظر زخم اندرون آیا

چشم سے روتے روتے خون آیا
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا
سر پٹکتے پٹکتے پھوٹ گیا
سر اُٹھایا خروش پنہان نے
نفخہ صور جوشش واویلا
نالہ آخر فسون ہوا دل کو
حرف تسکین سے وحشتین کیا کیا

نہ لیا پھر قرار نے آرام
تیر حسرت جگر کے پار ہوا
آہ نے دل سے کیا اٹھائے دھوئین
اک قیامت کی آہ وافغان نے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا
رکتے رکتے جنون ہوا دل کو

کھو دیا اضطرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا
چاہ بابل کے لبس اٹھائے دھوئین
شور محشر خروشش واویلا
خواہش مرگ نے ہلاک کیا
چارہ سازون سے نفرتین کیا کیا

یون بیقرار ہو گئے روئی کنیزین گھبرا گئین عرض کی کہ واری صبر و جبر کیجیے ایسا نہو دشمنون کا دم نکل جائے صنوبر قد نے کہا صاحبو کیا کیجے دل کو سمجھاؤن طفل اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت وشان کے دیکھا مکارون نے فریب دیکر گرفتار کر لیا بہرام نامدار نے اپنی جان سنائی لڑ بھڑ کر بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا مارے گئے اب بروقت پلٹنے کے ابتر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے بتلائی برائے خدا جاکر خبر تو لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا نہو اُسکے دشمنون کو قتل کر ڈالے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن اتنا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہو رہی ہین یہ مکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاء اللہ مکر کرنیوالے خود مرینگے مین تو اب خدائے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی اُنکو بچائیگا لیکن خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہو رہی ہین ابھی خبر لے کر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن تیرا منہ موتیون سے بھرونگی مفصل خبر لانا سوسن نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی یہ کہکر مردانے کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرسنگ کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کر کے خدمت مین خداوند کی لے چلینگے عقاب عیار کہ رہا ہے اے افسر شب ہونے دیجیے مین جاکر بہرام کو عیاری سے پکڑ لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے عیاری کرنا کرامات ہے سوسن گوشے مین کھڑی سنا کی جب عیار طرار ماہ تابان مع فوج سرہنگان ثابت وسیارگان قلعۂ ضیاء ذات پر آراستہ کر کے بلائے عیاری فلک نیلوفری پر مصروف تگ ودو ہوا سوسن نے دیکھا

عقاب بحجاب نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے سرہنگ قزاق سے کہا اے شہر یار
اب غلام برائے عیاری جاتا ہی یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ معرکہ
دیکھا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ تو گرفتار زندان مصیبت گرفتار محبس حسرت
ہوئی سراسر پریشان آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ بیٹھا رہی
ہین کہ سوسن آکر مہو بیحی عرض کی ملکہ عالم ستگارون نے بڑا دام مکر بچھایا خدا ان سب کو بچائے
عقاب عیار آپ کے باپ کا بہرام کو پکڑنے گیا ہی یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار
کرلیں شب لشکر اسلام پر شبخون مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند لقا مین جائین
معاوضہ مین انعام و جاگیر پائین حضور صبح کو غضب ہو جاویگا یہ حال سنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا
لو صاحبو اب انکے بچنے کی کون صورت ہی اب بتلاؤ مین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار
بھی گرفتار ہو جائیگا فوج بے سردار کے کیا لڑسکیگی یہ مکار غدار ایسے رئیس نامدار کو بذلت و رسوائی
پاس اس غول صحرائی نحوث کے لیجائیگا لقا بھڑوا خدائی کرتا ہی اپنی لپشت کی خبر نہین بات مین
اثر نہین نگوڑے کی بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کرسکا مین نے تو خداے نادیدہ کی دل سے اطاعت
کی دل قبول کرتا ہی کہ خدا اکیلا ہی ہونے دو سو خدا کیسے نگوڑے ایسے تیسے نام بھی سب کے بڑے
ہین خداے نادیدہ کے لقب رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات رفیع الدرجات
ان ناموں کے صدقے ہو جاؤن رحیمی اپنی دکھاوے قید سے صاحبقران رہا ہون مکار دام
مصیبت مین مبتلا ہون مگر صاحبو تم کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات بڑھتی ہی خون گھٹا جاتا ہی
انکی مصیبت پر رونا آتا ہی سب نے کہا حضور ہم سطرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار
کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی چاہتا ہی کہ تیغ کھینچکر قید خانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران
کو چھڑا لون یا سامنے اس شہر یار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ راے نا صواب ہی دل کو پیچ و تاب کی
سو نگہبان سپاہی وہان سقر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مسٹنڈون پر کیونکر
غالب آئینگی نگوڑے رانڈ کے سانڈ بال بندگان خدا کھا کھا کے کتون کیطرح پھولے ہین چوٹٹے
اٹھائی گیرے دغاباز جعلساز دیکھو ان سیدھے سپاہی کے ساتھ کیا مکر کیا جب جرأت مین زبر ہوے
شراب مین بیہوشی ملائی یون گرفتار کیا اب عیار کو انکے سردار کے واسطے بھیجا ہی خدا ان

سب کو غارت کرے لالہ غدار وزیرزادی نے کہا حضور نہ گھبرائین لونڈی ابھی جاکر صاحبقران
کو رہا کرتی ہی خضر راہبر نے رہبری کی ایسی بات معقول تعلیم کی بہ قول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
دیکھیے جاکر موذیون کا سر کچلین گے اس سرکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوائیے اسمین
بیہوشی و سنکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسوا کر قیدخانے کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے لقا
کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جائینگے بندگان لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے
وہ نگوڑے مرجھکے لوٹ پڑینگے جب زہر مار کرینگے مبتلاے خواب مرگ ہونگے سب کو قتل کرکے صاحبقران
کو چھوڑا لائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا بوا تیرے صدقے ہو جاؤن کیا معقول
بات تجویز کی ہی ہمین بھی یہ راے پسند آئی لیکن ہمین بھی ساتھ لے چلنا لالہ غدار نے کہا
بسم اللہ اسی وقت کھانا تیار کرایا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوا لیے کنیزون کے سر پر رکھے
لالہ غدار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ منہ سے لپیٹا زمرے مین کنیزون کے اپنے
کو شریک کیا باغ سے نکلین طرف قیدخانہ کے چلین یہان سو جوان ایک افسر کمیدان در قیدخانہ
پر بیٹھے حفاظت کر رہے ہین کوئی شراب پی رہا ہی کوئی گانجہ ملتا ہی دس پانچ نے ملکے ایک گھڑا
اوندھا کرکے رکھا اسپر چراغ روشن کیا سولی بھک رہی ہی صدائین بلند ہین ایک کہتا ہی چھ بیرا
داؤن ہی شش و پنج نہ کرو ناچار ہوسے کئی داؤن ہارے آٹھ نو دالا سات پانچ کر رہا ہی کھیل مین
مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین مال لے رہے ہین بعضون نے چوسر بچھائی
تین کانے چار کانے کہتے ہین ایک کہتا ہی بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا داؤن اٹھے
بازی بے رنگ نہو جسکی بازی کٹ ہی اسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہی کہتا ہی
کہ ایک نرد کے لیے رنگ بدلاؤنگا لیکن سہ کی بازی جیتونگا سپاہیون کا بیڑا ان شغلون
مین مصروف ہی کہ کمیدان صاحب نے دیکھا آگے ایک ڈولی مین نازنین گلعذار پوش کہاریون
کے سر پر خوان سرکار کا کون آتا ہی لالہ غدار نے مسکرا کر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان
نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہوگئے کہا بی لالہ غدار صاحب اسوقت کیونکر آپکا اتفاق
ہوا لالہ غدار نے کہا کھانا نذر لات و منات کا ہی قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی
کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوا دو کمیدان نے کہا شب کو قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون

کے لیے بڑی تاکید ہے لالہ عذار نے کہا میاں افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو مال اسے اب کون کھانے جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کر لو کہدینگے قیدیوں کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا بہتر نہیں ہے ہمارے سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمہاری خوشی لیا ہمیں ملکہ کے حکم سے انکار ہے خوان اترائے کمیدان نے اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا کھڑے کھڑے کھانے لگے لالہ عذار ڈولی میں بیٹھی کہہ رہی ہے دیکھو صاحبو دانہ زمین میں نہ گرنے پاوے سبھوں نے خوب ہاتھ مارے کمیدان نے دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا مونچھوں پر تاؤ پھیرنے لگے ایک پیادہ بیٹھے بیٹھے پڑا یا سونٹا ہاتھ میں تھا ساتھ والوں سے کہا بھائیو پہرے والو اس ہونٹے کو پہچانتے ہو بہت سے کمیدانوں کے سر پھاڑ چکا ہے کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میاں پیادے وہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانوں سے اکیلے لڑتے ہیں پیادے نے کہا ابے اٹھ تو سر پھاڑ ڈالونگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کہہ کے اٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوئے لالہ عذار نے کہا آیئے صنوبر قد آگے بڑھی لالہ عذار نے کہا پہلے ان سب کو قتل کرو ملکہ نہیں صبح کو آفت ہوگی نشان بتائینگے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قیدخانہ کے آئی نیمچے سے قفل کاٹا دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر زنجیر پر سر جھکائے ہوئے ایک جانب ممتاز کوہی وغیرہ بیہوش پڑے ہیں پانوں کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر اٹھا کر دیکھا ایک نازنین سرو قد گلعذار بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزیں ساتھ جوش محبت میں اندر آئی حجاب مانع ہوا جھجھک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی اے رشک ماہ تاباں اس شب تیرہ و تار میں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینوں کی ہمبستری مناسب ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ عذار نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار بہاری ملکہ عالم کو تمہارے حال پر رحم آیا سنا کہ کل سرہنگ قزاق قتل کریگا بے گناہوں کے خون سے ہاتھ بھریگا دیکھے نگہبانوں کو قتل کیا منظور ہوا زندان مصیبت سے آپ کو رہا کریں لائیے میں ہتکڑیوں کی کیلیں نکال دوں صاحبقران نے فرمایا اگر وقت رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہے یہ فرما کر یکبارا قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا خاردار لٹو لنگوں کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہاں ہاں

کرکے دوڑ پڑی وہ پیہ سے خون پاک کیا کہا اسکی کیا ضرورت تھی صاحبقران نے سراپا کو دیکھکر بہت پسند فرمایا لیکن لالہ عذار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے ممتاز کو ہی و مقبل کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا ای شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمہارا احسان ہوا مگر مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤنگا تخت اس بیحیا کا الٹ دونگا ملکہ نے کہا ای شہریار دربار مین ان مکارون کے جماؤ ہین آپ تین کس جاکر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب عیار آپ کے سردار کو گرفتار کرنے گیا ہی سرہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہی اس خیال سے کہ عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال اسباب لوٹ لین صاحبقران نے فرمایا مین مثل چوہون کے چھپکر نجاؤنگا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی لالہ عذار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہی کسی طرح آپکا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق عاشق خصال کا خیال واجب و لازم ہی پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر ہوگی اب کے اہالیان لشکر کو خبر کرینگے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان ہنستے ہوے بیرون زندان خانہ آئے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمہارے والد نامدار کی خدمت کرکے حاضر ہوتا ہون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کر کے جائین مین حضور کو یکہ و تنہا جانے نہ دونگی رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

پھر آئی راہ سے سہو کی طرح جو راہ شوق
دلکا قلق جگر کی تڑپ ہی گواہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اٹھ اٹھ گئے قدم
فریاد کسکی کسکی سنے بادشاہ شوق
دھوکے مین اسکے غیر کو مین کیا پکارتا
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
ملتا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا

کیا ناتوان تھی گئی اپنی نگاہ شوق
ناکامیون نے اپنی اسے سرد کردیا
دلمین گرا جو آکے نشان سیاہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل مین پکارتا ہی یہی دادخواہ شوق
امید بھی نہین ہی دیدار یار کی
دورودراز کتنی ہی ہوجائے راہ شوق

کچھ لیکے انکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
پیہم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
ہر آہ اپنی شاکی بیداد ضبط ہی
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
کیونکر نہ بیچراغ رہے جلوہ گاہ شوق
اڑ کر ہوا ے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
اب وہ نگاہ یاس ہی جو تھی نگاہ شوق

امیر نے کہا ای ملکہ عالم یہ کیا خیال خام کر

مردان عالم مین رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہو گا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین مثل چوٹٹون کے چھپکر گئے ملکہ کہتی ہی اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خواص نے عرض کی دیکھیے واری ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہی بڑی رسوائی ہو گی صاحبقران بھی سمجھاتے ہین ملکہ کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان سے جانے کے نام سے جی پھڑکتی ہی قضاے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگائی بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اُسنے پکارکر آواز دی کون آتا ہی عقاب نے کہا کوتوال صاحب مین ہون براے گرفتاری بہرام گیا تھا لایا اب سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل تو مکر کرکے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار برقرار کریگا مقابلہ مین مردان عالم کے نہ ٹھہر سکیگا آج کل کا خاتمہ ہی کوتوال بھی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا پوچھتا ہوا اے عقاب کیا کمال کیا پرائے لشکر سے سردار کا لانا تمہارا ہی کام تھا عقاب مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہی کوتوال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہی ہماری ذات سے قلعہ بچگیا سب کی جان بچی ورنہ حمزۂ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک اسلام آباد ہوا الشکر خداوند گو کعبہ تباہ کیا باختر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کر لیا تیس برس صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوٹا اب کوہ عقیق پر تشریف لائے ہین سلیمان عنبرین مو سے کو ہی مقابلۂ مسلمانان مین اترا ہی وہین قید لے کر ہمکو بھی چلنا ہو گا ہمارے افسر کو طرۂ بیغمبری ملیگا قزاقی ترک ہو جائیگی یہ آپسمین باتین کرتے ہوئے قریب قیدخانہ کے پہونچے کوتوال گھوڑے پر سوار تھا دیکھا دروازے پر قیدخانہ کے کچھ لوگ کھڑے ہین لاشے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہین کوتوال نے پکارا دروازے پر قیدخانہ کے کون ہی ہمارے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بھی آواز دی کہ کمیدان صاحب مین بہرام کو عیاری کر کے پکڑ لایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کمیدان صاحب جواب نہین دیتے یہ جو صاحبقران نے سنا دامن ملکہ سے چھوڑا کر فرمایا تو غضب ہوا میرے سردار کو دغا دیکر پکڑ لایا ممتاز کو ہی لینا ایسا نہو میرے سردار کو قتل کر ڈالے ممتاز کو ہی جھوم کے آگے بڑھا للکارا او بے حیا خبردار کہان جاتا ہی مقبل نے چاہا بڑھون صاحبقران نے فرمایا اے مقبل تم ملکہ کی حفاظت کرو جیسے ہی ممتاز کو ہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے جھپٹے کہا لو یارو غضب ہوا قیدی

چھوٹ گئے کھبٹ کے ممتاز کو ہی پر نیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا مع گھوڑے کو توال صاحب کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کوتوال صاحب کو دکرا الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ ریزہ یہ نہ ثابت ہوا مرکب گیا کوتوال نے پیادون سے اشارہ کیا لینا جزدار قیدی بجانے پادین کوتوالی چبوترے کے پیادے بھلا کب بڑھتے ہین دور ہی سے کہ رہی ہین ارے ہتھیار پھینکدو دیکھو غضب ہوجائیگا کوتوال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری مین چور آچکا نہین رہنے پاتا عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سنی گھبرا کر قصد ہوا کہ پشتارہ لے کر نکل جاؤن صاحبقران اُسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرلین عقاب نے پنجہ مارا امیر نے پنجہ چھین لیا چاہا ہاتھ مارین عقاب پشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تھا تڑپ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے اٹھتے اٹھتے کمندین توڑین ایک پیادے کو مار کر تلوار لی مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا کوتوالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب نہین آتے عقاب بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہے سب سردار بیٹھے ہین عقاب کا انتظار ہے کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم تم لشکر تیار کرکے پہلے اہل اسلام پر شبخون مارین فراغت حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی اے شہنشاہ غضب ہوا کچھ دوست حمزہ کے قلعہ مین تھے نہین معلوم عورتین ہین یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہین حمزہ عرب رہا ہوگیا بہرام کو مجھ سے چھین لیا کوتوال نے گھیرا لیکن ان ایسون کے روکے سے وہ لوگ کب رک سکتے ہین دس پانچ کوتوالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کررہے ہین یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ سے نکل گھوڑے پر سوار ہوا لشکر مین قرنا ہوئی ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہان صاحبقران پیادون سے لڑ رہے ہین چاہتے ہین کہ ملکہ کو نکال لیجاؤن باغ مین پہونچا دون لیکن ممکن نہین کہ سامنے سے سرہنگ قزاق فوج قزاقان لے کر پہونچا چہار جانب سے گھیرا امیر نے یہان ایک مرکب لیکر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزین گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشون کو دیکھا آواز دی ارے یہ کون لوگ ہین جنھون نے مسلمانون کا ساتھ دیا بلوہ کرکے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع کیے گوشۂ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو ہوچکی ہے جتنی کو اپنی پہچانا منھ پیٹ لیا آواز دی صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانون سے کیا کام ہمارا کرنے سے تجھکو کیا نفع ہوا ملکہ نے

تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ قزاق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی کی اُٹھائی ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہیں صاحبقران نے للکارا نامرد اسطرف کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمپر وار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ قزاق کا سر زخمی ہوا بیچ مین قزاق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر مین صبح کو ہلڑ ہوا بہرام کو کوئی چورا لیگیا افسرون نے کہا ہا دیان قلعہ کا کام ہی چلو چلکر اپنی جان دین قزاقونسے مقابلہ ہی مکاری غداری انپر ختم ہی اسی واسطے نالایقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چورا لیگئے ہیچا سمجھے ہونگے لشکر بے سردار کیا کرے گا یہان سب سردار ہین فرداً فرداً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار ہوا نوبت نقارے بجاتے طرف قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھ کر خبر دی ای غازیان دیندار دای مجاہدان ہتور شعار نعرۂ صاحبقران کی آواز قلعہ سے آتی ہی معلوم ہوتا ہی تلوار چل رہی ہی اب تو افسرون نے بلوہ کیا قزاق مصروف کارزار تھے نگہبان سر قلعہ سے اُتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس آئے دیکھا ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہی سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوئے تیراندازی کر رہی ہین سرہنگ نعرے کرتا ہی ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جھوٹے تمام کے کشتان کشتان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آکے گرے ملکہ کو مقبل نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران کا مرکب وغیرہ پہونچا یا سلاح ذات پر آراستہ کرکے نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرائی قزاق بھاگتے پھرتے ہین فوج کو یہان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا ای مقبل عورتونکے ساتھ سے لڑائی مین فرق پڑتا ہی قدم آگے نہین بڑھتا ناموس کا خیال اُنکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو ٹھہرکے باغ مین پہونچا دے مقبل نے ملکہ سے کہا ملکہ یہ ناحق تھی لیکن بہرام لڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا ٹھہرکر باغ مین پہونچا دیا ملکہ مصروف دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچانا خیر و عافیت سے جمال باکمال دکھانا بہرام ملکہ کو پہونچا کر آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا ای شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے باغ مین پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقون کی جان پر بنی ان شیران دشت نبرد سے کیا لڑ سکتے ہین قریب ہی کہ فوج قزاقان شکست کھائے امیر کی قلعہ مین عملداری ہو جائے ہزار ہا قزاق بھاگ کر نکلگئے لیکن قضائے کار مغرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے ہوش ربا سے آتا ہی

طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بہ بند و بکش کی صدا کان مین آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ مین تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ رہا ہی ایک جادوگر کو اشارہ کیا دریافت تو کر یہ کون لوگ ہین جادوگر گوشۂ قلعہ مین آیا مفصل احوال دریافت کر کے مغرور کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے مین افراسیاب جادو نے تاکید کی تھی کہ اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعۂ قزاقان مین لڑ رہا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش ہوگیا کہا لو یار و گوہر مراد دستیاب ہوگیا مین ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون اس جوان کو لے کر خدمت خداوند مین چلو نگا یہ کہکر تخت سے اُترا گوشہ مین آکے چپکے چپکے سحر کرنے لگا صاحبقران ناواقف غیر ساحرون سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے مغرور آتشبار کے بیہوش ہوکر گرے صاحبقران کا گزنا اب اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کر کے گوشے سے نکلا کہا ای سرہنگ نہ گھبرا نا مین مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار ساحر ابر سے نکلے صاحبقران پر ٹوٹ پڑے بیہوشی مین اسیر کو گرفتار کرلیا گوے ترنج و نارنج لشکر مسلمانان پر چلنے لگے ہزارہا بندگان خدا قتل ہوئے ساحرون کو دیکھکر قزاقون نے بھی دبا دُڈالا لڑائی مین مصروف ہوگئے نامردون کو جنگ کے وقوف ہوئے مغرور نے بڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل وفادار کو بھی لڑکھڑا لڑکھڑا کے پشت ہاے مرکب سے گرے ساحرون نے بلوہ کر کے گرفتار کرلیا قلیل دن باقی رہا مغرور نے لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران کے گرفتار ہوے سرہنگ نے کئی سو من کی قید جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے سرہنگ قزاق آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے ساتھ چلو بخدمت خداوند چلتے ہین تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن مین کل لشکر حمزہ کا خاتمہ کرونگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچائینگے مشیر قدرت لقب پائینگے سرہنگ نے عرض کی مین حضور کا تابعدار ہون مجکو بھی تمھارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ مین قزاق صحرا نورد کون ایسی صورت تھی کہ مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہی خداوند نے خود یہ تقدیر کی ہمارا تمھارا ساتھ ہوا مغرور آتشبار نے کہا عرابے وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور نے کہا ایک مہم مجکو درپیش ہی نہایت پس و پیش ہی لیکن وہ رسم نکالی ہوئی قدرت کی ہی یعنی مٹی پری

حمزہ پر عاشق ہوئی رات کو آکر قید سے رہا کیا سُن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نور چکیدگان خالص قدرت صاحبان حسن و جمال فرزندان حمزہ کے ساتھ نکلگیئن کیا غضب ہی کہ قدرت نے سکوت کیا وہ رسم جاری ہوگئی شاہون کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہوئین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ گلعذار جاکر اپنے باغ مین چھپی ہی ابھی جاکر اُسکو قتل کرتا ہون مین مرد سپاہی ہی یہ بدنامی مجھ سے نہ اُٹھائی جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جاکر ٹکڑے اڑاؤنگا نام صنوبر قد معشوقہ گلعذار سُنکر مغرور بھول گیا خیال آیا اِس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان وہ نازنین یہ حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے ورغلایا ہوگا اب اِس خطا کو معاف کرو اُس بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھرو ابدولت کو اپنی فرزندی مین دو میرے ساتھ گٹھ بندھن ہوجائے بہوتری بھرے سرہنگ قزاق نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار ہی آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کر لاؤن مغرور نے کہا ایسا نہو تم غصے مین قتل کرڈالو مین بھی ساتھ چلونگا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ و مغرور مع چند رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف باغ کے چلے لیکن یہ سوختۂ آتش محبت داغ دیدۂ خواجہ الٰہ مودت یعنی ملکہ صنوبر قد فرانے سے صاحبقران کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان و زار مثل سیماب بیقرار سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوئے اشک حسرت آنکھون مین باغ مین ٹہل رہی ہی شکایت بخت واژگون و طالع نگون مین مصروف ساتھ والیون سے کہتی ہی صاحبو جاکر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری وہ تو سید ہے سپاہی ہین کہون لالہ عذار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کہ آزمودہ کار ہین اپنے مزاج سے مجبور و ناچار ہین جو جس نے کہا قبول کرلیا ہائے میرا کہنا نہ مانا اگر قید سے رہا ہوتے ہی چلے آتے یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی عرصۂ قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون سے آنسو جاری سر پیٹتی ہوئی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون بوا یاسمن خیر تو ہی عرض کی واری غضب ہوا مغرور آتشبار جادو رہنے والا طلسم ہوش ربا کا برائے مدد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک قزاقان ہوا سحر سے صاحبقران زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کرلیا آپ کے والد نامدار راضی ہوئے کہ آپ کی شادی ساتھ اُس ساحر خرس طینت میمون خصلت کے کردین آپ کے دیکھنے کو وہ بھیا آتا ہی آپ کے والد نامدار خوشی خوشی ساتھ

ہین آپکو دکھائینگے پسند کرائینگے یہ سُنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اُڑ گئے قریب تھا کہ آہ کے ساتھ دم نکلجائے آہ کرکے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ عذار وزیرزادی پیٹنے لگی کہتی تھی صاحبو یہ ہی میری گلعذار کو کیا ہوگیا کس دام بلا مین فلک نے پھنسایا نام سے غم والم کے نا آگاہ تھی کس عیش مین گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہین یہ کہکے منھ پر منھ رکھکے آواز دی حضور آنکھین کھولیے وہ بیچا آیا چاہتے ہین کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک کے دیکھکر آواز دی

شعر ای فلک با من عجب نقشے غریبی باختی ؛ با مرادم بودم و تو نامرادم ساختی ؛ اسطرح بلبلا کے روئی

سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ عذار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ آبروریزی بہت قریب ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کرون گلا کاٹ لون اپنی جان دون سوا اسکے کیا چارہ ہی لالہ عذار نے عرض کی واری کیون جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہی ابھی آنے مین اُنکے چند ساعتین باقی ہین مادیان عربی پر سوار ہوجیے باغ سے نکل چلیے افتان خیزان گرتے پڑتے خضر بیابان مرحمت پروردگار رہبری کرے تا بہ کوہ عقیق پہونچادے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کیجیے تمام کیفیت کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کرین عیار بھیجین یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے یہ رائے لالہ عذار کی سبکو پسند آئی اُسی وقت مادیان صبادم تیار کی چالیس کنیزون نے ساتھ دیا نقابین چہرون پر ڈالین پشت کا دروازہ باغ کا کھولکر اُس پروردۂ مہد ناز ونعم نے بخوف آبروریزی راہ صحرا کی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ مین آگ لگادو لالہ عذار نے بارود رکھواکر آگ لگادی باغ جلنے لگا ملکہ نے مادیان کو بڑھایا کوڑا کیا طرف وادی ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ ہوئین اُن سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان وادی محنت وبلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ و مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ جل رہا ہی وہ چار کنیزین جو بھاگ کر نکلی تھین اُنکو گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی مغرور آتشبار جل گیا کہا ای سرہنگ تیری دختر محبت مین حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارۂ دشت محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کرو راہ مین سے پینگے کیا مجال ہی جو نکلجائین قیدیان بلا کو عرابے پر سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران کو مع سرداران نامی وکوہیان جانباز کو عرابون پر سوار کیا بصد کروفر مغرور آتشبار تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے فراقون کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے نوبت نقارے بجاتے

ہوے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت مین ملکہ کو تلاش کرتا ہی ابھی تک دستیاب نہین ہوئین ملکہ ہجران کشیدہ آفت دیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ جسطرف صحراے خارستان پاتی ہی اسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہی واضح راے ناظرین رہے اس نازنین مہ جبین کی تلاش مین مغرور آتشبار رہ واروی کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر پا جاؤن اٹھا کر اپنے قبضہ مین کرون

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران و حال بادشاہ جمجاہ و لشکر لقا بیان کیے جاتے ہین

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہی — نظر مین قد یار شمشیر ہی
کمانون کی ابرو مین تاثیر ہی — پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہی
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہی

عجب عشق قامت کی تاثیر ہی — گلستان مین سرو چمن تیر ہی
مسلسل جنون مین یہ تقریر ہی — اگر طوق قمری گلوگیر ہی
گرہ میری ہر آہ زنجیر ہی

تصور بھی تعویذ تسخیر ہی — یہی وصل جانان کی تدبیر ہی
نئی ضبط قلبی کی تاثیر ہی — ادھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہی
ادھر صفحۂ دل پہ تصویر ہی

رقم ہو اگر وصف رخسار کا — عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
دکھادے قلم کاٹ تلوار کا — کھٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہی

بیان سے زیادہ ہی اسکا بیان — کسی پر نہین حال ہرگز نہان
عیان ہی عیان ہی عیان ہی عیان — جسے سب کہین آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہی

مسیحا زمانے مین مشہور ہو — لیا ہی جو دل میرا راضی ہون لو
برلے خدا ضد نہ اتنی کرو — مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو

دعا مین دوا کی یہ تاثیر ہی

جو ہستی مین آئے فنا ہو گئے — خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
بلاؤن مین سب مبتلا ہو گئے — جنون مبتلائے بلا ہو گئے

عجب پیر گردون کی تاثیر ہی

نزاکت سے صدمہ ہی رفتار کا — نہین بوجھ اُٹھتا کبھی ہار کا
بیان کیا کرون اپنے دل زار کا — مین قیدی ہون اُس گلبدن یار کا

جسے عشق پیچان بھی زنجیر ہی

زمانے مین عاشق تو مشہور ہون — غضب ہی کہ ہمسے وہ مغرور ہون
کلیجے مین کیونکر نہ ناسور ہون — ملین غیر ہم پاس سے دور ہون

ابھی اپنی یہ تقدیر ہی

یہ شہرے ہین عالم مین رفتار کے — کہ وارفتہ ہین سرو گلزار کے
سخن ہین یہی ہر طلبگار کے — حمائل اگر ہاتھ ہون یار کے

پڑے غل کہ گردن مین زنجیر ہی

حسینون مین افضل ہی سب خلق سے — رہے دنگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے مین مشہور ہین شعبدے — ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہی

بلا مین شہنشاہ قیصر کی ہو — تصدق مین لازم ہی جان اپنی دو
دعا برق کرتا ہی آمین کہو — خدایا شفا جامہ اختر کو ہو

عجب حسن اور تشہیر ہی

یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد جب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ گھبرائے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہی صاحبقران بہ لیے شکار گئے تھے ابتک واپس نہ آئے غلام نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا لیکن کہین پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہی اُسیوقت جواہر بن عمرو باتہاے عیاری

سے آراستہ ہو کر براے تلاش اسیر باتوقیر طرف صحرا کے روانہ ہوا دو دن کامل کوہ و دشت و بیابان مین
پھر اتھک کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار نائب خواجہ عمر
نامدار اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا ہی کوئی آیندورو ند پہچان نہ لے جانتا ہی نام عیاران کے ساحران غدار
دشمن لقا پرست رہزن جان پائینگے قتل کرینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ ای جواہر کدھر جاؤن کہان تلاش
کرون شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ
لانا غیر ممکن دل سے باتین کر رہا ہی دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہی دیکھا سامنے سے گرد اُڑی
ایک نقابدار بادلہ پوش تازیان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان مثل آہوے
وحشی جنگل مین دوڑے دوڑے پھرتے ہین قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اُسی جانب وہ متوجہ ہوئے
وہ نقابدار گھوڑے سے اُترا ساتھ والے بھی کودے چونکہ مقام تنہائی پایا ہی اُس افسر نے نقاب
چہرے سے اُلٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا موے سر پریشان
سرگشتی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوے چہرہ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہی بات کرنے مین
غش آتا ہی یقین تھا کہ ٹکرا کر گرے ایک مہ جبین نے بڑھ کر بغلون مین ہاتھ دے کر کہا اللہ اپنے کو
سنبھالیے رنج والم کو تاپیے دیکھیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مہر سکوت جو دل
مین رنج وملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت مین انتہا کی
مصیبت ہی آوارگی دشت آفت ایسی پروردۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت جنون صورت آسمان
کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ مین آتی تھین مصاحبان خیر خواہ آنکھین بچھاتی تھین یا ایک
یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب و دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھون سے اشکون کے بادل برس
گئے سامنے چشمۂ آب ہی سیراب ہو جیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہواے عنایت رب اکبر سے
پھر غنچۂ آرزو کھلیگا اسطرح جو ساتھ والیون نے سمجھایا اُس نازنین حور وش پری پیکر نے بہ نگاہ حسرت طرف
آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین تھرا گئی کہا لالہ عذار کیا کیجے دل کو سمجھاؤن ہیہات اُس شہر یار کو
قید سے چھوڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت مین پھنسایا ہم آوارۂ دشت و دیار مصیبت مین
گرفتار نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار مجبور و ناچار حضرت عشق نے اُس صحراے مصیبت مین
لا کر پہونچایا کیونکہ یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار

عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

مخلصی پائے بلا سے دلِ مضطر کیونکر
توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جھپکیگی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکھ کرتے ہین نظارے تہِ خنجر کیونکر

آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہی
دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کے بعد
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
منھ دکھائے گا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفا دار جفا پیشہ ہی دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہی دم سے دمِ خنجر کیونکر

دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیرے
چین پائے گا تہِ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہی میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائے گا فصّاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے
پھینک دون دامن لبریز سے پتھر کیونکر

سنگ دل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئے گا
موم ہو جائے گا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہی
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

صدقے اُس قوتِ بازو کے دل و جان سے نسیم
دیکھ اُکھاڑا ہی علی نے درِ خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھکر اسطرح روئی کہ کنیزین بھی بلک بلک کے روئین گلعذاران سمن بر ماہ رخساران حور پیکر اسپر یہ مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجون مین برہمی سب کی سب فرش خاک پر بیٹھ گئین اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھین اشکون سے منھ دھوتی تھین افسر کے منھ سے بے اختیار نکلگیا کیون صاحبو ہم تم اپنے اختیار مین ہین اُسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے قید کیا ہوگا قید آہن مین مبتلا دشمن آب و دانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتین ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گرانی بجز ظلم نا آشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حوروش نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہر چند کہ حال مصیبت مآل انکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سُنا سر دھنا تاب زائی

بیقرار ہو کر درۂ کوہ سے نکل آیا کہا کیون ملکۂ عالم ای آوارگان دشت مصیبت وای فراموش کنندگان منازل عبرت آپ لوگون کا کہان سے آنا ہوا آپ کی باتون سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجیے جن بزرگ کا آپ نے نام لیا ہین اُنکے غلام کا غلام ہون عیار خوش انجام ہون میرے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہین اُنکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن سے صحراے ہول خیز مین مارا مارا پھرتا ہون آپ کو دیکھکر گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر مین جدا حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان یورش کوہیان مگر اسوقت سب کچھ فراموش ہی آپ کے حال سننے کا جوش ہی لللہ جلد اپنا نام نامی بتایئے حال گذشتہ مصیبت سنایئے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان کا عیار ہی لشکر اسلام کا معین و مددگار ہی بھیا کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای مہتر والا گہر جواہر بن عمرو ای عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف حال دل پر درد بیان ہو نہین سکتا ؛ جو راز نہان ہی وہ عیان ہو نہین سکتا ؛ دیگر اشعار آبدار

افسوس پاے عیش جہان ز اقیام نیست
چندے نشان بخاک برابر کہ نام نیست
فہرست روز و شب ہمہ دیدم حموش باش
پروازہا بسوے چمن بیجز ام نیست
افتادگی مشاہدۂ پختہ مغزی است
در گوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد راہ چہ غافل نشستۂ
جاے بماکہ مید ہد این ہم مدام نیست
سودا بجاے نامہ ہما استخوان برد

جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگہ بسبوے قاتلم کند
کے آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
سوسن زجور گوید و ترساز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
می خواست تا بخلوت خاصش نہد قدم
کس را بہ پیش یار مجال قیام نیست

نام و نشان مخواہ بہ عالم گذشتہ اند
جز کاستن بہ طالع ماہ تمام نیست
ما مرغ پر شکستہ گلزار عالمیم
خون مرا بجلگہ اش انتقام نیست
آزادگی بہ این اسیری نمی رسد
ما را دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب می کہ این دنی
دامن ادب کشید کہ باش اذن عام نیست
اسطرح کے اشعار مصیبت خیز ملکہ

نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان معجز بیان سے کہے جواہر بن عمرو نے دست بستہ عرض کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہین اپنے قبلہ و کعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہوگئے یاران ہمدم برادر با حشم ہوشربا مین جاکر ایسے بیٹھے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش مین اسیر یا تو قیر کے نکلے ہین صدہا زخم دل پر

کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل وجگر کو بیقرار کر دیا خانۂ جسم غم والم سے بھر دیا اب دل مین تاب باقی نہین ہی کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقاے نامدار کا سنائیے مین وہ کوہ مین بیٹھا سن رہا تھا کہ آپ نے کئی بار آقاے نامدار و مولاے قدرشناس کا نام لیا مین نے کئی بار بیقرار ہو کر کلیجہ تھام لیا للہ بتائیے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال مین چھوڑا ملکہ کو شدت غم والم سے کلام کرنے کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ عذار و جملہ ہمراہیان ملکۂ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی از ابتدا تا انتہا بیان کی آنا مغرور آتشبار جادو کا خوف مین اپنی آبرو کے نکلنا کہتی جاتی ہین اور اسطرح روتی ہین کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جوا ہر بن عمرو مثل تصویر تصور خاموش ملکۂ کشتۂ محبت مین مدہوش لیکن لالہ عذار نے کہا ای پیک طرار ای فرزند خواجہ عمرو نامدار ای کلید عقل لشکر اسلام ای مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدون کو اپنے لشکر مین پہونچا دو فرزندان صاحبقران کو خبر کر دو کہ مغرور آتشبار و سرہنگ قزاق قید صاحبقران کو لیے ہوے آتے ہین اگر بھیڑ آنکو چھوڑا ایسا نہو وہ بجیا تا بدربار لقا پہونچ جائین سنتے ہین لقا نام صاحبقران کا دشمن ہی نہین معلوم کیا غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحراے مصیبت مین آوارہ سرگردان سخطر پریشان آب ودانہ ناممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام مین پہونچ جائین دام مصیبت سے رہا ہون آرام پائین ملکہ یہ سنکر بے اختیار ہو کر روئی کہا صاحبو تمکو اپنی آرام کا خیال ہی مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہی دشمنون مین قید صیاد بے درد کے صید ای مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیرین مصروف ہو ہمین اس دشت مصیبت مین آرام ہی عاشق صادق کا یہی انجام ہی تلوے خاران صحرا سے ہمدرد ہون اس موجہ ریگ روان مین ہم بھی گرد برد ہون گریبان چاک کرین خاک منھ پر ملین اس غزال صحراے محبت کی تلاش مین مصروف ہون بیابان نوردی دشت پیمائی کے دقوف ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی مصیبت انگیز حکایت ہی اشعار آبدار

ہمرنگ لاغری سے ہون گل کی شمیم کا
طوفان یاد ہی مجھے جھونکا نسیم کا

چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان اشک نے
اپنی تو موج ہو گئی لشکر غنیم کا

یاران نو کے واسطے مجھسے خفا ہوا ہے
ہمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا

یاد آئی کافرون کو مری آہ سرد کی
کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا

از بسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ درون
واعظ کبھی ملا نہین کوئی صنم سے مین
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے
مومن مجھی کو وہب ہی مومن ہی وہ نہین
گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست
بلبل شاگرد ہیم شد ہمنشین گل بہ باغ
در نہان خونیم بظاہر گرچہ رنگ نارام
دختر شاہیم لیکن رو بہ فقر آوردہ ایم

دیگر

قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
جو معتقد نہین تری طبع سلیم کا
سر بہ صحرای زنم لیکن حیا زنجیر پاست
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
رنگ من در من نہان چون رنگ سرخ در حناست
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہوجیے مین آپکو لشکر اسلام مین پہونچا دون پھر تدبیر رہائی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے آقاے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کل اہالیان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کرسکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمہارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین لشکر صاحبقران مین جاؤنگی ان شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرا کے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی بہن پیری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان عراض کرینگی یہ روسیاہ اس لائق ہی کہ ان شاہزادیون کو منھ دکھاؤن اس حال زار سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑون سے سر ٹکرا کے مرجاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحراسے گرد اڑی جواہر نے دیکھا رستم پیلتن و پیل کن کشندہ فیل ہندی و دویل ہندی شاہزادہ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان براے شکار صحرا مین آگئے تھے شکار گاہ سے پلٹے ہوے آتے ہین بیلیے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب چتر سمک یلداقی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوے

دیکھا شل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا لو ای ملکۂ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آ پہونچے نقاب
چہرے پر ڈالی تھر تھر کانپنے لگی کہا بھیا جواہر اُنسے میرا حال نہ کہنا کیسی ذلت و رسوائی ہی ہائے ہنسائی
ہائے اپنے دل مین کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق مین صحرا بصحرا پھرتی ہی بدبخت نے ہمارے
والد کو قید کرا دیا جواہر نے کہا ای ملکۂ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند سلیس لئیق آپکو خاطر خواہ
آنکھون سے لگائینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سماک یلدقی کو آواز دی
سماک نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران و مضطر آتا ہی علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا
تمام کیفیت گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اُترین ملکہ سے ملاقات کرین بارگاہ استادہ کرائیے نام
ملکہ سنکر رستم دوڑے سماک یلدقی سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت خیمے بارگاہین استادہ ہوئے رستم
یکہ و تنہا قریب درہ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑ گئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائین لین
علم شاہ نے کہا ای مادر مہربان بسم اللہ بارگاہ مین چلیے ابھی جا کر قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا ہون یا اپنی جان
دونگا حضور نہ گھبرائین آپنے ہمارے بزرگون کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے
قناتین حائل کرا کے ملکہ کو لا کر خیمے مین داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ محبت خیمے مین لا کر پہونچایا جب ملکہ
خیمہ مین داخل ہو چکین علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سماک یلدقی سے کہا بڑھ کر
دیکھو تو سرہنگ قزاق مغرور آتشبار نا ہنجار کسطرف سے آتا ہی ایسا نہو لشکر لقا مین پہونچ جاے
سماک و جواہر نے عرض کی آقاے نامدار ملکہ کو لیکر لشکر مین چلیے غلام خبر لائینگے مقدسہ ساحران ہی عیاری
کر کے صاحبقران کو چھوڑائینگے رستم نے کہا مدد سواے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ جہانہ فرمائینگے
مقدسہ سحر و ساحری تھا ڈر گئے اپنے ساتھ جملہ سردارون کو پھنسایا خود جا کر کیون نہ رہا کیا یہ فرما کر اشارہ
کیا اعلی گرد قزلگی و مالا گرد قزلگی سپہ سالار کار گزار حاضر ہین کہا لشکر تیار کروا ان دونون خیر خواہان دولت
نے عرض کی حضور براے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین
یہ کام انتظام سے ہوگا ساحرون سے لڑائی باعث خرابی ہی رستم نے منھ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے
دیکھ رہی ہی کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیارون پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ بچیا
کدھر سے آتا ہی ملکہ صنوبر قد ساتھ والیون سے کہتی ہی تمنے شوکت و لیاقت فرزند صاحبقران کو
دیکھا کہ کس اعزاز و اکرام سے مجکو لائے کس لطف سے ملے انکی کنیزون سے میرا رتبہ کمتر ہی لیکن انسے

بزرگ کا پاس کیا مین شرم سے مری جاتی ہون کیونکر سامنے اُنکے بات کرون جی چاہتا ہی پاس بُلا کر کہون
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین ساحرون سے مقابلہ بے سمجھے کرنا مناسب نہین ہی
ایک ماش کے دانے مین بہادر کو بیکار کرتے ہین ایسون سے بے سمجھے لڑنا عقل سے بعید ہی عیار جا کر
عیاری کرین اُن دغابازون کو مکر سے مارین کنیزین کہتی ہین عرض و معروض کا چارہ نہین لیکن باشاہزادہ
حقیقت مین اپنے وقت کے رستم ہین اپنے باپ کا حال سُنکر کسقدر برہم ہین لیکن رستم لشت مرکب سوار
پانچہزار جوان تیار قصد ہی کہ بڑھون لیکن اعلی گرد سے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدہ ماجدہ
کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلی گرد نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہی کہ غلام ایسے
وقت مین ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کر کے محافہ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہون مگر مین سوقت
مین ساتھ نہ چھوڑونگا علمشاہ نے فرمایا ای پہلوان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے
حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہی اعلی گرد نے کہا غلام ان باتون کو نہ مانے کا فوج
اسقدر قلیل ساحرون سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علمشاہ نے کہا آپ سب صاحب اس
مقام پر ٹھہرین مین یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے
جواہر بن عمرو نے کہا بیجیے شہریار وہ بیجیا آپہونچے سماک یلدقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم
اپنے کو بہ تعجیل لشکر اسلام مین پہونچاؤ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرو یہ سنتے ہی سماک یلدقی طرف لشکر اسلام
کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر مین مصروف ہوا رستم نے پری جمائی وہان مغرور التشار و سرہنگ
قزاق مع قید صاحبقرانی آتے ہین دور سے دیکھا کچھ خیمے استادہ ہین چند جوانان صف شکن مسلح
مکمل پرے جمائے کھڑے ہین مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہین
ایک قزاق گھوڑے کو چمکا کے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکار کر آواز دی ہمارا آقا سرہنگ قزاق
و مغرور التشار جادو دریافت کرتا ہی تمھارے افسر کا کیا نام ہی اس صحرا مین ٹھہرنے سے کیا کام ہی رستم
نے للکار کر آواز دی جا کر کہدے قابض ارواح کفاران ملک الموت ساحران فرزند رشید صاحبقران
زمان علمشاہ نوجوان تیری جستجو مین موجود ہین بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حلم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند
غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکے حاضر ہو مکاری کو ترک کرو ورنہ ہم خود آتے ہین سزا اس مکاری
کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے سوار یہ سنکر بھاگا ملکہ تو آمد ساحران دیکھکر خیمے مین

مثل بید کانپ رہی ہی کہا تو صاحبو وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لوٹیرے سب آپہونچے یہ شیر یکہ و تنہا لیکن ای لالہ غدار دیکھ وہ بچیا سب کے سب چلے آتے ہین انکو ذرا امتنا نہین ہلے سیر اکیا پاس ہی خیمے کا انتظام کر رہے ہین سرداروں سے یہی ارشاد ہی مادر مہربان کو بچاؤ مجھ سوختہ بخت کو جلد موت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بچیا سحر سے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا یہ مکاری غداری کیا جانین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی ارے بلاسے خدا میرے پاس بلا لو مین مبغیرتی کرون سمجھا دون کہ ان ساحرون سے مقابلہ نہ کرو کیترین کہتی ہین واری شیر بھپر گیا اب بے شکار کیے نہ پلٹے گا یہان تو یہ کلام ہی لیکن سماک یلدقی بھاگا ہوا مثل باد صرصر لشکر اسلام مین پہونچا دارا ہے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین دونون فرزند شیر دلیر قوت باز و زینت پہلو جنگ دیدہ کار آزمودہ شاہزادہ ارشیون پریزاد و فرہاد خوان ایک صنزلی پشت پر ایک جانب عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ منظر شاہ یمنی و گوہر ملک دکھنی و فرخ شاہ و دولت آبادی ہمراہ دارا ہے ہند لندھور بن سعدان چلے آتے ہین کہ سامنے سے دیکھا سماک یلدقی بدحواس آتا ہی لندھور نے پکار کر آواز دی مہتر صاحب خیر تو ہی سماک یلدقی نے بڑھ کر عرض کی ای جانشین صاحبقران امیر باتوقیر قید ہوگئے ساحران غدار قزاقان ناہنجار مقید کر کے طرف لشکر لقا کے لاتے ہین رستم شکار سے آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے ہوا چاہتا ہی کیا عجب ہی لڑائی شروع ہوگئی ہو مین جا کر بادشاہ سے خبر کر دون یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے قبضون پر ہاتھ ڈالا کاٹھیان پڑنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھ کر روانہ ہوا سماک یلدقی طرف بارگاہ سلیمانی سے چلا قضا سے کار ہرکارہ ہاے لشکر لقا وسواس و خناس و خوشامد و زآمد لشکر اسلام مین موجود تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تقدیرین گھبار رہا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی و تگل شوکت پر تمام دربار کافران پر دغا سے معمور عمدہ سلطنت پر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فربیدین بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہی کہتا ہی یا خداوند کوئی تقدیر تو کیجیے لشکر اسلام کو شکست دیجیے عرصے سے کوئی ساحر افراسیاب جادو نے نہین بھیجا کہ ذرا لشکر مین چہل پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہی ہمارے مرشد رہبر کامل نے افراسیاب جادو کا دم ناک مین

کردیا ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار کو گنبد نور سے رہا کرلیا اب لوح بھی حاصل کرلینگے افراسیاب کو قتل کرینگے ہوش رُبا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر یہ بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے جواب دیا ملک جی آپ طلسم ہوش رُبا سے بخوبی نہین واقف ہین طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر شیر وزیر خوش تدبیر اُسپر غالب آنا دشوار عمرو ہزار کدو کاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب نہوگی بختیارک کہتا ہی میرے پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جاکر حرم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس نہونگے یہ ذکر تھا کہ چارون ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر یہ دعا دی قطعہ

	اہی فخر جہانبانی و فا سا قط از و		اگر ہر بد من داری ورا سا قط از و	
	روزان وسبا زحق تعالے خواہم		مرکب وحدت خدا و با سا قط از و	

بختیارک نے کہا بیش باد کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی ابھی خبر آئی ہی کوئی ساحر مغرور آتشبار سردار سرہنگ قزاق صاحبقران کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب سردار برائے رہائی صاحبقران جاتے ہین علم شاہ نے وہان گھیرا لڑائی ہورہی ہوگی یہ خبر فرحت اثر سنکر لقا پھول گیا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام چپکے چپکے تقدیر کرکے قدرت نے حمزہ کو قید کرادیا قدرت چلکے بد قدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے آج میدان لاشون سے بھردینگے یہ کہکے اُٹھا چونسٹھ ہاتھی زنجیرہ بند ہوئے تخت اُسپر کسا گیا لشکر مین قرنا ہوئی سلیمان عنبرین موے کوہی مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی زمرد شاہ باختری مع بائیس لاکھ فوج کے چلا عیاران لشکر اسلام لشکر لقا مین ہر وقت موجود رہتے ہین خبرین دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ لندھور بن سعدان تو آگے چل چکے ہین انکے روانہ ہونے سے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا جسنے سنا دُپڑہ تھی بغل مین دبالی گھوڑے پر سوار ہوئے چلکے سمک یلداقی بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ سے کیفیت عرض کررہا ہی کہ صاحبقران زمان قید ہوگئے ساحرون سے مقابلہ ہی رستم یکہ و تنہا ہین مزاج سے اُنکے حضور بخوبی ماہر ہین آتش خوئی کے رنگ ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار سے تلوار چل رہی ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادہ افراسیاب اُسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع کیا میرا کہنا نہین مانا سمک یلداقی عرض کررہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہاے رزمی کی صدا کان

مین آئی گھبرا کر سر اُٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہہ کر کارے آگر بہو پنچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی دست بستہ عرض کی ای شہریار زمرد شاہ باختری کو خبر معلوم ہوئی کہ صاحبقران زمان قید ہوئے مغرور آتشبار ساحر آتا ہی بائیس لاکھ فوج سے لقا سوار ہوا برائے مدد ساحر مذکور جاتا ہی یہ سنکر بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچ ہزار پانچ سو کمین سردار تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے تیغین کھینچ کر نکلے خبر اپنے قبلہ و کعبہ کی سنکر شاہزادہ قاسم نوجوان پشت مرکب شبرنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوڑا کیا سب سے پیشتر قاسم نکلگئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نورد یدہ ہوستان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان کل فرزندان صاحبقران زمان بقرار ہوکے چلے لیکن دارائے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب مین جوانان ہندی جاتے ہین طرف رستم کے جائین کہ دیکھا زمرد شاہ باختری تخت پر سوار مع فوج کوہیان و لشکر سبخان دباختر بصد کروفر ہمراہ روا روی کرتا ہوا جاتا ہی بختیارک کی جو لندھور پر نگاہ پڑی کہا یا خداوند یہ ہندی برائے مدد علم شاہ جاتا ہی ہین اُسکو گھیر لو جانے نہ پاوے سلیمان عنبرین موے کوہی نعرہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا کہ ٹھہر کر نکلجاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن جہان صاحبقران زمان قید ہین لیکن لشکر لقا نے چار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کرکے جا پڑا نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان	دیگر	اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آئے شریک اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی وضع دار صف شکن تیغزن خانہ جنگیان لڑے ہوے جوہر دان پر زخم بار خود سے سر آگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرأت کے نہنگ آمادہ جنگ ململ کے انگرکھے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگر والے بال بالاے دوش نشہ جرأت سے مدہوش اگر کسی کوہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑکر پار گزرا کوہی بڑے قد کے جوان فیل پیکر یکہ مار انیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردوں مین سرفراز مرنے کو سعادت ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پر جا کر یکہ مارا چھر نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر

دشمن کے پہونچا یا لپٹ کے قرولی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیردل کوہیان روبہ خصال سے لڑرہے ہین جانبازی سرفروشی کررہے ہین جان دینے پر مرتے ہین جو قتل ہو کر گرا تڑپتے تڑپتے آواز دی شکر پروردگار نمک خوار نمک سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جا بجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا مین غوطے مار رہے ہین کافرون کو للکار رہے ہین یقین ہی لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہو افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان مین پھنسے ہر چند کد و کاوش کرتے ہین لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین نعرے گرگیون کے سنکر جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے ہین ہزارہا سر کٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہی طبل سکندر پہ چوب پڑی گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گرد تاجداران جلیل لشکر ظفر اثر کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر لے کر طرف مغرور آتشبار جادو کے جاتے ہین انکو بھی اسی مقام پر روک لو اہی کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہان سے بڑھنے نہ دو بادشاہ جمجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہی ہزارہا جوان قتل ہوے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیر ودار بلند اہالیان ہندوستان دردمند بادشاہ جمجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستانِ کاوُس وجم
منم صف شکن صاحب عز وجاہ | یل ناموَر سعد عالم پناہ

کل سردار سات سو تاجدار تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین مثل نور و ظلمت آپس مین ملگئے برق شمشیر چمکی ڈھالین ملکر اٹھین گھٹا گھنگھور چھا گئی سر نہنگان بحر جرأت مثل اولون کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہی دریاے خون کی طغیانی خیار حیات مردان عالم طوفانی شعر ؎ لشکر زلشکر درآمیختہ قیامت ز گیتی شد انگیختہ نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ | گئے ہوس وگبر باہم لپٹ | سواروں کے آگے سمت چلے ہوئے
پیادون سے کلے بہ کلے ہوئے | لگے پٹنے سرد مامہ و ڈھول | دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول

فلک کا ہوا پُر غبار آئینہ | تھا حیرت کے عالم میں چار آئینہ | ہزاروں زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار | وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے | وہ سہراب جنگ آزمائی میں تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے | نیاموں سے خنجر نکلنے لگے | بادشاہ جمجاہ سے سات سو

تاجداران عالی وقار مصروف کارزار جاتے ہین صفون کو توڑ کر نکلجائین لیکن کوہیون نے صفین باندھی ہین لوہے کی تلوارین حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس مقام پر لڑائی مین مصروف ہین لیکن رستم پیلتن آمادہ کھڑے ہین جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا پانچ ہزار جوانون سے لشکر مغرور آتشبار و قزاقانِ ناہنجار پر جا پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولادِ امیر عرب | ایست علم شاہ چو رستم لقب | علم شاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزدق افگند شور | اعلی گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی ہان ہان کہتے رہے کہ ای شہریار

لشکر ساحران ہی فوج بے پایان ہی یہ کب مانتے ہین فوج ساحر و غیر ساحر کو یکسان جانتے ہین پہلے حملے مین فرنگیون نے تیر مارے نیزے چلے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحرانِ زبردست رستم نے مارے اندھیرا ہوگیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی سر پیٹتی ہی دعائین مانگ رہی ہی خداوند فرزند صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر اُسکے دشمنون پر کوئی زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے ہنگامۂ ساحران دیکھکر کنیزین بھاگنے لگین ملکہ حیران حیران ایک ایک کو دیکھتی ہی مضطر و بدحواس کہتی ہی ہاے مین کدھر نکلجاؤن کیونکر میدان کارزار مین جاکر اپنی جان قدمون پر صاحبقران زمان کے نثار کرون رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤن لیکن رستم نے جب ہزار دو ہزار جادوگر مارے مرنے سے ساحرون کے تمام میدان تیرہ و تار کافرون کو انتشار قریب تھا بھاگ نکلین مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحرون کو آواز دی او نامردِ کہان جاتے ہو ادھر آؤ افراسیاب کو جاکر کیا منہ دکھاؤ گے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمہارے زن و عیال کو قتل کرے گا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل و رسوا ہو کر مارے جاؤ گے کیونکر جان بچاؤ گے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اُسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحرون کو گرما کے بڑھا بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر قزاقون کو آواز دی او نامرد و اب ان سبکو مار لو مین نے ہاتھ پانون

بیکار کر دیے اب بھی نہ قتل کر سکو تو بڑے غضب کی بات ہی دیکھو تو مسلمانون کا کیا حال ہی حیران و پریشان مضطر و شندر گھوڑے بد لگامیان کر رہے ہین ہاتھ بیکار لیکن پانون ثابت قدمی مین استوار حقیقت مین یہ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین اس بیہوشی مین بھی جرأت کے ہوش ہین ایک ایک نہنگ محیط دلاوری گوہر بے بہاے قلزم صفدری لیکن سحر مین دخل نہین رکھتے ہین موت کے منہ چکھتے ہین یہ سنکر فوج قراقان نے بلوہ کیا جو جو سپاہی بیچارے بیکار تھے اُس بیکسی بے بسی مین انکو قتل کرنے لگے رستم یہ نگاہ یاس دیکھ رہے ہین کہ ساتھ والون پر قیامت برپا گھوڑا انکو لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی ران پشت مرکب پر نہین جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہی سحر سے شعلہ جادو کے آگ برسنے لگی تیغہ کھینچکر طرف علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ پسر حمزہ کو خود قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہین مسلمان سرخرو اُنکے چہرے زرد ہین جوانان صف شکن نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے آتا ہی گرتے پڑتے قریب اپنے آقاے نامدار کے آئے سینے سپر کر دیے سنان نیزہ سے سینے ملائے دم شمشیر پر گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہون روح روان صاحبقران کو بچا دین ادھر صاحبقران پہلو مین ممتاز کوہی ایک جانب مقبل و بہرام سب مسلسل و مطوق ارابون سے یہ معرکہ مصیبت خیز دیکھ رہے ہین زنجیرین ہلاتے ہین لیکن صاحبقران مضطر و پریشان حال نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہو کے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دشت سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران پشت پر بارہ ہزار جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے پڑھ کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

شہسوار لال پوش خاوری
زآب دم تیغ شستم زمین

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

لیکن دور سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوۂ قراقان ایک ساحر چاہتا ہی رستم کو قتل کرون رفقا جان دے رہے ہین قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو جوڑا شعلہ جادو کو تاکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان نے تاک کر تیر مارا سینہ پر کیا کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا شعلہ جادو اُلٹ گیا زمین پر گرا ناری کا لاشہ جلنے لگا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل

ہوا آواز آئی کشتی مرا نام ہی شعلہ جادو بود قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا ارستم نے بھی سحر شعلہ سے رہائی پائی قاسم نے تیرون کی بوچھار کی ہیبت سے کافر تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھائے طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو مار ڈالا بس جوش مین بڑھا ون قلیل باقی ہی بڑھ کر سحر کیا مصاحب افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب ایک ہی سحر مین علمشاہ و قاسم بیہوش ہوکر گرے دوسرا گولہ مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیزہ دار مضطر بقرار شل چوب خشک خاموش بعضے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اُسی طرح علمشاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا مابدولت کو اُسوقت فرصت کم ہی مزاج برہم ہی جلو ڈیراؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اُس بیحیا کو خبر دے چکا ہی حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ مین داخل ہین علمشاہ فرزند اسیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا چاہکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور آتشبار نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا سرہنگ قزاق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین آپ تشریف خیمہ ملکہ مین لیجائیے صاحبزادی کو سمجھا کر بادولت کی بارگاہ مین لائیے میرے قہر و غضب سے ڈرائیے یہی فرمائیے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دم بھر مین علمشاہ و قاسم کو بیہوش کرکے ڈال دیا فوج والے بھی اُسکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین پس حکم سے ایسے زبردست کے گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہی یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوش رُبا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہی افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا دربند ہاے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش رُبا کی بادشاہزادی کہلاؤ گی سرہنگ قزاق نے کہا مین ابھی جا کر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل کرین پوشاک فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جائے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی بات مین آپ سے انکار نکریگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی بھول گیا نانا جان کہکر گلے سے لگا لیا سرہنگ قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہرا کر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہاے علمشاہ قبضے مین کر لیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے ہین ایک امر اور واضح رائے عالی ہو لشکر اسلام و لشکر لقا سے چار پہر ون تلوار چلی اہل اسلام نے دریاے خون بہا دیے سلیمان عنبرین ہوے کوہی

ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر بھی سب سردار انتہا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم دوزبان ہونے لگین
بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے عیارون سے کہا جا کر علم شاہ کی خبر لاؤ ہمین لقا ملعون نے
وہ ہنگامہ مچایا کہ سردار انتہا کے زخمدار ہین اب یہان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے مین
اترا ہی آپ لوگ رات ہی کو خبر لائین مین انتظار مین جاگ رہا ہون گلبا د عراقی و کلبا د عراقی و مہتر
ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی دیزک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار برائے خبر علم شاہ
نامدار بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر چلے دوسرا مقدمہ راز و نیاز ناظرین پر واضح ہو کہ جسوقت سے
لڑائی کا ذکر تحریر ہوا جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گیا نائب خواجہ عمرو مہتر والا گہر عیار
طرار فرار خنجر گذار یہ کیونکر عرض کرون کہ جان بچا کر بھاگ گیا یقین کامل ہی کسی کار ضروری مین مصروف
ہو بلکہ عیاری کرنے کا وقت ہو ناظرین پر واضح ہو گا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہین چند
کہ نیاز مند نے کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدۂ اشتیاق سے معمور کر دیا کتاب نادر کو عیاریہائے
لطیف سے بھر دیا ایس ملحوظ رہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہوا طرف خیمہ
ملکہ کے چلا مغرور آتشبار پھر گھبرا کر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھیے مین لباس تبدیل
کر آیا سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولھا بنکر نکلا ہی سیہ رو نے ڈاڑھی مین وسمہ لگایا مہندی
بھی جلدی جلدی ہاتھون مین مل لی تاج سر پر قبائے اطلس اُسمین گوٹہ ٹھپہ لگا ہوا بڑے آن بان سے
گلنٹھے یاقوت احمر کے موتیون کے مالے پہنکر نکلے ہین ایک رومال منھ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر
چنگیر مین پھولونکا گہنا لیے ہوے ساتھ ایک کے ہاتھ مین سہرہ زرتار کا پھولون کی بدھیان عطر کی
شیشیان سرہنگ دیکھکے شرما گیا مگر خوشی یہ ہی کہ انکا سسرا کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولھن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہی مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب مین میان مغرور
خدمتگار دور دور مصاحبون نے مبارکباد کہی مغرور نے ہین ہین کر کے سب کو سلام کیا کہا آپ
سب صاحبونکی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ ہین پھبتیان کر رہے ہین کوئی کہتا
ہی ناچ کیا خوشنما ہی ایک کہتا ہی ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہی ایک کہتا ہی جلد امید بر آئی نانا نواسے کو گود مین اٹھا
لائے بعضے کہتے ہین کیا اتفاق ہین دولھا کا باپ قرمساق ہی کسطرح دولھا میان جاتے ہین کنجڑے کبڑیون

کو حجاب آتے ہین جب قریب خیمۂ ملکہ صنوبر قد یہ سب بیحیا پہونچے سرہنگ نے چاہا اندر جاے مغرور آتشبار نے کہا سُنیئے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جسوقت سے خیمے پر بلا زمان مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہا کی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گیئن جان بچا کر جا بجا چھپین یکہ و تنہا برج خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکۂ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و ششدر باآب بابک کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکار رہی ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہی اسوقت مین تمنے بھی ساتھ چھوڑ دیکھے ہمارا جنازہ کون اٹھائیگا سواے صاحبقران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پائے گا بہت پچھتائیگا اِس خوشی مین اس خمسے کو پڑھ رہی ہی خمسہ

مجھسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد
جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل وفا میرے بعد
بیکسی ہی نے نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مری بیٹھ رہا میرے بعد

وقت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون
رونق سلسلۂ عشق ہوا مین محزون
قصد ہی مین تو سوے ملک عدم راہی ہون
تیز رکھنا سر ہر خار کو اے وحشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

دردمندان محبت کا عجب عالم ہی
نہ مجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
کیا کہون شمع مین کیون چشم مری پرنم ہی
اپنے مرنے کا نہ مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور بقا
ہی جو ہستی مین بہم ربط وہی بعد فنا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلاے جو اعجاز اپنا
کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میری مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع مایوس تھی گلشن کی ہوا سے میری
گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری
مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ قضا میرے بعد

اے غم و درد رہو تم مرے دل مین ساکن
ہون جدا تمسے مین اللہ نہ دکھاے وہ دن

ایک دن چین نہین ہی مرے دلکو تم بن | اتنو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن

بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویون سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا | چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا

جاے عبرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا | بسکہ باعث تھا مین اُس شوخ کی بدنامی کا

سجدۂ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفائی مین بسر کی پیارے | لی خبر تمنے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے

حال پر میرے نہ گو آج نظر کی پیارے | جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے

یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس | ابر ہر لحظ مری چشم کا جاتا ہی برس

گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس | اُٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس

خاک چھانے گی بہت باد صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ ومغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جایئے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فرقت پڑھتی ہی مغرور دو وہ طاہنے ہوے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ سوے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھ کے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر یہ کچھ تمنے کیا وہ صدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی مین نے ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا مصاحب شہنشاہ ہوشربا سحر وساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علم شاہ وقاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دولہا بنکر آیا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی اول تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اُسکی حیات مین باقی ہین صبح کو بذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بعزت وآبرو تمکو طلسم ہوشربا مین لیجائیگا سحر سکھائیگا مصاحبان افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہو گی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب

ایک شہر کا حاکم کردیگا وہان مہرخ وبہار کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جو سرہنگ نے
بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا مین حیران ہون کہ یہان تک کیونکر آئی
لونڈیان سمجھا کے یہان تک نکال لائین کہتی تھین کسی شہر مین چلیے وہان ایک کمرہ کرایہ کو لینگے اُسپر ہم
آپ بیٹھین گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایک ایک آشنا ہم لوگ بھی
کرلین گے ناچ گانا سیکھین گے جب محفل مین مجرا کرنے جائینگے لاکھون روپے بیل ٹبے مین پائینگے حضور مین
کمبخت بدنصیب اُسکے مطالب کو نہ سمجھی یہان لاکر اسپر حمزہ کے حوالے کیا وہ نگوڑا مجکو گھور گھور کے دیکھتا تھا
بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ نہین معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجیے مین بجالاؤن لیکن
آپ خفا نہون تو ایک بات کہون ذرا ایک نگاہ اپنے دولہا کو دیکھ لون صورت اچھی ہو اگر صورت بھی
بری ہو تو روپیہ والا ہو سرہنگ نے کہا بیٹا بادشاہ ہی صورت مین بھی حسین سن ذرا زیادہ ہی آؤ تم
اپنی آنکھون سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہی کہ تمھارے نام پر مرتا ہی جواہرات کے صندوقچے ابھی سے
ساتھ لایا ہی تمھاری خدمت مین پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما خیمے مین
روزن کیا کہا دیکھو بیٹا دولہا بنا کھڑا ہی جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی سرہنگ نے
دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکالیا سرہنگ نے کہا کہو بیٹا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا سرہنگ
خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کھلا کنیزین اُسکو بہکا کے نکال لائین حرامزادیون نے یہ
تجویز کیا تھا کہ کمرے پر بٹھائین گے شفتلین نائکہ بنکر بیٹھین مین نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھا دیا پسینے
پسینے ہوگئی حضور کیا کہون مین تو جانتا ہون آپ پر عاشق ہوگئی اب مین نے سب طرح سمجھا دیا تشریف
لیجائیے ہم خوب جانتے ہین میان بی بی ایک ہوجائینگے ہم بیچ والون کو کون پوچھیگا حضور ہمسے وعدہ
پختہ کرلیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی چھوٹ جاے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہین جان پر بنتی ہی روپیہ مٹھی
مشکل سے دیتے ہین لڑائیان پڑتی ہین تب لوٹ کے لاتے ہین مغرور نے کہا اباجان آپنے ایسی چیز مجکو دی
بھلا مین آپکو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک مال سب آپ پر نثار ہی اب حضور باہر ٹھہرین مین اندر جاتا ہون
بلکہ آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین صبح کو حاضر ہونگا سرہنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب براے حفاظت دروازے
پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا ہار پھول بہت سے ہاتھ مین لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ مین اُس ماہ تابان
کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی کنکھیون سے دیکھ رہی تھی مغرور کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم شل ہلال ۱۰

شب اول ختم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مرگیا چاہا پٹ جاؤن گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوارون کی حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند آتین اباجان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کہ سکتی سب طرح کا تمکو اختیار ہی مگر چھری تلے دم لو آدمی کی طرح بیٹھو مغرور مسند پر آکر بیٹھا باہر دوڑ کر گیا ملازمون سے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کیسے حضور کیا معاملہ ہی مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہی ماہدولت کو دیکھکر بیقرار ہو گئی اب جاکے شراب پلا کے مطلب حاصل کرونگا تم سب قیدیون سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا کوئی ہوشیار نہین کرسکتا ماہدولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اڑینگے نازنین حسین ہی جبین غنچہ دہن پڑھی لکھی لئیق شفیق ہی کیا جوڑ ملی ہی ابھی کمسن الھڑپنے کے دن بیباک چست وچالاک جو ناز کریگی مین اُٹھاؤنگا جان تک اپنی نثار کرونگا سب نے کہا حضور شکر یہ سامری وجمشید واجب ولازم ہی معشوق پریچہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کارنمایان مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب مین بادۂ محبت سے سرشار ہون وہ صورت دیکھی تیر مژگان تو وہ دل کو توڑ کر نکلگئے تابش آتش رخسار نے کلیجے کو جلادیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہی مصاحب اپنے مقام پر گئے دو گلابیان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہوگئی پٹے پکڑلیے ایک طمانچہ مارا ڈھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا اتر اسقے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب پی کر دھما چوکڑی مچائیگا ایسی باتین میرے ساتھ نہ کرنا مین تمھارے پاس نہ سوؤنگی تمھارے تیور برے معلوم ہوتے ہین مین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک کرونگی سحر سے تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤنکو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہی خیال کرکے دیکھ تیری نواسی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون گلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے چھپائین مغرور ان حرکات پر مرگیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون محبت مین بدنام ہون قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہوگے جفائین سہوگے خبردار مجکو ہاتھ نہ لگانا قریب نہ آنا یہان تو عاشق ومعشوق مین یہ باتین لیکن زمرد شاہ باختری جب لڑائی سے پلٹا بارگاہ مین آکر اُترا اختیارک نے چپکے سے کہا یا خداوندا ابھی مجکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپ نے یہان روک لیا قاسم وعلمشاہ وہان جاکر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہی آپ کے حکم کا اشتاق ہو

رات ہی کو یہان سے کوچ کیجیے مغرور سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائیے اور مغرور کو ساتھ لے کر ان سب کو گرفتار کرائیے بڑا خوف تو حمزہ کا ہی اگر حمزہ قتل ہوگیا مغرور کے ہاتھ سے نہ بچے گا لقانے اسی وقت کوچ کردیا لشکر مین کمر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر ہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آکر سدراہ ہونگے رات کو تلوار چلیگی مطالب دلی حاصل ہوگا تمام سیہ رو اس شب تیرہ و تار مین طرف لشکر مغرور آتشبار کے چلے عیاران اسلام براے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکتے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقا مع لشکر جاتا ہی آپسمین کہا لو یار و غضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دھوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشبار کو بھڑکا ئیگا بختیارک آگ لگا ئیگا ایسا ہو صاحبقران کو قتل کرڈالین چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب و لازم ہی رات پہر بھر پچھلی باقی ہی عیار پلٹے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سردارون کی زخم دوزی کرا ئی ایک ایک کی خبر لے رہے تھے پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین مشتاق تھے کہ دیکھین ہرکارے کیا خبر لے کر آتے ہین کہ گلبادعراقی وغیرہ گھبرائے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر کو تیار کرکے طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر پائی قاسم و علم شاہ کو مغرور نے سحر کرکے پکڑ لیا صاحبقران پیشتر سے قید ہین ایسا ہو بختیارک جاکے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے بادشاہ سنکر گھبرا گئے فرمایا کیا مشکل ہی سب سردار زخمدار بہت سے اُٹھنے ایسے ہین کہ پشت مرکب پہ سوار ہونے کے لائق نہین ہین لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اُٹھے پشت مرکب پہ سوار ہوے چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی بختیارک ترغیب دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے فرمائیے گا ہمنے تجکو طرۂ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران کو قتل کرڈال جتنے سردار ساتھ ہین سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد کا حال سینیے مغرور باتون پہ مرا جاتا ہی صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکرانا کبھی ابرو پر بل آنا کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی تاج اُٹھا کر سر پر رکھا تیلے تپلے ہاتھ باندھ کے عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک ڈھول اور لگا ئین لو ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جاے کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان داڑھی پکڑ کے لٹک جا ؤن کل اسکو منڈوا ڈالنا ایسا نہو کوئی بچھو اسمین بیٹھا ہو گھاس پھوس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ خبردار شراب تو دو کہا حرامزادے تو قسم کھا مجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اُسوقت صنوبر قد نے اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین آکر مغرور نے دونون ۸۲

ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر مار دیکھو مسخرے ہم صاف صاف کہہ چکے کہنا ہمارا نہین مانتا کلیجہ کٹ کے نکلا آئیگا مغرور خوشی مین آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجہ مین آگ لگ گئی شراب مین کیا تھا ملکہ نے کہا مین نے تو تبلا دیا ارے شراب نوکشیدہ تھی ذرا اُٹھکر ٹہل مغرور گھبرا کر اُٹھا چاہا صحن بارگاہ مین جاؤن لڑکھڑا کے منھ کے بھل گرا ملکہ نے چمک کر نعرہ کیا او بیحیا منم عیار نامور جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے مین آکر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے مین چھپا دیا آپ بصورت صنوبر قد بیٹھ رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر مین رستم کی رستی کیا چلیگی ضرور گرفتار ہو جائینگے آخر یہ بیحیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اُسکو مارونگا جھلایا ہوا تھا ضبط نہو سکا نیمچہ مارا مغرور کے دو ٹکڑے ہوے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی شہنشاہ زرین پوش مہر تابان کی آمد بصد شد و مد شہنشاہ انجم سیاہ نے شکست کھائی ہی فوج ثابت و سیارگان مین تہلکہ تارے بھاگے جاتے ہین بعض جھلملاتے ہین جلاد فلک کو جوش و خروش نیر اعظم تیغہ مہر بر دو پیش علم شاہ و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کوتل پھر رہے تھے فوراً اپنر سوار ہوئے لشکر کفار پر جا پڑے جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قیدخانے کے دوڑا جب قریب قیدخانے کے آیا جہان صاحبقران قید ہین نگہبانون نے پوچھا میان ساحر صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا اندھے ہو تمھین کیا سوجھتا ہی دیکھو آگ برس رہی فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا شائد کسی نے ہمارے افسر کو مارا مین جاکر حمزہ کو قتل کر ڈالون یہ کہکے قیدخانے مین گھسا صاحبقران سرنگون بیٹھے تھے مغرور جو مرا ہوش درست ہوئے جواہر نے آتے ہی ہتھکڑی پر نیمچہ مارا کہا حضور جلدی اُٹھیے مین نے مغرور کو مارا قاسم و علم شاہ لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہوگا صاحبقران نے اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار بھی اپنے مقام سے اُٹھے یہ سب اُسی بیحیا کے سحر مین مبتلا تھے بیرون قیدخانہ آئے ساحرون نے جو صاحبقران کو آتے دیکھا لینا لینا کہکر اُٹھے گھسے ترنج نارنج چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کر تلوار لی ممتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکدیا پھر امیر نے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے مین آیا کمان کیانی دوش سے اُتاری خطاکارون پر تیرون کی بوچھار کر دی لیکن میان سرہنگ مغرور کو خیمے مین پہونچا کر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے سردارون نے پوچھا کیسے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا ایسا ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی بھائیو وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی عاشق

ومعشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرما کے سر جھکایا آپس مین اشارے کرتے ہین کیا بیغیرت ہی ہم تو جانتے تھے بہادر قزاق ہی لیکن حال کھلا پورا فساق ہی کیا خوشی خوشی ساتھ دے کر گیا اب کیا پھولے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت چھوڑ دینگے ہم سپاہی کے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین انھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو کھو دیا سرہنگ کہہ رہا ہی بھائیو اب اپنے داماد سے کہکے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا یکایک نعرہ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا دخیمہ جل رہا ہی علم شاہ و قاسم سرگرم جنگ دریاے جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحرون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرزا نام مسن مغرور آتشبار بود ہوش حواس اُڑ گئے غل مچاتے ہوئے اُٹھے ارے یارو ہمارے آقا کو کسنے مارا یہ کیسی آواز دردناک آتی ہی دیکھا تلوار برسنے لگی وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچ اُٹھے ہین دریاے خون بہا رہے ہین نعرے پر نعرے بلند ہین سرہنگ کو ہی پیٹتا ہوا دوڑا کہتا ہوا یارو میرے داماد کو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت برپا ہو گئی بنی ہوئی سلطنت بگڑ گئی اُسی گیسو بریدہ نے مارا جا کر سر کاٹ لونگا ایسا داماد صاحب اختیار کہان پاؤنگا قزاقون نے کہا اے پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین داماد داماد کہتے آپ کو شرم نہین آتی اچھا ہوا حرامزادہ مارا گیا ساحر مکار غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیان پہنکر کنارے بیٹھے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے سرہنگ قزاق رو رہا ہی کہ یارو جسکا گھر بنکر بگڑ جائے اسکے دلسے پوچھو تم بے درد کیا جانو بقول میر یار علی جان صاحب شعر جسپہ بیتی نہو وہ کیا جانے ؛ سچ ہی بیدرد کی بلا جانے ؛ قزاق ہنسے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبرائے ہوئے لڑ رہے ہین لیکن حیران کہ یکایک یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کسنے مار لیا انکے سحر سے زمین ہل جاتی ہی کبھی قاسم گرے کبھی علم شاہ بد حواس ہوئے اہالیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو قتل کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی زمرد شاہ باختری تخت پر سوار پشت پر فوج بیشمار بختیارک خواصی مین دور سے جو اُسنے صداے ہا ہو سُنی جادوگرون کے مرنے کی آواز زمین آئین کہا او خداوند تمھاری تقدیر اُلٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہی رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا مگر ابھی ساحر موجود ہین جلد چلکر شریک ہو جیے ساحرون کو لڑوائیے کیا عجب ہی فتح نصیب ہو

لقانے وہین سے نعرہ کیا ای ساحرو نہ گھبرانا قدرت آپہونچے نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ مغرور
کو غرور تھا اُسکو جہنم مین بھیجین گے تمھارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرادینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان
صاحبو حمزہ کو مارو ساحرون نے جو لقا کو دیکھا یا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے
ایک نے کہا یہ تو پرانا ریچھ ہی ایک نے کہا غول بیابان ذلت ورسوائی ہی ایک نے کہا بھائی یہ مثال ہمکو
بہت بھائی ہی قد اسکا سا کھو کا لٹھا ہی ایک نے کہا الّو کا پٹھا ہی پھبتیان لقا پر ہونے لگین لیکن لشکر
لقا بحد و بے انتہا بھگیلے سنجان و باختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے
آتے ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران
سے بیکار اُس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز
کوہی سے کہا ای برادر اب بلوۂ عظیم ہی خدا شر سے انکی ہم سبھون کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی
ہو چکے ہین ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرماکر پشت اشقر پر بیٹری جمائی
دریا سے فوج مین غوطہ مارا مگر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کوہی گھر گیا بہرام پر لاکھون جا پڑے مقبل
زخمدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و
قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے
عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اُٹھے قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

تڑپکے صاحبقران نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ
مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجداران جلیل ایک جانب سردار زخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے
آتے ہین بادشاہ نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے
لندھور و مالک و جمہور جہان سوز و طرطوس بہادر شہنشاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب
فرامرز عاد مغربی ایک جانب سے نورالدہر بن بدیع الزمان و داراب کشورکشا و صفدر و
صف شکن شاہزادۂ ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم و شاہزادۂ اسفندیار شاہ گیلانی
و چوگان بن حمزہ و شاہزادۂ شیر افگن فرزندان حمزہ صف شکن تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر
جا پڑے اسوقت لقا نے دانت نکال دیے پکار اُٹھا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردم

بادشاہ جمجاہ لقا کو تاکے ہوے آتے ہین صاحبقران ساحرون پر جا پڑے مجمع ساحران مین خوب لڑے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین کہ اُدھر سے سرہنگ قزاق پکارتا ہوا ارے بھائی جادوگرو حمزہ کو پکڑ لو تمھارے آقا کا رقیب ہی میری بیٹی کو زبردستی قبضے مین کر لیا تم لڑ بھڑ کر اُسکو چھین لو جو بڑا افسر ہوا وہ ساحر ناسور ہوا اُسی کے ساتھ شادی کر دونگا یہ جو صاحبقران نے سنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکارا او نامرد ازلی و ابدی کیا بیہودہ بکتا ہی تجکو شرم نہین آتی بیٹی کا نام سر بازار لیتا ہی سرہنگ نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا کہ تیغہ برق مثال ہاتھ مین سر برہنہ لیکن سیکڑون افسر قتل کیے ساحرون مین کھلبلی پڑی بھاگتے پھرتے ہین بعض گھبرا کر منھ کے بل گرتے ہین چاہا بھاگ جاؤن اس شیر کا مقابلہ نہ کرون صاحبقران کب چھوڑتے ہین اشقر کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا سرہنگ قزاق نے جب ملک الموت کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا تلوار اُسکی تیغہ عقرب سلیمانی پر کانٹھی وار اُس بیجا کا رد کیا بقہر و غضب آواز دی او بیجا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛؛ گھوڑا گینڈے سے ملا دیا تلوار کا وار کیا سرہنگ نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق تاب چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے تلوار سر پر گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سرہنگ قزاق مع گینڈے چار ٹکڑے ہوا کوہیون مین بھگدڑ ہوئی ساحرون نے تلاش کر کے لاش مغرور کی اُٹھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کافران قلم کیا بادشاہ لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچے لقا نے غل مچایا یارو اس بندۂ خاطی کو لینا قدرت کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی قدرت رحمدلی سے معمور ورنہ سنگ سیاہ کر دیتے لیکن بادشاہ جمجاہ سرداران لقا کو زخمی کرتے ہوئے قریب لقا کے پہونچے لقا نے تیغہ مارا بادشاہ نے تیغہ مقام پر روکا الجھاو دیکے ہاتھ نکال کر خبردار کہکے ہاتھ مارا لقا کا سر زخمی ہوا پکارا یارو دوڑو فرق قدرت شگافتہ ہوا اگر خون قدرت کا زمین پر گریگا قیامت آجائے گی سب جل جاؤ گے سنجانی باختری بیچ مین ٹوٹ پڑے کئی ہزار کافر مارے گئے مگر لقا کو بچایا ہوا وار پر ڈال لیا فرار پر قرار کیا اہل اسلام مارتے ہوے چلے لشکر لقا بھاگا جاتا ہی سلیمان عنبرین موے کو ہی سر پیٹ رہا ہی ارے یارو تھم کر لڑو مسلمان بے ادبی کر رہے ہین قدرت ایسی تقدیرین خلاف کر دیتے ہین کچھ بن نہین پڑتا یہ جوش جرأت مین اکثر پلٹ

پڑتا ہی تھم کے لڑ انگر لاکھون بھاگے جاتے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی بدخوس کے سامنے سے لڑتے بھڑتے رستم پیلتن پہونچے دیکھا سلیمان کو ہیون کیے ہوے لڑ رہا ہی رستم نعرہ کرکے جاپڑا سلیمان نے ہاتھ مارا تیغہ لنگر وار جوانان طاقت وار رستم کا زخمی ہوا لیکن زخم کھاکے شیر ببر تیغہ کیمتیان فرنگی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا سات سوہن کا تیغہ دست زبردست سے رستم نے ہاتھ لگایا سلیمان نے سپر فولادی سامنے کی لیکن سپر فولادی کٹی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دوابرو پہونچا سلیمان نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا رستم نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون سر اس خود سر کا کاٹ لون بیچ مین ناصر کوہی و عفصر کوہی تلوارین پکڑ کے جاپڑے سلیمان کو ہٹایا قاسم نے آکر ناصر کوہی کو زخمی کیا عنصر کو لندھور نے اُٹھایا کوہی ٹوٹ پڑے عنصر چھوٹ کر زمین پر گرا کوہیان نے گود مین دیا اب لشکر لقا کو شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی سر پر پانون رکھ کے بھاگے اہل اسلام پیچھا کیے ہوے جاتے ہین بختیارک نے دیکھا اب باغ مینا قریب ہی لیکن آج مسلمانون کو بڑا غصہ ہی ایک زندہ نہ بچے گا حکم دیا طبل بازگشت بجوادیا لشکر علیحدہ ہوے صاحبقران نے اپنے زخمیون کو اُٹھوایا بالفتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے لقا بارگاہ مین آکر بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا گھبرا کر کہا قلم دوات لاؤ برابے افراسیاب خانہ خراب نامہ لکھو قہر و غضب قدرت تحریر ہوا و بندہ گنہگار ایسے نالایقون کو بھیجتا ہی مغرور نام کنندہ جہنم قدرت نے اُسکو ہاتھ سے مسلمانون کے قتل کراڈالا جلد کسی ساحر معقول کو بھیج ورنہ طلسم کو تیرے درہم و برہم کردونگا عمرو کے ہاتھ سے سبکو قتل کراؤنگا خود نہین برائے قدمبوسی آتا آج کل قدرت کو بڑا غصہ ہی خوب ثابت ہوا کہ تو بے ادب ہی بہت کچھ واہیات لکھوایا نامہ ملفوف کیا طرف ہوشربا کے روانہ کیا یہان صاحبقران زمان نے بعد کئی دن کے ملکہ صنوبر قد سے عقد کیا مصروف عیش و نشاط ہوے ان دونون لشکرونکے حال وقت پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر مہرخ و لشکر ملکہ حیرت و آمد ملکہ حسین سحر ساز دختر ملکہ صنعت سحر ساز و حالات جنگ ملکہ حسین بہ جبین لائق ملاحظہ ناظرین ساقینامہ

ساقی دریا دلی عیان کر	کشتی مے ناب کی روان کر	بجلی کی چمک شراب دکھلاے
صافی صفت سحاب دکھلاے	ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق	قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
بادل کی گرج سنائین میخوار	واعظ پہ ہو پھبتیون کی بوچھار	ہو جوش پہ بحر ساغر مل

کشتی شراب کا بندھے پل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
صہبا کے سبو سے نبگ نکلے
برسات کا آگیا ہی موسم
بادل سے فلک ہی بادلہ پوش
خنجر پے دوش ابر ہی برق
ہر رگ ابر تر ہی فصاد
ہر سمت لپک رہا ہی گوندھا
اشجار کھڑی لگا رہے ہین
گردون پل قلزم زمین ہی
پھل تیغ دودم کے پھل رہے ہین
قطرے سے یم روان رواں ہی
فوارے اُبل رہے ہین پانی
خشکی کہین نام کو نہین ہی
مرغ آبی بنے ہین سرخاب
بارش کا ہوا ہی طول قصہ
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھانون
سورج کا پتہ نہین جہان مین
گر ہی بھی تو سازِ پیرہن ہی
زینت تو نہین بنا سپر کی
سندر کے سوا کہین نہین ہی
ہی سطلع مسر مطلع ابر
گمراہون کا خضر راہ مین ہی

کیفیت سحر ایاغ دکھلاے
ٹھکے کو کدو سے ہمسری ہو
طوطی مرغ کباب نبجاے
عالم مین بہار کا ہی عالم
گھنگھور گھٹا مین چھا رہی ہین
بجلی پے گوش ابر ہی برق
کالے بادل گرج رہے ہین
پیمانۂ ابر تر ہی اوندھا
تلوار کا باڑھ پر ہے پانی
ساحل کا کہین نشان نہین ہی
دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
دریا کا حباب پر گمان ہی
سو جین گرداب ہین نظر مین
پانی کے لیے فلک زمین ہی
مینڈھے پانی مین چل رہے ہین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
رونق تو نہین بنا ہی سر کی
چمکا کرتی ہی روز و شب برق
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
سبزے سے رخ صنم زمین ہی

نشہ مجھے سبز باغ دکھلاے
خم سے مے سبز رنگ نکلے
طاؤس بط شراب نبجاے
ہی ابر بہار بر سر جوش
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
جنبش کا لیے ہی نیشتر باد
نقارۂ ابر بج رہے ہین
بادل جو جھڑی لگا رہے ہین
باغون مین کمر کمر ہے پانی
نارنج و کدو و کنول بنے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
اسدرجہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
ہین بلبل و کبک ماہی آب
مینڈھے کی طرح اچھل رہے ہین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پانون
غائب ہی کہ عرش پر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
لوگون کو یہ دھوپ پر یقین ہی
باقی نہین صبح و شام مین فرق
ہر چیز ہری نگاہ مین ہی
ہر سو فرش زمردین ہی

شاخِ مرجان سمن کی ہر شاخ
ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین
رُخ پر خط یار سے نکلا
دل پھولون کے مثل پان ہرے ہین
ہر بیل انگور کی رسن ہی
غنچے شاخون پہ جھولتے ہین
عشاق کو ہجر کی نہین تاب
پردے آنکھون کے پھٹ گئے ہین
لاکھ ابر ہین ایک چشم تر مین
آنکھون مین سات سات دریا
بجلی کی کڑک سر آہ مین ہی
ممکن نہین رنگ ابر جم جاے
مضمون کے بہائے خوب دریا
برسات کا دونگڑا ہوا گرد

شاخ نرگس ہرن کی ہر شاخ
سبزے کو ہوا جودی نموسنے
دریا مین ہسوار سے نکلا
کوئل کو کی پپیہے بولے
تختہ ہر تختۂ چمن ہی
سرخاب ملار گا رہے ہین
چشمون کی طرح ہر چشم پر آب
کی بارش ابر نے خرابی
ہین سیکڑون بجلیان جگر مین
پھٹتا نہین ابر اشکباری
برسات انکی نگاہ مین ہی
بس ای افق حقیر بس کر
کوزے مین سمائے خوب دریا
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی

ہم صورت خضر باغبان ہین
دکھلائے بہار کے نمونے
زخم دل عاشقان ہرے ہین
بلبل کو شجرے نے ہنڈولے
گل مارے خوشی کے پھولے ہین
گردون تک پینگ جا رہے ہین
رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہین
مردم نے مردمان آبی
اشکون سے ہوئے ہین ات دریا
گرتی نہین برق بیقراری
کیا بات جو سیل اشک تھم جاے
نیسان قلم کھلے برس کر
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی

چہرہ حسینان گلبدن و گلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن سامعان مین یون نغمہ سرا ہین شعر سخن سنج دُر غواص دریاے ہوش + چنین سخت گوہر بدابان گوش + جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اُسکے دریاے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اُس گوہر بے بہا کو نگل گئی ہونگی اب اُسکی ماہیت سے کون آگاہ ہو سکتا ہی حال کماہی سے سبکو وقفیت نہین کون ایسا نہنگ دریاے جرأت ہوگا کہ اپنی جان دے تا بہ دریاے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کس کام کی کیا طاقت ہی کہ جو لوح کو تلاش کرے حیرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان مین لشکر جا کر آثار دبابدولت بھی کسی سردار زبردست کو برائے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوائین گے ایکدن مین سب کا خاتمہ کرونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محمل نشین سے فرصت پاکر آئے ہین بارگاہ مین سامان عیش و نشاط ہوگا مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہو رہی ہین

کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار جھکا کر بمقدمۂ لوح یہ جملہ بیان کیا باغبان
قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہے لوح کو کوئی توڑ سکتا ہے لیکن ہان یہ خوب ثابت ہوا کہ کسی
مقام محفوظ پر لوح کو آسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی و بتائید فیوض نامتناہی لوح
طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت مین خواجہ عمرو نے جو کار نمایان کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح
طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب السادھو کا نہ کھائیگا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی
نہ کہیگا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال اول یاد کرو کہ تم بارہ ہزار قزاق لیکر سر
طلسم ہوش ربا چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تم سے راہ مین چھوٹے یکہ و تنہا تا بہ شہر نارسان پہونچے اکیلے ہی
صحراے حیرت مین قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس لکھ بلکہ اس سے کچھ زیادہ تمھارے
قبضۂ قدرت مین ہین فوج بیشمار سرداران نامدار ارکین طلسم ہوش ربا تمھارے شریک ہوئے اسقدر عظم و
شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہین مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز ربکار ساز یہ بھی سامان مہیا
کر دیگا دامن مراد گلہاے آرزو سے بھر دیگا یہان تو یہ ذکر ہے اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامور
نے تسکین دی لیکن حیرت جادو آکر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے نام پر
طبل جنگی بجواؤ تصویرین تیار کرتا ہون ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ کرونگا حیرت جادو نے کہا
اب باعث برکت صحبت ہین سامری جمشید کے نواسے دشمنون کے خون کے پیاسے صرف آپکی دعا کافی
ہے شہنشاہ فرما چکے ہین کہ مقابلۂ مہرخ وغیرہ مین اُترو ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر زبردست کو روانہ
کرینگے وہ ایکدن مین سبکو گرفتار کر لیگا لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہے بحکم سامری جمشید سب کچھ ہو سکتا ہے
ابھی اشارہ کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون دیکھا تمنے کسیطرح امید حصول لوح کی تھی سامری
جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا اب شہنشاہ نے دریا مین پھنکوا دیا اب میان طلسم کشا کیا کرینگے
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی
ہاتھون پر رکھکر پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہے اے خاتون
محل شہنشاہ اے زینت پہلوے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیزون نے کئی مرتبہ مسلمانون سے لڑنے کا ارادہ کیا
جیسے جیسے سحر تیار ہوئے آپ دیکھ چکی ہین یہ بھی ظاہر ہے کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے مین نے بڑے بڑے رنج
اٹھائے اب اس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک مین ملا دیا مین تیاری

سحر مین مصروف ہون مرگھٹ پر بہ مشقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہی تین کوس تک حصار کر دیا ہی بدون حکم ہمارے کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتین ابھی باقی ہین اندر اسی ہفتے کے حاضر ہو کر طبل جنگی بجواؤنگی جو ڈھنگ مین نے تجویز کیا ہی اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار غدار وہان بھی کنیز کا نہ چھو سکیگا جو کچھ سامان ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہی کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی نہ بجوائیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمھین اختیار ہی بس حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و جشن مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیون کو خوار کرونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا مرشد زادے سماعت فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوشربا مین سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز ا بدل و جان سے مصروف ہوئی سحر سامری مرگھٹ پر بیٹھکر تیار کر لیا قصر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی حالات صنعت سے ہم بخوبی آگاہ ہین مقبول بارگاہ سامری و جمشید رازدار شہنشاہ ہوشربا اسم با مسمی سحر مین مثیل و یکتا نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر مین بصورت ساحر موجود تھا نقارے جو خوشی کے بجے ایک ساحر سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت کا آیا ہی اسی ہفتے کے اندر آکر مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہی کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا ابے تجھے ان باتون کی کیا فکر ہی تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر آ محفل عیش و راحت مین غم کا ذکر کیا جب حرامزادی آئیگی دیکھا جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہی لنکا مین جو سب سے چھوٹا وہ بھی باون گز کا نہ کہ ملکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے ماہر ہین وہ بھی اس حقیر پر تقصیر غلام کو خوب پہچانتی ہین کئی مرتبہ قبضے مین کیا بچ گئین ابکی حرامزادی کو مار ہی ڈالونگا خبردار تو ایسی ویسی خبر لیکر نہ آنا یہ فرماکر حکم دیا اسکی گردن مین ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق نے کہا اُستاد ہم خود ہی جاتے ہین آپ کیون غصہ فرماتے ہین ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر چلے جاؤ اُستاد نشے مین ہین برق نے خود ملکہ بہار سے کہا اُستاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو کچھ ہو نہین سکتی باتین بناتے ہین عمرو نے یہ سُن لیا کہا کیون بے ہم بڈھے ہو گئے یہ کہکر کوڑا لیکے اُٹھے برق تڑپکے بھاگا مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ اُستاد جانے دیجیے آپکا شاگرد ہی بیہودہ بکتا ہی برق تو ٹہلتا ہوا بیرون لشکر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آتا ہی چالاک نے برق کو دیکھا پاس چلا

کیون مہتر صاحب اسوقت کس فکر مین کھڑے ہو برق نے کہا ای مہتر والا گہر اُستاد کی عقل مین فتور آگیا ہر وقت
غصے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کرچکی صبح و شام مین آیا چاہتی ہی اُسکی فکر واجب و لازم ہی اُستاد بجانے
پائین ہم تم ملکر حرامزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ و کعبہ کی باتونکا خیال نکرنا اُنکا نام ہو گیا بیٹھے
باتین بنایا کرتے ہین ٹوک کر عیاری ہو تو کیفیت کھلے آنے دو صنعت حرامزادی کو ہم تم صلاح کر کے مارینگے
قبلہ و کعبہ سے کیا ہوتا ہی اسد غازی اُنکے فرزند ہین یہان بات خوب بنی ہوئی ہی ہم خوب ٹٹول
چکے ہین اونچی دوکان پھیکا پکوان ان دونون نے آپسمین صلاح کی جانسوز آئے اُنھون نے کہا بھائی
ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے تیر کے دھڑ دھڑکے کی آواز آئی
دیکھا صاحب بغدہ گران مہتر قران تشریف لاتے ہین قران نے چالاک و برق و جانسوز و ضرغام کو
دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہی
برق نے کہا خلیفہ صاحب ہماری شراکت کرو گے اُستاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کار نمایان کیا مرشد زادے
چالاک کو ساتھ لینگے صنعت کے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بھوریے اُستاد کو تو
ایسا سمجھا ہی عمر بھر ایڑیان رگڑ کے مر جاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نہ کر سکو گے دیکھا باغ زلو محل نشین
مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے منھ پھلا لیا کہا جی ہان ہو گا قران نے
کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہی قران ہنستے ہوئے
طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہی دن قلیل باقی ہی سائبان زربفتی بیرون بارگاہ
آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکہ عالم سائبان زربفتی کھنچا
تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی وقار ساحران نامدار ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کاکلکشا و ملکہ ہلان
سحر افگن وغیرہ آکر بیٹھین دنگل شوکت پر شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان
صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ گوہر جادو ایکجانب محمل نشین شوہر اُسکا لاہوت جادو چہ بیان کرن
نامدار نگلہائے زرین پر تمکین منتظم لشکر اسلام صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی
کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو پہونچی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہی یہ بھی باہر نکل آئی تخت
یاقوتی آراستہ ہوا بصد شوکت و صولت تخت پر آکے بیٹھی کل وزراء امراء نے چار جانب سے آکے گھیر لیا
دور باش دارون کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبرے تخت حیرت آکر ناچنے

ہار نے لگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اُسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب زیور نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار بہ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے ہین پانچون عیار بچیان بانہارے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق مزاج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر ناز طرز معشوقی مین سرفراز حیرت نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی تحفہ غزل معقول گا اُس بت طناز سیمتن گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی شروع کی غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم	منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا	انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
اُس کو مین جا ملینگے مدد اے ہجوم شوق	آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
صاحب نے اُس غلام کو آزاد کر دیا	لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل	کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم
منہ دیکھنے سے پہلے نہ کسدن وہ صاف تھا	بیوجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم
لے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لین	مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سناؤ صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہین گانیوالی تعلیم یافتہ صحبت حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی صفت حسن و جمال مین شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بہ الحان اس غزل کو گانے لگی۔

غزل زیب النسا مخفی

توئی در ملک خوبی صاحب تاج
رسیدہ پایۂ حسنت بمعراج
اگر خال خراج حسن گیری
ز اقلیم بدن میکردم اخراج
ز طوفان سرشک دیدہ مخفی

بہ پابوس تو خوبان جملہ محتاج
مہ زلف تو باز لعب پریشان
بہ بنت یوسف مصری دہد باج
بخون بیگناہان سعی کم کن
شدہ آخر دامن بحر مواج

بدست کس نیاید چین زلفت
متاع کفر و دین را کرد تاراج
اگر پابند عشقت دل نمی بود
بکن روشن چراغ حکم محتاج
ان اشعار کو پڑھکر دامن حیرت کا

تھام کے مچلنے لگی اسطور سے بتایا کہ اہالیان محفل حاضر مین تھے حقیقت مین حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے وا

فریفتہ گانیوالی کا زلفین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کرکے پریشانی ثابت کرنا سر جھکا کے ٹھنڈھی سانسین
بھرنا محفل مین صدا ے آہ یا واہ بلند ہوئی صرصر صبار فتار سے کہتی ہے حقیقت مین اس وقت یہ گانیوالی
کمال کر رہی ہے لیکن اُس نگوڑے ساربان زادے کا گانا ایسا ایسا سنا ہے کہ کسی کا اب گانا پسند
نہین آتا ڈی بجا کے کلیجہ نکال لیتا ہے وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہے ٹری مصیبت سے بچکر سب آئے
ہین یقین ہے عمرو سے فرمایش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین شاید نگوڑا نی بجائے چلو تو اصبار فتار
وہان کا بھی جلسہ دیکھ آئین صبار فتار نے کہا ہر رنگ مین نگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین
ایسی نگوڑے باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہے ابھی راہ مین مجکو مہتر قران ملگیا تھا ہا ے
وا ے کرنے لگا بوا مین نے چاہا نیچہ کھینچکر جا پڑون وہ نگوڑا خود ہی سر جھکا ئے دیتا تھا لیکن حقیقت
مین بڑا جری بہادر عیار ہے اُسکے قدم سے نام عیاری روشن ہے بڑے بڑے ساحرون کو اُسنے
مارا کس قیامت کا بندہ چلتا ہے صرصر نے کہا سب کچھ ہے لیکن عمرو کا شاگرد ہے باغ زلور محل نشین
مین میان قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہو گئے صبار فتار نے کہا آپس مین کہی بدی
ہوگی شمیمہ نقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اُسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری
نام ہے وہ برق فرنگی کا کام ہے نام عمرو کا روشن کرتا ہے مثل مشہور ہے لڑے سپاہ نام افسر کا میان عمرو کو بنا کے
بٹھا دیا شرارہ سنگ انداز بھڑک کر بولی مہتر ضرغام شیر دل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و
بے نظیر طرار فرار خنجر گذار لئیق بڑے بڑے کام کرتا ہے شاہین چنگل کشا ہنس پڑی کہا صاحبو جانسوز بن
قران عجب عیار نامدار ہے اپنے اپنے عاشقونکی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے منھ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو
کے بتائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگزار ہے
ایسا کون نامی و نامدار ہے یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہے کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے
یہ کہا کہ عمرو سب کا اُستاد ہے یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت
نے مسکرا کے کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہے بڑا عیار پُر فن ہے اسی طرح کے ذکر محفل مین
در پیش ہین کہ یکایک آسمان سے لکۂ ابر سفید پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ
کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر ٹھہر گیا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہے ابر
شق ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ملکہ حیرت کی نگاہ پڑی

عیار بھی جابجا بصورت مبدل حاضر ہین دلکھاکی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن مین یکتا ایک ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی مثل ستارۂ سحری زیور مین بھولے لدی ہوئی چہرہ ماہ تابان پیشانی نور آگین حسین مہ جبین بوٹا سا قد بدھیان گلے کا ہار سر و گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال دون وہ ایک آزاد کردۂ باغ حسن و خوبی پھولون کی رنگت روبروے عارض انور اڑی جاتی ہے جسم مین یعنی بو خوشبوے مشک و عنبر شرماتی ہے زلف رسا تا کمر کاکلین چہرے پر آراستہ جنبر ناگنیون کا دھوکا جب ہوے اسے عارض انور پر بین نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف معنبر سے سارا میدان لبسا ہوا عطر آگین مشک بیز سنبل معنبر معطر بقول شاعر غزل در صفت زلف عنبرین

مین دیکھ کر یہ طول نہ کیون ہون فداے زلف
جز ابتدا انظر مین نہین انتہائے زلف

حسرت ہی رہگئی دل عاشق مین ہاے ہاے
شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجراے زلف

یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد
رہتی ہے یہ دعا مرے لب پر براے زلف

عاشق کے دل کو فکر دوئی سے نہین فراغ
شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہے قفاے زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب
ثابت نہین کسی کو ہے کیا مدعاے زلف

بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بھول گئے ماجراے زلف

میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہی
جس طرح ہے دراز ترا ماجراے زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجے قبول
رکھتا ہون اور کیا جو تمھین دون بہاے زلف

پائی تمھارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب
کیا ان دنون ہے اوج پہ بخت رساے زلف

اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مرگیا
اتنا بھی اُسکے منھ سے نہ نکلا کہ ہاے زلف

بیچ ہی ہجوم شوق بھی ہے قہر اے نسیم
کیا کیا بلائین سہتے ہین ہر شب براے زلف

زلفون کے پیچ و تاب ابرو کے خمدار رشک ہلال شب عید ہین نزدیک طبع روشندلان یہ مثال العید ہین خنجر کہون کلیجے پر زخم کھاؤن یا تیغۂ اصفہانی موے ابرو جوہر ہین دندان درج دہان مین رشک گوہر ہین لبون سے معجز نمائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب و طاہر نزاکت مین بنظیر وہ حور پیکر پریوش تخت سے اُتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سینے سے لگا کر فرمایا اے ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سنا کہ آج کل حضور کو بڑے بڑے ملال ہین

بی بہار وغیرہ کے بڑے جاہ وجلال ہین سر پیٹنے کی جگہ ہی حضور دنیا کا خون سفید ہی نہین معلوم آئین کیا
مجید ہی بی بہار آپ کی دشمن ہوئین سنتی ہون رنگ زمانے آج بدلگیا یوح سر پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار
صاحب طلسم کشا کو دے بیٹھین ذرا مجھسے تو بیان کیجیے کیا معرکے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ
دی کہا بی بی تم یہ حال سُنکر کیا کروگی سب انتظام ہو چکے دشمنونکی جان کو خوب رو چکے اب اُن سب بلا نازل
ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوش ربا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جاکر [illegible] بیٹھی
ہین قصر سحر بنائے حصار تیار کیے اب اُنکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہی کہ اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے مین اندر اسی ہفتے
کے آتی ہون باغیون کو مزا چکھا دونگی مثل باد خزان اُنپر آکے گرونگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ
اُٹھ چکی ہین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ماتھا کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون نگوڑے عیارون نے ناک
مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوئے کوئی اُنکے سحر کو نہ روک سکا کوکب
نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون
نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک نہ آسکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے عرض کی آپ
والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے
زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے سحر اختیار کیے ہین بہت بھول گئی ہین باغ بناتی
ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے کیسے گلہاے رنگا رنگ نخلہاے سایہ دار حوضہاے
لطیف عندلیبان ظریف تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر
گل مہتاب رشک ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی شراب شبنم کے دور صبا کی مستانہ
چال ہر نخل سرسبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بے خزان بنایا کسی کو رنگ شعبدہ
دکھایا حیرت نے کہا بی بی تم میری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تمکو جھوٹا کرون بہار نے ایسے ایسے سحر
کیے ہزارون کے قلب اُلٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشدزادے ہمارے مصور جادو
مثل تصویر خاموش تھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب نہ آتا تڑپ کے مر جاتے
حسین نے مسکرا کر جواب دیا ہان حضور سرکار کی بہن ہین وہ بڑی پُرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھلجائیگی
جو ہو تم ہلا نہ دون دختر صنعت نہ فرمائیے گا تنکے چنوا دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی بی
اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھو مین مناسب سمجھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوادونگی حسین یہ کہکر اٹھی اگر حضور شب کو

شب کو طبل جنگی نہ بجوائینگی تو بدون عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکونگی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی
جب حسین جا چکی وزیرزادیون سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدّن ہی اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت
شکایت کرین کہ میری صاحبزادی کو نہ روکا وہ اپنے سحر مین پھولی جاتی ہین بوا بہار سے مقابلہ کرنیکو کہتی ہین
وزیرزادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپکی صاحبزادی بی
بہار سے مقابلہ کو کہتی ہین ہمنے لاکھ منع کیا نہین مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کالا ناگ ہی
کسکو اُسنے نہین ڈسا کہان کہان زہر نہین اُگلا آتشکدے جنوا دیا اُسکا کام ہی رنگ باغ سحر مین اُسکا نام ہی بس صاحبزادی کو
لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کرین بی بہار سے نہ لڑین یا اپنی ماں کی تحریر دیکھکر
آپ تامل کرینگی اسقدر نہ غل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھا گلشن
اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن تجھی بی صنعت کو زبانی بھی سمجھانا کہ صاحبزادی کو روکین گلشن نامہ لیکر چلی برق
کھڑا دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا تڑپتا ہوا چلا جب گلشن جنگل مین پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا
لگا کے صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا آگے بڑھکر سایۂ نخل مین ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا بوا صرصر
کہان کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آٹھ پہر ہمکو مرنے جینے سے کام ہی عیارون کی
فکر مین نکلی ہون تم کہان چلین برق نے گلشن کو باتون مین لگایا جب گلشن نے منھ پھیرا حلقے کمند کے
گلے مین ڈال دیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درۂ کوہ مین ڈال دیا رنگ روغن
عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اُسکے لے لیا صنعت کیطرف سے پشت پر جواب
لکھا نور نظر پارۂ جگر طول عمرہٗ بعد دعاے ترقی حسن و جمال ای ماہ فلک جاہ و جلال ای بدر کامل چرخ افسونگری
ای برج ساحری تمھارا حال ہمپر خوب روشن ہی لیکن بی بی مین قسم کھا چکی ہون مصروف عیش و نشاط ہو
طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہار سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہار پر غالب آؤگی لیکن خبردار خبردار
لڑنے کا ارادہ نکرنا خوب بڑا سا مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اُس کاغذ کو لیکر
جھولی مین رکھا طرف بارگاہ حیرت کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت مین داخل ہوا ہر چند کہ ڈر رہا
ہی کہ کہین صرصر نہ آجاے لیکن دل سے کہتا ہی کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے
کہا کیون گلشن جلدی پلٹ آئین برق نے کہا حضور مین بارگاہ تک نہین گئی جنگل مین شکار کھیل رہی
تھین نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئین اُسکی پشت پر لکھ دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت

بہت خوش ہوئی کہا بوا گلشن یہ نامہ جاکر بی حسین کو دو زبانی بھی خوب سمجھانا کہ بی بی طبل جنگی بجواؤ گی تو
امان جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین بخوبی سمجھا دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت
گلشن اکڑتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز ملکہ حیرت کی الگ ایک سے
بھگڑ لڑتی ہوئی جاتی ہی کسی کا منھ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو ہنسایا کسی کو
رولایا دیکھنے والے بھڑکے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہی کیا نازنین قطعدار ہی بلاے روزگار ہی
خال سینے پر کیا ابھار ہی برق ایک ایک کو گالیان دیتا ہوا کمبخت نگاہون مین کھائے جاتے ہین نگوڑے
نظر لگاتے ہین در گور گھورنے والون کی آنکھین ٹہم ہو جائین نگوڑے بھڑوے ٹٹولتے پھرین اندھے ہو کے
کنوین مین گرین حسین نے کنیزون سے عرض کی بی گلشن آئی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کو
نامہ لکھا تھا جواب آگیا حسین نے کہا آنے دو مین آئی جان سے نہین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور
بزرگونکی بات کا ماننا ضرور ہی کہ گلشن سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق
بلا تکلف آکر کرسی پر بیٹھا کہا ای ملکہ عالم آپنے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا نہو کسی کی صورت بنکے
عیار چلے آئین دشمنون کو آزار پہونچائین حسین ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان نگوڑا عیار آکر
کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا اچھا حضور نامہ پڑھیے حال کھلجائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھلائی کہا
امی جان کو سودا ہوا ہی مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھپر دباؤ ڈالا میری مان کا نامہ منگا دیا اب تو
مجھے ضد ہوگئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا آپ کیون غصہ کرتی ہین آپکے اختیار ہی جس سے
چاہیے لڑے کسی کو کیا دخل ہی گانا سنیے حسین نے کہا بوا گلشن مجھے گانا سننے کا بڑا شوق ہی ہماری عشق بالی
کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص علم موسیقی مین طاق شہرۂ آفاق ہی کنیزین دوڑین ایک نازنین
سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہی
حسین نے کہا بی گلشن کو گانا سناؤ اسنے اسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی
لیکن بی گلشن پھولی بیٹھی ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گاتی ہی گلشن نے
کہا حضور بے سری ہی حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آئین
بائین شائین کاٹ کے پائے گا نا رونا کسی نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے یہ بڑی اترائی
ہین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور سنین گنگنا کے برق تانین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی لہرا

اُڑانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریان گاتین کبھی بتانے بتاتے یہ غزل شروع کی

غزل

عقل نے فی الفور یہ دیدار صنم نے کھودی — وصل کی رات شکایات مین ہمنے کھودی

گھل کے مرجانے کا پھل پایا یہ اے الفت چشم — کہ لحد نشتر مژگان صنم نے لکھ دی

گرد عصیان سے نہین پاک دل دنیا دار — اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھودی

وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہی ایسا غم ہجر — تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھودی

ایک کاسے پہ کیا سارے جہان کو مہمان — تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھودی

سوجھتا کچھ نہین رونے کے سوا اب مجکو — روشنی آنکھ کی اس درجہ ورم نے کھودی

صدق و کذب ایک سے شاکی ہین بجا کاذب سے — سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھودی

سیم اور زر کی محبت ہی بتون کی الفت — گوہر دین کی ضیا جبکہ درم نے کھودی

اے شباب ایک تو پیری مین بھی راحت پائی — تھی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نے کھودی

کس نے کی جان قبول اس سے جو کہتا ہی کوئی — ہنس کے کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمنے کھودی

ایسی برق نے جو تانین لگائین حسین نے موتیونکا مالا اُتار کر دیا کہا اے گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون سرسبز ہو سکتا ہی گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار مین ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہشمند ہی لاکھون روپیہ اپنے صرف کرتی ہین کامل اگر ہم لوگون کو سکھاتی ہین ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ مین اڑا لیتے ہین حضور عمرو عیار مشہور ہی اُسنے دربار مین ملکہ حاکم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سبکے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہی کسی کو باقی نہین چھوڑتا مین نے بھی آنکھون سے دیکھا وہی ڈھنگ اڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہی شراب کا پلانا برق نے کہا نہین حضور بڑے کمال کی بات ہی عیاری کی گھات ہی پیشواز پہنکر ناچنا ہی منھ سے گانا ہاتھ سے بتانا سر سے لاکر شراب پلانا قطرہ نہ گرے پینے والا راضی ہوجاے مین بھی اسوقت امتحان کرون حسین بہت خوش ہو کہا بوا گلشن اگر دس جام [illegible] کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہی برق نے کہا نہین حضور گرے کیونکر شرط بدکے مین بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا مین حیرت سے [illegible] تمھین مانگ لونگی گلشن کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم آٹھ پہر حاضر ہین خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشواز اپنی منگوا کر دی برق نے زیب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کنجی میخانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہون تو کوئی باقی نہ رہجاے

حسین نے خوشی مین آگر کنجی میخانے کی حوالے کردی برق نے بتعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کرکے بارگاہ مین لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب لس سلیقے سے شراب لائی ہے جو نہ پیتا ہوا اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل کھڑے گئے ہر طرف دکلان تعریفین کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام بلورین لبریز کیا اٹھا کر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازان یہ ساقی نامہ ورد زبان ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا	مے بنت العنب کا دکھلا	ہو تیشیں محل خم سے ناب
آنکھین بچھین جاے فرش کمخواب	نشو و نما ہو صراحی سے تر	محرم کی کٹوریان ہون ساغر
غمزہ ہو شراب ناب کا جوش	گھونگٹ ہے دست رند مے نوش	گھنگھرو قطرے شراب کے ہون
ڈورے چشم کباب کے ہون	طبلہ دست سبو بجائے	بانگ قلقل ترانے گائے
سارنگی ہو شیشۂ مے رز	ہو سیخ کباب صورت گز	ساغر کرین جل ترنگ سے ساز
قیفین ہون مجیرے کی ہم آواز	جو مست ہو تالیان بجائے	رقص اپنا چھلک کے مے دکھائے
ساغر کرین وجد مست ہو کر	تانین توڑین شکست ہو کر	یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے

گائے اہالیان محفل کے منھ مین پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش مین قصد کرتا کہ ایک جام پیون ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لے لون ملکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلگشت نے محفل کو باغ و بہار کردیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا تن تن کے تانین لگانا اشعار صفت شراب مین گانا اس مطلع کو کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائے جام پیون انعام مین اسکو لعل یاقوت احمر کا دون برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتا ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرتا ہے اور کبھی شروع کی دھوبن بیٹھو جاے لوگون پر چھریان پھر رہی ہین اہالیان دربار حسینون کے خواستگار حاضر ہین چاہتے ہین گلگشت کو لیجائین اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کمر مین خنجر لگا ہوا دل مین کہ کہ سارے جلسے کو بیہوش کرون حسین سحر ساز کو قتل کرکے بھاگون صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی سارنگی گری بھولیگی آج اُستاد تعریف کرینگے اہل اسلام دم صحبت کا ہماری بھرینگے میان کچی عیار صاحب پہونچ سکے اور برق ۱۱

یہ عیاری ہمارا کام ہے اسکا نیک انجام ہے دل سے باتین کرتا ہوا بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی سر پر جام شراب زلفون مین پیچ ابروے خمدار ہلتے ہوے سامنے حسین کے پہونچا مسکرا کر کہا الہی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حسین نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے برق فرنگی کے لیا برق آنکھین لڑائے ہوئے اشعار پڑھ رہا ہے حسین نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا ہونٹھون سے لگاؤن ارادہ ہی کہ پیے کہ اک شعلہ بھڑکا سنہرہ پنجہ براے دستگیری حسین ظاہر ہوا جام پر گر لینے تھپڑ مارا جام ٹکرے ہو کر زمین پر گرا شعلے نے آواز دی او حسین کیا کرتی ہو شراب نہ پینا انجام برا ہوگا جام تو گر کر ٹکرے ٹکرے ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی حسین نے آواز دی ارے تو کون ہے برق نے دیکھا کہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ خنجر کمر سے کھینچا جا پڑا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

منم برق رفتار و صحبہ گزار	منم یکہ لشکن گران بر ہزار

حسین نے اپنے کو تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا حسین نے ایک دوہتڑ مارا برق گریبان ہاتھ کھینچنے لگا ملکہ دیکھو مجھکو نہ ستانا ملکہ حیرت کی لونڈی ہون حسین نے ایک دانہ ماش کا مارا رنگ روغن عیاری اڑ گیا اب سب نے دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے زمین پر پڑا ہوا ہے حسین سر پیٹنے لگی او نگوڑے موئے لونڈی کاٹے غضب کیا میرے دربار مین گھس آیا ابھی قتل کرو حرامزادے کو برق نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمائیے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا لیکن انصاف کیجیے کیسی عمدہ عیاری کی ہے صرف آپکا امتحان کرنا تھا کہ حضور دختر ملکہ صنعت صاحب لیاقت و شوکت ہین ضرور مجھکو پہچانینگی ملکہ کی نوکری کرونگا ملکہ مہرخ و بہار نے میری بڑی ناقدری کی بارگاہ سے نکالدیا بھوکون مرتا ہون آپ مجھکو نوکر رکھیے مین ابھی جاکر مہرخ و بہار کا سر کاٹ لاؤنگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مین نے آپ کی ماں کے بھی بڑی بڑی عیاریاں کین جب اول مین دوائی ہین سالار جادو پیش رو لشکر کا مسند و تخت سحر لیکر مین ہی بھاگا تھا پھر بھی نکر سالار کو مارا آپ مجھکو نوکر رکھئے اپنی ماں کے پاس بھیج دیجیے آپ کی ماں کے پاس رہونگا پاؤن دبایا کرونگا آپ کو انکو دونون کو راضی کر دونگا کنیزین لگین پیٹنے داری اس نگوڑے جعلساز کو قتل کیجیے دیکھیے نگوڑے نے کیا رنگ جما لیا ذرا خوف نہ آیا حسین یہ حال حیرت مآل دیکھکر سن ہو گئی حیران حیران برق کو دیکھ رہی ہے برق باتین بنا

جاتا ہی کہتا ہی حضور کچھ فرمائیے سحر مجھپر سے اُتار لیجیے میرے پانوُن ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا
بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑونگی جلا جلا کے مارونگی مین نہ کسی سے لڑی نہ بھڑی تو نے مجھپر عیاری
کی برق نے کہا حضور تم لوگون کا یہی دستور ہی میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین
بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اِس نگوڑے سے زبان لڑاتی ہین دیکھیے کیسا ٹیڑھا باتین بناتا ہی
اپنے حقوق جتاتا ہی کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا کام کیا مین ابھی اِسکو قتل کراتی ہون
میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اِسکا
نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہوجائین آپکے لشکر کی جانب مُنھ کرکے
نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو دیکھا بی شعلہ رخسار
بہت گرم ہین جب تو برق پلٹا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث نہ جانیے گا ایک
لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خدا اُستاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک موے جسم کم ہوا تمام
دربار کو خون سے لال کردینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کردینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین اکیلا
آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہی کوئی داروغہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُلٹتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اُڑیگی سب جلکر بھسم ہوجائینگے مالک تو
ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک سر فولاد ہیوشی خوار آیا تھا بارہ ٹیکے
روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لیگیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے
نقب لگاکر اُسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زلزال آوے ہمارے لینے کے دینے پڑے تو یہ حال ہی حسین
نے کہا بیٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کرسکتے ہین ہم ابھی سب کو دیوانہ بنا کے ماردینگی مہرخ و بہار کو
سر میدان للکارونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصے سے چہرہ سرخ
ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق بہت
چیخا دیکھو ملکہ بُرا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پچھتاؤ گی خلیفہ مہتر قران آگ دیدو نقب اُڑادو
بھائی چالاک دوڑو ہوا زادی مجھکو قتل کراتی ہی دربار مین حسین کے بلوہ ہوا پریان گھبراکر بارگاہ سے

نکل گئین ایک کہتی ہی تو انجھے گرمی معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی مٹی کھسکی آفت برپا ہوا
چاہتی ہی تو انکل چلو جان بچا کے نکل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے پھندے سے خدا بچائے
یا تو نگوڑا معشوق بنا ہوا اقتاب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار رہا ہی بصورت مبدل
آئے ہونگے حسین نے جو یہ ہنگامہ سنا کنیزون کو ڈگر کا ایک ایک کو جھڑک دیا کہا حرامزادیو کچھ دیوانی
ہوئی ہو مین آسمان سحر بند کردون کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی میری غفلت مین چلا آیا کل صبح کو دیکھنا
میدان مزبلہ قصابان بنادونگی مع طلسم کشا مہرخ و بہار وغیرہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین
سحرساز نہ پایا مین ابھی ڈرانے سے رونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد
نے برق کو کھینچا گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھکر فرمائیے قتل کرنا میرا کام
ہی جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سرکو تن سے قلم کرونگا تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت اب اسکے قتل
مین کیا دیر ہی حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چہار جانب
گھبرا کر دیکھنے لگا موت شباب کی آنکھون کے سامنے آئی پکار اٹھا ای کریم قتل سے بچانے بلائے
ناگہانی سے نجات دے نظم

مجھے فضل کرتے نہین لگتی بار
کہ آیا ہی قران مین لاتقنطوا

نہو تجھ سے مایوس امیدوار
عصیان کے حجاب سے مفر دے

کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو
دامن گل آرزو سے بھر دے

قطعہ

شاہا ز کرم برمن درویش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو

برحال من خستۂ دلریش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحرساز چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر بلند ہوا کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور
ملکہ صبار فتار کمند انداز آتی ہین شاید ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجہ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال
ہی حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گود مین ہمکو پالا ہی اور مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہی صبار فتار
کو بلاؤ سب نے دیکھا صبار فتار آئی بانہاے عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پانو تک
بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر پہونچی
کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کر رہی ہین لیکن فرمایا ہی کہ بی بی تم نہ اسکو
قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کے روانہ کردینگے شہنشاہ

کو اختیار ہی یقین کامل ہی وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہی جہان اسکے
خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی
کم سن کنوار اپنڈا ایسی باتین مناسب نہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبا رفتار لیجاؤ مگر حضور سے
عرض کرنا اب میرے نام پر ضرور طبل جنگی بجوائیے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا نہ
مانونگی بہار سے لڑنے کی بڑی ہوس ہی صبا رفتار نے بڑھکر برق کی مشکین باندھین کہا حضور
سحر اپنا اُتار لیجیے حسین نے سحر اُتارا صبا رفتار نے پشتارہ برق کا اُٹھایا سلام کرکے چلی صاف
لیکر نکل گئی کنارے پر لشکر کے آکر صبا رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام ہم
مہتر چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا کہا مرشدزادے بڑا کام کیا مگر یہ حرامزادی بڑی ہوشیار ہی
اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی چالاک نے کہا انشاءاللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین
چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی کہ جب پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے
اُٹھی حیرت کو جھک کر سلام کیا لاکر تخت پر بٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا
حیرت نے کہا کیسا برق حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین
کیا جانون مین نے جوش محبت مین تمھاری ماں کو نامہ لکھا گلشن جواب لائی مین نے اسکو تمھارے
پاس روانہ کر دیا کہ نوشتہ اپنی مادر مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص
نہ تھی برق فرنگی گلشن بنکر آیا اپنا گل کھلایا نگوڑا ناچا گایا شراب بیہوشی ملا کر مجھے دی آپ کی عنایت
سے مین انتظام کر چکی تھی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی مین نے گرفتار کیا بہت دھمکاتا تھا ڈراتا تھا مین نے
جلاد کو بلایا کہ صبا رفتار آئی ابھی تو پشتارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہی عیاری
نہین کرامات ہی دوسرا اُسکا بھائی صبا رفتار بنکر لیگیا ہوگا سالہا سال ہوے یہی رنگ دیکھتے دیکھتے
آنکھین پتھرا گئین اب تو حسین کے ہوش اُڑ گئے حیرت نے کہا گلشن کو تلاش کرو وہان گلشن کو گھسیارون نے
بیدار کیا گلشن روتی ہوئی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کر کے
مجھے درہ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطہ سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب کنیز نہ مانیگی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بیدرد فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہی حضور دخل نہ دین میدان

جنگ مین تماشا دیکھین دیکھیے کیا کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہے جینک
اور مہربان آئین ان سب کا خاتمہ ہوا انکو تکلیف ہوا ان ایسے نالایقون کے واسطے اسقدر مشقت
کی ہے مرگھٹ پر مکان بنوایا حیرت نے کہا اے نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کر دیا
ہے جہان کمند وہم وخیال نہ پہونچے یہ نگوڑے وہان پہونچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت
نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی تم اتنا احسان کرو تا آنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجواؤ حسین
نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کنیز اسوقت بڑے انتشار مین ہے بے اڑے بھڑے اس نگوڑے
مونڈی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے تدبیر نہ کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو
تسخیر کر لیا اگر حضور ملاحظہ فرمائین تمام دنیلکے گانے والون کا لطف نگاہ سے گر جاتا حیرت نے کہا
بی بی ہمین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دہن اژدر مین اپنے کو گراتے ہین برسون سے یہ مصیبت
اُٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہو وے شہنشاہ طلسم ہوش ربا
افراسیاب جادو جسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہے اُسپر عیاریان کین ساربان زادے نے
کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا انکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین برشد زادے کو تُتّھا
بنایا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہے کہ چن چنکے اُنکو قتل کرنا چاہیے
اور برق و چالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم
سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کروگی وہ آکر ہماری دامنگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی
کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اُٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ جواب
نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز جبدی حسب
بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا اگر خبر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چکی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار
بنکر چالاک آیا چھوڑا لیگیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مارونگی اہل اسلام سے
لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تمنے سُنا حسین دفتر صنعت
تشریف لائی ہین پہونچتے ہی اُنکے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے
عیارون مین بڑا میل ہے عیاری کرنا انکا کھیل ہے برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے ذرا تم دربار
مین حسین کے جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کر واسطہ سامری جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑے عیارون کا

بیچارہ کرد مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * صرصر نے کہا مین ابھی جاکر سمجھاتی ہون صرصر تو
یہان سے چلی حسین غصے مین ابھی کانپ رہی ہے کہتی ہے ابھی ایک سحر بنا کے بھیجونگی چالاک و برق
کو گرفتار کرا کے قتل کرونگی لیکن برق وچالاک لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ صحبت مین مہرخ کے
بیٹھے ہین کہ چرند و پرند پہونچے خواجہ کو پرچۂ اخبار دیا کہ حضور برق وچالاک نے اس طرح عیاری کی برق
نے گلشن بنکر بڑی بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور بھی کچھ
لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بہ شکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کو پرزا لیکر اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا
حضور کہان بڑی خوشی کی بات ہے آپ کے فرزند نے کس مزے سے آپکے شاگرد کو بچا لیا
عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کر کے کام کو خراب کرتے ہین اب اسکو بھڑکا دیا ہم
رات کو جاتے گرفتار کر لاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنیگی یہ سب صاحب بیان کرتے
ہین کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہے کل کمال صنعت کی حاکم ہے اقلیم افسونگری کی ناظم ہے پس اب یہ
عیاری کیونکر ہوسکیگی خواجہ یہ کہ رہے تھے کہ برق وچالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا استاد
آپ کے اقبال سے دربار مین حسین کے جاکر عیاری کی ایک پشواز پائی ہے وہ حاضر ہے عمرو نے
اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا تمکو سلامت رکھے عصائے ضعیفی ہو جانتے ہو کہ بوڑھا استاد تمہارا
فیاض ہے چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہین لاؤ بیٹا نکالو
برق نے خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی نذر زنبیل کی اب برق کا ہاتھ تھاما کہا وہ زیور
تو لائیے برق نے کہا استاد اور کچھ نہین ملا عمرو نے کہا ابے بھورے بڑا تو مکار ہے مجھکو پہلے ہی
خبر پہونچ چکی ہے سہری گلی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی مین دربار مین اُسکے موجود تھا دیکھ
رہا تھا سب چیزین گن چکا ہون طوق جڑاؤ ہے کڑے ہیرے کے ہین اور بہت سی چیزین جنکی فرد میرے
پاس لکھی رکھی ہے آپ بتلائیے کہ کیا کیا چیز ہے اے فرزند سب چیزین نکالو مین کیا لے لونگا اُسکی سبیل
جمع قائم کر کے روپیہ نقد تمہاری زوجہ کے پاس بھیجدون لڑکے بالون کی شادی مین کام آئیگا بھلا ابے
ایسے فقرون کو کب مانتا ہے اسنے کہا استاد جو مین نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑے کہا بچہ مارے
لونڈون کے کھال گرا دونگا اور تمہاری مشکین باندھکر حسین کے پاس لیچلونگا کہونگا کہ اسکو قتل کیجیے
برق نے کہا آپ کو اختیار ہے غلام مجبور و ناچار ہے جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ چیخے پیٹے مگر برق نے زیور

نہ نکالا تب خواجہ نے اسکی گردن مین ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جاتے ہین یہ کہکر برق
تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو غصے مین طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حسین مین داخل ہوئے
برق نے دیکھا اُستاد غصے مین آتے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت مین آکر ٹھہرا خواجہ
دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہے ایک نے کہا بی سوسن آتی ہین سب کا منہ چڑھاینگی بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان
کی شکل بنا ٹھُو اٹھا تنتناہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منہ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن
کی زبان درازی تو مشہور ہے بکتی ہوئی بڑھی کہا کیون نگوڑے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو بولا
بی سوسن تمنے منہ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہے عمرو نے کہا ہمارے مزاج
کی بھی یہی کیفیت ہے بی سوسن تم سمجھین نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ والے آئے
ہین چلکے انکا تماشا دیکھو کیا کیا لاگین کر رہے ہین سیف نگل گئے تم اتنی نہ نگل سکوگی سوسن بولی
کیون رے حکمت بازی کرتا ہے عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین اور
اشارے سے تم پر جان جاتی ہے ایک بات کہینگے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے اب تو بی سوسن
ساتھ ہوئین عمرو نے جیب سے نکالکر اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اُٹھا کے چلین عمرو آگے
بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا بی سوسن یہ کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہے جنگل مین مجھے کیون لایا
ہے عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی تھین
کہتی جاتی ہین ارے دیکھ کوئی آنہ جاے ادھر سے راستہ ہے میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر ہے
وہ کہین نہ آجاے ارے تجھکو مار ڈالیگا بڑا خونی جنونی ہے ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہے عمرو نے کہا یہ ہتھیار
تو دیکھو سوسن نے ایک دوہتڑ مارا کہا نگوڑے ہتھیار کیسا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھ جنگل سے کوئی
آتا ہے جیسے ہی سوسن پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مارا سوسن کو بیہوش کرکے کنارے
ڈالدیا کپڑے اُسکے اُتار لیے اُسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے
مگس رانی کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ ہین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا بی صرصر
شمشیر زن تنتی ہوئی آئین حسین کو جھک کر سلام کیا حسین غصے مین بیٹھی ہے صرصر نے سلام کرکے
سر اُٹھایا دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہے کھل مل کے باتین کر رہا ہے چاہتی ہے

کے کہ حضور عمرو کھڑا ہی عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی ابھی پہچان گئی ہی فوراً بتا دیگی بس عمرو نے کہا ای ملکہ
عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہی صرصر گھبرا کر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا گموڑے موے عمرو
عیار کو کنیزین دوڑین صرصر نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن لونڈیان چار طرف سے ٹوٹ پڑین صرصر نے
کسی کو حباب بیہوشی مار کے بیہوش کر دیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزین تڑپنے لگین دو چار بیہوش
ہو گئین عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑ بھڑ کے نکل جانا چاہتا ہی حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا
ماش کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہونچ چکی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزون نے پکڑ لیا اب
صرصر چیخی ای ملکہ دوہائی ہی ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہی مین ملکہ حیرت کی
عیار بچی ہون عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہی مین پرانی کنیز ہون یہ
حضور جانتی ہین کہ ہمیشہ سے بدتمیز ہون سوسن نام البتہ زبان دراز ہون لیکن آپ کی کنیزون
مین سرفراز ہون یہ نگوڑا مجھ پر تہمت لیتا ہی کڑھائی منگوا کر چڑھائیے مین گولہ اٹھاؤنگی نہین وار مجھے
آزاد کر دیجیے مجھے مردوا ستاتا ہی اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزین کہتی ہین کیون موئے نگوڑے مونڈی کاٹے
تیرا شاگرد برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر پہونچا اب تو صرصر بنکر آیا ہی اپنی ہوا باندھتا ہی
صرصر غل مچاتی ہی ای بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیان مجھے مارتی ہین عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی
ہی دل بیقرار ہو گیا ہان ہان کرکے بچانے لگے اشارے مین کہا کیون جان جہان آج تمھاری ناک
کٹوا ڈالون مگر مشہور ہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہی لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی مین شرما جاؤنگا صرصر اپنی
جان سے بہ تنگ کہ دروازے سے ایک جادوگر آیا اسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہان صرصر نہین عمرو ہی
یہ کہکے چھری لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا
جادوگر بنا کھڑا ہی گھبرا گئی عمرو نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ استاد اب اس اسباب کا
ذکر نہ کیجیے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہین عمرو نے
آنکھین نیلی پیلی کرکے کہا ابے تیری شامتین آئی ہین تمھارے باپ سے لونگا کہو تو تمکو خود جوتیان
کھلواؤن حسین سے کہدے یہ بھی حوصلہ باقی نہ رہجائے صرصر نے یہ باتین سنکر کہا بی حسین واسطہ
سامری جمشید کا گرم پانی منگائیے اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہی برق
نے قہقہہ مار کے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہی حضور دوہائی ہی سرکار کی

پیرے لڑکے سکھا سنے کپڑے اُتار لیے تھے حسین نے کہا میان ساحر تم کہان رہتے ہو کہا یہ سامنے اجاڑ گانون بڑا آبادی ہی مین وہان کا ٹھاکر ہون میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اُسنے یہی صورت بنکے کپڑے اُسکے اُتار لیے ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہی کبھی تو بصورت صرصر بنتا ہی ہمارے گانون کا گوریت ہی اُسنے بھی ڈھر پہنچا کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے ہوئے نکلی اس ساربان زادے نے اُسکی ہنسلی اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہین یہ بڑا ادی چور ہی ہمین دیجیے ہم لیجائین جا کے اسکو چوپہ یا قد جینگے بیٹھ پر اسکے سولہ گمچی بنائینگے پانی چھڑک کر ماینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گورے ادا پگڑی باندھے ہوئے بہت معقول چپکن چنی ہوئی مشروع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور مین ملکہ حیرت کا مردہا ہون میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے مین نوکری سے معطل رہا اب مین نے مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میان چالاک بن عمرو ہین عمرو نے بھی پہچانا کہا میان مردہے خدا تمکو سلامت رکھے مین بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت کرنیوالی مجھکو عمرو بتاتا ہی بھلا مین عمرو ہون مردہے نے کہا نہین صاحب تم بیچاری کو سنے کی سیکھنے والی تم مکرو فریب کو کیا جانو ای ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہین اس ساربان زادے کو ہمین دیجیے ہم عصا اسے لینگے اب حسین گھبرائی کہ مین کیا کرون صرصر تو کہتی ہی کہ عمرو سوسن بنا ہی زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہی اور وہ دونون گواہیان دیتے ہین کہ یہ صرصر نہین عمرو ہی آخر مین صرصر نے کہا ای ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ تینون نگوڑے عیار مکار جعلساز جمع ہین مجھکو ذلیل کراتے ہین یہان تو یہ جھگڑا ہی چوبدار زمیندار بی سوسن صرصر کو گھیرے ہوے ہین چانون چانون ہو رہی ہی حسین خاموش حیرت کا جوش کہ مین کیا کرون کس مصیبت مین پھنسی ہون ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہو جاے حیرت جادو داسگیر ہونگی لیکن ایک کنیز ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جا کر کہا حضور صرصر بڑی مصیبت مین پھنسی ہی نہین معلوم صرصر ہی یا عمرو ہی حسین نے اُسکو سحر سے پکڑا ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز سوسن نامے یہ تینون گواہیان دے رہے ہین کہ یہ حقیقت مین صرصر نہین عمرو ہی صرصر کہتی ہی یہ تینون عمرو چالاک و برق ہین حضور صورتون مین بڑے فرق ہین آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے سبکو پہچانیے لیکن جو سبکا افسر ہو اُسکو پکڑ لیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہی عیار کے جھگڑے

کو مین بخت کیا سمجھونگی بگڑ گیا غضب ہوا صرصر کو مین نے بھیجا تھا دیکھیے حسین کی جان کیونکر بچتی ہی
عیارون نے گھیر لیا سامری جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان
بارگاہ حسین مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان وکارد بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور وناچار انتہا کی
مجبوری ہی کہتی ہی حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لا کر میرا انکا منھ دھلائے حضور پر حال کھل جائے
حسین مصاحبون سے کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون سوسن کی حرب بانی زمیندار صاحب کی نئی
کہانی چوبدار کا نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ مین کسکو معقول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر
عرض کی حضور یہ ہنگامہ سنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین اب فیصلہ ہو جائیگا دم
ان مکارون کو خوب پہچانتی ہین یہ سنکر برق تھپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے
کہا ای ملکہ عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہیکو رکھون حسین چند قدم پیچھے
ہٹی سر جھکایا کہا بولو سوسن بیان کرو میرے کان مین کہدو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج
سر حسین سے لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اٹھا کر
ایک ساحر کو مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منھ کے بھل زمین پر گری تینون عیار نعرے
کرتے ہوئے نکل گئے حیرت آگے پہونچی دیکھا گیرودار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی وزیرزادیون
سے کہا سامری جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی عیار مار پیٹ کر نکلگئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی
بات ہی یہان حسین غصے مین اٹھی ہی صرصر اسی طرح پڑی تڑپ رہی ہی کہ حیرت آکر پہونچی
صرصر چیخی ملکہ عالم دوہائی ہی بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالائق میری ناک کاٹے لیتا تھا مین
یہان آنکر بڑی بلا مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا
حضور دیکھیے ساربان زادہ میرا تاج لیگیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی
اٹھی کہا حضور آج تو مجھ پر بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سنکر نگوڑے تینون بھاگ
گئے حیرت کو ستانا آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس
آتے ہین ہمارا کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اُس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور
اب آپ جائیے مجھے نالائقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو
بی بی تمنے پھر وہی باتین نکالین واسطہ سامری کا اپنی مان کو آجانے دو انکے سامنے چاہنا

اڑنایا جیسا حکم دین وہ کرنا میرے لیے بڑی رسوائی ہی جگ ہنسائی ہی حسین نے نیمچہ کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہین حیرت غصے مین پلٹی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزین گرد خاموش غصے سے چہرہ سرخ کسی سے کلام نہین کرتی یہان عیاران اسلام آکر دربار مہرخ مین پہونچے ملکہ مہرخ کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ اُتار لائے اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھین عمرو نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہی ہرکارے چھوٹے ہین کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہی تدبیرین عیاری کے گئے تھے نہ بن پڑی برق و چالاک بگاڑ آئے وہ ہوشیار ہوگئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور آپ ہوشیار رہین حسین آپ کی دشمن ہوگئی ہی عمرو نے کہا مین آسکے باپ کا دشمن ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا خیال مین گذرا گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ مین ٹھہرنا بہتر نہین ہی عمرو دل سے یہ باتین کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہان حسین جو رنجیدہ بیٹھی آبشار جادو اُسکے لشکر کا سپہ سالار جوش و خروش مین سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہی حضور کا تاج عمرو لیگیا اگر حکم ہو دریا دلی دکھاؤن ساربان زادے کی آبرو مٹاؤن کشتی حیات کو ڈبو دون دام گرداب قہر و غضب مین پھنساؤن حسین نے کچھ جواب نہ دیا مگر آبشار جادو نے دونون پانون زمین مین مارے مثل قطرۂ آب جذب ہوگیا اپنی موج مین زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہوکر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آیا جاتے ہی عمرو کو مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہی خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرما رہے ہین یا برق کہان گیا دیکھیے گنوار بنکر گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیان اُتار لایا ہی ڈھونڈھ کے اُسکو لاؤ گرد اکثر ساحر کھڑے ہین ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہی اُستاد جانے دیجیے وہ بھوریا بڑا فیلیا ہی آئیگا ہم انگوٹھیان دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہین آپ لوگ میرے شاگرد کے مقدمہ مین دخل ندیا کیجیے ہوش ربا مین آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہی بنک گھر مین بھیج دیتا ہی نوٹ بنوا رہا ہی ولایت چلا جائیگا وہان بیٹھکر مزے اُڑائیگا یہ باتین تھین کہ یکایک زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا باش او ساربان زادے ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولہ لشکر پر مارا اندھیرا ہوگیا شکیل جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر مین آبشار جادو نے پنجہ دیا لے اڑا لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو اُٹھا کر لیگیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر چل گئے یہ خبر لشکر مین

مشتہر ہوئی خواجہ عمرو کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا
مرکب ہمارا تیار کرو ایسا نہو نانا جان قتل ہو جائیں مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ
مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ مہرخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ
ہوا خُرد و کلان ادنی اعلی از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ ابھی عیاری کر کے آئے
تھے دختر صنعت کو بڑی ذلت دی ایسا نہو قتل کر ڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین
یا جان دینگے یا خواجہ کو چھوڑا لائینگے چالاک و برق آئے اگر سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب
جانیکا ارادہ نہ کرین ہم پہلے جا کر خبر لے آئیں فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف
لشکر حیرت کے چلے لیکن آلبشار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اگر سیدھا لشکر حسین مین جاؤنگا سرداران
اسلام پیچھا کرینگے صحرا کیطرف نکل گیا کہ دو چار کوس بڑھکر پلٹونگا لشکر مین ملکہ کے پہونچ جاؤنگا
یہان حسین سحر ساز بیٹھی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آلبشار جادو جا پہونچے
عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کر سکا طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یا تو مکدر بیٹھی تھی یا ہنس
پڑی کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا اب ساربان زادے کو قتل کر کے دل ٹھنڈا کرونگی
کنیزین کہہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ توقف نہ فرمائیے نہین تو سرداران اسلام بڑا
فساد برپا کرینگے سُنا ہے عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہان قید ہوا عمرو نے عیاری کر کے اُسکو بچا
لیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہے اُنکے عقل کے قصور ہین یہان کیا آسکتے ہین
ہین تو عیارون سے ڈر ہی جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئیگا سحر و ساحری مین
مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو مجکو بہار سے ہے لوگ کہتے ہین کہ بہار کا کوئی مثل و نظیر
نہین ہے دیکھنا دیوانہ بنادونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین آگے نہ بڑھ سکین یہان کے سب سردار ڈرتے ہین
مجھے کیا خوف کسی کا کیا ڈر مین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی مان کی محبت مین چلی آئی جو دل
مین آئیگا وہ کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو مادر مہربان اگر فرمائین میری بہی نے
لڑائی فتح کی ذرا صاحبو بڑھ کر دیکھو چچا جان وہان سے تو نکلے یہان ابھی تک نہین آئے کنیزون
نے کہا حضور ساحرون سے لڑائی ہوئی ہوگی لڑبھڑ کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان تو یہ باتین
ہو رہی ہین لیکن آلبشار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس پر آکے ایک مقام پر ٹھہرا

عمرو بیہوش و مدہوش تھا ٹھہر کر مشکین باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کہا میان ساحر صاحب تسلیم عرض ہی
مجھے آپ کہان لیے جاتے ہین آلتشار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا لیجا کر تجھکو دار پر
کھینچینگے اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم اُسکے دربار مین یہ ہنگامہ ڈال دیا دل
نازک پر صدمہ پہونچایا عمرو نے کہا کہ حضور مین اس لائق ہون غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آلتشار
نے کہا تو ساربان زادہ عمرو عیار ہی جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور یار دوست کیا مین تو
آپکا بھیک ہون گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہین رکھی ہے کہکے خواجہ گنگنا کے تعریف مین
اُس جادوگر کے دو تین شعر نظم کرکے گانے اب تو آلتشار گھبرایا عمرو کو اُسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا نہین
تھا سوچنے لگا کہ اے آلتشار بڑی خیر ہوئی دربار مین ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے گئے تھے عمرو
کو پکڑنے دھن مین گوتیے کو پکڑ لائے ہین کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی مین کہتا ہی لیکن یہ
دھوکا نہ دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپ کو میری بات کا یقین نہین آتا
کل رات کو دربار مین ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا بی مشتری کے ساتھ مین بھی گیا تھا بہت
انعام واکرام ملا بانٹنے مین جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی
کہ سب ڈھاڑی لڑے مرتے ہین ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا کر حساب بنوایا ہماری
قوم کے ایسے حرامزادے ڈوم ڈھاڑی اُسپر بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پر
مہر کردین تو حضور میرے پاس وہ کاغذ مہری موجود ہی اُسمین دوانی چوانی سب کے حصے انعام
واکرام ملنا سب عام گھانس لکھا ہوا ہی اُسکو ملاحظہ کر لیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیرین ملی
ہین اُسکے فرمان موجود ہین اُسکو حضور ملاحظہ کرین ہم کوئی شہدے لچے نہین ہین حضور گانو مین
چلے چلیے بنیے بقال سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے مین پہونچیے گا
سارنگی طبلے مجرے کی آواز کان مین آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیون کا محلہ ہی اور جو حضور
مجھپر کچھ زوال آئیگا سو بھائیون کا بھائی ہون کوس کوس کے سب کھا جائینگے ننھے ننھے بچے میرے
تڑپینگے اے حضور شبو ڈومنی میری جورو ہی سب رئیسون امیرون مین جاتی ہی کیسی عمدہ گاتی ہی حضور میرا
نام تان تو ڑخان شبو ڈومنی کا میان دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہی دو چیزین سُن لیجے
آپ کی لونڈی نے دو چھوکریان تیار کی ہین وہ بھی حضور خوب ناچتی ہین گھنٹہ بھر وہان بیٹھیے گا نا سنیے یہ ہمین

یقین ہی حضور خالی نہ سینگے ایک گلوری کھا کے چلے آئیے گا آلبشار گھبرا گیا کہا اچھا میاں تان توڑ خان اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین مین اپنی جورو کو آپ کے سامنے نہین کرونگا پردے مین بٹھیگا گانیگی آپ مجھکو بڑے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے جورو کا نام لیا ہی آپ بیچین ہو رہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا گانا بھی سنیے مزے بھی اُڑائیے آلبشار نے سحر عمرو پر سے اُتار اسحر اُترتے ہی خواجہ اُچکنے لگے کودنے لگے کہا میاں آلبشار اب تمھاری موت آئی کہا میاں تان توڑ خان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے کہا حضور مین نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیون کے محلے مین جائیے گا مثل مشہور ہی ڈومنی کا یار سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوا لینگی لیکن مزے بڑے ملین گے اب پر پڑ پاتین کرتے ہوئے آلبشار کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین مین اپنا لوٹا پتیلی رہن رکھکر لے آؤن اب تو میرے آپ کے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آلبشار نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو رکھا دینگے آلبشار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دیکھا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب آپ کا بچنا دشوار ہی ڈومنیان سر سہلائینگی بھیجا کھائینگی ننگے ہو کے وہان سے آؤ گے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پرانی دھوتی بندھوا دونگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود اُنکا ڈوپٹہ پاجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیون کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت اُنپر نہ ظاہر کرنا میاں آلبشار خوش مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے گا کہا لو میاں آلبشار ڈومنیون کا غول کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھ لو گھبرا کے آلبشار نے منھ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے فرمایا ابے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرۂ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	جھٹکا مارا آلبشار منھ کے بھل زمین پر گرا جاب مار کے بیہوش کیا سب	

کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھکے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام مین آلبشار جادو بو چند ساحران لشکر حیرت ادھر آنکلے تھے یہ صدا سُنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگ گئے جادوگرون نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہی گھبرائے کہ یارو اِسکو کسنے مار ڈالا ہی

لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہان جنگل مین نہ رہے لاشہ اُٹھا کر روتے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آلشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین خمسہ

پیچ کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے   آفتِ جان ہین یہ دل پانوٗن سے ملنے والے
مار ڈالینگے سرِ شام نکلنے والے   سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُگلنے والے
آہوے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے   آرزو لیکے چلے دہر مین ناشاد رہے
مرنے والے جبین کوچہ ترا آباد رہے   کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
او زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام وسحرا اتنا تو ہوا   در پہ حاضر رہون مد نظر اتنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا   کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے منھ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہی   اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہی
گریبان قمر کی ہین نور کی چالا کی ہی   حُسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاو   غازہ مل ملکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھاو
سنو اک خوشخبری منھ تو ذرا آگے لاو   آئنہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تمنے بناو
خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی نہین خوشبوے سر زلف دراز   وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز   پانوٗن تک تیرے جو پہونچے نہین اے مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھ لے ہمسے انداز   لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون نشیب اور فراز

جان برسون سے لڑاتے ہین مسافر جانانہ — گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز

چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہو تو کبھی گالون کی — آنکھ کے تل کی محبت ہو کبھی خالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہو مرے حالون کی — یہی سوزش یہی گرمی ہو اگر نالون کی

صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہو ہر صبح — اتحاد گل و بلبل کا مزا ہو ہر صبح
بار ور نخل ہین سب ذکر خدا ہو ہر صبح — باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہو ہر صبح

رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہو بلا خیز مقام — اسکے آغاز کا ابتک نہ کھلا کچھ انجام
بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام — اُنسے کہدو جو زمین پر نہین رکھتے وہ گام

گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دور ہو اس دور سے دل گھبراتا — درد الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا — نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا

مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

راتدن ہجر کے صدمے ہین بہت دلپہ سہے — یار بیرحم ہو احوال مرا کون سے کہے
دونون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دنرات بہے — اشک باقی جو نہ آنکھون مین ہے تو نہ رہے

جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت اور ثنا ای آتش — قلب آتش نفسون کا نہ جلا ای آتش
عرض کرتا ہو ذکی سن لے ذرا ای آتش — بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا ای آتش

ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

مغنی نغمانے کہ آمد بجان — درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نے — با حوال جسم یا باحوال سگ

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہے گلعذاران سرو قد سمن پیکران خوشرو بصد شدومد گرد اُس ماہ آسمان خوبی کے جمع ہین یہی ذکر ہے کہ آلبشار نے جاکر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیون ہوا کسی نے کہا حضور کہین لڑائی پڑگئی کسی نے کہا وہ بڑے بدمزاج ہین سب عیارون کو پکڑ لائینگے آپ کے ساتھ جس جسنے بے ادبی کی ہے سب کو سزائے کامل دینگے چالاک و برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبو ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیرخواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر خود اُٹھی دروازے پر آکے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہے یہ تو خوب جھیلے ہوے ہین مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہے حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ یہان سرکشی نہ کرو عیارون سے جان بچنا دشوار ہے وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہین گرد کنیزین آئین جلیسین گرمترددستو حشن وزیرزادی نے سلام کیا کہا کیون حضور خیر تو ہے ملکہ عالم فرماتی ہین کہ عیارون کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے حسین نے غصہ مین کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب میان آلبشار جادو عمرو کو گرفتار کر چکے بلکہ قتل کیا ہوگا اور عیارون کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی جو بات کہتی ہین وہی کرتی ہین اب مسلمانون کی جان بچنا دشوار ہے خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا بیکار ہے یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہین حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ کسکی لاش ہے سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آلبشار جادو جنگل مین مرے ہوے پڑے تھے ہم لاش اُٹھا لائے یہ سنتے ہی حسین نے مُنھ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاو میرے چچا کو کس نے مارا جادوگرون نے کہا حضور ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ نگوڑا کپڑے بھی اُتار لیتا ہے ننگ خاندان قزاقون کا اُستاد بانی بناے ظلم و بیداد یہ سنکر حسین غصے مین کانپنے لگی کہا جاکر سب مسلمانون کو مارونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان ساحران زبردست حربہ ہاے سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل

ہوئی بغیر سحر کیون بچی کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے آلبشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے جاکر عمرو کو پکڑا انھین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر جھلائی ہو لشکر تیار کیا بر سر مسلمانان جاتی ہو لشکر تیار ہو گیا حیرت جادو گھبرا کے ڈیوڑھی باہر آکے دیکھا حسین سحر ساز طاؤس پر سوار ہو چکی لشکر تیار ہو گیا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے حسین کا قصد ہو کہ طاؤس اُڑا اُون لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کر دیا جس قدر ہم سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہو ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا ابتک اُسکی کمر مین درد ہو آلبشار کی جان و آبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام ارکین طلسم ہوشربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کاکلکشا و ملکہ بلال سحر افگن و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہائے کس کا کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ افراسیاب سے مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہو اور بے قاعدے جاتی ہو لطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہو تامل کرو شام کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف ملیگا ہنگامے مین کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبہ کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون شکستین کھائین ہمیشہ لڑبھڑ کر اپنی جانین بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہو انکے معاملات مین آفتاب عقل کو زوال سب صاحبان جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا ویساہی مزہ پایا سب کو سحر بتا بتا کے کامل کر دیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑتی ہو ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہو کس کسکو جواب دوگی ایک ایک پرکالۂ آتش ایک ایک سرکش اسطرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی کہا حضور میرے دل کو بڑا قلق ہو میرا قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ نہ لونگی ملازمان کہینگے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیجدیا یہ تو ناممکن ہو کہ مقابلہ و مجادلہ نہ کرون لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے سمجھا کے لشکر کی کمر کھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اکڑتی ہوئی کانپ رہی ہو حیرت جادو واپس ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہو شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بی صنعت سحر ساز دفتر شکایت کے کھولینگی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون

لڑنے دیا صاحبزادی چار ا نچھ یاد کر کے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہین جانتی ہین
ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال مین یہ آتا ہی کہ شہنشاہ کو اطلاع کرون شاید وہ کچھ
لکھ بھیجین چھوکری مان جائے شہنشاہ نے جسدن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا
کہ ہم سمجھکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے مین نے سُنا ہی زال جادو بادشاہ قلعۂ تحت الشعاع کو
طلب فرمایا تھا راز و نیاز حجرۂ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرۂ اول کا مالک مشعل جادو مصاحب
سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے مین ایسی شرطین سخت ہین کہ شہنشاہ نے قبول نہین فرمایا
راز دار زال جادو ہی خود شہنشاہ وہان تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشعل جادو کو لائینگے
مشعل آتے ہی سب کو جلاویگا اُسکو کوئی قتل نہین کرسکتا محبت سامری مین اُسنے اپنے کو دفن
کرادیا خداوندون سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش خود فرماتی ہین کہ
مین چلکر مسلمانون کو قتل کرون چیر پھاڑ کر سب کو کھاجاؤن مگر اُنکا تشریف لانا قاعدۂ طلسم کے خلاف
ہی اسوجہ سے اُنکو نہین لاتے حیرت جادو تو اِن باتون مین مصروف ہی مشیرون نے عرض کی آپ
ملکہ صنعت کو لکھ بھیجین کہ صاحبزادی پر عیارون نے بلوہ کیا وہ مسلمانون سے کل ضرور لڑینگی
آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا مین نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا سوے
برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو
روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ مین نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ مین جاکر نامہ دے وہ آکے روکینگی
یہ راے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید
کردی کہ خبردار راہ مین نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے
ہین مین بیچ مین کہین نہ ٹھہرونگا نامہ لیکر طیران اُدھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز
تخت پر آکے بیٹھی یکایک لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی قیس ماہ بصد عز و جاہ دشت نجد فلک پر
مصروف جستجوے معشوق ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہمدم خانہ آراستہ ہو ہم براے
قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چرند و پرند ہر کارے لشکر اسلام کے
فوج حسین مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر باسد نامور بصد
سطوت و صولت دنگل یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہر عیاری

آبشار کو مار کر تشریف لائے ہین ملکہ مہرخ نے خبر سنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوے بیٹھے ہین چہک رہے ہین ایک جانب مہتر برق و چالاک و ضرغام و مہتر قران جانسوز بصد شوکت و شان حاضر دربار ہین ذکر لشکر حسین ہو رہا ہے ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو اُس چھوکری کا دعوی بیجا نہین ہے صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہے صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہے خوب خوب سحر کریگی یہ ذکر ہو رہے تھے کہ چوبداران سرکار ہر کارون کی اگر ہے بجنین ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے

نظم

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست
اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق

پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری
برق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق

مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے
آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہے ورق

ابر ہے گرچہ مثال تند نمدیدہ
گر تری برق غضب جھاڑ دے اُسپر چقمق

تو شتابہ سے بھی چل اُٹھے زیادہ وہ شتاب
آگ لگجانے مین دیر اُسکے نہووے مطلق

ہووے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی
اور دشمن کو رہے تیرے صدا رنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کہنا نہ مانا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا قصد ہے ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہے ملکہ بہار جادو نے مسکرا کر عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائین حضور کے اقبال سے اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا ملکہ بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزون کو حکم دیا ہمارے خیمہ مین اسباب سحر جمع کرو اُسی وقت ملکہ نسترین عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش سیمن عذار سبکدوش اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چمنستان مین آ کر گلچینی کرنے لگین گلدستہ ہاے گل بصد تحمل درست کیے رشتۂ جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست اُٹھین اپنے خیمہ مین آئین دیکھا کنیزان رنگین مزاج سرو قد غنچہ دہن حاضر ہین بیچ مین چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض مین آب صاف و شفاف مملو بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہے یا برج نور مین ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد کنیزین آ گئین آب ملکہ بہار نے غنچۂ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوے کبھی مینھ

برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہاے طولانی ورد دولت پر آراستہ ہین نخل جھو مین بہت سے چمن ہاے طولانی
تیار کیے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار مین پھول پھیلا دیے
درختون مین پھول کی بدھیان لٹکا دین یہ سامان کرکے ملکہ بہار جادو پلپٹین بستر ناز پر آکر آرام فرمایا
کنیزین خدمتگزاری مین مصروف ہوئین لیکن حسین سحر ساز طبل جنگی بجوا کر اُٹھی کنیزون نے آکر
خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسکے بھی باغ حسن مین بہار ہے آپ ایسی گل پرین
سے آمادۂ کارساز ہی یہ سنکر حسین سحر ساز ہوم خانے مین آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے
لیکن عیارون سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے
وہ اژدہے قلابۂ آتشین مُنہ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر مین نکلے کہ چلکر حسین کو
مارین جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہین جو اندر بارگاہ کے جانیکا قصد
کرتا ہی اژدہے مُنہ پھیلا کر دوڑتے ہین پہر بھر کامل گرد خیمۂ حسین کے چرخ مار راستہ جانیکا نہ ملا ناچار
پلٹے ناگاہ باغ فلک مین گل خورشید پھولا گلہاے سیارگان مرجھاے شاخ کہکشان پھولی پھلی
نسیم سحر مستانہ وار چلی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک
بلندی پر تخت اپنا بچھوایا براے تماشاے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور
کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادہ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے
آکر بہو نچا مرکب باد رفتار سے کود پڑا ساحرون کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ
کے طور پر حکم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت
مرکب باد رفتار پر سوار پہلو مین صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوشان
بصد عظم و شان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر یہ نامور ٹھہر اقلب سپاہ مین تخت نہ جبین
جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذیہوش پشت پر کنیزین زرین پوش
جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولون مین لدی
ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہر و حسین خوشنمود ف ودایرے بجاتی ہوئین
رنگ کی پچکاریان چل رہین اشعار بہار یہ گاتی ہوئین شعر مصنف آج ہیلا بٹ رہا ہی خوش ہی
بلبل باغ مین ؛ شاخہاے گل لُٹاتی ہین زر گل باغ مین ؛ ادھر سے آمد حسین سحر ساز بصد سوز

وگدار شعلے بھڑکتے ہوئے لکۂ ابر کڑکتے ہوئے حسین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت
سے ساتھ لائی ہی حسن مین بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جمائین آراستگی میدان
کارزار ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیٹ کڑ کا کہکے ہٹے حسین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت
جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی بی جاؤ تمھین پونے دو سو خداوندون کے
سپرد کیا لقا تمھارا نگہبان ہی لیکن بہت سمجھ بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسین نے کہا حضور
ملاحظہ فرمائینگی ابھی مشکین باندھکر لاتی ہون بدھیان پھولون کی بی بہار نے ہاتھون مین لی ہین
یہی ہتکڑیان نہ بجائینگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اڑا کر میدان کارزار
مین آئی عجائب وغرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب
آیئے ذرا ہم سے چار آنکھین کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی دیکھین کس کا غنچۂ آرزو کھلتا ہی بہار گلعذار
نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی اے سرو حدیقۂ
کامرانی وای رنگ و بوے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالہ مان کہکر گلے
مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدہا ملازم آپ کے موجود ہین وہ جاکر اس مغرور کو جواب دینگے آپ
تامل فرمایئے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہی جو جسکا
نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار مین نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا
ہمیشہ باغ حسن مین بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اس غازی کو
سلام کرکے میدان کارزار مین پہونچین حسین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا للکار کر گلدستہ اٹھایا
ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اتاری پہلے گلدستہ حسین کا چلا بہار نے بدھی طرح پھینکا سب نے دیکھا
ابر تیرہ و تار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہوا سرد کے چلے ابر سے بارش پھولون کی ہونے لگی سحر بہار
و سحر حسین سے ہزارون طائران زمزمہ سرا پیدا ہوے پرسے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرا ہوئے اسوقت
میدان کارزار مین عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسین نے دستک دی ٹھنڈی ہوا
چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہون سے حسین و بہار چھپ گئین
ابر تیرہ و تار نابود ہوا ایک باغ بیدر کا بنک تیار ہوا اسمین چمن ہاے طولانی گلہاے رنگارنگ شگفتہ
ہاے بوقلمون سرو و شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان و فرحان غنچون کی چٹک پھولون کی

مہک باغ پرجوش بہار عروس چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزار ہا عندلیبان خوشنوا بصد ناز داد ان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین اشعار رنگین

ہی آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق — پرتو ہی کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق
یہ جوش نسرین وسمن یہ لالہ و گل کا چمن — گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
آ سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن — ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
افشان جبین پر سر بسر مہتاب وانجم جلوہ گر — اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق
لب پر تبسم ہی کہ ہی جوش بہار موج گل — دندان پان خوردہ ہین یا نور سحر رنگ شفق
ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہی کہ وان — روشن دل ورنگین ادا نور سحر رنگ شفق
جام بلورین مین ہی یون عکس شراب لالہ گون — ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے — کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق
دیکھے چمن مین برگ گل آلودۂ شبنم جو گل — خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق
ہی شوق کو بالیدگی ہی ربط کو چسپیدگی — کس رنگ ہون ملکر جدا نور سحر رنگ شفق
ساقی مے عشرت سے بھر ساغر کہ ہی اس رنگ کی — آب وہوائے جانفزا نور سحر رنگ شفق

عرصۂ دراز تک صدائین عندلیبان خوشنوائے دین درودیوار مست اُس باغ نگارین مین بہار کا بند وبست اُس حدیقۂ نگارین مین صدہا نازنینان گلبدن خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار وحسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی ونیرنگ بازی وافسون طرازی کو دیکھکر ملکہ حیرت وماہرخ وجد مین ہین ہر ایک حیران کہ بہار وحسین یہ باغ بہشت آئین بنا کر کہان مخفی ہوئین سب کی نگاہ اُسی جانب ہی ہر خورد وکلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہی یکایک گوشۂ باغ سے دف ودایرے کی آواز بلند ملکہ ماہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان سہ جبین زوٹہ سارنگی کا بلند پائین کی گمک آسمان کو پہونچ رہی ہی سب ساز آلیمین ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش وخروش سازندون کے آگے رقص کرتی ہوئی دریا مین پھولون کے غوطہ زن نازنین پرفن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر اس غزل کی تانین مارتی ہوئی چلی آتی ہی غزل

جان ستم رسیدۂ من دادخواہ دل ‖ دل آنچہ کردہ است بجان من گواہ دل
بستانم از کہ این دو عدو خونبہاے جان ‖ دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل
یارب بدرو بے اثری نالۂ جرس ‖ گردید بہر قافلۂ اشک وآہ دل
دل گشت ناتوان و نداریم در نظر ‖ جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل
در برگ ہر گلے بہ چمن رنگ حسن اوست ‖ صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل
اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود ‖ با صاحب حرم نہ رسی جز براہ دل
یکشب اگر بہ بزم خودم جا دہی چو شمع ‖ روشن شود بجان تو روز سیاہ دل
دلدار حرف ناشنو و خلق سوی اوست ‖ گویم در جہان بہ کہ حال تباہ دل
سودا بگو کجا بردم من ز دست دل ‖ باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہی کہ نرگس شہلا نے آنکھیں کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان
خوشنوا مدہوش شمشاد پا بگل ایک سو شور عنادل سنبل کو پیچ و تاب سوسن کو کلام کرنے مین
حجاب اُسی جوش و خروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی ای حسین سحرساز بوے گل
بنکر کب تک اِس باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہی کیا خوب بتاتی ہی آؤ
یہ اشعار آبدار سُنو یہ صحبت یادگار رہی چار دن کو باغ مین بہار ہی تر و تازہ گل و لالہ دیکھ لو آکے
باغ کی سیر کرو گانا سُنو ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق
ہین کسکی مجال ہی جو تم سے آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ جھپکاتی ہو آکے سوسن کی
زبان وراز یان دیکھو وقت وداع عروس چمن ہی آتش گل شعلہ زن ہی لالے کے دل پر داغ
گلچین و باغبان باغ باغ ملکہ بہار نے غنچہ دہن سے گل کلام اس حسن و خوبی سے پیشکش کیے
جوانان چمن اکڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یار و بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ مٹا
دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہی دیکھین کیا رنگ لاتی ہی سب اُسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران
مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشۂ باغ سے روشنی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین
سحرساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض مرجھائے ہوے سناٹے
مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین آج نیا گل کھلا آپ

باغ کی مالک ہین کیسے مثل بوے گل اُسیین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلجائین بہار نے کہا تمکو کیا خوف وخطر
ہی باغ مین آنے کا یہی ثمر ہی تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو شرمندہ ہونا ہنسی
مین نہ رونا یہ سنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چار سو کنیزون نے خنجر کمر سے نکالے حسین نے
جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا رنگ سحر بہار جم گیا حسین
گلا کاٹا چاہتی ہی یہ کہکر ایک دستک دی ای طیران جلد حسین سحر ساز کو بچا رنگ سحر بہار مٹا
دیکھا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری او حسین
ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ
خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولہ نکال کر باغ پر مارا باغ جلنے لگا غنچون نے
زبان بند کی آتش گل بھڑکی عندلیبان خوشنوا ایسی پھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین گیسوے
سنبل کو پریشانی نرگس پر حیرانی ہر ایک چشمے سے خون اُبلا احباب چشم گریان نبگئے آہ آتشبار سے بلبلون
کے کلیجے جہن گئے یا تو وہ باغ پر بہار تھا جھونکا ہواے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہو گیا غبار
بلند ہوا سب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہوا گرم
چل رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض اُنکے مرجھائے
مثل برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری
حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جورو افراسیاب جادو کی ہی ہزار ہا رنگ اسکے قبضے مین ہین گلا کاٹنے
پر آمادہ تھی اُسنے طائر سامری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر آئی
ہی سب ساحر گوے ترنج نارنج ہاتھ مین سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے اب بھی پکار کر کہا کہ ای حسین بس
پلٹ آؤ نہ مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب آمادہ
کارزار ہوتی ہی زمین سحر مین بس ہوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا دے
شہنشاہ کو بڑے بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اُس مقام
خزان کو چھوڑا لشکر کو اُسکے آتے ہوے دیکھا مثل باد خزان باغیون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ سرخمو کے
کا کلکشا کنیزان بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران
گرامی بہار کے نام پر جان دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ

حسین کو مار ڈالیں گے اُسنے بھی لشکر کو حکم دیا مصور جادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ مہرخ نے للکارا و مصور تو
بڑا بیحیا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر لڑنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر چمکا حدت آفتاب
کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین نکالین جب مقراض سے تصویر ون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر
گر پڑے بہار نے پلٹ کر دیکھا مصور نے تہلکہ ڈالدیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت مین اُسکے سحر سے
ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا طرف مصور کے پلٹون کہ دیکھا حسین بصد جوش وخروش
سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ
بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین کر رہی ہی ارے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور بے
بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تھا
صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد و نقاش و قلمکش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر
مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی اُسنے بیدردی سے قتل کیے اُدھر سے لڑتی بھڑتی ملکہ زیور
محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اُسپر گولہ مارا زیور ہنسی پکار کر کہا بی صورت نگار تمنے بھی سحر سیکھا یہ
کہکے اُٹھا کے گولہ مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپکر گری سر زخمی ہوا کنیزان صورت نگار پر
زیور جا پڑی بی صورت نگار کی پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا دشت بخد
کا رنگ دکھا دیا جسپر جا پڑی اُس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو پھونک دیا کسی پر تیور ڈالے نگاہ سے
برق چمکائی کسی پر بجلی اُتار کر پھینک ماری ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلا دھار پانی برسا سیکڑون غرق
دریاے لعنت ہوے کبھی ہاتھ سے گُرا اُتار کر پھینکدیا صدہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا نفس و قفس
پیچیدہ زنجیر مین پہنے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا ٹکرا کے مرتے تھے خانۂ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا دانۂ زنجیر زہرہ
مار تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈالدیا ہزارون کو قتل کیا کیا کیا لطف سے سحر کر
رہی ہی پلٹ کر وزیرزادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہے مجھے دیکھو آثار سحر
زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر لڑونگی کس کس کو روکون کس کس کو ٹوکون مین چاہتی
ہون اس چھوکری کو بچا لون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے پلٹی تھی کہ سامنے سے باغبان کا نعرہ ہوا
حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جورو کی مدد کو بڑھا پکارتا ہوا ہی بی بی یہ کیا
غضب ہوا سر تمھارا کسنے زخمی کیا اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو

مجنون بنا دیا میان تم اسکے سامنے نچاتا لیلی زلف کھلی ہی اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود
جلالت آئین نگاہین سحر کی بھری ہوئین مصور نے کہا بی بی تمہارا بدلا ضرور لونگا زیور کی نگاہ پڑی للکارا
او مصور شہنشاہ داؤد کو دعا دے تجکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا نہانے والے جو آتے
تھے پاو بھر اناج دیتے تھے اسمین تیری بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہی
جاگیر وغیرہ دیدی تجکو بازار رس کیا آج ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہی تصویر کھینچ دیکھ تو کیا نقشہ ہی مصور نے
تصویر زیور جھولی سے نکالی زیور کی جانب پھینکی زیور نے کڑی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہو کر زمین
پر گری غبار زرد بلند ہوا اس غبار سے ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کر سامنے مصور کے آیا للکار کر
آواز دی کیون بے لونڈے ہمارے مالک سے لڑتا ہی آ مجھسے تو مقابلہ کر مصور نے سو قلم پھینک مارا زیور
نے اسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے پہونچا کئی سحر مصور نے کیے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی
دریاے خون مین نہا گیا لیکن نہ مرا مصور پر جا پڑا اب مصور نے تیغہ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے تیغہ
چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے
اٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہی زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر چین سحر مین قید
کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چرخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحراے ہولناک کا راستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ پیٹنے
لگے دوڑے ہوے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اسنے
باغبان کو زخمی کیا کہ ایک جانب غل ہوا دیکھا مصاحبان مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے
پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمایئے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ منکا ڈھلا ہوا
ایک زنگی دوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہی صورت نگار زخمدار کھڑی پیٹ رہی ہی حیرت گھبرائی
پکار کر کہا مرشد زادے ہم سب کو ذلیل کراتے ہین یہ کیسے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہی
اس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحراے ریگستان کو طے کر چکا ہی نخلستان مین جا کر غائب
ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولہ اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای غلام سامری
مرشد زادے کو بچا لے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی پتلہ پیدا ہوا تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین جست و خیز کرتا
ہوا قریب اس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی پتلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغہ کھینچ کے پتلے
پر جا پڑا اچھی واری کرکے ہاتھ تلوار کا اتارے پتلے نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے مین سے ہاتھ

نکال کر سر کو تبایا کمر پر ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے جلا خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی مین تیلے نے اٹھا لیا کاندھے پہ ڈال کر لے بھاگا آسمان پر جا کر غائب ہوگیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر مین زیور محمل نشین کے مبتلا تھے مین نے صدمۂ عظیم اٹھایا کئی سو کوس سے غلام سامری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس افراسیاب جادو کے لیجائیگا وہ آب دمیدہ سحر کے چھینٹے دینگے تب انکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا ای حیرت شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہین نبیرۂ خداوند کہلاتے ہین ذرا سے شعبدے مین چت ہوگئے کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے انکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہی حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی فوجین ملی ہوئی ہین سحر ہو رہے ہین آگ برس رہی ہی صدہا آتش سحر مین جلے ہزارون پانی سے ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

سمجھو نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمین لاکھون طرحکا غم ہی
سنبھل کے لازم ہی پانون رکھنا کہ اسمین ٹھوکر قدم قدم ہی

رہا نہ کوئی نہ یان رہیگا سبھون کو چلنا وہان پڑیگا
کوئی ہی آگے کوئی ہی پیچھے ہر ایک وان رہرو عدم ہی

یہ چند روزہ ہی دار فانی حباب آسا ہی زندگانی
کبھی ہی رنج اور کبھی ہی راحت نیا چلن اسکا دمبدم ہی

یہان نہ دارا نہ ہی سکندر نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی
مسافرانہ ٹکے ہوا ٹھو مقام فردوس ہی ارم ہی

لباس و آرایش و تنعم یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہان ناز اور نعم ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھون کے نیچے پھر گئی لذت حیات دوروزہ آنکھون سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہی تڑپتی پھرتی ہی ہر ایک سردار سے مقابلہ کیا ناگاہ سر اٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی شیرانہ رستمانہ فوج ساحران مین لڑ رہا ہی صندلان صندلی پوش مصروف جان نثاری ملکہ گوہر جادو و عاشق صندلان صندلی پوش رکاب اسد نامدار پہ ہاتھ رکھے ہوے سحر ساحرون کا دفع کر رہی ہی ایک جانب شاہزادہ شکیل فرزند دلبند ملکہ مہرخ سحر کر رہا ہی جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا ابھر کا اُس ساحر نے چاہا طلسم کشا کو بڑھکر گرفتار کرون شکیل نے بڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا یہ جانباز سرفروش قریب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین ملکہ حیرت جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہی ای حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہی اُسپر یہ

جرأت و شوکت دریائے فوج ساحران مین غوطے مار رہا ہی کسی کو تیر سے مار کسی کو نیزے پر اُٹھا لیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پر گرز گران سنگ سمان رنگ ہشت پہلو کا وار کیا جسپر گرز پڑ گیا پرا ٹھا ہو کر رہگیا جی مین سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کر دون اسد نامدار کو بڑھکر مارون یہ سوچ کر اسطرف سحر کرتی ہوئی چلی اسکا سحر قیامت ہی کون روک سکتا ہی چہرہ پر عتاب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب بھول سے عارض گرمی آتش سحر سے کمہلائے ہوے خون کے قطرے جسم پر سارا دوپٹہ افشانی معلوم ہوتا ہی اول اول گوہر جادو نے بڑھ کر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا بی گوہر جادو تم کیون اپنی آبرو کے پیچھے پڑی ہو کبھی کسی ساحر سے لڑی ہو یہ تقریر مسلسل حیرت کی سنکر گوہر نے بڑھ کر سحر کیا حیرت نے ابروہائے خنجر چمکا کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہر چند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بڑھا مطلب کو حیرت کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر مین آتی ہی یہ شیر دلیر ہین اس روباہ صفت سے کیا منھ پھیر ینگے غضب ہوا نعرہ کر کے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچا یا خود سحر کرنے لگا گئی سحر کیے حیرت کب مانتی ہی کڑی نگاہ ڈالی چھریان چلگئین برق گری شکیل کا زخمی کیا دور سے یہ ساحرون نے دیکھا کہ حیرت اسد نامدار پر جاتی ہی اسد نامدار خود نعرہ کر کے چلا ہی سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بھی چلین ملازمان حیرت نے بلوہ کیا اُس مقام پر گوہون کے دنائے ترنج سحر کے سناٹے کہین آگ برسی کہین دریا لہرایا کہین تیرون کی بوچھار کہین برق شمشیر چمکی کہین کمانون کی کڑک شعلہ ہائے آتش کی بھڑک گھوڑے کوتل بھاگتے پھرتے ہین سوار مرکبون سے گرتے ہین پیدل پرے جمائے ہوے مرنے پر آمادہ کمرین چست ارادے درست ایک کو دیکھ کی شرم دریائے آتش مین کود پڑنے پر سرگرم لاکھون کا کھیت ہوا حیرت یہی چاہتی ہی کہ ان سبکو ہٹا کر اسد غازی پر گردن پنجہ کمر مین دے کر لے نکلون اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی سحر سے زمین کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو مہلت پائی بہار کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ مین برائے مدد اسد نامدار جاؤن دور سے دیکھ رہی تھی کہ سب سردار اسی مقام پر مصروف جنگ و جدل ہین حیرت جادو کی زلفین عنبرین پر بل ہین کہ آواز آئی ای بہار کہان جاتی ہی منم ملکہ حسین سحر ساز تو نے سر میدان مجھکو ذلیل کیا ہین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جا دور ہو کیون شامتین آئی ہین حیرت جادو نے تجکو بچا لیا اس مجمع مین چل سب کے سحر کے امتحان ہین حیرت جادو طلسم کشا کا

قصد کر رہی ہی دیکھ ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہین بادشاہ طلسم ہوش رُبا کی جور و سے سرگرم کارزار ہین اہالیانِ طلسم ہوش رُبا مکار و غدار ہین زمانے مین ہر روز انقلاب ہی زلف لیلاے شبگو پیچ و تاب ہی بہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر لیجا بہشیاری — گر خواب پاسبان ہی گرگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھین جون صدف کب ابر نیسان پر نظر رکھین — عطا اسکی نہ باندھین گانٹھ جو دریا کہین جاری
نہین روشندیون کو وسعتِ روزی زمانہ مین — کرے کو مان گاہے پانو گہ آدھی گیے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لبان پیری کے عالم مین — پڑی ہی آتش یاقوت سے پنبہ مین چنگاری
نہ رکھا داغ دل نے تن بہان سیر لیسے کچھ مجھ مین — بغل کے چور کی جیون شمع کب تک ہو خبرداری
مدار زخمِ تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے — نہین مرہم پذیر ای یار جب دم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہون سودا کہ لیتے ہین — جہانِ جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کہا ناصح نہ ہو کچھ سحر کر دکھا دکھا ڈرائی سے منہ چھپا فوجین آپس مین مل گئین کنیزان بہار نے بڑھکر پچکاریان مارین کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئین حسین سحر ساز نے گولہ نکالکر فوج بہار پر مارا ان پانچ کنیزون کے سر پھٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا ے کر آئی ہی یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر بڑھین لیکن دیکھا جس رنگ مین مین نے اسکو پھنسایا تھا اُس پہلو پر اب نہین آتی کئی گلدستے بہار نے مارے حسین سحر ساز نے پھول نہ برسنے دیے طائران زمزمہ سرا کی زبان بند کر دی صد ہا طائر دن کو کباب کرکے گرا دیا صد ہا نخل جلاے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہی آتش خوئی شعلہ مزاجی دکھائی ہی ادھر دور سے حیرت جادو نے دیکھا ہواے سرو عیسی دم مسیح نفس آئی ارے کیسے پلٹی دیکھا بہار و ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑ گیا یا تو تدبیر گرفتاری اسد نامدار مین لڑ رہی تھی نعرہ کرنے لگی ای حسین خبردار میرے پاس چلی آ اس سرو گلزار ظلم و بدعت سے مقابلہ نہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی نیمچہ کھینچکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونون مین نیمچہ چلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہین کھاتی جب حسین نے ہاتھ مارا ہزارہا شعلہ ہاے آتش نے بہار کو گھیرا بہار شل ہوے گل اس باغ آتش بہار سے نکلتی ہی شاخ تمناے حسین جلتی ہی جب دس پانچ وار اُسنے کیے سپر بھی کئی مرتبہ بہار

کی کٹی ابکی جھپٹ کر غنچہ حسین نے مارا بہار نے بجائے سپر گلدستہ اٹھا دیا گلدستہ کٹا بوے خوش آئی حسین جھومی بس بہار ماہ رخسار نے سر نیمچہ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کو اٹھا دیا لیکن مبہوت ہو چکی ہی نیمچہ پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سر تن سے قلم ہو کر حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نعرہ کیا سنم بہار گلعذار طائرون نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام من حسین سحر ساز بود کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا یہان تو یہ ہنگامہ برپا ہی یعنی لاشہ حسین تڑپ رہا ہی سنگ باری برف باری ہو رہی ہی اہا میان فوج حسین چاہتے ہین گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہی

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہین

اس گلستان جہان مین کیا گل عبرت نہین
سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہی تو اپنی قابل صحبت نہین

خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

بسمل تیغ محبت کا ہی ہر زخم دل
ہوتا واے شور و واویلا و واحسرت نہین

منھ مین گر پانی چوا وے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین

ہی نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان
جسکے نسخے مین دوا کی نقط کو صحت نہین

کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین

خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
ایک ساعت مثل ریگ شیشہ ساعت نہین

خانہ ہستی کا اپنے صحن ہی دشت عدم
روز گر کیجے چہل قدمی مگر فرصت نہین

میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان
ہون اگر اک عرصہ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اُسپہ اتنے بار غم اللہ رے
اور اِس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین

ذوق اس صورت کدے مین ہین ہزارون صورتین
کوئی صورت اپنے صورت گر کی بے صورت نہین

ذکر کر چکا ہون کہ حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت سحر ساز مرگھٹ پر قصر سحر بنانے مین مصروف ہی پلٹ کر بارگاہ مین آئی ظلمات سے کہا دو دن کی

مشقت اور باقی ہی دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانون سے لڑتے ہین عیارون کی کیا مجال جو ہم تک آسکین خاک مین ملادونگی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی کہ آسمان پر برق چمکی طیران جادو نے اگر نامہ ہاتھ مین صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اُڑگئے گھبراکے پوچھا طیران خیر تو ہی مین ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہون ایک لمحہ کی مجکو فرصت نہین طیران جادو نے کہا نامہ تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہوجائے گی صنعت نے گھبراکر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحرساز و عیاری عیاران اسلام وآمادگی حسین سحرساز براے جنگ بہار سب حیرت نے مفصلاً لفظاً لکھا تھا صنعت سحرساز پڑھتے ہی تھرا گئی کہا او صاحبو چھوکری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک ضدن ہی کسی کا کہنا نہ مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے مین اُٹھی سحر کرکے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر کہا حضور لشکر کو لائین صنعت سحرساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چارسو سردار چلے صنعت نے لاکھ جلدی کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت سحرساز نے دیکھا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من حسین سحرساز بود پلٹ کر ظلمات سے کہا او صاحبو غضب ہوا ہاے مین لٹ گئی یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کڑکی اسوقت پہونچی جسطرح تحریر کرچکا ہون لاشہ حسین تڑپ رہا ہی کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسادیے گرد لاشہ حسین ہزارون کنیزون کے لاشے پڑے ہین صنعت نے وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ حیرت خوب رفاقت کا ہمکو مزا ملا اس گلعذار کا غنچۂ آرزو نہ کھلا ہاے آپ نے بھی نہ روکا ملکہ تو مثل آئینہ حیران مثل زلف پریشان اتنا جواب دیا کہ ای صنعت مین ناچار تھی میرا کہنا صاحبزادی نے نہ مانا مین نے بہت کوشش کی قضا نے اسکا دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور ہین معاوضۂ خون حسین مین آگ لگادونگی یہکر ملکہ صنعت سحرساز لشکر اسلام پر گری جھولی سے روئی کا گالا نکالا خوب روئی دکھائی چند قطرے پانی کے اسپر ڈالے اُٹھا کر پھینکا لگہ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا کئی ہزار ساحر سحر صنعت سے جلے اُسی حال پُرملال مین جھومتی ہوئی سامنے ملکہ بہار کے آئی کہا او بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مارا تجکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی کیا لڑائی مین پان پھول بٹتے ہین جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھل جائے گی بہار سے اور صنعت سحرساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت وغیرہ نے

ئے

وہ لکڑا بڑھایا لیکن صنعت بہار جادو پہ جا پڑی بہار نے نیچہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے مڑ کے جھاڑ دیا
بہار اس سازے سے آگاہ نہ تھی نیچہ بہار نے تاج صنعت کا کاٹا سر پہ اوچھا سا زخم آیا سر سے فوارۂ خون
کا نکلا قطرہ ہائے خون صنعت بہار پہ پڑے بہار لہرا کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ
ماش کے دانے پھینکے بہار جادو وہ ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر بچھایا
تھا اس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اس قفس آہنی میں بند کیا لاشہ حسین کا اٹھایا ظلمات
و گیسو کشا وغیرہ بھی پہنچ چکی تھیں قفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر اژدر پر ڈالا پکار کر
آواز دی کہ بی مہرخ دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہوں سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجکو صنعت سحر ساز
نہ کہنا ہر چند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رکی مثل شعلہ جوالہ
بلند ہوئی اڑتی پھرتی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو
نے طبل بازگشت بجوادیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ میں آکر ملکہ مہرخ پہونچیں خواجہ
عمرو بھی آئے ملکہ مہرخ نے کہا لو خواجہ صنعت سحر ساز سے بگڑی الجھی حسین کو بہار نے مارا لیکن
بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیاروں کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں
عمرو بیقرار ہو کے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کر کے پہاڑ پر آ کے نگاہ اٹھائی دیکھا مرگھٹ پر صنعت نے
ایک قصر عالی بنایا ہے تین لاکھ فوج فروکش ہے ایک سمت ایک مکان بطور زندان خانہ آراستہ
کیا ہے اسمیں لوہے کی سلاخیں لگائی ہیں عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بصورت عندلیب
اسی مکان میں چھوڑ دیا بہار اس مکان میں جا کر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے بہار سر ٹکراتی ہے
لیکن وہ نہیں ٹوٹتیں اور گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو گھبرائے کہ اس نشان
سے کچھ مراد ہے پہاڑ سے اترے قصد ہوا داخل لشکر ہوں دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی اتار کے
لکیر کے اس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا
تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے گٹھا یہاں رکھدو ایک کام ہمارا کر دو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے
اٹھا کے لاؤ ہمیں دے دو ایک روپیہ ہمسے لو پھر جا کے اپنی گھاس بیچنا بال بچوں میں چین کرنا
اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا میاں بڑے بھولے ہیں جلدی سے گٹھا اتار کر سر سے
رکھدیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری ہمیں لا کر دو ہمارے پانون

مین ور وہی اسوجہ سے وہانتک نہین جاسکتے روپیہ نکال کر دکھادیا گھسیارے کے منھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہوکے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کرکے لیگئے خواجہ عمرو وہان سے بھاگے سامنے صنعت کے جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہی کیون ادہر آیا گھسیارے نے کہا ایک میان نے روپیہ دینے کو کہا تھا مین جو یہان آیا گر پڑا صنعت ڈری کہ کوئی عیار ہو میان گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گسّیان اب کبھی نہ ادہر آؤنگا سوائے گھاس کھودنے کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا صنعت نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا عمرو اسکو دم دیکر پھنسا گیا صنعت نے کہا صاحبو سُنا تمنے ساربان زادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر چلا گیا مین سمجھی تھی عیار دھوکے مین چلے آئین گے یہان دھر لیے جائینگے لیکن ساربان زادہ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی لاشہ حسین کا جلوایا ظلمات جادو سے کہا تم خدمت مین ملکہ حیرت کی جاؤ کہنا حضور طبل جنگی بجوائین مین وقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فرداً فرداً سردارون کو گرفتار کرونگی ظلمات جادو بموجب حکم ملکہ صنعت سحر ساز طاؤس پر سوار ہوکر چلی یہان خواجہ عمرو بارگاہ ملکہ مہرخ مین آئے سب واسطے بہار کے مکدر ہو رہے ہین خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہوگئے کہ کوئی صورت رہائی بہار نکالی ہوگی عمرو بے اختیار رو دیا کہا ای سردار ان نامی بہار کی اب رہائی دشوار ہی صنعت سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہی اندر لشکر صنعت کے کوئی نہین جاسکتا خدا نے مجھکو بچایا ایک گھسیارے کو گرفتار کرا کے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے سامنے سردارون کے عیارون کے بیان کردی اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی قصد جانیکا نہ کرے جو جائیگا حصار سحر مین پھنسے گا تمام سردارونکو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ نے کہا پروردگار بدعت صنعت سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا حسین کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا سحر مین وہ ہمیشہ سے کامل ہی اسمائے افسونگری کی عامل ہی یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین لیکن برق تڑپ کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے خبر لاؤن کوئی تدبیر تا بہ صنعت سحر ساز پہونچنے کی نکالون یہ سوچتا ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ ہوا لیکن دل سے کہتا ہی انجام بخیر ہو

دو کلمۂ داستان حیرت بیان افراسیاب کہ باغ سیب مین داخل ہی بیان ہوتے ہین

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
نہ شادی مرگ ہو کیونکہ ہی مژدہ قتل دشمن کا
ستم ای گرمیِ ضبط فغان و آہ چھاتی پر
کیا زنجیر مجھکو چارہ گر نے کن دنون مین جب
نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھین
ہمارے خونبہا کا غیر سے دعوی ہی قاتل کو
کوئی تیر اُسکا دل مین رہگیا ہی کیا کہ آنکھون سے
دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پی گئے آنسو
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
بہت نازان ہی تو ای قیس وحشت پر دکھا دونگا

مین الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
کہ ہر گھر مین لیے شمشیر وہ روتا نکل آیا
کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا
عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا
سنا معذور ہی مضطر نکل آیا نکل آیا
یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا
ابھی رونے مین اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا
کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
یہی ارمان اک مدت سے جی مین تھا نکل آیا
کتابون مین کہین قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہی ہوا تھا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا تپلہ فولادی مرشدزادے کو گود مین لیے آتا ہی افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کرین تپلے نے لاکہ مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا ای غلام سامری خیر تو ہی مرشدزادے کس بلا مین تھے جب تم پہونچے تپلہ نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زیور محمل نشین مرشدزادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکۂ عالم نے مجھکو پکارا مین دقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مار مرشدزادے کو لیکر نکل آیا وہان میدان مین لڑائی ہو رہی ہی یہ کہکے تپلہ رخصت ہوگیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گبھرائے ہوے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ مین بہت ذلیل ہوا زیور نے مجھکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشدزادے نہ گھبرائیے آپ اگر سنبھل کر سحر کرین کوئی دنیا مین آپکا مثل ہی آپ کے بزرگون نے سب کچھ تعلیم کیا ہی ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ مابدولت گھبرا جاتے ہین بڑی خیر یہ ہوتی ہی کہ حور دہماری ہمکو سنبھال لیتی ہی بڑی محبت رکھتی ہی صبح کو دودھ پلاتی ہی سردی مین مچھلی کے سر کا شوربا پلاتی ہی مجھ مین بڑی طاقت آجاتی ہی افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشدزادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب

مفصل بتائیے مقابلہ کس سے پڑا ہی مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے مقابلہ پڑا ہی نام بہار سنکر رنگ روے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اُسکا دشوار ہی فوراً صرصر کو بھیجا کہا اے صرصر جلد جاکر خبر حسین سحر ساز کی لاؤ بہار سے مقابلے مین کیا گذری صرصر نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی مفصل خبر لے کر آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا کہ چلون کہ ایک جادوگر نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پڑھتے ہی منھ بنایا مصاحبون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین قتل ہو گئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کر کے لیگئی بڑی بدعت سے قید کیا اب آمادۂ حرب و پیکار ہی سب سامان تیار ہی صرصر سے کہا تامل کرو خبر بادولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند عرصے مقابلہ نہو کسی ساحر زبردست کو بلا کے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایک آن مین خاتمہ کر دیگا حسین نے جاتے ہی پکڑ لی آ الجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہی حقیقت مین وہ بلاے روزگار ہی لیکن حیرت کو سمجھا دیا جاے کہ مقدمہ مین صنعت کے تم دخل نہ دو دیکھو اُنسے کیا گذرتی ہی مشیران سلطنت مین ایک ساحر ارچنگ جادو بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا اے شہنشاہ مجکو حکم ہو مین جاکر ملکۂ عالم سے کل کیفیت بتصریح عرض کر دونگا افراسیاب نے ارچنگ کو قریب بلایا کہا اے ارچنگ اگر ہو سکے تو اپنے تئین پاس مخمور کے پہونچاؤ اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی صنعت آمادہ حرب و پیکار ہی سحر و ساحری مین بلاے روزگار ہی اُسکے مقدمہ مین شہنشاہ نہ دخل دیسکین گے کہ دختر بلند اختر اُسکی قتل ہوئی کیا کہکے سمجھاؤن بس تم اس زمانے مین نکل آؤ مین تمھاری خطا معاف کرونگا ارچنگ نے کہا مین ضرور تا بہ مخمور پہونچونگا میرے اُنکے مدت سے رسم و راہ ہی مجکو عموناً ملا رکہا کرتی تھین مادر مہربان اُنکی ملکہ اسرار جادو کہ خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئین جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر مہمان بلاتی تھین ہر مقدمہ مین سرفراز فرماتی تھین مخمور میرا بہت لحاظ کرتی ہی مین بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت مین حضور کے لے آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی مین گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بری طرح پیش آؤنگا افراسیاب نے کہا اے ارچنگ کیا کہون جو کچھ فراق مخمور مین بیقرار حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی راتون کی نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی مین ملاقات ہو جاے میری جانب سے عرض کرنا

اے محبوب جانی واے یار جادودانی

نظم

آنانکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق زجنس ال گرہ عار فروشند
غیرت نہ گزیند چہ کند شیخ کہ رندان
ہر خار بنرخ گل و گلزار فروشند
مایوس ز اقرار مشو دل کہ خریدار
باللہ کہ صاحب چہ قدر بار فروشند

صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
ما صورت داد و ستد دل چہ بگوئیم
تا گندہ ز تن خرقہ ببازار فروشند
اندیشہ ز کالائے دکاکین بیان کن
چسپان چہ شود جنس بہ انکار فروشند

گر جور تو آنیست بجانت کہ دگربار
چون مرغ اسیرے کہ ببازار فروشند
گر لذت درد لطف یار اکنم اظہار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
از خوبی سودا چو زدم حرف بفرمود

ارچنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائین مخمور میرے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی مین خواہ بخوشی خواہ بناراضی حضور تک اسکو لیے آؤنگا افراسیاب نے کہا اگر مجھ تک آجائے مین سب نشیب و فراز اسکو سمجھا دون کہ اب ان سب باغیون کا خمیازہ شعور ہی صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہی کہ دفعیہ جسکا ناممکن ارچنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہی حضور یہین تشریف رکھین مین مخمور کو لایا یہ کہکے ارچنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اسوقت ملکہ مخمور سرخ چشم اپنی بارگاہ مین تشریف لائی ہی انہیین جلیسین جمع ہین گرفتاری بہار کا ذکر ہو رہا ہی ملکہ مخمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف و خطر ہی صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کے واسطے ضرر ہی بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کرکے لیگئی مین نے قصد کیا لیکن اس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت مین بہار کو گرفتار کیا لشکر مین بہار کا کوئی ہمسر نہین ہی جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے برحال دیگران کون اس سے ہمسری کریگا اس رنج مین اسنے سحر کو بہت زور دیا کئی مہینے سے مرگھٹ پر سحر جگا رہی ہی ہم لوگون کو ایک لحظہ لڑائی سے فرصت نہین حصول کمال کی مہلت نہین ای گل اندام دل گھبراتا ہی جی مین ہی جاکر ایک نظر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھ آئین اس جری بہادر کو یہان کی کیفیت سنائین گل اندام نے کہا حضور راہ کوہ عقیق بند ہی اسی صحرا کی جانب صنعت نے قصر سحر بنایا ہی آٹھ پہر نگہداشت مین مصروف ہی کنیز ایک کار ضروری کو گئی تھی اپنی آنکھون سے دیکھا پانچ کوس کے گرد مین اسنے حصار سحر کیا ہی راہ گیر تک راستہ نہین چلسکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے کئی قریہ اسنے غصہ مین پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا ای گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارہ جمال محبوب نصیب ہی منزل دور و دراز تصور سے

بہت قریب ہے بقول شاعر فردوس نزول ہے یہان سے خانۂ یار ۔ شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین ۔ دیگر

سینہ پہ نقشہ رخِ روشن بنائین گے — دل کو چراغ وادیِ ایمن بنائین گے
مرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائین گے — ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائین گے
رکھین گے دل مین یاد دہان و میان یار — سینے کو راز غیب کا مخزن بنائین گے
نالان بتون کے جور سے یہ ہون کہ بعد مرگ — ناقوس ہڈیون کے برہمن بجائین گے
دوڑا ملا جو اُس بتِ قاتل کی تیغ کا — زنار اسے گلے کا برہمن بنائین گے
وہ مے پرست ہون کہ پسِ مرگ بادہ خوار — شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائین گے
سیکھین گے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون — گر آپ مار زلف کو رہزن بنائین گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے — نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائین گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائین گے خوب سا — اسطرح موتیون کا وہ منجن بنائین گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسّی لگانے مین — گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائین گے
بعد فنا تصورِ دندانِ یار سے — مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائین گے
داؤد سان دکھائینگے مدفن مین معجزے — آہن کو موم موم کو آہن بنائین گے
چھانین گے خاک وادیِ وحشت کی اے قلق — کانٹون سے اپنے پانون مین روزن بنائینگے

گل اندام نے اشک پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس نہو جیے کیسی کیسی مشکلین پڑین سب آسان ہوئین اسیر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول لوح کریگا کوہ عقیق پہ چلکر شاہزادہ نورالدہر کو خوشخبری سنائیے گا کہ اے شہریار مبارک ہو اسد غازی کو لوح ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اول تو یقین یہ ہے کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے اُنکے ساتھ شاہزادہ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ ایک ساحر دروازے پر حاضر ہے کہتا ہے ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگا مخمور نے کہا بلا لو ارچنگ نے آکر سلام کیا ملکہ مخمور سمجھی کوئی سائل ہے کچھ طلب کریگا ارچنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور بخلق پیش آئین اُسنے کہا مین کچھ تخلیہ مین عرض کرونگا کچھ خیر خواہی منظور ہے خبر فرحت وسرور ہے ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارچنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجھکو پہچانا

مخمور نے کہا مین نہین آگاہ ہوئی کہا اے نور نظر ارچنگ جادو میرا نام ہی شیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوشربا مخمور نے گھبرا کر کہا اے ارچنگ تمنے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ مین چلے آئے اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جائے تو تمھارے واسطے خرابی ہی لیکن جلد کہو کسواسطے آئے ہو کیا مطلب ہی با آبرو میری بارگاہ سے چلے جایئے ارچنگ نے کہا اے مخمور تمھاری مادر مہربان مجکو بھائی کہتی تھین ملکہ لبشر جادو تمھاری خالا آن کہ جو لشکر اسلام مین موجود ہین وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھین تم ابھی صاحبزادی ہو جو دل مین آیا کر بیٹھین دیکھا تمنے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا ٹکڑے تک اسکے دریاے قلزم مین پھکوا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنایا کہ جسکا سامری جمشید بھی نہین دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے مین سب کو قتل کرونگی مجھے تو تمھارے نام سے ایک محبت ہی مین گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ مخمور کی خطا معاف کیجیے شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر مد نظر ہی جاؤ مخمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہین گے اُسی طرح ملک و مال عطا کرینگے مصاحب خاص ہمدم با اختصاص سمجھین گے بس چلیے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اِسی وقت تاج و تخت عطا ہوگا یہ سُنکر غصہ سے چہرہ مخمور کا سرخ ہو گیا کہا اے ارچنگ تو نے بہت بُرا کیا کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اُس بےحیا سے مجھے کیا کام بس آپ تشریف لیجایئے ورنہ ابھی مشکین باندھکے سامنے مہ جبین کے بھجواونگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہی وہ کیا قتل کریگی فتح و شکست پروردگار کے اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی یہ باتین کسی احمق سے جا کر کرو کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا دریاے قلزم مین پھکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا طلسم ہوشربا مین آگ لگجاتی انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہین کہ سامری جمشید پر لعنت کر خدمت مین عمرو کی تجکو لے چلین بارگاہ آسمان جاہ مین جگہ ملے تمھاری کتاب مین صاف لکھا ہی اسد نامدار طلسم کشا ہی قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر دانندہ راز و رموز غیبی خداوند لاریبی ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہی نبیرہ صاحبقران نامور ہی آمد سرداران صاحبقران سے زمین تھرائیگی ساحران ہوشربا کو پناہ نہ ملیگی چل مین تیری خطا معاف کرا دون دربار اسد مین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ارچنگ کلام شوکت نظام ملکہ مخمور سے

ٹھر اگیا کلیجہ منھ کو آگیا گھبرا کے اٹھا کہا بہت اچھا مین جاتا ہون آپ غصہ نہ کیجیے مین افراسیاب سے کہکر چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہین ہی ملکہ محمور نے کہا نکلجاؤ تم ایسے نامرد کی شراکت کی ہمکو ضرورت نہین ہی ارچنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا محل سے بھاگا ملکہ محمور اسکو دربار مین آئین خیال مین آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کرون لیکن ارچنگ ملعون لشکر سے نکلا ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا سوچا کہ مین تو افراسیاب سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ محمور کو ضرور لاؤنگا اب جو خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہین ٹھہرون رات کو تدبیر کرون یہ ملعون جانور بنکر ایک نخل پر بیٹھ رہا یہان ملکہ محمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارچنگ سایہ شاخ نخل مین چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان ورودولت محمور سحر سے اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اترا اندر بارگاہ ملکہ محمور کے آیا دیکھا شمع ہاے مومی کافوری روشن ہین بارگاہ مثل عروس شب وصال آراستہ وپیراستہ ہی ملکہ محمور آرام فرما رہی ہین چار کنیزین بھی پاس ہین بیحیا نے یہان بھی سحر کیا کنیزون کو بیہوش کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر کرنے لگا خوب سحر ملکہ پہ کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی بقچہ کمر مین دبا بلند پروازی کرکے اُڑا قبہ بارگاہ محمور کو توڑکر نکلا طرف صحرا کے چلا ادر دولت ملکہ مہ جبین پر ملکہ سرخ مو کے کا کلکشا لڑکے نگہبانی حاضر تھین دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ محمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی کوئی حاضر ہی شاہزادہ شکیل جادو نور نگاہ ملکہ مہرخ گھوڑے پر سوار حفاظت بارگاہ مسند نامدار مین مصروف تھا آواز دی کیون حضور کیا ہی سُرخ مو نے آواز دی شکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر ہوا ملکہ سُرخ مو نے فرمایا ای نور نظر مین یہان سے اُٹھ نہین سکتی بارگاہ محمور پر ایک شرارہ چمکا میرے دل کو خوف پیدا ہوا ادھر جاکر دیکھو تو خیر تو ہی شکیل چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی شکیل نے دیکھا ایک شہد اعرقچی باندھے پڑا ہی آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہی کہتا ہی جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہی جبتک ہمارا رنگ آجاے گا سلطنتین جیت لینگے رنگ نہ کھلے تو ہم کیا کرین ہم تو رنگباز ہین جواریون مین ممتاز ہین ہمارا موقع آئے تو جان بدین شکیل یہ سنکر ہنس پڑا کہا میان شہدے صاحب کیا ہو شہدے نے کہا حضور کچھ نہین شہدے ہین شکستہ حال تو نہین ہین چوسر کے واسطے شہدے ہوئے آپ کون ہین کہان جاتے ہین شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا تیا مین شہدے نے کہا ہمین

نہ بتاؤگے تو بہت خراب ہوگے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر مارون اسکی کمر ٹوٹ جائے شہد اچھاڑ پچھاڑ کر
اُٹھ کھڑا ہوا کہا اب ساک کل مارون نزلہ جھاڑو دون یہ شاہزادہ سرخ کا بیٹا ایسے کلمات مہمل کاہیکو کبھی گوش زد
ہوئے تھے قبضے پر ہاتھ ڈالا شہد سے نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑ کے اینٹھ دون اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانتا
نہین اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھون سے پہچانا خواجہ عمرو ہین شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمائیے گا
آپکے فقرے قیامت کے ہین خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہین موجود ہین آپ اسطرح دو کان
مین حلوائی کی پڑے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے شکیل بعید یل تمام عالم پیر دشمن افراسیاب رہزن اگر
اسطرح بسر نہ کرتا اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور برائے خبر ملکہ مخمور جاتا ہون ملکہ سرخ موے
کا کلکشا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہان بھڑکا فرمایا کہ جاکے خبر لو یہ سنکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ
ہو لیا بارگاہ مخمور پر آکے دیکھا پہلے تو باعث خرابی یہی ہی کہ سب کنیزین دروازے پر بیہوش پڑی ہین
عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے بڑھ کر باران سحر برسایا کنیزین بیدار
ہوئین اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہی قبہ بارگاہ شکست چند دانے ماش کے پڑے ہوے
ہین عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیار کسی کا کام نہین ہی کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر مین ٹھہرو مین
بڑھ کر خبر لیتا ہون شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہی کہ مین حضور کو یکہ و تنہا جانے دون مین بھی ساتھ چلونگا
عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کرکے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی مین صورت
بدلی طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ مخمور کو پنجے مین دبائے ہوے طرف صحرا کے چلا لشکر
اسلام مین تین پہر کامل پھرا کیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا ایسا نہو سردار تیرا
پیچھا کرین ہین یکہ و تنہا وہان لاکھون ساحر ہین سب زبردست بے مثل و بے نظیر مین ایک ساحر حقیر اُنسے
مقابلہ نہ کرسکونگا بلجائے تو فوج ساتھ لے لون اس خیال مین چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہی صبح بخوبی
ہو چکی نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا مین استادہ ہی ہزارہا جادوگر اُترے ہوے ہین
قضائے کار ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو واسطے شکار کے صحرا مین آیا تھا لشکر اپنے بھائی کا
ارچنگ نے پہچانا یہ تدبیر بہت بھائی آسمان سے اُترا آیا خرچنگ کو خبر پہونچی آپکے بھائی صاحب
آتے ہین بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہی ارچنگ نے کہا اے برادر
مین لشکر طلسم کشا مین گیا تھا مخمور کو گرفتار کرکے لایا ہون یہ معشوقہ شہنشاہ ہی شہنشاہ کو جو بیقرار

پایا برائے خیر خواہی آیا اُسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہی سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون
تمھارا لشکر دیکھکر مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو ارابے پر ڈال ہو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام واکرام ملیگا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمھارے اُداسی معلوم ہوتی ہی
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش وحواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہی اگر آجائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہی بھائی کو بھائی نے تسکین دی محمور کو لاکر بارگاہ مین بٹھایا
آپ دونگی پر خرچنگ ایک جانب ملکہ محمور کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل ومطوق پایا سامنے ارچنگ
وخرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ محمور کی آنکھ کھلی پکار کر آواز دی
کیون محمور بد دولت نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا ہون
میری رائے پر کام کر وہین چلکر قدمون پر گر داد دونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر وغضب مین پھونک دیگا
محمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کر کے اشارہ کیا او نامرد مکر سے گرفتار کر کے لایا اسپر ناز کرتا ہی
زبان سے سوزن نکلجاے تو مزہ دکھا دون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ نکالینگے
معلوم ہوا قضا دامنگیر ہی وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہی محمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس مین سر کو
جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہی ای برادر ارچنگ جلدی کیا ہی
سہ پہر دو پہر مین چلینگے قیدی ہمارے قبضے مین ہی پھر کیا خوف ہی ارچنگ کہتا ہی بھائی میرا دل کانپ
رہا ہی اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہی ہم کیا کسی سے پایہ
کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین غلغلہ ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارچنگ
نے کہا ای برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے عیارہ بچی کو بھیجا ہوگا جلد بلا و پکار
کے کہو کہ ای ملکہ صرصر ارچنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ محمور کو گرفتار کر کے لائے ہین لوگون نے
آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال بے مثال صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی وضع
طرار فرار سایہ سے اپنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین نیچہ کمر مین شنگلین لگاتی
ہوئی چلی آتی ہی سردار حیران حیران جمال بے مثال صرصر شمشیر زن دیکھنے لگے صرصر شمشیر زن نے کہا
تم دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹوٹتے پھرو کیسے کمبخت نگاہین
ڈالتے ہین میرا دل دھڑکتا ہی دیکھو بنڈا اچھکا ہو گیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو

سنکر ہر ایک نے کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت، ہو صرصر نے کہا تم سب مرو ہم تمہاری بھتی
کھائین تمہارے پھول اُٹھائین کوئی بلائین لیتا ہی کوئی ترقی حسن وجمال کی دعائین دیتا ہی صرصر
آوازے سب پر پھبکتی ہوئی پردہ اُٹھاکے بارگاہ مین آئی دیکھا ملکہ مخمور رنجور رقیب سحر مین مسلسل و
سطوق زبان مین سوزان ارچنگ وخرچنگ شراب پی رہے ہین ارچنگ نے کہا اے صرصر کیونکر
آنے کا اتفاق ہوا صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا
ارچنگ نے کہا اس آہوے وحشی کا رام ہونا دشوار ہی اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہی دکر
سے شہنشاہ کے لعن وطعن کرتی ہی مسلمانون کے نام پہ مرتی ہی لیکن مین گرفتار کر لایا اب شہنشاہ
کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین ملکہ صرصر نے کہا میان ارچنگ یہ انکے نخرے غمزے ہین
جب عاشق کو دیکھینگی پھول جائینگی ہمارے تمہارے سامنے انکار ہی جس وقت شہنشاہ فرمائینگے
تمکو نائب طلسم ہوشربا کیا اپنے ہوش مین نرہینگی قدمون پر گر پڑینگی یہ کہکے ارچنگ جادو کے
چٹکی لی کہا کیون جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام مین گھس پڑے بڑے بڑے وہان جلاد
موجود ہین اگر تمکو قتل کر ڈالتے مین کدھر کی ہوتی جسوقت سے مین نے سنا میان ارچنگ گئے
ہین گھبرا کر لشکر مسلمانان مین گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہون ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی
ہمارے شہنشاہ کے مصاحب کو تو نہین دیکھا یہان جب آئی تب قلب نے تسکین پائی شکر ہی
سامری جمشید کا کہ تمکو خیر وعافیت سے دیکھا ان باتون کو سنکر ارچنگ مر گیا سمجھا کہ صرصر مجھپر
عاشق ہی کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا تھا کسی کی کیا مجال ہی کہ مجھ سے آنکھ ملائے کئی ہزارون
نے گھیرا سب سے لڑبھڑ کے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہان تک کشان کشان لایا اب یہان صحبت
مین بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہی شام کو چلینگے گرمی کی
فصل ہی لون چل رہی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایسے ہی خیمہ مین آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے
ہین خس کی ٹٹیون مین تخلیہ ہو جائے گا تنہائی مین ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارچنگ آپ
مین نہ رہا جلدی اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین جاکر خیمے استادہ کراتا ہون سب طرح کا سامان مہیا ہوگا
جب ارچنگ گیا وہان جاکر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب عیش ونشاط
مہیا ہوا جب ارچنگ محفل سے جاچکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیون صاحب

یہ تمھارے چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا میرا چھوٹا بھائی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب تم اُنکی عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو اُنکی صورت پر تو صاف ظاہر ہی کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوے ہونگے اُنکے بطن سے یہ ہین تمھاری چاند سی صورت اُنکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہوگیا خرچنگ نے کہا ملکہ اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہی کہ ہمارا بھائی ہی صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین دربار مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہی کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی تمکو مصاحبون مین درج فرمائینگے تمھارا بڑا مرتبہ بڑھائینگے صاحب تمنے سُنا ہوگا ایک وزیر کم ہوگیا یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھ سے فرمایا تھا اے صرصر تم بڑی جوہر شناس ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین مہینون سے تلاش کرتی تھی کوئی نگاہ مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال آگیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھ سے بھی خوش ہونگے عرض کرونگی جیسا کہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلکہ ایک کام کرو مخمور کو بھی تمھین دے چاہے میان ارجنگ سے کچھ فقرہ کردو ولیکن ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہوگا کیسا کہون جسوقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہی کوئی اس دل خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت احمق کو پھسل گیا تم شاہزادے مین بیچاری تین روپیہ کی عیارہ بھی بھلا مجھے کاہے کو قبول فرمائیے گا خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے مژدۂ وزارت سُنکر جھومنے لگا صرصر نے جو انکا ہین ڈالین ٹھنڈی سانسین بھرین محبت آمیز باتین کہین خرچنگ گرگڑانے لگا کہا ملکہ صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام کی جان کو آگ لگے پہلے یہ بتلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کردیا کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہی کچھ زبان سے نکل نہین سکتا دل ہی مزے اُٹھاتا ہی مگر تمھارے بھائی صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلائے ہین فرما گئے ہین کہ مین خیمہ استادہ کراتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو مین نے ہر چند کہا اپنا مُنھ تو بنوا ؤ مخمور کو جو گرفتار کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین اور صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بیعزت کہو میری تو تمپر جان جاتی ہی خرچنگ نے کہا مین تابعدار ہون اُس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہی تمکو ہاتھ لگا سکتا ہی کہا صاحب وہ بڑے زبردست ہین مجھ سے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانو گی تو مین سحر کرونگا دیوانہ بنادونگا صاحب مین جادو سحر سے

ڈرتی ہون کوئی موہنی پڑھین تو مین کیا کرون خرچنگ نے کہا نالائق کا سر توڑ ڈالون وہ کیا موہنی پڑھیگا آنے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کر سکتا ہی کہا صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہی ایسا نہو تمھارے لیے کچھ خرابی ہو مین کدھر کی نہ ہونگی مجھے تو سب طرح مشکل ہی مگر کیا کرون دل پر جو گذری ضبط نہو سکا تمسے کہدیا مین تمسے سب طرح راضی ہون یہانسے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کریگا مجھکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آوین انکو سمجھو لیت سمجھا دو کہ مجھکو عہدۂ وزارت ملا میرے مقدمہ مین دخل ندو صرصر کو ہاتھ نہ لگا ؤ اجی صاف صاف کہدو کہ ہماری بی بی ہی مین کیون چھپاؤن مین کیا کسی کی لونڈی باندی ہون افراسیاب بھی کچھ بڑا ہین یا بڑا ہین مین اُنسے بھی نہین ڈرتی نوکری پیشہ ہون جی چاہا کی جی چاہا نہ کی یہ بیچارہ کس قطار مین کس شمار مین ہین مین سر بازار کہدونگی میان خرچنگ سے راضی ہون میرے مزاج مین کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو مین بخوبی سمجھا دونگا یہ کہکے مصاحبون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تمنے سنا میان ارچنگ جو مجھسے لڑا مین تم لوگ چہار طرفسے ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت مین شاہ کی چلینگے ہمین عہدۂ وزارت ملیگا تم سبکو عہدہ ہاے جلیل دونگا سبھون نے کہا حضور اُنکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ مین آنے دیا ابھی کیسے گردن مین ہاتھ دیکر باہر نکال دین خرچنگ نے کہا آنے تو دو نا محرم عورت پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتین تھین کہ میان ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے تنتے ہوے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہان آنا مجھے تمسے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب نہ دیا خرچنگ نے کہا بھائی یہان آؤ اک بات تو سنو صرصر کو وہان کہان بلاتے ہو ہوا کا وہان کیا کام ہی ارچنگ نے کہا بھائی صاحب تمھین کیا دخل ہی مین تنہائی مین اُنسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سُن لو ارچنگ خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھین نہین معلوم مین تنہائی مین صرصر سے کچھ باتین کرونگا خرچنگ نے کہا تمھین نہین معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو شاہنشاہ نے موقوف کیا تم جا کر گھر مین ٹھہرو شب کو آگر تمسے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے سب حال تمپر ظاہر ہو جائیگا اِسوقت اِسی مین بہتر ہی کہ چپکے یہان سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ نے کہا تم مخمور کے بیجانے والے کون ہو مین رات بھر لشکر مسلمانان مین رہا اپنی جان مٹائی تم کیسی

باتین کرتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام وزارت کیسی مین شیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ سے کہدون طلسم ہوش رُبا سے نکلوا دیے جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا نشہ زیادہ ہو گیا خرچنگ نے کہا ابے کچھ تیری شامت آئی ہی وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی ابھی گردن مین ہاتھ دلوا دونگا ارچنگ نے کہا مین مصاحب شاہنشاہ ہون مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالونگا بیٹھے بیٹھے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر میری معشوقہ مجھسے اُسنے وعدہ کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون مخمور کی قید مین بھجا دونگا تم ایسے لشکر مین جاتے ایسی جوتیان پڑتین کہ سر مین ایک بال نہ رہتا مادولت گئے تھے بڑے بڑے جانِ لشکر اسلام کو گرفتار کر لائے صرف گھڑی بھر کو یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرچنگ تیغہ پکڑ کے اُٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہین کچھ نہین بولتین خرچنگ تیغہ کھینچکر جو اُٹھا ارچنگ نے گولہ نکالا کہا کھینچکر مارون کہ سر پھٹ جاے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہی خرچنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی گولا اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سردارون کو آواز دی کہ لینا اِس نالائق کو جبتک ارچنگ سحر پڑھے چالیس پچاس ساحر چہار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہ سحر نہ کرنے پائے خرچنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اُسکو پکڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکل جائے جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارچنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر بھیجا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نامم من ارچنگ جادو بود خرچنگ نے کہا لاشہ اِس بجیا کا پھینکدو صرصر اُٹھکر ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر نگوڑے کا اُڑ گیا مگر تمھاری جرأت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون چکھ لو ایسا نہو خون اِس خود سر کا سر پر سوار ہو مگر میان مین تمھارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خونی جنونی ہو مین سمجھی تھی باتون مین سمجھا دوگے تمنے مار ہی ڈالا خرچنگ نے کہا ای جانِ جہان و ای آرام دلِ مشتاقان یہ کیا بجیا تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدۂ وزارت ملیگا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردونگا باغبان وغیرہ مجھسے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کر سکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے بیقرار کیا اب آرام سے بیٹھو قید ملکہ مخمور لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین تو اب عمر بھر کو چین ملا غنچہ سربستۂ آرزو کھلا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم
ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ

بڑھ گئے آہ و فغان اور رو ہاتیسے آگے
نظر آیا نہ مگر عرش معلی دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ

کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تمنا سے رہائی ہی خطا
ہی دلاویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور
کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ

جابجا مسکن یاران فنا دوست ملا
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ

کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
ساقیا اُٹھ گئے دورے سے مے و مینا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر
اسطرح سے ہی کہان عقد ثریا دلچسپ

اُس جفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے
ظلم بھی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس
تھا اُٹھا داغ درون سے کوئی شعلہ دلچسپ

ہوس سیر چمن کا ہی بیان کسکو دماغ
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ

جان جاتی ہی ترے عاشق شیدائی کی
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جاے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اُسکو
بسکہ تھا بارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ

جابجا ہین مئے گلرنگ کے چھینٹے زاہد
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ

نقش دل مانی و بہزاد نے اسکو سمجھا
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
ڈالتے آنکھ نہ پایا کوئی اتنا دلچسپ

سرگذشت اپنی سُنا روز اسی طرح نسیم
کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

یہ اشعار آبدار معشوقہ کا عذار نے جوانہی رنگین بیانی سے پڑھے خرچینگ مثل گدھے کے پھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اُلٹا ہاتھ مارا کھا نگوڑے کچھ تو ہوا نہ ہوا ہی الگ رہ اپنے ہوش سے باہر ہو بس جادُ چلتے پھرتے نظر آؤ تو قدرت لات و منات

کی ہم اسپر مرتے ہین نگوڑا غول مجہول پڑا ناچنڈ. وال نہی صورت تو بنوا ؤ ہوش مین آ ؤ تو ہم پر بھی
دست اندازی کرتے ہین ابھی جاکر شاہنشاہ کو خبر کرد ونگی مشکین باندھی جائینگی ٹنڈیان کسی جائینگی
تمہاری جروا بٹیا پکڑی جائینگی سیری پاپوش کو بھی خبر نہ ہوگی تمنے بھائی کو کیون مار ڈالا تمسے تو ڈرنا
چاہیے یہ بات مجھکو نہ بھائی تیری محبت مین بڑی رسوائی ہی لیکن کیا کرون دل خانہ خراب نہین مانتا
جلسہ آراستہ کر گھڑی دو گھڑی بیٹھین باتین کرین اور باتین بھی ہوجائینگی کیا اسی بات کا بھوکا ہی
ہنسنا بولنا بڑی بات ہی اے نگوڑے نخس محبت نہین نہتی شیطان کوٹھے چڑھکر پکارتا ہی مجھے تیری
آنکھون سے ہول آتا ہی تو چوتھے دن چھوڑ دیگا مین بدنام ہوجاؤنگی خرچنگ ہاتھ باندھنے لگا
کہا ملکہ عمر بھر مین بناہونگا کبھی گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہین ابھی تو تم سیدھے ہوگے
جب عہدۂ وزارت ملیگا تب آپسے باہر ہوجاؤگے ہمسے آنکھ نہ ملاؤگے مین صاف کہون وزارت
کے لائق ہو ساحرون مین فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز کرینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرچنگ
ان باتون کو سنکر مرا جاتا ہی مقام صدر پر آکر بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئین ساقی بچے سے
کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہی حیران ہی خداوندا کس بلا مین
پھنسی گرفتار کرکے وہ بیحیا لایا اب اس گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتین کرتی ہی اسکی
تو عفت و عصمت مشہور ہی شاید ہمارے استاد نامدار تو نہین آپہونچے ای مخمور یہ تو ناممکن ہی کہ
کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے ہونگے استاد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہوگی ہمارے
شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیارون کو حکم ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے
ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈھتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے آج اسکی باتون نے بہت بیچین کیا
عورت کو اسقدر چھچھورپن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی یہ نگوڑا بیحیا کیا ہی عمرو اسپر مرتا ہی کانے مین کامل
عیاری مین بیمثل کیونکر اس بیحیا کی جانب متوجہ ہوئی ای مخمور زمین شق ہو مین سماجاؤن ان
جھگڑون کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون اگر خدا نخواستہ یہ خبر شاہزادۂ نورالدہر کو پہونچی کیسے بیقرار
ہونگے یقین ہی دشمن اپنے کو ہلاک کرین دیکھیے اب یہانسے رہائی کیونکر ہو اگر خدا نخواستہ افراسیاب
کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگون سے جلا ہوا ہی ایسے خیالات مین آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیر زن باتین کرتے کرتے طرف ملکہ

مخمور کے متوجہ ہوئی کہا بی بی نہین کیا منظور ہی شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہی ہمارے میان خرچنگ وزیر اعظم چلکر تمہاری خطا معاف کرا دینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو انکے سبب سے شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکینگے باغیون کی محبت مین تمکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ سامری و جمشید کو سجدہ کرو یہ سنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لکنت ضبط کر کے جواب دیا او صرصر کچھ تیری شامت آئی ہی کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہی ہمارے طریقے سے تو بخوبی آگاہ ہی ہمسے کلام نہ کر اگر تیرا اختیار ہی جلاد کو بلا اور نہین جہان جی چاہے وہان لیچل ہم سوال و جواب کر لینگے سامری و جمشید پر لعنت کر چکے اب اُنکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا اُنکی قضا آئی ہی افراسیاب ضرور قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچا ناتمسے کوئی فریاد نہ کریگا بس صرصر نہ بیکر اُٹھی کہا بی مخمور ہمسے زبان ڑاتی ہو ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خرچنگ نے منع بھی کیا ملکہ مٹھیو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر جھپک کر سامنے ملکہ مخمور کے آئی بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ عمرو کو پہچانا مثل گل کے شگفتہ ہوگئی عمرو نے اشارہ کیا ٹھہر کر نکلجاؤ گی اِس بیحیا کو قتل کر سکو گی زبان سے سوزن نکالون ملکہ مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہی بس اُسی وقت صرصر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور کے نکال لیا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم
جہان سر ہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

بباغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

خرچنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلتے ہی ملکہ مخمور تڑپکر اُٹھی خرچنگ نے آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے سار بان زادے نے بڑہا کر کیا میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران غدار ملکہ مخمور نامدار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے سحر ہونے لگے خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے چوگھڑے چنگیردان عطردان پاندان خاصدان محفل کے سب اُٹھا لیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صدائے بگیر و ببند بلند ہوئی مخمور بلوۂ عام مین لڑ رہی ہی جسکو

دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد زرد خون منھ سے اگلنے لگا جسم مثل سر و چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر
کرتی ہی انگوٹھیان اُتار کر پھینک مارین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت
حیات کو اُسکے جارا یا خرچنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا لاکھون مین یکہ وتنہا یہ لڑ چکی ہی بارہ
ہزار ساحرون کی کیا حقیقت جانتی ہی دم بھر مین بارہ ہزار کو رومال لیا افسران فوج کو تاک تاک
کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اُٹھے خرچنگ ترغیب دے رہا ہی ارے یارو
اسکو گرفتار کرلو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین مخمور نے ستھراو کردیا دریا خون کا بہادیا خواجہ عمرو
کبھی گلیم اُتار کر لشکر ساحران پر جا پڑتے ہین جادوگر کی صورت بنائی جس کسی ساحرہ کو تاکا
کہ زیور پہنے ہوے لڑ رہی ہی خواجہ نے اُسکو للکارا اُسنے گولہ اُٹھایا چلی سحر کرنے خواجہ نے ترنج کھینچ
مارا وہ سمجھی ترنج سحر ہی اسم سحر پڑھکر ہاتھ مارا ترنج ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹین اُسکے منھ پر
پڑین بیہوش ہو کے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس
اُتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کر کے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحرون کو مارا
قتل کرنے کے علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اُتار لی مردون کی کمرین
ٹٹولتے پھرتے ہین ہرچند مخمور چاہتی ہی خرچنگ کو بڑھکر مارے ون نامرد کو للکارون لیکن وہ
دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ مخمور نہین آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو
نہین پکڑ سکتے بعضے گستاخ جواب دیتے ہین حضور آپ سے زیادہ ہم نہین ہین ذرا آگے تو بڑھیے
مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہین آپ کے حالات کے ناظر ہین دور سے سحر کرتے ہین قریب جانا مناسب
نہین ایسی شیرزن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر مین ہزارون کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب
کو مار کر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا باندھی اب آندھی
سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سنکر خرچنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو ہمنے تمکو کسدن
کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھوٹے پکڑ کے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ مسخرے
پن کی باتین نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمین شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کرین ساحر
ہنستے ہین صفون مین غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میان خرچنگ کو گدھا
بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق

مین یہ بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب رہا کیا اب جان بچانا مشکل ہو بقول شاعر رباعی

ہر لحظہ جو نا امید تر ہوتا ہون
بیفائدہ رو رو کے مین جی کھوتا ہون
قسمت مین شب و روز لکھا ہے رونا
قسمت کے لکھے کو رات دن روتا ہون

اب میان خرچنگ سر پیٹین تقدیر کے لکھے کو روئین قضائے کار

مخمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تابہ خرچنگ کیونکر پہونچے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز آتی ہی مخمور نے زمین ہلا دی ہی دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بعدیل ملکہ عالم نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے دن سے گولہ مارا دس پانچ کے سر پھٹے ساحر دوہائی دینے لگے لوصاحب جو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ وہ قیامت کے ساحر ہین جو افراسیاب سے لڑین منھہ نہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو نے آکر ہنگامے کو روکا مخمور نے خرچنگ کو تاکا رنگ جنگ مغلوبہ سے خوب ماہر ہی جانتی ہی بدون قتل افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار ہے سحر کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے مجمع کو روکا مخمور نے آگ برسائی شکیل نے دریاے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل تلوار کھینچکر لڑا مخمور نے سینک کی کمان بناکر تیر مارے سیکڑون کے سینے مشبک ہوے خطاکار مثل تیر کے بھاگے پلے پر جاکے ٹھہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطاکاری پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل پامال کر رہا ہی گچھا پیکان کا مارا بجاے قطرہ ہاے آب تیر دل دوز برسنے لگے مخمور لڑبھڑکر سامنے خرچنگ کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی پنجہ سحر ہاتھ مین گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال مین انتخاب یہ بیچا گھبرا گیا مخمور نے للکارا او نامرد کہان جاتا ہی صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر و بیقرار ہو خرچنگ نے گولہ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھٹکا اسی کی فوج پر گرا گئی

سونا رہی واصل جہنم ہوے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوے آوازدی حضور کیا کہنا گاندڑو
ہاتھی اپنی فوج کو مارے خرچنگ جھلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن وتشنیع سے شرمایا تیغہ
سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تیغہ کا لگا یا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اُٹھایا وار اسکا رو کا خبردار کہکے نیمچہ ہلالی
اُس ماہ آسمانِ خوبی نے کھینچا قریب جاکر خبردار کہکے چماک کے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے
چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہوچکا موت پائون تھامے ہی کب ہل سکتا ہی دام اجل سے
کہان نکل سکتا ہی نیمچہ سر پر گرا سر اسر گلے جبڑے کو کاٹا صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے
نیمچہ گذرا شررنگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوے مخمور نے نعرہ
کیا وہ مارا شعلہ بجز کا ساحر زبردست تمام ہونے کی اُسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور وشکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی
جاتی ہی یہ دونون قتل کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے
مرگمٹ پر جو قصر بنایا ہی جہان یہ معرکہ ہُوا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالاے
قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی تھی کہ صداے ہاے ہو کان مین آئی
گھبراکر سر اُٹھایا کہا ارے یارو کہان پر لڑائی ہو رہی ہی طلسم ہوش رُبا مین غدر پڑ گیا
مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھی
طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا بلند ہوکر نگاہ ڈالی دیکھا ایک لشکر بھاگا
جاتا ہی دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوے لشکر کو بھگاتے ہوے جاتے ہین تمام صحرا
خون سے لالہ زار بنا ہوا ہی دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین بارگاہین
سرنگون ہر سمت جوش دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہی کہ یہ کسنے سبکو قتل کیا اب
جو نگاہ ڈالی شکیل ومخمور کو پہچانا آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا
بے ادبی کرتا ہی ملازم شاہنشاہی پر یہ ظلم وبدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ
جوالہ کے آتی ہی گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو کب مانتی ہی ایک تھپکی ماری گولہ پھٹکر زمین
پر گرا گرتے گرتے ایک دو ہتڑ مارا غبار بلند ہوا شکیل جادو چرخ کھاکر گرا صنعت نے
ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت نے خاک

جھونی

جھولی سے نکالی شکیل پر ڈالدی شکیل نے غلطکا ماری اک باز کی صورت بنگیا صنعت نے پکڑ کے قفس مین بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ مین طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا ساحر سیہ فام قفس لیے ہوے جاتا ہی مخمور کو تاب نہ آئی للکارا پوچھا کہان جاتا ہی قفس مین شکیل کا تڑپنا دیکھکر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی مین پھڑکا چاہا ساحر پر جا پڑے شکیل کو رہا کرے مگر ملکہ صنعت سحر ساز بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پلٹی کہا بی مخمور ادھر کہان جاتی ہو تمنے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے بڑے ساحر مارے اب مین کل سامان کر چکی میرے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچیگا تمھارے واسطے مرگھٹ پر سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہی مخمور نے دانہ یاقوت لحم کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار کر چکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کئی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ سامنے مخمور کے آئی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا وہی غبار زرد اٹھا مخمور اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو بشکل قمری بنا کے دوسرے قفس مین بند کیا دونون قفس اُس ساحر نے اٹھا لیے عمر و گلیم اوڑھے یہ سب سحر کہ دیکھ رہا ہی تعقب مین صنعت کے چلا صنعت خرامان طرف مرگھٹ کے جاتی ہی درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہی اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر ساز نے رونق دی ہی دونون قفس لیکر حصار مین داخل ہو گئی وہ جو قید خانہ برائے سرداران اسد تیار کیا ہی باز و قمری کو اُسی مین چھوڑ دیا آپ قصر مین جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہی اُسپر بھی گئی راہ گیرون کو دم دیکر بھیجا جو لگیر کے پاس پہونچا لگیر کا فقیر ہوا عمرو ناچارہ گریان و نالان پلٹا لشکر اسلام مین آیا دربار مین سب سردار موجود ہین جانسوز نے خبر دی ہی کہ مخمور کو کوئی ساحر چرا لے گیا ہی شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو برائے جستجو تشریف لے گئے ہین ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہین کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین سب سردار دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ خواجہ کو لیکر دربار مین آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہی اس نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہی ملکہ مخمور رنجور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی کہ اول ارچنگ جادو مخمور کو لیگیا تھا مین بصورت ملکہ صرصر گیا ارچنگ کو ہاتھ سے خرچنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب مین پہونچا اِس زور و شور

سے ملکہ مخمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل و مخمور
کو آتے ہی گرفتار کر لیا مین اُنکی جستجو مین گیا تھی راہ گیر بھیجے لیکن اندر نہ جاسکے حصار کا حال ہی
کوئی جا نہین سکتا باغبان قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہوگیا ہی
خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر غالب آنا دشوار ہی برائے ملکہ مخمور و شکیل بارگاہ
مین شور گریہ و زاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوئے عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تا بہ
صنعت پہونچنے کی اب کوئی تدبیر نہین یہان کہین ملجائیگی تو نتیجہ قابض ہوگا اندر حصار
سحر کے کوئی نہ جاسکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپسمین اشارے ہوئے قبلہ و
کعبہ کو کہنے دو جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود بلا لیگی یہ بھی
بحال ہی کہ اندر حصار کے ہم نہ جا سکین چلو چلکے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین
دیکھین وہان کیا رنگ ہی برق و چالاک آپسمین صلاح کر کے چلے باغبان قدرت
بھی پریشان اُٹھا کنارے لشکر کے ٹھہرا فکر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہوگا انکو
تو اس حال مین چھوڑیے لیکن برق و چالاک بصورت ساحران دربار مین حیرت
کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکارون نے خبر حرف
بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑ کر
دونون کو لیگئی بارگاہ مہرخ مین سکو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی کمبختون کا
غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ سرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آئین خطا معاف
کرا دونگی اب صنعت کے دام تزویر سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو
اپنے کو عیارون سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا اُسنے عیارون کا انتظام
کر لیا اب اُسکا کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادۂ ملکہ صنعت
آکر پہونچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکۂ
عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہوگا آپ طبل جنگی بجوائیے کامین وقت پہ
آجاؤنگی مسلمانون کو مزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھ دیا کہ جو
تمنے کہا اسی طرح کاربند ہونگی سب تمھاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی

خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو جواب لیکر چلی برق وچالاک نے پیچھا کیا جب
لشکر سے ظلمات نکلی صرصر وصبار فتار کی شکل بنکر یہ دونون عیار دوڑے پکارا بی
ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر وصبار فتار پکارتی ہوئی آتی ہین سمجھی
شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہوگا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف چالاک آیا ایک طرف
برق تڑپ کے پہونچا خیال یہ کہ دو چار باتین کرین حلقہ ہائے کمند مار کے گرفتار کرین ادھر
سے صرصر شمشیر زن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبار فتار کی صورت
بدل و عیاران اسلام و زیرزادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتین کر رہے ہین گرفتار
کرنے کی فکر ہے صرصر نے دور سے آواز دی ای ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونون
عیاران لشکر اسد تمھاری فکر گرفتاری مین آئے ہین برق وچالاک دونون بھاگے
چالاک تو جست کرکے ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوا برق نے چاہا مین تڑپ کے نکل جاؤن
ظلمات نے سحر کیا برق زمین پر گرا ماش کا دانہ مارا رنگ درد عن عیاری کا اُڑ گیا صرصر
نے کہا ای ظلمات اس بھوربے کو لیتی جاؤ پہلو مین ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر
کہا اُستانی جسقدر بدعتین چاہو کرلو انجام بہت بُرا ہے اُستاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر مار ڈالینگے
ہمین لوگ کام آوینگے اُستاد جوروؤن پر بڑی بدعت کرتے ہین مکان مین قفل دیکے
چلے جاتے ہین آگ تک چراغ جلانیکو میسر نہین ہوتی ہم ہی کام آئینگے دمڑی کے پان
میسر ہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے ای ظلمات خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات
نے آکر کمر مین پنجہ دیا ظلمات لیکر اُڑی چالاک بھاگا کہ مین جا کر کسی سردار سے خبر کردون
کہ برق گرفتار ہو گیا اگر تا بہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار ہوگی ہمارا
جگت ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا داؤن اُٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکر مارتا تھا اب بازی مات ہوئی
بہت دنون پوبارہ پھینکی داؤن سخت ہی رنگ متغیر ہوا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب
لشکر آیا تھا یا عنبان قدرت ایک نخل کے سایہ مین کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہے
پکار کے پوچھا کیون حضرت والا گھر خیر تو ہے چالاک نے کہا ای یا عنبان قدرت بڑا غضب ہوا

مین اور برق ظلمات جادو وزیرزادی ملکہ صنعت سحرساز کو گرفتار کرنے چلا لیکن استانی
صاحبہ آگئین اُنھون نے فتور برپا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہوگیا وہ سامنے ظلمات لیے
ہوے جاتی ہی بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہی للکارا او ظلمات برق
کو چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پڑا معلوم ہوا کسی نے شعلۂ آتش رکھدیا
اُف کرکے برق کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا
ظلمات کرک کے عرصہ مین باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کر دیا
برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر
اعظم دستور معظم افراسیاب ہی سحر و ساحری مین انتخاب ہی ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا
کہ گرفتار کرے یا قتل کرڈالے کہ شبگیر جادو کوتوال شہر ناپرسان چار ہزار جادوگرون
سے برائے شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت اگر پہونچا کہ
باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہی بھاگ جاؤن جان بچا کے نکل
جاؤن باغبان تیغہ کھینچکر سر پر پہونچا ہی شبگیر نے پہچانا دیکھا وزیرزادی صنعت کی
قتل ہوا چاہتی ہی وہین سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہی ستم شبگیر جادو شہنشاہ
کے ساتھ نمکحرامی کی مسلمانون کا شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کوتوال کو دیکھا کہا
او بیحیا جعلساز چوٹٹے جواریون کا افسر ہی ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو
اشارہ کیا گولے ترنج مارتے ہوے چار ہزار ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان
مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کسی پر اوجھڑ
سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان پر سحر کرتے ہین
باغبان انکے سحر کو کب مانتا ہی دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود ان روباہ
خصلتون سے لڑ رہا ہی کئی سو ساحر مار کر ڈال دیے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کوتوال
صاحب آیے آیے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو
گھبرایا دیکھا کئی سو ساحر قتل ہوے باغبان شکار کھیل رہا ہی شبگیر چاہتا ہی نکل جاؤن

باغبان نے کہا او بیحیا تو کہاں جائیگا شکار کو ہمارے بچا دیا اُسکو ور نہ تجھکو دونوں کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا اُسنے گھوڑا بھگایا باغبان نے ہاتھ چمکایا برق گری چاروں پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا جب باغبان قریب آگیا قہر درویش بجان درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خود سر کا قلعہ جسم سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من شبگیر جادو بود ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات نے بھی فرار پر قرار کیا چالاک و برق درۂ کوہ سے دیکھ رہے ہیں باغبان اُن سبکو رولتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی ظلمات کو مار لوں یا گرفتار کروں صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ میں ہزاروں ساحر آجاتے ہیں پھر ظلمات بچتی ہی جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز نے گیسو کشا سے کہا میں نے ظلمات کو خدمت میں ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ وہاں مین کہکر چلی آؤ کیا سبب ہوا جو ابتک نہیں آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے نام سے دل کانپتا ہی ہر وقت نگوڑے عیار وہاں موجود رہتے ہیں ذرا اوراق سامری ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیاروں نے نہ گھیر لیا ہو وہاں تو دن بھر میں سیکڑوں مارے جاتے ہیں صنعت نے اوراق سامری کو اُٹھا کر دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی ہو رہی ہی زخمی ہو چکی ہی یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اِسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان شبگیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا تھم ملکہ صنعت سحر ساز ای باغبان شعبدہ باز عرصۂ دراز تک مزے اُڑا چکے لڑکوں کا گھروندا بنا چکے بادشاہ اسیر وزیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے قدرشناس کی محبت سے منہ موڑا باغبان نے کہا او صنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہی افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہی اسی وجہ سے اسکے ملک میں غدر ہی ہر مرد سپاہی کی دل شکنی کرتا ہی بدزبان ناقدرشناس وہ کیا شرفا کو پہچانتا ہی کیا قدر مردان عالم جانتا ہی پاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن ابھی تو یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

دل جس نہ فروشندۂ بازار ہنر ہی
دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی

ناقدر شناسی سے خلائق کی جہان مین
جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی

آیا نہ ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئے بخت
اِس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہی

عاشق جو ہنر پر ہی ہنر اُسکا ہی عاشق
دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی

کیسے کو نہ پوجون مین ہنر مند ہو بُت
ای شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی

اظہار ہنر دان نہ کردن ہو نہ جہان قدر
دل اہل ہنر کا ہی سو غمخوار ہنر ہی

رو کا ہی تغافل نے ترے مجھکو تہ دام
صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہی

دیکھی نہ ہنر کی بھی بہت قدر جہان مین
ای وائے بران دل جو طلبگار ہنر ہی

رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو موہا
سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہی

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ وجلال ہین اب اُسی ناقدر کا سامنا ہی
مشکین باندھکر بیچاؤنگی قدمون پر اُسکے ناک رگڑواؤنگی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اُٹھائیمن
تغافل ہوکر بیٹھ رہونگی تین مہینے تک عیش وراحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و
جمشید بھی میرا مقابلہ نہین کرسکتے صفین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا
باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا
نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب ہوے ذرے زمین کے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر
باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپکے نکلی باغبان پر سحر کیا
دریا نے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بحر جرأت اُسمین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو مٹادیا پانی
کو خاک مین ملادیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہی ہوش وحواس
پراگندہ دل سے کہتی ہی آج ملکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلا کے سحر ہو رہے
ہین کسکی مجال ہی جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان ہلائے دونون شہنشاہ اقلیم ساحری
دونون کامل واکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون مصروف سحر و
ساحری آمادۂ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا جب
باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہوکر بھی خاک اُڑاتی ہوئی زمین

سے نکلی تین مہینے سے برابر آٹھ پہر اسی فکر مین رہی کہ سحرہاے نو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام ارکین طلسم ہوش ربا شریک عمرو ہوگئے ہین ایک ایک تعلیم کردۂ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہی وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان نے دھوین اڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر صنعت نے غصے مین آکر تیغہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہی ایک طائر آکر دم شمشیر صنعت پر گلا رکھدیتا ہی گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہی جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت نے یا سامری کہکے آواز دی زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پر ون کا سر پر صنعت کے سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ ذبح ہوے ایک مقام پر باغبان نے للکارا تیغہ مارا اک زاغ سیاہ نخل سے اترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ کرے باغبان نے منھ سے اف کیا شعلۂ آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرا دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی چہرے پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سر اس ملعونہ کا اڑا دون اسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کر کھولدی خاک اڑی باغبان بیہوش ہوکے گرا صنعت نے بہ تعجیل سحر کیا باغبان غلاک مار کر ایک عقاب کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس مین بند کیا دو ٹپہ پھاڑ کر سر کو باندھا لڑکھڑاتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کرون اسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا صرصر شمشیر زن آتی ہی پکارتی ہوئی ای ملکہ صنعت چلو تمکو ملکہ حیرت بلاتی ہین بڑا تمنے صدمۂ عظیم اٹھایا ملکہ کو خبر ہوگئی اگر تامل کروگی وہ خود چلی آئینگی صنعت اسوقت مبہوت ہو رہی ہی اتنا جواب دیا کہ ای صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہی صرصر پاس آگئی کہا دیکھیے ملکہ حیرت خود آتی ہین صنعت ادھر پلٹی صرصر نے کمند ماری نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی ارے کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دھم سے گری برق نیچہ پکڑکے جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے صاف ظاہر ہی کہ مجبور و ناچار ہون ای برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار

باغبان دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی سزا دیتا ہون چونکہ انقلاب ہر ستارۂ اہل اسلام کا گردش مین ہر قضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایک نخل کے نیچے گر پڑی تھی تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بہ شکل شاخِ نخل پر ہاتھ رکھکر اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی نیمچہ لیے ہوے چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون ظلمات بقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او بھور لیے کیا کرتا ہی خبردار دست خود را نگہدار ہا ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا دیکھا کہ گولا اُسکے ہاتھ مین ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام کیا اِسوقت تونے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون جلد مجھکو لیچل برابر کے ساحر سے مقابلہ پڑا باغبان نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوش رُبا مین جواب دینے والا ہی اگر مین تمین مہینے مین ایسے سحرہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو ہاتھ تھام کر تخت پہ سوار کیا قفس باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت اُڑایا طرف مرگھٹ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق وچالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار ہوا برق بقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو مین قریب قصر جاتا ہون انشاءاللہ قصور نہ کرونگا چالاک نے کہا ای برادر قبلہ وکعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی بیہوش ہوکر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جاکر ایک گنوار کو لایا ایک تانبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لکیر پہونچا لڑکھڑا کے گرا ملازمان صنعت شکین باندھکر لے گئے اب برق وچالاک ناچار ہوے روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان براے رہائی برق گیا ہی پریشان ہو رہی ہی کہ چند پرند نے بڑھکر عرض کی برق وچالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا جلد بلاؤ دربار مین سب سردار بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہا کا دربار مین سنسنا سناٹا پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ رد متغیر ہر سرو قد ستر دو متحیر سرخ متو

پریشان برق لامع تڑپ رہی ہی ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیاں خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین اسد کو انتشار رہر خرد و کلان بیقرار اُسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا ای مہتر دالاگہر کیا معرکہ گذرا باغبان قدرت کہان ہین چالاک و برق رونے لگے کہا ای ملکہ عالم کیا عرض کرین فلک بر سر گردش ہی بیکار کد و کاوش ہی آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا دنگ ہوجاتا مہلت پاتا تا آخر ناچار ہوکر صنعت سحرساز نے اُس صاحب شوکت ولیاقت کو خاک قبر جمشید سے بیہوش کرکے سحر کیا عقاب بنایا پھر قفس آہنی مین بند کرکے لیگئی چالاک نے کہا بھائی برق نے اُسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا بہر نوع باغبان قدرت گرفتار نتیجۂ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نہ سکی ناچار ہوکے پلٹ آئے خواجہ عمرو نے کہا میان برق صنعت سحرساز کا چار لاکھ کا لشکر ہی وہان جاکر عیاری نہ کی تمھارے دوست میان چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا استاد آپ کے اقبال سے آج نہین گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپسے کیا عرض کرین وقت پر تدبیر و تحریر سب ہوجائیگی تا بہ ملکہ صنعت جائینگے آپکے اقبال سے صنعت کو ماریںگے ملکہ بہار و باغبان قدرت و شاہزادۂ شکیل و ملکہ مخمور قید ہون ہم جاکر نہ پہونچین ایسے سرداران تہمتن کی رہائی کی فکر نہ کرین ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائین انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم کی کھنچیگی حصار سحر دم بھر مین برطرف ہوجائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا سرداران نامی و پہلوانان گرامی قبضون پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر بے نظیر چومنے لگے ایک ایک کا جوش جرأت مین چہرہ سرخ ہوگیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اُٹھا صندلان نے آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑون پر کاٹھیان پڑجائین چلکر لشکر صنعت سے لڑین معرکے پڑین خون کے دریا بہادین لشکر ساحران تہ و بالا کرین جلسۂ سحر و ساحری شکست ہو کوتوالی تیغہ جوہردار کا بند و بست ہوا اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب مین بسم اللہ کہکر بڑھے ساحران بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھریان پھرین بے اختیار روتی ہوئی تختا

سے اٹھین دامن اسد نامدار کا تھام لیا عرض کی ای شہریار وہان سحر و ساحری کا مقدمہ ہی سنا آپنے کہ باغبان قدرت ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد نہ کرین اگر یہی ارادہ ہی کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہی سبکدوش کیجیے یا اپنے ہمراہ لیجیے آپ کے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہی کہ جنازے کو میرے حضور کاندھا دین گور مین اپنے دست حق پرست سے سلائین بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشۂ قبر مین راحت پائے بقول شاعر

نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہی جیسے تن کی خواہش

ہو کہ معدوم ہین آنکی ہی طلب لاحاصل
نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت دیرین سے زرد
تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

پڑگئے دید گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملے غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہی تجھسے قاتل
اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
ای دل زار نہ کر دُر عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنیکی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہی اپنا
نو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

ہجر مین ہوس دید مین تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہی لحد سے پس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہی دولھا کو دلھن کی خواہش

دار فانی سے ہی افسردہ مزاجی حاصل
سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہتی ہی قوت روح
کیون نہ ریحان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چکے وحشت کے جسکر مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی خواہش | پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کاہی سے نسیم | کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسوقت دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اے شہریار آپکی جرائت پر کوئی طعن و تشنیع کر سکتا ہی آپ نور نگاہِ فراش راہ دین اسلام صف شکن تیغ زن جرار نامی و نامدار سر کوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقہ سخاوت عندلیب خوشنواے بوستان امارت شاخ تمنائے ریاض شوکت و جلالت ہین کسکی مجال ہی کہ آپ کے سامنے نام جرائت لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہی کہ ہم مین سے کوئی حضور کا ساتھ دے یعنے جب لوح طلسمی سرکار دولت مدار کو ملے غنچۂ آرزو کھلے لاکھون مین آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی صف شکنی ہوجائیگا اُن مقامات کے خیال مین تاب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ ایسا قصد کرین وادی ہلاکت مین قدم نہ دھرین اگر اُن نامردون کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلین یا خدانخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائین افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنون کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل پتلی کے پردہ ہاے چشم مین چھپائینگے خیر خواہانِ دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحرون نے بڑھکر یہ بھی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالینگے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کردینگے بخوبی جانتے ہین کہ بالکل بیکار ہین اس طرح سے جو سب سرداران نے یک زبان ہوکر سمجھایا تلوارین کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگون نے اس غربت مین میرا ساتھ دیا ہین حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہین کرسکتا لیکن باغبان و بہار کا نہایت قلق ہی سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صنعت سحرساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے بڑی خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا مرقوم تھا کہ اے

ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی مابدولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و شکیل و باغبان گرفتار ہوئے اب تم سقدس مین ملکہ صنعت کے دخل نزد بنیا جسکو چاہے قتل کرے یا بخشے اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اسیر غالب آتا اہل اسلام کا دشوار ہی عرضی اُسکی ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا ارچنگ و خرچنگ جادو واصل جہنم ہوئے دونون بھیا بدباطن تھے خرچنگ نے ارچنگ کو مارا خرچنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر آکر مخمور کو قوت بازو سے مابدولت نے گرفتار کرلیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کوتوال شہر نارسا کو مار الہذا طبل جنگی بجوائو کیا عجب ہی کہ مابدولت بھی اگر مہلت پائین براے سیر و تماشا تشریف لائین دوسرا امر اور واضح ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعۂ تخت الشعاع مین جشن ہوتا ہی زال جادو و خیرخواہ مابدولت وہانکا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی شرکت ضرور ہی ایسے جلسے مین شریک نہونا باعث فتور ہی نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر حیرت سر پیٹنے لگی کہا صاحبو جب نام اہالیان حجرۂ ہفت بلا کا آتا ہی میرا قلب بھرا آتا ہی بخوبی مجھکو یاد ہی کہ ایک مرتبہ براے ملاقات ملکہ تاریک شکل کشش جنکا ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیا ہی بر سر گنبد سیاہ لیگئے تھے مین نے جو دائی اماں کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آجتک وہ صورت نحس اُنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین کہین کہ دوسرا پتلہ ملکہ صنعت کا نامہ لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپکی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات کو جو بھیجا جو اُنپر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمان سے مقابلہ کرونگی یہان تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیار نہ آسکین براے میدان کارزار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے مملو کردونگی تاکہ کوئی عیار ملکر میرے لشکر مین نہ چلا آئے چند ساعت مقابلے مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بہت ہین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا مگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی حضور دربارگاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اُسی وقت پتلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جاکر چھپا عامل باعمل واقع افسون ساحران پر دغل خوانندۂ اسمائے پر تاثیر اعنی ماہ عالمگیر سو کلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر براے

تسخیر ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ مین اوراد و وظیفہ مین مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صداے طبل جنگی بلند ہوئی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ آسمان جاہ مین وہی ذکر درپیش ہی سرداران سفید کا پس و پیش ہی یہی منتظر ہی کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان — کہ تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران
گاوِ گردون نہ فقط خوف سے اُسدم کانپے — بلکہ ہو زیر زمین گاوِ زمین بھی لرزان
تو جو ہو حامی اسلام تو بتخانے مین — بت کرے قصد نماز اور رکھے ناقوس اذان
نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہر تابان کبھی ظاہر ہی کبھی ہی پنہان
قطرہ افشان ہو اگر تیر اسحاب ہمت — سیکے پنجے مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اور گہر بھی ہون وہ خوش آب صفین دیکھکے دو — طرفۃ العین مین ہو کاہ رُبا گو یرقان

شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پامال حیرت جادو نے بنام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہی خبر مشہور رہی کہ بوقت سحر بصد کرو فر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر بمقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے براے نوازش نقارۂ رزمی حکم دیکر ملکہ مہرخ اُٹھین تخلیہ مین تشریف لائین صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا اے شیر بیشۂ جرأت واے جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہین کہ تم جان نثار سردار نامدار ہو جہان اسد عالیوقار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہا دوگے لیکن بقول شیخ سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ؛ کہ جا ہا سپر باید انداختن ؛ تمھارے آقاے نامدار شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین سحر و ساحری وہ شی ہی کہ ایک ماش کے دانے مین اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان نپائے جب ہاتھ پائون بیکار ہوے اگر دل مین جرأت ہی تو کیا تمنے کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر کامل تیار کرلیا ہم سبھون سے کل مقابلہ ہی لشکر مین سب ساحر ہین لڑینگے بھڑینگے جہانتک ہوسکیگا

دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانیکی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر نکلجائینگے کوئی اپنے
کو جانور بنائیگا کوئی پر پرواز پیدا کرکے اڑجائیگا لیکن تمھارے آقاے نامدار سحر و ساحری مین ایک لفظ
نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہی تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے آتش ہو جاپڑین اگر
خدانخواستہ صنعت سحر سازانپر دست انداز ہوئی ایکی مرتبہ اگر گرفتار ہوے یاد رکھنا افراسیاب زندہ نہ
چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیان کاٹتا ہی کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ
کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب ہی کہ اپنے آقاے نامدار کو ترغیب شکار دیکر
کسی صحرا لے پر فضا مین لیجاؤ دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل
ہوئی عیاران لشکر جاکر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہ ہی کہ اپنے
آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچنا ہم سبھون
کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا کنیزان جانباز کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی
سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کے افراسیاب سے
لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہوکر دیا مثل مرغ بسمل تڑپا
عرض کی ای بادشاہ لشکر اسلام ای ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہی جب اس راز سے
واقف ہوگا مجھکو نظرون سے گرادیگا لیکن چونکہ مقدمۂ جان ہی کوشش مجھپر واجب و لازم ہی
انشاءاللہ قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اٹھکر دربار مین آئین
دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آئے سحر کی تیاری مین مصروف ہوے
مگر صندلان صندلی پوش خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی ای شہریار ابھی
ہرکارون نے خبر دی کہ یہانسے قریب ایک صحرا پر بہار ہی وہان بحساب شکار ہی چلکر شکار
کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ ای نور نظر ابھی لڑائی معطل ہی تم واسطے دو چار دن
کے شکار کھیل آؤ مین براے رہائی باغبان و بہار جاتا ہون سب سردار مشورۂ فکر پوچ
مین مصروف ہین دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاءاللہ بعد
رہائی باغبان و بہار بشوکت مالا کلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرأت و شوکت کا
تمھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہین

ہی

ہی اسطرح پر جو خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو سمجھایا خیال مین آیا بزرگ ہین جو فرماتے ہین وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اُسی وقت صندلان صندلی پوش کو حکم دیا پہر رات رہے سے سامان شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے سحرا کے باغ باغ ہوئے غم والم سے فراغ ہوئے اُسی وقت تیاریان ہونے لگین پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندلی پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کرکے طرف صحراے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی براے رخصت حاضر ہوئی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ دیکھیے آیندہ اپنے آقاے نامدار سے زندگی مین ملینگے یا اب عدم مین ملاقات ہوگی جوش دریاے اشک چشمۂ چشم سے ظاہر ہوتا ہی لیکن آنسوون کو پی جاتی ہین ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائین لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکلے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہین آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدۂ شیر گیر ہی آپکا رنگ رو کیون متغیر ہی آپ مفصل فرمایئے مین شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کرکے عرض کی ای شہریار براے شکار آپکا جانا واجب و لازم ہی کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہی کچھ غدر شگزاری نہوسکی اسکا خیال ہی یہ بھی ملال ہی انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہی حباب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات وچون برمی آید مفرح ذات اگر یہ دم نہ آیا رشتۂ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہین خیالِ حیات دوروزہ پس وپیش رہتے ہین اگر کنیز کا عقب مین حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہون فوراً تشریف لایئے گا اپنے سامنے جنازہ اُٹھوایئے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا ای مادر مہربان انشاء اللہ تعالے پروردگار آپکو حیاتِ طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپکے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوشربا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ وکعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نظر کردہ بزرگان دین آپکی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار مین سامنے اور مہربان کے لیجائینگے بزرگ محلات زلزلۂ قاف ملکہ مہر گوہر تاجدار کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمایئے گا ایک ایک شاہزادی آپسے ملیگی جدہ ہماری ماہ اندروسی سے آپکی تعریفین کرینگی فرمائینگی تمنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمھاری لیاقت کو ترقی دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہوگئے ہین سب آپکی ترقی عمر مین دعائین کرتے ہونگے عازیون کی دعا بیکار نہوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوش ربا ملاحظ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار کے باغ باغ ہوگئین رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجایئے یہ کہکے رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے مرکب بادرفتار کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی خواجہ عمر و سرداران نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے لشکر خیل خیل فیل فیل طرف میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین الماس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے پوچھا نانی اماں طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے محل مین ملالان خون قبلے کے تشریف لیگئے تھے تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے رو کر جواب دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمھارے وارث کو انتہا کا سمجھایا برائے شکار روانہ کردیا صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی مکار و غدار کی آمد ہی خیال ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین انکے دشمنون کو گرفتار کرے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلیگا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار قتل ہوجائینگے جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہوگا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر صفوف فوج کا جمنا لشکر ظفر اثر کا پڑاو پر ہمنا دشوار ہوگا اسواسطے انکو ٹال دیا کسی طرح بناتے تھے بروقت رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا انکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون کا نام لیا کہ وہ سب تمھارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سنکر ملکہ مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی اماں آپ نے بہت مناسب کیا کیا کہون خبر فراق سنکر قلب الٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہی فقیر نبکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون ہزار دن جفائین سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اٹھانے کی طاقت نہین رہی ایسے کلمات مصیبت آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار روئین یہ اشعار

زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

نی شمع بخت خواہم نی مہر ہمگنان را ۔۔۔ خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است ۔۔۔ فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کو وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر ۔۔۔ صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اوّل ۔۔۔ سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان ز ایّام ۔۔۔ یک جور عاشقی کن بیدرد ناتوان را
در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست ۔۔۔ در فصل نوبہاران در رنگ نوخزان را
آور برون ز گوشت این پنبہ ہاے غفلت ۔۔۔ در درس نکتہ سنجان در کام کش زبان را
در راہِ عشق مجنون باید گذشت از جان ۔۔۔ بنود کنارہ دریا دریاے بیکران را
مخفی بہ دام محنت گشتم اسیر آخر ۔۔۔ چون مرغ نازہ پرور گم کردہ آشیان را

اسوقت بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ لالان خون قبا بھی بارگاہ سے نکل آئین دیکھا ملکہ مہ جبین رو رہی ہی لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کیگلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر تو ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل مین جاکر آرام فرمائین شہریار برائے شکار تشریف لے گئے ہم برائے مقابلۂ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہین اگر زندہ پلٹے پھر آپ سے ملینگے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہین حضور بخوبی آگاہ ہین یہ سنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبراکر کہا آپ سب صاحبون کی راے مین ہمکو کیا دخل ہی ہمتو بالکل بیکار مجبور و ناچار ہین آپ سب صاحبون کے واسطے دعا کیا کرتے ہین خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خون قبا کو محل مین پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئین ملکہ مہرخ نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو و اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن و لرزان و زلزلہ و گلنار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوایا

وزیرزادیان شاہزادیان گو ناگوار ٹھہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحرساز
مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوے
دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحرساز تخت پر سوار
پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال اُسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین اک اژدر آتش
فشان اُسپر کاٹھرہ کسا ہوا اُسمین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار
کوئی پیدل ہمراہ نہین ہی اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ
نہ چلے آئین اب دھوکا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسوکشا
سب چاق وچوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب وضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی
صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سبکی جھپک گیئن بیچ مین میدان چھوڑ کر لشکر اپنا ایک
جانب ٹھہرایا تخت سے اُتر کر گردان بارہ ہزار سرداران کے حصار سحر درست کیا اِس خیال
سے کہ میدان کارزار مین جاؤن سردارون سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی
عیار مکار آکر شریک لشکر ہوجاے تا ہمہ گھٹ پہونچے ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے
کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہی ظلمات وگیسوکشا کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار
ہم میدان کارزار مین جاکر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیندہ وروندہ راہ گیر وغیرہ کو اپنے لشکر
سے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو وملکہ گیسوکشا تو اِس اہتمام مین مصروف ہین اُسنے
اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکہ عالم
وای خاتون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سنی کہ میان باغبان
قدرت کو بھی مین نے گرفتار کیا جانور بناکر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی
بخوبی انتظام ہوگیا ہم سیدوار ہین اتبلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برا ے
عیاری تشریف نہ لائے بڑے حیف کی بات ہی کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے
تھے خواجہ عمرو کا قول ہی کہ ہم ہوا بنکر آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے
ہین لیکن ہمسے عیاری نہوئی دیکھا حضور نے کنیز نے کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت
سحرساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت حقیقت مین تو نے ایسا انتظام کیا کسی سے

نہو سکیگا عرض کی کئی مرتبہ سامان کیے بڑے بڑے دھوکے کھائے صاف ثابت ہوا عیارون کا انتظام واجب و لازم ہی سردار سب دیکھے بھالے ہین جب قصد کیا گرفتار کر لیا آج جانبازی کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا صنعت نے طاؤس بڑھایا میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکل کر مقابلہ کرے لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسدنا سور نہین ہی سمجھو گئی کہین اسکو چھپایا ای صنعت چشم زدن مین پیدا کر لونگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہی جیسے ہی صنعت نے نہیب دی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کودی سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے کلام کرنے کا یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ حافظ و نگہبان ہی اسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہی ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ مہرخ وغیرہ سے بغلگیر ہوکر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت نے سرخ مو کو جو آتے دیکھا آواز دی ای سرخموے کاکل کشا تو نے مجھکو پہچانا منم ملکہ صنعت سحر ساز قوت بازوے شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ملکہ سرخمو کیون اپنے کو دام مصیبت مین پھنساتی ہی اب میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہی عیارون کو بھیجو آکر عیاری کرین جنکے بھروسے پر سلطنت قرار پائی لڑکون کے گھروندے بنے سے زیر و زبر قرار پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کرکے مین لے گئی خواجہ سلامت ایک لمحہ بھر اپنے سردار کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو بہار کو رہا نہ کیا سرخمو نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی اگر قضا ہی ہماری آچکی ہی تو بیت سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✽ ہر چہ آید بسر من یا نصیب مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہی کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے دکھلانیکو گولہ پھینکا سرخمو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین جا بڑی وہ سحر کا ل اسکا یعنے یا سامری کہکر زمین پر دو تھڑ مارا سرخمو زمین پر گری بیہوش ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑھکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخمو کو صنعت سحر ساز نے طائر

بناکر قفس مین بند کیا مثل طائر نو گرفتار قفس سحر مین یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیسا کیسا تڑپ کے جھاک کے صنعت پر گرا لیکن صنعت پر تاثیر نہوئی سحر آخر مین صنعت نے یہ اندھیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر بھی لڑکھڑا کر گرا صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو بصد شد و مد یون تحریر فرمایا ہی کہ آج دوپہر تک صنعت نے گیارہ سردار نامی و گرامی سحر کرکے گرفتار کیے اسی طرح طائر بنا کے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال نیر اعظم بصد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا اے ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر نابد و لت کا تمنے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کرکے معرفت ملکہ حیرت خاتون شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر اصلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا بجاہ و جلال خداوندی اگلی مرتبہ اگر اگر کل کا یہی حال نہ کیا تو مجھکو ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے لشکر مین آکر ملی تخت اڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر و نخوت زبان پر بصد کر و فر طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق و چالاک وغیرہ چھپے مسافر بنکے قصد ہوا اسکے لشکر مین ملجائین ڈیرا و پرلنے کو پہونچائین وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز نشپت و بہلد سے ہوشیار دور سے دیکھا کہ ایک مسافر آتا ہی آواز دی او آنیوالے سایہ مین ہمارے لشکر کے نہ آنا یہ کہکے گولہ اٹھایا کہا او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گوارا پڑتا ہی تجھ ایسے دس ہزار مار ڈالونگی کوئی دامنگیر نہوگا منم ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخر بیچارہ برق فرنگی بھاگا درہ کوہ مین چالاک و جانسوز و ضرغام موجود تھے انسے حال کہا چالاک نے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ ملعونہ تو اپنے قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا اے مہتر والا گہرا اول مین استاد نے اسقدر عیاریان اسپر کین کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو اپنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہمزاد کی ہیبت بھی نہین چاہتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درۂ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گذرا جانسوز و ضرغام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی مسافر صنعت نے سحر کرکے قتل کیے جو سامنے آگیا اسکو

گولہ بارود ورتک عیارون نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نپایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخلہ کیا زندان مصیبت مین سرداران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر مین آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر مین جانا بہت مشکل ہی چالاک نے کہا کل انشاء اللہ اندر حصار کے جاکر صنعت کو مار ڈالینگے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیر دل آپس مین صلاح کرکے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہین ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو مہتر قران انشاء اللہ جلد ششم مین تحریر کرونگا حصۂ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بہ مضمون ختم حصۂ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قمر شکر خلاق کون و مکان
منور کن بزم قصر زمین
ہون آگاہ اس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک در پئے ظلم بیکار ہی
نکلتے ہین عیار بھی فکر مین
کمیت قلم کی ہین طراریان
کہ کھل جائینگے حجرہ ہاے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہی
عدو سرکشی پہ ہی لے اسکو ٹوک
نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی

نگارندۂ جزو و کنہ آسمان
بتائید و لطف جہان آفرین
یہ ہی حصۂ دیگر پنجمین
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے درپیش پیکار ہی
کیے خوب صنعت نے سامان سحر
عمرو کی ہون تحریر عیاران
عنایت پر اُسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحر اندھیر ہی
ہر اک سے ہی یہ التماس ای قمر
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر

فروزندہ شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروز سعید و بہ اوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہین سردار مہرخ اسی ذکر مین
بنے قصر افسون و ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قمر توسن کلک کی باگ روک
چھپا مین مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا ایم بہ پوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصۂ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالی تمام ہوا

واضح رائے ناظرین والاسقام ومشتاقان خوش انجام ہو کہ یہ حصہ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر ظفر اثر
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلنار سلیمانی
پر بمقابلۂ لقاے بے بقا فروکش ہی لقا نے نامہ برائے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہی ابھی
کوئی ساحر افراسیاب نے نہیں بھیجا نقد روح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ انجم
ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش وشاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج بیشمار سمت ہوشربا روانہ
ہوے ہین پہونچنا انکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوشربا مین ہنگامہ عظیم برپا ہی یعنے ملکہ صنعت
سحر ساز نے سرگشت پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہی چند سرداران جہخ قید کر چکی ہی
ہفتے کی مہلت دی ہی چالاک وجانسوز وضرغام وبرق فکر عیاری مین چل چکے ہین کہ
جا کر کسی تدبیر سے اندر حصار سحر کے پہونچین سرداران نامی کو رہا کرین افراسیاب جادو باغ
سیب مین داخل ہی صنعت کو نامہ لکھکر بھیجا ہی کہ قتل وغارت مسلمانان مین تمکو اختیار ہی
ابدولت بھی وقت پر آئینگے صنعت سحر ساز نے سرداران نامی وگرامی کو ملکہ مہرخ کے قید
کیا ہی اول عیاری مہتر برق وچالاک وجانسوز وضرغام مردہ نیکے اندر حصار سحر کے پہونچنا آخر
مین پہچانے جانا اور گرفتاری عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کی دو طاینکے برات لیکر بشکل فرزند تاجدار جادو وناظم طلسم ہوشربا جانا اندر حصار سحر
صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا مہتر قران کا بشکل سرفروش جادو وپہونچنا تا بہ
قصر ملکہ صنعت حیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران
اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے حجرۂ بلاے اول کا کھلنا اور آمد مشعل جادو وعیاری
خواجہ عمرو وسحر کوکب اور لڑنا مشعل جادو کا اور روح قبض ہونا جملہ سرداروں کی وعیاری
خواجہ عمرو وذکر قتل مشعل جادو وبربادی کنیزان سامری بر سر کوہ زبر جدی متعلق آفات
چہار دست وذکر آمد نیرنگ وگیرنگ برادران حیرت وسوسن زبان درازو دایۂ
ملکہ حیرت وعیاری خواجہ عمرو وآمد ملکہ تاریک صورت کش ودیگر حالات
حجرہ ہاے بلاد جنگ ایرج کہ بسمت طلسم ہوشربا چلے ہین ونیز حالات جنگ صاحبقران زمان
وساحران افراسیاب ولشکر زمرد شاہ باختری ودیگر حالات جلد ششم

ہوش رُبا بشرط حیات انشاء اللہ تعالےٰ لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہائے بلاد دیگر داستانہائے دلچسپ و رنگین اِس جلد ششم کی لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر اسکے شایع ہونے مین بہت جلدی کر رہا ہی البتہ بعض امورات جو اختیار راقم سے باہر ہین اُن مین مجبور و ناچار ہی لیکن بہت جلد انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم تحریر کر کے ملاحظۂ مشتاقان والا مقام مین پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اِس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعۂ تحت الشعاع مین جہان انکا حاکم زال جادو ہی ایک جلسہ ہوتا ہی تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش رُبا کے قلعہ مذکور پہ جا کر جمع ہوتے ہین زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہی کہ اِس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائین بہ قدرسہ مشعل جادو و حاکم حجرۂ بلائے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شروط کھولنے حجرۂ بلا کے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لائیے گا ضرور مشعل جادو و سہلونشین سامری جو دو سو برس سے محبت سامری و جمشید مین ایک حجرہ بنا کر زمین مین اپنے کو دفن کرا چکا ہی تشریف لائیگا پس اُسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال رہے کہ کُل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم مین لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام والاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش رُبا

طبع گشتہ چو نسخۂ بیمثل — واقع رنج و فکر و حزن و ملال
نظم این رشک نظم فردوسی — نیز این بہ ز بوستان خیال
متفکر شدم چو در دل خود — ای قمر سن برائے مصرعۂ سال
این ندا آمد از لب احباب — گلشن بیخزان علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علیخانصاحب نبیرۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ای کاشف رمز طلسم دلکشا — مرحبا منشی لقب احمد حسین نامور
داستان گوئے امیر حمزۂ صاحبقران — خوش بیان و خوش کلام و خوش خصال و خوش سیر

واہ کیا تصنیف کی ہی یہ کتاب لاجواب — جمع ہین جسمین مضامین خیالی سربسر
جب بیان ہوتا ہی یہ افسانہ فرحت فزا — ہوش مین بیہوش آتے ہین یہ طرفہ ہی اثر
طبع جب ہونے لگی یہ داستان دلستان — فکر سال عیسوی دل مین ہوئی المختصر
ای محمد لکھدیا یہ مصرعۂ تاریخ طبع — پاک ہی جور خزان سے یہ گلستان قمر
۱۸۹۱ع

قطعہ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوش ربا — شدہ مطبوع طبع اہل مذاق
منشی فکر ما بہ سال نوشت — شاہد فکر و شہرۂ آفاق
۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علیخانصاحب متخلص بہ حشر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے ہین گم ہوش بشر کے اسے سنکر — بیجا نہین نام اسکا اگر ہوش رُبا ہی
ہاتھون مین بصد شوق لیے نقد دل وجان — ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہی
غش ہوتے ہین حساد بھی اس طرز بیان پر — یہ طرز بیان سحر ہی اعجاز ہی کیا ہی
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے پکارا — کیا ہوش رُبا شہرۂ آفاق لکھا ہی
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیرین مقال سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب میر علی جعفر صاحب متخلص بہ کشیہ

احمد حسین منشی ذی اقتدار ہین — لکھا طلسم ہوش رُبا عاشقانہ ہی
یکتا ہین نظم و نثر کے فن مین وہ خوش بیان — عالم مین اُنکی مدح و ثنا عن شبانہ ہی
سعدی و انوری و ظہوری کا ہی یہ قول — اس رنگ خاص مین تو قمر اب یگانہ ہی
حاسد کی مدآہ سے طبع روان ہو تیز — انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہی
دفتر نہین جواہر مضمون کا ہی یہ گنج — قارون کی کب بساط مین ایسا خزانہ ہی
شیرانہ ہی اسد کی لڑائی کسی جگہ — بالکل کہین یہ سحر کا سب کارخانہ ہی
آمد ہی اسطرح کہین افراسیاب کی — جادو کا تخت دوش صبا پر روانہ ہی

ناز ان ہر اپنی چادر ریلی پہ چرخ پیر
باران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہی
آمد کہین ہی کو کب روشن ضمیر کی
بَرّان سحر سازی کے فن مین یگانہ ہی
عیاریان عمرو کی دکھاتی ہین فطرتین
ساحر بھی تیر مکر کا اِنکے نشانہ ہی
یون فکر طبع سال مین دل آنے کہا کہ گیثر
اب تو جہان مین ہوش رُبا یہ فسانہ ہی ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہی اسکو جناب قمر نے خوب رقم
طلسم ہوش رُبا ہی طلسم ہوش رُبا
یہ کاک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی
جدید خوب چھپا ہی طلسم ہوشربا ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ رفق

رقم نمود چہ خوش داستان جناب قمر
بہ نثر اہل کمال است و خوش بیان شاعر
زر دے بام فلک اے روش نہ آمد
طلسم ہوش رُبا طبع شد بہ و نادر ۱۳۰۰ھ

تقریظ ریختہ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ فہم شعر

تماشا دیکھیے مدتسے جس یوسف کا شہرہ تھا
وہ مضمون بنکے آج آیا ہی بازار معانی مین

تفسیر خوانان مصحف تہذیب و اخلاق و سبحہ گردان تسبیح رفق و وفاق کدھر ہین اِدھر آئین چشم انصاف بین مین جواہر شناسی کی عینک لگائین دیکھین آج تجلی گاہ معانی و شبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و شعلہ تاریکی سوز سے بعینہ طور پر نور کلیم اللہ ہی۔ وادی ایمن بلند پروازی و سینائے انشا پردازی کس آتش افروز جمال نازک خیالی تجلی بخش شمع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہی۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہی کہ دبیر عطارد نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو ید بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہی۔ نقاط گل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آندھی پائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر صفحۂ قرطاس پر آتے آتے کاف و نون نبجاتے ہین خامۂ سحر بیان عصائے حضرت موسی کا اعجاز دکھاتا ہی سطور عبارت کو اژدہائے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہی یہ آواز قرائت زبان قاری سے نکلکر بانگ لن ترانی کوت کرتی ہی۔ صدائے مرحبا لب سامع پر ندائے ارنی کا بہروپ بھرتی ہی۔ پیشانی قرطاس پر الف اللہ ہی یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مدور مین یا حضرت موسی کی چشم حیران

سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہے جسکی خوبی کا ڈنکا اساتذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے نہین دیتا واہ واہ کیا صحیفۂ بے نظیر و قصۂ دلپذیر ہے جسکے محاسن کا ہجوم سلک تعریف مین موتی پرونے نہین دیتا حروف ہین یا آئینۂ حلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقالی۔ جملے لآلی فصاحت کے عدن۔ فقرے غزالان مطالب کے ختن۔ مصرع گلہاے متانت کے گلزار۔ اشعار مشک ذہانت کے تاتار۔ سطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہے بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل دید پرستان ہے۔ آفرین منشی آسمان شیرین بیانی۔ سر دفتر جریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب منشی احمد حسین قمر جنھون نے اس قصۂ عجیب و غریب بحر ناپیداکنارہ کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند کرکے سحر سازان مضامین آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخۂ جواہر نگار ہے یا مصحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہے یا رحل نظر کا قرآن۔ ہر حرف نقش و نگار گلستان بر حرف رکھکر نقش فروغ جگانیوالا۔ ہر نقطہ خال روے حسینان کو بے نقط سناکر اپنی خوبی کو نقطۂ انتخاب بنانے والا جملے جمایۂ محاسن نثاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے کل خوبیون پر نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین نثراے فلک عاری۔ نظم سطے پر نظم پروین ہزار جان سے واری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنے والے۔ اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے۔ بندون کی ردیف مین لسان عطارد بند۔ رباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند۔ قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ کرنے مین برق۔ ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعوے انا الشرق ہے اب ہم اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک خیال و ناشر ناصری مثال کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شعلا	لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا

اس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی و داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی تمام میان عظام و شاہزادگان والاسقام بہ عنایت رب الانام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیاز مند نے بہ عنایت رب اکبر بعبارت سلیس و انشاء نفیس انشاپردازی کے ساتھ اس حصۂ دوم کو لکھا اب یہ خوشہ چین نثاران ناظرین باتمکین سے امیدوار ہی کہ میری خطائین دامن لطف سے چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق و شوق التماس ہی کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک عجیب داستان ہر دل عزیز اور ضخیم ہی جسکے معائنہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص اسکے مطالعہ سے محروم و مغموم تھا۔ کارخانہ نے اس امر بزرگ کا انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور اس پوری داستان کے ترجمہ و طبع کا انتظام کر لیا۔ اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین منجملہ انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپ کر تیار ہی اور برابر فروخت ہو رہا ہی۔ اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہی اور باقی ہر سہ دفتر صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ کے بھی ترجمہ و طبع کا اہتمام ہو رہا ہی۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشش ربا کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ ماہر ہمہ دان منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ استاد داستانگویان منشی احمد حسین قمر سلمہ نے از جانب مطبع فرمایا قدردانان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین اور نوبت طبع مکرر کی آگئی چنانچہ طلسم ہوش ربا کی جلد پنجم کا یہ حصۂ دوم مطبع منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای واقع لکھنؤ مین بار دوم بماہ۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ع

طبع ہو کر پسند عالم ہوا

باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چار درویش بالتصویر -

طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ -

آرایش محفل - قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش -

ایضاً - بغیر تصویر حسب مراتب بالا -

داستان امیر حمزہ - بالتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -

مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -

نو طرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی - مترجمہ فقیر محمد خان -

جام سرشار - بالتصویر مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی - مشہور مصنف فسانۂ آزاد و سیر کہسار جسنے ایک دفعہ اسکا مطالعہ کیا لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت کا مداح ہوا -

فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی - تمام ہندوستانی ناولون مین ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے -

ایضاً - جلد اول حسب مراتب بالا -

ایضاً - جلد دوم حسب مراتب بالا -

ایضاً - جلد سوم حسب مراتب مذکورۂ بالا -

ایضاً - جلد چہارم حسب مراتب بالا -

طوطا کہانی - بالتصویر از سید حیدر بخش متخلص بحیدر -

نوشیروان نامہ - جلد اول -

کوچک باختر -

بالا باختر -

ایرج نامہ - جلد اول -

مہدی نامہ -

دوحۃ الابصار -

ضیاء الابصار -

شمس النہار -

مطلع الانوار -

خزینۃ الاسرار -

نور الانوار -

مشرق الآثار -

تفریح الاحرار -

قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ صاحب تخلص قیس -

ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفۂ ماہر علوم جناب مولوی عبد المجید صاحب متوطن بیلی بھیت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہین ہوئی -

قصۂ زاہد شمسی مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد

جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان بہادر

ناٹک نل دمنتی - مؤلفۂ منشی بناک پرشاد -

بھول بھلیان - مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما سریع الفہم اردو نثر ترجمہ ہر غیر مطبع -

قصۂ قاضی جونپور - حمق و عقل کا امتحان -

اسرار الفاتحہ

یہ وہ نایاب تفسیر اس ہندوستان مین آنکھون سے دیکھنے کو ملی ہی جسکی قدر علماے پشاور سے پوچھیے۔ جسکا اعزاز علماے کابل وقند ہار و ماوراء النہر سے دریافت کیجیے۔ درحقیقت یہ تفسیر ان مدارک کا التقاط ہی۔ جو علامۂ بحر العلوم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معروف تفسیر اسرار مین مکنون تھی اور اُن جواہر کا انتخاب ہی جو علماے کبار و اولیاے عظام کے فیوض غیبی و حکمتہاے لاریبی کو امام نسفی نے پیرایۂ عبارت مین بیان کیا تھا۔ کسی ذی علم نے آجتک اقرار نہ کیا کہ ہم اس پاک وحی قرآن کے جملہ علوم سے ماہر ہوسکتے ہین۔ بلکہ بحسب بیان صاحب اتقان و دیگر ائمہ کے سب کا اعتراف ہی کہ اس بحر ناپیداکنار کے علوم و اسرار اُسیقدر زیادہ تر کھلتے جاتے ہین جسقدر آدمی کو تقوی و تجر بڑھتا جاتا ہی اور اُسی قدر وہ زیادہ اپنی جہالت کی قدر جانتا ہی جسقدر بحر ناپیداکنار کا جلوہ نظر آتا ہی۔ بے شک یہ عجیب تفسیر تصوف و حکمت کے ساتھ جامع ظاہر تفسیر ہی۔ مطبع کو ایک نسخہ نعمت غیر مترقبہ تلاش سے ملا۔ یا یون کہیے کہ جناب مولانا خیر محمد پشاوری نے عمدہ نایاب ہدیہ دیا۔ یہ صرف ایک ہی نسخہ پہونچا۔ اور سنا جاتا ہی کہ بعض کتب خانجات امرا مین دوسرا نسخہ بھی موجود ہی۔ کیا خوب ہوتا کہ اہل ریاست بذات خود ان علوم نایاب کی اشاعت پر توجہ فرماتے خوب ہوتا کہ اہل دولت ایسے جواہر بے بہا کو خرید فرماتے تاکہ اُنکا نام نامی بھی تا نیامت صفحۂ ہستی پر نیک یادگار قائم رہتا۔ اور آخرت کی بیشمار نعمت سے خود سرفراز ہوتے۔ الغرض یہ گوہر گرانمایہ تمام کوشش کے ساتھ کاتب جواہر رقم سے لکھوایا گیا اور پوری حفاظت سے باراول پیمانہ ۱۱+۹ پر طبع ہوا۔ ۵۳۴ صفحہ یعنی ۳۳ جزو ۷ ورق۔

سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر قرآن

اس نادر تفسیر کا تذکرہ حلقۂ طلبہ و مجمع علما مین عجیب غرابت سے مشہور ہورہا تھا۔ مدتون اسکی داستان سننے سے ہر شخص بہہ تن اشتیاق ہوگیا تھا۔ اگر کسی عالم کے پاس کسی سورہ کی تفسیر بے نقط ہوتی تھی تو اسکو ایک گوہر نایاب کی طرح رکھتے گویا ایک عجیب تبرک تھا کہ اسکو کبھی کبھی نکال کر زیارت کرلے۔ فی الواقع ایک کان علم و صنعت اعلی ہی۔ شہنشاہ اکبر ہندوستان نے اسکے مؤلف علامۂ ابو الفیض فیضی کو اگر تاج کرامت داعزاز سے سرفراز کیا تو بہت بجا تھا۔ اور بقول مشہور (ولی را ولی میشناسد) ہر عالم ادیب کا اسکے جوہر پر فریفتہ ہونا لائق تھا۔ بحمد اللہ کہ مطبع اودھ اخبار کو اسکا نہایت خوشخط و صحیح نسخہ دستیاب ہوا اور نہایت اہتمام سے جواہر رقم کتابت اور نفیس کاغذ پر اسکو طبع کیا۔ پیمانہ ۱۲+۸ پر (۴۸۴) صفحات یعنی ۳۰ جزو کلان مین۔ اور قیمت مقررہ اسکے مقابلہ مین گویا مفت۔

جواہر غیبی

یہ اسم با مسمی کتاب مذاق تصوف مین نایاب مولفۂ حضرت سید مظہر علی شاہ اکبر آبادی قدس سرہ ہی۔ عجیب رتبہ کی کتاب ہی جسمین ابتدا سے انتہا تک کا طریق سلوک و عجائب تحقیقات مذکور مین جنھون نے اسکو دیکھا وہ والہ و شیدا ہین۔ اور جو محروم ہین افسوس کرینگے۔

